ایورویدک جڑی بوٹیاں

ویدجگن ناتھ

ادارہ مطبوعاتِ سلیمانی
رحمان چیمبرز، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور ۲

ایورویدک جڑی بوٹیاں

وید جگن ناتھ

اس کتاب میں بھارتی جڑی بوٹیاں جلد اول، جلد دوم، جدیدہ رودنتی اور رسالہ چھوٹی چندن شامل ہیں۔

ادارہ مطبوعاتِ سلیمانی

رحمان چیمبرز، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

ناشر عبدالوحید سلیمانی

مطبع عید محمد پرنٹرز

طبع اول فروری ۸۳ء ۱۰۰۰

طبع دوم اکتوبر ۹۲ء ۵۰۰

قیمت ... روپے

حکیم ایم ارشد شاہین

مصنّف کے مختصر حالات

محترم وید جگن ناتھ صاحب کو بھارت خط لکھا کہ ہمیں اپنی کتب کے حقوق عنایت فرمائیں۔ انھوں نے کمال شفقت سے اجازت دے دی۔ ان سے دوبارہ گذارش کی گئی کہ اپنے حالاتِ زندگی قلم بند کریں۔ اس ضمن میں جو کچھ انھوں نے بیان کیا۔ من و عن درج ہے۔

عبدالوحید سلیمانی

میری سرگزشت

میری پیدائش قصبہ جنڈ ضلع اٹک (پاکستان) میں یکم جنوری ۱۹۱۰ء کو ہوئی تھی۔ ۱۹۲۸ء میں میٹرکولیشن کرنے کے بعد دیانند آیورویدک کالج لاہور میں داخلہ لے لیا اور دو سال کا کورس کر کے "ویدکویراج" کا ڈپلومہ (سند) حاصل کیا اور پھر اس کے بعد مزید دو سال کا کورس کر کے ۱۹۳۲ء میں "ویدواچسپتی" کی سند حاصل کی۔ بعد ازاں اپنے آبائی قصبہ میں ہی پریکٹس شروع کر دی۔ کشتہ جات اور آیورویدک مرکبات کی تیاری میں خاص رجوع ہونے کی وجہ سے ٹیکسلا آیورویدک فارمیسی بھی قائم کی گئی۔

اگرچہ میں نے ہندی اور سنسکرت لے کر میٹرکولیشن کیا تھا تاہم آٹھویں جماعت تک اردو بھی پڑھی تھی۔ اردو پڑھنے اور لکھنے میں خاص دلچسپی ہونے کی وجہ سے میں نے مختلف طبی رسالہ جات مثلاً الطبیب لاہور، مشیر الاطبا۔ لاہور اور آب حیات ٹوہانہ وغیرہ میں طبی مضامین بھی لکھنے شروع کر دیئے۔ ان مضامین کو خوب سراہا گیا۔ دن بدن اس طرف رجوع بڑھتا گیا۔ بعد ازاں میں نے آیورویدک

لٹریچر کو اُردو میں لکھ کر حکما حضرات تک پہنچانے کا تہیہ کر لیا۔ چنانچہ سب سے پہلے آیورویدک فارماکوپیا تصنیف کیا۔ اس کی مقبولیت سے حوصلہ پاکر رسالہ شلاجیت اور رسالہ چھوٹی چندن تصنیف کیے۔ ملک کی تقسیم ہونے کے بعد میں ۱۹۴۸ء میں چندوسی ضلع مراد آباد (یو۔پی) میں مقیم ہو گیا۔ یہاں آکر میں نے نہ صرف مذکورہ ہر سہ کتب کے نئے ایڈیشن طبع کرائے بلکہ بھارتی جڑی بوٹیاں حصہ اوّل۔ بھارتی جڑی بوٹیاں حصہ دوم۔ طبی جواہرات اور رسالہ جدیدہ رودنتی بھی شائع کرائے ہیں بھارتی جڑی بوٹیاں حصہ دوم کے لیے اُتر پردیش اُردو اکاڈمی کی جانب سے ایک ہزار روپیہ کا انعام دیا گیا ہے۔ آیورویدک اینڈ طبّی اکاڈمی لکھنؤ اُتر پردیش کی طرف سے اڑھائی صد روپیہ انعام دیا گیا ہے۔ ابھی کچھ ماہ بیشتر اس گرانی کے زمانہ میں ایک نئی کتاب علم و عمل کشتہ جات شائع کرائی گئی ہے۔ اپنے موضوع کی یہ ایک نادر کتاب ہے۔

ترتیب

عرض حال

دنیا میں جو طبیں رائج ہیں۔ ان میں نباتی، حیوانی اور معدنی تین اقسام کی ادویہ مستعمل ہیں۔ اور ان ہر سہ اقسام کی ادویات میں نباتی دواؤں کو اپنی تعداد اور افعال و اثرات کی بدولت بقیہ ادویہ پر خاص فوقیت حاصل ہے۔ اس لیے دنیائے طب میں علاج معالجے کا انحصار زیادہ تر نباتی دواؤں پر ہے۔ غرض جڑی بوٹیاں تمام مروجہ طبوں کی جان ہیں ان کے ذریعہ انواع و اقسام کے پیچیدہ و دیرینہ اور ہٹیلے امراض کا شافی علاج کیا جا سکتا ہے۔ اور کبھی مرتبہ بڑے بڑے قیمتی مرکبات، اکسیری کشتہ جات اور انجکشن وغیرہ بھی ان کے سامنے ہیچ ہو جاتے ہیں۔ آیوروید کی قدیم ترین کتب چرک سنگھتا و سشرت سنگھتا میں تقریباً سات صد بوٹیاں دوا استعمال کی گئی ہیں۔ اگرچہ طب یونانی اور ایلوپیتھک وغیرہ میں بھی کافی عقاقیر کام میں لائی جاتی ہیں۔ لیکن یہ امر مسلمہ ہے کہ آیوروید میں جس قدر جڑی بوٹیوں کے خواص و استعمالات کا تذکرہ ہے اس قدر کسی دیگر طب کی کتب میں نہیں پایا جاتا۔ حقیقت یہ ہے کہ موسم اور آب و ہوا نیز زمین کی سطح کے نشیب و فراز کے لحاظ سے جو رنگارنگی فرق اور تقابل ہمارے ملک میں پایا جاتا ہے۔ اس کی مثال دنیا کے کسی دوسرے خطہ میں نہیں مل سکتی۔ میدانوں میں گرمی کے موسم میں ایک سو تیس درجہ کے قریب قریب درجہ حرارت ہوتا ہے۔ لیکن کشمیر میں دراس کے مقام پر منفی چھیالیس درجے تک کا درجہ حرارت ہوتا ہے آسام میں چیراپونجی کے مقام پر چار سو تیس انچ سالانہ بارش سے لے کر راجپوتانہ کے صحراؤں صرف پانچ انچ سالانہ بارش کے دلچسپ تقابل موجود ہیں۔ ہمالیہ کی بلند ترین چوٹیاں بھی یہاں سر بفلک ہیں۔ اور دکھنی بھارت کے نشیب و فراز اور دلدلی علاقے بھی ہیں۔ غرضیکہ دنیا بھر کی تقریباً تمام قسم کی آب و ہوا موسموں اور سطح زمین کے نمونے بھارت میں مل سکتے ہیں۔ ان حالات کے باعث یہ ملک نباتاتی دولت سے مالا مال ہے۔ چنانچہ جس قدر مختلف انواع و اقسام کی عقاقیر یہاں پیدا ہوتی ہیں۔ دنیا کے کسی دیگر ملک میں قطعاً پیدا نہیں ہوتیں۔

قصہ کوتاہ قدرت اس سلسلہ میں ہمارے لیے بہت فیاض واقع ہوئی ہے۔

یہاں صرف بوٹیوں کی کثیر پیدائش ہی نہیں ہوتی بلکہ زمانہ قدیم میں رشی منی اور سنیاسی لوگ ہی عموماً اس علم کے عالم ہوتے ہیں۔ اور چونکہ وہ لوگ عموماً جنگلوں اور پہاڑوں پر ہی بسیرا رکھتے تھے۔ اس لیے ان کو ان بوٹیوں کے پتے پتے کی پہچان تھی ان کو مختلف بوٹیوں کے متعلق جس قدر وسیع پیمانہ پر تحقیق کرنے کا موقع میسر ہوا ہے۔ دیگر لوگوں کو نہیں ہوا۔ یہ انہیں رشی منیوں اور سنیاسی لوگوں کی عنایت و شفقت ہے کہ آیورویدمیں جڑی بوٹیوں کا علمی خزانہ اس قدر بھرپور ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود بھی ان جڑی بوٹیوں کے ساتھ سادھو سنیاسیوں کا نام بدستور وابستہ پایا جاتا ہے۔

آیوروید میں عقاقیر کے متعلق اس قدر عظیم علم کے پائے جانے کے باوجود بھی اس کا ہر گز یہ مدعا نہیں ہے کہ آیورویدک کتب جڑی بوٹیوں کے علم کے لحاظ سے بالکل مکمل و کامل ہیں نہیں بلکہ ابھی تو بیسیوں دیگر بوٹیوں کی معلومات سے ہم بالکل ناآشنا ہیں۔ اور ہم نے ابھی یہ تمام معلومات حاصل کرنی ہیں۔ یہ ہمارے لیے کوئی نئی بات نہیں۔ بلکہ ہمارے بزرگ دوسری قوموں کے علوم و فنون سے استفادہ کرنے میں ہمیشہ متمنی اور کوشاں رہے ہیں۔ چنانچہ خری بھاؤ مشر اور شری کاشی راج وغیرہ کو پارسیک یوانی (اجوائن خراسانی) پارسیک وچا (شیریں وچ)۔ دویپ انتر وچا (کلنجن) وش مشٹی (کچلہ) کرمانی اجوائن (درمنہ) اہی پھین (افیون) اور بربت بالی (کالی زیری) وغیرہ عقاقیر مفید و موثر معلوم ہوئیں تو انہوں نے ان کے افعال و خواص کو اپنی تصانیف بھاو پرکاش نگھنٹو اور راج نگھنٹو وغیرہ میں مندرج کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ترقی زمانہ کے ویدان سے مستفید ہو رہے ہیں حقیقتاً علوم و فنون حاصل کرنے میں کوئی عار نہیں سمجھنی چاہیے۔ دانا لوگ حقیر سے حقیر آدمی سے بھی علم و فن حاصل کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ اگر یہ امر مانع ہو تو علوم و فنون کی ترقی میں گنجائش نہیں ہوتی۔ کہ جس سے انسان کوپ منڈک یعنی کنواں کا مینڈک بن کر رہ جاتا ہے۔ درحقیقت تمام علوم و فنون اور ہر اچھی چیز اور ہر اچھی بات ہر سمجھدار انسان کی ملکیت ہے۔

سکندر اعظم کے ہندوستان کے حملے کے بعد اسلامی اطبا یہاں طب یونانی لائے کہ جس نے یہاں قابل رشک ترقی کی ہے۔ چنانچہ یونانی کتب میں ایسی بیسیوں بوٹیوں کا ذکر ہے

کہ جن سے ہم ویدلوگ بالکل لاعلم ہیں۔ یونانی طبیب آئے دن ان عقاقیر کو استعمال میں لا کر فیض یاب ہوتے ہیں لیکن ہم ان سے قطعاً فائدہ نہیں اٹھاتے۔ یہ کہاں کی دانشمندی و دور اندیشی ہے ؟ کیا آیورویدکو ترقی دینے کا یہی ڈھنگ ہے۔ اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر بوٹیاں ہمارے ملک میں بکثرت پیدا ہوتی ہیں لیکن اپنی ناواقفیت اور ناسمجھی کی بدولت ہم ان کو بھی غیر ملکی سمجھ کر استعمال نہیں کرتے۔

عین یہی حالت یونانی حکیموں کی ہے۔ بیسیوں ایسی عقاقیر ہیں کہ جو ویدوں کے ہاں آئے دن استعمال کی جاتی ہیں۔ ان کے مفید و موثر ہونے میں رتی بھر بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں غرضیکہ تجربہ کی کسوٹی پر پرکھی جا چکی ہیں۔ لیکن تاہم یونانی حکیم اکثر انہیں استعمال میں نہیں لاتے۔ سوائے اس کے کیا وجہ ہے کہ ان کا یونانی کتب میں بیان نہیں ملتا۔ یونانی حکماء کی اس روش پر مجھے انتہا حیرانگی ہوتی ہے۔ جب کہ آپ یہاں کے آب و دانہ سے پھلتے پھولتے ہیں۔ یہاں کی پیدا ہوئی ہر چیز کو استعمال کر کے آپ فیض اٹھاتے ہیں تو بھارت میں پیدا ہونے والی ان عقاقیر نے ہی کیا گناہ کبیرہ کیا ہے کہ آپ ان سے مستفید نہیں ہوتے۔ یہ بوٹیاں کوئی ویدوں کی وراثت نہیں ہیں۔ یہ سب کی ساجھی ہیں۔ ان سے ہر کس و ناکس فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ان کے استعمال کا آپ کو اتنا ہی حق ہے جتنا ویدوں اور ڈاکٹروں وغیرہ کو ہے۔ اگر قدیم یونانی کتب کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بالکل عیاں ہو جاتا ہے کہ قدیم یونانی اطبا نے آیورویدک علم سے پورا پورا فائدہ اٹھا کر یونانی طب کی افادیت میں اضافہ کیا ہے۔ قصہ کوتاہ فی زمانہ کے ویدوں اور اطبا کو تمام دستیاب ہونے والی کار آمد عقاقیر سے فیض اٹھانے میں جھجک سے کام نہیں لینا چاہیے۔ چونکہ علم و حکمت اور سائنس ہر سمجھدار انسان کی میراث ہے اور اس کی گم شدہ چیز ہے۔ گم شدہ چیز جہاں سے ملے۔ اسے لے لینا چاہیے۔ اگر ہم ویدوں اور حکیموں کا یہی موجودہ شیوہ بدستور رہا تو ہر دو طبوں کی بقا اور ترقی کا مسئلہ ہرگز حل نہ ہو سکے گا۔ ہر طب کے نفس بقا کے لیے یہ سنہری اصول ہے کہ اسے تمام ضروری اور مفید اکتشافات سے آراستہ و پیراستہ کیا جائے۔ نہیں تو ہم پچھڑ جائیں گے۔ اور ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔

اس سلسلہ میں ویدوں اور یونانی اطبا کی بہ نسبت ڈاکٹروں کا دستور نہایت قابل ستائش ہے۔ آپ صرف اس ایک نکتہ پر غور فرمائیں کہ طب یونانی جو اسلامی

اطبا کی توسط سے ہندوستان میں پہنچی۔ وہی طب یونانی یورپ میں بھی پہنچی۔ اور ترقی کی عظیم الشان منزلیں طے کرتی ہوئی اب طب ڈاکٹری کی صورت میں ہمارے پیش نظر ہے۔ کیا آج کل کسی آدمی کے وہم وگمان میں بھی یہ آسکتا ہے کہ طب یونانی ہی ترقی کرکے اب طب ڈاکٹری کے نام سے مشہور ہے۔ فی زمانہ کیا دونوں میں کوئی مشابہت دی جاسکتی ہے طب ڈاکٹری کی اس عظیم الشان ترقی کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ طب مغربی (ڈاکٹری) میں کسی بھی مفید چیز کے اخذ کرنے میں کبھی تامل نہیں کیا جاتا۔ ان کے ہاں جدید وقدیم۔ دیسی و بدیسی میں تفریق نہیں کی جاتی۔ جو چیز صحیح ہے وہ لے لی جاتی ہے۔ اور جو چیز غلط ہے وہ چھوڑ دی جاتی ہے۔ خواہ وہ جدید ہو یا قدیم۔ دیسی ہو یا بدیسی۔ ابھی حال ہی کی مثال آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ چند سال پیشتر سرپ گندھا (چھوٹی چندن) بوٹی کو ہندوستان میں کوئی خال خال ہی استعمال کرتا تھا۔ ۱۹۳۱ء میں شری مہا یادھیائے کوپراج ڈاکٹر گن ناتھ سین اور شری ڈاکٹر کارتک چندر بوس نے پہلی مرتبہ اس بوٹی کے ہائی بلڈ پریشر (زیادتی دباؤ خون) میں مفید ثابت ہونے کے متعلق اپنے تجربات کو انڈین میڈیکل ورلڈ کلکتہ میں رفاہ عام کے لیے مشتہر کیا تھا۔ اس کے بعد اس کے متعلق وسیع پیمانہ پر تجربات ہونے شروع ہوگئے اور اب یہ حالت ہے کہ دنیا بھر کے ڈاکٹر اسے ہائی بلڈ پریشر کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یہ خالص بھارتی پودا ہے۔ یورپ میں اس کی پیدائش نہیں ہوتی۔ تمام غیر ممالک میں یہ بوٹی بھارت سے ہی مہیا کی جاتی ہے۔ دنیا بھر کے ڈاکٹر تو اسے اپنے استعمال میں لاتے ہیں۔ لیکن ہماری یہ حالت ہے کہ اب بھی اکا دکا وید وحکیم ہی اسے استعمال میں لاتے ہیں۔ عام وید حکیم اس سے بالکل ناآشنا ہیں۔

بھارت گورنمنٹ کی جانب سے پہلی مرتبہ جو انڈین نیشنل فارماکوپیا ۱۹۵۵ء میں شائع ہوا ہے۔ اس میں سرپ گندھا بھی شامل ہے۔ یہی نہیں بلکہ کئی دیگر نباتی ادویہ بھی شامل کرلی گئی ہیں۔ مثلاً ایلسر سول۔ ورمنہ۔ آیاپان۔ دار ہلدی۔ پلاس بیج۔ چرائتہ۔ دھتورہ۔ اسپغول۔ کالادانہ۔ کالمیگھ۔ کرچی۔ ہرڑ۔ کٹکی۔ جنگلی پیاز۔ سیت پرن۔ بیلگری۔ اشوک۔ املتاس۔ ہلدی۔ انت مول۔ باوچی۔ بسکھپرہ۔ گگل۔ اسگندھ۔ بالنہ وغیرہ۔ الغرض اب ڈاکٹر لوگ ان عقاقیر کے تیار کردہ مرکبات کو بھی اپنے استعمال میں لارہے ہیں۔

ان کو فائدہ سے غرض ہے۔ چاہے وہ ادویہ جدید ہیں یا قدیم۔ چنانچہ ڈاکٹری میں بہت سی نباتی ادویہ وہی استعمال کی جاتی ہیں۔ کہ جو عمر گاد ٹیدو حکیم آئے دن استعمال میں لاتے ہیں لیکن ان کے علاوہ چند دیگر نباتی ادویہ بھی مستعمل ہیں۔ چنانچہ ہمیں بھی ان سے مستفید ہونے کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیے۔

اگرچہ بھارت گورنمنٹ طب آیورویدک اور طب یونانی کو ترقی دینے کی خاطر کافی مدد کر رہی ہے۔ لیکن تاہم حقیقتاً اس نے طب ڈاکٹری کی ہی سرپرستی حاصل کی ہوئی ہے اور چونکہ ایلوپیتھی کی دواؤں کی کثیر مقدار غیر ممالک سے درآمد کی جاتی ہے۔ اس لیے ہر سال گورنمنٹ کو کئی کروڑ روپیہ سالانہ زرمبادلہ کی صورت میں غیر ممالک کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ اگر وہی ادویات یہاں اپنے ملک میں تیار کی جائیں تو یہ کروڑوں روپیہ ملک میں ہی رہ سکتا ہے جس سے ملک کے کئی دیگر مسائل حل کیے جا سکتے ہیں۔ اس صورت حال کو مدنظر رکھ کر بھارت گورنمنٹ نے اپنی توجہ اس طرف بھی مبذول کی ہے۔ درحقیقت اس مسئلہ کو کسی حد تک حل کرنا گورنمنٹ کے لیے کوئی مشکل بھی نہیں ہے۔ چونکہ غیر ممالک سے جو نباتی ادویہ درآمد کی جاتی ہیں۔ ان میں بکثرت ایسی ادویہ ہیں کہ جو بھارت میں تیار کی جا سکتی ہیں۔ بلکہ وہ خام صورت میں یہاں سے ہی یورپ میں جاتی ہیں اور وہاں سے ان کے ایکسٹریکٹ (خلاصہ) وغیرہ بن کر پھر یہاں واپس آکر اصل قیمت سے بیسیوں گنا زیادہ قیمت میں فروخت ہوتی ہیں۔ یعنی کہ جو چیزیں کوڑیوں کے مول یہاں سے خرید کی جاتی ہیں۔ وہی انگریزی ادویات کے لباس میں یہاں واپس آکر اشرفیوں کے مول فروخت ہوتی ہیں۔ مثلاً بیلاڈونا (لفاح) نکس وامیکا (کچلہ) ایکونائٹ (میٹھا تیلیا) القیڈرا (سوم کلپ) آرٹی می شیا میری ٹیما (درمنہ) لاڈولفیا سرپنٹینا (سرپ گندھا) وغیرہ ادویہ یہاں سے یورپ میں جاتی ہیں۔ اور پھر یہ انگریزی ادویہ کی صورت میں یہاں واپس آکر منہ مانگے داموں میں فروخت ہوتی ہیں۔ اور ہماری جہالت کی یہ حالت ہے کہ جن علاقوں میں یہ بوٹیاں پیدا ہوتی ہیں وہاں کے لوگ اپنی ناواقفیت اور ناسمجھی کی وجہ سے اکثر ان سے ایندھن وغیرہ کا کام لیتے ہیں۔ غرضیکہ ہم اپنی ناواقفیت اور جہالت کی بدولت سونے جیسی گراں قیمت چیزوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا ڈالتے ہیں۔ یا یہ بوٹیاں قدرتاً وقت پر خشک ہو کر خاک میں مل جاتی ہیں۔

بھارت گورنمنٹ اس کوشش میں ہے کہ یہ لوٹ کھسوٹ بند ہو۔ اور یہ تمام ادویہ ہمارے ملک میں ہی تیار کی جائیں۔ یہی نہیں بلکہ یہاں جو دیگر نباتی ادویہ پیدا ہوتی ہیں ان سے بھی فائدہ اٹھانے کی کوشش میں ہے۔ چنانچہ انہیں تمام اغراض کے مدنظر بھارت میں گورنمنٹ کی جانب سے ہندوستان کی نباتی دواؤں کی قدر و قیمت معلوم کرنے کی اور جن دواؤں کی قیمت معلوم ہو جائے انہیں کام میں لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ چنانچہ اسکول آف ٹراپیکل میڈیسن کلکتہ۔ سنٹرل ڈرگ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لکھنؤ۔ ہیفکسن انسٹی ٹیوٹ بمبئی۔ ڈرگ ریسرچ لیبارٹری جموں اور یونیورسٹیوں کی بہت سی لیبارٹریوں میں کافی تحقیقات کا کام کیا جا رہا ہے۔ یہی نہیں بلکہ جو بوٹیاں یہاں ہندوستان میں پیدا نہیں ہوتیں، وہ غیر ممالک سے منگوا کر ان کی یہاں کاشت کی جا رہی ہے۔ اور اس میں کافی کامیابی بھی ہوئی ہے مثلاً درخت اپی کے کوانا (ایپیکاک) جو امیبائی پیچش (امیبک ڈیسنٹری) کی خاص دوا ہے۔ ملک برازیل (جنوبی امریکہ) میں خودرو پیدا ہوتا ہے لیکن اب مغربی بنگال میں ضلع دارجلنگ کے علاقہ رونگو میں اس کی کاشت میں کامیابی حاصل کر لی گئی ہے۔ کہتے ہیں کہ رونگو میں پیدا ہونے والا ایپیکاک اپنی اصلی جائے پیدائش والے ایپیکاک کی بہ نسبت زیادہ مفید ثابت ہوا ہے۔ سنکونا جس کا جوہر مونترہ کونین ہے بھی جنوبی امریکہ کا ہی ایک پودا ہے اس کی بھی مغربی بنگال میں کامیاب طریق سے کاشت کر لی گئی ہے۔ غرضیکہ بدیسی پودے بھی اب ہمارے ملک میں ہی نشو و نما پانے لگ گئے ہیں۔ اور اب ہم بہت جلد ان کے لیے غیر ممالک کے محتاج نہ رہیں گے۔ قصہ کوتاہ ہم ڈیدوں اور حکیموں کو ان نئی نئی تحقیقاتوں سے پوری پوری طرح فائدہ اٹھانا چاہیے اور اپنے علم الادویہ کے خزانہ کو ان جدید مکشوفات سے لبریز کر لینا چاہیے تاکہ ہم پچھڑ نہ جائیں۔

اپنے علم النباتات کو مکمل و اکمل بنانے کے لیے ہم کو ان تمام کارآمد جڑی بوٹیوں کے متعلق جو آیورویدک۔ یونانی اور ڈاکٹری میں مستعمل ہیں۔ مکمل واقفیت حاصل کرنی چاہیے۔ علاوہ بریں ہمارے ملک میں ایسی بھی کثیر غیر معروف جڑی بوٹیاں پائی جاتی ہیں جن کا طبی کتب میں کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ لیکن تاہم بے شمار لوگ ان کو قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہمیں ان کے بھی طبی خواص کے متعلق تحقیقات کرنی چاہیے اور ان میں سے جو بوٹیاں تجربہ کی کسوٹی پر پوری اتریں ان کو بھی باقاعدہ اپنے

استعمال میں لانا چاہیے۔ اس مدعا کے لیے اردو زبان میں جڑی بوٹیوں کی ایک ایسی جامع و مکمل کتاب کی ضرورت ہے کہ جس سے ان تمام بوٹیوں کے متعلق ہر قسم کی صحیح صحیح ضروری واقفیت بمعہ تازہ ترین منکشوفات کے حاصل کی جا سکے۔ لیکن شومئے قسمت سے وقت کی ضرورت کے مطابق ایسی کوئی کتاب اس وقت تک اردو زبان میں طبع نہیں ہوئی ہے جڑی بوٹیوں کے متعلق جو تین چار کتابیں ملتی ہیں ان کے مکمل ہونے کی تو کوئی بات ہی نہیں بلکہ ان میں جن چند بوٹیوں کا تذکرہ ملتا ہے ان کی جائے پیدائش، شناخت، کیمیائی تجزیہ اور افعال و منافع وغیرہ کے متعلق تو بالکل معمولی یعنی برائے نام واقفیت درج کی گئی ہے۔ البتہ مجربات کی بھرمار کر دی گئی ہے۔ غرضیکہ یہ جڑی بوٹیوں کی کتابیں بھی بطور مجربات کی کتابوں کے تحریر کی گئی ہیں۔ کہ جس سے ان کتب کے لکھنے کا اصل مقصد بالکل فوت ہو گیا ہے۔

حقیقتاً کسی واحد بشر سے ایسی جامع و مکمل کتاب کا لکھا جانا ممکن بھی نظر نہیں آتا۔ یہ کام تو دراصل کسی طبی انجمن کا ہے کہ جس کے وسیع وسائل ہوں۔ لیکن آج کل ہماری جو طبی انجمنیں ہیں۔ وہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ان سے طبی برادری کے لیے کوئی مفید کام سرانجام پانا ناممکن ہے۔ ان کو تو صرف چند لوگوں نے اپنی شہرت اور ناموری کمانے کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ ان کو صرف اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے۔ ان سے کسی طبی خدمت کے ہونے کی امید رکھنا اپنے آپ کو دھوکا دینا ہے۔ البتہ اگر اس فن کی علمی خدمت کر سکنے والے چند وئید و حکماء اور ڈاکٹر صاحبان سر جوڑ کر اس فرض کو ادا کریں۔ اور دیگر وئید و حکماء وغیرہ ان کی مالی امداد وغیرہ کریں تو یہ کام ایک نہ ایک دن پایہ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔ ورنہ اس اہم حالی ضرورت کا پورا ہونا امر محال ہے۔

اس طبی خدمت میں ہاتھ بٹانے کی تمنا تو زبردست ہے۔ لیکن کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں ملتا۔ ان حالات کی مجبوری سے آخر یہی طے کیا ہے کہ کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا تو بہتر ہے۔ صرف اس خیال کو مدنظر رکھ کر جڑی بوٹیوں کی یہ کتاب لکھنی شروع کی گئی ہے۔ میں بخوبی جانتا ہوں کہ اس عظیم کام کو سرانجام دینے کے لیے نہ تو مجھ میں علمی قابلیت ہے، نہ مجھے اردو زبان پر عبور حاصل ہے اور نہ مجھے دیگر ضروری وسائل میسر ہیں۔ البتہ اس خدمت کے کرنے کا شوق ضرور موجزن ہے۔ بس اس شوق کی بدولت ایشور کے بھروسا اور آپ

قارئین کرام کے بل بوتے پر یہ کام شروع کر رہا ہوں۔ چاہے میں آٹے میں نمک کے برابر ہی یہ کام کر سکوں گا۔ لیکن ایک راہ ضرور دکھائی دینے لگے گی اور ہو سکتا ہے کہ اس خیال کے چند اور طبی شیدا بھی اس طبی خدمت کے کرنے کا بیڑا اٹھا لیں۔ تو کافی کام سرانجام پا سکتا ہے۔

اس کتاب کے متعلق میں اس قدر بتلا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس میں جن چند جڑی بوٹیوں کا حال حوالہ قلم کیا گیا ہے ان کے متعلق اس وقت تک جس قدر بھی معلومات حاصل ہو چکی ہیں وہ سب اس کتاب میں یکجا فراہم کر دی گئی ہیں۔ غرضیکہ اس کتاب میں نہ صرف ہر بوٹی کے متعلق قدیم نقطہ نگاہ سے ہی شرح و بسط سے روشنی ڈالی گئی ہے بلکہ تحقیقات حاضرہ کے نقطہ نظر سے جدید انکشافات بھی مفصلاً پیش خدمت کر دیے گئے ہیں۔ قصہ کوتاہ ناظرین کے دامن معلومات کو قدیم و جدید نظریات سے بھر دینے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔

چند امتیازی خصوصیات ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۔ سب سے پہلے ہر بوٹی کا مختلف زبانوں یعنی سنسکرت، ہندی، اردو، پنجابی، بنگالی، مرہٹی، گجراتی، عربی، فارسی، انگریزی اور لاطینی وغیرہ کا نام نہایت تحقیق و صحت سے لکھا گیا ہے۔ اس کا خاص فائدہ یہ ہے کہ اگر کسی دوا کا نام کسی ایک زبان میں معلوم ہو تو باقی زبانوں میں بھی بآسانی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ بعض ناموں کی وجہ تسمیہ بھی تحریر کر دی گئی ہیں۔

۲۔ ہر بوٹی کی تاریخ کے متعلق بھی مختصراً روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ کوئی بوٹی کس قدر عرصہ سے دوا استعمال کی جا رہی ہے اور کس کس طب میں اس کا استعمال مروج ہے۔

ہندوستان میں ڈاکٹروں کے ہاں پہلے برٹش فارماکوپیا[ص] (قرابادین برطانیہ)

ص برٹش فارماکوپیا پہلی مرتبہ ۱۸۶۴ء میں طبع کیا گیا ہے۔ اور اب آٹھویں مرتبہ ۱۹۵۳ء میں طبع کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں ہر جگہ برٹش فارماکوپیا کے نئے ایڈیشن کا حوالہ دیا گیا ہے۔

رائج تھا۔ اب بھارت گورنمنٹ نے انڈین نیشنل فارماکوپیا (قرابادین ہند) ۱۹۵۵ء میں پہلی مرتبہ شائع کرایا ہے۔ اب یہاں اس کے مطابق ادویہ تیار کی جاتی ہیں۔ انڈین نیشنل فارماکوپیا میں کئی ایسی نباتی ادویہ شامل کر لی گئی ہیں کہ جو برٹش فارماکوپیا میں داخل نہیں ہیں۔ ایسی کچھ بوٹیوں کی فہرست پہلے دی جا چکی ہے۔ اس کتاب میں جن عقاقیر کا تذکرہ کیا گیا ہے ان میں سے اسبغول، اشوک۔ املتاس۔ بانسہ اور درمنہ کو انڈین نیشنل فارماکوپیا میں شامل کر لیا گیا ہے۔ حالانکہ برٹش فارماکوپیا میں یہ نباتی ادویہ داخل نہیں ہیں۔ اجوائن خراسانی اور درمنہ کا ایلکلائڈ (کھاری جوہر مؤثرہ) سینٹونین ________ یہ نباتی ادویہ برٹش فارماکوپیا اور انڈین نیشنل فارماکوپیا دونوں میں داخل ہیں۔ غرضیکہ اس طرح اس کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ اس وقت تک کون کون سی عقاقیر برٹش فارماکوپیا اور انڈین نیشنل فارماکوپیا میں شامل کی جا چکی ہیں۔

۳۔ ہر بوٹی کی جائے پیدائش اکثر مفصلاً تحریر کر دی گئی ہے یعنی وہ بوٹی ہندوستان۔ پاکستان و دیگر ممالک کے کس کس حصہ میں پیدا ہوتی ہے۔

۴۔ ہر بوٹی کی نباتی توضیح اس قدر سادہ زبان میں بیان کی گئی ہے کہ جس سے بوٹی بآسانی پہچانی جا سکے۔ اور اس کے فراہم کرنے میں کوئی دقت درپیش نہ آئے۔

۵۔ ماہرین النباتات نے عالم نباتات کو دو جماعتوں میں تقسیم کیا ہے۔ یعنی پھول لانے والے پودے اور بے پھول پودے۔ پھر ان ہر دو جماعتوں کو کئی اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔ بعد میں پھول لانے والے پودوں کے پھولوں، پھلوں اور بیجوں کی قدرتی مشابہتوں اور بے پھول پودوں کی قدرتی اقسام کی بنا پر ان کے بہت سے فریق مقرر کیے ہیں جنہیں نیچرل آرڈر یعنی قدرتی فریق یا قدرتی فیصلہ کہتے ہیں۔ چنانچہ ہر بوٹی کا قدرتی فیصلہ (نیچرل آرڈر) تحریر کیا گیا ہے۔

۶۔ طب جدید میں نباتی ادویہ کا کیمیائی تجزیہ کیا جاتا ہے۔ نباتی ادویہ کی قدرتی ساخت میں جو جو اجزا پائے جاتے ہیں۔ ان کو بذریعہ علم کیمیا (کیمسٹری) تحلیل و تجزیہ سے علیحدہ کر لیا جاتا ہے۔ ان کیمیائی اجزاء میں سے ایلکلائڈز[صہ] (ALKALOIDS)

صہ ایلکلائڈز یعنی کھاری جواہر مؤثرہ جو صرف نباتات کی جڑوں۔ (باقی صفحہ آئندہ)

یعنی کھاری جواہر موثرہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ چونکہ ہر نباتی دوائی کے اوصاف اس کے ایلکلائڈ (کھاری جوہر موثرہ) ہی پہ انحصار رکھتے ہیں۔ واضح رہے کہ کیمیائی تجزیہ صرف نباتی ادویہ کا ہی کیا جاسکتا ہے۔ چونکہ معدنی ادویہ تو بذات خود مفرد ہوتی ہیں۔ اس لیے ان کے اندر ایسے اجزا نہیں ہوتے۔ جن کو علیحدہ کیا جاسکے۔

وہ تمام نباتی ادویہ جو کہ ڈاکٹری میں مستعمل ہیں ان کا کیمیائی تجزیہ کیا جاچکا ہے۔ اسکول آف ٹراپیکل میڈیسن کلکتہ میں شری کرنل رام ناتھ چوپڑہ نے بھی بہت سی ہندوستانی نباتی ادویہ کا کیمیائی تجزیہ کر کے ان کی قدر و قیمت معلوم کرنے کی عظیم کوشش کی ہے۔ یہ کام اس میں آج کل بھی سرانجام دیا جارہا ہے۔ اس تمام تحقیقی کام کی بدولت ہی ہر نبات کا کیمیائی تجزیہ بیان کیا جاسکا ہے۔

۷۔ ہر بوٹی کا وہ حصہ یا حصص مستعملہ یعنی جو دوا استعمال میں لائے جاتے ہیں کا اظہار کیا گیا ہے۔

۸۔ ہر بوٹی کے افعال و خواص بروئے طب ویدک اور طب یونانی مفصلاً بیان کیے گئے ہیں۔ اول ہر بوٹی کے افعال و خواص بروئے طب ویدک بیان کیے گئے ہیں۔ چنانچہ آیورویدک کے جو جو مستند نگھنٹو (مخزن المفردات) اس وقت دستیاب ہوتے ہیں۔ اکثر ان تمام کے حوالہ جات کی بنا پہ یہ افعال و خواص حوالہ قلم کیے گئے ہیں۔ پھر بروئے طب یونانی خواص و فوائد بیان کیے گئے ہیں۔ اس غرض کے لیے میں نے خزائن الادویہ کو منتخب کیا ہے۔ اگرچہ طب یونانی میں علم الادویہ کے متعلق کئی عظیم کتابیں دستیاب ہوتی ہیں جن میں سے مخزن الادویہ اور محیط اعظم کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ لیکن چونکہ

حاشیہ بقیہ صفحہ: چھالوں اور تخموں وغیرہ میں اکثر پائے جاتے ہیں۔ اگرچہ الکلی (کھاری) نہیں ہوتے لیکن تاہم اس لحاظ سے ان کے مشابہ ہیں کہ ترشوں (تیزابوں) کے ساتھ ان کے کیمیائی امتزاج سے قلمی نمکیات تیار ہوتے ہیں۔ نیز لٹمس کو ان کا ردعمل کھاری ہوتا ہے۔ یعنی سرخ لٹمس کو نیلا کر دیتے ہیں۔ یہ اکثر ٹھوس بے رنگ اور قلم دار ہیں۔ یہ پانی میں بہت کم حل ہوتے ہیں۔ لیکن الکحل میں آسانی سے حل ہو جاتے ہیں۔ بعض ایلکلائڈ سیال بھی ہیں۔ تقریباً تمام ایلکلائڈ نہایت ہی تلخ ہوتے ہیں۔

یہ کتب فارسی زبان میں ہیں۔ اس لیے دیگر عام اُردو دان طبقہ کی مانند میں ان کے مطالعہ سے محروم رہا ہوں۔ جس کی وجہ سے ان کا حوالہ دینا میرے لیے ناممکن رہا ہے۔ علم الادویہ کی اردو کتب میں سے خزائن الادویہ کے لیے میرے دل میں خاص قدر و منزلت ہے۔ چنانچہ میں نے خزائن الادویہ کے حوالہ سے ہی تمام بوٹیوں کے بروئے طب یونانی خواص و فوائد قلم بند کیے ہیں۔

۹- تمام بوٹیوں کی طبیعت بھی بیان کی گئی ہے۔ یہ موضوع بھی خزائن الادویہ سے ہی اخذ کیا گیا ہے۔ اگرچہ مخزن المفردات اور بستان المفردات وغیرہ کی مانند خزائن الادویہ میں بھی مضر و مصلح اور بدل کی ادویہ تحریر کی گئی ہیں۔ لیکن میں نے دیدہ دانستہ ان کا اندراج نہیں کیا۔ چونکہ مجھے مضر و مصلح اور بدل کی ادویہ کے متعلق عظیم شکوک و شبہات حاصل ہیں۔ در حقیقت یہ چیزیں بالکل بے سرو پا اور لغویت کا پلندہ ہیں۔ متقدمین کی کتابوں میں ان چیزوں کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ چنانچہ جناب حکیم کبیر الدین صاحب نے کتاب الادویہ کے دیباچہ طبع دوم میں تحریر فرمایا ہے۔

"یہ ایک حقیقت ہے کہ علمی حیثیت سے ہمارے اطباء نے ادویہ کے ان مسائل کو اپنے غور و بحث کا موضوع نہیں بنایا حتیٰ کہ کسی چھوٹی یا بڑی کتاب نے (جہاں تک مجھے معلوم ہے) ادویہ کے بدل اور مضر و مصلح کے ضروری احکام کا باب تک قائم نہیں کیا۔ اور اس کے متعلقہ مسائل پر کسی مؤلف نے روشنی نہیں ڈالی۔"

جناب حکیم مظفر حسین اعوان صاحب کتاب المفردات کے دیباچہ طبع دوم میں رقمطراز ہیں۔

"کئی اصحاب نے لکھا ہے کہ میں نے ادویات کے بدل تحریر نہیں کیے۔ جیسا کہ مخزن المفردات اور بستان المفردات میں ہر دوا کے ساتھ بدل ضرور لکھا گیا ہے۔ واضح رہے کہ یہ بدعت متاخرین کی ایجاد ہے۔ در حقیقت کوئی دوا صحیح معنوں میں کسی دوسری کا بدل نہیں ہو سکتی۔ بدل کا خانہ بھرنے میں بہت سی غلطیاں کی گئی ہیں۔ مثلاً چرتا کا بدل ہڑتال ہے اور ہڑتال کا بدل گندھک یا منسل درج ہے۔ اگر واقعی چرتا کا بدل ہڑتال ہے تو ہڑتال کا بدل چرتا ہونا چاہیے تھا۔ اسی طرح موتی کا بدل سیم اور سیم کا بدل چقندر اور گاجر بتایا گیا ہے۔ متقدمین کی کتابوں میں یہ خرافات نہیں۔"

۱۰۔ بروئے طب ویدک اور یونانی خواص و فوائد کے بالتفصیل بیان کرنے کے بعد بالکل مختصر افعال تحریر کیے گئے ہیں۔

۱۱۔ ہر بوٹی جن خاص الخاص فوائد کے لیے استعمال میں لائی جاتی ہے۔ ان کا تذکرہ منفعت خاص کے عنوان میں کر دیا گیا ہے۔ غرضیکہ اس میں ہر بوٹی کے خاص الخاص خواص و فوائد اور تجربات کا نچوڑ درج کر دیا گیا ہے۔

۱۲۔ ہر دوا کی مقدار خوراک نہایت صحت کے ساتھ تحریر کی گئی ہے۔

۱۳۔ مختلف قدیم آیورویدک کتب میں ہر بوٹی کے جن خاص استعمالات کا تذکرہ آیا ہے ان کو یکجا کر دینے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے۔

۱۴۔ ہندوستان کے کئی ڈاکٹر صاحبان نے جڑی بوٹیوں کے متعلق انگریزی میں مختلف کتب لکھی ہیں۔ چنانچہ ان کتب میں انہوں نے ان بوٹیوں کے متعلق جو تجربات قلم بند کیے ہیں۔ وہ مکمل طور پر انہیں کے الفاظ میں تحریر کر دیے گئے ہیں۔ ان کتب میں شری کرنل آر۔ این۔ ریچرڈہ کی کتاب انڈیجنس ڈرگز آف انڈیا کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ چونکہ اسکول آف ٹراپیکل میڈیسن کلکتہ میں مختلف ادویہ کے متعلق سائنس کے جدید طریقوں پر وسیع پیمانہ پر تحقیقی کام کرنے کے بعد ہی آپ نے یہ کتاب تحریر فرمائی ہے ان تجربات سے طبی دنیا عظیم فوائد حاصل کر رہی ہے۔ یہ انہیں تجربات کا کارآمد نتیجہ ہے۔ کہ کئی نئی نباتی ادویہ انڈین نیشنل فارماکوپیا میں شامل کر لی گئی ہیں۔

کونسل آف سائنٹفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ۔ نئی دہلی کی جانب سے شری ڈاکٹر بی مکرجی ڈائرکٹر سنٹرل ڈرگ انسٹی ٹیوٹ لکھنؤ کی تصنیف کردہ کتاب دی انڈین فارمیسیوٹیکل کوڈیکس[*] کا حصہ اول شائع کیا گیا ہے۔ ایسی ادویہ کے متعلق انگریزی میں یہ ایک مستند کتاب ہے۔ چنانچہ اس میں جن نباتی ادویہ کا تذکرہ ملتا ہے۔ ان کے افعال و استعمالات کے پورے پورے بیان کو اردو کا جامہ پہنا

---

[*] یہ برٹش فارمیسیوٹیکل کوڈیکس کے طرز کی کتاب ہے۔ اس میں ایسی مفرد و مرکب ادویات درج کی جاتی ہیں۔ جو اگرچہ ناٹ آفیشنل (غیر مستند) ہوتی ہیں۔ لیکن مفید ہونے کے سبب بکثرت استعمال ہوتی ہیں۔

کر درج کر دیا گیا ہے۔

١٥۔ جو نباتی ادویہ برٹش فارماکوپیا اور انڈین نیشنل فارماکوپیا میں داخل ہیں ان کے افعال و استعمالات کا بیان شری ڈاکٹر آر گھوش کے تحریر کردہ فارماکالوجی میٹریا میڈیکا اینڈ تھیراپیوٹیکس کے جدید ترین ١٩٥٧ء کے طبع شدہ بیسویں ایڈیشن میں سے اخذ کیا گیا ہے۔ چونکہ ڈاکٹری ادویہ کا یہ ایک مستند میٹریا میڈیکا ہے۔ اور ہندوستان کے تقریباً تمام میڈیکل کالجوں میں پڑھایا جاتا ہے۔

١٦۔ ہر بوٹی کے بیان میں اس سے آیورویدک۔ یونانی اور ڈاکٹری میں جو جو مرکبات تیار ہوتے ہیں۔ وہ بھی درج کر دیے گئے ہیں۔ جس بوٹی سے کوئی خاص کشتہ تیار ہوتا ہے۔ اس کے متعلق بھی مکمل واقفیت بہم پہنچا دی گئی ہے۔

قصہ کوتاہ اس کتاب کو ہر لحاظ سے جامع و مکمل بنانے کے لیے میں نے اپنی جانب سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ہر بوٹی کے متعلق حتی الوسع قدیم و جدید ہر قسم کی واقفیت اور معلومات بہم پہنچا دی گئی ہیں۔

علم النباتات بحر ذخار کی مانند ہے۔ اس لیے ممکن ہے کہ میں اسے عبور کرتے ہوئے اپنی کم علمی کی وجہ سے کوئی لغزش کھا گیا ہوں۔ اس لیے قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ان کو کوئی غلطی معلوم ہو تو براہ نوازش ضرور آگاہ فرما دیں۔ تاکہ طبع دوم میں اس کی اصلاح کی جا سکے۔ علاوہ بریں التماس ہے کہ اس کتاب کو زیادہ بہتر و کارآمد بنانے کے لیے اگر آپ کے خیال میں کوئی مفید رائے ہو تو اس اپنی نیک و مخلص رائے سے ضرور مطلع فرمائیں۔ میں آپ کے اس احسان کا نہایت ممنون ہوں گا۔

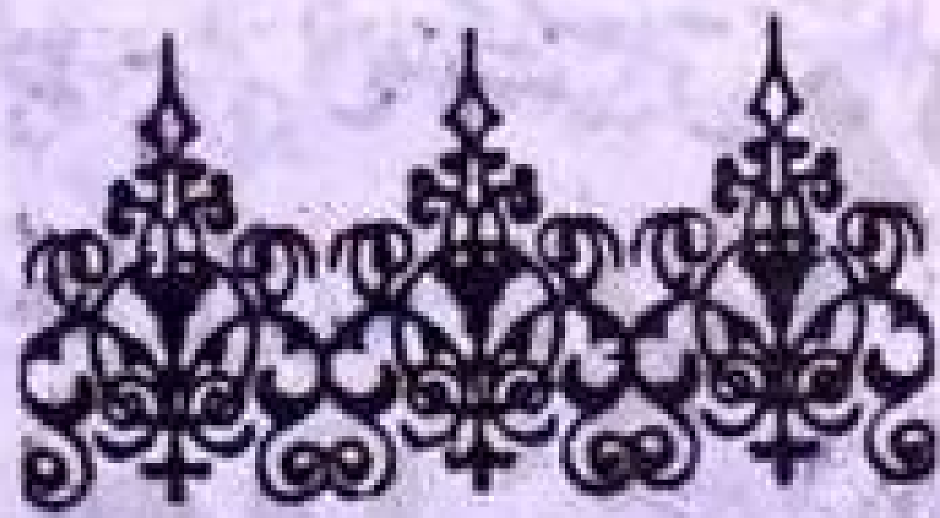
ان تمام مصنفین و مولفین کا جن کی کتابوں سے میں نے اس کتاب کی تکمیل میں بیش بہا مدد لی ہے۔ تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے بخوبی احساس ہے کہ ان قابل قدر کتب کی مدد کے بغیر یہ کتاب تشنۂ تکمیل ہی رہتی۔

مجھے کامل توقع ہے کہ ناظرین کرام میری دیگر تصانیف کی مانند ہی میری اس نئی تصنیف کو بھی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھیں گے۔ خود ہی فیض یاب ہونے پر اکتفا نہ کر کے اپنے دیگر فنی دوستوں کو بھی اس سے مستفید ہونے کی صلاح دے کر میری خاطر خواہ حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ اس کار خیر میں ہاتھ بٹا کر نہ صرف آپ مجھے ممنون ہونے کا موقع

دیں گے، بلکہ ملک اور قوم کی بہترین خدمت سرانجام دیتے اور راشٹر ضرورت کے پورا کرنے میں معاون ثابت ہوں گے۔ دراصل اس عظیم کام کی تکمیل کا دارومدار آپ کی قدردانی پر ہی انحصار رکھتا ہے۔ اگر آپ کی نظر عنایت بدستور رہی اور پرماتما کا فضل شامل حال رہا تو بہت جلد اس کتاب کی جلد دوم پیش خدمت کر دوں گا۔

مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۵۹ء

آپ کا فنی خادم
جگن ناتھ وئید
مالک ٹیکسلا آیورویدک فارمیسی
چندوسی (یوپی)




اجمود

اَجمود

مختلف نام :-

سنسکرت میں اجموداد بکری کی مانند بو والی غرضیکہ بکری سے جس طرح کی بو آتی ہے۔ اسی مانند کی اس سے بھی بو آتی ہے) کھراشوا۔ مالیورو پپیک (حرارت ہاضمہ کو تیز کرنے والی) برہم کشا۔ کاردی۔ لوچ مستکا۔ دست مودا (اجموداد یعنی بکری کی مانند بو والی) اگر گندھا (تیز خوشبو والی) وغیرہ۔ ہندی میں اجمود۔ پنجابی میں ول جوین۔ بنگالی میں بن جویان۔ راندھی۔ مرہٹی میں اجمودا۔ گجراتی میں بوڑی اجمود۔ اجمود۔ ملیالم میں اجمودو۔ سندھی میں بن جانٹر۔ فارسی میں کرفس ہندی۔ لاطینی میں پودے کو اپیم گریویلینس ( ) تخم کو اپیائی فرکٹس ( )

اور انگریزی میں پودے کو ( ) سیلری تخم کو سیلری فروٹ ( ) اور سیلری سیڈ ( ) کہتے ہیں۔

تاریخ :-

اجمود کا ذکر تقریباً تمام قدیم و جدید آیورویدک کتب میں پایا جاتا ہے۔ یہ عموماً مرکبات میں ہی داخل کی گئی ہے۔ بطور مفرد دوا کے اس کے استعمال کا کوئی خاص تذکرہ نہیں ملتا۔ عربوں اور یونانیوں کو اس کا علم تھا یا نہیں اس کے متعلق اختلاف رائے ہے۔ بعض اطباء کی رائے ہے کہ یونانیوں کا اس کا علم تھا۔ اور ان کی رائے کے بموجب اجموداور کرفس ایک ہی چیز ہے۔ یعنی کہ یونانیوں نے اجمود کو ہی کرفس کے نام سے بیان کیا ہے۔ لیکن اکثر اطباء کی رائے میں اجموداور کرفس دو الگ الگ چیزیں ہیں چنانچہ ان دونوں کی شکل وصورت میں نمایاں فرق ہے۔ اجمود کا دانہ تخم کرفس سے تقریباً دوچند موٹا ہوتا ہے اور رنگ بھی دونوں کا ایک جیسا نہیں۔ علاوہ بریں بعض اطباء ان کو ایک ہی جنس تسلیم کرتے ہیں۔ اور اختلاف شکل و رنگ کا سبب آب و ہوا اور زمین کا فرق قرار دیتے ہیں۔ بہر حال اگر ان دونوں کو ایک جنس تسلیم بھی کیا جائے تو بھی اجمود کو بدکرفس ہندی" کے نام سے ہی یاد کرنا موزوں ہے۔ تاکہ ان کا فرق

ظاہر ہوتا رہے اور کوئی مغالطہ میں نہ رہے۔ دیگر واضح رہے کہ کرفس فارس میں بکثرت پیدا ہوتی ہے اور وہاں سے بھارت کے لیے بمبئی میں درآمد کی جاتی ہے کہ جو وہاں بازار میں بڑی اجمود کے نام سے دستیاب ہوتی ہے۔ اسے "ولایتی اجمود" بھی کہہ سکتے ہیں۔

اجمود طب آیورویدہ میں بکثرت مستعمل ہے۔ طب یونانی میں کرفس کے ہی استعمال کا رواج ہے۔

جائے پیدائش:۔

اس کی بھارت میں کاشت کی جاتی ہے۔ یہ خصوصاً پنجاب۔ اُتر پردیش اور بہار میں پیدا ہوتی ہے۔ شمال مغربی ہمالیہ اور پنجاب کی پہاڑیوں کے دامن میں خودرو بھی پیدا ہوتی ہے۔

نباتی توضیح:۔

اجمود اجوائن کی ہی ایک قسم ہے چنانچہ اس کا پودا بھی اجوائن کے پودا کے مشابہ ہی ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک یک فصلہ پودا ہے جو تقریباً ایک سے تین فٹ تک اونچا، پتلا اور کئی شاخوں والا ہوتا ہے۔ اس کے پتے آمنے سامنے اور کئی حصوں میں کٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان پر لکیریں ہوتی ہیں۔ نیز پتے کا ہر ایک حصہ کنگرے دار یعنی کٹے ہوئے کنارے والا ہوتا ہے۔ اجوائن کی طرح اس کی شاخوں پر بھی بڑے بڑے چھتے لگتے ہیں۔ اور ان میں سے سفید رنگ کے چھوٹے چھوٹے پھول نکلتے ہیں پھول گرنے کے بعد ان میں دانے پیدا ہوتے ہیں۔ جو اجمود کہلاتے ہیں۔ جب چھتہ پک جاتا ہے تو اس کو کوٹ کر اجمود کے دانے نکال لیے جاتے ہیں۔

یہ اسے ۱۵ملی میٹر لمبے، تقریباً ۱۵ملی میٹر چوڑے اور ۰ء۵ ملی میٹر موٹے ہوتے ہیں۔ یہ تقریباً گردی (گول) پہلو کے بل دبے ہوئے، چکنے، گہرے بھورے رنگ کے اور زردی نما بھورے رنگ کے سید سے پانچ کنارے دار ابھاروں والے ہوتے ہیں۔ ان کا ذائقہ تیز و چرپرہ اور قدرے خوشبو دار ہوتا ہے۔

اجمود کے دانے تقریباً اجوائن کے دانوں کے مشابہ ہوتے ہیں لیکن اجمود کے

دانے تقریباً گول ہوتے ہیں اور اجوائن کے دانے بیضہ نما ہوتے ہیں۔ یہ اجوائن سے کم تیز ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح برنسبت تخم اجوائن کے ان میں خوشبو بھی کم پائی جاتی ہے۔

فیصلہ :۔

چونکہ اجمود کے پھولوں کی وضع چھتر جیسی ہوتی ہے۔ چنانچہ اسی مناسبت سے یہ فیصلہ خیمیہ (نیچرل آرڈر۔ ام بیلی فے ری ( ) میں داخل ہے۔

کیمیائی تجزیہ :۔

اجمود میں ۵ء۱ سے ۳ فیصدی تک ہلکا زرد فراری روغن (والیٹائل آئل) پایا جاتا ہے۔ جس کی بو مثل اجمود کے ہوتی ہے۔ اس فراری روغن میں ۶۰ فیصدی ڈی لمونین ( ) ۱۰ فیصدی ڈی سیلی نائمین ( )

۵ء۰ فیصدی سیڈنواک الیسٹرا اِن تھائیڈرائیڈ ( )

اور ۵ء۲ سے ۳ فیصدی تک لیک ٹون سیڈنولائیڈ ( )

پایا جاتا ہے۔ اس میں ۱۷ فیصدی شحمیہ روغن (فیٹی آئل) بھی پایا جاتا ہے۔ (دی انڈین فارمیسیوٹیکل کوڈیکس)

حصص مستعملہ :۔

(۱) تخم اجمود ہی خصوصاً مستعمل ہیں۔ اگرچہ جڑ بھی استعمال ہوتی ہے۔ روغن تخم اجمود بھی کام میں لایا جاتا ہے۔

افعال و خواص :۔

۱۔ اجمود دافع درد اور دیپن (شبھتی) ہے (چرک سنگھتا)

۲۔ اجمود وات کف (بلغم) اور ارچی (نفرت طعام) کو دافع ہے۔ دیپن ہے باؤ گولا اور درد کو دور کرتی ہے آم (خلط خام) کو پکاتی ہے (سشرت سنگھتا)

۳۔ اجمود چرپری اور تیز ہے۔ حرارت ہاضمہ کو مشتعل کرتی ہے۔ کف اور وات کو دور کرتی ہے۔ گرم ہے۔ جلن پیدا کرتی ہے۔ مفرح قلب اور ویرج بڑھانے

والی ہے۔ طاقت بخش اور ہلکی ہے۔ امراض چشم۔ امراض بلغم۔ قے۔ ہچکی اور مثانہ کے امراض کو رفع کرتی ہے۔ (بھاو پرکاش نگھنٹو)

۴۔ اجمود چرپری۔ گرم اور روکھی ہے بلغم اور وات کو دور کرتی ہے۔ کھانے کی طرف طبیعت کو راغب کرتی ہے۔ پیٹ درد۔ اپھارہ۔ اروچک (نفرت طعام) اور امراض شکم کو نافع ہے۔ (راج نگھنٹو)

۵۔ اجمود درد شکم کو دور کرتی ہے۔ تلخ اور گرم ہے۔ کف اور وات کو نافع ہے۔ ہچکی۔ نفخ شکم۔ اُرچی۔ اور کرمھائے شکم کو دافع ہے۔ نیز حرارت ہاضمہ کو مشتعل کرتی ہے۔ (دھنونتری نگھنٹو)

۶۔ اجمود کھانے کی طرف طبیعت کو راغب کرنے والی۔ دیپن۔ چرپری۔ روکھی۔ گرم جلن پیدا کرنے والی۔ مفرح قلب۔ ویرج بڑھانے والی۔ طاقت بخش۔ ہلکی۔ تلخ پاخانہ کو باندھنے والی۔ قابض اور ہاضم ہے۔ نفخ۔ درد شکم۔ کف وات۔ اُرچی امراض شکم۔ کرمھائے شکم۔ قے۔ امراض چشم۔ درد مثانہ۔ امراض دانت۔ باؤ گولا۔ اور ویرج کی خرابیوں کو دور کرتی ہے۔ (نگھنٹو رتناکر)

افعال :۔ مشتہی۔ کاسر ریاح اور محرک ہے۔ رحم کو سکیڑتی ہے۔

منفعت خاص :۔ بھوک کو چمکاتی ہے۔ نفخ اور درد شکم کو نافع ہے۔ گنٹھیا کو دور کرتی ہے۔

مقدار خوراک :۔ ایک سے چار ماشہ تک۔

تاثیرات و استعمالات

مختلف ڈاکٹروں کے قلم سے

۱۔ شری ڈاکٹر نادکرنی انڈین میٹریا میڈیکا میں رقمطراز ہیں۔

اجمود درد مفاصل اور نقرس کے لیے حفظ ماتقدم کے طور پر جانی جاتی ہے حکماء اسے مفتح (وہ دوا جو بسبب اپنی حرارت کے آنتوں، رگوں اور مسامات کے سدے کھول دے) اور محلل (وہ دوا جو اپنی حرارت اور قوت تحلیل کے

ذریعہ اخلاط غلیظہ کو بخارات بنا کر فنا کر دے) بیان کرتے ہیں۔ اور اندرونی طور پر دافع امراض سینہ اور مقوی استعمال کرتے ہیں۔ جلاب آور دواؤں میں کاسر ریاح کے طور پر شریک کی جاتی ہے۔ بطور مدر بول، مدر حیض، مفتت حصات (پتھری کو توڑنے والی دوا) اور دافع زہر بھی استعمال کی جاتی ہے۔ جڑ معدل اور مدر بول خیال کی جاتی ہے۔ اور استسقاء لحمی (تمام جسم کی جلد کے نیچے کی خانہ دار ساخت میں رطوبت تراوش پا کر جمع ہو جاتی ہے۔ اور خمیر کی طرح سارا جسم پھول جاتا ہے۔ یعنی اماس تن) اور قولنج میں دی جاتی ہے۔ بیج بطور محرک اور مقوی قلب دیئے جاتے ہیں۔ بطور دافع تشنج کے یہ کھانسی۔ دمہ اور کچھ حد تک جگر و تلی کے امراض میں دیے جاتے ہیں اجمود کی جڑ مختلف اقسام کی تیار کی جانے والی غذاؤں مثلاً دھیمی آنچ پر پکایا ہوا یا دم پخت یعنی دیگ وغیرہ کا منہ بند کر کے پکا ہوا سالن یا گوشت اور یخنی وغیرہ میں پکا کر بطور خوراک استعمال کی جاتی ہے۔ اجمود کی جڑ سے تیار کی ہوئی کافی دماغ اور عصب کو طاقت دینے والی خیال کی جاتی ہے۔

۲۔ شری ڈاکٹر وامن گنیش دیسائی۔ اوشدی سنگرہ میں رقمطراز ہیں۔

اجمود خوشبودار۔ دیپن (مشتہی) کاسر ریاح، محرک اور محرک رحم ہے۔ اسے مانند اجوائن استعمال کرتے ہیں۔ ہچکی۔ قے۔ بدہضمی اور درد مثانہ میں اجمود دیتے ہیں۔

۳۔ شری کرنل آر۔ این۔ چوپڑا۔ انڈیجینس ڈرگز آف انڈیا میں لکھتے ہیں۔

اجمود مقوی۔ کاسر ریاح، مدر بول اور مدر حیض ہے۔

۴۔ شری ڈاکٹر بی۔ مکرجی دی انڈین فارمیسوٹیکل کوڈیکس میں تحریر فرماتے ہیں۔

تخم اجمود محرک اور کاسر ریاح ہیں۔ اور بطور مسکن اعصاب اور مقوی استعمال ہوتے ہیں۔ تخموں کا جوشاندہ گنٹھیا کی مقبول عام خانگی دوا ہے۔ یہ رحم حامل (بچہ والا رحم) اور غیر حامل رحم (خالی رحم) کو سکیڑتے ہیں۔ یہ بطور مصالحہ کے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ روغن تخم اجمود بطور دافع تشنج اور محرک عصب استعمال ہوتا ہے اور تحجر مفاصل (جوڑوں کا سخت ہو جانا) میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

ایک آزمودہ نسخہ

اَجمود آدی چُورن

اجزاء و ترکیب :-

اجمود۔ بائے بڑنگ۔ سیندھا نمک۔ برادہ دیودار۔ پوست۔ بیخ چیترک۔ پیلامول سونف۔ فلفل دراز۔ فلفل سیاہ۔ ہر ایک ایک تولہ۔ پوست ہلیلہ زرد پانچ تولہ۔ بیخ بدھارا سونٹھ ہر ایک دس تولہ۔ جملہ ادویہ کے علیحدہ علیحدہ سفوف بموجب وزن لے کر باہم ملا لیں۔

مقدار و ترکیب استعمال :-

تین سے چھ ماشہ تک حسب طاقت صبح و شام ہمراہ آب گرم یا عرق سونف وغیرہ دیں۔

افعال و منافع :-

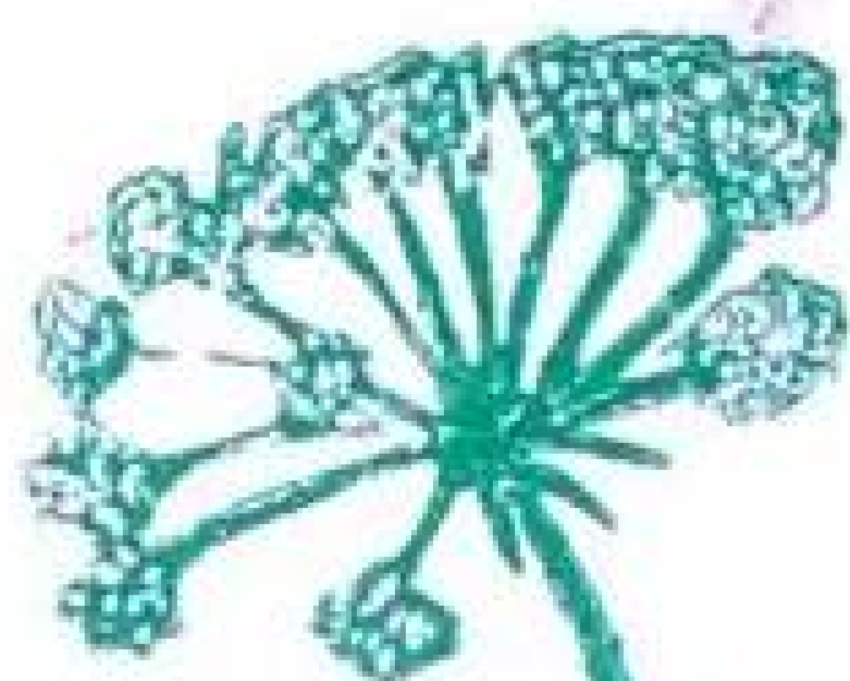
شارنگدھر میں لکھا ہے کہ اس کا استعمال سوجن۔ درد گنٹھیا۔ جوڑوں کا درد۔ گھٹن باؤ۔ درد کمر۔ درد پٹھہ۔ درد مقعد دونوں ٹانگوں کا درد۔ تونی[۱]۔ پرتونی[۲]۔ وشواچی[۳] اور وات کف سے لاحق ہونے والے امراض کو دور کرتا ہے۔

منفعت خاص :-

مرض گنٹھیا اور درد کمر کو دور کرنے کے لیے نہایت مفید دوا ہے۔
(آیورویدک فارما کوپیا)

۱؎ پکواشیہ (بڑی آنت) اور موترشیہ (مثانہ) سے اٹھا ہوا درد جب پیچھے کی جانب جاتا ہوا مقعد یا عضو تناسل یا اندام نہانی کے مقام میں جا کر درد پیدا کرتا ہے تو اسے تونی کہتے ہیں۔

۲؎ مقعد اور عضو تناسل یا اندام نہانی سے اٹھا ہوا وہی درد الٹی جانب جا کر جب بڑی آنت اور مثانہ میں پہنچتا ہے تو اسے پرتونی کہتے ہیں۔ (۳؎ حاشیہ آئندہ صفحہ)



اجوائن دیسی

اجوائن

مختلف نام:۔

سنسکرت میں یوانکا۔یوانی۔دیپیک (حرارت ہاضمہ کو تیز کرنے والی) دیپکا (حرارت ہاضمہ کو بڑھانے والی) دیپیہ (حرارت ہاضمہ کو مشتعل کرنے والی) اگر گندھا (تیز خوشبو والی) اور برہم دربھادغیرہ۔ہندی میں اجوائن۔دیسی اجوائن۔پنجابی میں جوائنڑ۔اجوین جوین۔اجواین۔بنگالی میں جویان۔گجراتی میں اجما۔مرہٹی میں ادنوا۔تامل میں اومم۔تیلگو میں اومو۔سندھی میں جانٹر۔عربی میں کمون۔ملوکی۔فارسی میں ناخواہ۔لاطینی میں ٹرے چانسپرمم امی (   ) کیرم کاپٹی کم (   )

ٹیکولس اجوان (   ) انگریزی میں

بشپس ویڈ (   ) اجوان (   ) اور لوویج

(   ) کہتے ہیں۔

وجہ تسمیہ:۔

اس کا ہندی نام دراصل ان اجوائن ہے۔ہندی میں ان غلہ (اناج) یا غذا کو کہتے ہیں۔اور جوائن کے معنی کھلانے والا کے ہیں۔غرضیکہ ان جوائن سے مراد ہے وہ دوا کہ جو غلہ یا غذا کو کھلانے والی ہے۔یعنی اس سے کھائی ہوئی غذا ہضم ہو جاتی ہے اور پھر کھانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔کثرت استعمال سے پہلا نون حذف ہو کر اجوائن نام ہی بن گیا ہے۔

حاشیہ صفحہ سابقہ:۔ ۳۔غیر معتدل وا لوحیب دونوں بازوؤں کی نسوں میں گھس کر نسوں کو بالکل اکڑا دیتی ہے۔تو بازو کام کرنے سے رہ جاتے ہیں،چنانچہ اس سے نہ تو انسان بازوؤں کر پھیلا سکتا ہے نہ ہی بازوؤں کو اوپر نیچے کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی کوئی کام کاج کر سکتا ہے۔ اس کو درشواچی کہتے ہیں۔

اس کا فارسی نام نانخواہ بھی اس کے اصلی ہندی نام ان جوائن ہی کا ترجمہ ہے۔ چنانچہ فارسی میں نان روٹی کو کہتے ہیں۔ اور خواہ معنی طلب کرنے والا۔ غرضیکہ نانخواہ سے مراد ہے وہ دوا کہ جو روٹی کی طلب کرنے والی ہے۔ چونکہ اس سے بھوک لگتی ہے۔ اس لیے روٹی کھانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ گویا نانخواہ نام بھی ان جوائن ہی کا مترادف ہے۔

تاریخ:۔

ہندی اطبا زمانہ قدیم سے اس سے آشنا چلے آتے ہیں۔ چنانچہ چرک و سشرت وغیرہ قدیم ترین کتب میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

قدیم یونانی اطبا بھی اس سے واقف تھے۔ چنانچہ مخزن الادویہ ڈاکٹری میں لکھا ہے کہ حکیم دیسقوریدوس یونانی نے جس افریقی دوا امی (اخیلوس) کا ذکر کیا ہے وہ حقیقت میں یہی دوا ہے۔ چنانچہ حکیم جالینوس امی اور کمون ملو کی کو ایک ہی دوا مانتا ہے اور حاجی زین العطار بھی نانخواہ کو امی کا مترادف جانتا ہے۔ ایسا ہی مصنف تحفۃ المومنین و دیگر اطبائے اسلام مصنفین کتب الادویہ بھی امی یا باسلیقون کمونی کو اجوائن کا مترادف مانتے ہیں۔

ڈاکٹری میں صرف روغن اجوائن اور تھامول (ست اجوائن) کا استعمال مروج ہے۔ برٹش فارماکوپیا میں صرف تھامول داخل ہے اور انڈین نیشنل فارماکوپیا میں اجوائن آئل (روغن اجوائن) اور تھامول دونوں داخل ہیں۔

جائے پیدائش:۔

اس کا پودا ہندوستان میں بکثرت پیدا ہوتا ہے ہر سال ہندوستان کے ہر گوشہ میں تقریباً اس کی کاشت کی جاتی ہے۔ اور خاص کر ریاست اندور اور حیدرآباد میں نہایت کثرت سے اس کی کاشت ہوتی ہے۔ چنانچہ ریاست حیدرآباد میں ہر سال تقریباً سات ہزار سے لے کر آٹھ ہزار ایکڑ تک زمین میں اس کی کاشت کی جاتی ہے اور اندازاً ہر سال یہاں سے ایک لاکھ سے لے کر ۲/۱ ۱ لاکھ تک کی قیمت کے تخم اجوائن دساور کو بھیجے جاتے ہیں۔ بنگال اور پنجاب میں بھی اس کی کافی کاشت ہوتی ہے۔ علاوہ بریں اکثر خودرو طور پر دریاؤں کے جنگلوں اور پہاڑوں میں بھی اس کی پیداوار ہوتی ہے۔

پاکستان، افغانستان، بلوچستان، ایران، مصر، اور یورپ میں بھی اس کی کاشت کی جاتی ہے۔

نباتی توضیح :۔

اجوائن ایک فصلہ پودا ہے جو تقریباً ایک سے تین فٹ تک اونچا ہوتا ہے۔ یہ سوئے کے پودے کی طرح ہوتا ہے۔ مگر اس سے باریک اور رنگت میں سفیدی مائل ہوتا ہے۔ اس کے پتے بھی سوئے کے پتوں سے بہت مشابہت رکھتے ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے نوکدار اور کٹاؤ والے ہوتے ہیں۔ ان کا ذائقہ قدرے تیز و تلخ ہوتا ہے۔ ٹہنیوں کے اگلے سروں پر چھوٹے چھوٹے سفید رنگ کے پھول آتے ہیں۔ اور ہر ٹہنی کے سرے پر ان پھولوں کا ایک چھتر سا بن جاتا ہے۔ چھتر کی پتلی پتلی اور لمبی سی شاخوں پر تخم بنتا ہے۔ جوں جوں تخم بنتا جاتا ہے پھول گرتے جاتے ہیں۔ جب چھتر پک جاتا ہیں۔ تو انہیں کوٹ کر تخم نکال لیے جاتے ہیں۔ یہ تخم ہی اجوائن کے نام سے مشہور ہیں۔

یہ بیضہ نما تخم دو ملی میٹر لمبے، اور ایک ملی میٹر چوڑے، ایک طرف سے دبے ہوئے یا قطعہ دائرہ شکل کے اور دوسری طرف سے محدب یعنی ابھرے ہوئے اور سبزی مائل بھورے رنگ کے ہوتے ہیں۔ ان کے بیرونی حصہ پر پانچ کنارے دار ابھار ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان تخموں میں ۹ روغنی نالیاں پائی جاتی ہیں۔ یہ ذائقہ میں چرپرے یعنی تیز اور تلخ ہوتے ہیں۔ اور ان کی بو بھی تیز ہوتی ہے۔ بو اور ذائقہ میں یہ جنگلی پودینہ سے مشابہت رکھتے ہیں۔

فیصلہ :۔

اجمود کی مانند اجوائن بھی فیصلہ خیمیہ (نیچرل آرڈر ام بیلی فے ری) میں داخل ہے۔

کیمیائی تجزیہ :۔

سٹین ہاؤس ( ) صاحب کی ۱۸۵۵ء کی تحقیقات کے بموجب تخم اجوائن میں ایک خوشبودار فراری روغن پایا جاتا ہے۔ جو کہ پانچ چھ فیصدی تک ہوتا ہے۔ اس کا وزن مخصوص ۸۹۵ء۰ ہے۔ ان کے کشید کیے ہوئے پانی

کی اوپر کی سطح پر ایک قسم کا قلمدار مادہ (   ) اکٹھا ہو جاتا ہے کہ
جسے اجوائن کا پھول یا اجوائن کا ست کہتے ہیں۔ اسے سب سے پہلے سٹاک ـــ
(   ) صاحب نے دریافت کیا۔ اور پھر سٹین ہاؤس اور ہینس ـــــــ
(   ) صاحب نے تجربہ کر کے اس کی ولائتی تھائمول (   )
جو کہ جنگلی پودینہ (تھائی مس ونگیرس (   ) سے حاصل
ہوتا ہے سے مشابہت بتلائی۔ علاوہ ازیں اس میں سائی مین (   ) ٹرپین
(   ) اور تھائی مین (   ) بھی پایا جاتا ہے۔
(انڈیجنس ڈرگز آف انڈیا)

تخموں میں چار سے چھ فیصدی تک فراری روغن پایا جاتا ہے جس میں ۴۵ سے ۵۵ فیصدی تک تھائمول (ست اجوائن) ہوتا ہے۔ علاوہ بریں سائیکلک ہائیڈرو کاربن سائی مین اور ٹرپین ہوتا ہے ان تخموں میں ۲۵ سے ۳۵ فیصدی تک بے فراری روغن (فکسڈ آئل) اور ۱۵ سے ۱۷ فیصدی تک پروٹین بھی ہوتی ہے۔
(دی انڈین فارمیسوٹیکل کوڈیکس)

حصص مستعملہ:۔

دوا تخم اجوائن ہی مستعمل ہیں۔ پتے بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔

افعال و خواص بروئے طب آیوروید:۔

اجوائن پاچن (کھائی ہوئی خوراک کو ہضم کرنے والی) روچک (کھانے کی طرف رغبت پیدا کرنے والی) تیز۔ گرم۔ چرپری۔ ہلکی زود ہضم) دیپن (حرارت ہاضمہ کو تیز کرنے والی) اور کڑوی ہے۔ صفرا کو بڑھاتی ہے۔ ویرج کو کم کرتی ہے پیٹ درد وات۔ بلغم۔ امراض شکم۔ اپھارہ۔ باد گولا۔ تلی اور کرم ہائے شکم کا دفعیہ کرتی ہے۔

اجوائن کے پتوں کا ساگ حرارت ہاضمہ کو بڑھاتا ہے۔ روچک ہے۔ وات اور بلغم کو دافع ہے۔ گرم۔ کڑوا اور چرپرا ہے۔ صفرا کو بڑھاتا ہے۔ زود ہضم ہے اور دردشکم کو دور کرتا ہے۔ (بھاؤ پرکاش نگھنٹو)

اجوائن چرپری۔ کڑوی۔ تیز۔ گرم۔ روچک۔ زود ہضم۔ دیپن اور پاچن ہے۔ دل پسند ہے۔ بلغم اور دات کو دور کرتی ہے۔ دیرج کو کم کرتی ہے۔ کرم ہائے شکم، درد شکم۔ امراض شکم۔ درد پیٹ اور باؤ گولا کو نافع ہے۔ صفرا کو بڑھاتی ہے۔

(کیتو دیو نگھنٹو)

اجوائن چرپری، تیز اور گرم ہے۔ بادی کی بواسیر، بلغم۔ درد شکم۔ اپھارہ، کرم ہائے شکم اور قے کو دور کرتی ہے۔ بہت زیادہ دیپن ہے۔ (راج نگھنٹو)

خواص وفوائد بروئے طب یونانی:۔

اجوائن تحلیل وتلیین کرتی ہے۔ زود ہضم اور ہاضم ہے۔ بلغم اور ریاح کے فساد نفخ شکم اور استسقا کو دور کرتی ہے۔ پیچش اور پیٹ کے کیڑوں کو دور کرتی ہے رگوں کے سدے کھولتی ہے۔ جگر کی سختی کو نافع ہے۔ پیشاب اور حیض کو جاری کرتی ہے۔ بعض سمیات کے واسطے تریاق ہے۔ بالخاصہ پتھری کو توڑنے والی ہے۔ فالج اور لقوے کو مفید ہے۔ ہچکی کو دور کرتی ہے۔ اس کا رس نکال کر یا اس کو تیل میں پکا کر کان میں ڈالنا ثقل سمع (اونچا سننا) کو نافع ہے۔ اس کا فرزجہ وڈوش (پچکاری) رطوبات سے رحم کو پاک کرتا ہے۔ اگر کوئی بدمزہ دوا کھا کر قے ہو جانے کا خوف ہو اور یہاں تک کہ طبیعت قے کو آمادہ ہو تو اس کے تھوڑے سے دانے چبانے سے فوراً قے رک جاتی ہے۔ مونہہ کا ذائقہ خراب ہو تو اس کے چبانے سے صاف ہو جاتا ہے۔ جہاں بچھو کاٹ جائے اس مقام پر اس کا لیپ کرنا نافع ہے۔ بچے کی ناف پھول جائے تو اس کے سفوف کو انڈے کی سفیدی میں ملا کر لگانے سے صحت ہوتی ہے اور ناف اصلی حالت پر آجاتی ہے۔ اس کے کھانے سے خراب ڈکاروں کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ اس کو لیموں کے رس میں تر کریں۔ اتنا رس ڈالیں کہ ایک انگل اوپر کھڑا رہے۔ جب خشک ہو جائے پھر اسی طرح تر کر کے سات بار ایسا کریں۔ پھر خشک کر کے سفوف بنالیں۔ اس کے کھانے سے جس آدمی کی بھوک بالکل جاتی رہی ہو کھل جاتی ہے۔ اس سے افیون کی عادت ترک کی جاسکتی ہے۔ اور یہ افیون کی مضرت کو رفع کرتی ہے۔ اس کا لیپ بالخاصیت بشرے کا رنگ زرد کرتا ہے۔

اور خاص کر بکثرت کھانے سے رنگت میں ضرور زردی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کو بہق اور برص کی ادویہ میں شامل کرتے ہیں۔ جس سے ان کی تاثیر میں قوت آ جاتی ہے۔ کسی جگہ خون جم کر بدن نیلا معلوم ہو تو اس کو شہد میں ملا کر لیپ کرنا چاہیے۔ کسی روغن میں ملا کر چہرہ پر لگانے سے مہاسے دور ہو جاتے ہیں۔ آنکھوں میں خون جم جائے تو اس کا پانی آنکھ میں ٹپکانے سے خون تحلیل ہو جاتا ہے۔ اسے شہد میں ملا کر چاٹنے سے پیٹ کے ہر قسم کے کیڑے رفع ہو جاتے ہیں۔ اگر سرد مزاج والے مریض کا پیشاب بند ہو جائے تو اسے شہد کے ساتھ دینا چاہیے۔ معدے کی سردی کو دور کرتی ہے اگر گرم مزاج والا مریض اسے سرکہ میں تر کر کے یا سکنجبین کے ساتھ کھائے تو اس کی حدت کم ہو جاتی ہے۔ (خزائن الادویہ)

طبیعت:۔

شیخ نے کہا ہے۔ تیسرے درجہ میں گرم وخشک ہے۔ بعض نے دوسرے درجہ میں گرم وخشک لکھا ہے۔ گازرونی نے کہا ہے کہ تیسرے درجہ کے اول میں گرم وخشک ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ دوسرے درجہ کے آخر میں گرم وخشک ہے۔

(خزائن الادویہ)

افعال:۔ محرک، مقوی معدہ۔ کاسر ریاح، دافع تشنج۔ دافع تعفن۔

منفعت خاص:۔ اجوائن بدہضمی۔ اپھارہ اور درد شکم کے لیے نہایت مفید ہے

مقدار خوراک:۔ ۳ ماشہ سے ۶ ماشہ تک۔

ضروری ہدایت:۔ واضح رہے کہ تخم اجوائن کے سفوف اور مطبوخ اجوائن کو کپڑے سے چھاننے سے اس کی روغنیت جس پر فائدہ کا انحصار ہے کپڑے میں جذب ہو جاتی ہے اس لیے اسے کپڑے سے چھاننا نہیں چاہیے۔ البتہ چھلنی سے چھاننے میں کوئی حرج نہیں۔

آیورویدک استعمالات:۔

۱۔ درد دانت اور دانت میں کیڑا لگنے کی حالت میں اجوائن اور دریچ کو دانتوں کے نیچے رات کو رکھ کر سو جانا چاہیے (ہاریت سنگھتا)

۲۔ گل شنڈی (کف اور خون کی خرابی سے تالو کی جڑھ میں مشک کی مانند لمبی سوجن پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے شدت کی پیاس، کھانسی اور جلن ہوتی ہے۔ اُسے تالو شنڈی بھی کہتے ہیں) میں دن رات منہ میں اجوائن کا رکھنا مفید ہے۔
(ہاریت سنگھتا)

۳۔ بواسیر میں اجوائن کا سفوف سیدھو (زمانہ قدیم میں ایک قسم کی شراب تیار ہوتی تھی) کے ہمراہ دیں۔ (چرک)

۴۔ چھپاکی۔ با پرہیز رہ کر اجوائن کو گڑ کے ہمراہ استعمال کرنے سے ایک ہفتہ میں ہی تمام جسم پر پھیلی ہوئی چھپاکی دور ہو جاتی ہے۔ (چکردت)

دیگر استعمالات :۔

۱۔ جناب ڈاکٹر کے۔ ایم نادکرنی صاحب۔ انڈین میٹریا میڈیکا میں رقم طراز ہیں۔

تخم اجوائن نفخ شکم، قولنج، اٹونک ڈس پیپسیا (

یعنی وہ بدہضمی جو ضعف معدہ وغیرہ سے ہو۔) اسہال، ہیضہ، ہسٹیریا اور انتڑیوں کی تشنجی امراض میں مفید ہیں۔ روغن اجوائن، ہیضہ، قولنج ریحی، اٹونک ڈس پیپسیا، اسہال ہسٹیریا اور فساد ہضم میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ گرمی اور فرحت کے احساس کو بڑھاتا ہے۔ نیز آنتوں کی خرابی کے ہمراہ ہوتے والے دل کے ڈوبنے اور کم ہمتی و بے طاقتی کے احساس کو دور کرتا ہے۔ روغن ایک سے تین بوند کی مقدار خوراک میں قدرے کھانڈ پر ڈال کر یا گوند کے لعاب اور پانی کے ہمراہ اس کا ایملشن (مستحلب) بنا کر کام میں لایا جاتا ہے۔ خارجی طور پر وجع المفاصل سے تعلق رکھنے والے اور عصبی دردوں کو تسکین دینے کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ روغن اور تخموں سے کشید کیا ہوا پانی کہ جو عرق اجوائن (اومم واٹر) کے نام سے معلوم ہے۔ ایک تا دو اونس (۲½ تولہ سے ۵ تولہ) کی مقدار میں ہیضہ کی ابتدائی حالت تے اور دستوں کو روکنے اور نظام جسمانی کو تحریک پہنچانے کے لیے فائدہ مند ہے۔ ایک ایک اونس عرق اجوائن اور آب چونا (لائم واٹر) میں ۵ بوند ٹنکچر افیون) کو باہم ملا کر دینا اسہال کی ایک عمدہ دوا ہے۔ دیگر ایک ایک اونس عرق اجوائن اور خیساندہ چرائتہ

کے سیال مرکب میں سلفیٹ آف آئرن (ہیرا کسیس) کو ملانے سے ایک عمدہ جنرل ٹانک (عام مقوی) دوا تیار ہو جاتی ہے۔ کہ جو دن میں دو مرتبہ استعمال کی جاتی ہے۔

اسے پر اثر کاسر ریاح دوا بنانے کے لیے یہ سود مندانہ طور پر دیگر معطر ادویہ مثلاً یو کے لپٹس، پیپر منٹ (پودینہ) اور گال تھریا وغیرہ کے ہمراہ ملائی جاتی ہے۔ روغن اجوائن اور ست اجوائن کو کھانے کے سوڈا کے ہمراہ ملانے سے ترشی، بدہضمی اور نفخ شکم کی ایک عمدہ دوا بن جاتی ہے۔ تخم اجوائن، فلفل سیاہ، زنجبیل ہر ایک نصف ڈرام (۲ ماشہ) دانہ الائچی ایک ڈرام (۴ ماشہ) ان سب کو پیس کر باہم ملانے سے پیٹ درد وغیرہ کی ایک عمدہ کاسر ریاح دوا تیار ہو جاتی ہے۔ جو ایک ایک ڈرام کی خوراک میں دن میں دو مرتبہ دی جاتی ہے۔ اجوائن کے بیج بطور گرم مصالحہ کے بھی سپاری اور پان کے پتوں کے ہمراہ نفخ شکم، بدہضمی اور تشنجی امراض میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ بے قاعدہ خوراک سے ہوئے ہوئے فساد ہضم کے لیے ایک چائے کی چمچ بھر اجوائن کے بیج اور قدرے سیندھا نمک کا استعمال ایک عام خانگی دوا ہے۔ قولنج یا انتڑیوں کے درد کے مریضوں کے لیے چکر دت نے ایک مرکب سفوف کے استعمال کرنے کی سفارش کی ہے کہ جو اجوائن، سیندھا نمک، سونچل نمک، جو کھار، ہینگ اور ہلیلہ کو ہم وزن مقدار میں ملانے سے بنتا ہے۔ مقدار خوراک دس سے بیس گرین (۵ سے ۱۰ رتی) ہے۔ اور شراب کے ہمراہ لیا جاتا ہے۔ درد معدہ، کھانسی اور فساد ہضم کے لیے اجوائن کے بیج منہ میں چبا کر نگل لیے جاتے ہیں۔ اور اوپر سے گرم پانی پی لیا جاتا ہے۔ متلی، قے اور نزلہ زکام وغیرہ کے لیے تخم اجوائن اور گڑ باہم ملا کر کھائے جاتے ہیں۔ نزلہ زکام، درد شقیقہ اور ہذیان وغیرہ کے لیے اجوائن کے بیج پیس کر کسی باریک کپڑے یا ململ کے ٹکڑے میں باندھ کر بار بار سونگھے جاتے ہیں۔ یا ان کے سفوف کی سگریٹیں بنا کر بطریق تمباکو استعمال کی جاتی ہیں۔

قولنج کے درد کو تسکین دینے کے لیے اس کے کچلے ہوئے بیجوں کا پلستر یا پلٹس استعمال کی جاتی ہے۔ اجوائن کے بیجوں کو گرم کر کے دمہ میں سینہ کو، اور

ہیضہ بے ہوشی دغشی میں ہاتھ پاؤں کو خشک سینک کرتے ہیں۔ ایک مرکب۔ جوشاندہ کہ جو تخم اجوائن۔ فلفل دراز۔ برگ اڑوسہ اور پوست کے ڈوڈوں سے تیار ہوتا ہے۔ نصف اونس سے ایک اونس (۱/۲ ۱ تولہ سے ۱/۲ ۲ تولہ) کی خوراک میں اندرونی طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ بلغم کے خشک ہو جانے یا اس کے لیسدار ہو جانے کی وجہ سے جب مریضوں کے بلغم کا اخراج مشکل سے ہوتا ہے۔ تو اس کے بیجوں کا سفوف مکھن میں ملا کر کھلایا جاتا ہے۔ جنگلی اجوائن بھی عمدہ ہے اور کئی مخرج دیدان مرکبات کا ایک لازمی جزو ہے۔ اس کے بیج قابضات (سکیڑنے والی) ادویہ کے ہمراہ بطور مقامی دوا کے ورم حلق مزمن میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ یہ مزید نامرغوب ادویہ خصوصاً کیسٹر آئل کے ذائقہ کو مخفی رکھنے کے لیے اور ان کے متلی اور مروڑ پیدا کرنے کے رجحان کو دفع کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

عادی مے نوشی اور جنون خمری (شراب کا جنون) کے لیے اجوائن مفید ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر وڈ صاحب رقم طراز ہیں۔

"اپنے تیز یا چرپرے تاہم مرغوب ذائقہ اور معدہ میں حرارت کے احساس کے بڑھا دینے کی بدولت شراب کے پینے کی خواہش سے تکلیف زدہ لوگوں کو اسے استعمال میں لانے کی کئی سالوں سے بہت سفارش کی جا رہی ہے۔ اگرچہ بے شک اس سے نشہ پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن سپرٹ کے عام استعمال سے جو معدہ میں جو کترنے یا دل ڈوبنے کا احساس ہمیشہ موجزن رہتا ہے۔ اس کو تقریباً فوری دور کرنے کے لیے عام محرک ادویہ کا یہ ایک عمدہ بدل ہے۔" آپ کا فرمان ہے۔ کہ یہ بہت سے عقل مند اور کارآمد آدمیوں کو اس شراب نوشی کی عادت کی غلامی سے نجات دلانے کا موجب ثابت ہوئی ہے۔

اجوائن کے نوعمر پودے کے پتے (تخم آنے سے پیشتر) بطور کرم کش کام میں لائے جاتے ہیں۔ پتوں کا رس کرم ہائے شکم میں دیا جاتا ہے۔ زہریلے کیڑے مکوڑوں کے مقام دنش پر اس کے پتے کچل کر رگڑے جاتے ہیں یا ان کی

پلٹس بنا کر باندھی جاتی ہے۔

علاج الغربا میں کان اور ناک کے امراض کے لیے ایک مرکب تیل کے استعمال کی سفارش کی گئی ہے۔ کہ جو آب برگ اجوائن۔ اسپند اور مامکگنی کو ہم وزن مقدار میں لے کر تین گنا۔ روغن کنجد میں پکانے سے تیار ہوتا ہے۔

۲۔ شری ڈاکٹر وامن گنیش دلیسائی اوشدھی سنگرہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"اجوائن ردیپن (مشتہی) ہاضم۔ گرم۔ عمدہ کاسر ریاح۔ دافع تشنج۔ محرک مقوی۔ دافع تعفن۔ دافع بدبو۔ مندمل جروح، مخرج بلغم بالتحریک۔ محرک رحم۔ دافع بخار اور قاتل کرم شکم ہے۔ زچہ کو اجوائن دینے سے بھوک لگتی ہے۔ کھانا ہضم ہوتا ہے۔ ریاح خارج ہوتی ہے۔ درد کمر کم ہوتا ہے۔ اور خراج صاف کرتا ہے۔ بچہ کے پیدا ہونے کے بعد اجوائن کی پوٹلی اندام نہانی میں رکھتے ہیں۔ اعضا تناسل کو جوشاندہ اجوائن سے دھوتے ہیں۔ اور اجوائن کی دھوتی دیتے ہیں۔ پرسوت بخار میں اجوائن بہت مفید ہے۔ جاڑا بخار میں اجوائن سے ٹھنڈا کا زور گھٹتا ہے۔ بخار آنے کے بعد پسینہ جلد آتا ہے۔ اور بخار اترنے کے بعد تھکاوٹ کم معلوم ہوتی ہے۔ پھیپھڑے کے مرض میں اجوائن سے بلغم زیادہ پیدا ہونا کم ہوتا ہے بلغم رقیق ہو کر جلد گرتا ہے۔ اور گھبراہٹ کم ہوتی ہے۔ دمہ میں اجوائن کا سفوف پانی کے ساتھ دیتے ہیں۔ اور اس کا دھواں پلاتے ہیں اجوائن سے بلغم کی بدبو اور جراثیم نابود ہوتے ہیں۔ قے بدہضمی۔ نفخ۔ درد شکم اور ہیضہ میں اجوائن مفید ہے۔ .... ۳ سے ۶ ماشہ اجوائن میں تھوڑا اسپندھا نمک ملا کر گرم پانی سے دیتے ہیں۔ اجوائن کا جوشاندہ نہیں کرنا چاہیے۔ جوشاندہ کرنے سے اس میں پایا جانے والا تیل اڑ جاتا ہے۔

۳۔ شری بی۔ مکرجی دی انڈین فارمیسیوٹیکل کوڈیکس میں :۔

رقمطراز ہیں۔

اجوائن ہندوستانی طب (آیورویدک) میں اسہال۔ ٹونک ڈس پیپسیا۔ (وہ بدہضمی جو ضعف معدہ وغیرہ سے ہو) قولنج۔ نفخ۔ ضعف ہضم اور ہیضہ میں استعمال ہوتی ہے۔ یہ اپنے کاسر ریاح۔ محرک۔ مقوی اور دافع تشنج اوصاف کی وجہ سے زیادہ استعمال ہوتی ہے۔ یہ ہینگ۔ ہلیلہ زرد اور سینددھا نمک کے ہمراہ ملا کر بکثرت استعمال کی جاتی ہے۔

دو مشہور خانگی استعمالات :۔

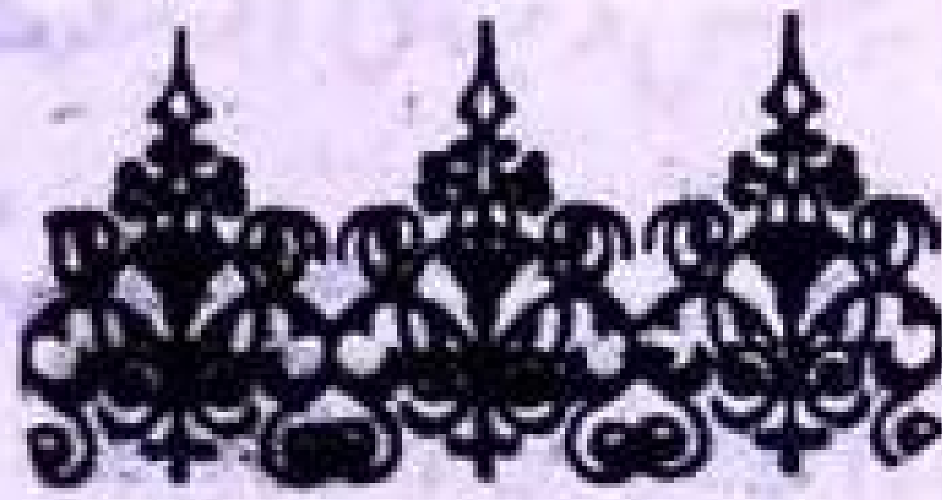
۱۔ بدہضمی :۔

اجوائن مقوی ہاضمہ اور مشتہی طعام ہونے سے بدہضمی کے لیے نہایت مفید و مجرب اور فوری اثرات کی مالک ہے۔ اور اس غرض کے لیے یہ ایک نہایت مشہور و عام گھریلو دوا ہے۔ چنانچہ جس وقت محسوس ہو کہ کھائی ہوئی خوراک ہضم نہیں ہو رہی۔ خراب ڈکار آرہے ہیں۔ جی متلا رہا ہے طبیعت بدمزہ ہو رہی ہے۔ یا معدہ و پیٹ میں درد و اپھارہ کی شکایت پیدا ہو رہی ہے تو اسے چبا لینے سے طبیعت فوراً درو براہ ہو جاتی ہے کیونکہ اس کا ذائقہ تلخ و تیز ہوتا ہے۔ اس لیے کئی اس کو قند سیاہ کے ہمراہ چباتے ہیں کہ جس سے اس کا ذائقہ قدرے سنور جاتا ہے۔ اس میں نمک طعام حسب ذائقہ ملا کر چبانا بھی مذکورہ فوائد کے لیے نہایت کارگر رہتا ہے۔ نیم گرم پانی کے ہمراہ اسے پھانک بھی سکتے ہیں۔ لیکن تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ اسے چبانے سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ البتہ اس کا سفوف پھانکنا بھی ایسی قدر مفید ہے۔

۲۔ نفخ شکم و درد شکم :۔

اجوائن کو چبانے یا پھانکنے سے پیٹ کا اپھارہ و درد فوراً دور ہو جاتا ہے۔ اس غرض کے لیے یہ ایک عام خانگی دوا ہے۔ چنانچہ جب ننھے بچوں کا پیٹ پھول جاتا ہے اور درد ہوتا ہے۔ تو مائیں

اجوائن وغیرہ کو خود چبالیتی ہیں۔ اور بعد ازاں اس کی پیک کو کسی باریک کپڑے میں ڈال کر بچے کے منہ میں نچوڑ دیتی ہیں۔ اس سے فوراً ہی بچے کی تکلیف جاتی رہتی ہے اور چند منٹوں کے بعد بچہ رونا بند کر دیتا ہے۔ اسی کو جوش دے کر بھی پلا سکتے ہیں۔



گلدستہ مجرّبات

ا۔ ضماد نانخواہ:۔

اجزاء ترکیب:۔

اجوائن دیسی بقدر حاجت لے کر پانی یا سرکہ میں خوب باریک گھوٹ لیں لیں ضماد تیار ہے۔

ترکیب استعمال:۔ حسب ضرورت مقام ماؤف پر دن میں تین یا چار مرتبہ لگائیں۔

مواقع استعمال:۔ ہر قسم کے اندرونی و بیرونی درد اس کے لیپ سے دور ہو جاتے ہیں۔ تشنج بھی فوراً دور ہو جاتا ہے۔

۲۔ مطبوخ نانخواہ:۔

اجزاء ترکیب:۔

ایک حصہ نیم کوفتہ اجوائن دیسی کو سولہ گنا پانی میں ڈال کر نرم نرم آگ پر پکائیں جب چوتھا حصہ پانی باقی رہ جائے تو آگ سے اتار کر پانی نتھار لیں۔ یا صاف ستھری چھلنی سے چھان لیں۔

مقدار خوراک:۔ چار تولہ سے آٹھ تولہ تک۔

مواقع استعمال:۔ قے۔ متلی۔ الکائی۔ ہچکی۔ تشنج معدہ۔ درد معدہ۔ قراقر و نفخ۔ آروغ ترش۔ کمی اشتہا۔ بدہضمی۔ زیادتی ریاح۔ عسر البول۔ عسر الطمث اور کرم امعاء وغیرہ کے لیے بہت مفید ہے۔ بندش حیض۔ سیلان الرحم۔ درد حیض۔ درد رحم۔ تشنج رحم۔ اختناق الرحم۔ ورم گوش اور درد گوش وغیرہ میں اس کی پچکاری بھی کی جاتی ہے۔ گندے اور متعفن زخموں کو اس سے دھونا اور

منہ کی بدبو میں اس کی کلیاں کرنا مفید ہے۔

۳۔ عرق اجوائن :۔

اجزاء و ترکیب :۔

نصف سیر اجوائن دیسی کو نیم کوفتہ کر کے آٹھ سیر پانی میں رات کو بھگو رکھیں۔ صبح بذریعہ قرع انبیق کے چار سیر عرق نکال لیں۔

مقدار خوراک :۔ نصف چھٹانک سے ایک چھٹانک تک۔

مواقع استعمال :۔ معدہ کی اکثر بیماریوں میں خصوصیت سے مفید ہے۔ معدہ کی اصلاح کرتا ہے۔ اور اسے مکمل طور پر غذا ہضم کرنے کے قابل بناتا ہے۔ بدہضمی کو نافع ہے۔ قے و متلی اور ابکائی کو دافع ہے۔ ریاح کو تحلیل کرتا ہے۔ اپھارہ اور پیٹ درد کو رفع کرتا ہے۔ سانس کی تنگی کو دافع ہے۔ ہیضہ کی ابتدائی حالت میں قے و جلاب کو روکنے اور نظام کو محرک کرنے کے لیے مفید ہے۔ نیز ہیضہ کا شک ہوتے ہی استعمال کرنے سے ہیضہ کا حملہ بے اثر ہو جاتا ہے۔ اس سے آنتوں کے دست و بدہضمی کے دست بند ہو جاتے ہیں۔ شیر خوار بچے کے پیٹ کا ریاحی درد بند کرنے اور اس کو ہوشیار رکھنے کے لیے بھی مستعمل ہے۔

۴۔ اجوائن کھار :۔

اجزاء و ترکیب :۔

اجوائن کے پودے کو جب کہ اجوائن پکنے کے قریب ہو۔ مع بیخ و شاخ و بار کے اکھاڑ کر خشک کر لیں۔ اور پھر جلا کر اس کی خاکستر حاصل کر کے اور بطریق معروف کھار تیار کر لیں۔

مقدار خوراک :۔ چار رتی سے ایک ماشہ تک دن میں دو تین مرتبہ ہمراہ آب نیم گرم دیں۔

افعال و منافع :۔ یہ ہاضم و مشتہی ہے۔ بدہضمی۔ اپھارہ اور پیٹ درد کو نافع ہے۔ کھانسی اور دمہ کے لیے مفید ہے۔

۵۔ اکسیری اجوائن

المعروف

اندرائن کی اجوائن

اس دیہاتی نسخہ کو نہایت درجہ شہرت حاصل ہے۔ جن علاقوں میں اندرائن (حنظل) بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ وہاں کے اکثر سمجھدار لوگ اسے ہر وقت تیار رکھتے ہیں۔ اور بوقت ضرورت اس سے خوب فیض اٹھاتے ہیں۔ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ تیار کرنے میں بالکل آسان اور فوائد میں لاثانی و لاجواب ہے۔ چنانچہ اس کے تیار کرنے کا عام دستور یہ ہے کہ زرد رنگ کے پختہ حنظل میں اٹھنی کے برابر ٹکڑا کاٹ کر اجوائن دیسی بھر دی جاتی ہے۔ اور پھر اس کاٹے ہوئے ٹکڑے کو اپنی جگہ پر رکھ کر حنظل سایہ میں رکھ دیا جاتا ہے۔ جب وہ خشک ہو جاتا ہے تو اسے توڑ کر اندر کا گودا مع اجوائن سنبھال لیا جاتا ہے۔ اور حنظل کا چھلکا اور تخم پھینک دیے جاتے ہیں بعد ازاں گودہ و اجوائن کے مرکب کو باریک کر کے قدرے نمک بھی شامل کر لیا جاتا ہے۔ بس یہی اکسیری اجوائن ہے۔ ہم نے خود کئی مرتبہ اسی ترکیب سے اسے تیار کیا ہے۔ ہم نے کئی مرتبہ اسے اپنے دواخانہ کے لیے ذیل کی ترکیب سے بھی تیار کیا ہے۔ چنانچہ وہ جدید ترکیب ملاحظہ ہو۔

اجزائے نسخہ:۔

زرد رنگ کے پختہ اندرائن کا گودا جس میں سے تخم نکال دیے گئے ہوں۔ ایک سیر اجوائن دیسی ایک پاؤ، سرنچل نمک ایک چھٹانک۔

ترکیب تیاری:۔

ہر سہ اشیاء کسی ایک عمدہ تام چینی، شیشہ یا مٹی کے کھلے برتن میں ڈال کر رکھ دی جاتی ہیں۔ اور ہر روز دن میں تین یا چار مرتبہ یہ مرکب بخوبی ہلا دیا جاتا ہے۔ جب یہ بالکل خشک ہو جاتا ہے تو باریک پیس کر سنبھال لیا جاتا ہے بس یہی اکسیری اجوائن ہے۔

ترکیب استعمال:۔ بوقت ضرورت دو تین ماشہ کی مقدار میں ہمراہ آب نیم گرم دیں۔

فوائد:۔ درد شکم، دائمی قبض، اپھارہ اور بدہضمی کے لیے نہایت مفید و مجرب دوا ہے۔ ضرور بنا کر آزمائیں اور دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔

۶۔ سفوف ہاضم:۔

اجزاء و ترکیب:۔

ایک پاؤ اجوائن دیسی اور ایک چھٹانک سونچل نمک کو کسی تام چینی کے برتن میں ڈال کر اس قدر آب لیموں ڈال دیں۔ کہ مذکورہ ہر دو اشیاء اس میں بالکل ڈوب جائیں بعد ازاں اس برتن کو گرد و غبار سے محفوظ کسی سایہ دار جگہ میں رکھ دیں۔ جب یہ آب لیموں خشک ہو جائے تو پھر اس قدر آب لیموں ڈال دیں کہ مذکورہ مرکب اس میں ڈوب جائے۔ غرضیکہ اس طرح سات مرتبہ آب لیموں ڈال کر اجوائن و سونچل نمک کے مرکب میں خشک کر ڈالیں۔ بعد ازاں اس مرکب کو باریک پیس کر سنبھال لیں۔

مقدار و ترکیب استعمال:۔ اسے ایک دو ماشہ کی مقدار میں صبح و شام کھانا کھانے کے بعد ہمراہ آب نیم گرم دیں۔

فوائد:۔ پیٹ کے جملہ امراض کو رفع کرنے کے لیے یہ سفوف اکسیری فوائد کا حامل ہے۔ چنانچہ اس سے بھوک خوب چمکتی ہے۔ اور کھائی ہوئی غذا بخوبی ہضم ہوتی ہے۔ اپھارہ اور پیٹ درد دور ہوتا ہے۔ قے و متلی کو افاقہ ہوتا ہے۔



اجوائن کے ذریعہ

خاص الخاص مرکبات

مختلف نام:۔

ہندی و اردو میں اجوائن کا تیل۔ بنگالی میں جوانیر تیل۔ فارسی میں روغن نانخواہ لاطینی میں اولیم اجوائن ( ) اور انگریزی میں اجوان آئل ( ) یا ٹیکولٹس آئل ( ) کہتے ہیں۔

ترکیب تیاری:۔

اجوائن کا عرق بطریق معروف کشید کر کے پھر اس میں دوبارہ اجوائن ملا کر عرق نکالیں۔ اور پھر اس عرق میں اور اجوائن ملا کر سہ بارہ عرق کھینچ لیں۔ اب اس عرق کو کسی ایسے برتن میں بھر دیں جو نیچے سے چوڑا اور اوپر سے تنگ ہو۔ اور وہ تمام عرق سے لبالب بھر جائے۔ برتن اگر چینی یا شیشے کا ہو تو بہتر ہے۔ ورنہ مٹی یا کسی دوسری دھات کا ہو۔ تو بھی مضائقہ نہیں۔ الغرض اس برتن کو عرق سے لبالب بھر کر کسی محفوظ جگہ رکھ دیں۔ بارہ گھنٹے کے بعد اجوائن کا لطیف روغن اوپر آنا شروع ہو جائے گا۔ جب تمام تیل برتن کے منہ پر جمع ہو جائے تو اسے علیحدہ کر لیں۔ یہ نہایت اعلیٰ درجہ کا روغن ہو گا۔ اور اس کے تیار کرنے کی یہی عمدہ و اعلیٰ ترکیب ہے۔ واضح رہے کہ تخم اجوائن میں دو سے تین فیصدی تک روغن اجوائن پایا جاتا ہے۔

مذکورہ ترکیب کے علاوہ پتال جنتر اور ڈول جنتر وغیرہ دیگر تراکیب سے بھی روغن اجوائن نکالا جا سکتا ہے۔ لیکن ان ترکیبوں سے تیل میں بدبو اور سڑاند پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ جس سے یہ اندرونی استعمال کے قابل نہیں رہتا۔

ڈاکٹری ادویہ فروشوں کے ہاں اجوائن سے بھاپ کے ذریعہ کشید کر کے نکالا ہوا نہایت اعلیٰ و خالص روغن اجوائن عام مل جاتا ہے۔ ہمیشہ یہی لے کر استعمال

کرنا چاہیے۔

ماہیت:۔

یہ بے رنگ یا بھورے رنگ کا سیال ہوتا ہے۔ رکھا رہنے سے سیاہی مائل ہو جاتا ہے۔ یہ سیماب طبع یعنی اڑ جانے والا ہے۔ اس کی بو اور ذائقہ مثل اجوائن کے ہوتا ہے۔ اس کا وزن متناسب ۰.۹۱۰ سے ۰.۹۲۰ تک ہوتا ہے۔ ۱۵.۵ درجہ سنٹی گریڈ پر اس کو سرد کرنے سے اس میں چالیس فیصدی سے کم مقدار میں تھائمول (ست اجوائن) نہیں پایا جانا چاہیے۔ تھائمول اس سے الگ کیا جا سکتا ہے۔ روغن اجوائن چار حصہ الکوحل (۹۰ فیصدی) میں حل ہو جاتا ہے۔

افعال:۔ محرک۔ دافع تشنج۔ کاسر ریاح۔ دافع تعفن۔ قاتل دیدان۔

مقدار و ترکیب استعمال:۔ ایک بوند سے تین بوند تک۔ مصری، بتاشہ کھانڈ اور پانی وغیرہ میں ڈال کر استعمال کر سکتے ہیں۔

تاثیرات و استعمالات:۔

۱۔ تیل کا فعل اور استعمالات مثل تھائمول (ست اجوائن) کے ہیں۔ اجوائن جب چبائی جاتی ہے تو دوا کے بدمزہ ذائقہ کو دور کرتی ہے۔ اور تیل مسہلہ ادویہ کی مروڑ پیدا کرنے والی تاثیر کی اصلاح کرتا ہے۔ تخم اجوائن سے کشید کیا ہوا اجوائن کا عرق قولنج اور ریاحی بدہضمی کے لیے قابل قدر کاسر ریاح اور دافع تشنج ہے۔ فساد ہضم کے لیے اجوائن عموماً پان کے ہمراہ چبائی جاتی ہے۔ یا نمک کے ساتھ لی جاتی ہے۔

(فارماکالوجی میٹریا میڈیکا اینڈ تھیراپیوٹکس)

۲۔ روغن اجوائن بطور دافع تعفن اور معطر کاسر ریاح کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا فعل اور استعمالات تھائمول سے مشابہت رکھتے ہیں اور تھائمول کے حاصل کرنے کا یہ ایک تجارتی ماخذ ہے۔ (دی انڈین فارماسیوٹیکل کوڈیکس)

استعمالات بیرونی :۔

۱۔ درد اعضاء :۔

ہر قسم کے دردوں کو رفع دفع کرنے کے لیے اس کا لگانا مفید ہے۔ چنانچہ پیشانی پر اس کا لیپ کرنے سے سر درد دور ہو جاتا ہے۔ اسے روغن سرشف اور روغن کنجد میں ملا کر گنٹھیا اور درد کمر وغیرہ پر مالش کرنے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ دانت کے بوسیدہ ہونے کے سبب جب اس میں درد ہوتا ہے تو اس روغن میں روئی تر کر کے وہاں سوراخ میں رکھنے سے درد کو فوراً تسکین ہو جاتی ہے۔ درد کان کے واسطے اس کا نرم تیل[۱] استعمال کیا جاتا ہے۔ اور نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔

۲۔ امراض جلد :۔

سر کے گنج۔ بالچر۔ داد اور چنبل وغیرہ جلدی امراض میں اس کا دن میں دو مرتبہ لگانا نہایت فائدہ مند ہے۔

۳۔ زخم :۔

مطبوخ نانخواہ سے زخموں کو دھو کر اجوائن کے نرم تیل کا لگانا نہایت ہی مفید ہے۔ اس سے زخم گندے نہیں ہونے پاتے۔ اور جلد مندمل ہو جاتے ہیں۔ کاربالک آئل سے کئی درجے بہتر ہے۔

۴۔ ناک و کان :۔

ناک و کان کے اندر کرم پیدا ہو جائیں تو اس کے نرم تیل کو وہاں پہنچانا چاہیے جس سے کرم مردہ یا بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ اور پھر باریک موچنے کے ذریعے جہاں تک ممکن ہو کیڑے نکال دینے چاہئیں۔

---

[۱] روغن اجوائن ایک حصہ اور روغن کنجد نو حصہ کو باہم ملا لینے سے اجوائن کا نرم تیل تیار ہو جاتا ہے۔

زہریلے حشرات یعنی بھڑ۔ بچھو وغیرہ کے مقام نیش پر اس کا لگانا فوراً زہر کو باہر کھینچتا اور درد کو آرام دے دیتا ہے۔

استعمالات اندرونی :۔

۱۔ بدہضمی :۔ اس تیل کی دو تین بوندیں برگ پان پر لگا کر یا مصری ۔ بتاشہ ۔ وغیرہ پر ڈال کر کھانے سے بدہضمی کی شکایت دور ہو جاتی ہے۔ کھائی ہوئی خوراک ہضم ہوتی ہے۔ بھوک چمکتی ہے اور ترش ڈکاریں بند ہو جاتی ہیں۔

۲۔ قے۔ اسے عرق سونف میں ملا کر بقدر گھونٹ گھونٹ پلانے سے قے۔ متلی اور الکائی کی شکایت دور ہو جاتی ہے۔

۳۔ ہیضہ کے لیے بھی ایک اکسیر صفت دوا ہے۔ عرق پودینہ میں اسے ملا کر چند خوراکوں کے دینے سے ہی قے و اسہال بند ہو جاتے ہیں۔ اور مریض کی کمزوری بحال ہو جاتی ہے۔ علاوہ بریں ہیضہ کے دنوں میں کھانا کھانے کے بعد اس کا استعمال ہیضہ سے بالکل محفوظ رکھتا ہے۔

۴۔ نفخ شکم کے دور کرنے کے لیے نہایت مفید ہے۔

۵۔ درد شکم۔ ایک ماشہ سفوف دار چینی میں اس کی دو تین بوندیں ڈال کر کھلانے سے پیٹ کا درد جلد ہی دور ہو جاتا ہے۔

مصبر۔ ریوند عصارہ۔ شحم حنظل وغیرہ دواؤں کے استعمال سے ہمیشہ پیٹ میں مروڑ ہونے لگتا ہے۔ لیکن ان کے ہمراہ اسے ملا کر دینے سے پھر یہ تکلیف لاحق نہیں ہوتی۔ غرضیکہ اس کو ملانے سے ان کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

۶۔ چار پانچ رتی سوڈا بائیکارب (میٹھا سوڈا) میں روغن اجوائن کی دو تین بوندیں ملا کر کھا لینے سے اپھارہ۔ پیٹ درد۔ جی متلانا۔ قے و الکائی کا آنا۔ ترش ڈکاروں کا آنا۔ کھانا کھانے کے بعد طبیعت کا بے چین ہونا اور اسہال۔ بدہضمی وغیرہ کو نہایت عمدہ فائدہ ہوتا ہے۔

۷۔ کرم معاء ہک کی تشکل کے دیدان یعنی کرم جو کہ عموماً بارہ انگشتی انتڑیوں میں پائے جاتے ہیں۔ کے ہلاک کرنے کے لیے یہ مستعمل ہے۔

۸۔ بدذائقہ ادویہ۔ جو ادویہ اپنے ذائقہ کی وجہ سے جی متلا دیتی ہیں۔ بلکہ قے کا موجب بھی ہو جاتی ہیں۔ ان میں اسے ملا کر دینے سے ان کا بدذائقہ کافور ہو جاتا ہے۔ اور پھر ان کے استعمال سے جی متلانا وغیرہ کی کوئی شکایت بھی ظہور پذیر نہیں ہونے پاتی۔ غرضیکہ بدذائقہ ادویہ کے اصلاح ذائقہ کے لیے یہ نہایت بہترین دوا ہے۔

۲۔ تھائمول

یعنی

ست اجوائن

مختلف نام:۔

ہندی و اردو میں اجوائن کا پھول۔ اجوائن کا ست۔ لاطینی میں تھائمول ( ) اور انگریزی میں تھائمول ( ) و تھائم کیمفر ( ) کہتے ہیں۔

کیفیت:۔

معلوم ہو چکا ہے کہ تھائمول بہت سے پودوں کے لطیف روغنیات میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ یورپ میں اس قسم کے پودوں میں سے تھائمس ولگیرس ( ) یعنی جنگلی پودینہ (حاشا) سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اور یورپی ممالک میں زیادہ تر تھائمس ولگیرس کے ہی لطیف روغن سے ایک خاص ترکیب سے تھائمول حاصل کیا جاتا ہے۔ درحقیقت پہلے یورپ میں نہ صرف تھائمس ولگیرس سے ہی حاصل کیا جاتا تھا۔ اور اسی لیے یہ تھائمول (ست پودینہ جنگلی) کے نام سے مشہور ہے۔ لیکن اب تو یہ چیز یورپ میں تھائمس زائی گس ( ) مونارڈا پنک ٹیٹا ( ) اور مونارڈا ڈی ڈی ما ( ) کے لطیف روغنیات سے بھی حاصل کی جا رہی ہے۔ علاوہ بریں اب یہ عموماً

کیمیاوی طریق سے تیار کیا جاتا ہے۔

ایشیا اور ہندوستان میں تھائمول تخم اجوائن کے لطیف روغن سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اسی لیے تھائمول کو ہندوستان میں اجوائن کا پھول یا اجوائن کا ست کہتے ہیں چنانچہ اندور، حیدرآباد، گوالیار اور دھار میں تخم اجوائن سے تھائمول تیار کرنے کے کارخانے ہیں۔ اور اب تو یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ تھائمول زیرہ کے لطیف روغن سے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اقتصادی نظریہ:-

تھائمول کا ہک کی شکل کے دیدان کے لیے بطور قاتل دیدان اور اس کے علاوہ بطور دافع تعفن کے استعمال ہونے نیز بہت سی ذاتی تیار کردہ ادویات کا جزو ہونے کی وجہ سے گذشتہ سالوں سے اس کی تجارتی قیمت بہت بڑھ گئی ہے۔ ہندوستان نہ صرف تھائمول کی اپنی ضروریات ہی اس خام مصالحہ سے جو کہ یہاں بکثرت پایا جاتا ہے پوری کر سکتا ہے۔ بلکہ برآمد کے لیے بھی کافی سے زیادہ فالتو ذخیرہ پیدا کر سکتا ہے۔ گذشتہ سالوں جرمنی نے تھائمول کہ جو وہاں بوئے جانے والے تھائمس ونگیرس سے کشید کر کے یا اسے خام کولتار یعنی خام کاربالک ایسڈ ( ) سے ملا کر حاصل کیا جاتا ہے کی بدولت دنیا کی ادویاتی منڈیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اب یہ ترکیبی تھائمول بازار میں زیادہ سے زیادہ مقدار میں آ رہا ہے ۱۹۱۴ء سے پیشتر تھائمول زیادہ تر قدرتی وسائل سے ہی حاصل کیا جاتا تھا۔ اب یہ نہ صرف مقابلتاً ارزاں میٹا کریسول ( ) سے ہی بنایا جاتا ہے بلکہ اس کے دستیاب ہونے کا دوسرا اکی ٹون یا پیپری ٹون ( ) کی صورت میں بھی ایک ذریعہ ہے یہ بہت زیادہ مقدار میں آسٹریلیا کے یوکلپٹس کہ جو اس ملک میں ہر جگہ بآسانی اور ارزاں طور پر اگایا جا سکتا ہے۔ سے بھی بنایا جا سکتا ہے۔ اگرچہ تھائمول اجوائن کے تیل میں نمایاں طور پر زیادہ مناسبت سے پایا جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی ہندوستان میں تخم اجوائن سے روغن کشید کرنے کی کوئی کوشش ۱۹۱۴ء کی لڑائی سے پیشتر نہیں کی گئی۔ اس ملک سے تخم اجوائن کی برآمد کا نقشہ نمبر ا ذیل میں دیا جاتا ہے۔

نقشہ نمبر ۱

	میزان مقدار برآمد ہنڈرویٹوں میں	برآمدشدہ تخم اجوائن کی قیمت پونڈوں میں
سنہ ۱۹۱۱-۱۲ء	۱۵۵۱۵	۴۵۸۳
سنہ ۱۹۱۲-۱۳ء	۲۱۶۵۰	۶۱۳۵
سنہ ۱۹۱۳-۱۴ء	۹۷۸۴	۲۹۸۳
سنہ ۱۹۱۴-۱۵ء	۷۳۶۸	۲۷۳۶
سنہ ۱۹۱۵-۱۶ء	۱۳۰۶۲	۴۸۷۱
سنہ ۱۹۱۶-۱۷ء	۱۱۰۹۲	۴۳۰۴
سنہ ۱۹۱۷-۱۸ء	۳۹۹۰	۲۷۶۵
سنہ ۱۹۱۸-۱۹ء	۱۹۱۷	۲۱۰۲

سنہ ۱۹۱۸ء سے بہت معمولی مقدار میں تخم اجوائن برآمد ہوئے۔

سنہ ۱۹۱۴ء کی لڑائی سے بیشتر تخم اجوائن کی پیداوار کی ۷۵ فیصد مقدار جرمنی میں بھیج دی جاتی تھی۔ اور وہاں تھائمول تیار کرنے کے لیے اسے کشید کرتے تھے معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان میں گوالیار کے اندر اس دوا کی تیاری شروع کی جاچکی ہے۔ پیداوار کا اندازہ سنہ ۱۹۲۱ء کے جنرل آف دی انڈین انسٹی ٹیوٹ آف سائنس میں شائع شدہ ایک رپورٹ سے لگایا جاسکتا ہے۔ نقشہ نمبر ۲ وسیع پیمانے پر روغن اجوائن اور تھائمول کی پیداوار کے اعداد و شمار کو واضح کرتا ہے۔

نقشہ نمبر ۲

تخم اجوائن کی مقدار پونڈوں میں	روغن اجوائن کی مقدار پونڈوں میں	خام تھائمول کی پیداوار پونڈوں میں
٢٦٠٧٦	٧٤٢،٠	٣٢١،٢
٢٢٢٢٧	٦٢٥،٥	٢٦٩،١
٣٢٣٨٠	٩٤٣،٧	٣٧٠،٥

دھار ریاست میں بھی تھائمول زیادہ مقدار میں تیار کیا گیا تھا۔ لیکن اب اس امر کی کوئی اطلاع نہیں کہ کیا واقعی اب بھی وہاں تیار کیا جا رہا ہے۔ جیسے بھی ہو ہندوستان میں اس دوا کے دوران تیاری میں کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ منڈی میں جو زیادہ تر تخم اجوائن دستیاب ہوتے ہیں وہ صرف جزوی طور پر ہی کشید کیے جاتے ہیں کیونکہ ان میں روغن اجوائن کم مقدار میں ہوتا ہے۔ جو روغن اجوائن دستیاب ہوتا ہے اس میں اوسطاً تھائمول ۴ سے ۶ فیصدی تک ہوتا ہے۔ ۱۹۲۴ء میں ڈیپارٹمنٹ آف انڈسٹریز اینڈ کامرس حیدرآباد دکن کے زیر اہتمام وہاں پیدا ہونے والے تخم اجوائن سے تھائمول کے بنانے کے متعلق فی الواقع تجربات کا انتظام کیا گیا۔ یہ معلوم ہوا کہ تخم اجوائن کے وزن کے حساب سے صرف دو فیصدی روغن اجوائن پایا جاتا ہے اور روغن اجوائن کے وزن کے حساب سے ۲۶،۹۷ فیصدی تھائمول کی قلمیں پائی جاتی ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ تخم اجوائن غیر ممالک کے تخم اجوائن کے مقابلہ میں گھٹیا خاصیت کے تھے۔ اس کے تیار کرنے کی اصلی قیمت شمار کرنے سے واضح ہوا ہے۔ کہ اس کی قیمت غیر ممالک سے آئے ہوئے تھائمول کی بازاری قیمت سے مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جب تک کہ اس صنعت میں دیگر اتفاقیہ تیار ہو جانے والی اشیاء یعنی کشید کیے ہوئے تخم (بطور چارہ یا کھاد) عرق اجوائن (ادم واٹر)، اور تھائمین آئل ( ) بھی استعمال نہ کی جائیں۔

تخم اجوائن اور روغن اجوائن کو بازار سے حاصل کرکے تھائمول کو تیار کرنا بہت سے خطروں سے لبریز کام ہے۔ اور غالباً یہ فائدہ مند کام نہیں ہے۔

۱۹۱۴ء کی لڑائی کے دوران میں اس پودا کو کاشت کرنے کی دنیا کے دیگر حصوں میں کوشش کی گئی۔ پیچ لیس ( ) سے بطور نمونہ آئے ہوئے تخموں سے کیمیائی طریق پر ۹ فیصدی روغن اور مانٹ سرینٹ ( ) کے تخموں سے ۲ فیصدی روغن حاصل ہوا۔ کہ جس میں بالترتیب ۳۹ اور ۵۴ فیصدی تھائمول تھا۔ ان اعداد سے واضح ہوتا ہے کہ ان تخموں میں بہ نسبت ہندوستان کے تخموں کے (تقریباً ۵ء۲ سے ۹۱ء۲ فیصدی) بہت زیادہ تھائمول ہوتا ہے اس لیے اصول علم کے دستور کے مطابق ہندوستان کے موزوں علاقوں میں اجوائن کی صحیح کاشت کی طرف زیادہ دھیان دینا چاہیے۔ اگر یہ نہ کیا گیا تو اس دوا کی تجارت کو غالباً سخت ضعف پہنچے گا۔ جب تک تخم اجوائن کی خاصیت میں ترقی نہ کی گئی۔ تو ہندوستان دیگر ممالک کہ جو بہترین قسم کے تخم اجوائن پیدا کر رہے ہیں۔ سے مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اور پھر ترکیبی تھائمول کی بڑھتی ہوئی پیداوار کو مدنظر رکھا جائے تو شاید ہی ہندوستان کبھی اس صنعت میں کامیاب ہوسکے۔

(انڈیجنس ڈرگز آف انڈیا)

ماہیت :۔

تھائمول یعنی ست اجوائن کی بڑی بڑی ترچھی سہ گوشہ سفید رنگ کی قلمیں ہوتی ہیں۔ یہ ذائقہ میں چرپرا اور خوشبودار ہوتا ہے۔ بو اور ذائقہ اجوائن کی مانند ہوتا ہے۔ سرد پانی میں ڈوب جاتا ہے۔ لیکن جب پانی ۴۵ درجہ حرارت تک گرم کیا جاتا ہے تو یہ پگھل کر سطح پر تیرتا ہے۔

انحلال :۔

ست اجوائن کا ایک حصہ ۱۰۰۰ حصہ سرد پانی میں الیکوہال (۹۰ فیصدی) کے ایک حصہ میں، سالوئنٹ ایتھر کے ۵ء۱ حصہ میں اور کلوروفارم کے ۷ء۰ حصہ میں حل ہوجاتا ہے۔

افعال : دافع تعفن۔ قاتل جراثیم اور دافع بدبو ہے۔

مقدار خوراک:۔ ½ سے ۲ گرین یعنی ¼ رتی سے ایک رتی۔ دافع دیدان کے لیے ۱۵ سے ۳۰ گرین یعنی ایک سے دو ماشہ۔

تاثیر واستعمالات:۔

بیرونی:۔

تھائمول ایک نہایت قوی دافع تعفن (اینٹی سپٹک) دوا ہے۔ کاربالک ایسڈ کی نسبت تقریباً ۲۵ گنا زیادہ قوی الاثر ہے اور نسائج (ٹشوز) کے لیے کم زہریلا اثر رکھتا ہے۔ لیکن اس کا غیر تحلیل پذیر ہونا اس کی خامی ہے یہ خفیف مقامی مخدر اثر رکھتا ہے۔ لیکن ظاہری نسائج کے لیے مخرش ہے اس کا ایک ہزار میں ایک کی طاقت کا محلول (سولیوشن) جب کسی سیال میں ملایا جاتا ہے تو پھر اس میں تعفن و سڑاند) اور اختمار (خمیر اٹھنا) نہیں ہوتا۔ دو لکمینیز سولیوشن ( ) بطور دافع تعفن جراحی (سرجری) میں استعمال ہوتا ہے اور اس کی آئنٹمنٹ یعنی مرہم (ایک اونس سافٹ پیرافین میں دس گرین) جلدی امراض جراثیمی میں بہت مفید ہے، خصوصاً سر یا داڑھی کے داد میں یہ مقامی طور پر اکیٹی نومائی کوسس ( ) یعنی اعضائے اندرونی کو پھپھوندی لگنا) جلد کے داد۔ ایگزیما (نار فارسی) اور چنبل وغیرہ میں بھی استعمال کی جاتی ہے۔ اس کے بیس ٹلز ( ) یعنی ایک قسم کی چوسنے والی ٹکیاں) سپرے[1] (رشاش) اور ان ہیلے شن[3] (لخلخہ) سوزش حنجرہ اور

---

[1] تھائمول ۱ حصہ کو الکوحل ۲ حصہ اور گلیسرین ۲ حصہ میں حل کر کے اس میں اس قدر پانی ملائیں کہ وہ ۱۰۰ حصہ ہو جائے یہ بطور سپرے (رشاش) اور اینٹی سپٹک لوشن استعمال ہوتا ہے۔

[2] امراض بینی و حلق میں بعض سیال ادویات رشاشہ (دوا پاش آلہ) میں بھر کر اس کا سوراخ دار سرا ناک یا منہ میں داخل کیا جاتا ہے۔ اور پھر اس کے ربڑ کے پھکنے کو دبایا جاتا ہے کہ دوا جس سے ناک یا حلق کی جھلی پر دور تک پھوار (باقی صفحہ آئندہ)

سوزش حلق میں مفید ہیں۔

اندرونی :-

تھائمول آنتوں سے بآسانی جذب ہو جاتا ہے۔ اور قریباً ۵۰ فیصدی جسم میں زائل ہو جاتا ہے۔ بقیہ زیادہ تر گلائی کیورونیٹ (   ) اور سلفیٹ (   ) کے ساتھ گھلی ملی ہوئی صورت میں پیشاب میں خارج ہوتا ہے۔ لیکن اس کا تھوڑا سا حصہ آکسی ڈائنز (آکسیجن سے مرکب ہوتا) ہو کر تھائمول ہائیڈرو آکسی کیوئی نون (   ) ہو جاتا ہے۔

اور پیشاب کا رنگ سبزی مائل کر دیتا ہے جو اس کے ٹھہراؤ پر انحصار رکھتا ہے۔

اس سے منہ میں جلن محسوس ہوتی ہے۔ اور خوشبو آتی ہے۔ قلیل مقدار میں معدہ میں گرمی کا احساس ظاہر کرتی ہیں اور آنتوں کی حرکات میں تحریک پہنچاتی ہیں لیکن بڑی مقدار میں قنات غذائیہ کی غشائے مخاطی کے بالائی پرت میں خشک ریشہ رطبہ (زخم کے چھیچھڑے جو کسی ساخت کے مردار پڑ جانے سے نکلتے ہیں۔ تر کھرنڈ) پیدا کر دیتی ہیں پہلے یہ مرکزیہ نظام عصبی میں تحریک پہنچاتا ہے خصوصاً بالائی مراکز کو لیکن تشنج پیدا کرنے کے لیے کم مائل کرتا ہے۔ بعد کو یہ انہیں سست کرنے کا موجب ہوتا ہے اور آخر کار نظام تنفسی کو روک دیتا ہے۔ یہ دل کے لیے بہت زہریلا ہے۔ اور دل کے سکڑاؤ کی قوت اور وقفہ کو کم کرتا ہے۔

اس کا (۲۰۰۰ میں ایک) لوشن[۵۱] منہ صاف کرنے

بقیہ حاشیہ :- کی شکل میں چھڑک دی جاتی ہے۔ اس عمل کو سپرے کرنا کہتے ہیں اور اس مدعا کے لیے جو ادویہ تیار کی جاتی ہیں وہ سپرے (رشاش) کہلاتی ہیں۔

۵۰ وہ رقیق خوشبودار مرکب دوا جو فراخ دہن شیشہ میں رکھ کر یا روئی پر چھڑک کر سونگھی جائے۔

۵۱ جلد پر استعمال کرنے کی وہ دوائیں جنہیں صرف لگانا مقصود ہو اور مالش نہ کرنا ہو۔ انہیں لوشن کہتے ہیں۔

کے لیے بطور خفیف دافع تعفن استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ لیپٹو تھر کس بیو کیلیس ( ) کے بڑھاؤ کو روکتا ہے اور مادہ دانت کی بڑھی ہوئی قوت حس کے لیے آہستہ آہستہ مخدر سا اثر کرتا ہے۔ پہلے تھائمول ہک ورم (ہک کی شکل کے دیدان جو عموماً بارہ انگشتی انتڑی میں پائے جاتے ہیں) کے لیے بطور دافع دیدان استعمال کیا جاتا تھا۔ لیکن اس کی سمی تاثیر کی وجہ سے اب اس کی جگہ دوسری محفوظ ادویہ نے لے لی ہے۔ یہ عموماً ۱۵ سے ۳۰ گرین کی مقدار میں ایک ایک گھنٹہ کے وقفہ کے بعد دو چار بار دیا جاتا ہے۔ ایک تندرست جوان آدمی کی زیادہ سے زیادہ ۶۰ گرین مقدار ہونی چاہیے۔ لیکن عموماً ۴۵ گرین کی مقدار کافی رہتی ہے یہ خلو معدہ پر جیلاٹین کے کیپسولوں میں دینا چاہیے۔ اور اس کے بعد نمکین جلاب دینا چاہیے۔ اس قدر بڑی مقداریں مستورات میں اسقاط حمل کا موجب ہو سکتی ہیں۔ اس لیے جب حاملہ عورتوں کا علاج کیا جا رہا ہو تو ۳۰ گرین سے زیادہ مقدار نہیں ہونی چاہیے ۱۰ گرین فی خوراک کی تین خوراکیں دیں۔ کمزور کمی خون اور دل کے نقص والے مریضوں کی مقدار کم ہونی چاہیے۔ ایک ہفتہ سے پیشتر دوسرا کورس نہیں دینا چاہیے۔ کل نظام جسمانی یا پھیپھڑے کے ایکٹی نومائی کوسس اور بلیسٹومائی کوسس ( ) میں تھائمول ۲۰ سے ۳۰ گرین یا ۱.۵ سے ۲ گرام روزانہ کئی حصوں میں تقسیم کر کے براہ دہن استعمال کیا جاتا ہے۔

علامات سمیہ:۔

زیادہ مقداریں یہ قنات غذائیہ کے لیے مخرش ہونے کا موجب ہوتا ہے۔ غرضیکہ پیٹ درد، متلی اور قے ہوتی ہے۔ گردے مخرش ہو جاتے ہیں۔ بول زلالی (پیشاب میں البیومن آنا) اور پیشاب کے کم آنے وغیرہ کی شکایت ہو جاتی ہے۔ چہرہ کا سرخ ہو کر چمکنا۔ اختلاج قلب (دل کا پھڑکنا) سر درد طنین (کانوں کی بھنبھناہٹ اور عارضی بہرہ پن عام ہو جاتے ہیں۔ مرکز یہ نظام عصبی کی تحریک یا تو ہیں اور شاذ و نادر تشنج یا افراتفری کا موجب ہو جاتا ہے۔ دل یا پھیپھڑوں کے بطلان (قوت کا فنا ہو جانا اور فعل کا موقوف ہو جانا) ہو جانے سے موت ہو سکتی ہے۔ علاج علامات کے مطابق کیا جاتا ہے۔

رموز استعمالات :-

تھائمول بطور دافع دیدان سولیوشن کی شکل میں ہرگز استعمال نہ کرنا چاہیے کیونکہ اس طرح معدہ اور حلق میں نہایت غیر خوشگوار جلن کے احساس کا موجب ہوتا ہے۔ اور معدہ کے لیے نہایت شدید مخرش ہوتا ہے۔ یہ بشکل گولی یا کیپچٹ میں دینا چاہیے۔ آخری خوراک دوا کے بعد چند گھنٹے تک مریض کو اپنے بستر میں لیٹے رہنا چاہیے اس کو متنبہ کر دینا چاہیے۔ کہ جب تک دوا معدہ میں موجود ہے تب تک الکوحل یا کوئی اور ایسی چیز جس میں تھائمول حل ہو جاتا ہو۔ ہرگز استعمال نہ کرے۔ بوڑھوں اور بچوں کے استعمال کے قابل یہ دوا نہیں ہے۔ اس کے استعمال کے بعد نمکین جلاب دینا چاہیے۔ کیسٹر آئل استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

(فارما کالوجی میٹریا میڈیکا اینڈ تھیراپیوٹکس)

ست اجوائن کے دیگر استعمالات :-

دیسی معالجین اسے معدہ کے مختلف امراض نفخ شکم۔ درد شکم۔ بدہضمی۔ قے اسہال اور ہیضہ میں استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ اسے ایک یا دو رتی کی مقدار میں کھانڈ میں ملا کر پھانکنے سے نفخ شکم اور پیٹ درد کو نہایت درجہ فائدہ ہوتا ہے۔ بدہضمی کے اسہال رک جاتے ہیں۔ قے بند ہو جاتی ہے ہیضہ میں بھی افاقہ ہوتا ہے۔

امرت دھارا وغیرہ نام کے جو مرکبات بازار میں فروخت ہو رہے ہیں۔ ان کا ست اجوائن ایک لازمی جزو ہے۔

ایک بیش قیمت تجارتی راز کا انکشاف :-

ہندوستان کی کئی ادویہ ساز کمپنیاں مثلاً بنگال کیمیکل اینڈ فارماسیوٹیکل ورکس کلکتہ وغیرہ اجوائن ٹے بلیٹ ( ) یا ٹیکوٹس ٹے بلیٹ ( ) کے نام کی ایک دوا تیار کرتی ہیں کہ جس کے استعمال کا بنگال میں خصوصاً بہت زیادہ دستور ہے۔ چونکہ یہ واقعی مفید و مجرب

چیز ہے۔ اس لیے ناظرین کو آج اس راز سے روشناس کیے دیتا ہوں۔

ایک معمولی چیز ہے۔ لیکن اوصاف سے بھرپور، غرضیکہ اس کی ٹکیا میں صرف ½ گرین تھائمول (ست اجوائن) اور ۵ گرین بائی کاربونیٹ آف سوڈا (میٹھا سوڈا) ہوتا ہے۔

یہ ٹکیاں اسہال اکی ہاضمہ وغیرہ کے لیے نہایت درجہ موثر ہیں۔ یہ فوراً نفخ۔ ترشی معدہ اور جلن معدہ کو دور کرتی ہیں قوت ہاضمہ کو تقویت دیتی ہیں اور بھوک کو بڑھاتی ہیں۔ دونوں وقت کھانا کھانے کے بعد ایک ایک گولی ہمراہ پانی نگل لینی چاہیے۔ یا ایک اونس پانی میں گھول کر پی لینی چاہیے۔ ایک ٹکیا دو اونس پانی میں گھول لی جائے تو جو محلول تیار ہوتا ہے وہ بہترین عرق اجوائن کا کام دیتا ہے اگر ۸ ٹکیاں ایک پونڈ پانی میں حل کر لی جائیں تو منہ صاف کرنے کا ایک عمدہ کھاری دافع تعفن محلول تیار ہو جاتا ہے۔ اگر ۳ گرین فی ٹکیا کے حساب سے بوریکس ( ) یعنی سہاگہ بریاں داخل کر لیا جائے تو یہ محلول اور بھی زیادہ کارگر ثابت ہوتا ہے۔





اجوائن خراسانی

اجوائن خراسانی

مختلف نام:۔

سنسکرت میں پارسیک یوانی (پارس یعنی ایران کی اجوائن) کھراسانی یمانی (خراسان یعنی ایران کی اجوائن) مدکار شطری (مد یعنی نشہ پیدا کرنے والی) مادک (نشیلی) مدکارک (نشہ پیدا کرنے والی) یاوتی (یون دیش یعنی مسلمانی ملک میں پیدا ہونے والی) ترخسکا (ترک دیش یعنی ترکستان میں ہونے والی) ہندی میں کھراسانی اجوائن۔ اردو میں اجوائن۔ خراسانی۔ پنجابی میں کھراسانی اجوین۔ کشمیری میں بجربھنگ بنگالی میں کھراسانی اجودان۔ کھراسانی یویان۔ گجراتی میں کھراسانڑی اجما۔ مرہٹی میں کھراسانی اودوا عربی[1] میں بذر البنج۔ سیکران۔ بنج۔ فارسی[2] میں بنگ۔ لاطینی میں ہائیوسائمس ( ) اور انگریزی میں انڈین ہین بین ( ) کہتے ہیں۔

وجہ تسمیہ:۔

چونکہ اس کے تخم ہندوستان میں پہلے زیادہ تر خراسان (ایران) سے آکر فروخت ہوئے اس لیے ان کو ہندی اطبا نے اجوائن کے مشابہ خیال کر کے ان کا نام کھراسانی یمانی (خراسان کی اجوائن) رکھ دیا۔ کھراسانی یمانی نام آخر کار کھراسانی اجوائن کے نام سے مشہور ہوا۔ چنانچہ ہندی اور اردو زبان اور طب میں یہی نام مشہور ہے۔

---

[1] عربی میں بنج اس پودے کا نام ہے جس سے اجوائن خراسانی پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے اس کو عربی میں بذر البنج (بنج کے بیج) کہتے ہیں۔ اسی طرح سیکران بھی پودے کا نام ہے۔ بیج تخم سیکران کہلاتے ہیں۔

[2] فارسی میں بنج کے جیم کو گاف سے بدل کر اس کا نام بنگ رکھا گیا ہے۔ جو کہ نبات کا نام ہے۔ اور اس کے بیج تخم بنگ کہلاتے ہیں۔

انتباہ:۔

۱۔ مذکورہ بوٹی کے تخموں کا نام اجوائن خراسانی قرار دینے سے اکثر وید و اطباء اس عظیم غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ یہ بوٹی بھی اجوائن کی کوئی قسم ہے۔ حالانکہ یہ امر حقیقت سے بعید ہے۔ حقیقتاً یہ دوا کسی لحاظ سے بھی اجوائن کے نام سے موسوم ہو سکنے کی حق دار نہیں ہے۔ کیونکہ نہ تو اس کی بو اجوائن کے مشابہ ہے نہ اس کے پھول نہ اس کے بیج اور نہ ہی اس کے افعال و خواص۔ جتنے کہ کسی قسم کی بھی باہم مشابہت نہیں ہے۔ کہ اس کو اس مشابہت کی وجہ سے اجوائن کہا جا سکے۔ علاوہ بریں ان کی مغارقت اس امر سے بھی ظاہر ہے کہ سیکران فیصلہ بادنجانیہ (نیچرل آرڈر سولے نیسی) کی نبات ہے۔ اور اجوائن فیصلہ خیمیہ (نیچرل آرڈر ام بیلی فے ری) سے متعلق ہے۔ قصہ کوتاہ اجوائن خراسانی کو اجوائن کی قسم ہرگز نہ سمجھنا چاہیے۔

مذکورہ غلط فہمی کا کیا نتیجہ ہے۔؟ اس کے متعلق جناب استاد الاطباء احمد الدین صاحب موجد طب جدید کی تحریر کردہ ذیل کی سطور قابل غور و ستائش ہیں:۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے ملک کے طبیب اس دوا کی نسبت سخت غلطی میں ہیں۔ اور اس غلطی کی وجہ سے بہت سا نقصان اٹھاتے ہیں۔ چنانچہ عام طور پر یہ کمی حیض (عسر الطمث) میں ادرار حیض کے لیے نسخہ میں علاوہ دیگر ادویہ کے چاروں اجوائن لکھ دیتے ہیں۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ چاروں اجوائن سے اطباء کون کون سی ادویہ مراد لیتے ہیں۔ ہاں میں نے اکثر اوقات یہ دیکھا ہے اور ایسی مریضہ عورتیں میرے زیر علاج آتی رہی ہیں۔ جن کو ایسے مطبوخ پلائے گئے۔ جن میں چاروں اجوائن بھی تھیں۔ اور ان عورتوں کو بجائے اس کے کہ مرض میں کوئی کمی ہوتی۔ الٹا اثر یہ ہوا کہ ہاتھ پاؤں میں خدر پیدا ہو گیا اور نتھنوں و منہ و حلق میں خشکی وغیرہ

ف۔ چاروں اجوائن سے مراد اجوائن دیسی (نانخواہ) اجوائن جنگلی (زبان بری) اجوائن کوہی (تخم کرفس) اور اجوائن خراسانی (سیکران) سے ہوتی ہے۔

پیدا ہو کر حالت المرگ ہونے لگی۔ جس پر اس نسخہ کی ادویات منگا کر دیکھی گئیں تو ان میں اجوائن خراسانی موجود پائی گئی۔ جس کی وجہ سے مریضہ کی وہ حالت ابتر ہو چکی تھی ایسے ہی اور بہت سے واقعات ہیں نے دیکھے ہیں۔ اس واسطے نہایت مناسب اور مفید سمجھ کر اس پر یہ نوٹ لکھا ہے۔ تاکہ آئندہ ہمارے دوست اس کے متعلق خیال رکھیں کہ یہ دوائی اجوائن کی قسم سے نہیں بلکہ اس کا نام غلطی سے اجوائن رکھا گیا ہے اور یہ چیز قطعاً مدرحیض نہیں بلکہ قابض درحالیس حیض ہے۔

۲۔ اس کے فارسی نام بنگ میں بھی مغالطہ ہے۔ کیونکہ فارسی میں بھنگ (قنب) کا نام بھی بنگ ہے۔ اس لیے کئی اطباء بنج (سیکران) کو بھنگ اور اس کے تخم کو بھنگ کے بیج سمجھتے ہیں۔ لیکن دراصل بنگ نام۔ بنج یا سیکران کا ہی ہے اور بنگ سے مراد ہمیشہ اسی سے ہی ہونی چاہیے۔ تاکہ کوئی غلط فہمی میں بتلا نہ ہونے پائے دیگر بذرالبنج۔ بھنگ کے بیج نہیں ہیں۔ بلکہ اجوائن خراسانی کا نام ہے۔ بھنگ کے بیج کو عربی میں بذرالقنب کہتے ہیں۔

۳۔ بعض اطباء شوکران اور سیکران کے نام میں مغالطہ کھا جاتے ہیں۔ اور ان دونوں چیزوں کو ایک ہی چیز سمجھتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ سیکران تو بنج کا ہی دوسرا نام ہے مگر شوکران ایک بالکل ہی دیگر دوا ہے۔ جس کے بیج شکل میں سوئے کے بیج کے مشابہ ہوتے ہیں اور سمیات شدیدہ میں شمار ہیں چنانچہ حکیم سقراط کو یہی زہر دے کر ہلاک کیا گیا تھا اسی لیے اسے شوکران سقراط بھی کہتے ہیں۔ دیگر اسے لاطینی میں کونائم (   ) انگریزی میں ہملاک (   ) عربی میں قونیون یا شوکران اور فارسی میں تفت کہتے ہیں۔

تاریخ:۔

سشرت، چرک سنگھتا وغیرہ قدیم آیورویدک کتب میں اس کے متعلق کوئی تذکرہ درج نہیں ہے۔ جس سے صاف عیاں ہے کہ قدیم ہندی اطباء اس کے متعلق بالکل لاعلم تھے۔ البتہ بعدازاں کی تصنیف کردہ آیورویدک کتب مثلاً بھاوپرکاش نگھنٹو کیدریو نگھنٹو مدن پال نگھنٹو اور نگھنٹو رتناکر وغیرہ میں اس کا تذکرہ پارسیک یوانی اور کھراسانی یوانی وغیرہ ناموں سے پایا جاتا ہے، ہر دو ناموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بدیسی یعنی غیر ملکی

جوا ہے۔ حالانکہ یہ بوٹی کوہ ہمالیہ، کشمیر اور شمالی ہندوستان میں خودرو بکثرت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن تاہم اسے خراسان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ کیونکہ پہلے وہاں سے آکر فروخت ہوئی تو ہندوستانی اطباء کو اس کا علم ہوا۔ اگرچہ یہ بوٹی ہندوستان میں بکثرت پائی جاتی ہے۔ تاہم حیرانگی کی بات ہے کہ قریب قریب تمام خراسانی اجوائن جو ہندوستان میں استعمال ہوتی ہے۔ وہ بیرونجات سے درآمد ہوتی ہے اور اس کی زیادہ مقدار ایران اور افغانستان سے آتی ہے۔

قدیم یونانی اطباء نے تین قسم کی بنج یعنی سفید، سرخ اور سیاہ کا ذکر کیا ہے لیکن وہ صرف سفید قسم کی بنج کو استعمال کرتے تھے۔ چنانچہ دیسقوریدوس نے بھی اسی کی تعریف کی ہے۔ اور اسی کے استعمال کی سفارش کی ہے۔ اسلامی اطباء بھی اس بارہ میں تا حال قدیم یونانی اطباء کے مقلد ہیں۔

ڈاکٹری میں صرف اس کے پتے یا پتے اور پھولدار شاخیں ہی کام میں لائی جاتی ہیں۔ یہ برٹش فارماکوپیا اور انڈین نیشنل فارماکوپیا میں داخل ہے۔

جائے پیدائش :۔

یہ پودا سطح سمندر سے ۶۰۰۰ فٹ سے لے کر ۱۲۰۰۰ فٹ کی بلندی تک کشمیر سے گڑھوال تک تمام مغربی ہمالیہ کے معتدل علاقہ میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ کشمیر میں کوڑا کرکٹ کے انباروں خشک نالوں اور گاؤں کے اردگرد بنجر زمینوں میں یہ پودا عام پایا جاتا ہے۔ سہارنپور، کلکتہ اور پونہ کے سرکاری بوٹنیکل گارڈنز (باغات نباتات) میں بھی یہ پودا بویا جاتا ہے۔ علاوہ بریں سہارنپور، آگرہ و اجمیر کے اردگرد کے کئی علاقوں میں اس کی کھیتی کی جاتی ہے۔ صوبہ بمبئی میں ہیمورا اور دا پوری میں اور نیلگری میں اس کی کاشت کی جاتی ہے۔ اب تو اکثر باغوں میں خوبصورتی کے لیے بھی یہ پودا لگایا جاتا ہے۔ مغربی اور شمالی ایشیا، یورپ اور شمالی افریقہ میں بھی پایا جاتا ہے۔

بلوچستان خصوصاً کوئٹہ اور ایران میں بھی یہ نہایت کثرت سے ہوتا ہے۔ افغانستان شمال مغربی سرحدی صوبہ، مغربی پنجاب اور سندھ میں بھی بہت ہوتا ہے۔

نباتی توضیح :۔

اس کا پودا اسپغول اور اجوائن کے پودے سے اونچائی میں قدرے بڑا

ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ پودا اکثر ڈیڑھ فٹ سے لے کر چار فٹ تک اونچا ہوتا ہے۔ اس کی ساق موٹی ہوتی ہے۔ اور اس پر اُون کی مانند روئیں ہوتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ تمام پودے پر کم و بیش سفید روئیں ہوتے ہیں۔ اس کے پتے بہت و بیز اور طول میں مختلف ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان کی لمبائی عموماً چار انچ سے لے کر دس انچ تک ہوا کرتی ہے۔ اور چوڑائی تقریباً ڈیڑھ انچ سے ساڑھے چار انچ تک ہوتی ہے۔ زیادہ تر پتے اس کی شاخوں سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی عموماً بے ڈنٹھل ہوتے ہیں۔ لیکن بعض پتوں کے نیچے ڈنٹھل بھی ہوتا ہے۔ جو شاخ سے نکلتا ہے اور اس کے سر پر پتے نکلتے ہیں۔ غرضیکہ اکثر پتے بے ڈنٹھل ہوتے ہیں۔ لیکن بعض ڈنٹھل دار بھی ہوتے ہیں۔ شاخ کے ہر ایک بند یا گرہ پر ایک ایک پتہ ہی لگتا ہے۔ یعنی مترادف یا متبادلے پتے لگتے ہیں۔ اس کے پتوں پر برگ (سٹی پیول ( ) نہیں ہوتے۔ یعنی کہ یہ بے پر پتے (ایکس سٹی پیولیٹ ( ) ہوتے ہیں۔ پتے کی شکل سر گرشتہ بیضہ نما (ٹرائی اینگولر اوویٹ ( ) یا بیضہ نما سرسی (اوویٹ آب لانگ ( ) ہوتی ہے۔ پتے کے کنارے مختلف نوک دار حصوں میں کٹے ہوتے ہیں۔ مگر یہ حصے یکساں نہیں ہوتے بلکہ بے ڈھنگ اور بے قاعدہ طور پر کٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ غرضیکہ پتے ہر دار ( ) سائنوایٹ) ہوتے ہیں ان کی رنگت زرد سبز اور ان کی زیریں سطح خاص کر روئیں دار ہوتی ہے۔ تازہ پتوں کی بو تیز اور نامرغوب ہوتی ہے۔ ذائقہ تلخ ہوتا ہے۔ اور اکثر زبان اور حلق میں قدرے خراش پیدا کر دیتے ہیں۔ خشک ہوتے پر تیز بری بو دور ہو جاتی ہے۔ ان کا رس آنکھ میں ڈالنے سے پتلی پھیل جاتی ہے۔ شاخیں گول یا مدور اور روئیں دار ہوتی ہیں۔

شاخوں کے سروں پر پھولوں کے گچھے لگتے ہیں۔ ہر ایک پھول میں عموماً پانچ پنکھڑیاں ہوتی ہیں۔ پھول کی شکل تمباکو کے پھول جیسی ہوتی ہے۔ پھول اس کی اقسام کے لحاظ سے مختلف رنگ کے آتے ہیں۔ یعنی زرد، نیلے، سفید وغیرہ لیکن یہ لازم نہیں کہ جس پودے کو جس رنگ کے پھول آتے ہوں اس کے تخم بھی اسی رنگ کے ہوں۔ مثلاً سیاہ تخم کے بیج کے پودے کو زرد رنگ کے پھول آتے ہیں۔ "خزائن الادویہ"

میں جو سیاہ بیجوں کے پودے کا پھول نیلا لکھا ہے۔ غلط ہے۔ البتہ بازار میں جو خاکستری مائل تخم بنج ملتے ہیں اُن کے پودے کا پھول کا رنگ ضرور نیلا ہوتا ہے۔ دیگر مذکورہ صدر کتاب میں جو سرخ بیجوں والے پودے کے پھول کا رنگ زردی مائل بتلایا گیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے بلکہ جیسا کہ پیشتر ازیں تحریر کیا جا چکا ہے۔ سیاہ تخم کے بنج کے پودے کے پھول زرد ہوتے ہیں۔

ایک دو ماہ پھول سرسبز رہ کر پھر مرجھا کر جھڑنے شروع ہو جاتے ہیں اور ان کی جگہ پوست کے ڈوڈے کی مانند پھل لگتے ہیں۔ جن میں دو خانے رہتے ہیں۔ یہ پھل پک کر پھوٹ جاتے ہیں۔ پھوٹنے پر ان میں سے چھوٹے چھوٹے چپٹے دانے نکلتے ہیں۔ جو تخم اجوائن سے دو چند بڑے ہوتے ہیں۔ یہی اجوائن خراسانی ہے۔ ان کی بو تیز اور مخصوص ہوتی ہے۔ ذائقہ میں قدرے تلخ اور چرپرے ہوتے ہیں۔

اقسام :۔

قدیم یونانی اطباء نے اس کی تین قسموں یعنی سفید سرخ اور سیاہ کا ذکر کیا ہے۔ سرخ قسم بالکل دستیاب نہیں ہوتی۔ دیگر فی زمانہ کے علم النباتات کے ماہرین کے ذریعہ اس وقت تک اس کی ذیل کی اقسام پہچانی جا چکی ہیں۔

اوّل قسم :۔

اسے لاطینی میں ہائیوسائمس ریٹی کولیٹس (   ) کہتے ہیں۔ اس کی لکڑی میں چھوٹے چھوٹے کانٹے ہوتے ہیں۔ پھول جامنی رنگ کے یعنی نیلے ہوتے ہیں۔ بلوچستان خصوصاً کوئٹہ اور خراسان (ایران) کے ارد گرد بکثرت ہوتی ہے۔ بازار میں عموماً اسی کے تخم دستیاب ہوتے ہیں۔ جو کہ خاکستری مائل ہوتے ہیں۔ دیسی معالجین کے ہاں یہ قسم بکثرت مستعمل ہے۔

دوئم قسم :۔

اسے لاطینی میں ہائیوسائمس نائگر (   ) کہتے ہیں۔ اس کا پودا کاشمیر، گڑھوال۔ سہارنپور۔ آگرہ۔ اجمیر۔ پوُنہ اور کلکتہ میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کے پھول زرد رنگ کے آتے ہیں اور ان پر اودے رنگ کی لکیریں ہوتی ہیں۔ طب مغربی میں اسی کے پتے اور پھول دوا مستعمل ہیں۔ اسے بنج اسود یا بنگ سیاہ

کہتے ہیں۔ اسے سیاہ رنگ کے تخم آتے ہیں۔

سوئم قسم :۔

اسے لاطینی میں ہائیوسائمس ایلبس (　　　　) اور عربی میں بنج ابیض (رنگ سفید) کہتے ہیں۔ اسے سفید رنگ کے تخم آتے ہیں۔ اس کے پھول کا رنگ بھی سفید ہوتا ہے۔ قدیم یونانی کتب میں دیگر اقسام کی بہ نسبت اسی قسم کو دوا استعمال کرنے کے لیے ترجیح دی گئی ہے۔

چہارم قسم :۔

اسے لاطینی میں ہائیوسائمس آریس (　　　　) کہتے ہیں۔ اس کا تخم مولی کے بیج کے مشابہ ہوتا ہے۔

پنجم قسم :۔

اسے لاطینی میں ہائیوسائمس میوٹی کس (　　　　) یا ہائیوسائمس ان سے لنس (　　　　) کہتے ہیں۔ عام طور پر یہ کوہی بھنگ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ افغانستان اور شمال مغربی سرحدی صوبہ، مغربی پنجاب اور سندھ پاکستان کے ویسے کے جنگلوں اور ندی نالوں کے کناروں پر بہت ہوتی ہے۔

فیصلہ :۔

اجوائن خراسانی کے پتے اور پھول وغیرہ اپنی شکل و شباہت میں بادنجان (بینگن) کے پتوں وغیرہ کی مانند ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسی لیے اسے فیصلہ بادنجانیہ (نیچرل آرڈر سولے نیسی (　　　　) کے تحت رکھا گیا ہے۔

کیمیائی تجزیہ :۔

اجوائن خراسانی کے تمام پودے میں زیادہ تر دو کھاری اجاہر موثرہ (ایلکلائڈز) پائے جاتے ہیں۔

ا۔ ہائیوسائمین (　　　　) اس کی برف کی مانند سفید ڈلیاں ہوتی ہیں اور جو نہایت چھوٹی چھوٹی قلموں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اس کا ایک حصہ ۱۲۰ حصہ پانی میں حل ہوتا ہے اور ایلکوہال میں تو یہ بخوبی حل ہو جاتا ہے۔ یہ لفارح اور دھتورہ میں

بھی پایا جاتا ہے۔ علاوہ بریں فیصلہ یا دنجانیہ کی ذیل میں آنے والی بہت سی نباتات میں بھی پایا جاتا ہے۔ یہ اپنی ترکیب میں ایٹروپین (جوہر لفاح) کے مشابہ ہے۔ چنانچہ اس کی مانند ہی ٹراپک ایسڈ ( ) اور ٹروپین ۔ ۔ ۔ ۔ ( ) پر مشتمل ہے۔ اور فکسڈ الکلی ( ) کی موجودگی میں یہ معمولی حرارت پر باآسانی ایٹروپین میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

۲۔ ہائیوسین ( ) کہ جس کو سکوپولے مین ( ) بھی کہتے ہیں۔ یہ سفید قلمدار ہوتا ہے۔ اور اپنی ترکیب میں ایک قوی آنکھ کی پتلی کو پھیلا دینے والے جوہر (مڈریٹک ایلکلائڈ) ایٹروپین ( ) کے مشابہ ہے کہ جو اوسکین ( ) اور ایٹراپک ایسڈ ( ) پر مشتمل ہے۔

دیگر ہر دو مذکورہ کھاری جواہر موثرہ کے علاوہ بریں اس میں ایک سمی روغن یعنی زہریلا تیل بھی پایا جاتا ہے۔

پتوں میں مذکورہ کیمیائی اجزاء کے علاوہ بریں ہائیوسکری پین ( ) کولین ( ) تخمی روغن۔ لعاب۔ ایلبیومن (زلال) اور پوٹاشیم نائٹریٹ (قلمی شورہ) دو فیصدی تک ہوتے ہیں۔ تخم بنج میں ۲۶ فیصدی فکسڈ آئل (نہ اڑنے والا روغن) پایا جاتا ہے۔ علاوہ بریں ایمپائرو میٹک آئل ( ) بھی ہوتا ہے۔ اور وارنیکا ( ) کی رائے کے بموجب ۵۱ء۴ فیصدی راکھ بھی پائی جاتی ہے۔

(انڈیجینس ڈرگز آف انڈیا)

اقتصادی نظریہ :۔

جس طرح بھی ہو ان (بنج کے مختلف اقسام کے پودے) پودوں میں پائے جانے والے جواہر موثرہ برٹش فارما کوپیا میں بتلائے ہوئے معیار سے کم پائے جاتے ہیں۔ بلکہ کشمیر کے ہائیوسائمس نائگر یعنی بنج اسود کے نمونہ جات کا کلکتہ

اسکول آف ٹراپیکل میڈیسین اینڈ ہائیجین میں کیے گئے کیمیائی تجزیہ نے ۰.۳۰ فیصدی جملہ جواہر موثرہ ظاہر کیا ہے۔ حالانکہ مقابلتاً فارما کوپیا میں استعمال کیے جانے والے نمونہ میں ۰.۶۵ یا اس سے بھی زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس کے جوہر موثرہ کی کم موجودگی سے یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ ہندوستانی بنج ولائتی قسم کے ساتھ کامیابی سے مقابلہ کرنے کے قابل نہ ہوسکے گی۔ لیکن اس بات کو مدنظر رکھ کر کہ قدرتاً یہاں اس کی کثیر پیداوار ہے اور ہندوستان میں اس کی قیمت بھی کم ہے کیونکہ عام طور پر اخراجات بار برداری ہی ہیں۔ یہ خیال صحیح نہیں ہوسکتا۔ اس کے علاوہ بنج اسود ریتلی و چکنی زمین میں باسانی کاشت کی جاسکتی ہے۔ اور ۱۸۹۳ء میں یہ عمل ہندوستان میں کامیابی حاصل کرچکا ہے یہ کلکتہ کے رائل بوٹینیکل گارڈنز (شاہی باغات نباتات) میں بوئی گئی تھی۔ علاوہ بریں بمبئی۔ اجمیر اور دیگر کئی جگہوں میں بھی بوئی گئی تھی۔ ۱۸۹۲ء کی انڈین ڈرگز کمیٹی کے زیر نگرانی بوئی گئی بنج سے لیکوئڈ ایکسٹریکٹس (خلاصات سیال) تیار کیے گئے۔ اور مریضان پر آزمائش کے لیے کئی صوبجاتی میڈیکل سٹور ڈپوؤں (صیغہ طبیہ مخزن) کو بھیجے گئے۔ ان کی تاثیر کے متعلق جو اطلاعیں وصول ہوئیں وہ نہایت حوصلہ افزا تھیں اس کے باوجود اس کی کاشتکاری کم ہوگئی اور واٹ ( ) صاحب اپنی ڈکشنری آف دی اکانومک پراڈکٹس آف انڈیا میں ۱۸۹۸ء میں رقم طراز ہیں۔

"دوا استعمال کے اغراض کے لیے ہندوستان کے اندر موجودہ وقت میں ہندوستانی قسم کی بنج کے برگ دستیاب نہیں ہیں۔ بازار میں جو تخم بنج دستیاب ہوتے ہیں۔ وہ بھی بیشتر ایران اور افغانستان سے درآمد ہوئے ظاہر ہوتے ہیں پس موجودہ وقت میں مغربی ادویہ کے لیے جو تمام کی تمام بنج مستعمل ہے۔ وہ یورپ سے آرہی ہے۔ بلکہ بازار میں فروخت کے لیے جو تخم پیش کیے جاتے ہیں وہ بھی اس ملک میں دستیاب نہیں ہوسکتے۔

یہ بات سمجھنی مشکل ہے۔ کہ ایسا کیوں تھا؟ حالانکہ اس حقیقی نظریہ کے مدنظر کہ ہمالیہ میں یہ پودا نہایت کثرت سے جنگلی طور پر پایا جاتا تھا۔ اس قلیل ضرورت کے مقابلہ میں یہ دستیابی ضرور برابر ہونی چاہیے تھی۔ یہ حالت اب بتدریج تبدیل

ہو رہی ہے۔ کیونکہ گورنمنٹ تر سری نے سہارنپور اور ریاست کشمیر کے حکام نے ریاست میں اس پودا کی باطریقہ کاشت کرائی شروع کر دی ہے اور ان ہر دو مقامات سے اس کی افضل ترین فصل مل رہی ہے۔ کاشت کیے ہوئے پودا میں جواہر موثر کی مقدار بھی بڑھ گئی ہے اور اطلاع ہے کہ برٹش فارماکوپیا میں استعمال ہونے والی درآمد قسم کے معیار کے مطابق ہو گئی ہے۔ سہارنپور کے پڑوس میں پرائیویٹ (نجی) کاشتکاروں نے بھی اس پودا کی کاشت کی طرف کچھ دھیان دینا شروع کر دیا ہے۔ وہاں گنے کی کھیتی میں بھی یہ فصل اچھی پھلتی ہے کہ جس کا نتیجہ ہے کہ ہندوستان میں اب بیج کے مہیا کرنے کا سہارنپور ایک بڑا مرکز ہے۔ اور نیچے علاقوں میں جائے کی کھیتی میں بھی بطور معاون بیج کی فصل اگ سکتی ہے۔ اگر مکھیوں اور کیڑوں کے نقصان پہنچانے سے پتوں اور ڈوڈلوں کو بچانے کے لیے احتیاط کی جائے تو اچھا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ ہندوستان میں پیدا ہوئے ہوئے برگ بیج اب منڈی میں دستیاب ہو جاتے ہیں اور ان کے تیار شدہ ٹنکچر زاور ایکسٹریکٹس معالجین کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ استعمال میں لائے جا رہے ہیں۔ البتہ سہارنپور کے بیج کے کاشتکاروں کے راستہ میں قیمت کا خیال ایک اڑچن ہو سکتا ہے۔ یہ اطلاع ہے کہ ولایتی بیج کلکتہ میں بحساب ساڑھے پانچ آنہ فی پونڈ مل جاتی ہے۔ لیکن سہارنپور کی بیج تقریباً تیرہ آنہ فی پونڈ مل سکتی ہے اگر یہ بیان صحیح ہے تو یہ بالکل عیاں ہے کہ ہندوستانی بیج کو جلد ہی مستقبل میں ہندوستان میں فوری منڈی ملنے میں ناکامیابی حاصل ہو جائے گی۔ اس لیے باربرداری اور دیگر چھوٹے چھوٹے اخراجات کو گھٹا کر دوا کی قیمت کو کم کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ (انڈیجنس ڈرگز آف انڈیا)

حصص مستعملہ:۔

قدیم یونانی وغیرہ تو اس کے پتے، شاخیں، جڑیں اور تخم سب کچھ استعمال کرتے تھے۔ لیکن فی زمانہ خاص طور پر اس کے تخم ہی مستعمل ہیں۔ طب یونانی میں سفید قسم کو دیگر اقسام کی بہ نسبت ترجیح دی گئی ہے۔ لیکن کیونکہ آج کل بازار میں اس کے خاکستری مائل تخم ہی دستیاب ہوتے ہیں۔ اس لیے اب یہی استعمال ہوتے ہیں۔

آیورویدک معالجین بھی اس کے تخم ہی استعمال میں لاتے ہیں۔

زمانہ وسطی میں یورپ میں اس کے تخم اور جڑیں زیادہ استعمال کی جاتی ہیں۔ لیکن آج کل طب مغربی میں صرف اس کے پتے یا پتے اور پھولدار شاخیں ہی دوا مستعمل ہیں۔ علاوہ بریں ان کے ہاں صرف بنج اسود (ہائیوسائمس) کے پتے ہی کام میں لائے جاتے ہیں۔ دیگر اقسام کے پتے قطعاً دوا مستعمل نہیں ہیں۔ یہ پتے بھی وہ استعمال ہوتے ہیں جن میں ۵۔ ۰ فیصدی سے کم ہائیوسائمین نہ پایا جاتا ہو۔

محل تحصیل:۔

مغربی ادویہ کی تیاری کے لیے بنج کے پتے بمعہ پھولدار شاخوں کے نہایت احتیاط سے اس وقت اکٹھے کیے جاتے ہیں۔ کہ جب بنج کا پودا پھلنے پھولنے لگتا ہے اور اپنی پختہ حالت میں دکھائی دینے لگتا ہے۔

افعال و خواص بروئے طب آیورویدک :۔

خراسانی اجوائن کے افعال و خواص اجوائن کے مانند ہی ہیں۔ لیکن یہ خاص کر ہاضم (کھانے کی طرف طبیعت کو راغب کرنے والی) قابض۔ تسکین اور ثقیل ہے۔

(بھاؤ پرکاش نگھنٹو)

اجوائن خراسانی چرپری۔ تلخ۔ تیز۔ ہاضم اور زود ہضم ہے۔ تینوں خلطوں کو دافع ہے۔ منی کو بڑھاتی ہے۔ بدہضمی۔ خلط خام۔ گڑگڑاہٹ شکم اور درد کو نافع ہے۔

(کشید یو نگھنٹو)

خراسانی اجوائن تلخ۔ گرم۔ چرپری۔ تیز۔ حرارت ہاضمہ کو تیز کرنے والی منی کو بڑھانے والی اور ہلکی (زود ہضم) ہے۔ تینوں خلطوں۔ بدہضمی۔ گڑگڑاہٹ شکم۔ درد اینٹھن اور بلغم کو دافع ہے۔

(دھنونتری نگھنٹو)

اجوائن خراسانی چرپری۔ خشک۔ ہاضم۔ قابض۔ گرم۔ تسکین اور ثقیل ہے وات کو دافع ہے۔

(نگھنٹو رتناکر)

اجوائن خراسانی خشک۔ قابض۔ تسکین اور ثقیل ہے۔ اس کے اوصاف اجوائن کے مانند ہی ہیں۔

(مدن پال نگھنٹو)

خراسانی اجوائن خشک۔ قابض۔ تسکین اور چرپری ہے۔ (راج نگھنٹو)

خواص و فوائد بروئے طب یونانی :-

اس کی تمام قسمیں سُن (بے حس) کرتی ہیں ۔ نیند لاتی ہیں ۔ روح کو غلیظ کرتی ہیں ۔ روح کے مزاج کے بالکل مخالف ہیں ۔ لیکن بوجہ سُن کرنے کے ان دردوں جن میں ٹیس ہو ساکن کرتی ہیں ۔ پرانے درد سر کو بھی تسکین دیتی ہیں ۔ جوڑوں کی ٹیسیں اور عرق النسا اور نقرس کو نافع ہیں ۔ ہر ایک عضو کے جاری خون کو روکتی ہیں ۔ اگر تھوڑے سے بیج اجوائن خراسانی کے لے کر ہم وزن افیون میں ملا کر پیسیں کر شہد میں ملا کر اس میں سے ذرا سا چاٹ لیں تو ٹیس کو نفع ہوتا ہے ۔ درد تھم جاتا ہے ۔ اجوائن خراسانی کی ہر قسم نزلہ کو دفع کرتی ہے اور سیلان رطوبت کو قطع کرتی ہے ۔ آنکھ کی طرف نہیں آنے دیتی ۔ دماغ کی رطوبت خشک کرتی ہے ۔ قولنج کے مریض کے باندھ دینے سے صحت ہو جاتی ہے ۔ اس کو پانی میں بھگو کر اس سے عضو تناسل دھویا جائے تو نعوظ بہت پیدا ہوتا ہے ۔ ایک ماہر کہتا ہے کہ اجوائن خراسانی کے بیج عورت کے خون حیض میں بھگو کر تو ماشہ کھا لینے سے خون بگڑ جاتا ہے ۔ کسی عضو کے بال اکھیڑ کر اجوائن خراسانی کا سفوف اس مقام پر لگانے سے پھر نہیں نکلتے ۔ اس کا دھواں کرنے سے اہل مکان کو نشہ آتا ہے اور سو جاتے ہیں ۔ سرکہ یا شہد کے ساتھ کان کے ہر طرح کے درد کو تسکین بخشتی ہے ۔ بلغمی کھانسی کو مفید ہے اور کھنگار (بلغم) میں خون آنے کو بند کرتی ہے ۔ معدے کی رطوبت کو خشک کرتی ہے ۔ اور خشکی زیادہ کرتی ہے ۔ ہاضم ہے ۔ پیچش کو رفع کرتی ہے ۔ اور اعضاء میں سستی پیدا کرتی ہے ۔ اس کا فرزجہ قروح رحم کو رفع کرتا ہے اور زخم کی رطوبت کو خشک کرتا ہے ۔ اور بالخاصہ مانع دحالیس حیض ہے ۔ سفید اجوائن خراسانی ان دواؤں میں داخل کی جاتی ہے جو فربہ کرتی ہیں ۔ کیونکہ یہ خون کو جماتی ہے ۔ افیون اور اجوائن خراسانی دونوں ہم وزن لے کر چنے کے دانوں کے برابر گولیاں بنا لیں ۔ ایک گولی نگلنے سے بہت نیند آتی ہے ۔ اس کے لیپ سے آنکھ کی ٹیسیں اور درد کو بہت نفع ہوتا ہے ۔ اس کے جوشاندے میں سرکہ اور روغن گل ملا کر کلیاں کرنے سے دانتوں کے درد کو نفع ہوتا ہے ۔ نلکی کے ذریعہ سے اس کے دھوئیں کو پہنچانے سے دانت کُند ہوتے

کو نفع ہوتا ہے۔ اور دانت کے کیڑے مر جاتے ہیں جس دانت کو کیڑا کھا لے اجوائن خراسانی کچل کر باریک کپڑے میں باندھ کر اس میں رکھنے سے نفع ہوتا ہے۔ رطوبی کھانسی کی دواؤں میں داخل کرنے سے اس کو نفع ہوتا ہے۔ اور گرم نزلے کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ اگر حمل کے بعد پستان پر ورم آجائے تو اس کے لگانے سے تحلیل ہو جاتا ہے۔ اجوائن خراسانی کو جلا لیں پھر ایک جزو یہ لیں اور ایک جزو سونٹھ اور دو جزو دار چینی لیں اور تینوں کو پیس کر شہد میں ملا کر اس میں سے ساڑھے تین ماشے نہار کھائیں۔ تو معدے کا درد جاتا رہے گا۔ سفید اجوائن خراسانی کے ساتھ انجیر پیس کر فتیلہ بنا کر بواسیر اور امراض مقعد میں رکھنے سے نفع ہوتا ہے۔ یہ پیشاب کو روکتی ہے۔ اس لیے کہ پیشاب کے مادے کو جما دیتی ہے۔ اس لیے وہ جاری نہیں ہوتا اور پیشاب نہیں آتا۔

ساڑھے چار ماشہ اجوائن خراسانی کھانے سے بہت نیند آتی ہے۔ سفید اجوائن خراسانی کے بیج کوٹ کر گرم پانی میں گوندھ کر دھوپ میں رکھ دیں۔ تاکہ تھوڑی سی خشکی آجائے۔ پھر اس کو نچوڑ لیں۔ جو روغن نکلے وہ سر میں لگانے سے جوئیں مر جاتی ہیں اور کنپٹیوں پر لگانے سے معتدل نیند آتی ہے۔ اور سر کی صفراوی پھنسیاں اور تر و خشک خارش جاتی رہتی ہے۔ اس کے سعوط سے گرمی کا درد سر اور بے خوابی دور ہوتی ہے۔ اس کو کان میں ٹپکانے سے اس کا درد مٹتا ہے۔ سفید اجوائن خراسانی سے نصف وزن کاہو کے بیج اور تہائی وزن تخم خشخاش لے کر کوٹ کر اس کا تیل نکال لیں۔ یہ تیل زہروں کو تریاق ہے۔ اس کے پینے اور سعوط اور مالش سے سرسام اور مالیخولیا اور وسواس اور سانس کی تنگی کو نفع ہوتا ہے۔ اس کے پتوں کو تنہا یا جو کے آٹے کے ساتھ پیس کر لگانے سے درد کی ٹیس بند ہوتی ہے۔ اس کا عصارہ بھی تنہا یا دوسری ادویہ کے ساتھ لگانے سے درد بند ہوتا ہے۔ اس کے پتوں کے لیپ سے مواد دوسری طرف پھر جاتا ہے۔ مگر لگانے کے بعد زیادہ عرصہ تک نہ رکھیں۔ جلد دور کر لیں ورنہ مادہ وہیں جم جائے گا۔ اور پھر اس کا تحلیل ہونا مشکل ہو جائے گا۔ اس کے پتوں کو دقاق کندر کے ساتھ پیس کر ماتھوں پر ملنے سے گندی دور ہوتی ہے۔ اس کے تین چار پتوں کو شراب کے ساتھ کھانے سے ہڈی کا درد دفع ہوتا ہے۔ ان کا لیپ

بھی ہڈی کے درد کو بند کرتا ہے۔ کسی عضو کے بال اکھیڑ کر اس کے پتوں کا لیپ وہاں کر دیں۔ اور کئی بار ایسا کریں تو پھر وہاں بالوں کا نکلنا بند ہو جاتا ہے۔ آنکھ میں شدت سے درد ہو تو اس کے پتوں کے لیپ سے بہت نفع ہوتا ہے۔ یہی فائدہ اس کا عصارہ پہنچاتا ہے۔ اگر نزلے کا پانی آنکھ کی طرف رجوع کرے تو اس کے پتوں کو پیس کر لیپ کرتے رہیں اس کا رجوع ہونا رک جائے گا۔ کان میں شدت سے درد ہو تو اس کے عصارہ کو تنہا یا سرکہ یا شہد کے ساتھ کان میں ٹپکانے سے بہت نفع ہوتا ہے۔ اس کے جڑ کو پانی میں جوش کر کے کلیاں کرنے سے دانتوں کا درد رفع ہوتا ہے۔ اس کے خواص میں سے یہ ہے کہ اگر قولنج کے مریض کے عضو پر اس کی جڑ ھ باندھ دی جائے تو صحت ہو جاتی ہے۔ اس کے عصارہ کے حمول سے رحم کا درد رفع ہوتا ہے اس کے پتوں کو پکا کر انڈے کی زردی اور چربی ملا کر لیپ کرنے سے کنج ران اور خصیوں کا درد رفع ہوتا ہے۔ اگر اس کے پتے باقلا کے آٹے کے ساتھ خصیوں اور عورتوں کی چھاتیاں پر لگائے جائیں تو ان کا بڑھنا رک جاتا ہے اور ان مقاموں پر شہد کے ساتھ یا تنہا پتوں کے لیپ سے درد دفع ہو جاتا ہے۔ ان کا لیپ نقرس اور وجع المفاصل اور پنڈلیوں کے درد کو مٹاتا ہے۔ اس کے تین چار پتوں کے کھانے سے اکانترے کا دورہ بند ہو جاتا ہے۔

(خزائن الادویہ)

طبعیت:۔

سیاہ قسم تیسرے درجہ کے آخر میں سرد و خشک ہے۔ بلکہ چوتھے درجے کے اول میں سمجھنا چاہیے اور سرخ قسم تیسرے درجہ کے اول میں سرد و خشک ہے اور سفید میں سردی خشکی سرخ سے بھی کم ہے۔ بعض نے یوں لکھا ہے کہ سفید تیسرے درجہ کے اول میں سرد و خشک ہے اور سرخ تیسرے درجہ کے آخر میں سرد و خشک ہے اور سیاہ چوتھے درجہ میں سرد و خشک ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ تمام قسمیں چوتھے درجہ میں سرد و خشک ہیں مگر یہ قول مخدوش ہے

(خزائن الادویہ)

منفعت خاص :-

یہ بے خوابی۔ دیوانگی۔ ہسٹیریا اور بلغمی کھانسی میں بہت مفید ہے۔ بار بار تھوڑا تھوڑا پیشاب آنا اور سوزش مثانہ کے لیے دیگر کھاری ادویہ کے ہمراہ ملا کر اس کا دینا نہایت پر اثر رہتا ہے۔ مسہلہ ادویہ کی مروڑ پیدا کرنے والی تاثیر کی اصلاح کے لیے بھی بہت کارآمد ہے۔ زیادتی ذکاوت حس کے دفعیہ کے لیے نہایت نافع ہے۔

افعال :- مسکن۔ منشی۔ منوم۔ مخدر۔

مقدار خوراک :- تخم بنج کی مقدار خوراک نصف ماشہ سے ایک ماشہ تک ہے اور خشک پتوں کی مقدار خوراک ڈیڑھ رتی سے تین رتی تک ہے۔

یادداشت :- بچوں کو اس دوا کی برداشت زیادہ ہوتی ہے لیکن بوڑھے اور کمزور اشخاص کو کم ہوتی ہے۔

تاثیرات سمیہ :-

اگر بنج طبی مقدار سے بہت زیادہ استعمال کی جائے تو سمی علامات پیدا ہو کر موت تک نوبت آسکتی ہے۔ چنانچہ منہ، ناک اور حلق خشک ہو جاتے ہیں۔ آنکھ کی پتلیاں قدرے پھیل جاتی ہیں۔ نظر دھندلا جاتی ہے بے ہوشی ہوتی ہے جو کبھی کبھی ہذیان سے بدلتی رہتی ہے۔ نبض سست چلتی ہے۔ جلد ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ ٹھنڈا پسینہ آنے لگتا ہے۔ سانس تنگی سے ٹھہر ٹھہر کر آنے لگتا ہے۔ موت دل کے مفلوج ہو جانے اور دم بند ہو جانے سے واقع ہوا کرتی ہے۔

علاج :- ابتدا میں سٹامک ٹیوب ( ) یعنی معدے کی نلکی سے معدہ کو دھو ڈالیں یا مقئی دواؤں سے قے کرائیں۔ بعد ازاں محرکات مثل برانڈی۔ وسکی۔ تیز چائے یا قہوہ دیں۔ اطراف کو گرمی پہنچائیں۔ چنانچہ رانوں بغلوں اور تلوؤں میں گرم پانی کی بوتلیں رکھیں۔ دم بند ہونے لگے تو مصنوعی تنفس جاری کرائیں۔

تاثیرات و مواقعہ استعمال خارجی :-

طب ڈاکٹری میں بنج خارجی طور پر بالکل ہی استعمال نہیں کی جاتی۔ لیکن دیسی

معالجین کے ہاں اسے استعمال کرنے کا بکثرت دستور ہے۔
۱۔ اوجاع :۔ مقامی طور پر یہ مسکن و مخدر اثر کرتی ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے بطور مسکن الم کے درد سر۔ درد گوش۔ درد کان۔ درد اعصاب و عضلات گنٹھیا اور ورم خصیہ وغیرہ میں یہ بطور ضماداً استعمال کی جاتی ہے۔ چنانچہ "خواص و فوائد بر دے طب یونانی" کے عنوان کے تحت ان امور پر کافی روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ انہی خیالات کو دیگر جامہ پہنا کر دوبارہ تحریر کرنا اور اوراق کے سیاہ کرنے کے سوائے کوئی فائدہ نہیں۔ اس لیے انہی سطور کو دوبارہ بغور ملاحظہ کر لینا ہی کافی ہے۔
۲۔ سوزش چشم :۔ آنکھ میں اس کو بیرونی طور پر قطوراً۔ ضماداً۔ اکتحالاً استعمال کرنا پتلی کو پھیلا دیتا ہے اور سوزش اور ورم آنکھ کی تمدد و تشنج کو دور کر دیتا ہے۔

تاثیرات و مواقعہ استعمال اندرونی :۔

۱۔ دماغ :۔ دماغ پر اس کا مسکن و منوم اثر ہونے کی وجہ سے دماغی ہیجان کم ہو جاتا ہے۔ اور نیند آ جاتی ہے جو اکثر لفاح کی نسبت جلد تر اور قوی تر آتی ہے چنانچہ دماغی ہیجان کم کرنے اور نیند لانے کے لیے دیوانگی۔ جنون اور بے خوابی وغیرہ میں مستعمل ہے۔ جب شدت بخار میں مریض بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔ اُٹھ اُٹھ کر بھاگنے کی کوشش کرتا ہے تو ایسے ہذیان کے مریض پر بھی اس کے استعمال سے عمدہ نتیجہ نکلتا ہے۔
۲۔ حرام مغز :۔ سپائنل کارڈ۔ ( ) پر بھی اس کی مسکن تاثیر نمایاں ہوتی ہے۔ اسی لیے مرض رعشہ میں بھی مستعمل ہے۔
۳۔ آلات تنفس :۔ چونکہ یہ دوا رقیق رطوبت کو غلیظ کرتی ہے اور غشائے مخاطی (لعابدار جھلی) میں تسکین پیدا کرتی ہے۔ اس لیے آلات تنفس کی کثرت رطوبت اور سوزش وغیرہ میں مستعمل ہے۔ چنانچہ دمہ اور بلغمی کھانسی میں جب کہ بلغم رقیق کفدار اور بار بار خارج ہو۔ خراش دار کھانسی اٹھتی ہو۔ دمہ میں ہوائی نالیوں کے اندر تشنجی کیفیت پیدا ہو گئی ہو تو اسے تھوڑی مقدار میں دینے سے بلغم غلیظ ہو کر قابل اخراج بن جاتا ہے۔ دغدغہ اور خراش میں تسکین پیدا ہوتی ہے۔ اور تشنج رفع ہو جاتا ہے

لیکن اگر اسے زیادہ مقدار میں یا متعدد بار استعمال کیا جائے تو بلغم غلیظ ہو کر تنگی تنفس کا باعث ہوتی ہے اور حلق خشک ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت ہوتے ہی اس کی خوراک کو کم یا استعمال ہی بند کر دینا چاہیے۔

۴۔ ضیق النفس قلبی :۔ یعنی خرابی دل سے پیدا ہونے والے دمہ (کارڈی ایک اینزما) کی تخفیف کے لیے بھی یہ ایک مفید دوا تسلیم کی گئی ہے۔

۵۔ امعاء کی حرکت دودیہ کو یہ تیز کرتی ہے۔ اسی لیے باوجود مخدر ہونے کے قابض نہیں ہے۔

مسکن و مخدر اثرات کی بدولت مرض پیچش وغیرہ میں تسکین امعاء کے لیے مفید ہے دیگر اگر کسی تیز اور شدید مسہل کی وجہ سے امعاء میں خراش ہو درد اور مروڑ پیدا ہونے لگے تو اس کے استعمال سے فوراً فائدہ پہنچتا ہے۔ علاوہ بریں ایلوا، تخم حنظل، ریوند، عصارہ وغیرہ مسہلہ ادویہ جن سے پیٹ میں مروڑ و درد ہوتی ہے۔ ان کے ساتھ اسے ملا کر دیا جائے تو پھر درد وغیرہ نہیں ہونے پاتا۔ غرضیکہ مسہلہ ادویہ کی مروڑ پیدا کرنے والی تاثیر کی اصلاح کے لیے یہ ایک نہایت مفید و مجرب دوا ہے۔

طب آیورویدہ میں تخم بنج کو بطور دافع کرم ہائے شکم استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے استعمال سے کرم ہائے شکم بے ہوش ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور بعد ازاں کوئی قوی مسہل دے کر وہ خارج کر دیے جاتے ہیں۔ چنانچہ چکردت میں لکھا ہے۔

"علی الصبح نہار پیٹ پہلے تھوڑا سا گڑ کھلا کر تھوڑی دیر بعد اجوائن خراسانی باسی پانی کے ساتھ پھانکنے سے پیٹ کے کیڑے خارج ہو جاتے ہیں۔"

گڑ کھلانے سے صرف یہ مدعا ہے کہ کیڑے اس چاٹے پر جمع ہو جائیں اور پھر ان پر اجوائن خراسانی کا کامل کرم کش اثر بخوبی ہو کر یہ ان کے ہلاکت کا موجب ہو سکے۔

طب آیورویدہ میں اجوائن خراسانی واحد طور پر صرف کرم کش دوا کے ہی استعمال کی گئی ہے۔ مستند آیورویدک کتب میں اس کے سوائے اس کا کوئی دیگر استعمال درج نہیں ہے۔

ڈاکٹر رائے فرماتے ہیں کہ اجوائن خراسانی اور سینٹونائن کو بہت سویرے نہار پیٹ استعمال کرنے سے اینکی لوسٹوما ( ) یعنی ہک کی شکل کے کیڑے ہک کے دفعیہ میں فائدہ ہوتا ہے۔

۶۔ اعضائے بول :۔ خصوصاً مثانہ پر اس کا زیادہ مسکن اثر پڑتا ہے۔ کیونکہ مثانہ کی غشائے مخاطی کے اعصاب کے اختتامی سروں پر یہ مسکن و مضعف اثر کر کے اس کے عضلاتی ریشیوں کے تشنج کو روکتی ہے۔ چنانچہ سوزش مثانہ۔ سوزش غدہ قدامیہ اور سنگ مثانہ میں تشنج مثانہ کو رفع کرنے کے لیے اس کو دیگر مسکنات بول اور کھاری ادویہ کے ساتھ ملا کر دیتے ہیں۔ سوزاک میں بھی مفید ہے۔ جلن ڈیس کو دور کرتی ہے۔

۷۔ اعضائے تناسل :۔ اس کا استعمال ذکاوت حس (جھوٹی شہوت) کو قطعی دور کر دیتا ہے۔ احتلام۔ جریان۔ سرعت اور رقت منی کے دفعیہ کے واسطے اس کا فائدہ مسلم ہے۔ چنانچہ مرض کثرت احتلام جب کہ وہ ایسے اشخاص کو ہو جن کے اعضائے تناسل کمزور اور سست یعنی ڈھیلے ہوں اور جب کہ سوئے ہوئے بلا خواب دیکھنے کے انزال ہو جاتا ہو یا بلا دخول کے انزال ہو جاتا ہو ایسی حالت میں اسے اور کافور کو ملا کر استعمال کرنے سے بہت زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔

بنج کی تاثیرات :۔

ہائیوسائمین جو ہائیوسائمس (بنج کا اہم الکلائڈ کھاری جوہر موثرہ) ہے۔ وہ اپنی ترکیب میں ایٹروپین (جوہر لفاح) کے مساوی التناسب ہے اور ( ) کی موجودگی میں معمولی حرارت پر ایٹروپین میں بآسانی تبدیل ہو جاتا ہے اس لیے بنج کے بہت سے افعال وخواص بیلا ڈونا (لفاح) اور سٹرے مونیم (دھتورہ) کے افعال وخواص کے بالکل یکساں ہوتے چاہییں۔ لیکن محیطی طور پر ان کی نسبت دو چند قوی الاثر ہے۔ تاہم باہمی اختلافات کے اہم نکتہ جات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ بنج ہائیوسین کی موجودگی کی وجہ سے دماغ کو کم تحریک کرتی ہے اور مقدم دماغ

(سیری برم) پر نمایاں اور تیز مسکن اور منوم اثر رکھتی ہے۔

۲۔ یہ آنتوں کے لیے بھی مسکن ہے اور مروڑ اور بے قاعدہ تقلص کو تسکین دینے کے لیے زیادہ موثر ہے۔

۳۔ یہ اعضائے بول کی خراش کو تسکین دیتی ہے۔ خصوصاً مثانہ کی۔ کیونکہ یہ غشائے مخاطی کے اعصاب کے اختتامی سروں کو سست کرتی ہے اور عضلاتی ریشوں کے تشنج کو دور کرتی ہے۔

۴۔ اسکا اثر اکوم ٹین شن (آنکھ کے ڈھیلے کا تناؤ) پر کم اثر ہوتا ہے۔

استعمالات دوائیہ:۔

بنج کو ان حالات میں استعمال کرنے کے علاوہ جن میں کہ بیلاڈونا دیا جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل حالتوں میں بھی استعمال کرتے ہیں۔

(۱) دماغی ہیجان کو کم کرنے اور نیند لانے کے لیے جیسا کہ دیوانگی اور بیخوابی میں۔

(۲) مسہلہ ادویہ سے ہونے والی پیچ و مروڑ کی اصلاح کے لیے۔

(۳) سوزش مثانہ، سوزش غدہ قدامیہ اور سنگ مثانہ وغیرہ میں تشنج مثانہ کو تسکین دینے کے لیے۔ عموماً دیگر مسکنات بول ادویہ مثلاً بُیوکیو ( ) اور الکلینز (کھاری ادویہ) کے ساتھ ملا کر دیتے ہیں۔

(فارما کالوجی میٹریا میڈیکا اینڈ تھیراپیوٹکس)

کچھ اور بھی:۔

(۱) ہائیوسائمس (بنج) کے اثرات دوائیہ بیلاڈونا (لفاح) کے بہت مشابہ ہیں۔ بہر حال اس کا اثر سکوپولے مین (ہائیوسین) جو کہ نمایاں مخدر اثرات رکھتا ہے۔ کی موجودگی سے کم و بیش معتدل ہو جاتا ہے۔ لیکن چونکہ پودے کے مختلف نمونوں میں دونوں کھاری جواہر موثرہ کا تناسب بہت زیادہ ہوتا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جہاں ان کا مخلوط اثر مطلوب ہو۔ وہاں اس کا استعمال بہت معقول رہے گا۔ یعنی لفاح کے مرکب میں سکوپولے مین کو ایک مخصوص تناسب میں شامل کرنا ہے۔ اس کا سب سے

اہم استعمال پر درد تشنجی امراض۔ قولنج۔ رصاصی (سیسہ کا قولنج) اور خراش مثانہ جیسے امراض کو تسکین دینا ہے۔ ہسٹیریا کی مختلف اقسام، خراشدار کھانسی میں عصبی سوزش کو کم کرنے کے لیے بھی استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن ان امراض کے لیے سکوپولے مین کی نسبت ادنٰی ہے۔ درد میں تخفیف پیدا کرنے کے لیے بیرونی طور پر تازے پتوں کے لیپ یا ٹکوریں استعمال کی جاتی ہیں۔ لیکن اس غرض کے لیے اس کے استعمال کا سود مند ہونا مشکوک ہے۔ (دی انڈین فارمیسیوٹیکل کوڈیکس)

(۲) افعال:۔ اجوائن خراسانی کے بیج نشہ آور، مخدر (بے حس کرنے والے) مسکن الم، ہاضم، قابض اور مخرج دیدان (پیٹ کے کیڑے خارج کرنے والے) ہیں۔ پتوں اور ہائیوسائمین میں مسکن، مسکن الم، دافع تشنج، محرک اور آنکھ کی پتلی پھیلانے کی تاثیر ہے بیلاڈونا (لفاح) کی نسبت ان سے ہذیان تو کم ہوتا ہے لیکن منوم تاثیر بیش ہے اور زیادہ قابل اعتماد و تیز ہے۔ اور مارفیا (جوہر افیون) و کلورل کی نسبت قابل ترجیح ہے۔

استعمالات:۔

کاشت کیے ہوئے ہین بین (بنج) کے دوسرے سال کے نشوونما پائے ہوئے پودے کو عموماً ترجیح دی جاتی ہے۔ بنج دماغی اور جنونی ہیجان جنون صرعی (مرگی کا جنون) مزمن جنون بمعہ بیداری (نیند نہ آنا) ادھرنگ معہ رعشہ تشنج۔ پٹھے کا درد۔ مالیخولیا مراقی خفقان فعلی۔ تشنجی کھانسی۔ دمہ۔ ہچکی۔ تشنج حنجرہ امراض بول مثلاً گردوں۔ حالبان (گردوں و مثانہ کی درمیان کی دو نالیاں) اور مثانہ کی خراش۔ کزاز۔ سل ظہری (پشت کی سل) فالج سیمابی اور ہسٹیریا میں بکثرت تجویز کی جاتی ہے۔ یہ ایک خصوصی مسکن اثر رکھتی ہے۔ جو پھیپھڑوں۔ آنتوں اور تناسلی و بولی اعضا کے سوزش و جلن کے امراض مثلاً سوزش مثانہ وغیرہ میں خصوصاً سود مند ہے۔

پتوں کی پیسی اور آٹا کی چھوٹی چھوٹی گولیاں بنائی جاتی ہیں۔ جب یہ خشک ہو جاتی ہیں تو بھی ان میں کچھ وقت کے لیے دافع امراض اثرات پائے جاتے ہیں پتوں کے رس اور جو کے آٹا کی پولٹس انتہائی اور ورام کے درد کو آرام دینے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ بیجوں کا شراب یا برانڈی میں بنایا ہوا لیپ نقرسی پھیلاؤ، پستانوں کی

سوجن اور خصیوں کی سوجن میں استعمال کیا جاتا ہے۔ تخم خراسانی نصف ڈرام (۲ ماشہ) اور تخم خشخاش ایک ڈرام (۴ ماشہ) کا بنایا ہوا سفوف شہد اور پانی کے ہمراہ کھانسی دمہ، نقرس اور ہچکی میں دیا جاتا ہے۔ سفوف تخم خراسانی اور رال کا مرکب درد والے دانتوں کے سوراخوں میں بھرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ رحم کے پر درد امراض میں یہ بطور فرزجہ بھی استعمال ہوتا ہے۔ مالکنگنی۔ بیج۔ تخم اجوائن خراسانی کلنجن اور فلفل دراز کو ہم وزن لے کر باریک پیس لیں۔ اور شہد میں ملالیں۔ چار ماشہ کی مقدار میں یہ دن میں دو مرتبہ التہاب حنجرہ (نرخرہ کی سوجن) میں استعمال کرنے کے لیے تجویز کیا جاتا ہے۔ (علاج الغربا) تخم جب جلاب آور ادویہ میں شامل کیے جاتے ہیں تو مروڑ پیدا نہیں ہوتی۔ بطور مقوی معدہ یہ کاسر ریاح اور معطر ادویہ کے ہمراہ کرمہائے امعاء، قولنج اور بدہضمی میں دیے جاتے ہیں۔ تخم گھوڑی کے دودھ کے ہمراہ پیس لیے جاتے ہیں اور اسے جنگلی سانڈ کے چمڑہ کے ایک ٹکڑا میں باندھ کر عورتیں گلے میں پہنتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس سے حمل ٹھہرنے نہیں پاتا۔

(انڈین میٹریا میڈیکا)

(۳) بیجوں میں ۱/۲ حصہ روغن کثیف (فکسڈ آئل) ہوتا ہے۔ بیج اور پتوں میں قلیل مقدار میں ہائیوسائیمین نامی جوہر موثرہ پایا جاتا ہے۔ خراسانی اجوائن مسکن الم (دافع درد) منوم (نیند لانے والی) دافع تشنج۔ مسکن (تسکین دینے والی) اور پیشاب آور ہے۔ قلیل مقدار میں دل کو تسکین اور قوت دیتی ہے۔ لیکن بڑی مقدار میں دل کے لیے غیر مفید ہے۔ اس کی مسکن تاثیر دماغ۔ اعضائے تناسل اور آنتوں پر ہوتی ہے۔ یہ قطعی منوم ہے۔ اس سے گھنٹوں تک گہری نیند آتی ہے۔ ایسی ہی منوم اور مسکن الم دوا افیون ہے۔ لیکن جہاں افیون نہیں دے سکتے وہاں اجوائن خراسانی دے سکتے ہیں۔ افیون سے قبض ہوتا ہے۔ لیکن اس سے دست صاف ہوتا ہے۔ دماغ کے ہیجانی امراض مثلاً شدید دیوانگی۔ دماغ کی جھلی کی سوجن وغیرہ امراض میں خراسانی اجوائن دینے سے گہری نیند آتی ہے۔ کسی بھی وجہ سے پیدا ہوئی دماغی بے چینی اور بے خوابی کے لیے خراسانی اجوائن بہتر دوا ہے۔ اجوائن خراسانی کا اعضائے بول کی جھلی پر صریحاً مسکن اثر ہوتا ہے۔ بار بار تھوڑا پیشاب ہونا مثانہ کی

سوجن اور پتھری کی وجہ سے پیدا ہوئی سوزش مثانہ میں اجوائن خراسانی سے عمدہ فائدہ ہوتا ہے۔ اعضائے تناسل پر اس کا عمدہ مسکن اثر ہوتا ہے۔ درد حیض کثرت حیض اور بے قاعدگی حیض میں اس سے عمدہ فائدہ ہوتا ہے۔ سرعت انزال، کثرت احتلام اور خواہش جماع کی زیادتی میں بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ خشک کھانسی، بلغم کے ساتھ خون آنا اور دمہ میں اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ پیٹ درد میں اور کسی دوا سے مروڑ ہونے لگے تو اس میں یہ کارآمد دوا ہے۔ سوجن اور مقام درد پر خراسانی اجوائن کو شہد میں پیس کر اس کا لیپ کرتے ہیں۔ پستانوں کی سوجن، خصیہ کی سوجن سر درد، بواسیر اور گنٹھیا میں اس لیپ سے فائدہ ہوتا ہے۔

(اوشدھی سنگرہ)



سلکِ مروارید

۱۔ کرمی مدگر رس :۔

اجزائے نسخہ :۔

سیماب مصفےٰ ایک تولہ۔ گندھک آملہ سار مصفےٰ دو تولہ۔ اجوائن خراسانی تین تولہ
باؤبڑنگ چار تولہ۔ کیلہ مصفےٰ ایک چھٹانک۔ تخم ڈھاک (پلاس پاپڑا) چھ تولہ۔

ترکیب تیاری :۔

اول پارہ و گندھک کی عمدہ کجلی تیار کریں۔ بعد ازاں بقیہ ادویہ کے سفوف ملاکر
ہمراہ آب کامل ایک روز کھرل کر کے دو دو رتی کی گولیاں بنالیں۔

مقدار و ترکیب استعمال :۔

صبح و شام ایک سے دو گولی کی خوراک میں دو تین ماشہ باؤبڑنگ کے سفوف
سے ملاکر ہمراہ شہد چٹائیں۔ تین چار روز استعمال کرنے کے بعد روغن ارنڈ یا
اچھا بھیدی رس دیں۔ تاکہ تمام مردہ کرم خارج ہو جائیں۔

افعال و منافع :۔

رسیندر سار سنگرہ اور رس راج سندر وغیرہ میں لکھا ہے کہ اس کے استعمال
سے ہر قسم کے اندرونی کرم مر جاتے ہیں۔ اور ان کی وجہ سے پیدا ہونے والے دیگر
عوارض بھی رفع ہو جاتے ہیں۔ تین دن کے استعمال کرتے سے ہی قوت ہاضمہ
تیز ہو جاتی ہے۔

منفعت خاص :۔

کرمہائے شکم کے دور کرنے کے لیے یہ کئی دفعہ کا آزمودہ نسخہ ہے۔ اکثر ایک
ہفتہ کے ہی استعمال سے تمام موجودہ کرم مردہ ہو جاتے ہیں۔ اور پھر کبھی پیدا نہیں
ہونے پاتے۔ غرضیکہ آیورویدک کرمہائے شکم کے دفعیہ کے لیے بلا مبالغہ نہایت

اکسیر و بہترین دوا ہے۔ (ڈاکیورو یدک فارماکوپیا)

۲۔ حب سیکران :۔

یہ نسخہ عالی جناب حضرت استاد الاطبا حکیم احمد الدین صاحب موجد طب جدید کے خاص مجربات میں سے ہے۔ ہم نے خود بیسیوں مرتبہ اسے بنا کر آزمایا ہے۔ ہمیشہ مفید و مجرب ثابت ہوا ہے۔

اجزاء و ترکیب :۔

تخم جوز ماثل، تخم سیکران، زنجبیل تینوں ہم وزن لے کر خوب باریک کر لیں۔ اور شہد یا صمغ عربی کے گاڑھے لعاب میں حل کر کے حبوب نخودی بنائیں۔

مقدار و ترکیب استعمال :۔

صرف ایک ایک گولی صبح و شام ہمراہ آب تازہ دیں۔ بچوں کے لیے حسب عمر اس کے حصص استعمال کریں۔

مواقع استعمال :۔

چونکہ یہ دوا غشاء مخاطی اور راس کی رطوبت افزا گلٹیوں پر مسکن اور قابض اثر رکھتی ہے۔ نیز اعصاب میں اس کا اثر مخدر اور مسکن ہوتا ہے۔ اس لیے جب مواد بلغمیہ رقیق ہو کر ناک کی راہ جاری ہو یا حلق کی طرف گر رہا ہو یا سینہ اور پھیپھڑے میں پیدا ہو کر بہ سبب رقت خارج نہ ہو سکتا ہو اور حلق کی خراش اور دغدغہ کے باعث کھانسی بے چین کرتی ہو اور بار بار کی خشک کھانسی کے بعد صرف تپلی سی جھاگ نکلتی ہو تو اس کا دینا اکسیر کا کام دیتا ہے۔ اس کے وارد معدہ ہونے کے تھوڑا عرصہ بعد خراش و سوزش و دغدغہ میں فوراً تسکین ہو جاتی اور بلغم غلیظ ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ جو کہ با آسانی خارج ہو کر آرام کی صورت مہیا کر دیتی ہے اور چند یوم کے استعمال سے بلغم غلیظ ہو کر تنگی سانس کا باعث ہو سکتی ہے لہذا یاد رہے کہ بعض اوقات کثرت استعمال سے بلغم غلیظ ہو کر تنگی سانس کا باعث ہو سکتی ہے لہذا ایسے موقع پر اس کی خوراک کو کم دینا یا بالکل قطع کر دینا چاہیے۔

یہ دوا جیسا کہ غشاء بلغمیہ پر مسکن اثر رکھتی ہے۔ اسی طرح غشائے منویہ پر موثر

ہے۔ چنانچہ اس کے استعمال سے مرض جریان اور سرعت انزال کو بھی فائدہ ہوتا ہے امساک پیدا کرنے میں ممد و معاون ہے۔ (طبی ارمغان)

۳۔ قرص مثلث :۔

اجزائے ترکیب :۔ مرکی سافیون۔ بزرالبنج۔ کافور۔ زعفران کاشمیری۔ پوست بیخ لفاح۔ ہر ایک اٹھارہ ماشہ۔ انزروت۔ کندر۔ آملہ منقیٰ۔ گل ارمنی۔ ہر ایک سترہ ماشہ۔ سب کو باریک پیس کر گلاب یا آب کاہو میں ملا کر سہ گوشہ قرص بنالیں۔

طریقہ استعمال :۔ بقدر حاجت پانی میں گھس کر پیشانی اور کنپٹی پر لیپ کریں۔

فوائد :۔ یہ طب یونانی کا مشہور اور قابل فخر نسخہ ہے جمیع اقسام دردسر کو تسکین دیتا ہے اور بے خوابی کو دور کرتا ہے۔

۴۔ دوائے دمہ دہلی والی :۔

گذشتہ زمانے میں ہندوستانی دواخانہ دہلی نے اسے انتصابی کے نام سے مشتہر کیا تھا۔ اور یہ دوا بشکل اقراص تیار کی گئی تھی۔ چالیس قرص کی قیمت سوا روپیہ مقرر تھی۔ یہ دمہ کے لیے کم قیمت اور مفید دوا ہے۔

نسخہ :۔ اجوائن خراسانی۔ اجوائن دیسی۔ نمک لاہوری۔ ہر ایک پانچ تولہ۔ سم الفار دو ماشہ۔ کبوتر صحرائی ایک عدد۔ سب ادویہ کو باریک پیس کر ملالیں۔ کبوتر صحرائی کو ذبح کر کے اندرونی آلائش سے پاک و صاف کر کے اور پنجے کاٹ کر اس کے پیٹ میں پسی ہوئی ادویہ بھر کر سی دیں۔ اور مٹی کے برتن میں گل حکمت کر کے گڑھے میں دس سیر اوپلوں کی آگ دیں۔ سرد ہونے پر نکال کر سب کو باریک کر کے محفوظ رکھیں۔

خوراک :۔ دو چاول شہد ایک تولہ میں ملا کر رات کو کھائیں۔ اگر مزاج میں خشکی ہو تو گائے کے مکھن ایک تولہ میں ملا کر کھائیں۔

غذا :۔ شوربا۔ چپاتی۔

(کتاب المرکبات)

ڈاکٹری مرکبات

اب یہاں صرف مستند یعنی آفیشل ڈاکٹری مرکبات درج کیے جاتے ہیں۔ جو کہ ڈاکٹروں کے ہاں بکثرت مستعمل ہیں۔ اور انگریزی ادویہ فروشوں کے ہاں بآسانی دستیاب ہیں۔

۱۔ ایکسٹریکٹم ہائیوسائمائی لیکوئڈم

(خلاصہ بنج سیال)

اس کی چھ بوندیں ۔۳۰؍۱ گرین ہائیوسائیمن پایا جاتا ہے۔

مقدار خوراک:۔ ۲ سے ۶ بوند۔

۲۔ ایکسٹریکٹم ہائیوسائمائی سکم

یا

ایکسٹریکٹم ہائیوسائمائی

(خلاصہ بنج۔

اس کے ایک گرین میں ۔۳۵؍۱ گرین ہائیوسائیمن پایا جاتا ہے

مقدار خوراک:۔ ۴؍۱ سے ۱ گرین۔

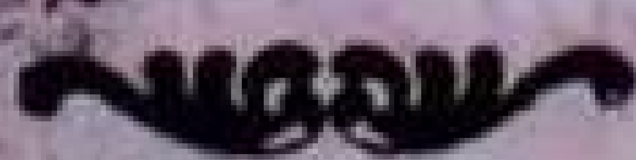
۳۔ ٹنکچورا ہائیوسائمائی

(صبغ بنج۔

۶۰ بوند میں ۔۳۰؍۱ گرین ہائیوسائیمن پایا جاتا ہے۔

مقدار خوراک:۔ ۳۰ سے ۶۰ بوند

تاثیر و استعمال کے متعلق پیشتر ازیں ہی مفصل روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ انہی مواقع استعمال پر یہ مرکبات مستعمل ہیں۔



ارجن

مختلف نام :-

سنسکرت میں ارجن - دھول - پارتھ - ندی سرج - اندر ور - ویر برکھش - ککبھ - ویر ترو - شمبر - چتر یودھی وغیرہ - ہندی میں ارجن کوہا - بنگالی میں ارجن گجراتی میں ارجن ساجدان مرہٹی میں ارجن ساوڑا - تامل میں مروتیے - تیلگو میں تیلمدی - انگریزی میں ارجنا مائی روبیلن ( ) ارجنا ( ) اور لاطینی میں ٹرمی نے لیا اُرجنا ( ) کہتے ہیں۔

تاریخ :-

آیورویدک اطبار قدیم ایام سے اس سے بخوبی روشناس ہیں۔ چنانچہ چرک سنگھتا سشرت سنگھتا اور واگ بھٹ وغیرہ قدیم ترین آیورویدک گرنتھوں میں اس کے استعمالات کا نمایاں تذکرہ ملتا ہے۔ یونانی اطبار اس سے بالکل ناآشنا ہیں۔ طب ایلوپیتھی کے میٹریا میڈیکا میں بھی یہ مندرج نہیں ہے۔ تاہم ویدوں کے ہاں اس کے استعمال کو جو ناموری اور شہرت حاصل ہے اس سے متاثر ہو کر کئی قدر شناس ڈاکٹر صاحبان اسے استعمال میں لاتے ہیں۔ چنانچہ اب بازار میں اکثر انگریزی دوا فروشوں کے ہاں لیکوئڈ ایکسٹریکٹ آف ارجنا ( ) دستیاب ہو جاتا ہے۔

جائے پیدائش :-

اس کا درخت اگرچہ ہندوستان کے تمام صوبوں میں کہیں نہ کہیں مل جاتا ہے۔ لیکن کوہ ہمالیہ کے دامن - اترپردیش خصوصاً علاقہ ڈیرہ دون، مرزاپور - دکن - جنوبی بہار - چھوٹا ناگپور - بنگال - مدھیہ پردیش مدھیہ بھارت - احاطہ بمبئی اور مدراس میں عام ہوتا ہے۔ دہلی کی سڑکوں پر یہ درخت کثرت سے موجود ہے۔

برہما اور لنکا میں بھی ملتا ہے۔

لاہور (پاکستان) میں منٹو پارک کی گول سڑک کے دو رویہ اس کے درخت ایستادہ ملتے ہیں۔ علاوہ بریں لاہور کے جناح گارڈن میں بھی اس کے کافی درخت موجود ہیں۔

نباتی توضیح:۔

یہ قد آور اور پت جھڑ درخت ۶۰ سے ۸۰ فٹ تک اونچا ہوتا ہے۔ اس کا تنا کافی موٹا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کی گولائی دس بیس فٹ تک کی ہوتی ہے۔ اس کے چالیس پچاس فٹ جانے کے بعد اس میں شاخیں پھوٹتی ہیں۔

اس کی چھال ہموار یا خفیف سی کھردار ۴ سے ۵ء۷ ملی میٹر موٹی ہوتی ہے۔ بیرونی سطح گہری بھوری سی خاکستری رنگ کی ہوتی ہے۔ اس پر چھوٹے بے قاعدہ گہرے خاکستری رنگ کے مسے اور بے قاعدہ بھوری طولاً لکیریں ہوتی ہیں۔ اندر چھال آسانی سے چھوٹے بے قاعدہ ٹکڑوں میں الگ ہو جاتی ہے۔ اور وہ نیچے سے ملائی جیسی سفید ہوتی ہے۔ اندرونی سطح گہری بھوری ہموار ہوتی ہے۔ اندرونی اور بیرونی سطحوں کے درمیان کا حصہ ایک جیسا ارغوانی مائل سرخ ہوتا ہے۔

پتے سفنوی ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ امرود کے پتوں جیسے چار پانچ انچ لمبے اور ایک سے دو انچ تک چوڑے ہوتے ہیں۔ تقریباً ہر شاخ پر دس سے پندرہ جوڑے پتوں کے ہوتے ہیں۔ اور ایک پتہ سرے پر ہوتا ہے۔ یہ دونوں اطراف سے چکنے ہوتے ہیں۔ پت جھڑ میں پتے گر جاتے ہیں۔ مگر سب کے سب نہیں گرتے۔ بیساکھ اور جیٹھ کے ماہ میں اسے ننھے ننھے سفید یا زرد رنگ کے پھول آتے ہیں۔ پھل ایک سے ڈیڑھ انچ لمبے گہرے سبز اور کمرکھ کے پھل کی مانند پہلودار ہوتے ہیں۔ ہر پھل کے لمبائی کے رخ پانچ نمایاں ابھرے ہوئے پہلو ہوتے ہیں۔ ان کے بالائی سرے اکثر دندانہ دار ہوتے ہیں۔ لیکن کئی درختوں کے پھلوں کے پہلوؤں کا بالائی سر گول ہوتا ہے۔ یہ پھل لکڑی جیسے سخت اور ریشہ دار ہوتے ہیں۔ یہ موسم سرما میں پک جاتے ہیں۔

نباتی فیصلہ :۔

یہ فیصلہ ہلیلجیہ یعنی نیچرل آرڈر کوم بریٹیسی (
)
میں داخل ہے۔ غرضیکہ نباتی جماعت بندی کے لحاظ سے یہ اسی قبیلہ میں داخل ہے جس میں ہلیلہ داخل ہے۔

کیمیائی تجزیہ :۔

کتب کے حوالہ جات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس دوا سے بہت متقدمین محققین کو دلچسپی رہ چکی ہے ہوپر (۱۸۹۱) کے مطابق اس کی چھال میں سے ۳۴ فیصدی راکھ حاصل ہوتی ہے۔ جس میں تقریباً تمام تر خالص کیلسیم کاربونیٹ ہوتا ہے۔ آبی خلاصہ ۲۲ فیصدی کیلسیم سالٹس اور ۱۶ فیصدی ٹےنین پر مشتمل ہے۔ بذریعہ الکحل خلاصہ تیار کرنے پر ٹےنین کے علاوہ بہت قلیل مقدار میں رنگ دار مادہ بھی حاصل ہوتا ہے۔

گھوشال (۱۹۰۹) نے چھال کے کیمیائی تجزیہ اور تاثیرات کا بالتفصیل مطالعہ کیا انہوں نے معلوم کیا کہ اس میں ذیل کی اشیاء پائی جاتی ہیں۔

(۱) شکر (۲) ٹےنین (۳) رنگ دار مادہ (۴) گلیوکوسائڈ نوع کا ایک مادہ (۵) کیلسیم اور سوڈیم کے کاربونیٹس اور قدرے کھاری معدنی کلورائیڈ۔

مصنف (کرنل آر۔ این چوپڑا صاحب) اور اس کے رفقاء نے عمدہ نمونہ جات حاصل کیے اور اس نقطہ نگاہ سے نہایت احتیاط سے تجزیہ کیا کہ وہ اجزائے موثرہ معلوم کیے جائیں۔ جو دل پر دوا سے منسوب کیے جانے والے محرک اثر کے موجب ہو سکتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں گلیوکوسائڈز پائے جاتے ہیں۔ اس لیے ان کی موجودگی کے معلوم کرنے کے لیے نہایت احتیاط سے تحقیق کی گئی۔ لیکن چھال میں نہ تو ایلکلائڈ (کھاری جوہر موثرہ) اور نہ ہی گلیوکوسائڈ معلوم کیے جا سکے۔ اور نہ ہی لطیف روغن (اسنشل آئل) کے نوع کی کوئی چیز تھی۔ چھال ذیل کی اشیاء پر مشتمل پائی گئی۔

(۱) غیر معمولی طور پر کیلسیم سالٹس کی عظیم مقدار معہ الیومنیم اور میگنیشیم سالٹس کی قلیل مقدار کے۔

(۲) تقریباً ۱۲ فیصدی ٹےنینز ہوتے ہیں، جن میں زیادہ تر پائرو کیٹی کول ٹے نینز ( ) ہوتے ہیں۔

(۳) اونچے درجہ پگھلاؤ والا ایک نامیاتی ترشہ اور فائٹاس ٹیرول ( )

(۴) ایک نامیاتی ایسٹر (آرگینک ایسٹر) ( ) یعنی وہ نامیاتی مرکب جو الکحل اور ایسڈ کے انجماد سے بنتا ہے اور پانی کو خارج کر دیتا ہے) کہ جو معدنی ترشوں کے ذریعہ بآسانی طور پر ہائیڈرولائیزڈ ( ) یعنی تحلیل آبی ہو جاتا ہے۔

(۵) کچھ رنگ دار مادے اور شکر وغیرہ۔

مذکورہ صدر تجزیہ سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ ارجن کی چھال میں کوئی ایسے اجزائے موثرہ منکشف نہیں ہوئے جو اس کے مقوی دل اثرات کے موجب قرار دیے جا سکیں، جن کے لیے اس دیش کے لوگوں کو وسیع طور پر یقین ہے۔ تجزیہ کے دوران میں پٹرولیم ایتھر، الکحل اور آبی خلاصوں سے حاصل ہوئے مختلف حصوں کا احتیاط سے امتحان کیا گیا۔ لیکن کیلسیم کمپونڈ کے سوائے کوئی دوسرا جزو جو دل یا دیگر نسائج (ٹشوز) پر اثر پیدا کرے۔ دریافت نہیں کیا جا سکا۔ رنگ دار مادہ کو الگ کر کے اس کا امتحان کیا گیا۔ لیکن نتیجہ وہی رہا۔

حال ہی میں کیٹس، بھیسکر اور آئسک (۱۹۳۰) نے ٹرمی نے لیا جنس کی عام ہندوستانی اقسام کے کیمیائی تجزیہ کا تفصیل سے مطالعہ کیا ہے۔ لیکن وہ ایلکلائڈ (کھاری جوہر موثرہ) یا گلیوکوسائڈ یا ایسنشل آئل (لطیف روغن) کی نوع کے کسی جزو موثرہ کے دریافت کرنے میں ناقابل رہے ہیں۔ تمام پندرہ نمونہ جات کی چھالوں کو جلا کر راکھ کر کے امتحان کرنے پر ان میں ایک سفید، ملائم، بے خوشبو اور بے ذائقہ راکھ پائی گئی البتہ ٹرمی نے لیا ٹری فولیا ( ) اور ٹرمی نے لیا ٹراوان کورن سس ( ) کی راکھ کے تجزیہ میں خاصی فولاد کی موجودگی پائی گئی ہے۔ (انڈیجینس ڈرگز آف انڈیا)

شری کیٹس، بھیسکر اور آئسک نے ٹرمی نے لیا ارجنا (ارجن) کی راکھ میں

ذیل کے معدنی اجزاء دریافت کیے ہیں۔

پوست ارجن میں نمی ۹۴ء۸ فیصدی اور راکھ ۸۷ء۲۶ فیصدی ہوتی ہے۔

معدنی اجزاء	فیصدی
پوٹاس	۱ء۱۰
میگنیشیا	۱ء۰۰
لائم	۵۳ء۱۵
کاربن ڈائی اکسائڈ	۳۹ء۰۰
سلیکا	۰ء۱۹
سلفر (گندھک)	۰ء۴۲
فاسفورس	۲ء۹۲
کلورین	۰ء۷۸
سینڈ (ریت)	۰ء۳۰
چارکول	۰ء۲۰

حصص مستعملہ :۔

طب آیورویدیں عموماً اس کی چھال ہی دواءً مستعمل ہے۔ اگرچہ گاہ بگاہ اس کے پتے بھی استعمال کر لیے جاتے ہیں۔

افعال و خواص بروئے طب آیورویدہ :۔

(۱) ارجن ٹھنڈا، مقوی دل، پھیپھڑوں کے زخم، دق، زہر اور رکت پت (جریان خون) کو نافع ہے۔ موٹاپا، پرمیہہ (جریان) اور زخموں کو دور کرتا ہے کسیلا ہے اور بلغم و صفرا کو رفع کرتا ہے۔ (بھاؤ پرکاش نگھنٹو)

(۲) ارجن کسیلا، گرم تاثیر والا، دافع بلغم اور زخموں کو صاف کرتا ہے صفر اتھکاوٹ اور پیاس کو دور کرتا ہے۔ امراض وات کو ابھارتا ہے۔ (دھنونتری نگھنٹو)

(۳) ارجن ٹھنڈا کسیلا اور دل کو مفید ہے۔ پھیپھڑوں کے زخم، دق، زہر اور فساد خون کو دور کرتا ہے۔ موٹاپا، پرمیہہ، زخموں اور بلغم و صفرا کو نافع ہے۔ (واگ بھٹ)

(۴) ارجن بھیپھڑوں کے زخموں اور ہڈی کے ٹوٹنے میں قابل استعمال ہے۔ جریان خون اور عسر البول کو نافع ہے۔ (راج ولبھ نگھنٹو)

(۵) ارجن ٹھنڈا۔ قبض کشا۔ بھیپھڑوں کے زخم۔ دق۔ زہر اور جریان خون کو دور کرتا ہے۔ موٹاپا۔ پر میہہ۔ زخم۔ بلغم و صفرا اور امراض دل کو نافع ہے۔

(مدن پال نگھنٹو)

افعال:۔ قابض۔ مقوی دل۔

منفعت خاص:۔ آیور ویدک معالجین اسے بطور مقوی قلب بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ لیکن جدید تحقیق سے تاحال اس وصف کی تصدیق نہیں کی جا سکی ہے۔

مقدار خوراک:۔ جوشاندہ کی ترتیب میں اس کی مقدار خوراک ایک سے دو تولہ تک ہے اور سفوف کی ترتیب میں مقدار خوراک ایک ماشہ سے تین ماشہ تک ہے۔

طریق استعمال:۔ طب آیور وید میں عموماً اس کی چھال کا جوشاندہ استعمال کیا جاتا ہے۔ امراض دل کے لیے دودھ کے اندر اس کی جوشائی ہوئی چھال کو سب سے زیادہ ترجیح دی جاتی ہے۔ چھال کا سفوف بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ بنگال کیمیکل اینڈ فارمیسیوٹیکل ورکس لمیٹڈ کلکتہ وغیرہ نے اس کا لیکوئڈ ایکسٹریکٹ بھی تیار کیا ہے۔ جو بازار میں عام دستیاب ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ڈاکٹر صاحبان کو اس کے استعمال کرنے میں سہولت ہو گئی ہے۔

آیور ویدک استعمالات:۔

(۱) رکت پت (جریان خون) ارجن کی چھال کو رات بھر پانی میں بھگو رکھیں۔ صبح اس پانی کو اس کی چھال کے رس یا چھال کو پانی کے ہمراہ پیس کر یا اس کی چھال کے بنائے ہوئے کاڑھے کے پینے سے رکت پت کو فائدہ پہنچتا ہے۔

(چرک سنگھتا)

سفوف پوست ارجن (۶ ماشہ) سفوف صندل سرخ (۳ ماشہ) اور مصری (۹ ماشہ) ہر سہ ادویہ کو باہم ملا کر صبح و شام ہمراہ آب چاول دیئے۔

کی شکایت دور ہو جاتی ہے۔ (چرک سنگھتا)

(۲) زخم۔ برگ ارجن سے زخم کو ڈھکیں۔ (چرک سنگھتا)

(۳) شکر میہہ (جریان) والے مریض کو ارجن کی چھال اور سفید صندل کا جوشاندہ استعمال کرائیں۔ (سشرت سنگھتا)

چکردت میں بھی یہ مرض جریان کے دفعیہ کے لیے کئی مرکبات میں شامل کیا گیا ہے۔ چنانچہ ذیل میں دو نسخہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

(ا) بائبڑنگ۔ پوست باڈھ۔ پوست ارجن۔ دھوالنسہ ہر ایک ۶ ماشہ سب کو جوکوب کر کے ڈیڑھ پاؤ پختہ پانی میں جوشائیں۔ جب چوتھا حصہ باقی رہ جائے تو اس کو چھان کر بقدر ایک تولہ خالص شہد ملا کر مریض کو صبح و شام پلائیں۔ چند روز کے استعمال سے بلغمی جریان رفع دفع ہو جاتا ہے۔

(ب) آملہ منقیٰ۔ پوست ارجن۔ پوست نیم۔ پوست کڑا (کڑا اسک) ہر ایک ۶ ماشہ کو جوکوب کر کے پاؤ بھر پانی میں ڈال کر مٹی کے کوزہ میں بھگو دیں۔ بارہ گھنٹے کے بعد خوب مل چھان کر مصری آمیز کر کے مریض کو پلائیں۔ اسی طرح صبح و شام چند روز لگاتار استعمال کرانے سے ہر قسم کا صفراوی جریان دور ہو جاتا ہے۔

(۴) موترا گھات (تقطیر البول) ہونے پر ارجن کی چھال کا جوشاندہ پلائیں۔

(واگ بھٹ)

(۵) کیل و مہاسوں کے دفعیہ کے لیے ارجن کی چھال کو پیس کر شہد کے ساتھ ملا کر لیپ کریں۔ (واگ بھٹ)

(۶) خونی اسہال ارجن کی چھال کو رز بز کے ہمراہ پیس کر شیرینہ اور شہد ملا کر پینے سے خونی اسہال دور ہو جاتے ہیں۔ (چکردت)

(۷) رسائن۔ ارجن کی چھال کو دودھ میں پیس کر دودھ کے ہمراہ پینے سے رسائن کا کام ہوتا ہے۔ اور طاقت بہت بڑھتی ہے۔ (چکردت)

(۸) امراض دل۔ ارجن کی چھال سے پکایا ہوا دودھ امراض دل میں استعمال کریں۔

(چکردت)

جو لوگ سفوف پوست ارجن کو گھی دودھ یا شربت گڑ کے ہمراہ استعمال کرتے ہیں

وہ امراض دل۔ پرانے بخار اور رکت پت سے محفوظ رہ کر لمبی عمر پاتے ہیں۔

(چکردت)

پوست ارجن سے سنشدھ کیا ہوا دودھ امراض دل میں استعمال کریں یا اس چھال کے سفوف کو مصری۔ پنچ مول کواتھ۔ بلا (کھیرنیٹی) اور شہد میں سے کسی کے ہمراہ دیں۔

(ورند مادھو)

تیل یا گھی میں بریاں کیے ہوئے گیہوں کے آٹے میں گڑ اور پوست ارجن کے سفوف کو ملا کر ہمراہ دودھ پینے سے تمام اقسام کے امراض دل دور ہو جاتے ہیں۔

(اشوڈھل)

(۹) ہڈی ٹوٹ جانے میں دودھ اور گھی کے ہمراہ پوست ارجن کا سفوف استعمال کرائیں۔

(چکردت)

(۱۰) دق۔ پوست درخت ارجن کے سفوف کو آب برگ اڑوسہ کی سات بھاونا دے کر مصری، شہد اور گھی کے ہمراہ چٹائیں۔ دق۔ کھانسی اور خون آنے کو روکتا ہے۔

(بھاو پرکاش)

(۱۱) پیشاب روکنے سے پیدا ہوئے اوداورت (حبس بول سے مثانہ میں نفخ پیدا ہو جانا) میں ارجن کی چھال کا کاڑھا پلائیں۔ (بھاو پرکاش)

(۱۲) پیشاب میں پیپ آنے کے لیے سوا ارجن کی چھال کا جوشاندہ پلائیں۔

(ہاریت سنگھتا)

(۱۳) سنگرہنی۔ بھنگرہ اور ارجن کی چھال کی تیار کردہ کھار بوقت صبح تکرہ کے ہمراہ پلائیں درد والی بہت پرانی آم (خام) سنگرہنی کے لیے مفید ہے۔ (رنگ سین)

دیگر استعمالات :-

(۱) ڈاکٹر آر۔ این۔ کھوری صاحب میٹریا میڈیکا آف انڈیا میں رقمطراز ہیں۔

پوست ارجن کسیلا اور مقوی ہے۔ امراض دل میں دیا جاتا ہے۔ مقامی طور پر بہے پیپ زخموں۔ پیپ دار زخموں و ضرب کو دھونے کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے اور خصوصاً شکستہ ہڈیوں کے جوڑنے اور ایکیموسز (داغ جو کر چوٹ و دھبے) کے باعث

خون جمنے سے سرخ یا نیلے رنگ کا پڑجاتا ہے) کو منتشر کرنے کے لیے کام میں لایا جاتا ہے اندرونی طور پر ہمارے دیش کے باشندے زیادہ تر اسے دموی اور دیگر سیلان (جسم کی رطوبات کا غیر طبعی طور پر بہنا۔ مثلاً سیلان الرحم اور سیلان الاذن وغیرہ) کے لیے اور بطور مفتت حصات (پتھری توڑنے والی دوا) استعمال کرتے ہیں۔

(۲) کے۔ایم۔ناد کرنی صاحب۔ انڈین میٹریا میڈیکا میں تحریر فرماتے ہیں۔

پوست ارجن کسیلا۔ محرک قلب۔ مقوی اور مفتت حصات ہے۔ اس کا جوشاندہ (ایک حصہ جو کوب کردہ چھال کو دس حصہ پانی میں جوشائیں) نصف سے ایک اونس کی مقدار میں دموی اور دیگر سیلان نیز اسہال پیچش اور سنگرہنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ صفراوی امراض میں بھی مفید ہے اور زہر دل کے لیے تریاق ہے۔ (بٹلن یا فیل) بطور مقوی سفوف پوست ارجن امراض دل میں دودھ کے ساتھ یا گھی یا گڑ اور کھانڈ کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ پیچیدہ امراض دل مثلاً دل کی اندرونی جھلی کی سوجن غلاف دل کی سوجن اور ورد دل وغیرہ میں ذیل کے جوشاندہ کے استعمال کرنے کی بہت سفارش کی جاتی ہے۔

ارجن کا موٹا پوست نصف تولہ۔ چینی دو تولہ اور گائے کا کھولتا ہوا دودھ ایک پاؤ پوست ارجن کو خوب پیس لینا چاہیے۔ اور دودھ و چینی کے ساتھ ملا کر روزانہ صبح خالی معدہ استعمال کریں۔ یہ علاج طویل عرصہ تک متواتر جاری رکھنا چاہیے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک سال کے باقاعدہ استعمال سے تمام تکلیف دہ علامات بالکل دور ہو جاتی ہیں۔ یہ دودھ یا شیرہ پانی کے ساتھ ہڈیوں کے ٹوٹ جانے، بھیتری مار یا چوٹ بمعہ وسیع اکیموزس میں دیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس سے شکستہ ہڈیاں جڑ جاتی ہیں آیورویدک معالجین پوست ارجن کو مقوی خلطوں۔ کف پت اور وات کی ابتری میں استعمال کرنے کی سفارش کرتے ہیں۔ . . . . . . سفوف پوست ارجن آب برگ بانسہ میں سات مرتبہ یکے بعد دیگرے بھگو کر خشک کیا جاتا ہے۔ (سات بھاونا دی جاتی ہیں) اور شہد۔ مصری اور روغن زرد گاؤ کے ساتھ اچھی طرح ملا کر بطور چٹنی دق میں دیا جاتا ہے۔ یہ بلغم میں آنے والے خون کو روک دیتا ہے۔ زخموں کو صاف کر دیتا اور ان کو شفا دیتا ہے۔ (بھاو پرکاشں)

وئید حضرات دق کے علاج میں معدنیات کے کشتہ جات مثلاً کشتہ مروارید، کشتہ مرجان، کشتہ سونا، کشتہ سکہ اور کشتہ ابرک سیاہ کے ہمراہ بطور الزوبان (بدرقہ) استعمال کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ بہت سے مریضان میں اس کا اثر بہت حوصلہ افزاء رہتا ہے۔

طب آیورویدمیں پوست ارجن کا مشہور عام استعمال :۔

آیورویدک معالجین کے ہاں پوست ارجن مقوی دل قرار دیا جاتا ہے۔ اور عموماً اسی لیے امراض دل کے لیے ہی زیادہ تر مستعمل ہے۔ اسی غرض کے لیے اسے خاص ناموری حاصل ہے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ اگرچہ چرک اور سشرت میں ارجن کے استعمال کا کئی جگہ تذکرہ پایا جاتا ہے۔ لیکن امراض دل کے لیے اس کے استعمال کا قطعاً کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ اس مدعا کے لیے واگ بھٹ میں ہی سب سے پہلے اس کے استعمال کا ذکر آیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بلغمی امراض دل کے لیے ارجن کے جوشاندہ کو استعمال کرنے کو مختصراً تحریر فرمایا ہے۔ اس کے بعد چکردت نے نہ صرف اسے بطور مقوی و رسائن اور قابض کے بیان کیا ہے۔ بلکہ اسے امراض دل کے لیے بھی استعمال کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ارجن کی چھال سے پکایا ہوا دودھ امراض دل میں استعمال کریں۔ مفصل ترکیب ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

پوست ارجن کو ایک تولہ لے کر جوکوب کر لیں اور پھر اس کو سولہ تولہ شیر گاؤ اور سولہ تولہ پانی میں ملا کر مدھم مدھم آگ پر پکائیں۔ حتیٰ کہ تمام پانی جل جائے۔ صرف دودھ باقی رہ جائے۔ اب اس دودھ کو چھان کر اور حسب ذائقہ کھانڈ ملا کر ہر روز صبح نہار منہ پلایا کریں۔

اس کی چھال اور اس کے مرکبات کو بطور مقوی دل اس دیش میں آج تک خاص شہرت حاصل ہے۔ آیورویدک معالجین اسے تمام اقسام کے امراض دل میں عرصہ دراز سے نمایاں کامیابی کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ وہ اسے دل کے فعلی اور عضوی دونوں اقسام کے امراض مثلاً دل ڈوبنا، خفقان، درد دل اور کمزوری دل وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں۔ یہی نہیں کئی ڈاکٹر صاحبان کی بھی یہ رائے ہے کہ یہ دل کو محرک کرتا ہے۔

چنانچہ وہ اسے بطور مقوی دل استعمال کرتے ہیں۔

اس کے متعلق کویراج اے۔سی۔بلشار د صاحب بھشک بھوشن۔ایم۔آر۔اے ایس (لندن) متوطن کلکتہ جنرل آف آیورویدہ (کلکتہ) کے پرچہ بابت ماہ جون ۱۹۲۵ء میں اپنے تجربہ کا اظہار یوں فرماتے ہیں۔

ہم نے اپنے تجربہ میں اسے بہت ہی زود اثر پایا ہے۔بشرطیکہ اسے ذیل کے طریق سے ہر روز صبح نہار منہ استعمال کیا جائے۔

سفوف پوست ارجن ۳ ماشہ

کھانڈ ۲ تولہ

شیر گاؤ ابلا ہوا ۱ پونڈ

ہر سہ اشیاء کو خوب ملا کر استعمال کرائیں۔

امراض قلب کے بہت سے مریض جو کئی خطرناک علامات مثلاً ورم باطن دل (انڈو کار ڈائیٹس) ورم غلاف دل (پیریکارڈائی ٹس) اور درد دل (انجائنا) وغیرہ میں مبتلا تھے۔جب کچھ دن کے لیے ان کا اس طریق سے علاج کیا گیا تو ہر لحاظ سے انہیں فائدہ پہنچا۔اور ایک سال کے متواتر استعمال سے تمام تکلیف دہ علامات سے وہ بالکل مبرا ہو گئے۔

پھر تحریر فرماتے ہیں کہ ناگ ارجن ابھر رس۔پارتھ آدی ارشٹ اور ارجن گھرت وغیرہ کئی مرکبات ہیں۔جو ارجن سے تیار کیے جاتے ہیں۔اور امراض قلب کے علاج میں بکثرت استعمال ہوتے ہیں۔لیکن میرے ذاتی تجربہ میں تازہ پوست ارجن کا مذکورہ صدر طریق استعمال تمام مریضوں کو راس آتا ہے۔اور تھوڑے ہی دنوں میں زود اثر ثابت ہوتا ہے۔اگر اس کے ہمراہ مکرد ھوج کشتہ ابرک سیاہ پانچ صد آتشہ اور کشتہ طلا بھی استعمال کر لیا جائے تو سونے پر سہاگہ کا کام ہوتا ہے۔

جدید رائیں :-

اگرچہ آیورویدک معالجین اسے امراض دل کے لیے مفید قرار دیتے ہیں۔

اور کئی ڈاکٹر صاحبان بھی امراض دل کے لیے اسے استعمال کرنے کی سفارش کرتے ہیں۔ لیکن جدید تحقیقات کے بموجب یہ دوا امراض دل کے لیے غیر موثر ثابت کی گئی ہے۔ چنانچہ کرنل آر۔ این چوپڑا صاحب رقمطراز ہیں۔

کرمن (۲۰-۱۹۱۹ئہ) نے قلب کے بطون کی کواڑیوں کے امراض کے بیس مریضوں پر چھال کا جوشاندہ استعمال کیا اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ دوا مفید نہیں ہے چھال کا تیار کردہ الکحالک ایکسٹریکٹ اسکول آف ٹراپیکل میڈیسن میں بمعہ جلندھر اور بغیر جلندھر کے بطلان دل (دل کی قوت کا موقوف و زائل ہونے لگنا) میں مبتلا بہت مریضوں پر نہایت احتیاط سے آزمایا گیا۔ لیکن ڈیجی ٹیلس یا کیفین جنس دواؤں کی مانند کسی بھی مریض پر اس کے کوئی نمایاں اثرات نہیں ہوئے۔

حرکت النبض و حرکت دل کی قوت اور رخون کا دباؤ نمایاں طور پر غیر تبدیل شدہ یعنی جوں کا توں رہا۔ پیشاب کی تراوش کا ان مریضوں پر کوئی نمایاں اثر نہیں ہوا۔ جو اثرات اس دوا کے بتلائے جاتے ہیں۔ وہ اس میں زیادہ مقدار میں پائے جانے والے کیلسیم کے ہی ہو سکتے ہیں۔ جس کا حوالہ پہلے دیا جا چکا ہے۔

کیس، مہبیکر اور آئسک (۱۹۳۰ئہ) نے بیان کیا ہے۔ کہ ٹرمی نیلیا جنس کے ہندوستانی نمونہ جات کی خشک چھالیں بہت زیادہ مختلف اقسام کی صورت کی ہوتی ہیں۔ چنانچہ اس کی کوئی پندرہ مختلف اقسام ہیں۔

ٹرمی نے لیا کی ان اقسام کی چھالیں ظاہری شکل (صورت) میں آپس میں اس قدر مشابہ ہیں کہ ان میں سے ایک قسم کو دوسری قسم سے الگ کرنے میں غلطی ہو جانے کا بہت احتمال ہے۔ بھارت میں ادویہ فروش ان اقسام کے درمیان خصوصاً کوئی امتیاز نہیں کرتے اور ان تمام اقسام کو ہمیشہ اندھا دھند ہی بطور ارجن پیش کرتے ہیں۔ اور فروخت کرتے ہیں۔ ان محققین نے ان خشک اور صاف کی ہوئی چھالوں کو گرم خیساندہ جوشاندہ اور الکحالک ایکسٹریکٹ کی ترتیب میں استعمال کر کے تمام چھالوں کی الگ الگ تاثیرات کا مطالعہ کیا ہے۔ نتائج ذیل میں دیے جاتے ہیں۔

ٹرمی نے لیا کی عام بھارتی اقسام کی چھالوں کو تندرست حالت میں استعمال کرنے پر دہ یا تو (۱) خفیف مدر لبول جیسے ٹرمی نے لیا ارجنا (ارجن) ٹرمی نے لیا بیلے رکا (یعنی بلیلہ) ٹرمی نیلیا پے لی ڈا ( )

یا (۲) عمدہ یعنی محرک دل جیسے ٹرمی نے لیا بیا لیٹا ( ) ٹرمی نے لیا کوری ایسیا ( ) ٹرمی نے لیا پائی رہی فولیا ( )

یا (۳) دونوں مدر لبول اور محرک دل ہوتی ہیں جیسے ٹرمی نے لیا کیٹپا (یعنی جنگلی بادام) ٹرمی نے لیا چے بیولا ( ) (یعنی ہلیلہ) ٹرمی نے لیا سٹ رسینا (ہلیلہ کی ایک قسم) ٹرمی نے لیا مائی ریوکار یا ( ) ٹرمی نے لیا آلوری ( ) ٹرمی نے لیا پے نی کو لیٹا ( ) ٹرمی نے لیا ٹومین ٹوسا (یعنی اسن)

یہ نتائج اسکول آف ٹراپیکل میڈیسن کلکتہ کے بتلائے ہوئے نتائج سے مختلف ہیں۔ لیکن چونکہ ابھی تک کوئی موثر جزو الگ نہیں کیا جا سکا۔ دیگر کنیس اور ان کے رفقاء کے حوالہ جات کے مطابق مختلف چھالوں کے کیمیائی تجزیہ میں خصوصاً کوئی تبدیلی نہیں پائی گئی۔ اس لیے اس نکتہ کو قبول کرنا نہایت مشکل ہے کہ کس طرح مختلف اقسام کی تاثیرات دوائیہ و استعمالات بالکل مختلف ہیں۔ اس لیے موجودہ بتلائی ہوئی معلومات کی تصدیق کے لیے مزید غور کی ضرورت ہے۔

(انڈیجینس ڈرگز آف انڈیا)

شری ڈاکٹر بی۔ مکرجی تحریر فرماتے ہیں۔

چھال مقوی اور قابض خیال کی جاتی ہے اور مرض دل میں استعمال ہوتی ہے۔ ایک بیش قیمت مقوی دل دوا ہونے کی اسے خاص شہرت حاصل ہے۔ اور اس ملک میں دل کی تمام اقسام کی تکلیفات اور عوارضات میں بکثرت استعمال کی جاتی ہے اور اسے شہرت حاصل ہے۔ اور امر واقعہ ہے کہ یہ لبطور مقوی دل بکثرت استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن اس میں یہ وصف نہیں پایا گیا۔ معلوم ہوا

ہے کہ تندرست جانوروں میں اس کی بہت قلیل مقداروں سے بھی خون کا دباؤ گر جاتا ہے۔ اور بڑی مقداروں سے دل کے رک جانے سے جانوروں کی موت کا موجب ہوتی ہے۔ علیحدہ کیے ہوئے دلوں کی دھڑکنیں اس سے کمزور ہو جاتی ہیں۔ اور عام یقین کے متضاد دل آخر کار رک جاتا ہے۔

(دی انڈین فارمیسیوٹیکل کوڈیکس)



مستند آیورویدک مجربات

۱۔ ارجن گھرت :۔

اجزاء و ترکیب :۔ پوست ارجن آٹھ سیر لے کر خوب جوکوب کر لیں اور پھر اسے چونسٹھ سیر پانی میں پکائیں۔ جب چوتھا حصہ (سولہ سیر) پانی باقی رہ جائے تو خوب مل کر چھان لیں۔ بعدہٗ اس کو معہ چار سیر سور چھیت روغن زرد کے کسی قلعی دار برتن (دیگچہ وغیرہ) میں ڈال کر نرم نرم آگ پر پکائیں۔ جب کچھ پانی باقی رہ جائے تو اس میں ایک سیر پوست درخت ارجن کے سفوف کو پانی سے گوندھ کر معہ چار سیر پانی کے شامل کر دیں۔ اور بدستور نرم نرم آنچ پر پکائیں۔ جب تمام پانی جل جائے اور صرف گھی باقی رہ جائے تو اس کو چھان لیں۔

مقدار و ترکیب استعمال :۔ چھ ماشہ سے ایک تولہ تک صبح و شام نیم گرم دودھ میں ملا کر استعمال کریں۔

افعال و منافع :۔ چکردت اور بھیشج رتناولی میں لکھا ہے کہ یہ گھی امراض دل میں بہت مفید ثابت ہوا ہے۔

۲۔ اندروٹی :۔

نسخہ دو دیگر مکمل واقفیت کے لیے آیورویدک فارماکوپیا ملاحظہ فرمائیں۔

۳۔ پارتھادی ارشٹ المعروف ارجن ارشٹ :۔

نسخہ دو دیگر مکمل واقفیت کے لیے آیورویدک فارماکوپیا ملاحظہ فرمائیں۔

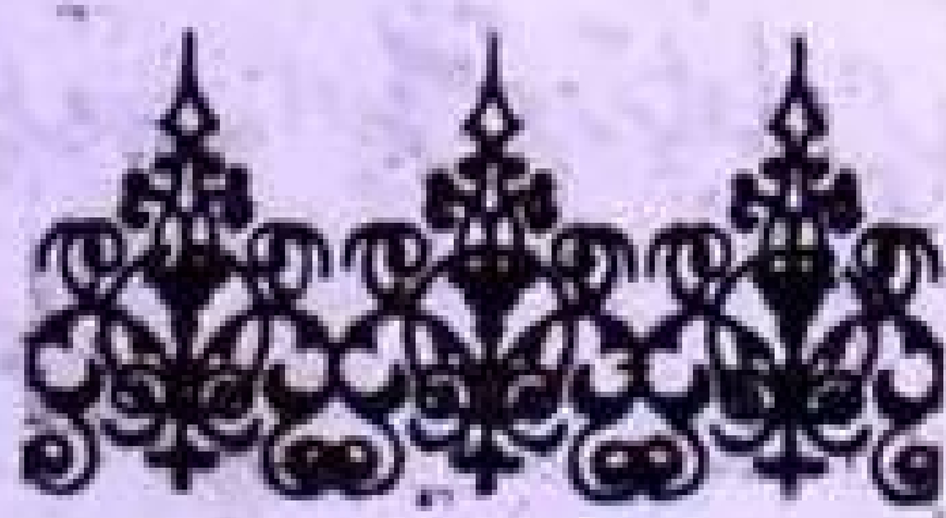
۴۔ ناگ ارجن ابھر :۔

اجزاء و ترکیب :۔ ایک ہزار آنچ سے عمدہ تیار کیے ہوئے کشتہ ابرک سیاہ کو متواتر سات یوم تک آب پوست ارجن سے کھرل کر کے ایک ایک رتی کی گولیاں تیار کر لیں۔

مقدار و ترکیب استعمال :۔ صبح و شام ایک ایک گولی شیر گاؤ کے ہمراہ دیں۔

افعال و منافع :۔ بھیشج رتناولی میں لکھا ہے کہ اس کے استعمال سے امراض دل، پیٹ درد، بواسیر، جی متلانا، قے، کھانا کھانے کی طرف طبیعت کا راغب نہ ہونا (اروچی) اسہال، کمی ہاضمہ، ناک منہ کے راستہ خون آنا، دق، سوجن، امراض امعاء ترشی معدہ اور ملیریا بخار وغیرہ امراض دور ہوتے ہیں۔

منفعت خاص :۔ پرانے بخار، دق و دل کی بیماریوں کے لیے واقعی یہ اکسیر الاثر ہے، اور اکثر بنگال کے نامور وید اسے بکثرت استعمال کرتے ہیں۔



اسپغول

مختلف نام :۔

سنسکرت میں ایشد گول ۔ سنگدھ بیج ۔ سنگدھ جیرک ۔ ہندی میں ایسگول یا ابگول اسپگول ۔ بنگالی میں اسبگول اسے شوبگول ۔ گجراتی میں اوتھمی ۔ جی روان ۔ مرہٹی میں اسبگول تیلگو میں اسپگل ۔ اسپاگال ورت تلو تامل میں ایشپ پکول ورے ۔ فارسی میں اسپغول ۔ عربی میں بزر قطونا ۔ اسفرزہ ۔ انگریزی میں ہسپج سیڈس (   ) سپوگل سیڈس (   ) لاطینی میں پلین ٹیگو اوٹیا (   ) اور اسپ گولا (   ) کہتے ہیں۔

وجہ تسمیہ :۔

اس کا فارسی نام اسپغول دو کلمات سے مرکب ہے ۔ ایک اسپ (گھوڑا) اور دوسرا غول (کان) چونکہ اس کی شکل گھوڑے کے کان کے مشابہ ہوتی ہے ۔ اس لیے اس کو اس نام سے موسوم کیا گیا ۔ بھارت کے تمام دیگر صوبجاتی نام بھی اسی فارسی نام اسپغول سے بگڑ کر بنے ہوئے ہیں ۔ اس کا لاطینی نام اسپ گولا بھی اس کے فارسی نام اسپغول سے ہی مشتق ہے۔

تاریخ :۔

کسی بھی قدیم آیورویدک کتاب میں اس کا تذکرہ قطعاً نہیں پایا جاتا ۔ غرضیکہ قدیم آیورویدک علماء اس کے اوصاف سے بالکل لاعلم تھے ۔ لیکن قدیم یونانی اور اسلامی اطباء نے اس کو واضح طور پر بیان کیا ہے ۔ چنانچہ عربی اور فارسی کی اکثر طبی کتب کے مصنفین نے اس اور اس کی جماعت کے دیگر تخموں کا بیان قلمبند کیا ہے اور ان کے طبی اوصاف کی سراہنا کی ہے ۔ نہایت قدیم زمانہ میں یہاں تک کہ دسویں صدی میں علی ہروی پارسی طبیب نے اور اس سے کچھ ہی عرصہ بعد ابن سینا نے اس دوا کا ذکر کیا ہے ۔ اس کے بعد تمام اسلامی طب کے مصنفین اس کے اوصاف میں

رطب اللسان ہیں۔

مسلمانوں کے ہندوستان میں آنے کے بعد ان کے توسط سے جب آیورویدک اطباء کو اس بوٹی کا علم ہوا تو پھر شری سور لیشور وغیرہ نے مابعد کی کتابوں وغیرہ امرت ادر نگھنٹو سنگرہ اس کا ذکر کیا ہے۔ اور اب یونانی اطباء کی طرح ہی ویدوں کے ہاں بھی بکثرت مستعمل ہے۔

کافی عرصہ قبل مغربی معالجین کی توجہ بھی اس طرف راغب ہو گئی تھی۔ اٹھارویں صدی کے شروع میں فلیمنگ۔ انیسلی اور راکس برگ تمام نے اسہالی حالت میں اس کے اوصاف کی خوب سراہنا کی ہے۔ تب سے یہ دوا کئی مغربی معالجین کے زیر استعمال رہی ہے۔ سنہ ۱۹۳۰ء میں کرنل چوپڑا صاحب نے اس کے متعلق اپنے پندرہ سالہ وسیع تجربات کی بنا پر جو جامع تحقیقات طبع کرائی ہے۔ اس سے مغربی اطباء میں اسے خصوصاً بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہو گئی ہے۔ چنانچہ اب انڈین نیشنل فارما کوپیا میں یہ داخل کر لیا گیا ہے اور تخم اسپغول و اسپغول کی بھوسی دونوں کا استعمال لکھا ہے۔

جائے پیدائش:۔

اس کا اصل مسکن تو فارس (ایران) ہے۔ لیکن تاہم بھارت کے کئی علاقہ جات مثل مغربی بنگال۔ ساحل کارومنڈل اور میسور وغیرہ میں خودرو پیدا ہونے کے علاوہ اس کی کم و بیش کھیتی بھی کی جاتی ہے۔ گجرات کاٹھیاواڑ میں اس کی اس قدر بافراط کاشت ہوتی ہے کہ نہ صرف تمام بھارت کی مانگ ہی پوری ہوتی ہے بلکہ غیر ممالک کو بھی بکثرت بھیجا جاتا ہے۔

پاکستان میں یہ مغربی پنجاب اور سندھ میں خودرو پیدا ہوتا ہے۔ بلوچستان میں بھی پایا جاتا ہے۔

کاشت:۔

گجرات کاٹھیاواڑ وغیرہ میں اسپغول ماہ کارتک میں بویا جاتا ہے اور ہولی کے موقعہ پر یعنی ماہ پھاگن میں جب کہ یہ پک جاتا ہے۔ تب کاٹ لیا جاتا ہے۔

نباتی توضیح :-

یہ اکسالا بغیر تنا کے جھاڑی نما پودا ہوتا ہے کہ جو دو بالشت سے لے کر ایک ہاتھ تک بلند ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ اونچا نہیں ہوتا۔ پتے چاول کے پودے کے پتوں کے مشابہ ہوتے ہیں۔ یہ ۷ء۵ سے ۲۳ سنٹی میٹر لمبے اور تقریباً ۶ ملی میٹر چوڑے ہوتے ہیں۔ تمام پودے پر رواں پائے جاتے ہیں۔ جڑ میں سے باریک باریک شاخیں نکلتی ہیں ہر شاخ کے سرے پر گیہوں کی طرح کا ننھا بال (سٹہ) لگتا ہے جس میں اسپغول کے کئی چھوٹے چھوٹے بیج لگے رہتے ہیں۔ بیج پک جانے پر بالوں کے ملنے سے اس کے بیج آسانی سے جدا ہو جاتے ہیں۔ یہ کشتی نما $\frac{1}{8}$ انچ لانبے اور $\frac{1}{16}$ انچ سے بھی کم چوڑے ہوتے ہیں۔ ان کا ایک پہلو مقعد نما اور دوسرا محدب ہوتا ہے۔ ان نیم شفاف بیجوں کا رنگ عموماً گلابی بھورا ہوتا ہے لیکن تاہم رنگ کے لحاظ سے یہ کئی اقسام کے ہوتے ہیں۔ کوئی بھورے ہوتے ہیں تو کوئی گلابی مائل سفید رنگ کے ہوتے ہیں۔ مخزن الادویہ اور محیط اعظم وغیرہ یونانی کتب میں سفید۔ سرخ اور سیاہ تین اقسام کے بیج لکھے ہیں۔ کسی نے سفید قسم کے بیجوں کو بہتر مانا ہے۔ تو کسی نے سرخ رنگ کے بیجوں کو بہتر قرار دیا ہے۔ لیکن سیاہ بیجوں کو تمام نے خراب اور ناقابل استعمال کہا ہے۔

اس کے بیجوں کا مقعد نما پہلو ایک مہین سفید جھلی سے ڈھکا ہوا ہوتا ہے۔ جب خوردبین کے ذریعہ جانچ کی جاتی ہے تو بیجوں کی جلد کا بالائی حصہ کثیر الاضلاع خلیات (پالی ہیڈرل سیلز (   ) سے ترکیب پایا ہوا ہوتا ہے جس کی دیواریں ثانوی تہہ نشین مادہ (سیکنڈری ڈپازٹ (   ) کے ذریعہ موٹی بنی ہوتی ہیں۔ یہی لعاب کا منبع ہے۔ اس کے اور ایلبیومن کے درمیان ایک باریک بھورا پرت ہوتا ہے۔ ایلبیومن موٹی دیوار کی سیلوں (سیلز یعنی خلیات) سے بنتا ہے۔ جن میں دانے دار مادہ ہوتا ہے۔ پانی میں بھگونے سے بیج لعاب کی کثیر التعداد چپٹی ہوئی تہوں کی وجہ سے غیر معمولی طور پر بہت پھول جاتے ہیں لعاب بے بو اور بے ذائقہ ہوتا ہے۔

اسپغول کے پودے کی ایک دیگر قسم بھی ہوتی ہے کہ جس کا لاطینی نام پلیں ٹیگو امپلیگی کیولس (   ) ہے اسے اسپغول

کلاں کہہ سکتے ہیں۔ یہ پنجاب۔ مالوہ اور سندھ کے میدانوں میں ہوتا ہے۔ اور جنوبی یورپ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس سے بھورے رنگ کا اسپغول حاصل ہوتا ہے جو بھارت اور پاکستان کے بازاروں میں اکثر دستیاب ہوتا ہے۔ یہ بیج اسپغول کی طرح ہی کشتی نما وضع کے ہوتے ہیں۔ لیکن اس سے بڑے ہوتے ہیں۔ یہ اوسطاً ½ انچ لمبے ہوتے ہیں۔ یہ اسی طرح لعاب پیدا کرتے ہیں۔ اور ان میں غالباً ڈیمل سینٹ[1] (یعنی مزلق) وصف بھی اصل اسپغول کی طرح پایا جاتا ہے

یہ بیج کثیر التعداد میں ایران سے پاکستان و بھارت میں درآمد ہوتے ہیں

نباتی فصیلہ :-

اس کا نیچرل آرڈر پلینٹے جینیی (   ) ہے

یعنی اس کا فصیلہ اس کے نام پر ہی قرار دیا گیا ہے۔

کیمیائی تجزیہ :-

اسپغول کے بیجوں میں ایک تخمی روغن (فیٹی آئل)، زلالی مادہ (البیومی نس میٹر) اور اس قدر زیادہ مقدار میں لعابی مادہ (میوسیلج) ہوتا ہے کہ ایک حصہ بیج بیس حصہ پانی میں تھوڑے وقت میں ہی بے ذائقہ جیلی (فالودہ) کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ زیادہ مقدار میں پانی ملا کر فلٹر (مقطر) کرنے سے بالکل معمولی لعاب چھن کر الگ ہوتا ہے لیکن اس کا زیادہ حصہ بیج کے ساتھ ہی لپٹا رہتا ہے۔ زور سے مل کر چھاننے سے لعاب علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کی کیفیت معتدل (نیوٹرل یعنی جو نہ ترش ہو اور نہ کھاری) ہوتی ہے۔ یہ الکحل ملانے سے تبدیل نہیں ہوتا۔

---

[1] ڈیمل سینٹ وہ اشیاء ہوتی ہیں جن کی قلمیں نہ بن سکیں مگر منجمد ہو جائیں۔ ان میں پانی کے ہمراہ لیسدار سیال مادہ بنانے کا وصف پایا جاتا ہے۔ یہ سطح پر تہہ کر کے اور خراش پیدا کرنے والی ادویہ کو لسانج کے ساتھ میل کھانے سے روک کر غشائے مخاطی یا چھلی ہوئی سطح کو خراش سے بچاتی ہیں۔ ادویہ کے ناخوشگوار ذائقہ کو چھپانے کے لیے یہ بطور ریفیدرتہ جات اور پانی میں ناقابل تحلیل یا ناقابل انتزاج ادویہ کا پائدار ایملشن (مستحلب) بنانے کے لیے بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ یہ بطور لوشن یا گیلی مرہم پٹی کرنے کے لیے جلد پر بھی لگائی جا سکتی ہیں

اور نہ الکحل میں ابالنے سے یہ تہہ نشین ہوتا ہے اور نہ آیوڈین۔ بورکس (سہاگہ) یا پرکلورائیڈ آف آئرن کے ذریعہ اس میں کوئی تبدیلی آتی ہے۔ یہ پانی میں کمی کے ساتھ حل ہوتا ہے۔

کرنل چوپڑا صاحب نے اسپغول کے بیجوں میں گلیکوسائڈ کے جنس کی ایک شے کے قلیل مقدار میں ہونے کو پختگی سے تسلیم کیا ہے۔ علم الادویہ سے یہ بے اثر ہے اور خالص صورت میں اسے حاصل کرنا نہایت مشکل ہے۔ اندرونی تاثیرات عضویاتی کوئی دوسری موثر شے معلوم نہیں ہوئی ٹے نینز ( ) جو کہ اس میں نمایاں مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ پروٹوزوا ( ) حیوانات یعنی ادنٰے ترین حیوانات) اور بکٹیریا ( ) پر بہت معمولی اثر رکھتے ہیں۔ دوا کی تاثیر بخشی تمام تر لعاب کے زیادہ مقدار میں ہونے کی وجہ سے ہے اس لیے اس لیسدار چیز کی نہایت احتیاط سے جانچ کی گئی ہے۔

یہ جیلی (فالودہ) کی طرح کی وضع داری رکھتا ہے اور اس پر کیمیائی خمیرات ہاضم ( ) کا بہت معمولی اثر ہوتا ہے خصوصاً جب یہ بیجوں کے اوپر ہو۔ لعابی کیمیائی خمیرات ( ) پیپ سین ( ) ہائیڈروکلورک الیسڈ اور پنکریاٹک یعنی لقراسی کیمیائی خمیرات ( ) میں ۲۴ گھنٹے رہنے کے باوجود بھی لعاب کا بہت قلیل حصہ ہضم ہونے پاتا ہے۔ یہ اسی طرح چھوٹی آنت سے بغیر تبدیل ہوئے گزر جاتا ہے اور راستہ کے دوران میں یہ بلغمی جھلی پر بطور مزلق (ڈمی ل سینٹ) اور لوبری کینٹ ( ) یعنی سطح عضو کو تر و چکنا کرنا) اثر کرتا ہے۔ مزید براں بڑی آنت میں انتڑیوں کے بکٹیریا (جراثیم) کا لعاب پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ درحقیقت اس کی وہاں موجودگی جراثیم کے بڑھاؤ کے لیے مانع اثر رکھتی ہے۔

ان جراثیم مثلاً بیسی لس شیگا ( ) بیسی لس فلیکس نر ( ) بیسی لس کالرا ( ) بیسی لس کولائی ( ) اور پاخانہ کے تمام بکٹیریا کا فعل لعاب پر اس طرح

آنہ پایا گیا۔ کہ یہ ایسے جراثیم پر وردہ شوربا میں ڈال دیا گیا۔ کہ جس میں یہ جراثیم بڑھ رہے تھے امتحانی نلیاں انکوبیٹر ( ) جراثیم پیدا کرنے کی مشین) میں ڈال دی گئیں اور دو ہفتے کے بعد بھی بدستور بغیر کسی عمل کے رہیں۔ لعاب آنتڑیوں کے جراثیم کے بڑھاؤ کے لیے اچھا ماحول پیدا نہیں کرتا۔ یہ اس امر واقعہ سے ظاہر کیا جاسکتا ہے کہ اگر اسے پیٹری ڈش (یعنی ایسی رکابی کہ جس میں موجودہ جراثیم مردہ کردیے گئے ہوں) میں ڈال دیا جائے۔ اور اس کی سطح پر ان جراثیم مثلاً بیسی لس شیگا۔ بیسی لس فلیکس نر۔ بیسی لس کولائی اور دیگر ( ) جراثیم کا پروردہ شوربا چڑھادیا جائے تو ان کے بڑھاؤ کے لیے کوئی نوآبادیاں بنتے نہیں پائیں۔ یہ بھی دیکھا جاچکا ہے کہ اگر لعاب کی ایک مہین تہہ بیسی لس شیگا۔ بیسی لس فلیکس نر وغیرہ کے مقام موجودگی کی سطح پر بچھادی جائے۔ تو ان جراثیم کے بڑھاؤ میں یہ عظیم مانع رہتا ہے۔

لعاب پر نہ تو چھوٹی آنت میں کیمیائی خمیرات ہاضم کا کوئی زیادہ اثر ہوتے پایا ہے اور نہ بڑی آنت کے بیکٹیریا کا۔ یہ مزید براں اس امر واقعہ سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اسپغول کے بیجوں کے استعمال کے بعد لعاب کثیر مقدار میں پاخانہ کے اندر دیکھا جاسکتا ہے۔ چنانچہ کرنل چوپڑا نے تخم مسفوف کا ایک ایک متوسط درجہ کا چمچ (ڈیزرٹ سپون فل) سٹامک ٹیوب (منہ کی راہ معدہ میں داخل کرنے کی ربڑ کی ایک لچکدار نالی) کے ذریعہ بلیوں کو دیا۔ دوسرے دن آنت کے کھولنے پر یہ تمام لعاب چھوٹی اور بڑی آنت کی بلغمی جھلی کی سطح پر پھیلا ہوا پایا گیا۔ دوسری بات یہ کہ ان میں موجود مادہ نے جہاں ٹھوس پن اختیار کیا ہوا تھا۔ وہاں لعاب اور تخموں دونوں نے بلغمی جھلی کی سطح پر ٹھوس فضلہ اور بلغمی جھلی کی سطح کے درمیان ایک تہہ اختیار کی ہوئی تھی۔ ان تجربات سے یہ واضح ہے۔ کہ لعاب زخموں کی سطح پر ایک تہہ بنادیتا ہے۔ یہ تہہ نہ صرف زخمی بلغمی کو منضم معدی و معوی (معدہ و آنتوں کا ہضم کے سوزش کردہ مادوں سے بچاتی ہے بلکہ متحرک بیکٹیریا کے نشو و نما ہونے کو بھی روکتی ہے کہ جس سے ٹاکسینز ( ) یعنی خاص قسم کے زہریلے مواد جو بیکٹیریا کے جسم سے پیدا ہوتے ہیں) کے پیدا ہونے میں بھی یہ کاوٹ پڑتی

جاتی ہے۔

مزید برآں لعاب کو لائیڈل (یعنی سریش کی مانند چیپ دار) جنس کی چیز ہونے سے بیکٹیریا اور دیگر ٹاکسینز کو نمایاں طور پہ جذب کر لیتا ہے۔ ہمارے تجربات سے یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ اسپغول کے بیجوں کا جیلی (فالودہ) کے مانند کا لعاب اس لحاظ سے بہت موثر ہے۔

(انڈیجینس ڈرگز آف انڈیا)

حصص مستعملہ:۔

۱۔ مسلم بیج۔

۲۔ بیجوں کا چھلکا جسے سبوس اسپغول۔ ست اسپغول۔ اور بھوسی اسپغول بھی کہتے ہیں۔

اگرچہ بازار میں ست اسپغول عام دستیاب ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کی ترکیب تیاری کے متعلق بہت کم لوگوں کو واقفیت ہے۔ چنانچہ اسی لیے ناظرین کی واقفیت میں اضافہ کی خاطر ذیل میں اس راز کو منکشف کیے دیتا ہوں۔

سبوس اسپغول تیار کرنیکی ترکیب

اسپغول کے بیجوں سے چھلکا اتارنے کی نہایت منافع بخش صنعت ہے گجرات کاٹھیاواڑ میں اونجھا (احمد آباد) اور سدھ پور (بڑودہ) وغیرہ میں اس کے تیار کرنے کے کئی کارخانے ہیں۔ اسپغول کا چھلکا جدا کرنے کے لیے پتھر کی بھاری چکیوں سے کام لیا جاتا ہے۔ ایک ایک کارخانہ میں پچیس تیس چکیاں ہوتی ہیں۔ مشین کے ذریعہ بھی چھلکا علیحدہ کیا جاتا ہے۔ دو عورتیں عموماً ایک دن میں ایک من اسپغول کو ایک چکی میں دل کر چھلکا الگ کر دیتی ہیں۔ اسپغول کے بیجوں کو پانچ مرتبہ چکی میں دلنے کے بعد نہایت عمدہ رنگ کا سفید چھلکا حاصل ہوتا ہے۔ غرضیکہ بیجوں کا چھلکا الگ کرنے کے لیے اسپغول کے بیجوں کو پانچ مرتبہ چکی میں سے گزارنا پڑتا ہے۔ تب جا کر عمدہ چھلکا دستیاب ہوتا ہے۔ ایک من اسپغول کے بیجوں سے اندازاً سات سیر چھلکا اور تیس سیر اندر کا مغز نکلتا ہے۔ اسپغول کا چھلکا یا ست اسپغول تو دوا کے کام آتا ہے۔

اور بیج کے اندر سے جو مغز بر آمد ہوتا ہے۔ یہ بھینسوں وغیرہ کو کھلاتے ہیں۔ اس کے کھانے سے بھینسوں کا دودھ بڑھ جاتا ہے۔

افعال و خواص بروئے طب ویدک :-

وئید امرت میں لکھا ہے کہ اسپغول نہایت مولد منی۔ شیریں۔ قابض اور ٹھنڈا ہے۔ لیسدار۔ گیلا اور قدرے وات کو بڑھانے والا ہے۔ صفرا اور بلغم کو دور کرتا ہے۔ خونی اسہال اور رکت پت (جریان خون) کو دافع ہے۔

خواص و فوائد بروئے طب یونانی

گرمی اور پیاس کو اور گرمی کے بخار کو اور خون کے جوش کو تسکین دیتا ہے۔ دست صاف لاتا ہے۔ قبض دفع کرتا ہے۔ آنتوں میں پھسلن پیدا کرتا ہے۔ حلق اور سینہ اور زبان کی خشونت (کھرکھراہٹ) کو دور کرتا ہے۔ آنتوں کے زخم اور مروڑ اور دانتوں کو فائدہ مند ہے۔ بریاں کیا ہوا قابض ہے۔ اس کو پانی میں بھگو کر اس سے کلی کرنا منہ کے جوش اور اس کے دانوں کو مفید ہے۔ اسپغول کی ایک کف دست صبح کے وقت لے کر پھانکیں۔ ایک مہینے تک اسی طرح پھانکتے رہنے سے مرض ضیق میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ پھر روز بروز کم ہوتا جاتا ہے۔ چار پانچ ماہ میں بالکل جاتا رہتا ہے۔ مگر احتیاطاً برس دو برس تک استعمال میں رکھیں۔ مجربات اکبری میں لکھا ہے کہ بیس بیس برس کا دمہ اس سے جاتا رہتا ہے۔ سرکہ میں پیس کر لیپ کرنے سے گرمی کا ورم دور ہوتا ہے۔ اگر سرکہ اور گلاب اور چنبیلی کے تیل میں ملا کر پیشانی پر ضماد کریں تو درد سر کو جو گرمی سے ہو دور کرتا ہے۔ کوٹ کر بدن پر ملیں تو اس کو ملائم کرتا ہے۔ جلد بدن کو باریک کرتا ہے۔ اور رنگ سدھارتا ہے۔ اور لاغری جس کا باعث گرمی ہو اس کو نافع ہے اسپغول کچھ نہ کچھ تحلیل ظاہری رکھتا ہے۔ خصوصاً کٹا ہوا ضروری تھوڑی سی قوت تحلیل رکھتا ہے۔ اس کا ضماد کرنے سے ورم پک کر پھوٹ جاتے ہیں۔ خاص کر منہ کے تھوک کے ساتھ ان دونوں فائدوں کے لیے بہت کار آمد ہے۔ سرکہ اور روغن گل میں ملا کر لیپ کرنے سے حرارت بجھ جاتی ہے۔ کرب دور ہوتا ہے۔ دردوں کو نفع کرتا ہے بدن پر گرمی سے ورم ہو تو تحلیل ہو جاتا ہے۔ سخت ورم ملائم ہو جاتا ہے۔ کنٹھ مالا

اور چہرہ اور حلق کو نفع پہنچتا ہے کان کے نیچے کا اور کان کے پیچھے کا ورم جاتا رہتا ہے۔ اگر اسپغول کو کوٹ لیا جائے تو پھر ورم کو نہ بڑھنے دے اور نہ پھوٹنے اور اگر زخم پر اس طرح لگایا جائے تو اس کا میل صاف کر دے۔ اگر بدن کے اندر زخم یا ورم ہو تو اس موقع پر بھی یہی فائدہ دیتا ہے۔ سخت بالوں پر اسپغول کے لگانے سے نفع ہوتا ہے ان کو ملائم کر دیتا ہے۔ منہ ان کے پھٹنے نہیں دیتا اور نہ گرنے دیتا ہے۔ اگر خشکی کی وجہ سے پٹھے میں تشنج یا التوا پیدا ہو جائے تو اس کو سرکہ اور روغن گل کے ساتھ لگانا چاہیے اس طرح لگانا گرمی کے وجع المفاصل اور گرمی کے نقرس کو نفع دیتا ہے۔ ایک حصہ تخم خشخاش پیس کر روغن گل میں ملا کر گرمی کے درموں اور دردوں پر لگانے سے نفع ہوتا ہے۔ روغن گل اور گلاب اور روغن بنفشہ کے ساتھ گرمی کے درد سر پر لگانے سے فائدہ ہوتا ہے۔ دماغ اور پٹھوں میں تری پیدا کرتا ہے۔ اگر اس کو شکر کے ساتھ پیویں تو معدے سے سر کی طرف تبخیر نہ ہو۔ منہ اور سینے اور زبان کی خشونت اور خشکی اور گرم کھانسی رک جائے۔ اس کا شربت اس طرح بناتے ہیں کہ سوا دو تولہ چھ رتی اسپغول کو اٹھائیس تولہ ساڑھے چار ماشہ پانی میں بھگو کر لعاب اس کا نکال کر بیالیس تولہ پونے سات ماشہ شکر سفید یا مصری ملا کر آگ پر رکھ کر قوام کر لیتے ہیں۔ یہ شربت پھیپھڑے کی خشونت اور صفراوی کھانسی کو بہت نافع ہوتا ہے۔ غم اور خفقان صفرا کے احتراق کی وجہ سے واقع ہوں تو ان کو نافع ہے۔ اسپغول کا لعاب گلاب یا عرق بید مشک کے ساتھ بھی ان باتوں کو نافع ہے۔ اسپغول کے لعاب میں روغن بادام ملا کر پلانے سے شدت کی تشنگی جس کا باعث صفرا ہو اور معدہ کا التہاب اور لذع جاتے رہتے ہیں۔ مریض برسام کو اس کا لعاب پلانے سے نفع ہوتا ہے۔ پیاس دب جاتی ہے۔ زکریا رازی نے من لا یحضرہ الطبیب میں سرسام کی بحث میں لکھا ہے کہ ایک اوقیہ لعاب اسپغول دو اوقیہ جلاب ملا کر پلانے سے مریض کو فائدہ ہوتا ہے۔ سوا تولہ اسپغول کے لعاب میں چودہ ماشہ روغن بادام ملا کر پلانے سے قولنج کو نفع ہوتا ہے۔ قبض جاتا رہتا ہے۔ روغن بنفشہ کے ساتھ پلانے سے بھی قبض رفع کرتا ہے حمیات حادہ و محرقہ و مطبقہ و سرسامیہ و عرضیہ میں اسپغول کے لعاب سے نفع ہوتا ہے خون کی حرارت جاتی رہتی ہے۔ اسپغول کو تنہا پھانکنے سے سردی پیدا ہوتی ہے۔

قبض دفع کرتا ہے۔ صفرا سے یا دست آور دواؤں سے آنتوں میں خشکی آ جائے تو دور ہوتی ہے۔ گرم و تیز دواؤں کے کھانے سے آنتوں میں خرابی و گرمی آ جائے تو سردی اور اعتدال پیدا ہوتا ہے۔ شیخ کہتا ہے کہ سات ماشہ اسپغول کو روغن گل میں ملا کر کھلانے سے قبض پیدا ہوتا ہے۔ سحج کو آرام ہوتا ہے۔ سات ماشہ سے ایک تولہ تک اسپغول لے کر گرم پانی میں بھگو کر شکر یا سکنجبین کے ساتھ کھانے سے آنتوں سے لیسدار خلط نکل جاتا ہے۔ اگر صفراوی دستوں کو بند کرنا مقصود ہو تو روغن یا دام میں بھون کر کھلائیں۔ اس کے لعاب سے بچوں کے دستوں کے آنوں اور لہو ٹلتے ہیں اسپغول کو کوٹ کر کھانا منع ہے کٹا ہوا اسپغول تین تولہ قاتل ہے۔ اس سے اول بدن سرد ہو جاتا ہے۔ بعد اس کے خدر اور استرخا اور کرب اور ضیق النفس پیدا ہوتا ہے۔ پھر غش آتا ہے۔ نبضیں ساقط ہو جاتی ہیں۔ آخر کار مر جاتا ہے۔ علاج اس کا یہ ہے کہ ماء العسل اور نمک اور سوئے کے بیجوں کے جوشاندے سے کئی مرتبہ قے کرائیں اور انڈے کی زردی نیم برشت کھلائیں اور گوشت کے شوربے میں گرم مسالہ ڈال کر پلائیں۔ اسپغول کے پتے اپنی قوت میں دھنیئے کے پتوں کے قریب ہیں۔ ان کو کھانے سے گرمی مٹ جاتی ہے۔ گرم ورموں پر ان کو پیس کر لیپ کرنے سے فائدہ پہنچتا ہے۔ ہرے پتے کچل کر رس ان کا پینے سے خون تھوکنے کو فائدہ پہنچتا ہے۔

تین ماشہ اسپغول کو پندرہ بیس منٹ پانی میں بھگو کے کھلا دینے سے پرانے دست اور آنوں بند ہوتے ہیں۔ آنتوں کی سوجن اور سوزش اور کاٹ کو بند کرنے کے لیے اسپغول مسلم یا اس کی بھوسی کو مصری کے ساتھ پھنکانا چاہیے یا اس کو تھوڑے سے پانی میں بھگو دیں۔ جب پھول جائے تو کھلا دینا چاہیے۔ اس کا لعاب نکال کر بورہ ڈال کر پلانے سے پرانے آنوں کے دست بند ہوتے ہیں۔ صفراوی مزاج کے زکام میں اس کا لعاب نہایت مفید ہے۔ اس کے لعاب میں شکر سفید ملا کر پلانے سے سوزش بول کو صحت ہوتی ہے۔ اس کو بھون کر پھنکانے سے دست و آنوں بند ہوتے ہیں۔ اس کو شکر کے شربت میں ملا کر پلانے سے مثانے اور پیشاب کی نالی کی سوزش اور پیشاب کی جلن مٹتی ہے۔ جب پیشاب کا پیدا ہونا بند ہو گیا ہو یا جلتا ہوا پیشاب اترتا ہو یا مثانے اور پیشاب کے راستے میں گرمی اور جلن معلوم

ہو تو اس کو تنہا یا دوسری مدر لبول ادویہ کے ساتھ دینا چاہیے۔ اس کا شربت پلانے سے بواسیر کا خون بند ہو جاتا ہے۔ بگڑے ہوئے زخم اور پھوڑے پر اسپغول کی پلٹس باندھنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ تیل مرچ اور قلمی شورے کے ساتھ اس کی پھنکی دینے سے سوزاک کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ سوا تولہ اسپغول کو سوا سیر پانی میں جوش دیں۔ جب آدھا رہ جائے اس کو دن بھر میں پلا دینے سے دست اور آنوں بند ہوتے ہیں گٹھیا اور چھوٹے جوڑوں کی گانٹھوں پر اس کا لیپ فائدہ دیتا ہے۔ اگر صفرا کی وجہ سے درد سر ہو تو اس کا لعاب لگا دیں۔ بلغم اور سینے کی بیماری میں اس کا جوشاندہ پلانا چاہیے۔ اس کو سرکے میں پیس کر کنپٹیوں پر پتلا لیپ کرنے سے نکسیر بند ہوتی ہے اس کا لعاب آنکھ میں لگانے سے وہ درد رفع ہوتا ہے جو مادہ صفراوی کے غلبہ سے ہو۔ اس کو گل خیری کے پھولوں کے ساتھ پیس کر کنپٹیوں پر لیپ کرنے سے وہ درد مٹتا ہے۔ جو دھوپ کی وجہ سے پیدا ہو۔ ہونٹ یا زبان پھٹ جائیں تو اس کے لعاب میں کتیرا ملا کے لیپ یا کلیاں کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ اس کے لعاب میں پیاز کا رس ملا کر تھوڑا سا گرم کر کے کان میں ڈالنے سے کان کا درد مٹتا ہے۔ اس کو سرکہ میں بھگو کر دانت کے نیچے داب رکھنے سے دانتوں کا درد جو گرمی کی وجہ سے ہو بند ہو جاتا ہے۔ اس کے لعاب میں نیلوفر کا شربت ملا کے پلانے سے تشنگی رفع ہو جاتی ہے۔ منہ آ جائے تو اس کے لعاب سے کلیاں کریں تین چار مہینے تک لگاتار دن میں دو بار ایک تولہ اسپغول کی پھنکی لیتے رہنے سے سب قسم کے دمے کے امراض رفع ہوتے ہیں۔ اس کو سرکہ میں بھگو کر لعاب نکال کر پلانے سے مینڈک کا زہر اترتا ہے۔

(خزائن الادویہ)

طبیعت:۔

شیخ نے کہا ہے کہ دوسرے درجہ میں سرد و تر ہے۔ بعض نے تیسرے درجہ میں سرد اور تھوڑا سا تر بتایا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ دوسرے درجے میں سرد ہے اور تری و خشکی میں معتدل ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ سفید تیسرے درجہ میں سرد اور دوسرے درجہ میں تر ہے۔ سیاہ خشک ہے۔ سفید میں سیاہ سے زیادہ سردی ہے

اور سرخ میں گرمی زیادہ ہے۔ بعض نے اس کے خلاف بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کو کوٹ لینے سے گرمی بڑھ جاتی ہے۔ اسپغول کے پتے سرد تر ہیں۔

(خزائن الادویہ)

افعال :-

مزلق (ڈیمل سینٹ) مُراخی[1] (ایمولی اینٹ۔) مدر بول (پیشاب جاری کرنے والا) اور قبض کشا ہے۔

منفعت خاص :-

اسپغول زیادہ تر پیچش و اسہال میں مستعمل ہے۔ چنانچہ چاہے پیچش جراثیمی ہو اور چاہے امیبی یہ نہایت مفید و مجرب ہے۔ نئی پیچش کی بہ نسبت پرانی پیچش کے لیے خصوصاً زیادہ کارآمد رہتا ہے۔ یہ اپنی لزوجت (لیس) کی وجہ سے سدوں کو پھسلا کر خارج کر دیتا ہے۔ اور آنتوں میں پیدا شدہ خراش کو تسکین دیتا ہے، علاوہ بریں کہنہ اسہال، اور بچوں کے دیرینہ اسہال کے لیے بھی بہت فائدہ مند ہے یہ لزوجت کی وجہ سے کھانسی۔ زکام اور سوزش حلق میں بھی مفید ہے۔ آنتوں کی خشکی کے باعث لاحق ہوئی قبض کو رفع کرنے کے لیے بھی نہایت سود مند ہے چنانچہ طب ایلوپیتھی کی مشہور عام دوا الکوئیڈ پیرافین کا بہترین بدل ہے۔ اسپغول کو فتہ کو پانی میں پکا کر اس کی بنائی ہوئی پلٹس السی کی پلٹس کی بجائے بخوبی استعمال کی جا سکتی ہے۔ اور ورم کو تحلیل و تسکین دینے کے لیے نہایت موثر ہے۔

---

[1] ایمولی اینٹ وہ ادویہ ہوتی ہیں کہ جو جلد پر لگانے سے اس کو نرم اور ڈھیلا کر دیتی ہیں اور اسے خراش سے بچاتی ہیں۔ یہ چکنی، روغنی یا چربی دار اشیاء ہیں اور جلد کو چربی یا نمی مہیا کر کے پھٹنے سے بچاتی ہیں۔ ان اشیاء میں حل کی گئی ادویہ کو یہ جلد کو ڈھکنے والی روغنی چربی دار چیز پرت سے باآسانی ملا کر بذریعہ جلد جذب ہونے کے لیے تقویت دیتی ہیں۔ اور موثر دوا کا چکنائی کی گلٹیوں کی نالیوں کی سطح کے جاذب خلیات کے ساتھ گہرا میل پیدا کر دیتی ہیں۔

مقدار خوراک :۔ تخم اسپغول کی عام مقدار خوراک تین ماشہ سے ایک تولہ تک ہے۔ لیکن سوا تولہ سے اڑھائی تولہ تک کی مقدار میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اسی پہ اکتفا نہیں، ایسے ضرر ہونے سے اڑھائی تولہ سے پانچ تولہ تک بھی استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ بھوسی اسپغول بھی عموماً ۳ ماشہ سے ایک تولہ تک استعمال کی جاتی ہے۔

انڈین نیشنل فارماکوپیا میں تخم اسپغول کی مقدار خوراک ۷۵ سے ۲۲۵ گرین۔ (۳ ماشہ سے ۱۵ ماشہ) تک درج ہے۔ بھوسی اسپغول کی مقدار خوراک ۸ سے ۳۰ گرین (۴ رتی سے ۲ ماشہ) تک درج کی گئی ہے۔

تراکیب استعمال :۔ استعمال میں لانے سے پیشتر اسپغول کے بیجوں کو ریت، کنکر اور دیگر غیر متعلق اشیاء کہ جن سے یہ ہمیشہ ملے رہتے ہیں سے مکمل طور پر صاف کر لینا چاہیے۔ یہ اس طرح سے کیا جا سکتا ہے کہ انہیں ایک باریک چھلنی یا مچھر دانی کے کپڑے کے ذریعے چھان لیا جائے۔ اس کے بعد جو کچھ رہ جائے اسے انگلی سے چن لیا جائے۔ تاہم استعمال سے قبل پھر بیجوں کو ایک یا دو بار پیالے بھر پانی میں جلدی جلدی دھو لینا چاہیے۔ اس کی عام مقدار دو سے چار ڈرام (آٹھ ماشہ سے سوا تولہ) تک ہے۔ لیکن اس کی بہ نسبت بہت بڑی مقدار خوراک مثلاً ایک سے دو اونس (اڑھائی تولہ سے پانچ تولے) تک کا استعمال بھی فائدہ مند رہتا ہے۔ دو سے تین عدد تک متوسط درجہ کی چمچ (ڈیزرٹ سپون فل) تخم اسپغول سے بھر کر دن میں دو تین مرتبہ اگر ضرورت ہو تو زیادہ بھی دی جا سکتی ہے ان میں کسی قسم کے کوئی زہریلے اجزاء نہیں پائے جاتے۔ اور ان میں سے زیادہ تر تو چھ سے بارہ گھنٹوں کے اندر ہی معدہ و انتڑیوں سے باہر نکل جاتے ہیں۔ حقیقتاً کئی مریضان میں خصوصاً جب قبض موجود ہو۔ تو اسے بڑی مقدار میں لینا لازمی ہوتا ہے۔ اس سے دو فائدے ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ یہ لعاب پیٹ میں زیادہ مقدار میں رہنے سے آنتوں کو تر و چکنا کر دیتا ہے کہ جس سے دست آنے میں سہولت رہتی ہے اور دوسرا یہ کہ اس کے پھولجانے کے نتیجہ کے طور پر غلاظت انتڑیوں میں ضرورت سے زیادہ ہو جاتی ہے کہ جس سے آنتوں کی حرکت دودی

بڑھ جانے سے غلاظت بآسانی باہر نکل جاتی ہے۔

کرنل چوپڑا صاحب نے ان کے بیجوں کو استعمال میں لانے کے لیے ذیل کی چار ترکیب حوالہ قلم کی ہیں۔

(۱) صاف خشک بیج ایک پیالی بھر پانی میں ڈال کر انہیں ایک دفعہ دھو ڈالیں۔ بعد کو ان میں اگر خواہش ہو تو ایک یا دو چائے کی چمچ (ٹی سپون) بھر چینی ملا دیں۔ اور اس مرکب کو ہلا کر استعمال میں لائیں۔

(۲) اس کے بیج پیالی بھر پانی میں ڈال کر بیس سے تیس منٹ تک رہنے دیے جاتے ہیں۔ تب تک ان سے سب لعاب نکل آتا ہے۔ اگر خواہش ہو تو چینی ملا دیں اور لعابی مادہ نگل جائیں۔

(۳) بموجب ضرورت مقدار میں تخم اسپغول کو لے کر دو پائنٹ (چالیس اونس) پانی میں ڈال کر نصف بقیہ رہنے تک ابال کر ایک قسم کا لعابی جوشاندہ تیار کیا جاتا ہے اور یہ دو سے چار اونس کی مقدار میں ہر دو یا تین گھنٹے کے وقفہ کے بعد استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ پیشتر ازیں ہی بتلایا جا چکا ہے۔ کہ اسے ابالنے سے لعاب میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔

(۴) بیج کا لعابی مادہ رکھنے والا چھلکا کوٹ پھٹک کر بیج سے الگ کر لیا جاتا ہے اسے ست اسپغول یا بھوسی اسپغول کہتے ہیں) اسے ایک سے دو چائے کی چمچ بھر مقدار میں پیالی بھر پانی میں تھوڑی چینی ملا کر استعمال کراتے ہیں۔ اکثر دیسی اطبار مسلم بیج کی نسبت اس ترکیب کو خصوصاً معدہ و انتڑیوں کی شدید تکلیف میں زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔

چوپڑا صاحب عام ترین قسم کی پیچش اور اسہال کے لیے ان میں سے پہلی ترکیب کو ترجیح دیتے ہیں۔ کیونکہ اس ترکیب کے ذریعے بیج انتڑیوں کے مادہ کے ساتھ پوری طرح مل جاتے ہیں۔ اور اسی طرح غشائے مخاطی (لعاب دار جھلی) کی تمام سطح کو ڈھک دینے کے قابل بن جاتے ہیں۔ اگر باہر ہی لعاب بننے دیا جائے تو یہ بیج چیپ دار گول تودے میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور یہ یکساں طور سے پھیلنے نہیں پاتے۔ بلکہ لوندا لوندا (ڈلا ڈلا) ہو کر آنت سے باہر نکل جاتے ہیں

اس کے علاوہ تجربات سے یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ بیج کے ساتھ چسپاں ہوئے لعاب پر رطوبات ہاضمہ کا نسبتاً بہت تھوڑا اثر ہوتا ہے۔ لیکن جب جو شاندہ بنایا جاتا ہے۔ اور لعاب الگ ہو جاتا ہے تو (بیجوں سے الگ کیا ہوا لعابی مادہ استعمال کرنے سے لعاب کا کچھ حصہ چوبیس گھنٹوں کے بعد رطوبات ہاضمہ سے غیر لعاب دار چیز میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ بیجوں میں تھوڑی تبدیلی آ جاتی ہے۔ اس سے مسلم بیج کے بہترین موثر ہونے کی تائید ہوتی ہے۔ جو شاندہ اور مسلم بیجوں سے الگ کیے ہوئے لعابی چھلکا (ست اسپغول) کا استعمال پیرو ٹوزہ ڈل ( ) یعنی پیرو ٹوزہ یا حیوانی جراثیم سے ہونے والی پیچش) اور بیلری ( ) یعنی بلیسی لس یا نباتی جراثیم سے ہونے والی پیچش) دونوں اقسام کی پیچش میں بہتر رہتا ہے۔

(انڈیجنس ڈرگز آف انڈیا)

دو ضروری باتیں

(۱) دیسی اطباء عموماً اسپغول کو نہایت غلط طریقہ سے استعمال کراتے ہیں۔ چنانچہ مریضوں کو اسپغول پھانک کر بعد میں شربت یا پانی پی لینے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ حالانکہ ایسا کرنے سے گلے اور تالو میں چپک جاتا ہے۔ اور بار بار شربت یا پانی کے گھونٹ پی پی کر اس کو گلے سے نیچے اتارنا پڑتا ہے۔ درست طریقہ تو یہ ہے کہ یہ پانی یا شربت میں بخوبی تر کر لیا جائے۔ اور پھر چمچ کے ساتھ کھا لیا جائے۔ اس طرح بغیر چپکے گلے سے اتر جاتا ہے۔

(۲) کہا جاتا ہے کہ اسپغول کو خستہ اندرونی طور پر زہر کی تاثیر رکھتا ہے۔ چنانچہ اسی خیال کے مدنظر یہ کوٹ کر استعمال نہیں کیا جاتا۔ حقیقتاً یہ بلا کسی دلیل کے صرف ایک بوسیدہ خیال ہے۔

تاثیرات و استعمالات دوائیہ

پرانی پیچش جراثیمی (کرانک بیسلری ڈی سینٹری) اور پرانی پیچش امیبی یا (کرانک امی بک ڈی سینٹری) میں اسپغول کے بیجوں کا استعمال مریض کو معقول آرام پہنچاتا ہے۔ یہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے کہ تخموں میں کوئی اجزائے موثرہ مشتمل نہیں ہیں کہ جو بیکٹیریا (جراثیم) یا پروٹوزوا (حیوانی جراثیم) پر کوئی قابل غور زہریلا اثر کرتے ہوں۔ ان میں قلیل مقدار میں ٹینینز پائے جاتے ہیں۔ لیکن ان کا اثر اس لحاظ سے یقیناً بہت معمولی ہے۔ دوا کا تمام فعل بالکل میکانکی (مشین کی طرح) ہوتا معلوم پڑتا ہے۔ آنتوں کی غشا مخاطی کی خراش شدہ اور متقرع (زخمی) سطح کو لعاب کے تر و چکنا کر دینے کے فعل سے تسکین حاصل ہوتی ہے۔ یہ لعاب سطح کو ڈھک لیتا ہے۔ اور اس طرح یہ اسے خوراکی مادہ کے ہضم ہونے سے ہونے والی خراشندہ پیداوار رطوبات معویہ اور گیسیں جو کہ ہر وقت آنتوں میں موجود رہتی ہیں اور ان حصوں میں خراش پیدا کرتی رہتی ہیں۔ اور زخموں کو مندمل ہونے سے روکتی ہیں ان سے اتصال ہونے سے روک لیتا ہے۔ ان حقائق کے نتائج زخموں کو مندمل ہونے کے قابل بناتے ہیں۔ اور غشا مخاطی کی سوزش کو فرو کر دیتے ہیں۔ مزید براں ٹاکسنز (یعنی بیکٹیریا کے جسم سے پیدا ہونے والے زہریلے مواد جو جسم میں خاص امراض کا باعث ہوتے ہیں۔) کہ جو زخمی سطح کے ذریعہ سرعت سے پھیل جاتے ہیں۔ لعاب کی تہہ ہو جانے سے پھیلنے رک جاتے ہیں۔ یہ لعاب کولائیڈل ( ) فطرت کا ہونے سے آنتوں سے ٹاکسنز کو جذب کر لیتا ہے اور اس طرح جسم میں سے ان کو خارج کرنے میں مدد دیتا ہے چونکہ یہ جیلی (فالودہ) نما مادہ معدہ و انتڑیوں کی رطوبت اور بیکٹیریا سے جلدی اثر پذیر نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے یہ بارہ گھنٹوں کے دقیقہ کے اندر ہی تقریباً تمام موجود ٹاکسنز کو ہمراہ لے کر پاخانہ کے ساتھ باہر نکل جاتا ہے۔ اس طرح مریض نہ صرف درد اور پیٹ کی دکھن یا بے آرامی سے نجات حاصل کرتا ہے۔ بلکہ ٹاکسنز کے جذب ہونے میں کمی ہو جانے ... عام حالت بھی بہتر ہونے لگتی ہے

مزمن پیچش امیبی میں جہاں ایمیٹین ( ) یا کرچی ایلکلائیڈ (کڑا سک کا جوہر موثرہ) کے مکمل کورسوں کا عمل ناکامیاب رہتا ہے۔ وہاں کرنل چوپڑا صاحب نے لکوئیڈ ایکسٹریکٹ آف کرچی۔ (خلاصہ کڑا سک سیال) اور اسپغول کے طویل عرصہ کورسوں کو کامیابی کے ساتھ آزمایا ہے۔ مریض کو دو ڈرام (۸ ماشہ) کی خوراک میں لکوئیڈ ایکسٹریکٹ آف کرچی دن میں تین یا چار مرتبہ دیا جاتا ہے۔ ساتھ ہی اسے دن میں دو مرتبہ اسپغول کے تخموں کے دو یا تین بھرے ہوئے متوسط درجہ کے چمچ (ڈیزرٹ سپون فل) دیے جاتے ہیں۔ یہ علاج چھ ہفتوں یا دو مہینوں کے لیے متواتر جاری رہتا ہے۔ اس سے نہ صرف علامات میں ہی معقول بہتری ہوتی ہے۔ بلکہ پاخانوں کے امتحان سے جرثوم پیچش یعنی اینٹا میبا ہسٹو لائی ٹیکا ( ) بھی غائب ہو جاتے ہیں۔

مزمن پیچش امیبی جس میں قبض بھی اہم علامات میں سے ہوتی ہے اسپغول کا لعاب براز کو جو بڑی آنت میں خشک ہو جاتا ہے۔ ڈھک دیتا ہے اور بڑی آنت میں بطور ربوری کینٹ (سطح عضو کو تر و چکنا کرنا) کا کام کر کے اس طرح اسے نکلنے کی سہولیات دیتا ہے۔ اس حالت میں اور مزید براں مزمن تشنجی قبض میں اس کے اثر کو تیز کرنے کے لیے نمکین مسہلات بھی قلیل مقداروں میں شامل کیے جا سکتے ہیں۔

پہاڑی دستوں (ہل ڈائریا) کی ابتدائی حالت میں اسپغول کے تخم خصوصاً فائدہ مند رہتے ہیں۔ لعاب کے ذریعے خراش شدہ غشائے مخاطی صرف تر و ملائم اور محفوظ ہی نہیں ہو جاتی۔ بلکہ خمیر اٹھنا بھی بند ہو جاتا ہے اور ٹٹیاں خشک صورت اختیار کر لیتی ہیں۔

بچوں کے دیرینہ اسہال میں بھی اس سے معقول فائدہ ہوتا ہے۔ چونکہ زیادہ تر یہ حالات بکٹیریا کے ٹاکسنز کی بدولت آنتوں میں پیدا ہوئی خراش کی وجہ سے ہوتے ہیں اور لعاب اسپغولی اس خراش کو دور کر دیتا ہے۔

پیرافین کے مختلف مرکبات بطور مزلق معوی استعمال کیے جاتے ہیں یہ پیچیدہ آنت کے مواد کے ہمراہ کافی آنت میں داخل ہو کر بڑی آنت کے مواد کو

ملائم رکھتے ہیں مزید براں یہ بڑی آنت کے ذریعہ (حرکات دودی کو بڑھاکر) براز کے باہر نکلنے کی رفتار کو تیز کر دیتے ہیں کہ جس کی وجہ سے بڑی آنت پر زیادہ بوجھ نہیں پڑنے پاتا۔ پیرافین ایک معدنی پیداوار ہونے سے جذب نہیں ہوتی اور پاخانوں سے تقریباً اس کی تمام مقدار نکالی جاسکتی ہے۔ اسپغول کے بیجوں کے لعاب کے متعلق جو کچھ کہا جاچکا ہے اس کے مطالعہ سے یہ عیاں ہے کہ جہاں تک اس کے مزلق ہونے اور دافع قبض ہونے کے افعال کا تعلق ہے۔ یہ نہبت کچھ اسی طرح سے کام کرتا ہے کہ جس طرح لیکوئڈ پیرافین کرتی ہے۔ مزید براں یہ کئی ان نقصانات سے بھی مبرا ہے کہ جو لیکوئڈ پیرافین میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اچھی طرح سے معلوم ہے کہ پیرافین کے بہترین مرکبات بھی مخرش اثرات پیدا کرنے سے خالی نہیں ہیں۔ اس کا طویل متواتر استعمال بڑی آنت کی کئی خبیث امراض کا سبب قرار دیا جاچکا ہے۔ اس کے استعمال کے جو عادی لوگ ہیں۔ ان کو عموماً مقعد کا ایگزیما (اناثی) ہو جاتا ہے اور پیرافین پینیز (یعنی پیرافین کے استعمال کی وجہ سے پیٹ میں ہونے والے درد) بھی اکثر ہوتی ہیں۔ یہ پیشتر ازیں بیان کیا جاچکا ہے کہ لیکوئڈ پیرافین کا طویل متواتر استعمال انتڑیوں میں ایک غیر نفوذ پذیر تہہ پیدا کرکے انتڑیوں سے مغذی (نیوٹری اینٹ۔ یعنی جسم کو غذا پہنچا کر اس کی پرورش کرنے والا) مادہ کے جذب ہونے کو روک دیتا ہے۔ اور اس کے طویل عرصہ کے استعمال کے بعد نقص تغذیہ (میل نیوٹریشن) (یعنی بدن کی غذا کے پہنچنے میں نقص واقع ہو جانا) کے بیمار ریکارڈ یعنی اندراج میں آچکے ہیں۔ اسپغول کے بیجوں کا لعاب ایک نباتی پیداوار ہے اور ان تمام نقصانات سے مبرا ہے۔ اس کے علاوہ بریں بہت زیادہ سستا ہے۔ اسپغول کے دو یا تین متوسط درجہ کے چمچ بھر کر رات کو سوتے وقت لینے سے لیکوئڈ پیرافین کی طرح ہی قبض کشا اثرات پیدا ہوتے ہیں۔

(انڈیجنیس ڈرگز آف انڈیا)

بیرونی :۔ تخم اسپغول کو کوٹ کر پانی کے ہمراہ گیلا کرنے سے نہایت ہی عمدہ مرخی (ڈایمونی اینٹ) پلٹس بن جاتی ہیں۔

اندرونی یہ۔ اسبغول مزلق اور خفیف قبض کشا ہے۔ اپنی حسامت کی بناوٹ
اگار۔ اگار ( ) کی مانند کام کرتا ہے۔ تخموں میں لعاب کی عظیم مقدار
ہونے سے یہ پانی کو جذب کرنے اور روکنے کا وصف رکھتے ہیں اور آنت میں پھول
کر مرخی نا قابل ہضم تودہ بنادیتے ہیں۔ پرانی قبض کے علاج میں یہ بطور بلک[۱] کے
تھا ٹنگ ( ) استعمال کیا جاتا ہے۔

دو سے تین چائے کی چمچ بھر مسفوف تخم تھوڑی سی چینی اور پانی کے ہمراہ رات کو سوتے وقت لیے جاتے ہیں۔ صبح کو بغیر کسی مروڑ کے ایک دو کھلے پاخانے ہو جاتے ہیں۔ جب پانی (۴۰ میں ۱) میں بھگویا جاتا ہے تو یہ ایک لعاب دار تودہ بنا دیتا ہے جو آنت کی غشائے مخاطی پر بطور حفاظتی پرت کے کام کرتا ہے۔ اور پرانی پیچش میں بطور خانگی دوا کے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ اکثر فی مقدار ۵ گرین تخم اندر جو مسفوف کے ہمراہ ہر دو یا تین گھنٹے بعد دیا جاتا ہے۔ اور اس میل سے اکثر پرانی پیچش میں حوصلہ افزا نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

(فارما کالوجی میٹریا میڈیکا اینڈ تھیرا پیوٹکس)

اسبغول بطور مزلق (ڈیمل سینٹ) اور مرض قبض کے علاج میں استعمال کیا جاتا ہے۔ تخم پرانی پیچش امیبی اور پرانی پیچش جراثیمی اور قنات غذائیہ (غذا کی نالی) کی سوزشی حالت کی وجہ سے پیدا ہوئے پرانے اسہالوں کے لیے بہت سود مند ہیں۔ بیجوں میں کثیر مقدار میں پائے جاتے والے لعاب کی وجہ سے دوا کا فعل مطلقاً مکانکی (مشین کی طرح) ہوتا ہے۔ اس لعاب پر کیمیائی خمیرات ہاضم کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بلکہ چھوٹی آنت سے بغیر کسی تغیر و تبدیل کے گزر جاتا ہے۔ آنتوں میں پائے جانے والے ٹاکسنز کو لعاب جذب کر لیتا ہے۔ کہ جس سے ان کا نظام جسمانی میں جذب ہونا رک جاتا ہے۔ یہ تخم آنتوں کی حرکت دودیہ کو مشین کی طرح محرک کر کے قبض کو تسکین دیتے ہیں۔ استعمال کرنے سے پیشتر تخموں کو ہمیشہ کئی گھنٹوں کے لیے پانی میں بھگو دینا چاہیے۔ نہیں تو یہ تخم قنات غذائیہ

---

[۱] وہ جلاب آور دوا جو آنت میں غیر جذب پذیر مادہ کے حجم کو بڑھا کر جلاب لائے

کی سوزشی حالت میں خراش پیدا کرنے کا موجب ہو سکتے ہیں کہ جس سے تشنج ہو سکتا ہے اور آرام ہونے کی بجائے قبض بڑھ جاتی ہے۔ چونکہ زیادہ تر تخم ناقابل ہضم ہوتے ہیں اس لیے آنتوں میں ان کا موجود رہنا ایک مکانکی رکاوٹ (راستہ کا رک جانا) کی بنا ہو سکتے ہیں۔ (دی انڈین فارمیسیوٹیکل کوڈیکس)

بھوسی اسپغول کا فعل اور استعمالات اسپغول کے مانند ہی ہیں۔ پانی سے بھرے ہوئے ایک پیالے میں تھوڑی سی چینی ملا کر اس کے ہمراہ اس کی ایک سے دو چائے کی چمچ دی جاتی ہیں۔ بہت سے دیسی معالجین اس کو سالم تخموں کی بہ نسبت ترجیح دیتے ہیں خصوصاً قنات غذائیہ کی شدید سوزشی حالتوں میں۔ تخموں کے غیر مشابہ بھوسی مکانکی رکاوٹ پیدا کرنے کا رجحان نہیں رکھتی اور مزمن قبض میں بے خوف و خطر استعمال کی جا سکتی ہے۔ (دی انڈین فارمیسیوٹیکل کوڈیکس)

دیگر استعمالات دوائی

(۱) ڈاکٹر ولیم ڈائی موک صاحب فارماکوگرافیا انڈیکا میں تحریر فرماتے ہیں۔

ہندوستان میں یہ ٹھنڈک اور چکناہٹ پہنچانے والا مانا جاتا ہے۔ اعضاء ہضم کے سوزشی اور صفراوی امراض میں کارآمد ہے۔ سرکہ، قند سیاہ اور روغن کنجد کے ساتھ کوٹے ہوئے اسپغول کی پلٹس بنا کر وجع المفاصلی اور نقرسی اورام پر لگایا کرتے ہیں۔ لعاب سے سر پر رکھنے کے لیے ایک طرح کا ٹھنڈک دینے والا سیال تیار کیا جاتا ہے۔ گرم پانی میں بھگو کر اور شکر ملا کر دو تین درہم (درہم کا مسلمہ وزن ساڑھے تین ماشہ ہے) کی خوراک میں پیچش اور سوزش امعاء میں استعمال کرنے سے بآسانی پاخانہ ہو جاتا ہے۔ کھانسی میں اس کا جوشاندہ استعمال ہوتا ہے۔ برشت اسپغول گرم اور قابض ہوتا ہے۔ اس لیے بچوں کے اسہال اور پیچش میں یہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس ملک کے لوگوں کا یقین ہے کہ سفوف کیا ہوا اسپغول فائدہ مند نہیں۔ اس لیے اسے ہمیشہ سالم ہی استعمال میں لاتے ہیں۔

فلیمنگ۔ ٹرننگ اور انیسلی وغیرہ تمام ہی معالجین پرانے اسہال کے علاج میں اسپغول کے فائدہ مند ہونے کو قبول کرتے ہیں۔ ٹرننگ صاحب اس کی پوری

مقدار خوراک اس طرح لکھتے ہیں۔ اڑھائی ڈرام اسپغول بشکر نصف ڈرام۔ "فارماکوپیا
آف انڈیا" میں اسپغول آفیشل (مستند) ہے اور اس میں اس کا جوشاندہ بنانے کی
ترکیب اس طرح لکھی ہے۔

۱۲۰ گرین (۸ ماشہ) اسپغول کو ۲۴ اونس (بارہ چھٹانک) پانی میں دس منٹ تک
جوش دے کر چھان لیں۔ یہ پورا بیس فلوئڈ اونس (دس چھٹانک) ہونا چاہیے
اگر کم ہو تو آب مقطر ملا کر پورا بیس اونس کر لیں۔ اس کی مقدار خوراک ۱/۲ سے ۲ فلوئڈ
اونس (سوا تولہ سے ایک چھٹانک) ہے۔

(۲) ڈاکٹر آر۔ این۔ کھوری صاحب۔ میٹریا میڈیکا آف انڈیا اور ریبر تھیراپیوٹکس
میں رقم طراز ہیں۔

اسپغول ٹھنڈا۔ چکنا اور پیشاب آور ہے۔ یہ معدہ و امعاء کے سوزشی اور دیگر
امراض مثلاً ورم معدہ۔ پیچش۔ سوزاک اور گردہ سے تعلق رکھنے والے امراض
میں استعمال ہوتا ہے۔ سرکہ کے ساتھ اسپغول اور کنجد (تل) کی بنائی ہوئی پلٹس
وجع مفاصلی اور نقرسی اورام پر استعمال ہوتی ہے۔ اسپغول نزلہ و کھانسی میں
بھی مفید ہے۔ برشت اسپغول شکر ملا کر بچوں کے پرانے اسہال میں استعمال
ہوتا ہے۔

(۳) ڈاکٹر نادکرنی صاحب۔ انڈین میٹریا میڈیکا میں لکھتے ہیں۔

اسپغول کے بیج ٹھنڈے ہیں۔ اور زیادہ تر پیچش۔ سوزاک اور امراض گردہ
میں استعمال ہوتے ہیں۔ خوراک نصف ڈرام سے دو ڈرام (دو ماشہ سے آٹھ ماشہ)
بشکل سفوف ہے۔ بعض اوقات شکر کے ساتھ ملا کر دیے جاتے ہیں۔ بہتر تو جوشاندہ
(اسپغول ایک حصہ۔ پانی چالیس حصہ) ہے۔ جو کہ ایک ٹھنڈا اور ملطف شربت
(پینے کی چیز) بن جاتا ہے۔ چائے کی چمچ بھر سالم تخموں کو پندرہ بیس منٹ پانی
میں بھگو رکھنے سے لعاب دار ہو جانے پر ان کی ڈاکٹر سی۔ ایچ۔ جوبرٹ صاحب
پرانی پیچش میں استعمال کرنے کی سفارش کرتے ہیں۔ تخم ملائم ناریلوں کے پانی کے
ہمراہ بھی دیے جاتے ہیں۔ ایک ڈرام (چار ماشہ) تخم مسفوف کو نصف نصف
ڈرام انیسوں اور شکر کے ساتھ ملا کر دینا پیچش کی ایک عمدہ دوا ہے۔ ایک ڈرام

تخم اسپغول اور ۵ گرین (۲½ رتی) اندر جو کا بنایا ہوا سفوف بھی اس مرض کی ایک بہت فائدہ مند دوا ہے۔ ایک ڈرام (چار ماشہ) تخم اسپغول۔ سفوف کو دس گرین (۵ رتی) پوٹاشیم نائٹریٹ (شورہ قلمی) اور پندرہ گرین (ایک ماشہ) کباب چینی کے سفوف کے ہمراہ دینا سوزاک کی ایک عمدہ دوا ہے۔ (برڈ وڈ) حال ہی میں تخموں کا مدارس میں امتحان کیا گیا ہے۔ یہ خیسانده کی ترکیب میں خاص قسم کے التہاب مجری بول (پیشاب کی نالی کی سوجن) کے مریضاں کو دے گئے اور معلوم ہوا کہ اس مرض میں ہونے والی جلن اور سوزش کو قابل قدر آرام ہوتا ہے (رپورٹ آف انڈیجنیس ڈرگز مدارس)

تخم اسپغول پانی میں بھگونے یا ابالنے سے اپنا لعاب پانی میں چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اسے لعاب دار بنا دیتے ہیں۔ اس کا جوشاندہ سوزاک پیچش سا سہال۔ ورم معدہ زخم معدہ۔ زخم بارہ انگشتی آنت اور گردہ و مثانہ کے کئی امراض مثلاً ورم مثانہ۔ وغیرہ اور بطور مزلق (تر و چکنا رکھتا) کھانسی۔ زکام اور دیگر عوارض حلقی خصوصاً بچوں کے لیے بہت ہی سود مند ہے۔ پیچش کے مریضوں کو ایک ایک تولہ تخم اسپغول اور مصری کو باہم اچھی طرح ملا کر دن میں دو سے چار مرتبہ تک دیتے ہیں۔ دو سے چار تولہ تک تخم اسپغول کو رات کے وقت پانی کے اندر بھگو رکھیں۔ دوسرے دن صبح کو اچھی طرح مل کر دو تولہ مصری ملائیں۔ جریان خون۔ جسم کا گرم رہنا اور آتشکی داغوں وغیرہ کے واسطے روزانہ ہر صبح کو پینے کے لیے یہ ایک عمدہ شربت ہے۔ ہندوستان میں طویل عرصہ تک رہنے والے یورپ کے لوگوں کے پرانے اسہال میں اڑھائی ڈرام (دس ماشہ) تخم اسپغول کو نصف ڈرام (دو ماشہ) مصری مسفوف کے ہمراہ ملا کر دینا ایک بہترین دوا ہے۔ یا ایک سے دو ڈرام (چار سے آٹھ ماشہ) تخم اسپغول پانی میں پندرہ سے بیس منٹ تک بھگو رکھیں۔ اور پھر تمام تخم استعمال کرا دیں۔ بہت سے بیج یا خانوں کے ساتھ پھولی ہوئی حالت میں خارج ہو جاتے ہیں۔ چونکہ انتڑیوں میں سے گزرتے ہوئے راستہ میں یہ بہت سا سیال جذب کر لیتے ہیں جس سے کہ یہ کافی مقدار میں نرم لعاب چھوڑتے ہیں۔ جو کہ انتڑیوں کے زخموں پر مندمل کرنے کا اثر رکھتا ہے۔ دوسری طرف اگر تخم اسپغول سالم انتڑیوں میں خراش پیدا کرنے کا باعث ہوں تو اراروٹ کا نجی کی طرح اس کی کانجی (مانڈی) بنائیں۔

جس میں بیجوں کا لعاب دار چھلکا ڈالا جاتا ہے جو عام طور پر وہ اسپغول کا چھلکا" کے نام سے مشہور ہے۔ اور چائے کی چمچ بھر کی مقدار میں اس قدر بار بار دی جاتی ہے کہ ناشتہ کرنے کے بڑے پیالہ جتنی مقدار پوری ہو جائے۔ چھلکا کی مقدار دو اونس (ایک چھٹانک) گرم پانی میں ایک چائے کی چمچ بھر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بیجوں کو معتدل درجہ کی حرارت پہنچانے سے تاکہ یہ خشک اور ہلکے بھورے رنگ کے ہو جائیں ان میں کچھ حد تک قبض اور مقوی اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ دوا یوروپین (یورپ کے رہنے والے) اور ہندوستانی بچوں کے طویل عرصہ کے دستوں کو بہت سی ادویہ کے ناکامیاب ہو جانے کے بعد بھی شفا بخشتی ہے (وارنگ) ذیل کا سفوف پیچش اور مزمن اسہال میں استعمال کیا جاتا ہے۔ بہت فائدہ مند ہے۔

تخم اسپغول، تخم ریحان، تخم موٹھ اور تخم بارتنگ۔ ہر ایک ایک ڈرام (چار ماشہ) لیں۔ تمام کو آگ پر گرم کریں۔ جب ٹھنڈے ہوں۔ سفوف بنا لیں۔ مقدار خوراک ایک سے دو اونس (نصف تا ایک چھٹانک) ہے۔ تھوڑی سی شکر میں ملا کر لیں۔

جوہر حکمت میں پیچش کے لیے ایک مرکب کی سفارش کی گئی ہے کہ جو اسپغول اور بہیدانہ کے ہم وزن لعاب میں دو چند مصری ملانے سے تیار ہوتا ہے۔ یہ دن میں کئی مرتبہ استعمال کرنا چاہیے۔ گردوں اور مثانہ کے اکثر امراض اور سوزاک وغیرہ میں جب درد ہوتا ہو۔ مقامی خراش ہو پیشاب جل کر آتا ہو یا پیشاب کرتے درد ہوتا ہو۔ اور بواسیر وغیرہ میں کوٹے ہوئے تخم اسپغول کا بھیگا ہوا جوشاندہ (تخم ۱ حصہ پانی ۸۰ حصہ) دو سے چار اونس کی مقدار میں دن میں تین چار دفعہ یا زیادہ مرتبہ بھی دیا جاتا ہے۔ یا یہ شربت کے طور پر بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کہ جو مصری کے ساتھ صرف واحد یہی ملا کر یا کھاری اور پیشاب آور ادویہ کے ہمراہ آمیز کر کے تیار کیا جاتا ہے۔ اسپغول ابیکاک ( ) کے ہمراہ ملا کر پیچش میں اور کباب چینی و شورہ قلمی کے ہمراہ ملا کر سوزاک میں استعمال کیا جاتا ہے ایک یا دو ڈرام تخم اسپغول کو ایک اونس پانی میں بھگو کر پھر چھان لیں۔ اس میں بادام روغن و شکر ملا کر ایک ہی خوراک میں پی لینے سے خفیف جلاب ہو جاتا ہے۔ اسپغول کو

پانی میں بھگو رکھنے سے یہ اپنے ملائم لعاب کو الگ کر دیتا ہے۔ اسے چھان کر اس میں دہی بیدانہ اور عرق گلاب ملا کر دیں۔ یہ سنکھیا کے زہر کی دوا ہے۔ وجع مفاصلی اور نقرسی امراض میں اورام وغیرہ اور جلد یا غشاء مخاطی (بلغمی جھلی) کے ذکی الحس ہونے کے لیے کوٹے ہوئے اسپغول کے تخموں کو پانی کے ہمراہ تر کرنے سے ایک عمدہ تسکین بخش اور مرخی پلٹس بن جاتی ہے اول الذکر کے لیے کوٹے ہوئے اسپغول کے بیجوں کی سرکہ اور روغن کنجد کے ہمراہ بنائی ہوئی پلٹس قابل ترجیح رہتی ہے۔ اسپغول کے تخموں کے لعاب سے تیز بخاروں میں سر پر رکھنے کا ٹھنڈا لوشن بنتا ہے۔



اشوک

مختلف نام:۔

سنسکرت میں اشوک، شوک ناشن۔ اپ شوک (مرض کو دور کر کے لوگوں کے شوک یعنی رنج کو دور کرنے والا) ہیم پشپ (لال پھول جو بعد میں سونے کے سے ـــــ نارنگی رنگ کے ہو جاتے ہیں۔) ورچتر (انوکھی خوشنمائی والا) کرنٹر پورک (جس کے پھولوں کو مستورات کرن پھول ـــــ کان کے ایک زیور کی طرح پہنتی ہیں) پنڈ پشپ (پھول گچھے میں لگتے ہیں)۔ تامر پلو۔ رکت پلو۔ (نئے پتے تانبے کے رنگ کے سے یا لال رنگ کے ہوتے ہیں) گندھ پشپ (خوشبو دار پھول) شونٹر پشپ، (لال پھول والا)۔ وشوک۔ گت شوک۔ ویت شوک (بے غم)۔ سبھگ (خیر خواہ خوبصورت درخت) مدھو پشپ (موسم بسنت میں کھلنے والا پھول) وغیرہ۔ ہندی۔ بنگالی۔ مرہٹی گجراتی میں اشوک۔ تیلگو میں اشوک مو۔ تامل میں اشوگم۔ اجوکم۔ انگریزی میں اشوک ٹری ( ) اور لاطینی میں سرا کا انڈیکا ( ) کہتے ہیں۔

تاریخ:۔

اشوک ہندوؤں کے متبرک درختوں میں سے ہے۔ جس کا ذکر رامائن میں بھی آتا ہے۔ چنانچہ جب راون ماتا سیتا جی کو اٹھا کر لے گیا تھا تو انہیں لنکا میں اشوک واٹکا (باغیچہ اشوک) کے اندر ہی رکھا گیا تھا۔ چرک اور سشرت میں بھی اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ غرضیکہ قدیم اہل ہند کو اس کا علم تھا۔ لیکن اہل ہند کے علاوہ یونانیوں اور عربوں وغیرہ کو اس کا علم نہ تھا۔ اس لیے طب یونانی وغیرہ کی کتابوں میں اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔

جب پہلے ڈاکٹری میں مستعمل نہ تھا تو بھی بنگال وغیرہ کے کئی ڈاکٹر اس کی زود اثری کی شہرت سے متاثر ہو کر اسے استعمال کرتے تھے لیکن اب جب کہ جدید

تحقیقات سے اس کے موثر ہونے کی تصدیق ہو گئی ہے تو لیکوئڈ ایکسٹریکٹ آف اشوک ڈاکٹروں کے ہاں عام استعمال ہوتا ہے۔ اشوک انڈین نیشنل فارماکوپیا میں داخل ہے۔

کلکتہ کے شہرہ آفاق ہومیوپیتھک ڈاکٹر ڈی۔ این۔ رائے ایم۔ ڈی جن کو دیسی جڑی بوٹیوں کے استعمال کا بہت شوق تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی میں اشوک کو تمام اقسام کے امراض رحم میں بکثرت استعمال کیا۔ اور ہمیشہ کامیابی حاصل کی۔ اب بھی بنگال میں... ہومیوپیتھک ڈاکٹر اسے بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں "ڈرگز آف ہندوستان"۔

جائے پیدائش :۔

یہ مشرقی بنگال (پاکستان) کی سڑکوں پر اور باغیچوں میں بکثرت پایا جاتا ہے اور یہی غالباً اس کا اصل وطن ہے۔ جنوبی ہند ارکان اور تناسرم میں بھی بکثرت ملتا ہے۔ اتر پردیش میں کماؤں کے نزدیک یہ دو ہزار فٹ کی بلندی پر ملتا ہے۔ اس کے پھول خوبصورت ہوتے ہیں۔ اس لیے لوگ عموماً باغوں کی زینت کے لیے اسے لگاتے ہیں۔

نباتی توضیح :۔

یہ ایک خوب پھیلا ہوا سیدھا بہت سی شاخوں والا عمدہ سایہ دار اور سدا بہار درخت ہے۔ عموماً دس پندرہ فٹ تک اونچا ہوتا ہے۔ تنے کی چھال باہر سے مٹیالی اور ہموار ہوتی ہے۔ لیکن اندرونی طرف سے سرخ رنگ کی ہوتی ہے۔ چھال کا جوشاندہ خوبصورت سرخ رنگ کا تیار ہوتا ہے۔ لکڑی قدرے سرخی مائل بھورے رنگ کی ہوتی ہے۔ پتلی پتلی ٹہنیوں پر پتوں کے ۳ سے ۶ جوڑے رہتے ہیں۔ پتے مقابل لگتے ہیں۔ یہ عموماً نو دس انچ لمبے۔ ڈیڑھ سے دو انچ چوڑے سرے اور پینیدے پر نوک دار ہوتے ہیں۔ یہ آم کے پتوں کے مشابہ ہوتے ہیں۔ نئے پتے ملائم اور تامر (تانبے) کے رنگ کی مانند کے خوبصورت لال رنگ کے دکھائی پڑتے ہیں۔ اسی لیے سنسکرت میں انہیں تامر پلو (تانبے کے رنگ جیسے پتوں والا) اور رکت پلو (لال رنگ کے پتوں والا) کہا ہے۔ پتے بڑے ہو کر ہرے رنگ

کے ہو جاتے ہیں۔

موسم بسنت (ماہ مارچ و اپریل) میں اس پر پھول آتے ہیں۔ پھول گھنے، گچھوں میں لگتے ہیں۔ پھول پہلے نارنگی رنگ یعنی زردی مائل سرخی رنگ کے ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بتدریج گہرے سرخ رنگ کے ہوتے جاتے ہیں۔ جب اس پر پھول آتے ہیں تو درخت نہایت ہی خوبصورت نظر آتا ہے۔ چنانچہ ولیم جونس نے لکھا ہے۔ "نباتی دنیا میں پورے کھلے ہوئے درخت اشوک کے مشابہ شاید ہی کوئی دوسرا درخت خوبصورت دکھائی دیتا ہو۔ میں نے اس تعریف کے لائق کوئی دوسرا درخت نہیں دیکھا۔"

اس میں چار سے دس انچ تک لمبی اور ڈیڑھ دو انچ تک چوڑی چپٹی پھلیاں لگتی ہیں۔ جو دونوں سروں پر کچھ کچھ ٹیڑھی ہوتی ہیں۔ ہر پھلی میں چار سے آٹھ تک بڑے بڑے بیج رہتے ہیں۔ بیج ایک سے ڈیڑھ انچ تک لمبے اور کچھ چپٹے ہوتے ہیں۔

یہ ہے وہ اصلی اشوک کہ جس کی نباتی ماہیت بوضاحت پیش خدمت کر دی گئی ہے لیکن مطلع رہے کہ اشوک کی قسم کا ایک دیگر درخت بھی پایا جاتا ہے۔ اگرچہ حقیقی اشوک اور اس میں در اصل کوئی نسبت نہیں ہے۔ لیکن تاہم چونکہ دونوں درخت اشوک کے نام سے ہی مشہور عام ہیں۔ اس لیے نام کے مغالطہ میں پڑ کر اصلی اشوک کی بجائے یہ بھی استعمال کر لیا جاتا ہے۔ لیکن واضح رہے کہ اس میں اشوک کے اوصاف قطعاً معدوم ہیں۔ اس لیے اشوک کی چھال کے دستیاب کرتے وقت محتاط رہنا نہایت لازم و ملزوم ہے۔ ورنہ اس دیگر قسم کے اشوک کی چھال کے استعمال سے مطلقاً مطلوبہ فوائد کی امید نہ رکھیں۔ ناظرین کی واقفیت میں اضافہ کے پیش نظر اس کی شناخت وغیرہ کے متعلق بھی ضروری واقفیت مفصلاً بیان کر دی جاتی ہے۔ تاکہ آپ کو ہر دو کی پہچان میں کبھی دھوکہ نہ کھانا پڑے۔

اس دیگر قسم کے اشوک کے درخت کا لاطینی نام گوالٹیریا لانگی فولیا۔

) اور یا پالی الیتھیا لانگی فولیا۔ - -

) ہے۔

اس نقلی اشوک کا ہی گجراتی نام آسوپالو ہے۔ اصلی اشوک کو آسوپالو نام دینا غلط ہے چنانچہ اس مغالطہ کی وجہ سے کئی لوگ اشوک کی چھال کی بجائے آسوپالو کی چھال کام میں لاتے ہیں۔

کئی لوگ آسوپالو (نقلی اشوک) کو دیودار بھی کہتے ہیں۔ یہ قطعاً مغالطہ آمیز بات ہے۔ آسوپالو اور دیودار میں دراصل کوئی نسبت نہیں ہے۔

جائے پیدائش:۔

یہ ہندوستان کے تقریباً ہر ایک حصہ میں پایا جاتا ہے۔ تجخور دکن۔ اور بمبئی میں ملتا ہے۔ اتر پردیش اور دہلی میں عام پایا جاتا ہے۔ لنکا میں بھی ہوتا ہے۔ لاہور (پاکستان) کے لارنس گارڈن (جناح باغ) وغیرہ میں اس کے درخت دیکھنے میں آئے ہیں۔ اسے باغوں اور ریگ ڈنڈیوں کے کنارے لگاتے ہیں تیوہاروں اور شادی وغیرہ سنسکاروں میں اس کی ڈالیاں، دروازوں پر سجاوٹ کے لیے لگائی جاتی ہیں۔

نباتی توضیح:۔

یہ ایک وسیع درخت ہے جو کہ بہت خوبصورت درخت ہے۔ اور ہرا بھرا ہوتا ہے۔ اس کی لکڑی زردی مائل سفید اور قدرے نرم ہوتی ہے پتلی پتلی ٹہنیوں پر متبادل پتے آتے ہیں۔ پتے ۶ سے ۹ انچ تک لمبے۔ قدرے بیضوی اور برچھی نما ہوتے ہیں۔ پتوں کے کنارے لہردار ہوتے ہیں۔ اور آم کے پتوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ موسم بسنت میں اس کا درخت پھلتا پھولتا ہے۔ پھول سفید زرد رنگ کے یا سبزی مائل زرد رنگ کے آتے ہیں۔ اور ہر پھول میں پانچ کلیاں ہوتی ہیں۔ ہر کلی نصف انچ لمبی اور نوک دار ہوتی ہے۔ اسے چھوٹے چھوٹے گول پھل آتے ہیں۔ یہ خام حالت میں نیلے رنگ کے ہوتے ہیں۔ لیکن پکنے پر لال ہو جاتے ہیں۔ یہ پھل کھانے کے کام نہیں آتے۔

یادداشت:۔ اس درخت کی چھال کا رنگ زردی مائل سفید ہوتا ہے۔ لیکن اصلی اشوک کی چھال کا رنگ سرخی مائل بھورا ہوتا ہے۔ دیگر اگر اشوک کی چھال کا جوشاندہ تیار کیا جائے تو وہ گہرے سرخ رنگ کا تیار ہوتا ہے۔ لیکن اس کا جوشاندہ قطعاً سرخ

نہیں ہوتا۔ اس طرح ہر دو کی چھال میں کافی فرق ہے۔ اس لیے صرف ناواقف کار آدمی ہی مغالطہ میں پڑتا ہے۔ لیکن آج کل اشوک کی چھال کے متعلق جو ایک دیگر گڑبڑ کی جا رہی ہے۔ اس سے کافی سمجھدار لوگ بھی دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ چنانچہ کئی کلجگی ادویہ فروش اصلی اشوک کی چھال کی بجائے کچنار کی چھال دے دیتے ہیں۔ چونکہ ہر دو چھالوں کا جوشاندہ تقریباً ایک جیسا ہی گہرے سرخ رنگ کا تیار ہوتا ہے۔ اس لیے مغالطہ میں پڑ جانا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ غرضیکہ اس امر کے متعلق ضرور محتاط رہیں۔

نباتی فیصلہ:۔

چونکہ اشوک کو پھلی آتی ہے۔ اس لیے نباتی حیثیت سے یہ دال والی اجناس میں سے ہے۔ چنانچہ اسے فیصلہ تقلیہ یعنی نیچرل آرڈر لیگومی نوسیا ( ) میں شمار کرتے ہیں۔

کیمیائی تجزیہ:۔

اس کی چھال کا کیمیائی امتحان ابھی تک قابل اطمینان طور پر نہیں ہو پایا ہے سایبٹ ( ) صاحب نے ۱۸۸۷ء میں بیان کیا تھا۔ کہ چھال میں ہیمیٹا کسی لین ( ) یعنی جریان خون کو بند کرنے والا جزو پایا جاتا ہے ہوپر صاحب ( ) نے فارماکوپیا انڈیکا میں تحریر فرمایا ہے کہ اس میں ٹے نین ( ) یعنی قابض مادہ کی خاص مقدار موجود ہے۔ اسکول آف ٹراپیکل میڈیسن کے شعبہ کیمسٹری (کیمیائی) میں خشک چھال کے سفوف کے مختلف محللات سے تیار کیے گئے۔ خلاصوں سے ذیل کے نتائج برآمد ہوئے۔

پیٹرولیم ایتھر سے تیار شدہ خلاصہ ۳.۰۷ء فیصدی۔ ایتھر سے تیار شدہ خلاصہ ۲.۳۵ء فیصدی اور ایبسولیوٹ الکحل سے تیار شدہ خلاصہ ۱۴.۲ فیصدی۔

الکحل سے تیار شدہ خلاصہ جو کہ گرم پانی میں بہت کچھ تحلیل پذیر تھا۔ اس میں ٹے نین کی مقدار اچھی خاصی موجود پائی گئی۔ اور غالباً ایک اور نامیاتی مادہ بھی تھا۔ جس میں لوہا موجود تھا۔ ایلکلائڈ یعنی کھاری جوہر موثرہ کی خصلت کے کوئی اجزائے

موثرہ فراری روغن وغیرہ موجود نہیں پائے گئے۔ مزید تحقیقات کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ (انڈین جنیس ڈرگز آف انڈیا)

شری ڈاکٹر کارتک چندر بوس تحریر فرماتے ہیں۔

چھال میں ٹے نین یعنی قابض مادہ موجود ہے۔ اور ایک دوسری چیز بھی ہے جسے انگریزی میں کیٹا چین ( ) کہتے ہیں۔ اس میں گلیو کو سائڈ کی طرح کا کوئی مادہ پایا جاتا ہے۔ لیکن کوئی ایلکلائڈ موجود نہیں۔

(فارماکو پیا انڈیکا)

حصص مستعملہ:۔ چھال۔ پھول اور تخم۔ زیادہ تر چھال ہی دواءً مستعمل ہے۔

افعال وخواص

اشوک سرد۔ تلخ۔ قابض۔ رنگ کو نکھارنے والا اور کسیلا ہے۔ شوش (سوکھتے جانا) اپچی (بہنے والی خنازیر) پیاس۔ جلن۔ کرمہائے شکم۔ سوجن۔ زہر اور فساد خون کو دور کرتا ہے۔ (بھاوپرکاش نگھنٹو)

اشوک شیریں۔ مقوی دل اور خوشبو دار ہے۔ سرد ہے۔ استعمال کرنے سے یہ بواسیر۔ کرمہائے شکم۔ اپچی (بہنے والی خنازیر) اور تمام اقسام کے زخموں کو دور کرتا ہے۔ (دھنونتری نگھنٹو)

اشوک ٹھنڈا اور مقوی دل ہے۔ صفرا۔ جلن اور تھکن کو دور کرتا ہے۔ باد گولا۔ درد شکم۔ نفخ اور کرمہائے شکم کو نافع ہے۔ خون کو روکتا ہے۔

(راج نگھنٹو)

اشوک کی چھال کثرت حیض کو دور کرتی ہے۔ (شوڈھل)

نفع خاص:۔

کثرت حیض استحاضہ اور سیلان الرحم میں نہایت مفید و موثر ہے۔

مقدار خوراک:۔ چھال ایک سے دو تولہ۔ تخم ایک عدد۔

آیورویدک استعمالات

اشوک کی چھال کا دودھ میں جوشاندہ بنا کر ٹھنڈا کر کے حسب طاقت پلانے سے بہت قوی کثرت حیض بھی دور ہو جاتا ہے۔ (چکرودت)

بقدر نصف چھٹانک اشوک کی چھال کو جوکوب کر کے نصف پاؤ دودھ اور ڈیڑھ پاؤ پانی کے ہمراہ جوشائیں۔ جب صرف دودھ باقی رہ جائے تو اسے آگ پر سے اتار کر چھان لیں۔ اور ٹھنڈا کر کے اس میں حسب ضرورت مقدار میں مصری آمیز کر کے دن میں دو تین مرتبہ پلائیں۔

تخم اشوک کو پانی میں پیس کر پلانا موترا گھات (تقطیر البول) اور پتھری کو دافع ہے۔ (چکرودت)

یادداشت

آج کل اشوک عموماً جریان الرحم اور سیلان الرحم میں بکثرت مستعمل ہے۔ لیکن واضح رہے کہ قدیم کتب میں اس غرض کے لیے اس کے استعمال کا کوئی تذکرہ نہیں پایا جاتا۔ چنانچہ چرک کے چکتسا ستھان (علم العلاج) کے تیسویں ادھیائے (باب) اور سشرت شریر ستھان (باب التشریح) کے دوسرے ادھیائے (باب) میں پردر (جریان الرحم اور سیلان الرحم) کا علاج لکھا ہے۔ لیکن اشوک کا وہاں نام تک بھی نہیں لکھا ہے۔ دیگر کسی قدیمی آیورویدک نگھنٹو میں بھی یہ قطعاً دافع پردر قرار نہیں دیا گیا۔ راج نگھنٹو میں یہ صرف حابس خون قرار دیا گیا ہے۔

چرک کے سوتر ستھان کے چوتھے ادھیائے میں جو ویدنا ستھاپن (درد کو تسکین دینے والی) ادویہ تحریر کی گئی ہیں۔ ان میں اشوک ضرور شمار کیا گیا ہے۔ لیکن ویدبدلت حیض وغیرہ میں درد کے تسکین کے لیے اشوک کو استعمال میں نہیں لاتے۔ بلکہ کثرت حیض میں خون رو کنے کی غرض سے ہی اسے کام میں لاتے ہیں۔ سشرت میں وات ویادھی (مرض وات) میں استعمال کیے گئے کلیا نٹر لونڑ کے اجزاء میں اشوک درج ہے۔ قصہ کوتاہ قدیمی آیورویدک کتب میں بطور دافع پردر اس کا کہیں

تذکرہ نہیں ملتا۔

تمام آیور ویدک کتب کے بغور مطالعہ کے بعد یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ پرور کے لیے سب سے پہلے ورند کی تصنیف کردہ کتاب سدھ یوگ، میں اس کا تذکرہ آیا ہے۔ بعد ازاں، سارنگو مدی۔ بنگ سین اور بھیشج رتناولی، میں اشوک گھرت، کا بیان آتا ہے کہ جو دافع پردر ہے۔ بھیشج رتناولی میں اشوک ارشٹ، کا بھی ذکر ہے۔ جو اس وقت پرور کے لیے نہایت مفید ومجرب دوا تسلیم کی جاچکی ہے۔

بہر حال جو بھی صورت حال ہو۔ آیور ویدک معالجین اور کئی ایلوپیتھک ڈاکٹر صاحبان نہایت طویل عرصہ سے اشوک کو سیلان الرحم۔ کثرت حیض اور رحم کی دیگر خرابیوں کے لیے استعمال میں لارہے ہیں۔ اور وہ اسے نہایت کامیاب اور پر اثر قرار دیتے ہیں۔ بازار میں پوست اشوک سے تیار ہونے والے کئی مرکبات مثلاً اشوک ارشٹ، اشوک گھرت، اور اشوک کارڈیل وغیرہ بکثرت عام دستیاب ہوتے ہیں۔ اور نسوانی امراض کے دفعیہ کی خاطر ان مرکبات کی ہر وقت مستقل مانگ رہتی ہے صرف یہ صورت حال ہی اشوک کے مفید ہونے کی تصدیق کے لیے کافی سے زیادہ ہے۔ غرضیکہ سیلان الرحم۔ خون آمیز سیلان الرحم اور کثرت حیض کے لیے معالجین نے اسے اتفاق رائے سے حکمی دوا تسلیم کیا ہے۔

اشوک کی تاثیرات و استعمالات

اشوک کی چھال دیسی طب میں بطور قابض اور مسکن رحم بکثرت استعمال کی جاتی ہے یہ بھی قیاس کیا جاتا ہے۔ کہ یہ باطن رحم (رحم کی اندرونی جھلی) اور خصیہ رحم پر کچھ محرک اثر کرتی ہے۔

اشوک رحم کو تحریک دیتا ہے۔ اور رحم میں متواتر اور کافی وقت تک سکڑاؤ پیدا کرتا ہے۔ لیکن ارگٹ یا پچوٹیٹری کی طرح قوی سکڑاؤ پیدا نہیں کرتا۔ اس لیے یہ رحم سے خون آنے کے ان تمام مریضان میں سود مند ثابت ہوتا ہے۔ جہاں ارگٹ تجویز کیا جاتا ہے۔ یعنی کثرت حیض استحاضہ اور جریان خون بعد از ولادت وغیرہ۔ اس کے اثرات اغلباً نظام اعصاب ترکیبیہ کے ذریعہ پیدا ہوتے ہیں۔ چھال سے تیار کردہ لیکومنڈ

ایکسٹریکیٹ میں رحم کو سست کرنے والا ایک جزو پایا جاتا ہے۔ اس لیے یہ عسرالطمث (حیض کا تکلیف سے آنا) میں بھی قابل قدر رہتا ہے۔

(فارماکالوجی میٹریا میڈیکا اینڈ تھیراپیوٹکس)

اشوک زیادہ تر بطور قابض اور مسکن رحم استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ بھی قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ التہاب باطن رحم (رحم کی اندرونی جھلی کی سوزش) اور خصیۃ الرحم پر کچھ محرک اثر رکھتا ہے اور کثرت حیض میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ محرک رحم ہے۔ ارگٹ یا پچوٹری کی مانند قوی سکڑاؤ پیدا نہ کر کے متواتر اور طویل سکڑاؤ پیدا کرتا ہے۔ یہ رحم کے جریان خون کی ان تمام حالتوں میں مفید ثابت ہوتا ہے جہاں ارگٹ تجویز کیا جاتا ہے۔ مثلاً کثرت حیض، استحاضہ اور جریان خون بعد از ولادت۔

(دی انڈین فارمیسیوٹیکل کوڈیکس)

دیگر استعمالات

(۱) آر۔ این کھوری صاحب، میٹریا میڈیکا آف انڈیا میں تحریر فرماتے ہیں۔

اشوک قابض ہے۔ جوشاندہ بمعہ چند معطر ادویہ کے امراض رحم خصوصاً کثرت حیض میں دیا جاتا ہے۔

(۲) ڈاکٹر وارنگ صاحب نے اشوک کی چھال بواسیر میں بہت مفید بتلائی ہے خصوصاً جب کہ مسے بار بار نمودار ہوتے ہوں۔ ملاحظہ ہو برٹش میڈیکل جرنل، اور انڈین میڈیکل جرنل ۱۸۸۵ء صفحہ ۲۶۰۔

(۳) کے۔ایم۔ نادکرنی صاحب، انڈین میٹریا میڈیکا میں رقمطراز ہیں۔

چھال قوی، قابض اور مسکن رحم ہے۔ رحم کے عضلاتی ریشوں پر اس کا براہ راست اثر ہوتا ہے۔ رحم کے باطنی طبق اور مبیض کے منسوجات پر اس کا محرک اثر ہوتا ہے۔ یہ امراض رحم بالخصوص ورم رحم کی وجہ سے ہونے والے کثرت طمث میں بہت مفید ہے چھال کا دودھ میں تیار کیا ہوا جوشاندہ عموماً تجویز کیا جاتا ہے۔ یہ دس تولہ چھال کو دس تولہ دودھ اور نصف سیر پانی میں آنا ابالنے سے تیار کیا جاتا ہے کہ پانی اڑ جاتا ہے۔ یہ دو یا تین خوراکوں میں تقسیم کر کے حیض کی روانگی کے دنوں میں دیا جاتا

ہے۔ (چکردت) ماہواری خون کے جاری ہونے کے چوتھے دن سے یہ ضرور شروع کر دینا چاہیے۔ اور خون کے بند ہونے تک جاری رکھنا چاہیے۔ اشوک گھرت چھال کے جوشاندہ اور صاف کیے ہوئے مکھن کو چند معطر ادویہ کی لگدی کے ہمراہ ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ چھال کا پانی میں تیار کیا ہوا جوشاندہ ڈائیلیوٹ (پانی ملا کر ہلکا کیا ہوا) سلفیورک ایسڈ (تیزاب گندھک) کے ساتھ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ چھال اندرونی خونی بواسیر اور خونی پیچش کے لیے بھی مفید ہے۔ ابھی حال میں ہی چھال کے لیکوئڈ ایکسٹریکٹ (خلاصہ سیال) کی کثرت حیض کے مریضوں پر آزمائش کی گئی۔ اور یہ معقول مفید پایا گیا۔ (انڈیجینس ڈرگز رپورٹ مدارس) پھولوں کو پیس کر پانی میں ملا لیں خونی پیچش میں مفید ہے۔ خلاصہ سیال کی مقدار خوراک ۱۵ سے ۶۰ بوندیں ہے۔

(۴) کرنل آر۔ این۔ چوپڑہ صاحب۔ انڈی جینس ڈرگز آف انڈیا میں تحریر فرماتے ہیں :۔

چھال سے جدا کیے ہوئے مختلف اجزاء کی علیحدہ کردہ رحم اور قدرتی حالت میں قائم رحم پر آزمائش کی گئی۔ لیکن کوئی نمایاں اثر نہ ہوا۔ دوا میں کوئی نمایاں تاثیرات دوائیہ نہیں ہیں۔ اگرچہ بستروں پر درازتہ بہت سے مریضوں کا معائنہ کرنے والے معالجین کثرت حیض اور دیگر رحمی فتورات میں اس کے فائدہ مند ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔

نوٹ :۔ چوپڑہ صاحب کی مذکورہ بالا رائے کے بموجب اشوک کے کثرت حیض وغیرہ میں مفید ہونے کے متعلق اگرچہ کوئی قطعی رائے قائم نہیں کی جاسکتی لیکن کم از کم گمان ضرور رہ جاتا ہے۔ تاہم بعدازاں اس کے بارے میں جو تجربات عمل میں لائے گئے ہیں۔ ان سے قطعاً واضح ہو گیا ہے کہ یہ کثرت حیض و دیگر امراض رحم کے لیے نہایت مفید و نافع ہے۔ چنانچہ انہی تجربات کی بنا پر یہ انڈین نیشنل فارماکوپیا میں داخل کر لیا گیا ہے۔ جو اس کے مفید و مستند ہونے کی زبردست سند ہے۔

آیورویدک مرکبات

طب آیوروید میں اس کے دو مرکبات یعنی اشوک ارشٹ اور اشوک گھرت، نہایت مشہور عام ہیں۔ اور اپنے فوائد میں واقعی لاثانی ہیں۔ ہر دو مرکبات کے متعلق ہر قسم کی مکمل واقفیت حاصل کرنے کے لیے آیورویدک فارماکوپیا ملاحظہ فرمائیں۔

جدید مرکب

انڈین نیشنل فارماکوپیا میں اشوک کا صرف ایک ہی مرکب ایکسٹریکٹم اشوک لیکوئیڈم ( ) درج کیا گیا ہے۔

اس کی مقدار خوراک ۶۰ سے ۱۲۰ بوند تک ہے۔



اُلٹ کمبل

مختلف نام:۔

سنسکرت میں پی وری۔ پشاچ کارپاس۔ ہندی، مرہٹی اور بنگالی میں اُلٹ کمبل۔ گجراتی میں اولک تمبول لاطینی میں ایبروما آگستا ( )
اور انگریزی میں ڈے ولز کاٹن ( ) کہتے ہیں۔

تاریخ:۔

حقیقتاً کسی بھی قدیم آیورویدک و یونانی کتاب میں اس کا ذکر نہیں ملتا ہے۔ غرضیکہ قدیم آیورویدک و یونانی علماء اس جڑی سے بالکل نا آشنا تھے۔ قدیم طبی کتب کا تو کہنا ہی کیا۔ جدید طبی کتب میں بھی اس کا تذکرہ نہیں ملتا۔ کئی ویدوں نے اسے قدیم جڑی ثابت کرنے کے لیے اس کا سنسکرت نام بھی قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ لیکن یہ سب ڈھینگ مشتی ہے۔ اکثر کئی ویدوں کے دماغ میں یہ خبط سوار ہے کہ قدیم آیورویدک کتب میں تمام جڑیوں کا ذکر ہے۔ اس لیے وہ ہر نئی دریافت شدہ جڑی کو قدیم جڑی ثابت کرنے کی ناحق کوشش کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ یہ اسی مذموم روش کا نتیجہ ہے۔ کہ کئی ویداس کا سنسکرت نام "کرتی کار" قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ املتاس کا نام ہے کسی کسی نے اس کا "بھاردواجی" نام لکھا ہے۔ حالانکہ یہ ارینہ کارپاس (جنگلی کپاس) کا نام ہے۔ اتی بلا (کنگھی) اور مہابلا کا بھی بھاردواجی نام ہے۔ کسی کسی نے من مانی طور پر اس کا "درم ادتپل" نام قرار دیا ہے۔ غرضیکہ مختلف اصحاب نے خود اختیاری طور پر اس کے کئی مختلف سنسکرت نام قرار دیے ہیں۔ لیکن صرف بمصداق۔

؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں۔۔۔
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

البتہ ویدک شبد سندھو (یہ اک سنسکرت لغات ہے) کے مصنف نے

ں مادھو کے حوالہ سے "پی وری" نام سے اس کا ضرور ذکر کیا ہے اور اس نے اس کے اوصاف بھی بیان کیے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"پی وری امراض اندام نہانی کو نیست و نابود کرتی ہے۔ امراض حیض کو مٹاتی ہے پر درد اور بواسیر کو دور کرتی ہے"۔

یہ اوصاف الٹ کمبل کے اوصاف سے بالکل مطابقت کھاتے ہیں۔ جس سے یہ صاف عیاں ہوتا ہے کہ رس مادھو نے الٹ کمبل کا ہی "پی وری" نام قرار دیا ہے۔ لیکن رس مادھو کے علاوہ یہ نام کسی بھی دیگر آیورویدک کتاب میں الٹ کمبل کے لیے استعمال میں نہیں آیا ہے اور نہ ہی کسی دیگر سنسکرت لغات میں اس کا تذکرہ ملتا ہے راج نگھنٹو میں اسگندھ کے لیے پی وری نام ضرور آیا ہے۔

اس کے انگریزی نام ڈے ولز کاٹن (بھوتوں پریتیوں کی کپاس) کی بنا پر اس کا جدید سنسکرت نام پشاچ کارپاس (بھوتوں پریتیوں کی کپاس) قرار دیا گیا ہے۔

اگرچہ اس کا آیورویدک کتب میں کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ لیکن تاہم بنگال میں بہت قدیم عرصہ سے یہ دوا مستعمل ہے۔ چنانچہ بنگال کی بوڑھی عورتوں کے ہاں قلت حیض اور بانجھ پن کی شفایابی کے لیے یہ مدت سے مستعمل ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے۔ کہ چند سال پیشتر تک اس کا استعمال زیادہ تر بنگال کی ان چند بوڑھی عورتوں تک ہی محدود تھا۔ لیکن اب یہ دوا خاص ناموری کی وجہ سے عام مستعمل ہے۔

بہر حال طویل عرصہ سے یہ جڑی استعمال میں لائی جا رہی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر فائرس کے

پلانٹس آف انڈیا ( )

صفحہ ۲۶۷ پر لکھا ہے کہ یہ بیش قیمت ریشوں کے پیدا کرنے والے درخت کے طور پر قدیم عرصہ سے معلوم ہے۔ اس کے طبی اوصاف کی کھوج سب سے پہلے

سنہ ۱۸۰۱ء میں ڈاکٹر راکس برگ ( ) نے کی اور انہوں نے

اسے حیض سے ہونے والی تکلیف کے لیے مفید بتلایا۔ سنہ ۱۸۷۲ء کے انڈین میڈیکل گزٹ، میں مسٹر بھوبن موہن سرکار کلکتہ نے الٹ کمبل کی جڑ کو بطور مدر حیض استعمال کرنے کی طرف توجہ باعث کرائی اور تازہ لیس دار رس کو ۳۰ گرین (دو ماشہ) کی

مقدار میں عسر طمث (حیض کا تکلیف سے آنا) میں استعمال کرنے کی سفارش کی۔ ۱۸۷۳ء
میں ڈاکٹر تھارنٹن (   ) نے امریکن میڈیکل سائنس" میں اس کی
تازہ جڑ کی بہت تعریف کی ہے اور اس کے فوائد کو قلم بند کیا ہے۔ ڈاکٹر کرٹن
(   ) نے الٹ کمبل کی لپیٹی ہوئی تازہ جڑ کی چھال کو ایک ڈرام (چار ماشہ)
کی خوراک میں ٹھنڈے پانی کے ہمراہ استعمال کرنے کی سفارش کی ہے۔ ڈاکٹر سر جارج
واٹ نے "ڈکشنری آف دی اکنامک پراڈکٹس آف انڈیا" نامی اپنی مشہور کتاب
میں الٹ کمبل کے اوصاف کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ اس میں حیض لانے کا وصف
خاص طور پر ہے۔ چنانچہ انہوں نے الٹ کمبل کے مذکورہ صدر وصف کے متعلق تیرہ
معالجین کی رائیں قلم بند کی ہیں۔ جن میں سے آٹھ نے اس رائے کے حق میں اپنے
خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ ڈاکٹر ولیم ڈائی موک صاحب نے بھی "فارما کو گرافیا
انڈیکا" میں اس کے تجربات کا ذکر کیا ہے۔ غرضیکہ اس طرح وقتاً فوقتاً اس کے متعلق اکثر
تجربات ہوتے رہتے ہیں۔ اب کرنل چوپڑا۔ ڈاکٹر کے سی بوس۔ این کے۔ بھٹا
چاریہ وغیرہ نے بھی اس کے متعلق کافی تحقیقات کی ہے۔ یہ جڑی اب ڈیدوں اور
ڈاکٹروں کے ہاں بکثرت مستعمل ہے۔ اگرچہ حکماء صاحبان میں ناواقفیت کی وجہ سے
یہ جڑی ابھی ناموری حاصل نہیں کر سکی۔

اگرچہ قدیم ہومیوپیتھک کتب میں اس جڑی کا قطعاً کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ لیکن حال ہی
ہی جناب ڈاکٹر ایس۔ سی۔ گھوش صاحب کلکتہ نے جن چند نئی جڑی بوٹیوں کے متعلق
ہومیوپیتھک دستور کے بموجب تحقیقات کی ہے۔ ان میں الٹ کمبل بھی شامل ہے۔
ان کے تجربات میں یہ جڑی چند امراض کے لیے نہایت موثر ثابت ہوئی ہے۔ چنانچہ
انہوں نے اپنی تصنیف "ڈرگز آف ہندوستان" میں اپنے تجربات کے متعلق نہایت
مفصل واقفیت بہم پہنچائی ہے۔ اب اکثر ہومیوپیتھک ڈاکٹر صاحبان کے ہاں بھی یہ
جڑی دواً مستعمل ہے۔ ان کے ہاں اپنے دستور کے مطابق اس کے پتوں کے رس
کا ٹنکچر تیار کیا جاتا ہے کہ جو ذیابیطس شکری۔ ذیابیطس کاذب۔ کھانسی کا نمونیا۔
کاربنکل (شب چراغ) درد حیض قلت حیض اور حیض کی دیگر خرابیوں وغیرہ میں بہت
کارآمد ثابت ہوا ہے۔ پوست جڑ بھی دواً کام میں لائی جاتی ہے کہ جس کا ٹنکچر صرف امراض

حیض میں ہی کارگر ثابت ہوا ہے۔

جائے پیدائش :-

یہ بھارت کے عموماً گرم علاقوں میں اتر پردیش (یو۔پی) سے لے کر سکم۔کھسیا کی پہاڑیوں اور آسام میں خود رو پایا جاتا ہے۔ بنگال میں خاص کر زیادہ ہوتا ہے۔ اس کے خوبصورت گہرے گلناری رنگ کے پھولوں کیلیے اس کو اب باغوں وغیرہ میں اکثر لگانے کا رواج ہو گیا ہے۔ دیگر اس کی مانگ زیادہ ہونے سے اب بعض علاقوں میں اس کی کاشت بھی کی جاتی ہے۔ واضح رہے کہ اس کی ٹہنی زمین میں گاڑ دینے سے لگ جاتی ہے۔

نباتی توضیح :-

یہ سدا بہار چھوٹے قد کا درخت یا جھاڑی دار پودا ہے۔ جو تقریباً دس فٹ اونچا ہوتا ہے۔ اس کی ٹہنیاں روئیں دار ہونے سے ملائم اور مخملی ہوتی ہیں۔ پتے جھلی دار، عمدہ نوک دار، چوڑے۔ ڈنٹھل دار۔ پیندہ۔ مقعر یعنی ڈنٹھل کی جانب سے اندر کو دبے ہوئے، غرضیکہ شکل میں پان نما ہوتے ہیں۔ کنارے کٹے ہوئے۔ تقریباً ۱۵ سنٹی میٹر (۶ انچ) لمبے اور نیچے کی طرف سے روئیں دار ہوتے ہیں موسم سرما میں اسے گہرے گلناری رنگ (تیز سرخ رنگ جو مائل بہ نارنجی ہو) کے چھوٹے چھوٹے پھول آتے ہیں۔ جو دو دو تین تین گچھوں میں لگتے ہیں۔ اور ان پھولوں کی پتیاں غنچوں میں لپٹی ہوئی ہوتی ہیں۔ پھولوں کا منہ نیچے کی طرف ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی لیے اس کا نام الٹ کمبل ہے۔ اسے موسم گرما میں پھل آتے ہیں۔ جو ۵ سنٹی میٹر (دو انچ) لمبے اور چوڑے ہوتے ہیں۔ ان پھلوں کے چاروں طرف ننھے ننھے پتے لگے رہتے ہیں۔ ہر پھل پانچ حصوں میں منقسم ہوتا ہے۔ یہ پکنے پر پھٹ جاتے ہیں۔ اور پانچوں حصے الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ ہر حصے میں ریشم کی طرح کی روئی بھری رہتی ہے۔ تیز ہر حصے میں تخم مولی کی شکل کے سیاہ رنگ کے بہت سے تخم ہوتے ہیں۔ درخت کی چھال باہر سے ہلکی بھوری ہوتی ہے اس پر طولاً جھریاں پائی جاتی ہیں اور چھوٹے چھوٹے مسوں کے نشان ہوتے ہیں۔ چھال کی اندرونی سطح سفیدی مائل زرد ہوتی ہے اور اس پر طولاً دھاریاں پڑی ہوتی ہیں۔ چھال جب پانی میں بھگوئی جاتی ہے

تو لیس دار ہو جاتی ہے اور ٹھنڈے پانی میں اسے تین چار دن تک بھگو رکھنے سے اس میں سے تمام لیس دار لعاب نکالا جا سکتا ہے اور چھال نمایاں طور پر ریشے دار دکھائی دیتی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھال میں بکثرت ریشے نکلتے ہیں۔ یہ سن کی مانند کے مضبوط اور سفید ہوتے ہیں۔ چھال پانی میں سڑا کر یا یوں ہی چھیل کر الگ کر لی جاتی ہے۔ پودے سے سال میں دو تین بار چھ سات فٹ کی ٹہنیاں چھال حاصل کرنے کی خاطر کاٹ لی جاتی ہے۔ چھال کو کوٹ کر رسی بناتے ہیں۔ جڑ کی چھال موٹی ہوتی ہے چھال بے ذائقہ۔ لیسدار۔ بے بو۔ سخت۔ لیکن لوچ دار ہوتی ہے۔ تازہ چھال کاٹنے پر گوند کی مانند لیس دار رس نکلتا ہے۔

نباتاتی فیصلہ:۔ یہ نیچرل آرڈر سٹرکیولے اسی ( ) میں داخل ہے۔

کیمیائی تجزیہ:۔

اس دوا پر پہلے معمولی یا بالکل ہی کوئی کام نہیں کیا گیا ہے۔ مصنف نے جو مواد استعمال کیا۔ وہ جڑوں پر مشتمل تھا۔ جو مقامی طور پر حاصل کی گئی تھیں۔ ایلکلائڈوں (کھاری جواہر موثرہ) کی موجودگی کی جانچ کے لیے مسفوف جڑوں سے محلل سیالوں کے ذریعہ خلاصہ حاصل کیا گیا۔ ہلکے (ڈائی لیوٹ) نمک کے تیزاب سے تیار شدہ خلاصہ نے ایلکائڈوں کے تمام ردعمل پیش کر دیے۔ مقدار بہر حال ۰.۰۱ فیصدی سے کم تھی۔

پٹرولیم ایتھر سے تیار شدہ خلاصہ نے بے ذائقی روغن (فکسڈ آئل) اور معمولی رالدار مادہ کی موجودگی ظاہر کی۔ ایتھر سے تیار شدہ محلول نے مزید رال کی مقدار پیش کی۔ الکحل سے تیار شدہ خلاصہ نے ایک ایلکلائڈ جو کلوروفارم میں تقریباً (۰.۰۲ فیصدی حل ہو جاتا ہے۔ اور کچھ پانی میں حل ہو جانے والے بڑی مقدار کے اساس[1]

ا اساس وہ شے ہے جو ترشوں (ایسڈز) کے ساتھ اس طرح کیمیائی عمل کرے کہ اس کا ماحصل کوئی سالٹ (نمک) ہو۔ مثلاً ترشہ نمک (تیزاب نمک) اور سوڈا بائیکارب کے کیمیائی عمل سے سوڈیم کلورائیڈ (خوردنی نمک) بنتا ہے تو سوڈا بائیکارب سوڈیم کلورائیڈ کا اساس ہے۔ عموماً اساس القلی ہوتے ہیں۔ یہ سرخ لٹمس کو نیلا کر دیتے ہیں

(بے سس) کچھ کاربو ہائیڈریٹس ۔ رالیں اور فلوبے فینس)
) کی موجودگی ظاہر کی ۔ سرد پانی سے تیار شدہ خلاصہ نے لعاب دار مادہ
کی خاصی بڑی مقدار کو ظاہر کیا ۔ گرم پانی سے تیار شدہ نے انولین ( ) کے
مشابہ کی کسی چیز کو ظاہر نہیں کیا ۔ پانی میں حل پذیر اساس بیش مقدار میں پائے گئے ۔
بی ٹین (-) کولین ( ) اور دیگر پانی میں حل پذیر
اساس کو بڑی مقدار کی سفوف جڑوں سے الگ کرنے کے لیے ہیری ( )
کا طریق استعمال کیا گیا ۔ مجموعی اساس تقریباً ۱ر۰ فیصدی حاصل ہوئے ۔
جڑوں میں اس طرح ذیل کے اجزاء پائے جاتے ہیں ۔
۱ ۔ بے فراری روغن (۲) رالیں ۔ (۳) خفیف مقدار (۱ر۰ فیصدی) میں ایک
کھاری جوہر موثرہ ۔ (۴) پانی میں حل ہو جانے والے اساس ۔ (انڈی جینس ڈرگز آف انڈیا)

لے بقیہ صفحہ ۱۳۸ :- اور ان کی یہ خصوصیت ہے ۔ کہ یہ ٹھوس ہوتے ہیں ۔ صرف امیونیم ہائیڈرکسائیڈ
ایک سیال اساس ہے ۔

نوٹ :- انگریزی لفظ ایسڈ کا عموماً ترجمہ تیزاب کیا جاتا ہے لیکن واضح رہے کہ تیزاب کا لفظ
اپنی ساخت اور استعمال کے لحاظ سے صرف سیال ایسڈوں کے لیے مخصوص ہے چنانچہ تیزاب
کے معنی ہیں تیز آب یعنی تیز سیال لیکن ایسڈ سیال بھی ہوتے ہیں اور غیر سیال بھی ۔ چنانچہ لفظ
ترشہ دونوں اقسام کے ایسڈوں کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن تیزاب اپنے مخصوص معنی
کے لحاظ سے استعمال نہیں کیا جا سکتا ۔ اس لیے ایسڈ کا ترجمہ ترشہ ہی موزوں ہے ۔ البتہ سیال
ایسڈوں کے لیے لفظ تیزاب کا استعمال بالکل موزوں رہتا ہے ۔ مثلاً تیزاب نمک اور تیزاب
گندھک وغیرہ آب کے معنی کاٹنے کے بھی ہوتے ہیں ۔ اس صورت میں تیزاب کے معنی تیز اور
کاٹنے کے ہوئے ۔ یعنی تیزاب وہ شے ہے جو تیز ہو اور کاٹ ڈالے یا جلا ڈالے ۔ لیکن
کئی ایسے ایسڈ ہیں کہ جو نہ تیز ہیں اور نہ جلا ڈالتے ہیں ۔ تو ایسے ایسڈوں کو تیزاب کہنا
کسی لحاظ سے بھی موزوں نہیں ۔ لیکن ایسے ایسڈوں کو ترشہ کہہ سکتے ہیں ۔ غرضیکہ وہ ایسڈ
جو نہ تیز ہیں نہ سیال ہیں ۔ اور نہ جلاتے ہیں ۔ انہیں ترشہ کہہ سکتے ہیں ۔ لیکن ایسے ایسڈ
کے لیے لفظ تیزاب اپنے مخصوص معنوں کی بدولت استعمال نہیں کیا جا سکتا ۔

حصص مستعملہ :۔ جڑ کی چھال۔ جڑ کی چھال کا رس اور جڑ۔

افعال :۔ یہ بہترین مدر حیض اور مقوی رحم ہے۔ دقت حیض اور بے قاعدگی حیض کے لیے بالخصوص مفید ہے۔

مقدار خوراک و ترکیب استعمال :۔ (۱) اس کی جڑ کی چھال کے تازہ رس کی مقدار خوراک دو سے تین ماشہ تک صبح و شام ہے۔ جو کہ تازہ پانی میں ملا کر پلایا جا سکتا ہے۔

(۲) جڑ کی تازہ چھال کی مقدار خوراک چار سے آٹھ ماشہ تک صبح و شام ہے۔ چنانچہ اسے خوب زور دار ہاتھوں سے گھوٹ کر دستی گولی بنا کر تازہ پانی کے ہمراہ نگل لینی چاہیے۔

(۳) اس کی خشک چھال کا باریک سفوف بقدر دو سے چار ماشہ کی مقدار میں صبح و شام تازہ پانی سے پھانکا جا سکتا ہے۔ سفوف کی گولیاں بھی تیار کی جا سکتی ہیں۔

(۴) اگر چھال دستیاب نہ ہو۔ بلکہ الٹ کمبل کی جڑ ہی مہیا ہو تو اس کے جوکوب سفوف کو صبح و شام نصف سے ایک چھٹانک کی مقدار میں لے کر بطریق معروف جوشاندہ تیار کر کے کام میں لانا چاہیے۔

نوٹ :۔ ا۔ دوا دونوں وقت خالی پیٹ دینی چاہیے۔ یعنی صبح سویرے نہار منہ اور شام کو چار پانچ بجے۔

ب۔ اگر اس کی ہر ایک خوراک کے ہمراہ پندرہ بیس عدد کالی مرچوں کا سفوف ملا لیا جائے۔ تو زیادہ مفید رہتا ہے۔

پ۔ چونکہ تجربات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اس کا فائدہ پہنچانے والا حقیقی جزو موثرہ اس کا لعاب دار مادہ ہے۔ اس لیے جس مرکب میں اس کا۔۔۔ یہ لعاب دار مادہ زیادہ محفوظ رہے گا۔ وہ ہی حقیقتاً زیادہ کارآمد ثابت ہو گا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے۔ کہ اس کی تازہ چھال کا رس اور تازہ چھال کا استعمال خشک چھال اور جڑ سے خصوصاً زیادہ کارآمد ثابت ہوتے ہیں۔ انگریزی طریق سے اس کا جو دواٹر لیکوئڈ ایکسٹریکٹ (آبی خلاصہ سیال) تیار کیا جاتا ہے۔ چونکہ اس

میں بھی اس کا لعاب دار مادہ محفوظ رہتا ہے۔ اس لیے یہ مرکب بھی نہایت کار آمد رہتا ہے۔

(۵) ہندوستان کی انگریزی ادویہ تیار کرنے والی اکثر نامور کمپنیوں مثلاً بنگال کیمیکل ورکس کلکتہ اور ایمبک کیمیکل ورکس بڑودہ وغیرہ کا تیار کردہ لیکوئڈ ایکسٹریکٹ آف ابیروما اگستا ( ) یعنی خلاصہ الٹ کمبل سیال) بازار میں انگریزی دوا فروشوں سے عام دستیاب ہو جاتا ہے کہ جو بآسانی استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ اس کی مقدار خوراک ایک سے دو ڈرام ہے چنانچہ دونوں وقت خالی پیٹ اسے تازہ پانی میں ملا کر دینا چاہیے۔

نوٹ:۔ یہ لیکوئڈ ایکسٹریکٹ الٹ کمبل کی تازہ جڑوں سے تیار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک ڈرام لیکوئڈ ایکسٹریکٹ میں ساٹھ گرین (چار ماشہ) تازہ جڑ کی چھال کا لعاب دار جزو موثرہ ملا ہوا ہوتا ہے۔ چونکہ اس خلاصہ میں الکوحل ملانے سے اس دوا کا جزو موثرہ زائل ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس کا نان الکوحلک (الکوحل کی آمیزش کے بغیر خلاصہ تیار کیا جاتا ہے کہ جسے واٹر لیکوئڈ ایکسٹریکٹ یعنی آبی خلاصہ سیال کہلاتا ہے۔

ضروری ہدایات:۔ اگر حیض ہونے سے پہلے پیڑو میں گرانی اور کمر وغیرہ میں درد ہوتا ہو تو حیض جاری ہونے کے اندازہ سے دو روز قبل اسے شروع کر کے حیض کے بند ہونے کے دو روز بعد تک اس کا استعمال جاری رکھنا چاہیے۔ حیض کے نمودار ہونے سے پہلے بطور افتتاحی خوراک کے اس کا استعمال اکثر بہت کار آمد رہتا ہے۔ اگر درد زیادہ ہو تو بوتل میں گرم پانی بھر کر اس سے ٹکور کرنی چاہیے۔ یا پوست خشخاش کو گرم پانی میں ابال کر اس سے سینک دینا چاہیے۔ دیگر تین تین گھنٹہ کے وقفہ کے بعد اس کی تین چار خوراکیں دینے سے درد کو بہت جلد آرام ہو جاتا ہے۔

تاثیرات و استعمالات

(مختلف ڈاکٹروں کے قلم سے)

(۱) ڈاکٹر ولیم ڈائی موک صاحب کے فارماکوگرافیا انڈیکا میں لکھا ہے۔

ڈاکٹر آر۔ میک لی اوڈ ( ) صاحب فرماتے ہیں کہ

یہ قلت حیض کی قابل قدر دوا ہے۔ اس کی تازہ جڑ عموماً کالی مرچ کے ساتھ پیس کر حیض جاری ہونے سے تقریباً ایک ہفتہ قبل شروع کر کے حیض کے نمودار ہونے تک استعمال کرائی جاتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ کئی مریضوں میں خصوصاً مرض کی ورمی قسم میں یہ بہت کارگر ثابت ہوتی ہے۔

ڈاکٹر تھارن ٹن ( ) صاحب کی رائے کے بموجب اس کی نازک جڑیں وقت حیض کی ورمی اور عصبی اقسام میں مفید ہیں۔ یہ حیض کی روانگی کو باقاعدہ کرتی ہیں۔ اور بطور مقوی رحم کام کرتی ہیں۔ دوران حیض میں اس کی تازہ جڑ کو ½ ۱ ڈرام (۶ ماشہ) کی مقدار خوراک میں کالی مرچ کے ساتھ دینا چاہیے۔ آخرالذکر دوا بطور مقوی معدہ اور کاسر ریاح کام کرتی ہے۔

ڈاکٹر اے ورس ( ) صاحب کہتے ہیں کہ درد سے ہونے والے وقت حیض سے نجات دینے کے لیے خصوصاً یہ کبھی بھی میرے زیر تجربہ کامیاب نہیں ہوا۔

(۲) ڈاکٹر آر۔ این۔ کھوری صاحب۔ میٹریا میڈیکا آف انڈیا اینڈ دیر تھیراپیوٹکس میں تحریر فرماتے ہیں۔

اس کی جڑ اور اس کا رس مقوی رحم اور مدر حیض ہیں۔ وقت حیض ورمی اور وقت حیض عصبی اور بندش حیض میں یہ فلفل سیاہ کے ساتھ یا تو حیض جاری ہونے سے ایک ہفتہ قبل اور یا ایام حیض میں استعمال ہوتا ہے۔ ہائیڈراسس ٹس ( ) وائی برنم ( ) اپل سٹلا ( ) کا قابل قدر بدل ہے۔

(۳) ڈاکٹر کے۔ ایم۔ نادکرنی صاحب۔ انڈین میٹریا میڈیکا میں رقم طراز ہیں۔

اس کے تازے پتوں اور تنوں کا ٹھنڈے پانی میں تیار کیا ہوا خیساندہ سوزاک میں بہت کارگر ہے۔ جڑ کی چھال قلت حیض ورمی اور قلت حیض عصبی کی ایک مشہور دوا ہے جڑ سے بآسانی الگ ہو سکنے والی موٹی چھال میں بھرپور ہونے والا تازہ لیس دار رس نصف ڈرام کی خوراک میں انواع و اقسام کے قلت حیض میں دیا جاتا ہے۔ دوران حیض میں اس کا ایک مرتبہ کا استعمال ہی مرض ٹھیک کر دیتا ہے۔ اور نوجوان

بیاہی ہوئی ۔ ۔ ۔ ۔ عورتوں کے حمل ٹھہرا دیتا ہے۔ لیس دار رس پانی میں حل نہیں ہوتا۔ یہ عموماً حیض کے جاری ہونے کے پہلے دن سے لے کر سات دن تک متواتر دیا جاتا ہے۔ ان بیماریوں میں کہ جن میں حیض کے آنے سے پیشتر درد اٹھتے ہیں۔ ان کو حیض کے نمودار ہونے سے دو دن قبل جاری کیا جاتا ہے۔

(۴) کرنل آر۔ این۔ چوپڑا صاحب۔ انڈی جینس ڈرگز آف انڈیا میں رقم طراز ہیں:۔

کھاری جوہر چوپڑہ اور مختلف اجزاء بمعہ پانی میں حل ہونے والے اساس کے جو اس کے کیمیائی تجزیہ کرنے کے دوران میں برآمد ہوئے تاثیرات کی جانچ پر پرکھے گئے۔ لیکن معدہ و آنتوں کی نالیوں۔ دوران خون۔ تنظام تنفس وغیرہ پر ان کا کوئی قابل ذکر اثر نہیں دیکھا گیا۔ اور نہ ہی رحم پر چاہے غیر حامل (حمل کے بغیر ہی یعنی خالی رحم) ہو اور چاہے حمل والا۔ الگ کیا ہوا ہو یا اندر ہی مقیم ہو۔ کوئی قابل لوٹ اثر نہیں ہوتا۔ عضو یاتی قوت فاعلیہ کی کسی بھی علامت کے ظاہر نہ ہونے کی وجہ سے عینی تجربات عمل میں لائے ہی نہیں گئے۔

ڈھاکہ کے ایس سرکار (غیر طبع شدہ) نے حال میں معلوم کیا ہے کہ پودے کے پانی اور الکحل سے تیار شدہ خلاصہ میں میگنیشیم سالٹس ہائیڈراکسی ایسٹڈز کے ہمراہ ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ علاوہ بریں گوندیں۔ رالیں اور دیگر نامیاتی فضلے پائے جاتے ہیں۔ اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ کہ کچھ ہائیڈراکسی ایسڈز کے میگنیشیم سالٹس بطور حابس دم (جریان خون کو بند کرنا) قابل قدر ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ رحم سے خون بہنے کے لیے الٹ کمیل کا استعمال میگنشیم سالٹس کی موجودگی کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ اجزائے موثرہ کی حقیقی خصلت کو تعین کرنے کے لیے مزید کام کی ضرورت ہے۔

(۵) ڈاکٹر کے۔ سی۔ بوس صاحب۔ فارماکوپیا انڈیکا میں تحریر فرماتے ہیں:۔

جڑ کی چھال مدر حیض اور مقوی رحم ہے۔ خشک جڑ کے علاوہ تازہ جڑ کے رس کے فعل کی بھی میری لیبارٹری (دار التجربہ) میں تحقیق کی جا چکی ہے۔ اس نے رحم کے سکڑاؤ کی واضح علامات ظاہر کی ہیں۔ اگر دوا الکحل یا کسی دوسری تحفظی چیز (جو دوسری شے کو بگڑنے نہ دے) کے ہمراہ ملا دی جائے۔ تو اس کا جزو موثرہ کلیتاً زائل ہو جاتا ہے۔

دوران حیض میں اس کا واحد استعمال عام طور پر مرض کو شفا دیتا ہے۔ اور نوجوان شادی شدہ مستورات کے لیے حمل کا باعث ہوتا ہے۔

(۶) ڈاکٹر ستیش چندر داس گپتا صاحب۔ ہوم اینڈ ولیج ڈاکٹر میں تحریر فرماتے ہیں:۔

ملائم جڑوں اور جڑ کی چھال کی زمانہ قدیم سے بطور مدر حیض بہت تعریف کی جا رہی ہے۔ یہ عسر الطمث میں موثر طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ سکول[1] آف ٹراپیکل میڈیسن میں کچھ تحقیقی کام کیا گیا تھا۔ لیکن اندراج میں اس کی قدر و قیمت کو مسلم تسلیم کرنے یا شک و شبہ ظاہر کرنے کو کچھ بھی نہیں ہے اس اثنا میں اسے متواتر عظیم مقبولیت عام حاصل ہوتی گئی ہے۔ بہت مریضوں نے اس سے عظیم فائدہ حاصل کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ ماہواری خون کے بہاؤ کو باقاعدہ کرتا ہے۔ اور بطور مقوی رحم کام کرتا ہے۔

(۷) بی۔ مکرجی صاحب۔ دی انڈین فارمیسیوٹیکل کوڈیکس میں تحریر فرماتے ہیں:۔

پوست بیخ بطور مدر حیض اور مقوی رحم استعمال کی جاتی ہے۔ جڑ کی چھال کا تازہ لیس دار رس عسر طمث (حیض کا تکلیف سے آنا) کی درمی اور عصبی امراض میں مفید ہے۔ یہ ماہواری خون کو باقاعدہ لاتا ہے۔

---

[1] یہ تحقیق کرنل آر۔ این چوپڑا صاحب نے ہی کی تھی۔ کہ جس کا تذکرہ پیشتر ازیں کیا جا چکا ہے۔

اور بطور مقوی رحم کام کرتا ہے۔ رحم کے جریان خون میں اس کا سودمند اثر میگنیشیم سالٹس کی موجودگی کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ دوا کا جزو موثرہ الکحل یا کسی دوسری تحفظی چیز کی موجودگی میں کلینیا نہ ائل ہو جاتا ہے۔



املتاس

مختلف نام:۔

سنسکرت میں آرگ ودہ (نافع امراض) راج ورکھش، راج ترو۔ مہاراج ورم نرپ ورم (ورکھشو یعنی درختوں کا راجہ)۔ شمپاک۔ (آرام دہ) چترانگل (ہاتھ کی چار انگلیوں کے برابر چوڑے پتوں والا) آرے وت (جالاب آور) ودیادھی گھات (نافع امراض) کہرت مال (جس کو مالا یا خوشہ کی طرح پھول آتے ہیں) سورنٹرک۔ ہیم پشپ۔ سورنٹر آگ۔ سورنٹر ور۔ سورنٹر پشپ۔ پیت پشپ (سونے کی مانند زرد پھولوں والا درخت) کرنٹر کار۔ کرنٹر آبھرنٹر (کانوں میں پہننے کا زیور۔ اس کے پھول نہایت خوبصورت ہوتے ہیں۔ اسی لیے مستورات بطور شوق ان کو کانوں میں پہن لیتی ہیں) سورنٹر بھوشنٹر (سونے کے جس تے گہنے پہنے ہوئے ہیں۔ غرضیکہ سنہری پھولوں والا) دیرگھ پھل (لمبی پھلیوں والا) آروگیہ شمبی (صحت بخش پھلیوں والا) اوگھات۔ اپ گھات (بیماریوں کی وجہ سے حاصل ہوئے گھات یعنی زخم یا تکلیف کو دور کرنے والا) کشٹ سودن (نافع کوڑھ) کنڈوگھن (نافع خارش) کنٹھ آبھرنٹر (گلے میں پہننے کا زیور۔ پھولوں کی بے مثالی خوبصورتی کی وجہ سے مستورات شوق سے انہیں گلے میں پہن لیتی ہیں)۔ پرنٹری (پھولوں والا) وغیرہ۔ ہندی اور اردو میں املتاس پنجابی میں امبلتاس۔ گرِ دنلی۔ بنگالی میں سوندال۔ گجراتی میں گرمالو۔ مرہٹی میں باہوا۔ سندھی میں چھمکنڑی۔ نیپالی میں راج ورکھش۔ تیلگو میں آرگودھمو۔ ریل۔ کول پونا۔ تامل میں کونڈیرہ۔ ایراگھورتم۔ کنارہی میں گگے سر۔ فارسی و عربی میں خیارشنبر۔ لاطینی میں کے شیا فسیچولا ( ) اور انگریزی میں پرجنگ کے شیا ( ) کہتے ہیں۔

نوٹ:۔ املتاس کی پھلی کے گودا کو لاطینی میں کے شی ای پلپا ( ) انگریزی میں کے شیا پلپ ( ) عربی میں

عسر خیار شنبر۔ مغز فلوس خیار شنبر۔ مغز خیار شنبر۔ ہندی میں املتاس کا گودا اور اردو میں مغز املتاس ہتے ہیں۔

تاریخ:۔

چونکہ درخت املتاس کی اصلی جائے پیدائش ہندوستان ہی ہے۔ اس لیے قدیم ہندوؤں کو اس کا بخوبی علم تھا۔ چونکہ چرک و سشرت وغیرہ میں اس کا مفصل تذکرہ ملتا ہے۔ لیکن قدیم یونانیوں کو اس کا علم نہ تھا۔ البتہ متاخرین یونانیوں کو عربوں کے ذریعہ اس کا علم ہوا۔ اگرچہ یہ برٹش فارماکوپیا میں داخل نہیں ہے۔ تاہم طب ڈاکٹری میں غیر مستند طور پر مستعمل ہے۔ لیکن اس کا استعمال بہت ہی کم ہے۔ چنانچہ فقط ڈاکٹری معجون سنا جو کنفکشن آف سنا کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔ برتی جاتی ہے۔ انڈین نیشنل فارماکوپیا میں داخل ہے۔

جائے پیدائش:۔

املتاس کا درخت عام طور پر ہندوستان اور برما کے ہر حصہ میں پایا جاتا ہے۔ خصوصاً پہاڑی علاقوں میں بافراط ملتا ہے۔ کوہ ہمالیہ میں چار ہزار فٹ کی بلندی تک عام ہوتا ہے۔ ہمالیہ کی خشک ڈھلوانوں اور کوہ شوالک کی ناقص زمین میں بھی دستیاب ہوتا ہے۔ حیدر آباد دکن۔ کشمیر۔ اُتر پردیش۔ پنجاب اور بنگال میں اس کے درخت بافراط ملتے ہیں۔ چونکہ اس کا درخت نہایت خوبصورت ہوتا ہے۔ اس لیے ہندوستان بھر کے بڑے بڑے شہروں کے باغات اور بنگلوں کی آرائش کے لیے اکثر لگایا جاتا ہے۔ پاکستان۔ جزائر غرب الہند۔ برازیل اور گرم حصص افریقہ میں بھی دستیاب ہوتا ہے۔

نباتی توضیح:۔

یہ درمیانے قد کا خزاں پذیر درخت ہے۔ جو عموماً سیدھا اور بیس تیس فٹ تک بلند ہوتا ہے۔ تنہ زیادہ بڑا نہیں ہوتا۔ تقریباً دو اڑھائی فٹ تک موٹا ہوتا ہے تنے کی چھال انچ کا چوتھا حصہ موٹی۔ باہر سے سبزی مائل بھورے رنگ کی اور اندر سے سرخی مائل ہوتی ہے۔ نئی چھال نرم ہوتی ہے۔ لیکن پرانی چھال کھردری ہوتی ہے۔ اس کی لکڑی بڑی سخت۔ مضبوط اور رنگ میں سرخ ہوتی ہے لیکن

کاٹنے کے بعد سوکھنے پر سیاہی مائل ہو جاتی ہے۔ لکڑی کا وزن ۶۱ پونڈ فی مکعب فٹ ہوتا ہے۔ چھوٹی شاخوں پر جو تقریباً فٹ ڈیڑھ فٹ لمبی ہوتی ہے۔ چار سے دس تک پتوں کے جوڑے لگے ہوتے ہیں۔ یہ پتے دو سے چھ انچ تک لمبے، ڈیڑھ سے دو انچ تک چوڑے اور آمنے سامنے یعنی بالمقابل لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ جب پتے چھوٹے ہوتے ہیں تو ان کی نچلی طرف سفید رواں پایا جاتا ہے۔ درمیانی اور جانبی رگیں بھی ہوتی ہیں۔ جو پشت کی طرف زیادہ نمایاں ہوتی ہیں۔ پتے شکل میں جامن کے پتوں کے مشابہ ہوتے ہیں۔ ماہ مارچ میں یہ جھڑ جاتے ہیں۔ اور پھر اپریل اور مئی کے مہینوں میں نئے نکل آتے ہیں۔ ساتھ ہی پانچ پانچ پنکھڑیوں والے سنہری رنگ کے نہایت خوبصورت اور خوشبودار پھولوں کے خوشے بھی پھوٹتے ہیں۔ جو عموماً ہاتھ ہاتھ بھر لمبے اور نیچے کو لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔ بعض مقامات پر کبھی کبھی موسم خزاں میں یہ پھول دوبارہ بھی نکل آیا کرتے ہیں۔ یہ پھولوں کے سنہری خوشے ( )
مئی اور جون کے مہینوں میں درخت کو نہایت ہی دلکش اور خوشنما بنا دیتے ہیں۔ اور ایک عجیب بہار دکھاتے ہیں۔ غرضیکہ ان سنہری اور خوبصورت پھولوں کی بدولت یہ زرد پوش درخت بے مثال خوبصورتی کا مالک تسلیم کیا گیا ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے اسے سنسکرت میں راج ورکھش۔ راج ترو۔ مہاراج درم اور نرپ ورم یعنی درختوں کا راجہ کہا گیا ہے۔ اور ان خوشنما سنہری پھولوں کے باعث ہی اسے سوورنڑک ہیم پشپ، سوورنڑ انگ۔ سوورنڑ دہ۔ سوورنڑ پشپ۔ پیت پشپ اور سوورنڑ بھوشنڑ کہا گیا ہے۔ یہ سب اس پودے کے صفاتی نام ہیں۔

ہر پھول کے نیچے تخمدان میں بہت سے بیجوں کے شگوفے پائے جاتے ہیں۔ جب پھول جھڑ جاتا ہے تو اس کے نیچے پھلیاں نمودار ہوتی ہیں۔ یہ پہلے ننھی ننھی سبز رنگ کی ہوتی ہیں بعد ازاں یہ رفتہ رفتہ بڑھتی ہومیں اگرچہ ماہ اکتوبر تک اپنی پوری لمبائی حاصل کر لیتی ہیں۔ لیکن یہ آئندہ سال مارچ کے مہینہ تک اکثر سبز رہتی ہیں۔ اس کے بعد پک جاتی ہیں۔ پک جانے پر ان پھلیوں کا رنگ سیاہی مائل خاکستری ہو جاتا ہے۔ یہ پھلیاں پتوں کے درمیان ڈنڈوں کی طرح نیچے کی طرف لٹکی رہتی ہیں۔ اور ایک ایک گچھے میں کئی کئی ہوتی ہیں۔ یہ ایک سے دو فٹ

تک لمبی۔ انچ سوا انچ تک موٹی اور گول ڈنڈے یا رول کی شکل کی ہوتی ہیں۔ ڈنڈی چھوٹی اور مضبوط ہوتی ہے۔ آخر او سرا بھی تقریباً گول ہی ہوتا ہے۔ پھل کا چھلکا بہت سخت اور مضبوط چوبی سمجھنا چاہیے۔ بیرونی سطح صاف اور چمکیلی نظر آتی ہے۔ اس کے دونوں طرف جوڑ کے مقامات پر سیدھے پہلو میں دو صاف لکیریں ہوتی ہیں۔ اس کے اندر آڑے رخ میں بہت سے خانے ہوتے ہیں۔ ہر خانے کی چوڑائی ½ انچ ہوتی ہے۔ اور ہر ایک خانہ میں ایک صاف چپٹا۔ بیضوی۔ چمکدار۔ چکنا۔ نہایت سخت اور سرخی مائل بھورے رنگ کا سرس کے بیج کے مشابہ ایک بیج ہوتا ہے۔ ایک پھلی میں پچیس سے لے کر ۱۰۰ تک بیج ہوتے ہیں۔ اگر پچیس سو بیج جمع کر کے وزن کیے جائیں۔ تو ان کا وزن صرف ایک پونڈ ہوتا ہے۔ جب پھلی گیلی ہوتی ہے تو اس کے اندر سے کچھ آواز کھڑکھڑاہٹ کی نہیں آتی۔ لیکن بیج پختہ اور سوکھی ہوئی پھلیوں میں سوکھ کر کھڑکنے لگتے ہیں۔ پختہ پھلی کو توڑنے پر اندر سے پیسہ کے برابر اقراص یا پردے نکلتے ہیں۔ انہی اقراص، یا پردوں سے پھلی کے اندر خانے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان پردوں کو عربی میں فلوس (فلس کی جمع بمعنی پیسہ) خیارشنبر کہتے ہیں۔ یعنی املتاس کے پیسے۔ پھلی کے اندر کی طرف اور خانوں کے درمیان پردوں کے ساتھ ایک نرم چپچپا۔ پتلا سا گودا لگا ہوتا ہے۔ اس گودے کی رنگت سیاہی مائل ہلکی سرخ ہوتی ہے۔ ذائقہ شیریں مگر کسی قدر مہک والا ہوتا ہے۔ بیجوں کے ساتھ کوئی گودا چمٹا ہوا نہیں ہوتا۔ یہی گودا اس میں سب سے زیادہ کار آمد چیز ہے دوا اور عموماً یہی مستعمل ہے۔

نباتی فصیلہ:۔ چونکہ اس پودے کو پھلی آتی ہے۔ اس لیے نباتی حیثیت سے یہ دال والی اجناس میں سے ہے۔ چنانچہ اسے فصیلہ بقلیہ یعنی نیچرل آرڈر لیگومی نوسیا ( ) میں شمار کرتے ہیں۔

کیمیائی تجزیہ:۔ اس میں (۱) ایک پرگے ٹو پرنسپل یعنی جوہر مسہلہ پایا جاتا ہے۔ جسے ہائیڈرا کسی میتھیل انتھرا کوئی نن ( ) کہتے ہیں۔ (۲) شکر ۵۰ فیصدی۔ (۳) پیکٹین۔ اور (۴) میوسیج (لعاب دار مادہ) یہ چار اجزا ہوتے ہیں۔

حصص مستعملہ:۔ طب آیورویداور یونانی میں اس درخت کی جڑیں۔جڑوں کی چھال پتے۔پھول۔پھلی کا گودا (عمل خیار شنبر) اور پھلی کا چھلکا دوا استعمال ہوتے ہیں۔لیکن طب ڈاکٹری میں صرف خالص گودا ہی مستعمل ہے۔اگرچہ طب آیورویداور یونانی میں بھی زیادہ تر گودا ہی استعمال میں لایا جاتا ہے۔

افعال وخواص بروئے طب آیوروید

املتاس ثقیل۔شیریں۔ٹھنڈی اور ہلکی مسہل ہے۔بخار۔امراض دل۔فساد خون۔بوجہ ریح شدہ مرض اودا ورت[1] اور قولنج میں مفید ہے۔املتاس کی پھلی مسہل۔کھلانے کی طرف طبیعت کو راغب کرنے والی۔جذام۔صفرا اور بلغم کو نافع ہے۔بخار میں اس کا استعمال ہمیشہ ہی پر منفعت ثابت ہوتا ہے۔اور پیٹ کو بخوبی صاف کر دیتا ہے۔ (بھاوپرکاش نگھنٹو)

املتاس ٹھنڈی۔کڑوی۔شیریں۔ہلکی مسہل اور ثقیل ہے۔تینوں خلطوں کو نافع ہے۔بخار۔باؤ گولا۔امراض شکم۔قولنج۔مرض اوداورت۔امراض قلب۔زخم۔عسر البول اور پرمیہہ (امراض پیشاب) کو نافع ہے۔املتاس کے پتے بلغم اور چربی کو خشک کرتے ہیں۔اور جس بخار میں قبض کی شکایت ہو۔اس میں ان کا استعمال

---

[1] اوداورت دو لفظوں سے مرکب ہے۔(۱) اود بمعنی اوپر (۲) ورت بمعنی پھرنا چونکہ اس مرض میں نیچے کی طرف جانے والی ہوا یعنی باد مخالف کا رخ اوپر کی جانب ہو جاتا ہے۔اس لیے یہ مرض اوداورت کے نام سے موسوم ہے۔چنانچہ باد مخالف نیچے کی طرف یعنی مقعد کے راستے خارج ہوتی ہے اور اس کے اس فعل کی بدولت ہی بول و براز وغیرہ حاجات نیچے کی طرف براستہ مقعد اور پیشاب کی نالی کے خارج ہوتے ہیں۔مگر جب یہ ہوا بگڑ کر نیچے کی جانب کی بجائے اوپر کی طرف جاتی ہے۔صرف خود ہی نہیں جاتی۔بلکہ اپنے افعال سے بول و براز کا رخ بھی اوپر کی طرف کر دیتی ہے تو اس طرح سے لاحق شدہ مرض کو آیورویدک علماء مرض اوداورت کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔

ہمیشہ پر منفعت رہتا ہے۔ املتاس کے پھول ٹھنڈے۔ شیریں۔ کسیلے۔ قابض[1] اور کڑوے ہوتے ہیں۔

املتاس کی پھلی وپاک میں چرپری۔ جذام صفرا اور بلغم کو نافع ہے اور جس بخار میں قبض کی شکایت لاحق ہو۔ اس میں اس کا استعمال ہمیشہ ہی فائدہ بخش رہتا ہے۔

املتاس کا گودا پاک میں میٹھا۔ حرارت ہاضمہ کو بڑھانے والا۔ چکنا اور دات اور صفرا کو نافع ہے۔ (کیئدیو نگھنٹو)

املتاس کڑوی۔ ثقیل اور گرم ہے۔ کرمہائے شکم اور قولنج کو دافع ہے۔ بلغم امراض شکم۔ پرمیہہ۔ عسر البول۔ بادِ گولا۔ اور تینوں خلطوں کو دافع ہے۔

(دھنونتری نگھنٹو)

املتاس بہت شیریں۔ ٹھنڈی اور دافع قولنج ہے۔ بخار کھجلی۔ جذام۔ پرمیہہ بلغم اور قبض کو دافع ہے۔ (راج نگھنٹو)

خواص و فوائد بروئے طب یونانی

پھلی کا گودا ہلکا مسہل ہے۔ سینے کی خشونت دور کرتا ہے۔ اس لیے تھوک آسانی سے نکلتا ہے۔ بالخاصیت جوشش خون کو سکون دیتا ہے۔ گرم ورموں کو تحلیل کرتا ہے۔ نہایت آسانی سے مادے کو براہ دست نکالتا ہے۔ حتیٰ کہ حاملہ عورتوں اور بچوں کو دیا جاتا ہے۔ مگر چونکہ بواس کی کریہہ ہے۔ اس لیے پیٹ کا بچہ اس سے کبھی کراہت کرتا ہے جس خلط کے نکالنے کی دوا کے ساتھ اس کو دیا جاتا ہے۔ اسی خلط کو نکالتا ہے۔ املی کے ساتھ صفرائے سوختہ کو نکالتا ہے۔ نسوت کے ساتھ بلغم کو کاسنی اور بید سادہ اور شاہترے کے پتوں کے پانیوں اور افتیموں اور بسفائج کے ساتھ سودا نکالتا ہے۔ ریشہ خطمی اور بہدانہ اسپغول کے لعابوں اور روغن بادام کے ساتھ آنتوں کا سدہ دور کرتا ہے پیچش اور مروڑ کو بھی نافع ہے۔ رنگ کی زردی دفع کرتا ہے

---

[1] تجربات سے املتاس کے پھول ملین کا کام کرتے ہیں۔ اس لیے ان کو قابض کہنا غلط ہے۔

املتاس کا ضماد جوڑوں کے درد اور نقرس کے واسطے مفید ہے۔ سخت ورموں کو ملائم کرتا ہے۔ خصوصاً مکو کے پتوں کے ساتھ۔ کاسنی اور مکو کے پتوں کے پانی اور تخم کشوث کے ساتھ جگر کے سدے کو کھولتا ہے۔ اس کے درد کو دفع کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جوشش کرنے سے اس کی قوت جاتی رہتی ہے۔ آنتوں کو چپک جاتا ہے۔ اس کے لیپ سے ورموں کی جلن جاتی رہتی ہے۔ اس کے پینے سے درد سر اور شقیقہ کو بہت نفع ہوتا ہے۔ ابتدائے اورام حلق میں ہرے دھنیے کے پتوں کے پانی یا ہری مکو کے پتوں کے پانی یا ان دونوں کے ساتھ یا لعاب اسپغول یا مسورہ کے جوشاندے یا دونوں کے ساتھ اس سے غرارہ کرنا خناق کے مادہ کو بٹھاتا ہے۔ اور تحلیل کرتا ہے۔ اور ابتدا میں گائے کے دودھ یا جوشاندہ انجیر یا مویز یا مکو کے ساتھ ملنا خناق کے مادے کو تحلیل کرتا ہے۔ اور پھوڑتا ہے۔ اگر اس کو منہ میں لے کر گو دانگلیں تو خناق اور ذبحہ اور آواز بیٹھ جانے کو نفع دے۔ کاسنی اور مکو کے پتوں کے پانیوں کے ساتھ احشاء کا ورم تحلیل کرتا ہے۔ اور اندرونی پھوڑوں کو تحلیل کرتا ہے۔ مکو اور کاسنی کے پتوں کے پانیوں کے ساتھ پینا یرقان کو نافع ہے۔ بنفشہ کے جوشاندے کے ساتھ قبض دفع کرتا ہے آنتوں اور معدے میں صفرا اور رطوبت کو ٹھہرنے نہیں دیتا۔ اور بغیر سوزش وغیرہ ہر قسم کے خلطان سے دور کر دیتا ہے۔ معدے اور آنتوں میں فضلہ اور براز اگر سخت اور خشک ہو جائے اور چپیٹ جائے تو نہایت سہولت کے ساتھ اس کو پھسلا کر نکال دیتا ہے۔ قولنج کی ریاح کو قوت کے ساتھ تحلیل کرتا ہے۔ مکو یا کاسنی یا ہرے دھنیے کے پتوں کے پانیوں کے ساتھ نقرس اور وجع مفاصل کو مفید ہے۔ بنفشے کے جوشاندے کے ساتھ پتوں کو دفع کرتا ہے۔ گرم پتوں کو ہر حالت میں مفید ہے۔ املتاس کے پھول گوشت میں ڈال کر یا بغیر گوشت کے پکا کر کھانا تلئین پیدا کرتا ہے۔ قبض دفع کرتا ہے اس کے پھولوں کا خمیرہ بھی بطور گلقند کے تیار کرتے ہیں۔ دافع قبض ہے۔ حتیٰ کہ اس کے پھولوں کے سونگھنے سے بھی قبض دفع ہوتا ہے۔ اس کی کونپلیں بھی قبض دفع کرتی ہیں۔ اس کے سیاہ چھلکے کو جوشش کر کے پینے سے بچہ سہولت سے پیدا ہوتا ہے۔ حمل گر جاتا ہے۔ ان چھلکوں کو پیس کر زعفران اور شکر اور گلاب کے ساتھ کھانا عسر ولادت اور اخراج مشیمہ کے لیے مجرب ہے۔ مغز املتاس کا لیپ داد کو مٹاتا ہے۔

ساڑھے دس ماشہ مغز خیار شنبر پانی یا سونف کے عرق یا عرق گلاب میں حل کر اور صاف کر کے آٹھ ماشہ ارنڈی کا تیل ملا کر پینے سے قولنج کھل جاتا ہے۔ اور بند پیشاب جاری ہو جاتا ہے۔ (خزائن الادویہ)

طبیعت:۔

اس کا مغز پہلے درجہ میں گرم و تر ہے۔ بعض کے نزدیک دوسرے درجہ میں گرم و تر ہے۔ شیخ نے گرمی و سردی میں معتدل اور تر کہا ہے۔ بعض نے پہلے درجہ میں سرد و تر بتایا ہے۔ گیلانی نے شیخ کے قول پر یوں دلیل بیان کی ہے کہ اس کے مزے میں کوئی کیفیت قوی معلوم نہیں ہوتی۔ اس لیے اعتدال کے قریب ہونا چاہیے۔ اور نہ اس میں کوئی ایسی کیفیت ہے۔ جس سے معدہ اور آنتوں کو ضرر پہنچے۔ کیونکہ نہ اس میں لذع ہے نہ جلا ہے۔ نہ قبض ہے نہ کسیلا پن ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس سے ثابت ہے کہ نہ وہ گرم ہوگا اور نہ سرد۔ بلکہ معتدل ہوگا۔ (خزائن الادویہ)

مقدار خوراک:۔ گودا کی مقدار خوراک بطور ملین ۴ ماشہ سے ۸ ماشہ تک اور بطور مسہل نصف چھٹانک سے ایک چھٹانک تک ہے۔

پوست املتاس (املتاس کی پھلی کا بیرونی چھلکا) کی مقدار خوراک چھ ماشہ سے ایک تولہ تک ہے۔

افعال:۔ مغز املتاس ملین اور مسہل ہے۔ پوست املتاس مدر حیض، مخرج جنین اور مخرج مشیمہ ہے۔

نفع خاص:۔ مغز املتاس دست لانے کے لیے خاص کر مفید ہے اور پوست املتاس بطور مدر حیض کام آتا رہتا ہے۔

گودا الگ کرنے کی ترکیب

طب ڈاکٹری میں اس کے گودا کے الگ کرنے کی یہ ترکیب ہے کہ سوکھی پھلی کو کچل کر تھوڑے پانی میں بھگو دیتے ہیں۔ اور اسے خوب ہلاتے ہیں یہاں تک کہ تمام گودا پانی میں حل ہو جاتا ہے پھر اسے پارچہ بیز کر کے محلول کو آنچ پر خشک کر لیتے ہیں۔ جب خلاصہ کھوئے کی طرح گاڑھا ہو جاتا ہے۔ تو اتار کر ٹھنڈا کر لیتے ہیں یہی کنفکش

آف سنا (ڈاکٹری معجون سنا) میں مستعمل ہے۔

واضح رہے کہ طب ڈاکٹری میں تو صرف کنفکشن آف سنا میں شامل کرنے کے لیے ہی پھل سے گودا الگ کیا جاتا ہے۔ لیکن دیسی معالجین خصوصاً یونانی حکماء تو اسے بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ بازار میں پھلی املتاس سے نکالا ہوا گودا بکثرت دستیاب ہوتا ہے لیکن عموماً پرانا ملتا ہے۔ اور اکثر کیڑوں کا بسیرا بنا ہوا ہوتا ہے۔ اس لیے معالجین کو چاہیے کہ بوقت ضرورت سر دست پھلی سے گودا نکال کر کام میں لایا کریں۔ پھلی کو یوں ہی توڑ کر اسے نکالنے میں بہت مشکل پیش ہوتی ہے۔ اس لیے پھلی کو آگ پر گرم کر کے اور پھر اسے توڑ کر گودا نکال لینا چاہیے۔ اس طرح آسانی سے گودا نکل آتا ہے۔ کئی ایسا بھی کرتے ہیں کہ پھلی پر کپڑا لپیٹ کر اور گارا لگا کر خشک کر کے بھوبھل میں گاڑ دیتے ہیں۔ جب گرم ہو جاتا ہے تو نکال کر توڑ کر گودا نکال لیتے ہیں۔ گرم گرم پانی میں پھلی کو ڈال دیتے ہیں۔ چند منٹ بعد پھلی کو پانی سے نکال کر توڑ کر گودا نکال لیتے ہیں۔ اس طرح بھی باسانی گودا نکل آتا ہے۔

استعمال کے متعلق چند ضروری ہدایات

(۱) اطبا املتاس کی نئی پھلی کے استعمال کی بجائے پرانی پھلی کے استعمال کو ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ خزائن الادویہ میں لکھا ہے کہ اس کی قوت دس برس تک باقی رہتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ جس پر ایک سال گزر گیا ہو اسے استعمال کریں۔ کیونکہ تازہ سے کبھی پیشاب میں خون آنے لگتا ہے۔ گنج باد آور د میں لکھا ہے کہ بہتر املتاس سیاہ غلیظ اور تلو سدار اور پرانا ہوتا ہے۔ پرانے سے مراد یہ ہے کہ تین سال سے دس سال تک اس پر گزر گئے ہوں۔

(۲) گودا املتاس نکال رکھنے سے صرف چند دن اچھا رہتا ہے۔ پھر خراب ہو جاتا ہے۔ اس کی قوت ضعیف ہو جاتی ہے اس لیے ہمیشہ بوقت ضرورت پھل میں سے گودا نکال کر کام میں لانا چاہیے۔

(۳) گودا املتاس کو تنہا استعمال کرنے سے جی متلاتا اور پیٹ میں مروڑ ہونے لگتی ہے۔ اس لیے اسے تنہا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ سونف املی وغیرہ کے

ہمراہ ملا کر استعمال کرنا چاہیے۔

(۴) املتاس کے گودا کو جوش کر کبھی استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے اس کی قوت کے ضعیف ہو جانے کے علاوہ اس کا ذائقہ بھی زیادہ خراب ہو جاتا ہے۔ اور لیسدار بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ جس سے اس کا استعمال کرنا ہی صرف دو بھر نہیں ہوتا۔ بلکہ قدرے تکلیف دہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے ہمیشہ جس چیز کے ہمراہ ملا کر اس کو استعمال کرنا ہو۔ سب سے پہلے اسے بخوبی جوش الیں۔ اور بعد ازاں اس جوش کردہ چیز میں اس کے گودا کو بھگو دیں۔ تھوڑی دیر بعد اسے خوب چھان کر کام میں لائیں۔ یا گودا املتاس کو گرم پانی میں بھگو کر مل چھان کر استعمال کریں۔

خانگی استعمالات

ڈکشنری آف دی اکنامک پراڈکٹس آف انڈیا میں جناب ڈاکٹر واٹ صاحب رقمطراز ہیں:۔

"املتاس کے درخت کا چھلکا کپڑوں کے رنگنے کے کام بھی آتا ہے۔ تر پھلہ بھی ساتھ شامل کیا جاتا ہے۔ اس کے چھلکے سے جو سرخی مائل رنگ نکلتا ہے۔ اسے پھٹکڑی ڈال کر پکا بنا لیا جاتا ہے۔ دو چھٹانک چھلکے میں دو تولہ پھٹکڑی ابالی جاتی ہے۔ اگر پوست انار (نسپال) بھی ساتھ شامل کر لیا جائے۔ تو رنگ گہرا ہو جاتا ہے چھلکے سے چمڑے رنگنے کا کام بھی لیا جاتا ہے"۔

چونکہ املتاس کے درخت کی لکڑی بہت سخت اور پائیدار ہوتی ہے۔ نیز اس پر پالش بھی عمدہ ہو سکتی ہے۔ اس لیے یہ نہایت کارآمد رہتی ہے۔ چنانچہ یہ لکڑی کڑیاں ستون۔ شہتیر۔ گاڑیوں کے پہیے۔ گڑے۔ موسل اور زمینداری سامان تیار کرنے میں بہت کام آتی ہے۔

جناب خان صاحب چودھری محمد عظیم صاحب بھٹی۔ صحرائی۔ پی۔ ایف۔ ایس بن کی بہار میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"بنگال میں املتاس کا گودا تمباکو میں ملا کر حقہ میں پیا جاتا ہے۔ یورپ میں اس درخت کو تربیت دے کر اس کے پھل کو ایسا لذیذ اور موٹے گودے کا بنا لیا جاتا ہے

کرہاں اس کو لوگ بہت مزا لے کر عام طور سے تفریحاً کھاتے ہیں۔ اور اس کو انگور، سیب اور ناشپاتی کے ساتھ کھانے کی میزوں پر چنا جاتا ہے؛

کہیں کہیں اس کے پتوں کو بطور ساگ کے پکا کر بھی کھاتے ہیں۔ جو تاثیر میں قبض کشا رہتا ہے۔

سنتھالی لوگ اس کے پھول بھی پکا کر نوش فرماتے ہیں۔ جو بہترین ملین کا کام کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ ہندوستان سے جو اشیاء غیر ممالک کو جاتی ہیں۔ اس فہرست میں املتاس کی پھلیاں اور درخت املتاس کا چھلکا بھی درج ہے۔

آیورویدک استعمالات

چرک نے املتاس کو دس نافع جذام ادویہ میں شمار کیا ہے۔ علاوہ بریں خارش کو دور کرنے والی دس ادویہ میں بھی یہ درج ہے۔

املتاس کے پنچانگ کے جوشاندہ سے نہانے اور پینے سے جذام دور ہو جاتا ہے۔ علاوہ بریں اس کا لیپ لگانا۔ ابٹن اور سفوف زخموں پر چھڑکنا بھی نافع ہے۔ اس جوشاندہ میں پکایا ہوا گھی اور تیل بھی فائدہ مند ہے۔ (چرک)

املتاس کے پتوں کو کانجی سے پیس کر لیپ کرنے سے داد، کوڑھ، کھجلی۔ اور دچچیکا[1] کوڑھ دور ہو جاتا ہے۔ (برہت نگھنٹو رتناکر)

داد۔ الکبھ (یہ سیاہ رنگ کا کوڑھ خشک پھوڑوں کی مانند چھونے میں کھردرا اور خشک ہوتا ہے) اور سدھم (سفید داغ) پر املتاس کے پتوں کو خوب باریک گھوٹ کر لیپ کرنا مفید ہے۔ (بنگ سین)

املتاس کے پتوں کو خوب باریک گھوٹ کر ٹکری بنا کر بطور لیپ کرنا سر خبادہ میں فائدہ مند ہے۔ (چرک)

---

[1] یہ کوڑھ کی ایک قسم ہے۔ جس میں کھجلی ہوتی ہے۔ اور بہت سی پھنسیاں پیدا ہو کر ان میں سے ہر وقت مواد بہتا رہتا ہے۔ اس مرض کو آج کل اطباء چھاجن یعنی ایگزیما کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔

اُپدنشں (آتشک مجازی) کے زخم کو املتاس کے پتوں کے جوشاندہ سے دھونا چاہیے۔ (سُشرت)

بیخ املتاس کو پانی سے گھوٹ کر اُپدنشں کے زخم پر لیپ کرنے سے ناقابل علاج اُپدنشں کو بھی آرام آ جاتا ہے۔ اور درد کافور ہو جاتا ہے۔

(شوڈھل)

املتاس کی جڑ کو چاولوں کے پانی کے ہمراہ پیس کر نسوار لینے اور بطور لیپ استعمال کرنے سے کنٹھ مالا (ہجیریں) دور ہو جاتی ہے۔ (چکردت)

جس بخار میں قبض ہو اس میں املتاس کے گودا کو دودھ میں ملا کر یا آب مویز میں گھول کر دینے سے جلاب ہو کر بخار دور ہو جاتا ہے۔ (چرک)

مویز اور املتاس کے گودا کا جوشاندہ استعمال کرنے سے (جلاب ہو کر) صفراوی بخار رفع دفع ہو جاتا ہے۔ (چکردت)

املتاس کے گودا کو آب گنا، یا آب بداری کند یا آب آملہ میں گھول کر پینے سے بلغمی یرقان دور ہو جاتا ہے۔ (چرک)

املتاس کی جڑ سے سو مرتبہ پکایا ہوا گھی پینے سے کوڑھ دور ہو جاتا ہے۔

(واگ بھٹ)

املتاس کے ملائم پتوں کو پانی اور تیل میں بطور ساگ پکا کر بغیر نمک ملائے کھانا اروستمبھ (جانگھوں کا شل ہو جانا) کے لیے فائدہ مند ہے۔

(چرک)

پت اُدر (صفراوی مرض شکم) میں جلاب کے لیے املتاس کے گودا کو دودھ میں ملا کر پلانا چاہیے۔ (چرک)

ہردر پرمیہہ (یہ صفراوی پرمیہوں میں سے ہے۔ اس میں مریض کو بالکل ہلدی کی مانند زرد رنگ کا پیشاب آتا ہے) میں درخت املتاس کی چھال کا جوشاندہ پینا چاہیے

(سُشرت)

املتاس کے پتوں کو سرسوں کے تیل میں بھون کر بھات یا دال کے ساتھ کھانے سے آم وات (گنٹھیا) کو آرام ہوتا ہے۔ (بھاو پرکاش)

دیگر استعمالات

(مختلف ڈاکٹروں کے قلم سے)

۱:- آر۔ این۔ کھوری صاحب۔ میٹریا میڈیکا آف انڈیا اینڈ تھراپیوٹکس میں تحریر فرماتے ہیں۔

گودا ملین ہے۔ لیکن واحد طور پر شاذ و نادر استعمال کیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ قولنج، مروڑ اور نفخ پیدا کرتا ہے۔ یہ دیگر جلاب آور ادویہ کے اثر کو بڑھانے کے لیے ان کے ساتھ ملا کر دیا جاتا ہے۔ جب یہ طویل عرصہ تک دیا جاتا ہے۔ تو پیشاب کی جھلک، گہرے بادامی رنگ کی ہو جاتی ہے۔ کافی کے ایسنس میں آمیزش کرنے کے لیے گودا استعمال کیا جاتا ہے۔ تخم قے آور ہیں۔

اس کی چھال اور پتے تیل میں ملا کر پوپیچل (ایک خاص قسم کی پھنسیاں) میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ جڑ قوی مسہل ہے۔ گودا بطور جلاب آور اور دوا کے ۳۰ سے ۸۰ گرین کی مقدار میں تجویز کیا جاتا ہے۔

۲:- کے۔ ایم۔ نادکرنی صاحب۔ انڈین میٹریا میڈیکا میں رقم طراز ہیں۔

افعال:- گودا۔ پوست بیخ۔ تخم اور پتوں میں مسہل اوصاف پائے جاتے ہیں۔ جڑ مسہل، مقوی اور دافع بخار کا کام کرتی ہے۔

استعمالات:- اس درخت کی پھلیاں جو ایک سے ڈیڑھ فٹ تک لمبائی میں ہوتی ہیں۔ دوا کے کام میں لائی جاتی ہیں۔ گودا ایک خوشگوار ملین ہے۔ بچوں اور حاملہ مستورات کے لیے بے ضرر ہے۔ بہتر یہ ہے کہ دیگر جلاب آور ادویہ کے ساتھ ملا کر استعمال کیا جائے جیسے معجون یا لعوق کی صورت میں۔ چونکہ کوئی اثر پیدا کرنے کے لیے یہ اکیلا ایک یا دو اونس کی مقدار میں لینا پڑتا ہے۔ کنفکشن آف سنا کا یہ ایک جزو ہے کافی کے ایسنس میں بھی گودا املتاس استعمال ہوتا ہے۔ اس کے گودا کی معجون دو سے چار ڈرام کی خوراکوں میں ایک خفیف ملین کا کام کرتی ہے۔ جس سے ایک یا دو نرم پاخانے ہو جاتے ہیں۔ گودا کی تیار کردہ معجون ذیابیطس کے مریضوں کو دی جاتی ہے۔ وہ گلقند جس میں یہ پڑتا ہے ایک بارد

بلین ہے۔ خصوصاً نازک مستورات کے واسطے۔ مقدار نصف اونس یا سوا تولہ ہے۔ سوتے وقت نیم گرم دودھ کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ خارجی طور پر نقرس۔ وجع المفاصل وغیرہ کے واسطے گودا ایک اچھا لیپ سمجھا جاتا ہے۔ پختہ پھلی کے گودا کو املی کے گودا سے ملا کر سوتے وقت لینے سے انتوں پر اس کا خفیف اثر ہو کر دوسری صبح کو ایک یا دو نرم پاخانے ہو جاتے ہیں۔ بچوں کے قولنج ریحی میں ۔۔۔۔ پاخانوں کو لانے کے واسطے اسے ناف کے چاروں طرف عموماً لگاتے ہیں۔ امراض معدہ میں پھولوں کا جوشاندہ دیا جاتا ہے۔ خارجی طور پر پتوں کو پیس کر ضماد بنا کر ورم پر لگاتے ہیں۔ چھال اور پتوں کو پیس کر اور تیل کے ہمراہ رگڑ کر پھنسیوں۔ داد۔ شدت سردی کے باعث ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا سوج جانا۔ اور ان میں کھجلی ہونا۔ (چل بلینس) کیڑوں مکوڑوں کا کاٹنا۔ لقوہ اور گنٹھیا پر لگاتے ہیں۔ ۵ سے ۷ تخموں کو پیس کر بطور قے آور دوا کے تجویز کرتے ہیں۔ جڑ بخار امراض دل۔ فضلات کا جسم میں رک جانا اور صفراویت وغیرہ کے لیے مفید ہے۔

۳:۔ ڈاکٹر وامن گنیش دلیسائی صاحب۔ اوشدھی سنگرہ میں لکھتے ہیں۔

املتاس بلین۔ نافع جلن اور دافع درد ہے۔ خون میں گرمی بڑھی ہو اور جسم میں مواد جمع ہو کر وات رکت (نقرس) گنٹھیا وغیرہ امراض ہوئے ہوں۔ تب املتاس جلاب کے لیے دیتے ہیں۔ یہ نرم مزاج ہونے سے بچوں۔ مستورات اور نازک مزاج والوں کو بھی دی جاتی ہے۔ صفرا کی زیادتی ہو تو اس کے ساتھ املی دیتے ہیں۔ ٹھنڈک کی زیادتی ہو تو اس کے ساتھ نسوت دیتے ہیں۔ جگر کا فعل ٹھیک نہ ہو۔ تب مکو کے ساتھ دیتے ہیں۔ پھوڑے کی سوجن۔ وات رکت اور گنٹھیا کی سوجن میں مغز (اور پتوں) کا لیپ کرتے ہیں۔ گلے کی گلٹی (ٹانسل) کے سوج جانے سے پانی گلے میں نہ اترتا ہو تب ایک تولہ چھال کا کاڑھا کر کے تھوڑا تھوڑا منہ میں ڈالتے ہیں۔ اس سے گلٹی کی سوجن جلد اتر جاتی ہے۔

۴:۔ ڈاکٹر بی۔ مکرجی صاحب۔ دی انڈین فارمیسوٹیکل کوڈیکس میں رقمطراز ہیں:۔

گودا املتاس بلین ہے اور دائمی قبض کے مریضوں کو قلیل مقدار میں دیا جاسکتا ہے۔ جلاب کے لیے معقول مقدار میں لینے سے یہ متلی۔ اپھارہ اور مروڑ پیدا کرتا ہے۔

یہ شاذ و نادر تجویز کیا جاتا ہے۔ سوائے کنفکشن آف سنا کے ایک جزو کے طور پر جو کہ ایک خوشگوار اور مفید ملین مرکب ہے۔

خاص الخاص استعمالات

ا:۔ املتاس کا گودا نہایت مفید ملین و مسہل ہے۔ چنانچہ ننھے بچوں اور حاملہ مستورات تک کو بلا کسی ضرر کے اندیشہ کے بخوبی استعمال کرایا جاسکتا ہے۔ علاوہ بریں اس میں یہ بھی ایک صفت ہے کہ یہ تھوڑے وزن میں ملین ہے۔ اور زیادہ وزن میں مسہل۔

چرک سنگھتا میں لکھا ہے کہ بخار۔ امراض دل۔ دات رکت اور مرض اُداورت وغیرہ میں املتاس کا جلاب دیگر جلابوں کی بہ نسبت زیادہ مفید رہتا ہے۔ کیونکہ اس سے ہلکا جلاب ہوتا ہے۔ نیز شیریں اور ٹھنڈا ہوتا ہے نیز بچوں۔ بوڑھوں کھشت کھشینٹر یعنی ایسے مریضوں کو جن کے پھیپھڑوں میں زخم ہونے کی وجہ سے خون جاتا ہو اور اس کی وجہ سے ان کو کمزوری لاحق ہو گئی ہو۔ نیز نازک مزاج اشخاص کے لیے املتاس کا جلاب خاص کر مفید رہتا ہے۔ کیونکہ یہ ہلکا جلاب ہے اور کسی طرح کا کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔ یعنی بے ضرر ہے۔

ان اعلیٰ اوصاف کے ہونے کے باوجود بھی یہ کم برتا جاتا ہے۔ اس کی چند اہم وجوہ ہیں۔ مثلاً یہ بدبودار اور میلا ہے۔ اس کی مقدار خوراک بھی زیادہ ہے۔ رنگ بھی مرغوب طبع نہیں۔ جس سے اسے مریض بخوشی استعمال نہیں کرنا چاہتا۔ کئی دفعہ ابکائی اور متلی بھی ہو جاتی ہے۔ پیٹ میں مروڑیں بھی ہوتی ہیں۔ اگرچہ اس میں سونف وغیرہ کو ملا کر اس کا یہ نقص دور کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس کی ناگوار بو اور غیر مرغوب طبائع رنگ کو دور کرنا محال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آئے دن اس کا استعمال کم ہو رہا ہے۔ اور خاص کر شہری لوگ اور نازک مزاج حضرات اس مسہل کے نام سے ہی گھبراتے ہیں۔ تاہم اس کے مفید و موثر ہونے میں کسی کو انکار نہیں۔

املتاس کے پھولوں کا گلقند نہایت عمدہ ملین ثابت ہوا ہے۔ خوش ذائقہ ہونے سے ہر کوئی اسے استعمال کرنا پسند کرتا ہے۔

۲:۔ املتاس کا گودا خناق کے لیے مفید قرار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ جناب شفاء الملک حکیم دلبر حسن خان صاحب بھٹی مرحوم رقمطراز ہیں:۔

خناق یعنی گلے کے ورم کے لیے اکیلا املتاس ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس کے کھلانے، گلے پر لگانے اور غرارہ کرنے سے انسان ننانوے فیصدی کامیاب ہو سکتا ہے۔ بارہا دفعہ املتاس نے خناق کے مایوس بیماروں پر جادو کا اثر کیا ہے۔ ایک جوان شخص کے لیے طریقہ استعمال حسب ذیل ہے۔

(ا) مغز املتاس چار تولہ کو گرم پانی میں بھگو کر مل چھان کر روغن بادام چھ ماشہ اور مصری دو تولہ ڈال کر پلائیں۔

(ب) پانچ تولہ مغز املتاس کو سیر بھر گرم پانی میں بھگو کر مل چھان کر نیم گرم سے غرارہ کرائیں۔

(ج) مغز املتاس کو قدرے پانی میں باریک کر کے گلے پر گرم کر کے ٹکور کر کے بعد ازاں گلے پر ضماد کرائیں۔ (لب المجربات)

۳:۔ املتاس کی پھلی کا پوست احتباس حیض اور عسر حیض میں تنہا یا دیگر مناسب ادویہ کے ہمراہ جوشاندہ بنا کر استعمال کیا جاتا ہے۔ اور نہایت مفید و مجرب رہتا ہے۔



گلدستۂ مجربات

۱۔ اکسیری جوشاندہ:۔

اجزائے نسخہ:۔ گودہ املتاس۔ کوٹ لنسورت۔ برگ سنا۔ پوست ہلیلہ کابلی گل سرخ ہر ایک چار ماشہ۔ مویز منقیٰ دو عدد۔ گلقند ایک تولہ۔

ترکیب تیاری:۔ مذکورہ آٹھ اشیاء میں سے املتاس کے گودا، مویز منقیٰ اور گلقند کو چھوڑ کر بقیہ پانچوں اشیاء کا جوکوب سفوف تیار کرلیں۔ بعد ازاں اس سفوف میں مویز منقیٰ اور گلقند کو بھی داخل کرلیں۔ اب اس مرکب کو نصف سیر پانی میں ڈال کر مدھم مدھم آگ پر جوش دیں۔ جب نصف پاؤ پانی باقی رہ جائے تو اسے نیچے اتار لیں۔ اور اب اس میں املتاس کا گودا بھی آمیز کردیں۔ جب دوا قدرے ٹھنڈی ہو جائے تو اسے خوب مل چھان کر مریض کو پلائیں۔

فوائد:۔ اس کے پینے سے خوب کھل کر ایک دو دست ہو کر پیٹ کا غلیظ مادہ خارج ہو جاتا ہے۔ اور بھوک چمک اٹھتی ہے۔ چنانچہ بخار میں جب قبض کی شکایت ہو تو اس کے دینے سے قبض دور ہو کر بخار بالکل رفع دفع ہو جاتا ہے یہ ہمارا بارہا کا مجرب جوشاندہ ہے۔

۲۔ اکسیری خیساندہ:۔

نصف پاؤ کھولتے ہوئے پانی میں گودا املتاس اور خالص ترنجبین ایک ایک تولہ کی مقدار میں ڈال کر کسی ڈھکنے والے برتن میں پندرہ بیس منٹ تک بھگو رکھیں۔ بعد ازاں خوب مل چھان کر مریض کو پلا دیں۔ شیریں کرنے کے لیے مصری بھی آمیز کر سکتے ہیں۔

نوٹ:۔ عرق گلاب اور عرق سونف میں بھی ان کو گھول کر پلا سکتے ہیں۔

فوائد:۔ غلیظ مواد کے اخراج کے لیے یہ بھی ہمارا کئی مرتبہ کا آزمودہ خیساندہ ہے۔ اس سے دست ہو کر طبیعت بالکل ہلکی ہو جاتی ہے۔ ننھے بچوں تک کو بھی سن و سال کو مدنظر رکھتے ہوئے بلا کسی خوف و خطر کے دے سکتے ہیں۔ بالکل بے ضرر اور سادہ چیز ہے۔

۳۔ گلقند املتاس:۔

اجزاء و ترکیب:۔ املتاس کے تازہ پھولوں کی صاف شدہ پنکھڑیاں ایک حصہ، کھانڈ دانہ دار دو حصہ۔ ہر دو کو خوب زور دار ہاتھوں سے مسل کر مرتبان میں بھر کر دو ہفتہ کے لیے دھوپ میں پڑا رہنے دیں۔ اس اثنا میں دوسرے تیسرے روز چمچے وغیرہ سے الٹ پلٹ دیا کریں۔ پھول اور کھانڈ یک جان ہو کر گلقند تیار ہو جائیگا۔

مقدار و ترکیب استعمال:۔ ایک سے اڑھائی تولہ تک کی خوراک میں ہمراہ شیر گرم دو دھ یا آب نیم گرم دیں۔

افعال و خواص:۔ نہایت درجہ لذیذ اور مفید قبض کشا دوا ہے۔ رات کو کھا کر سو جانے سے صبح بغیر کسی درد مروڑ یا متلی وغیرہ کے خوب کھل کر پاخانہ ہو جاتا ہے خوش ذائقہ اور بے ضرر ہونے سے بچوں اور حاملہ مستورات تک کو بخوبی استعمال کرایا جا سکتا ہے۔ امراء و نازک مزاج حضرات بھی اسے بخوبی نوش فرما لیتے ہیں۔ جن علاقہ جات میں املتاس کے درخت کثرت سے پائے جاتے ہیں وہاں کے نوجوانوں کو چاہیے کہ ان کے پھولوں سے نہایت کثیر مقدار میں گلقند تیار کر کے خوب تجارت کریں۔ نہایت فائدہ مند کام ہے۔ دیانت داری، ہمت اور حوصلہ سے کام کرنے سے یہ چیز خوب ناموری حاصل کر سکتی ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ گلاب کے پھولوں کی گلقند سے سبقت نہ لے جائے۔

۴۔ دوائے خیار شنبر:۔

یہ قابل قدر مرکب جناب حکیم احمد الدین صاحب بانئے خادم الحکمت شاہدرہ (لاہور) کا تجویز کردہ ہے۔ اور بعض چند امور کو مدنظر رکھتے ہوئے خاص ترتیب

دی گئی ہے۔ چنانچہ مناسب ادویہ کی آمیزش سے یہ مرغوب طبع، خوش ذائقہ اور خوشبودار بنا دیا گیا ہے۔ اور اگر کوئی خامی ہے تو صرف یہ کہ رنگ اچھا نہیں ہے۔ ورنہ گودا املتاس کے دیگر عام مرکبات کے تمام نقائص سے یہ بالکل مبرا ہے۔

اجزاء و ترکیب:۔ گودا املتاس ۵ تولہ۔ سناکی ۲ تولہ۔ انجیر ولایتی ۷ عدد۔ کشنیز کوفتہ۔ الائچی خورد کوفتہ ہر ایک ۶ ماشہ۔ اصل السوس نیم کوفتہ ۲ تولہ۔ تمر ہندی ۲ تولہ۔ آلو بخارہ ۵ دانہ۔ سب ادویہ کو ڈیڑھ سیر پانی میں ڈال کر نہایت نرم آگ پر رکھیں۔ حتیٰ کہ قریب دو اڑھائی گھنٹہ تک پکنے پر صرف نصف پانی خشک ہو۔ پھر اس کو چھان لیں۔ اور حسب ضرورت مقدار میں مصری ملا کر شیریں کر لیں۔

مقدار خوراک:۔ دائمی قبض کے لیے یا عام قبض کے لیے ۲ تولہ سے ۵ تولہ تک ہر روز یا حسب ضرورت ہو۔ اور مسہل کے طور پر ایک پاؤ سے ڈیڑھ پاؤ تک عام طور پر صبح کے وقت پلایا جاتا ہے۔

مواقع استعمال:۔ قبض کو رفع کرتا ہے اور اسہال لاتا ہے۔

۵۔ ڈبہ اطفال کی سنیاسیانہ چٹکلی:۔

یہ چٹکلہ جناب ہیڈ ماسٹر بھونت سنگھ صاحب بی۔ اے کے مجربات میں سے ہے۔ اگرچہ بالکل مفرد اور عام چیز ہے۔ لیکن نہایت درجہ اکسیر ہے۔ کئی اطباء نے اس کی تصدیق فرمائی ہے۔ نسخہ انہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔

جس وقت بچہ کی پسلی چلنے لگے۔ اور گڑھا پڑنے سے خوف جان ہو۔ اسوقت یہ دوا مفید پڑتی ہے۔

املتاس کی سالم پھلی کو جلا کر کوئلہ کر رکھیں۔ خوب باریک پیس کر شیشہ میں رکھا رہے۔ ایسے موقع پر ذرا سا چٹا دیا جائے۔ خدا صحت دیتا ہے۔

(رموز الاطباء)

۶۔ لعوق سپستان خیار شنبری:۔

اجزائے نسخہ:۔ سپستان۔ عناب۔ ہر ایک پندرہ عدد۔ بنفشہ نو ماشہ۔

غطمی پانچ ماشہ۔ سنا مکی۔ شیر خشت۔ ہر ایک ڈیڑھ تولہ۔ مغز املتاس ساڑھے چار تولہ خمیرہ بنفشہ تین تولہ۔ ترنجبین چھ تولہ۔ روغن بادام شیریں پانچ تولہ۔ مصری ڈیڑھ پاؤ۔

ترکیب تیاری :۔ اول سپستان سے سنا مکی تک کی ادویات کو تین پاؤ پانی میں جوش دیں۔ جب نصف پانی باقی رہ جائے تو اتار کر مل چھان کر اس میں شیر خشت، مغز املتاس، خمیرہ بنفشہ، ترنجبین اور مصری کو ملا کر دوبارہ چھان کر نرم آگ پر رکھیں۔ جب قوام غلیظ ہو جائے تو روغن بادام اضافہ کر کے محفوظ رکھیں۔

مقدار خوراک :۔ ایک ایک تولہ صبح و شام عرق گاؤزبان یا پانی کے ہمراہ کھائیں۔

افعال و منافع :۔ یہ کھانسی میں بہت مفید ہے۔ اور قبض کو دور کرتا ہے۔

۷۔ جدید مرکب :۔

جیسا کہ اس سے پیشتر تحریر کیا جا چکا ہے۔ طب جدید میں صرف مغز املتاس ہی مستعمل ہے۔ اور یہ بھی صرف ایک ہی مرکب یعنی معجون سنا میں شامل کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس سے کوئی دیگر مرکب یعنی خیساندہ یا ٹنکچر وغیرہ تیار نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ معجون کا نسخہ ذیل میں درج ہے۔

معجون سنا۔ (کنفکشن آف سنا)

اجزائے نسخہ :۔ برگ سنا باریک مسفوف ½۲ چھٹانک۔ تخم کشنیز باریک مسفوف ½۱ چھٹانک۔ انجیر ولایتی ۶ چھٹانک۔ تمر ہندی ½۴ چھٹانک۔ گودا املتاس ½۴ چھٹانک۔ آلو بخارہ ۳ چھٹانک۔ رب السوس ½ چھٹانک۔ کھانڈ مصفی ۱۵ چھٹانک۔

ترکیب تیاری :۔ انجیر ولایتی اور آلو بخارا کو تین پاؤ آب مقطر میں ۴ گھنٹہ تک جوش دیں۔ اور حجم کو پورا کرنے کے لیے تھوڑا آب مقطر اور ملا کر اس میں تمر ہندی و گودا املتاس کو داخل کر لیں۔ اور دو گھنٹہ تک بھگو رکھیں۔ پھر اس مرکب کو بالوں کی چھلنی میں سے چھان لیں۔ تاکہ بیج وغیرہ علیحدہ ہو جائیں

پھر اسے ہلکی آنچ پر رکھ کر اس میں ربّ السوس اور کھانڈ کو مخلوط کر دیں۔ جب گرم ہو جائے تو اس میں برگ سنا اور تخم کشنیز مسفوف خوب ملا دیں اور جب یہ معجون قوام پر آ جائے تو اسے نیچے اتار لیں۔

مقدارِ خوراک:۔ ایک ڈرام سے دو ڈرام تک (۴ سے ۸ ماشہ تک)

افعال و منافع:۔ یہ ایک عمدہ قبض کشا دوا ہے۔ اور خاص کر دائمی قبض کے لیے برتی جاتی ہے۔



اندر جو کا درخت یعنی کُڑا

مختلف نام :-
کُڑا کو سنسکرت میں کیٹج (پہاڑ پر پیدا ہونے والا) گِرِج (پہاڑ پر پیدا ہونے والی) وَتسک (چھوٹا درخت) گِری ملیکا (جس کے پھول موتیا کے پھولوں جیسے ہوتے ہیں۔) کالنگ (کلنگ دیش یعنی اڑیسہ میں زیادہ پایا جانے والا) گُچھک (پھولوں کے گچھوں والا درخت) ملیکا پُشپ (جس کے پھول موتیا کے پھولوں کی مانند ہوتے ہیں) ورکشک (عام یا متوسط درخت) درتکت (بہت تلخ) شکرا (اندر نام والا) وتسک کیٹج (جس کو بالیں جیسے جو لگتے ہیں) اور پانڈر (جس کی چھال ٹیالی سفید رنگ کی یا ہلکے پیلے بادامی رنگ کی ہوتی ہے۔ وغیرہ ہندی میں کُڑا۔ کوریا اردو میں درخت اندر جو کُڑا۔ بنگالی میں کُرچی۔ مرہٹی میں کُڑا۔ گجراتی میں کڑو۔ عربی میں شجر لسان العصافیر المر۔ فارسی میں درخت زبان۔ کنجشک تلخ۔ درخت اندر جو تلخ۔ لاطینی میں ہولے رینا اینٹی ڈائی سینٹریکا (   ) اور
انگریزی میں کرچی (   ) ہولے رینا (   )
کُنیسی (   ) یا ٹیلی چیری (   )
کہتے ہیں۔

تخم کُڑا (اندر جو) کو سنسکرت میں اندر یو (اندر کے جو) بھدر یو (نہایت عمدہ کار آمد جو) کیٹج بیج (تخم کیٹج) یو پھل (پھل یعنی بیج جو کی شکل کے ہونے سے) وغیرہ۔ ہندی، اردو، مرہٹی اور گجراتی میں اندر جو۔ عربی میں لسان العصافیر المر اور فارسی میں زبان کنجشک تلخ اور اندر جو تلخ نام سے موسوم ہے۔

تاریخ :-
اس ہندوستانی دوا کی قدیم ہندوؤں کو پوری پوری واقفیت حاصل تھی چنانچہ قدیم ترین آیورویدک مستند کتب چرک سنگھتا اور سشرت سنگھتا وغیرہ

میں اس کا بار۔ ہا تذکرہ ملتا ہے حتیٰ کہ چرک سنگھتا کے کلپ استھان کے پانچویں ادھیائے (باب) میں صرف ونسک (کڑا) کا ہی بیان درج ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس کی پیدائش کے متعلق ایک حکایت بھی درج ہے کہ جس سے اس کے قدیم ترین ہونے کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ شری رام چندر جی کی فوج کے جو بندر لنکا کی لڑائی میں مارے گئے تھے ان کو دوبارہ زندہ کرنے کے لیے اندر دیوتا نے ان پر امرت (آب حیات) چھڑکا جس سے وہ پھر زندہ ہو گئے۔ لیکن ان کے زخموں سے جو خون کی بوندیں زمین پر جہاں جہاں گری تھیں۔ ان پر جب امرت گرا تو وہ درختوں کی شکل میں نمودار ہو گئیں۔ یہی درخت دنیا میں کڑا اور ان کے تخم اندر جو (اندر دیوتا کے جو) کے نام سے مشہور ہوئے ہیں۔

یونانی اطباء کو بھی اس کا بخوبی علم تھا اور ان کے ہاں مستعمل ہے۔ برٹش فارما کوپیا میں تو یہ داخل نہیں ہے۔ لیکن انڈین نیشنل فارما کوپیا میں یہ داخل ہے۔

ہومیوپیتھی میں پہلے تو یہ مستعمل نہیں تھی لیکن اب جو کئی نئی بھارتی جڑی بوٹیوں جدید تحقیق و جستجو کے بعد ہومیوپیتھک میٹیریا میڈیکا میں شامل کی گئی ہیں۔ ان میں کڑا چھال اور تخم کڑا (اندر جو) بھی شامل ہیں۔ تفصیل کے لیے شری ڈاکٹر سرت چندر گھوش ایم۔ ڈی کی تصنیف کردہ کتاب "ڈرگز آف ہندوستان"، ملاحظہ فرمائیں۔

جائے پیدائش :۔

کڑا کا درخت ہندوستان میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ ہمالیہ کے گرم خشک حصوں میں خودرو طور پر ۳۰۰۰ سے ۴۰۰۰ فٹ کی بلندی تک ملتا ہے۔ علاوہ ازیں ہندوستان کے جنوبی جنگلوں میں ٹراونکور تک پیدا ہوتا ہے۔ اتر پردیش میں بکثرت دستیاب ہوتا ہے خصوصاً دہرہ دون اور سہارن پور کے جنگلات اور گڑھوال میں۔ پہاڑی علاقوں کی نسبت میدانوں میں کم ملتا ہے۔ بنگال۔ اڑیسہ بہار اور آسام میں اس کے درخت عام ملتے ہیں۔ جموں شہر کے گرد و نواح میں بھی اس کے درخت بکثرت پائے جاتے ہیں۔ کشمیر کے دیگر علاقے اور ضلع کانگڑہ کے پہاڑوں پر بھی بکثرت ملتے ہیں۔

نباتی توضیح :۔

اس کی پت جھاڑ بڑی جھاڑی یا چھوٹا سا دودھیا درخت ہوتا ہے۔ جو چار سے دس بارہ فٹ تک اونچا ہوتا ہے۔ اس کا تنا چھوٹا سیدھا اور گولائی میں تین چار فٹ تک ہوتا ہے۔ اس کی چھال کی بیرونی سطح بہت کھردری ہوتی ہے۔ اس پر گہری دراڑیں اور لمبائی کے رُخ میں جھریاں پڑی ہوتی ہیں۔ یہ عموماً نصف انچ موٹی ہوتی ہے۔ بیرونی سطح سفیدی مائل بھوری یا ہلکے زرد یا دامی رنگ کی ہوتی ہے۔ اندرونی سطح عموماً چکنی یا بہت کم کھردری اور سرخی مائل بھورے رنگ کی ہوتی ہے۔ توڑنے پر چھال بے لوچ ٹوٹتی ہے۔ اس میں سے ہلکی نیم جیسی خوشبو آتی ہے اور ذائقہ میں نمایاں طور پر تلخ ہوتی ہے۔ یہی چھال دواً کڑا چھال یا کڑا سک کے نام سے مستعمل ہے۔

اس کی ہر شاخ پر کم و بیش دس بیس پتے آتے ہیں جو چار سے آٹھ انچ لمبے اور دو سے ساڑھے چار انچ چوڑے ہوتے ہیں۔ یہ دو دو قطاروں میں آمنے سامنے نکلتے ہیں یعنی بالمقابل پتے لگتے ہیں۔ یہ نوکدار، چوڑے بیضہ نما، بیضوی، بے ڈنٹھل اور وضع میں کدمب یا امرود کے پتوں کے مشابہ ہوتے ہیں۔ پتہ توڑتے سے دودھ نکلتا ہے۔ ان میں دس سے چودہ ابھری ہوئی رگیں ہوتی ہیں۔ ماہ جنوری میں اکثر تمام پتے جھڑ جاتے ہیں۔ ماہ مارچ اپریل میں نئے پتے نکل آتے ہیں اور ماہ مارچ سے مئی تک سفید رنگ کے پھول گچھوں کی صورت میں آتے ہیں۔ یہ چنبیلی کے پھول کے مشابہ تقریباً ایک دو انچ لمبے اور خوشبودار ہوتے ہیں۔ ماہ نومبر دسمبر سے لے کر ماہ جنوری تک اس کے درخت سہانجنا کے درخت کی مانند کی پھلیوں سے لد جاتے ہیں۔ یہ سبز بیلن نما تقریباً آٹھ سے پندرہ انچ لمبی اور عموماً سرکنڈے کے قلم جتنی موٹی ہوتی ہیں۔ ان پر سفید قطرات کے نشان ہوتے ہیں۔ دو دو پھلیاں ایک ساتھ ایک ڈنٹھل پر لگتی ہیں۔ ڈنٹھل کی جانب یہ جڑی ہوتی ہیں لیکن دوسرے سرے پر الگ الگ رہتی ہیں۔ یہ جاڑے میں پک جاتی ہیں اور عموماً ماہ فروری و مارچ میں تڑک جاتی ہیں۔ ان کے اندر سے کئی بیج نکلتے ہیں۔ یہ شکل میں جو کی مانند تقریباً نصف انچ لمبے، علائم، لکیر دار اور ذائقہ میں تلخ اور تند ہوتے ہیں۔ یہ تخم خام حالت میں سبز اور پختہ حالت میں

مٹیالے یا بھورے رنگ کے ہوتے ہیں۔ یہی تخم اندر جو کے نام سے مشہور ہیں۔ ذائقہ میں تلخ ہوتے سے اندر جو تلخ بھی کہلاتے ہیں۔ پھلی میں بیجوں کے علاوہ ڈنڈی سے دور والے سرے یعنی آخری سرے کو کونے میں بالوں کا ایک گچھا لگا رہتا ہے۔ ہر پھلی کو ڈالی پر توڑنے سے دودھ سا نکلتا ہے۔

اقسام :۔

آیورویدیں درخت اندر جو (کڑا) کی دو اقسام کا ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ چرک سنگھتا کے کلپ استھان کے پانچویں ادھیائے میں کڑا کی دو اقسام بیان کی گئی ہیں۔

(ا) جس کی پھلی بڑی ہو، پوست تنا اور پھول سفید ہوں، پتے چکنے ہوں۔ وہ پمان کٹج (نر کڑا) ہوتا ہے۔

(ب) جس کے تنے کا پوست سیاہ ہو، پھول لال ہوں، پھل اور ڈنٹھل (جس شاخ سے پھول اور پھل لگے رہتے ہیں) چھوٹے ہوں اسے استری کٹج (مادہ کڑا) کہتے ہیں۔

فی زمانہ پمان کٹج (نر کڑا) کو ست کٹج اور شویت کٹج (کڑا سفید) کہتے ہیں۔ چونکہ اس کی چھال اور بیج کڑوے ہوتے ہیں اس لیے اسے کڑوا کٹج (کڑا تلخ) بھی کہتے ہیں۔

استری کٹج (مادہ کڑا) کو است کٹج اور کرشنا کٹج (کڑا سیاہ) کہتے ہیں۔ چونکہ اس کی چھال اور بیج کڑا تلخ کی طرح تلخ نہ ہو کر بے ذائقہ ہوتے ہیں۔ اس لیے اسے میٹھا کٹج (کڑا شیریں) بھی کہتے ہیں۔

یونانی میں کڑا تلخ (کڑوا) اور کڑا شیریں (میٹھا) یہ دو اقسام بیان کی گئی ہیں۔ علماء نباتات نے پہلے درخت اندر جو (کڑا) کی تین اقسام قرار دی تھیں جن کے لاطینی نام اس طرح ہیں:۔

۱۔ ہولے ریناانیٹی ڈائی سینٹریکا۔
۲۔ رائی ٹیا ٹنکٹوریا۔
۳۔ رائی ٹیا ٹومین ٹوسا۔

اول قسم یعنی ہولے رینا اینٹی ڈاہی سینٹریکا کو ہی سفید کڑا یا کڑا تلخ کہتے ہیں۔ اور بقیہ کی دونوں قسموں کو کالا کڑا یا کڑا شیریں کہتے ہیں۔

فی زمانہ علماء نباتات صرف اول قسم یعنی ہولے رینا اینٹی ڈسامی سینٹریکا (سفید کڑا) کو ہی حقیقی کڑا کہلانے کا مستحق سمجھتے ہیں۔ بقیہ کی دونوں قسموں کو کڑا ماننا زبردست بھول مانتے ہیں۔ چنانچہ کرنل رام ناتھ چوپڑا صاحب رائٹ ٹیا ٹنک ٹوریا کو کڑا کی قسم قرار نہ دے کر ان دونوں درختوں کو صرف ایک نباتی فصیلہ کے ہونے کو مانتے ہیں۔ چنانچہ آپ انڈی جینس ڈرگز آف انڈیا میں تحریر فرماتے ہیں:۔

اس درخت کا اسی فصیلہ کے ایک دیگر درخت جو کہ رائٹ ٹیا ٹنک ٹوریا کہلاتا ہے سے مغالطہ ہوتا رہا ہے۔ حالانکہ یہ درخت طبی نقطہ نگاہ سے بے موثر ہے۔ لن لنیس (   ) ہی دراصل اسی غلطی کا ذمہ دار تھا۔ لیکن برڈن (   ) جس نے تمام اپیوسائی نیسی (   ) فصیلہ کو دوہرایا تھا نے ۱۸۰۹ء میں اس غلطی کی تصحیح کر دی تھی۔ اگرچہ تقریباً یکصد سال پیشتر ہولے رینیا ڈاہی سینٹریکا اور رائٹ ٹیا ٹنک ٹوریا میں فرق معلوم کر لیا گیا تھا۔ لیکن پھر بھی ان میں غلطی ہوتی رہی ہے۔ شاید اسی وجہ سے اس دوا کے متعلق درمیان میں اتنی اچھی رائے نہیں رہی۔

کرنل چوپڑا صاحب کی اس تحریر سے بالکل عیاں ہے کہ دونوں اقسام کے درختوں کو خلط ملط کر کے ایک دوسرے کی جگہ بدل کے طور پر قطعاً استعمال نہیں کرنا چاہیے یعنی کڑا سفید کی چھال اور اس کے تخموں (اندرجو تلخ) کی بجائے کڑا سیاہ کی چھال اور اس کے تخموں (اندرجو شیریں) کو استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کڑا سفید میں پائے جانے والے الکلائڈز کڑا سیاہ کی دونوں قسموں میں تقریباً نہیں کے برابر یا بہت ہی کم مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ کڑا سفید کے اجزاء پیچش کے دفعیہ کے لیے خصوصاً استعمال کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ دافع پیچش (   ) خاصیت کی بنا پر ہی تو اس کا لاطینی نام قرار دیا گیا ہے لیکن کڑا سیاہ کے اجزاء میں دافع پیچش وصف بالکل نہیں پایا جاتا اس لیے ان کو بطور دافع پیچش استعمال کرنا نہ کرنے کے برابر ہے۔ اس لیے ہمیشہ

پیچش، اسہال اور خونی بواسیر وغیرہ کے لیے ہمیشہ کڑا سفید کی چھال اور اس کے تخم (اندرجو تلخ) ہی استعمال کرنے چاہئیں لیکن عموماً دیسی معالجین اس اہم نکتہ کو قطعاً مدنظر نہیں رکھتے۔

طب آیورویدہ میں کڑا تلخ کو کڑا شیریں کی نسبت زیادہ مفید و موثر قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اسی لیے تمام آیورویدک مرکبات میں صرف کڑا تلخ کے ہی اجزاء کے استعمال کا دستور ہے۔

طب یونانی میں کڑا چھال تو بہت کم استعمال کی جاتی ہے۔ زیادہ تر اندرجو استعمال کیے جاتے ہیں لیکن وہ بھی صرف اندرجو شیریں کے ہی استعمال کا رواج ہے جو ایک زبردست بھول ہے۔

کڑا سفید اور کڑا سیاہ کے درختوں کی شناخت میں فرق

کڑا سفید اور کڑا سیاہ کے درختوں کی پہچان میں مغالطہ ہونے سے بچنے کی خاطر ذیل میں ان دونوں اقسام کی نباتی توضیح میں جو فرق ہے وہ بالوضاحت بیان کیا جاتا ہے۔

کڑا سیاہ (شیریں)		کڑا سفید (تلخ)
رائٹ ٹیا ٹنک ٹوریا	رائٹ ٹیا ٹومین ٹوسا	ہولے ریناانٹی ڈائی سینٹریکا
بہت جھاڑ کافی بڑے درخت ہوتے ہیں۔	بہت جھاڑ درخت ہوتے ہیں۔ یہ کڑا سفید کے درخت سے بہت بڑے ہوتے ہیں۔	۱۔ درخت (۹) اس کی بہت جھاڑ بڑی جھاڑیاں یا چھوٹے درخت ہوتے ہیں جن کی اونچائی چار سے دس فٹ تک ہوتی ہے۔ ملائم شاخوں، پتوں اور پھلیوں کو توڑنے سے دودھ سا نکلتا ہے۔

گڑا سفید (تلخ)	گڑا سیاہ (شیریں)	
ہولے رینا اینٹی ڈائی سینٹریکا	رائٹیا ٹومن ٹوسا	رائٹیا ٹنکٹوریا
(ب) خشک جنگلوں میں تمام بھارت میں پائے جاتے ہیں۔	اس کے درخت نمی دار جگہوں اور پتھریلی گھاٹیوں میں پائے جاتے ہیں۔	پتھریلی جگہوں میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن بہت کم پائے جاتے ہیں۔
۲۔ چھال (۱) تنے کی چھال زیادہ موٹی سفیدی مائل بھوری یا زردی مائل بھوری ہوتی ہے	چھال سنہری مائل بھوری ہوتی ہے۔	چھال کا رنگ سنہری مائل بھورا ہوتا ہے۔
(ب) چھونے میں کھردرا ہوتی ہے۔	چھونے میں چکنی ہوتی ہے	چھونے میں چکنی ہوتی ہے۔
(ج) چھال کی بیرونی سطح پر لمبائی میں دراڑیں ہوتی ہیں۔	اس کی چھال پر ترچھی دراڑیں ہوتی ہیں۔	ترچھی دراڑیں ہوتی ہیں۔
(د) چھال کا ذائقہ نہایت تلخ ہوتا ہے۔	چھال بے ذائقہ ہوتی ہے۔	چھال بے ذائقہ ہوتی ہے۔
۳۔ پتے (۱) بیضہ نما اور بیضوی ہوتے ہیں۔	پتے بیضوی سرسی اور روئیں دار ہوتے ہیں۔	پتے بیضوی یا ترچھی نما ہوتے ہیں۔
ب۔ لمبائی دس سے بیس سینٹی میٹر اور چوڑائی پانچ سے گیارہ سینٹی میٹر ہوتی ہے۔	لمبائی سات سے پندرہ سینٹی میٹر اور چوڑائی تین سے چھ سینٹی میٹر ہوتی ہے	لمبائی سات سے پندرہ سینٹی میٹر اور چوڑائی دو سے پانچ سینٹی میٹر ہوتی ہے۔
ج۔ پتے میں دس سے چودہ جوڑی ابھری ہوئی رگیں ہوتی ہیں۔	اس میں ابھری ہوئی رگیں آٹھ سے بارہ جوڑی ہوتی ہیں۔	اس میں ابھری ہوئی رگیں چھ سے بارہ جوڑی ہوتی ہیں۔

گڑا سفید (تلخ)	گڑا سیاہ (شیریں)	
ہولے ریناایٹی ڈاءی سینٹریکا	رائٹیا ٹومینٹوسا	رائٹیا ٹنکٹوریا
د۔ پتیوں کے ڈنٹھل ۳۰ ملی میٹر لمبے ہوتے ہیں۔	ڈنٹھل چار سے چھ ملی میٹر لمبے ہوتے ہیں۔	ڈنٹھل تین سے چار ملی میٹر لمبے ہوتے ہیں۔
ہا۔ پتے کا سرا بے نوک ہوتا ہے۔	پتے کا سرا نوکدار ہوتا ہے	پتے کا سرا گول ہوتا ہے۔
س۔ تازہ پتہ ہرے رنگ کا ہوتا ہے اور خشک ہونے پر ہلکا زرد ہوتا ہے۔	تازہ پتہ سیاہی مائل اور خشک پتہ برنگ سیاہ ہوتا ہے۔	سیاہی مائل یا نیلگوں رنگ کا ہوتا ہے۔
ش۔ پتے چکنے ہوتے ہیں۔	پتے روئیں دار ہوتے ہیں۔	پتے چکنے ہوتے ہیں۔
ہ۔ پھول۔ پھول برنگ سفید خوشبودار اور ایک ڈنڈی کے سرے پر گچھوں میں لگے ہوتے ہیں۔	پھول ہرے نارنگی رنگ یا ملائی رنگ کے ہوتے ہیں۔ اس کے پھول درخت سے توڑنے کے فوراً ہی بعد زردی مائل رنگ میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔	پھول سفیدی مائل سرخ نارنگی رنگ کے ہوتے ہیں
۵۔ پھلیاں (۹) پھلیاں گول پتلی۔ لمبائی میں ۲۰ سے ۳۸ سینٹی میٹر اور گولائی میں ۶ سے ۸ ملی میٹر ہوتی ہیں۔	گول۔ لمبائی میں ۱۵ سے ۳۰ سینٹی میٹر اور گولائی میں ایک سے تین سنٹی میٹر ہوتی ہیں۔	گول۔ ٹیڑھی۔ لمبائی میں ۲۰ سے ۲۵ سنٹی میٹر اور گولائی میں ۶۔۸ ملی میٹر ہوتی ہیں
ی۔ بنری مائل رنگ کی ہوتی ہیں۔	سیاہ یا بھورے رنگ کی ہوتی ہیں۔	سیاہ رنگ کی ہوتی ہیں۔

گڑا سفید (تلخ)	گڑا سیاہ (شیریں)	
ہولے ربنا اینٹی ڈائی سینٹریکا	رائی ٹیا ٹومین ٹوسا	رائی ٹیا ٹنک ٹوریا
ج۔ دو پھلیاں ایک ساتھ ڈنٹھل پر جڑی ہوئی ہوتی ہیں۔ لیکن دوسرے سرے پر ایک دوسرے سے الگ الگ ہوتی ہیں۔	دونوں پھلیوں کے دونوں سرے جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ پکنے پر دونوں پھلیاں الگ الگ ہو جاتی ہیں۔	دونوں پھلیوں کے آخری سرے کا دُم ہوتے ہیں اور ڈنٹھل کی جانب آپس میں جڑی رہتی ہیں۔
د۔ پھلی کے اندر ڈنڈی سے دور والے سرے یعنی آخری سرے کے کونے میں بالوں کا ایک گچھا لگا رہتا ہے۔	ڈنڈی کے پاس والے سرے کے کونے میں ایک بالوں کا گچھا لگا رہتا ہے۔	ڈنڈی والے سرے کے کونے میں بالوں کا ایک گچھا لگا رہتا ہے۔
۶۔ تخم۔ (ا) برنگ سفید ہوتے ہیں۔	سرخی مائل ہوتے ہیں۔	شفقتی رنگ کے ہوتے ہیں۔
ب۔ ذائقے میں نہایت تلخ ہوتے ہیں۔	بے ذائقہ ہوتے ہیں۔	بے ذائقہ ہوتے ہیں۔
ج۔ لمبائی میں آٹھ ملی میٹر ہوتے ہیں۔	تخم نسبتاً بہت بڑے ۱ء۳ سے ۲ء۱ سینٹی میٹر لمبے ہوتے ہیں۔	تخم بڑے ۱ء۳ سے ۲ سینٹی میٹر لمبے ہوتے ہیں۔
د۔ تخم توڑنے پر اندر سے سفید رنگ کے ہوتے ہیں۔	توڑنے پر اندر سے ہلکے گلابی رنگ کے ہوتے ہیں۔	توڑنے پر اندر سے ہلکے رنگ کے ہوتے ہیں۔

نباتی فصیلہ :۔ ہر دو اقسام کا کتھا نیچر آرڈر لیپو سائی نیسی (   )

میں داخل ہے ۔ دفلی (کنیر) بھی اسی فصیلہ میں شامل ہے چنانچہ اردو میں اسی لیے اس فصیلہ کا نام فصیلہ دفلیہ قرار دیا گیا ہے ۔

کیمیائی تجزیہ :۔ یورپ اور ہندوستان دونوں میں کتھا کی چھال اور تخم (اندرجو) کے متعلق کیمیائی تحقیق بہت زیادہ کی جا چکی ہے ۔ یورپین محققوں نے خاص کر ہولے رینا[1] کانگو لین سس (   )

کے متعلق مطالعہ کیا ہے اور ہندوستانی محققوں نے ہندوستان میں پیدا ہونے والے کتھا (ہولے رینا اینٹی ڈائی سینٹریکا) کے متعلق تحقیق کی ہے ۔ جہاں تک ہندوستانی قسم کا تعلق ہے اس کی چھال میں مجموعی کھاری جوہر موثرہ کی مقدار کے متعلق مختلف محققوں نے مختلف رپورٹیں پیش کی ہیں ۔ کیس (   ) اور ہبیکر نے ۱۹۲۷ء میں تخموں میں صرف ۰.۲۵ فیصدی اور چھال میں ۰.۲۲ فیصدی کھاری جوہر موثرہ کی مقدار معلوم کی تھی ۔ ایس گھوش اور این گھوش کی ۱۹۲۸ء کی حال ہی کی تحقیقوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کھاری جوہر موثرہ کی مقدار بہت زیادہ ہے ۔ چنانچہ ان کی تحقیق کے بموجب مجموعی جزو موثرہ میں تقریباً ۲.۱ فیصدی اوسطاً کھاری جوہر موثرہ ہوتا ہے ۔ یہ صریحاً زیادتی مقدار ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تجارتی پیمانہ میں کھاری جوہر موثرہ کے نمکیات کا تیار کرنا تجارتی نکتہ نگاہ سے مفید ثابت ہو سکتا ہے ۔

ہینس (   ) نے ۱۸۵۸ء میں پہلے ایک کھاری جوہر موثرہ علیحدہ کیا جس کا نام اس نے چھال کے بازاری نام کونے سی بارک (   ) کے خیال سے کونے سین (   ) رکھا ۔ رام چندر دت نے ۱۸۸۱ء میں مجموعی کھاری جوہر موثرہ علیحدہ کیا جس کا اس نے پودے کے ہندی نام کے مطابق کرچی سین (   ) نام دیا ۔ وارنیک (   ) نے ۱۸۸۶ء میں اور کانگا (   )

---

[1] یورپ میں ہونے والے کتھا کے درخت کا لاطینی نام ہے ۔

ایبر (   ) اور سمون سین (   ) نے ۱۹۲۵ء میں
تخموں سے خالص حالت میں کوتے سین کو علیحدہ کیا پائی مین (   )
نے ۱۹۲۹ء میں ہولے ریناکا نگویین سس یعنی یورپی کڑا کی چھال سے کوتے سین
کے ساتھ ایک دیگر نیا کھاری جوہر موثرہ الگ کیا جس کا نام اس نے ہولے رے نین
رکھا۔ ایس۔ گھوش اور ایچ۔ این۔ گھوش نے ۱۹۲۶ء (
میں بتایا کہ کوتے سیج کے علاوہ ریں ان میں دو دیگر کھاری جواہر موثرہ ہیں جن کا سفوف
نے بالترتیب کرچی سیق اور کرچین (   ) نام دیا ہے۔ کرچین نامی
کھاری جوہر موثرہ کی یہ خاصیت ہے کہ یہ ۵۰ درجہ سنٹی گریڈ کا کم درجہ پگھلاؤ رکھتا
ہے اور چھال میں یہی کھاری جوہر موثرہ بہت کثیر مقدار میں پایا جاتا ہے۔
۱۹۳۲ء میں اسکول آف ٹراپیکل میڈیسن کلکتہ میں تحقیق کرتے ہوئے بالکل
حال ہی میں گھوش اور بوس نے کرچین اور کرچی سین نامی کھاری جواہر موثرہ خالص
صورت میں علیحدہ کیے ہیں اور انھوں نے ان آنساد بنیادی کھاری جواہر موثرہ کی
کیمیائی ترکیب اور ان کے بہت سے ضروری نمکیات کا تفصیل سے مطالعہ کیا ہے
بنیادی کھاری جوہر موثرہ کرچین جو کہ سب سے زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے کا بنیادی
قاعدہ فارمولا $^{۲۴}_{۲}$ $^{۳۸}_{۳۸}$ $^{۲۰}_{۲}$ ظاہر کیا گیا ہے۔ اور کرچی سین کا بنیادی قاعدہ
$^{۲۵}_{۲}$ $^{۳۶}_{۴۶}$ $^{۲۰}_{۲۰}$ ظاہر کیا گیا ہے۔ اس طرح سے یہ کوتے سیق اور ہولے رے
نین جو کہ افریقی ہولے رینا (   ) یعنی افریقی
کڑا میں پائے جاتے ہیں۔ سے مختلف ہیں۔
ہاورتھ (   ) نے بھی ۱۹۳۲ء میں تخموں سے کرچی سین نامی
کھاری جوہر موثرہ علیحدہ کیا ہے۔ اور اس نے مذکورہ صدر بنیادی قاعدے کو مانا
ہے۔ (انڈیجینس ڈرگز آف انڈیا)
تخم اور چھال میں تین الکالائڈز (کھاری جواہر موثرہ) پائے جاتے ہیں (۱) کرچی
سیق یا کوتے سیق۔ یہ ایک غیر متشکل (   ) سفوف ہوتا ہے
جو پانی الکوحل اور ڈائیلیوٹ (   ) پانی ملا کر ہلکا کیا ہوا تیزابوں میں گھل
جاتا ہے۔ (۲) ہولے رے نین (۳) کرچین۔ ٹے نین (

پایا جاتا ہے۔ (فارما کالوجی میٹیریا میڈیکا اینڈ تھیراپیوٹکس)

خصوص مستعملہ:۔ طب آیورویدک اور یونانی میں کڑا چھال اور اندر جو دونوں ہی دوا، کام میں لائے جاتے ہیں لیکن طب ڈاکٹری میں صرف کڑا چھال ہی استعمال کی جاتی ہے۔

دوا، استعمال کے لیے ہمیشہ تازہ کڑا چھال کام میں لانی چاہیے۔ خشک چھال کی نسبت تازہ چھال زیادہ مفید رہتی ہے۔ چنانچہ شارنگدھر سنگھتا میں گلوے، بانسہ، نیم وغیرہ جن بیس ادویات کو ہمیشہ تازہ صورت میں ہی استعمال کرنے کو کہا گیا ہے ان میں کٹج (کڑا) بھی شامل ہے۔ اگرچہ یہ آیورویدک پریبھاشا (دستور العمل) ہے کہ گیلی دوا خشک دوا کی نسبت دو چند لینی چاہیے۔ لیکن تاہم جن ادویات کو تازہ لینے کو بتلایا گیا ہے۔ ان کے دو چند لینے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

اندر جو ہمیشہ خشک استعمال کیے جاتے ہیں۔

افعال و خواص بروئے طب آیورویدک

کڑا چھال بلغم اور رکت پت (جریان خون) کو دور کرتی ہے۔ قابض ہے اور تمام رطوبات کو قدرے خشک کرتی ہے۔ (چرک سوترا ستھان ادھیائے پچیس)

رکت پت اور بلغم کو دور کرتی ہے۔ نازک مریضوں کو غیر موافق نہیں سب امراض دل، بخار، وات رکت اور دسرپ (سرخبادہ) کو مفید ہے۔
(چرک کلپ استھان۔ ادھیائے پانچ)

کڑا چھال چرپری، روکھی، دیپن (مشتہی) کسیلی اور سرد تاثیر والی ہے۔ بواسیر اسہال، رکت پت، بلغم، زیادتی پیاس، آم (خلط خام) اور کوڑھ کو دور کرتی ہے۔ (بھاو پرکاش نگھنٹو)

اندر جو تینوں خلطوں کو دور کرتا ہے۔ قابض، چرپرہ اور سرد تاثیر والا ہے۔ بخار، اسہال، خونی بواسیر، کرم ہائے شکم، سرخبادہ اور کوڑھ کو دور کرتا ہے۔ دیپن ہے۔ بواسیر کے مسوں کے خون، وات رکت، بلغم اور درد شکم کو نافع ہے۔
(بھاو پرکاش نگھنٹو)

کڑا کے پھول سرد تاثیر والے، تلخ، کسیلے ہلکے اور مشتہی ہیں۔ وات کو پیدا کرتے ہیں۔ بلغم۔ رکت۔ پت۔ کوڑھ۔ اسہال اور کرم ہائے شکم کو دور کرتے ہیں۔

(کئیدیو نگھنٹو)

اندر جو چرپرہ، تیز اور گرم تاثیر والا ہے۔ تینوں خلطوں کو دور کرتا ہے۔ مشتہی ہے۔ خونی بواسیر، اسہال۔ درد شکم اور کرم ہائے شکم کو دور کرتا ہے۔

(دھنونتری نگھنٹو)

خواص و فوائد بروئے طب یونانی

بلغم اور باد کو نافع ہے۔ پھوڑے پھنسی کو مفید ہے۔ تپ کو دور کرتی ہے۔ اس کی سوکھی چھال کو پیس کر مریض استسقائے زقی کے بدن پر ملتے ہیں۔ بچھو کو نہیں کہ سانپ کے کاٹے ہوئے مقام پر لگانے سے سوجن اترتی ہے اور سوزش گھٹتی ہے۔ اس کی جڑ کی چھال کا ست ڈیڑھ رتی اور رانیم ۲ چاول پینے سے آنتوں کے دست بند ہوتے ہیں۔ بسرت اس کی جڑ کی چھال بھی آنوں روک دیتی ہے۔ جڑ کی چھال کا سفوف پانچ رتی سے دس رتی تک دن میں تین بار جوان آدمی کو پانی کے ساتھ دینا چاہیے۔ اس کی جڑ کی چھال کا جوشاندہ ڈھائی سے پانچ تولہ تک دستوں کو اور آنوں کو بند کرتا ہے۔ تپ کی وجہ سے دست آنے لگیں تو ان کو مٹانے کے لیے اس کا جوشاندہ پلانا چاہیے۔ دست اور آنوں کے آغاز میں کڑا چھال کا استعمال نہ کرنا چاہیے۔ اس کے جوشاندے سے پرانی گٹھیا مٹتی ہے۔ تازہ کڑا چھال کے رس کی دس سے بیس بوندیں دینے سے خون کے دست اور سادہ دست اور پرانے آنوں کے دست بند ہو جاتے ہیں۔ اس کے پانچ تولہ جوشاندے میں تھوڑی سی انیم ملا کے دو دو یا تین تین گھنٹے کے فاصلے سے پلانے سے پرانے آنوں کے سخت دست رک جاتے ہیں۔ اس کے جوشاندے سے بادی اور خونی بواسیر کے مسے مٹ جاتے ہیں۔ اگر اس کو پیس کر ایک تولہ ڈیڑھ ماشہ یا جس قدر عمر اور قوت و ضعف مرض کے مناسب ہو لے کر دہی میں ملا کر کھلائیں تو خون اور بواسیر کے دست بند ہو جائیں اور خون حیض کی کثرت کو بھی مفید ہے۔ بواسیر کے لیے تو اکسیر ہے۔ اس کی چھال کو پیس کر گا

کے ساتھ پلانے سے سوزاک اور پیشاب کی جلن بند ہوتی ہے۔ اس کی چھال کو پیس کر گائے کے دہی کے ساتھ استعمال کرنے سے پیشاب میں شکر کا آنا بند ہوتا ہے۔ مگر اس کے استعمال کے زمانے میں پرہیز رکھنا چاہیے۔ اس کی چھال کا خالص رس پلانے سے دست بند ہوتے ہیں۔ اس کا جوشاندہ پلانے سے آنتوں کے دست بند ہوتے ہیں۔ چار تولہ کڑا چھال کو بتیس تولہ پانی میں اوٹا کے چوتھا حصہ باقی رکھ کر چھان کر اس میں اتنا ہی انار کے دانوں کا رس ملا کر آگ پر پکا کر گاڑھا کر کے اس میں سے چھ ماشہ کی مقدار چھاچھ میں ملا کے پلانے سے خون کے دست بند ہوتے ہیں۔ چھال کے جوشاندے میں سونٹھ اور گھی ملا کر پلانے سے خون کے دست بند ہوتے ہیں۔ اس پیڑ کے پتوں کا رس بھی ان امراض کو نافع ہے اور پھول اس کا جو کہ تلخ ہوتا ہے۔ قوت باہ زیادہ کرتا ہے صفرا کا فساد دور کرتا ہے پیچش کے دست بند کرتا ہے اس کا سفوف ہر روز صبح کو دو ماشے لے کر پانی یا شہد کے ساتھ تین ہفتہ تک کھانے سے بواسیر بالکل جاتی رہتی ہے گو کتنا ہی خون آتا ہو مگر چاہیے کہ ترشی اور بادی سے پرہیز کریں اور قبض نہ ہو تو بکری کا گوشت بھی کھائیں اور رفع کائی میں مندرج ہے کہ تیواج خطائی تین چار ماشہ لے کر پیس کر چکے (دہی) میں ملا کر کھائیں تو خون بواسیر فوراً بند ہو جائے اور جہاں تیواج دستیاب نہ ہو تو درخت کڑا کی چھال کہ جو اس کی قائم مقام ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ نافع ہے بدستور استعمال کریں اور یہ دوا بواسیر کے دستوں کو بھی مفید ہے۔ تکملہ میں لکھا ہے کہ کالا کڑا ایک دو ماشہ پیس کر پیچش کے لیے دہی کے ساتھ کھلانا مفید ہے۔ (خزائن الادویہ)

اندرجو تلخ

تلی اور کولہے کے درد کو مفید ہے۔ کمر اور رحم کے درد کو بھی نفع دیتا ہے۔ اسہال کبدی کو روکتا ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کو دور کرتا ہے۔ باہ کو قوت دیتا ہے۔ اعضائے تناسل کو بھی قوی کرتا ہے۔ پیشاب زیادہ لاتا ہے اور مثانے کی پتھری کو توڑتا ہے۔ پرانی کھانسی اور دمے کو مفید ہے۔ ریاح غلیظ کو تحلیل کرتا ہے خفقان کو نفع ہوتا ہے۔ آنتوں میں مروڑ ہوتا ہو تو اسے مفید ہے۔ دانے جو جسم پر سرخ اور

زرد نکلتے ہیں۔ اس کا لیپ ان کی سوزش کو رفع کرتا ہے۔ آنکھوں کی سوزش کو بھی مفید ہے۔ اس کا فرزجہ شہد اور زعفران کے ہمراہ حیض سے فارغ ہو کر قیام حمل کا مددگار ہے۔

اندرجو شیریں

اندرجو شیریں پیس کر جھڑ بیری کے بیروں کے برابر گولیاں پانی میں بنالیں۔ اور رستے وقت دو گولیاں ٹھنڈے پانی کے ساتھ بواسیر کے مریض کو کھلایا کریں۔ بواسیر خونی ہو یا بادی دونوں طرح کی جاتی رہتی ہے۔ بچوں کو شدت سے کھانسی ہو تو ایسا کریں کہ اندرجو شیریں کلھیا میں بند کر کے جلالیں۔ اور اس میں سے تھوڑا تھوڑا شہد میں ملا کر چٹایا کریں۔ یہ بھی افعال و خواص میں کڑوے اندرجو کے قریب قریب ہے۔

(خزائن الادویہ)

پیشاب کو خارج کرنے اور پتھری کو توڑنے اور ریح البواسیر میں ریاح کو خارج کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ لیکن زیادہ تر مقوی باہ اور مولد منی ہونے کی وجہ سے معاجین اور سفوفات میں شامل کر کے کھلاتے ہیں۔ معین حمل ہونے کی وجہ سے شہد و زعفران کے ساتھ (ایام حیض سے فارغ ہونے کے بعد) اس کا فرزجہ استعمال کرتے ہیں۔ (کتاب الادویہ حصہ دوم)

طبیعت:۔ کڑا چھال ویدوں کے نزدیک سرد و خشک ہے۔

بو علی سینا نے لکھا ہے کہ اندرجو گرم دوسرے درجہ میں اور تر پہلے درجہ میں ہے۔ بعض نے گرم تیسرے درجہ میں اور تر دوسرے درجہ میں لکھا ہے اور بعض نے لکھا ہے کہ گرم دوسرے درجہ میں اور خشک پہلے درجہ میں ہے اور دوسرے درجہ کے آخر میں بھی گرم اور خشک کہا ہے۔ اس میں رطوبت فضلیہ ضرور ہے۔ وید سرد بتاتے ہیں۔ (خزائن الادویہ)

افعال:۔ کڑا چھال تلخ۔ مقوی معدہ، قابض۔ دافع پیچش و اسہال، حابس خون۔ دافع بخار، مخرج دیدان (پیٹ کے کیڑے خارج کرنے والی) اور دافع خونی بواسیر ہے۔ اندرجو تلخ میں بھی یہی اوصاف پائے جاتے ہیں۔ لیکن چھال سے کم درجہ

انہیں
نفعِ خاص رامی بک ڈسٹری (یعنی
نہ جیرامیسی کی خاص الخاص دوا ہے۔

آیورویدک استعمالات

اسہال:۔ ایک پل (چار تولہ) اندر جو کا کاڑھا بنا کر پینے سے اور جنگلی پرندوں کے مانس رس (اُبالے ہوئے گوشت کا پانی یعنی (شوربا) کو بھوجن کے ساتھ استعمال کرنے سے پت اتی سار (صفراوی دست) جلد رفع دفع ہو جاتا ہے۔
(چکر دت)

نوٹ:۔ فی زمانہ اندر جو کی مقدار ایک سے دو تولہ کافی ہے۔

۲۔ کڑا چھال۔ اتیس۔ ناگر موتھا۔ ہلدی۔ دار ہلدی۔ رساش پرنی۔ مگد پرنی کے کاڑھے میں شہد اور مصری ملا کر پینے سے پت شلیشم اتی سار (صفرا اور بلغمی اسہال) جلد رفع ہو جاتا ہے۔ (چکر دت)

۳۔ کڑا چھال۔ اندر جو اور ناگر موتھا کا کاڑھا شہد اور شکر ملا کر پینے سے اسہال کو جلد رفع کرتا ہے۔ (چکر دت)

۴۔ اندر جو۔ بیج۔ ناگر موتھا۔ برادہ دیودار۔ اتیس سب کو ہم وزن لے کر ان کا کلک (نغدہ) بنا کر چاولوں کے دھوون کے ساتھ پینے سے وات پت اتی سار (بادی وصفراوی دست) بند ہو جاتا ہے۔ (چکر دت)

۵۔ کڑا چھال۔ پوست انار۔ ناگر موتھا۔ گل دھاوہ۔ بیلگری۔ مشک بالا۔ لودھ پٹھانی۔ صندل سرخ۔ پاٹھا۔ ان کا جوشاندہ بنا کر شہد ملا کر پینے سے آم (آنو) دردِ شکم۔ خونی اور لیسدار دست بند ہو جاتے ہیں۔ یہ تمام اقسام کے دستوں کو نافع ہے۔ اس کا نام کُٹج آدی کوتھ ہے۔ (چکر دت)

۶۔ کڑا چھال کے کاڑھے کے گاڑھا ہونے پر اسے ٹھنڈا کر کے اتیس کا سفوف ملا کر چاٹنے سے سب اقسام کے دست دور ہو جاتے ہیں۔
(چکر دت)

۷۔ کڑا چھال۔ اتیس۔ بیلگری۔ مشک بالا اور ناگر موتھا۔ ان سے بنایا گیا کاڑھا پیت دلوں سے پیدا ہوئے۔ ایسے دستوں کو بند کر دیتا ہے۔ کہ جن میں آنو آتی ہے۔ درد شکم ہوتا ہے۔ اور خون آتا ہے۔

(چکرہ دت)

۸۔ پوست انار اور کڑا کی چھال ان دونوں کا کاڑھا بنا کر شہد ملا کر پینے سے بہت دیرینہ رکت اتی اسار (خونی دست) جلد دور ہو جاتا ہے۔

(چکر دت۔ بھیشج رتناولی)

۹۔ ایک پل (چار تولہ) کڑا چھال کو باریک پیس کر آٹھ گنا پانی میں پکائیں جب آٹھواں حصہ پانی باقی رہ جائے تو مل کر چھان لیں۔ اسی طرح انار کا چھلکا بھی ایک پل (چار تولہ) لے کر آٹھ گنا پانی میں پکائیں۔ جب آٹھواں حصہ پانی باقی رہ جائے تو مل کر چھان لیں۔ پھر دونوں کو ملا کر آگ پر اس قدر پکائیں کہ گاڑھا ہو جائے۔ اب اسے چھ ماشہ کی مقدار میں نصف چھٹانک مٹھا کے ساتھ پینا چاہیے۔ اس سے لازمی طور پر موت کے نزدیک پہنچے ہوئے دستوں کے مریض کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔

(چکر دت)

۱۰۔ چکنی۔ موٹی۔ تازہ اور کیڑوں سے نہ کھائی ہوئی ایسی کڑا چھال کو کوٹ کر چاولوں کے دھوون سے تر کر کے جامن کے پتوں کے سمپٹ میں رکھ کر کشا (یا دھاگہ) سے لپیٹ کر باہر سے گیلی مٹی کا موٹا لیپ کر کے اپلوں میں پکانا چاہیے۔ (پٹ پاک کو باہر سے لال رنگ کے ہو جانے تک پکانا چاہیے) پک جانے پر اسے کھول کر نچوڑ کر اس کو نکال لینا چاہیے۔ اسے مناسب مقدار میں (چھ ماشہ سے ایک تولہ تک) لے کر شہد ملا کر دستوں کے مریضوں کو استعمال کرنا چاہیے۔ سب طرح کے دستوں کو دور کرنے والی اس اعلیٰ دوا کو بھگوان پنرد سو تے کہا ہے۔

(چکر دت)

۱۱۔ پاٹھا۔ اندر جو۔ پوست ہلیلہ زرد۔ اور سونٹھ ان سب کا سفوف یا جوشاندہ کف اور پیت سے پیدا ہوئے۔ آم اتی سار (خلط خام کے دستوں) کو دور کرتا ہے اور پاخانہ کو گاڑھا کرتا ہے۔ (چکر دت)

۱۲۔ دق کے اسہال کے دفعیہ کے لیے سونٹھ اور اندرجو کو ملا کر چاولوں کے دھوون کے ہمراہ مریض پیئے۔ (چرک)

۱۳۔ کڑا چھال کے رس کے پینے سے تمام اقسام کے دست دور ہو جاتے ہیں۔ (شارنگدھر)

۱۴۔ ناگر ... اور اندرجو ہر دو کو جملہ چار تولہ لے کر کوٹ کر پانی کے ہمراہ رگڑ کر کلک (نغدہ) بنالیں۔ اب اسے آٹھ گنا (بتیس تولہ) پانی میں پکائیں۔ جب چہارم حصہ ... باقی رہ جائے تو چھان لیں۔ ٹھنڈا ہونے پر شہد ملا کر ایک ایک تولہ کی مقدار میں استعمال کرنے سے خونی دست بند ہو جاتے ہیں۔ (شارنگدھر)

بواسیر:۔ ۱۵۔ سیند مصا حمک۔ پوست چترک۔ اندرجو۔ پوست کرنجوا پوست لیکائن۔ ان سب کو پیس کر مٹھا ملا کر سات دن تک پینے سے بواسیر کے مسے دور ہو جاتے ہیں۔ اس کی مناسب مقدار ایک سے دو ماشہ ہے۔ (چکردت)

۱۶۔ اندرجو کے جوشاندہ کے ہمراہ سونٹھ کے سفوف کو استعمال کرنے سے خونی بواسیر دور ہو جاتی ہے۔ (چکردت)

۱۷۔ کڑا چھال سوا چھ سیر کو بتیس سیر آب باراں (بارش کا پانی۔ بارش شروع ہونے کے ایک گھنٹہ بعد کسی صاف برتن میں پانی اکٹھا کر لینا چاہیے۔) جب چہارم حصہ پانی باقی رہ جائے تو مل کر چھان لیں۔ پھر اسے آگ پر پکائیں جب گاڑھا ہو جائے تو اس میں موچرس۔ مجیٹھ۔ پرینگو ہر سہ کا سفوف ایک ایک چھٹانک اور اندرجو کا سفوف تین چھٹانک ملا کر یکجان کر دیں۔ اسے مناسب مقدار (تین سے چھ ماشہ تک) میں بکری کے دودھ یا مانڈ (ابلے ہوئے چاولوں کا پانی) کے بدرقہ کے ہمراہ استعمال کرنے سے جریان خون بند ہو جاتا ہے۔ دوا کے ہضم ہو جانے کے بعد شالی چاول کا بھات ابلے ہوئے دودھ کے ہمراہ استعمال کرنا چاہیے۔ اس کے استعمال سے خونی بواسیر، درد۔ اور خونی اسہال دور ہو جاتے ہیں۔ (چکردت)

۱۸۔ اندر جو۔ کڑا چھال۔ ناگ کیسر۔ نیلوفر۔ پٹھانی لودھ۔ گل دھاوا۔ ان سب کا نغدہ ایک سیر لے کر چار سیر روغن زرد اور سولہ سیر پانی کے ہمراہ پکا کر گھی تیار کر لیں اس سے درد والی خونی بواسیر دور ہو جاتی ہے۔ (مقدار تین ماشہ سے ایک تولہ تک)

(چکردت)

۱۹۔ اتیس۔ کڑا چھال۔ اندر جو اور رسوت کے سفوف (مقدار ایک ماشہ) کو شہد میں ملا کر چاولوں کے دھوون کے بدرقہ کے ہمراہ خونی بواسیر کے مریض کو پیاس کے لگنے پر دینا چاہیے۔ یہ بواسیر کے خون آنے کو روکتا ہے۔

(چرک)

۲۰۔ پاٹھا۔ اندر جو۔ رسوت۔ سونٹھ۔ اجوائن اور بیلگری ان میں سے ہر ایک کا سفوف درد والی خونی بواسیر کے مریضوں کو استعمال کرنا چاہیے۔ (چرک)

۲۱۔ خونی بواسیر میں درد ہونے پر بیلگری۔ اجوائن۔ سونٹھ۔ رسوت۔ دھماسہ اندر جو۔ ان میں سے کسی ایک چیز کو پاٹھا کے سفوف کے ہمراہ ملا کر اُبلے ہوئے پانی یا ناگر کے ہمراہ دینا چاہیے۔

(واگ بھٹ)

بخار۔ ۲۲۔ اندر جو۔ کائپھل۔ ناگر موتھا۔ پاٹھا۔ کٹکی۔ ان کے جوشاندہ میں شکر ملا کر پینے سے صفراوی بخار دور ہوتا ہے۔ (چکردت)

۲۳۔ کٹکی۔ ناگر موتھا۔ اندر جو۔ ان کے جوشاندہ میں شہد ملا کر پینے سے صفراوی بخار دور ہوتا ہے۔

(چکردت)

۲۴۔ پٹول پتر (برگ پرول) اور اندر جو کا جوشاندہ شہد سے شیریں کر کے پینے سے تیز صفراوی بخار۔ پیاس اور جلن دور ہوتی ہے۔ (چکردت)

۲۵۔ ناگر موتھا۔ اندر جو۔ ترپھلا۔ کٹکی اور فالسہ کا جوشاندہ بلغمی بخار کو دور کرتا ہے۔

(چرک)

۲۶۔ اندر جو۔ برگ پرول اور کٹکی کا جوشاندہ سنتت جور (حمیٰ لازمی) کو دور کرتا ہے۔

(چرک)

۲۷۔ پوست نیم۔ برگ پرول۔ مویز۔ ناگر موتھا۔ اور کڑا چھال کا جوشاندہ انیسے دیو تسک جور (چوبیس گھنٹے میں ایک مرتبہ بخار کا دورہ ہوتا ہے) کو

دور کرتا ہے۔ (چرک)

۲۸۔ مین پھل کا سفوف بلغم کی زیادتی میں قلفل دراز کے ساتھ صفرا کی زیادتی میں اندر جو کے ساتھ اور جلن کی زیادتی میں ملٹھی کے سفوف کے ساتھ ملا کر گرم پانی کے ہمراہ پینے سے قے ہوتی ہے کہ جس سے بخار کو تسکین ہوتی ہے۔

(چکر دت)

۲۹۔ سونٹھ۔ اتیس۔ ناگر موتھا۔ چرائتہ۔ گلو اور اندر جو ان تمام کے کاڑھے کے استعمال کرنے سے تمام اقسام کے بخار اور دست دور ہوتے ہیں۔

(چکر دت)

۳۰۔ اندر جو۔ اتیس۔ سونٹھ۔ چرائتہ۔ مشک بالا۔ اور جو النسہ کے جوشاندہ کے استعمال کرتے سے بلاشک جور اتیسار (بخار و اسہال کا اکٹھا ہونا) اور جلن دور ہو جاتی ہے۔

(چکر دت)

۳۱۔ پاٹھا۔ اندر جو۔ چرائتہ۔ گلو اور سونٹھ کے جوشاندہ کے استعمال سے آم اتی سار (خلط خام کے دست) بمعہ بخار دور ہوتا ہے۔ (چکر دت)

۳۲۔ اندر جو۔ برادہ دیودار۔ کٹکی اور گج پیپل کا کاڑھا جور اتی سار (بخار و اسہال کا مرکب ہونا) اور خاص کر جلن کو دور کرتا ہے۔ (چکر دت)

جریان خون۔ ۳۱۔ کڑا چھال کے کلک (نغدہ) سے پکائے ہوئے گھی کو شہد کے ساتھ رکت پت (جریان خون) کا مریض چاٹے۔ (چرک)

زخم۔ ۳۲۔ پوست برگد۔ پوست گولر۔ پوست درخت پیپل۔ پوست کدمب پوست پلکھن۔ پوست دھیس (بید سادہ) پوست کنیر۔ پوست بیخ مدار۔ پوست کڑا ان کے کاڑھے زخم کو بھرتے ہیں۔ (چرک)

رنگ بول۔ ۳۴۔ کڑا چھال کا سفوف دہی کے ہمراہ استعمال کرتے اور پتھیہ ان (وہ اشیاء جو پتھری میں کھانی مفید رہتی ہیں۔ مثلاً کلتھی۔ مونگ گیہوں۔ جو۔ چولائی کا ساگ اور پیٹھا وغیرہ) کا کھوجن کرنے سے جلد ہی عضو تناسل کی رنگ یقیناً زائل ہو جاتی ہے۔

(لوک رتنا کر)

مقدار خوراک:۔ کڑا چھال برائے جوشاندہ ایک سے دو تولہ کی مقدار میں استعمال کی جاتی ہے۔ سفوف اندر جو کی مقدار خوراک چار رتی سے ایک ماشہ تک ہے۔

جوہر موثرہ کی تاثیرات عضویاتی

کیڈل ( ) نے ۱۸۷۶ء میں معلوم کیا کہ کو نے سیں دماغ کے ان مراکز کو جو قوت حس اور حرکات ارادیہ سے تعلق رکھتے ہیں کو کمزور کر دیتا ہے

پیران ( ) نے ۱۹۱۵ء میں بیان کیا کہ کو نے سیق اور ہولے رے نیین دل کے لیے زہریلے ہیں۔ کیونکہ علیحدہ کیے ہوئے دل پر ان کا چھڑکاؤ دل کو ٹھہرا دیتا ہے۔ جیسا ( ) اور ہالبرکا ہن ( )

کو برعکس اس کے ان میں مطابقت کے اثرات معلوم نہیں ہوئے چنانچہ ان امور سے واضح ہوتا ہے کہ کڑا کے کھاری جوہر موثرہ کے متعلق ابھی مزید احتیاط سے مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ یہ ذمہ داری مصنف نے لی۔ اور اب اس تحقیق کے نتائج ذیل میں مختصراً درج کیے جاتے ہیں۔

حونیات[1] یا خردبینی کرم (پردتوزدار) پر فعل:۔

معلوم ہوتا ہے کہ بردن ( ) سب سے پہلا محقق تھا کہ جس نے ۱۹۲۴ء میں کو نے سیق کے امیبا[2] ( ) کے لیے مہلک خواص کا مطالعہ کیا۔ اس نے ایک جوہڑ کے پالتو امیبا پر کھاری جوہر موثرہ کے فعل کا تجربہ کر کے معلوم کیا کہ یہ اس کرم کے لیے غیر مشتبہ طور پر مہلک اثر رکھتا ہے۔ جب

---

[1] خوردبینی اجسام (مائکرو ریزا) دو اقسام کے ہوتے ہیں۔

۱۔ خردبینی نباتات (بیکٹیریا) یا جرمز ( )

۲۔ خردبینی حیوانات یا حونیات یعنی ادنیٰ ترین قسم کے حیوانات مثلاً امیبا وغیرہ۔

[2] امیبا یعنی ادنیٰ ترین خردبینی حیوان جس کو اینٹ امیبا ہسٹو لائی ٹیکا ( ) یا جرم پیچش کہتے ہیں۔

یہ دس لاکھ میں ایک کی طاقت کا پالتو کرم کے درمیان ملایا گیا تو اس نے ان کے بڑھاؤ کو روک دیا۔ چوہوں پر کیے گئے تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ کونے سین[1] ایمےٹین ( )کی بہ نسبت پچاس فیصدی کم زہریلا ہے۔ لیکن جب اس کی طبی مقدار جلد کے راستے سے جسم میں داخل کرائی جائے تو یہ مقامی جلد کو مردار کر دیتا ہے۔ برعکس اس کے اس نے یہ بھی معلوم کیا کہ یہ بڑی مقداروں میں بذریعہ منہ بے خطر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ باوجودیکہ امتحانی نلی میں پیچش جماعت کے بے سی لائی ( )پر جوہر موثرہ کا کچھ زہریلا اثر ہوتا ہے۔ مگر بے سی لس ہی ڈی سینٹری ( )یعنی پیچش جراثیم پر عام طور پر طبی مقداروں میں آدمی کو دیا جائے تو اس کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ ہینری ( )اور برون ( )نے ۱۹۲۳ء میں کڑا اچھال اور ساتھ ہی اپی کے کوائنا یعنی ہر دو سے حاصل ہوئے ٹین نس ( )کو آزاد رہنے والے سلی ایٹ پروٹوزون ( )پر تجربہ کرتے ہوئے معلوم کیا کہ دونوں ہی اس سلی ایٹ ( )کے لیے بہت زیادہ زہریلے ہیں۔ کرنل چوپڑا اور اس کے رفیقوں نے ۱۹۲۷ء میں دیکھا کہ کونے سین کا دو لاکھ اسی ہزار میں ایک کی طاقت کا محلول آزاد رہنے والے امیبا پروٹیس ( )اور لائم ایکس ( )کو مار ڈالتا ہے اس کے فعل کا امتحان بطور تجربہ متعفن کی ہوئی بلی کے بچوں کی پیچشی اجابت کے نباتاتی ترتیب کے اینٹ ایمیبا ہسٹولائی ٹیکا (جرم پیچش) پر کیا گیا۔ اس قسم کی اجابت کی لعابدار پرتوں میں متحرک امیبا کھار کی موجودگی میں دو لاکھ اسی ہزار میں ایک کی

---

[1] ایمےٹین اپیی کے کوائنا ( )کا کھاری جوہر موثرہ یعنی ایلکلائڈ ہے۔ ایک گرین (نصف رتی) ایمےٹین نوّے گرین (چھ ماشہ) اپی کے کوائنا کے برابر ہوتا ہے۔ فی زمانہ انگریزی طب میں یہ پیچش امیبی (امی بک ڈی سینٹری) کی نہایت مشہور و معروف دوا ہے جو صرف بذریعہ جلدی پچکاری استعمال کی جاتی ہے۔ منہ کے راستے نہیں دی جاتی۔ کیونکہ یہ سخت خراش کنندہ ہے۔

طاقت کے محلول میں آٹھ منٹ کے اندر اور کھار کی غیر موجودگی میں اٹھارہ منٹ کے اندر مر جاتا ہے۔

مقابلہ میں ایمے ٹین کا دو لاکھ میں ایک کی طاقت کا محلول یہی کام کرتا ہے۔ کونے سین کا ٹر کو موتس ہومی نس ( ) پر کم اثر ہوتا ہے۔ لیکن کو پرہ نز وٹنگ فیجی ایٹ پر دو ٹو نزون ( ) اور بوڈو کاڈاٹیس ( ) کے لیے خاص کر مہلک ہے۔ ایمے ٹین کے بیس ہزار میں ایک کی طاقت کے محلول کے مقابلہ میں اس کا دو لاکھ اسی ہزار میں ایک کی طاقت کا محلول مہلک ہوتا ہے۔

مقامی تاثیرات:۔ کونے سین نمکیات کے زیر جلد یا عضلاتی انجیکشن پر درد ہوتے ہیں۔ اور مقام انجیکشن کے چاروں طرف کافی ورم رخو یعنی ڈھیلا ورم اڈیما ( ) اور آماس ہو جاتی ہے۔ مقام انجیکشن پر نسائج (ٹشوز) میں اجتماع الدم اور زیادتی خون کی علامات ہوتی ہیں۔ لیکن چھ فیصدی محلول کے انجیکشن کرنے پر بھی خون نکلنا یا نسائج کا مردار پڑ جانا نہیں دیکھا گیا۔ انجیکشن کے بعد کچھ گھنٹوں تک تاثیرات آشکارا رہتی ہیں۔ چوبیس گھنٹہ کے بعد تقریباً بالکل کافور ہو جاتی ہیں۔

نظام غذائیہ:۔ کونے سین کا مزہ تلخ ہوتا ہے۔ جب منہ کے ذریعہ استعمال کیا جاتا ہے۔ تو یہ جوہر ہضم یعنی خمیر (فرمینٹس) کے فعل کو کم کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ٹایالن ( ) ہضمین (ایپیپسین۔) اور ٹرپ سن ( ) کا فعل اس سے رک جاتا ہے۔ اس لیے کونا کے مرکبات کھانا کھانے کے دو گھنٹہ بعد دیتے قابل ترجیح ہوتے ہیں۔ تاکہ جس قدر ممکن ہو سکے فعل ہاضم میں کم مخل انداز ہوں۔ کونے سین کے ذریعہ انجیکشن حیوانی آنتوں کی حرکات دودیہ کو بڑھاتے ہیں۔ آنتڑیوں کے علیحدہ کیے ہوئے ٹکڑوں کے عضلہ کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ جس سے اس کی چھال کے تیار شدہ مرکبات انتڑی کے ڈھیلا پن کو پیدا

کر دیتے ہیں۔

نظام دوران خون :۔

بڑی مقداروں میں یہ کھاری جوہر موثرہ مینڈک کے عضلات اذینہ بطنیہ (آریکیو لو وینٹری کولر بنڈل) کے فعل کو سست کر دیتا ہے۔ دل کی دھڑکن کافی سست ہو جاتی ہے۔ اور اذن القلب (آریکل) کی تین یا پانچ دھڑکن کے بعد بطن القلب (وینٹریکل) کی ایک دھڑکن ہوتی ہے۔ بعد ازاں اُذنا القلب (آریکلز) بطون القلب (وینٹری کلز) سے بالکل آزادی سے حرکت کرتے ہیں۔ پھر حرکت قلب بالکل بند ہو جاتی ہے۔ کچھوے کی حرکت قلب کونے سین کے استعمال سے کافی سست اور کم ہو جاتی ہے۔ پستان دار جانوروں میں قلیل مقداریں ہر دو اُذن القلب اور بطن القلب کے سکڑاؤ کو عارضی طور پر بڑھا دیتی ہیں۔ لیکن پھر جلد ہی کم ہو جاتا ہے۔ وریدی پچکاری کے ذریعہ دو ملی گرام دینے سے بلی کے دل کو صریحاً سست کر دیتا ہے۔ اور جب بار بار اس کے انجکشن کیے جاتے ہیں تو دل بے قاعدہ ہو جاتا ہے۔ بڑی خوراکوں کے بعد دل لازمی طور پر بند ہو جاتا ہے۔ دل کی پھڑکن غیر مکمل ہو کر آخر کار بطون القلب مستقل طور پر ٹھہر جاتے ہیں۔ پستان دار جانوروں کا علیحدہ کیا ہوا دل کونے سین کے ساٹھ ہزار سے ایک لاکھ میں ایک کی طاقت کے محلول میں رکھنے سے کمزور پڑ جاتا ہے۔ کونے سین عضلات اذینہ بطنیہ کے ریشوں پر اثر کر کے اس کے فعل کو سست کر دیتا ہے۔ اور دل کے پھیلنے کے وقفہ کو بڑھا دیتا ہے۔ پھر دل بے قاعدہ ہو کر آخر کار بند ہو جاتا ہے۔ کونے سین کے وریدی انجکشن خون کے دباؤ کو لمحہ بھر کے لیے قدرے بڑھا کر بعد ازاں اسے بلا تغیر کے گرا دیتے ہیں۔ مستقل طور پر ۲۵ء ملی گرام سے ۵ء ملی گرام جیسی بہت قلیل مقداروں میں استعمال کرنے سے خون کے دباؤ میں گرنے کے بعد پھر بڑھ جانے کی رغبت پائی جاتی ہے۔ لیکن بڑی مقداروں کے استعمال سے خون کے دباؤ کی کمی بہت یا تھوڑی صورت میں مستقل رہتی ہے اور بہت عرصہ دراز تک پھر طبعی حالت پر واپس نہیں آتی۔

نظام تنفسی :۔

ابتدائی تحریک کے بعد پھر آہستہ ہو جاتا ہے۔ بڑی مقداروں میں دینے سے تنفس آہستہ اور ادبری چلتا ہے اور آخرکار دل سے پہلے ہی بند ہو جاتا ہے۔

نظام عصبی :۔

سینڈکوں پر کونے سین کا بہت اچھا مخدر اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ اگر ایک جاندار کی رطوبت طلیہ (لمف) کی تھیلی میں ۱۵ ملی گرام کا انجکشن کیا جائے تو اس سے بیس منٹ میں فالج ہو جاتا ہے۔ اور تمام طبعی حرکات زائل ہو جاتی ہیں پستان دار جانوروں میں بڑی خوراکوں میں دینے کے بعد مخدر اثر ظہور پذیر نہیں ہوتا۔ پانچ فیصدی کے محلول کو خرگوش کی آنکھ میں ڈالنے سے سوزش پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر چھ سے بارہ منٹ میں مکمل طور پر حس بالکل معدوم ہو جاتی ہے۔

مجموعی کھاری جوہر موثرہ کی تاثیرات عضویاتی

عضلہ دل پر کونے سین کے قوی فعل کو مدنظر رکھتے ہوئے مجموعی کھاری جوہر موثرہ کے فعل کے متعلق نہایت احتیاط سے تحقیق کی گئی ہے۔ اگر مجموعی کھاری جوہر موثرہ کا دل پر بھی اثر ہوتا ہے تو بڑی خوراکوں میں اسے دینے سے ہر ایک کو ہچکچاہٹ ہو سکتی ہے۔

ا۔ دوران خون :۔

دو کلو گرام (دو سیر) وزن کی بلی کی ورید صافن (سفینس وین)[1] میں اگر اس کا قلیل مقدار یعنی دو ملی گرام (ایک خشخاش کے برابر) کا وریدی انجکشن کیا جائے تو دل کی رفتار کو بڑھائے بغیر خون کے دباؤ کو مستقل طور پر گرا دیتا ہے۔ بہت زیادہ بڑی خوراکوں میں دینے سے دل کی دھڑکن مدھم

---

[1] یہ پنڈلی کی ایک ورید ہے جو پیر کے ٹخنے پر انگوٹھے کے مقابل واقع ہے۔

ہو جاتی ہے۔ علیحدہ کیے ہوئے دل پر استعمال کرنے سے نبض کی رفتار یا سکڑنے کی طاقت پر شاذ و نادر ہی کوئی اثر ہوتا ہے۔ دو کلو گرام کے وزن کی بلی میں ۵ء۲ ملی گرام کی مقدار دینے پر عضلہ دل کی حرکت بتانے والے آلہ سے تیار ہوئے نشانات کو دیکھنے سے اُذُناالقلب اور بُطُونُ القلب کے سکڑاؤ میں کوئی فرق دکھائی نہیں دیتا۔ اگرچہ کورنے سین اور ہوئے رے نین سے پھیپھڑوں کے دباؤ میں کافی زیادتی ہو جاتی ہے۔ لیکن جب جانداروں میں مجموعی کھاری جوہر موثرہ کے انجیکشن کیے جاتے ہیں تو صرف معمولی سی زیادتی ہوتی ہے۔

۲۔ جسم کے مختلف اعضاء اور ان کی ساخت کے حجم:۔

مجموعی کھاری جوہر موثرہ کے وریدی انجیکشن کرنے کے بعد جگر، طحال اور گردوں کے حجم کم ہو جاتے ہیں۔ ظاہر ہوتا ہے کہ ان مقامات پر وریدی سکڑاؤ ہو جاتا ہے برعکس اس کے انتڑیوں کی حرکات کے مکمل طور پر بند ہو جانے پر بھی انتڑیوں کا حجم بہت کافی بڑھ جاتا ہے۔ ان نتائج سے مدلل طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ انتڑیوں کی خونی نالیوں کے پھیل جانے اور کچھ حد تک پھیپھڑوں میں خون کا دباؤ کم ہو جاتا ہے۔

۳۔ عضلاتی اور زیر جلد پچکاری کے مقامی اثرات:۔

جب چھ فیصدی طاقت کے محلول کا نسایج (ٹشوز) میں انجیکشن کیا جاتا ہے تو مقام انجیکشن پر بہت کافی اوذیما (ڈھیلا ورم) ہونے کے سوائے خون نکلنا یا ہڈی کا مردار پڑ جانا نہیں دیکھا جاتا۔ چار گھنٹہ کے بعد بہت زیادہ اوذیما ہو جاتا ہے اور چوبیس گھنٹہ کے بعد دور ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور انجیکشن کرنے کے اڑتالیس گھنٹہ کے بعد مکمل طور پر غائب ہو جاتا ہے۔ زیادتی خون اور اوذیما بہت غالباً کھاری جوہر موثرہ کے نمک کے تیزابی پن کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ مجموعی کھاری جوہر موثرہ کے نمکیات کی ایک سے دو گرین کی مقدار درد کو کچھ حد تک بڑھا دیتی ہے، ایک ٹین سے خون جاری ہو جاتا ہے۔ اور کو نمق سے ہڈی مردار پڑ جاتی ہے۔ دلیسی علامات اس سے ظہور پذیر نہیں ہوتیں۔

۴۔ رحم :۔
مجموعی کھاری جوہر موثرہ الگ کیے ہوئے رحم یا اندر مقیم ہوئے رحم پر بہت معمولی اثر رکھتے ہیں۔ سوائے زیادہ تکثیف حالت کے لیکن جسم میں دورہ کرتے ہوئے خون کے لیے یہ تکثیف حالت حاصل کرنا ناممکن ہے۔ کرچین نامی کھاری جوہر موثرہ کم درجہ پگھلاؤ کی وجہ سے بہت زیادہ طاقتور ہے اور ۱۵۰۰۰ کی تکثیف میں سکڑاؤ پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ بہت سے کھاری جوہر موثرہ ۱۵۰۰۰ میں ایک سے لے کر ۱۵۰۰۰ میں ایک تک کی تکثیف میں خون میں دورہ کرتے ہیں اس لیے اگر یہ کھاری جوہر موثرہ حاملہ عورت کو دیے جائیں تو ان کا بہت تھوڑا یا نہ ہونے کے برابر اثر ہوتا ہے۔

۵۔ مجموعی کھاری جوہر موثرہ کی دو گرین کی مقدار عضلہ میں بار بار دی جائے تو یہ کوئی جسمانی اور ٹانسک (نفسی) گراوٹ پیدا نہیں کرتی جیسا کہ ایمے ٹین کے استعمال سے دیکھا جاتا ہے۔

مصنف کے تقریباً دو سال کے کلینکی تجربات سے ان کھاری جواہر موثرہ کے متعلق ذیل کے امور حقیقی بیان کیے جا سکتے ہیں۔ جب کرچی بسمتھ آئیوڈائیڈ بقدر بیس گرین روزانہ دس یوم کے لیے دیا جاتا ہے۔ یا پندرہ یوم کے لیے بھی تو متلی یا مضعف اثر نہیں ہوتا۔ نبض کی حرکت، تناؤ اور تڑپ طبعی رہتی ہے۔ دل کی آوازوں میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ حتیٰ کہ مرض دل کے مریض میں بھی۔ دواقنات غذائیہ میں خراش اور اسہال پیدا نہیں کرتی جیسا کہ ایمے ٹین کی حالت میں ہوتا ہے۔ اگر اسہال ہوتے ہیں تو اُن کی ایک اکثر وجہ ہوتی ہے کہ بیسی لائی ڈائی سینٹریا (جراثیم پیچش) کے ذریعہ بسیلری چھوت (پیچش جراثیمی کی چھوت) بھی ساتھ ہی موجود ہوتی ہے۔
(انڈیجنس ڈرگز آف انڈیا)

استعمالات دوائیہ

تخم (اندر جو) پیچش، اسہال، حمیات، اپھارہ اور صفراوی امراض وغیرہ

میں کارآمد سمجھے جاتے ہیں۔ بواسیر کے علاج میں یہ دودھ میں پکاکر جوشاندہ کی ترتیب میں دیے جاتے ہیں اور بہت ہی موثر قرار دیے جاتے ہیں۔ بچوں میں خفیف پیچش کی حالت میں جب کرم امعاء بطور عوارض کے ہوں تو اندر جو کا سفوف یا ان کا گرم پانی میں تیار شدہ خیساندہ بہت مفید پایا گیا ہے۔ تاہم تخموں کی نسبت چھال کو بہت ہی زیادہ شہرت حاصل ہے۔ چنانچہ سشرت اچھا دیر کاشش نگھنٹو وغیرہ تمام آیورویدک طریقہ علاج کی کتب میں یہ بات بارہا ظاہر کی گئی ہے اذر پیچش کی تمام دریافت شدہ ادویات میں اسے بہت ہی زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ بہت سے ہندوستانی اور ولایتی ہر دو طرح کے معالجین کے بیانات سے عیاں ہے کہ واقعی مرض پیچش کے لیے یہ ایک قیمتی دوا ہے۔ سب سے پہلے ۱۸۸۱ء میں آر۔ سی۔ ورت نے شدید اور مزمن پیچش کے کئی مریضان کو اس کی چھال سے تیار شدہ خلاصہ کو دے کر اچھا کیا۔ ٹل والش ( ) نے ۱۸۹۱ء میں چھال کے استعمال کے تسلی بخش نتائج کی جانب ترغیب دی۔ کنائی لال ڈے ۱۸۹۶ء میں اس کی ادویاتی قیمت کے متعلق آنا زیادہ قائل ہوا کہ اس نے برٹش فارماکوپیا میں اس کے شمولیت کرنے کی سفارش کی۔ ہندوستانی قرابادین میں مندرج اس کے پرزور بیان کو دیکھ کر انڈین جینیس ڈرگز کمیٹی نے پیچش کے علاج میں پوست کڑا کی حقیقی فائدہ رسانی کو معلوم کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ کمیٹی نے یہ دستور العمل اختیار کیا کہ پوست کے خلاصہ کے معیاری مرکبات کئی مختلف سرکاری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کو بھیجے تاکہ مختلف اقسام کی انتڑیوں کی شکایات میں اس کی دوائری کے متعلق رپورٹیں اکٹھی کی جا سکیں۔ وقتاً فوقتاً حاصل ہوئی رپورٹیں بہت ہی حوصلہ افزا تھیں۔ اور کمیٹی کے ممبران کے دل پر یہ امر نقش کر گئیں کہ واقعی اس دوا میں کچھ حقیقی دافع پیچش اثرات موجود ہیں۔ وارنگ ( ) نے کہا کہ یہ مزمن پیچش اور تمام دیگر اقسام میں تقریباً بالخاصہ مفید ہے۔ چاہے پیچش شدید ہو یا مزمن چاہے بخار سے پیچیدہ ہو یا غیر پیچیدہ سب میں اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ مدارس کے کومن ( ) نے رپورٹ دی کہ بچوں اور جوانوں دونوں کی پیچش میں پوست کڑا کے سیال خلاصہ (لکوئیڈ ایکسٹریکٹ ( )

نے تقریباً ہر بیمار میں بہت تسلی بخش نتائج دیے ہیں۔

حال ہی میں پیچش امیبی کے علاج میں کڑا چھال کسی قدر وسیع طور پر آزمائی جا چکی ہے۔ یہ دوا سب سے پہلے پوست بیخ کے خیساندہ کی ترتیب میں استعمال کی گئی۔ یہ بہت تلخ اور نہایت ہی بدمزہ ہوتی ہے۔ بروز ویلکم اینڈ کو ( ) کی تیار شدہ اس کی چھال کی بنی ہوئی ٹکیاں بازار میں دستیاب ہوتی ہیں۔ اور اس صورت میں یہ دوا بآسانی استعمال کی جا سکتی ہے اور ایمیٹین کے طریقہ علاج کے ہمراہ ملانے سے سودمند نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ ناولز ( ) کے ۱۹۲۸ء کے تجربہ کے مطابق اگر ایمیٹین بذریعہ زیر جلد پچکاری اور پوسٹ کڑا کی ٹکیاں منہ کے راستہ استعمال کرائی جائیں تو پیچش امیبی کے علاج میں بہت زیادہ فائدہ ثابت ہوتا ہے۔

کیگل اور ریسکر نے ۱۹۲۷ء میں تمام چھال کے سفوف سے تسلی بخش نتائج حاصل کیے ہیں۔ ناولز اور دیگر محققوں نے ۱۹۲۸ء میں سولہ مریضوں پر کڑا کو منہ کے راستہ استعمال کرا کر آزمایا۔ دس مریضوں کو کرچی کا لیکوئڈ ایکسٹریکٹ دیا گیا اور بقیہ چھ مریضان کو بروز ویلکم اینڈ کو کی تیار شدہ کڑا چھال کی ٹکیاں دی گئیں ایک ایسی معمولی دوا کے متعلق اس ترتیب میں ناکامیابی کی نسبت شفایابی حیران کن زیادہ تھی۔ اس علاج میں کوئی انجکشن نہیں دیے گئے۔ علاوہ ازیں لطف یہ کہ کوئی زہریلی علامات ظہور پذیر نہیں ہوئیں۔ چھال کی ٹکیوں کی خوراک بغیر کسی تکلیف کے دن میں ۶۰ گرین (چار ماشہ) تک دی جا سکتی ہے۔ لیکوئڈ ایکسٹریکٹ دن میں دس ڈرام دس دن تک دیا جا سکتا ہے۔ اس سے مریض کسی قسم کی علامات کی شکایت نہیں کرتا۔ شدید مریضان کے علاج میں ایمیٹین کی نسبت بہتری کم تیز رو ہوتی ہے۔ لیکن شفایابی بہت زیادہ اور مستقل ہوتی ہوئی ظاہر ہوتی ہے۔

اس کی چھال سے تیار شدہ معیاری خلاصہ اب بازار میں دستیاب ہوتا ہے ایک ڈرام میں مجموعی کھاری جواہر موثرہ تقریباً ایک گرین ہوتے ہیں۔ مصنف

نے ۲ ۔ ۲ ڈرام کی خوراک میں دن میں تین چار مرتبہ چار سے پانچ ہفتہ تک صرف اس ایکسٹریکٹ کو یا اس کو اسپغول کے ساتھ ملا کر پیچش امیبی کے بہت مزمن مریضوں کو دے کر نہایت مفید نتائج حاصل کیے ہیں۔ کوئی مخالف علامت یا زہر کے اکٹھے ہوتے رہنے کی وجہ سے پیدا ہوئے زہریلے اثرات نمودار نہیں ہوتے تھے کہ بیسلری ڈیسنٹری (یعنی جراثیمی پیچش) کے مبتلا مریضوں کی علامات میں بھی بہت فائدہ ہوتا ہے۔

کڑا چھال کے دافع پیچش وصف کے علاوہ بریں صوبجات متحدہ (یو۔پی) کی ایک کیمپنی کا یقین ہے کہ چھال بہت عمدہ دافع ملیریا بخار کا وصف رکھتی ہے۔ اس بیان کی سچائی کی تصدیق کرنے کو مدنظر رکھ کر چھال کا خلاصہ اور کھاری جوہر موثرہ بڑی بڑی خوراکوں میں ان مریضوں کو دیے گئے کہ جو امیبک ڈیسنٹری (پیچش امیبی) اور ساتھ ہی ملیریا بخار میں بھی مبتلا تھے۔ ان میں سے کسی بیمار میں بھی نہ تو بیماری کی علامات ملیں اور نہ ہی خون میں موجودہ حیوانات طفیلی (پیراسائٹس) پر کوئی اثر ہوا۔

۲۔ کھاری جواہر موثرہ:۔

چھال اور تخموں سے حاصل شدہ مختلف اجزائے موثرہ کئی محققوں سے ذاتی طور پر وقتاً فوقتاً پیچش کے علاج میں آزمائے جا چکے ہیں۔ گھوش نے ۱۸۸۰ء میں کرچی سین کو بشکل سفوف و محلول استعمال کرنے کو تجویز کیا۔ سفوف دو سے پانچ گرین کی مقدار میں دیا گیا۔ اور محلول ایک اونس پانی میں دو گرین کھاری جوہر موثرہ کو حل کر کے قدرے ایسیٹک ایسڈ ( ) ملا کر بنایا گیا۔ اس کے اور کوٹس ( ) کے تجربے سے کہ جس نے سات مریضوں کا علاج کیا اس نے بیان کیا کہ کرچی سین ایک قیمتی دافع بخار دوا ہے اور سنکونا کے کھاری جوہر موثرہ سے کسی بھی حالت میں گھٹیا نہیں ہے۔

کونے سین بہت سے محققوں کے ذریعہ پیچش کے بیماروں پر آزمایا جا چکا ہے۔ ڈل سور ( ) نے ۱۹۲۳ء میں دو تین ایسے شدیدے بیماروں کا جنھیں ایمے ٹین سے کچھ فائدہ نہیں ہوا تھا کونے سین کے

انجکشنوں سے علاج کیا۔ کیس اور وہیبکر نے ۱۹۲۷ء میں کونے سین ہائڈروکلورائڈ کے آبی محلول (ایک اونس میں دس سے بیس ملی گرام کھاری جوہر موثرہ) کو دن میں تین مرتبہ دیا۔ دوا کی کل مقدار یومیہ تین اونس دی گئی۔ کل دس بیماروں کا علاج کیا گیا جن میں سے نو اصلی پیچش امیبی کے مریض تھے۔ ساٹھ ملی گرام کی یومیہ مقدار متواتر چھ دن تک دینے سے کوئی زہریلی علامات دکھائی نہیں دیں۔ ان میں سے چھ بیمار شفایاب نہ ہو سکے۔ لیکن پیچش امیبی کے مریض تندرست ہو گئے۔ حال ہی میں زاولز اور اس کے مددگاروں نے ۱۹۲۸ء میں نو بیماروں پر کونے سین کے عضلہ کے راستے استعمال کر کے آزمایا تھا۔ ان بیماروں کے پاخانہ میں اینٹ امیبا ہسٹولائی ٹیکا (جرم پیچش) ٹراپیکل (ڈیزیزنز) (گرم ممالک کی بیماریاں) کے کارمچل ہاسپٹل میں دیکھے گئے تھے۔ علاج کے ختم ہونے پر بہت سے بیماروں کے پاخانہ کا لگاتار دس دن تک ملاحظہ کیا گیا۔ یہ شفایابی کی جانچ کے لیے کیا گیا تھا۔ حاصل شدہ نتائج بہت امید افزا تھے۔ وہ مریض جن کو یومیہ دو گرین کی مقدار میں دوا استعمال کرائی گئی تھی۔ ان کا بھی یہی حال تھا۔

مصنف نے علم الادویہ کے نقطہ نگاہ سے اپنی تحقیقاتوں کے نتائج کے لیے کڑا کے مجموعی کھاری جواہر موثرہ شدید پیچش امیبی کے علاج میں بذریعہ عضلاتی پچکاری استعمال کرنے شروع کیے۔ نتائج بہت قابل اطمینان تھے اور ان سے یہ ظاہر ہوا کہ شدید بیماروں میں یومیہ ایک گرین کی مقدار میں کڑا کے مجموعی کھاری جواہر موثرہ ویسے ہی پر اثر تھے جیسا کہ ایمے ٹین کا مرض کی علامات پر جلدی اثر کرتا ہے اور ان کی شفابخش قدر و قیمت بھی ویسی ہی تھی۔ عضلاتی انجکشنوں سے مقامی ورم و سوجن پیدا ہو گئی تھی اور اس کے ساتھ ہی کچھ بیماروں میں کافی درد بھی ہو گیا تھا۔ اس سے عام زہریلی جو کہ عام طور پر ایمے ٹین کے انجکشنوں سے پیدا ہو جاتی ہیں اور خاص کر طویل عرصہ کے استعمال کے بعد۔ ان میں سے کوئی بھی پیدا نہ ہوئی۔ کچھ مریض انجکشن کرنے کے بعد جلد ہی چہرہ کا سرخ ہو جانا۔ سر میں بھاری پن محسوس کرنا وغیرہ عارضی علامات کی شکایت کرتے تھے لیکن یہ جلد ہی دور ہو جاتی ہیں۔

مجموعی کھاری جواہر موثرہ کے عضلاتی انجکشن اگرچہ شدید پیچش امیبی کے لیے

موثر ثابت ہوئے ہیں لیکن مزمن اور طویل عرصہ کے بیماروں میں بہت تسلی بخش نتائج پیدا نہ کر سکے۔ اس لیے اس نکتہ کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ کڑا چھال کے مرکبات مزمن بیماروں میں بذریعہ منہ استعمال کرنے سے بہت زیادہ موثر ہوتے ہیں کھاری جوہر موثرہ اور بسمتھ آئیوڈائڈ کا ایک مرکب یعنی کرچی[1] بسمتھ آئیوڈائڈ تیار کیا گیا ہے

کرچی بسمتھ آئیوڈائڈ

ڈیل (   ) اور ڈوبل (   ) نے ۱۹۱۷ء میں مزمن پیچش امیبی کے علاج میں پہلے ایمے ٹین بسمتھ آئیوڈائڈ کی قدر ظاہر کی اور اس طریقہ علاج سے مستقل شفایابی کے نتائج برآمد کیے۔ انگلینڈ میں تو جوان سپاہیوں کے متعلق ان کے نتائج اچھے رہے لیکن جب ہندوستانی بیماروں کو یہ دوا دی گئی تو اس سے اس قدر کامیابی نہ ہوئی۔ ناولز (   ) نے ۱۹۲۸ء میں واضح طور پر اس نکتہ کو اپنے مضمون میں ظاہر کیا کہ اس نے ان مزمن بیماروں کے علاج میں تمام مختلف ایمے ٹین کے مرکبات کے استعمال کرنے کے باوجود متعدد مرتبہ ناکامیابی حاصل کی تھی۔ ایمے ٹین بسمتھ آئیوڈائڈ کے علاج سے پیشتر آٹوجینس ویکسینز (   ) کا کورس دیا گیا تو شفایاب مریضوں کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ ویکسین اور ایمے ٹین کا مشترکہ طریقہ علاج اگرچہ آجکل ہندوستان

---

[1] یہ ایک نارنگی سرخ رنگ کا سفوف ہے جس میں تقریباً ستائیس فیصدی جواہر موثرہ اور ۲۲٫۸ فیصدی بسمتھ ہوتا ہے۔ یہ ہائیڈروکلورک ایسڈ ڈائیلیوٹ (پانی ملا ہوا تیزاب نمک)، پانی اور الکوحل میں بہ مشکل حل ہوتا ہے۔

تیار کرنے کی مختصر ترکیب :۔ مجموعی کھاری جواہر موثرہ کو ہائیڈروکلورک ایسڈ ڈائیلیوٹ میں حل کر کے پھر ڈریگن ڈراف کرینٹس ری جینٹ (   ) میں ڈال کر لگاتار ہلاتے رہتے ہیں حتےٰ کہ مکمل طور پر گاد تہہ نشین ہو جائے۔ چنانچہ نارنگی رنگ کی گاد کو تہہ نشین ہونے دیا جاتا ہے۔ اور پھر فلٹر (کاغذ جاذب سے چھان) کر کے اسے مقطر کیے ہوئے پانی

میں عملی طور پر بہت مروج نہیں ہے۔ کیونکہ ویلسین تیار کرنے کے لیے اچھے بڑے بڑے کیمیائی کارخانوں (لیبارٹریز) کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ صرف بڑے بڑے شہروں میں دستیاب ہو سکتے ہیں۔ اس مشکل کو دور کرنے کے لیے کڑا کے کھاری جوہر موثرہ اور بسمتھ آئیوڈائڈ کا ایک مرکب (کرچی بسمتھ آئیوڈائڈ) تیار کیا گیا ہے۔ کیونکہ کڑا کے مجموعی کھاری جواہر موثرہ کا اینٹا ہیبا ہسٹولائی ٹیکا یعنی جرم پیچش پر قوی اثر ظاہر ہو چکا ہے اس لیے یہ سوچا گیا کہ اس قسم کے مرکب سے یقیناً فائدہ ہوگا۔ یہ کھاری جواہر موثرہ نہ تو قے آور ہیں اور نہ ہی آنت پر سوزش کردہ اثر رکھتے ہیں۔ دل کو بھی کمزور نہیں کرتے اس لیے یہ ایمٹین کی بہ نسبت بہت بڑی مقداروں میں نہایت سہولت سے دیے جا سکتے ہیں۔ علاوہ بریں ایسا مرکب جب تک بڑی آنتوں میں نہیں آتا تب تک غیر محلول رہتا ہے کیونکہ اس ترتیب میں مجموعی کھاری جواہر موثرہ بہت بڑی مقداروں میں دیے جا سکتے ہیں اس لیے آنت میں بہت زیادہ تکثیف برآمد کی جا سکتی ہے جو کہ بڑی آنتوں کی تیزابیت کے امتناعی فعل کو دبانے کے لیے کافی رہتی ہے۔ کرچی بسمتھ آئیوڈائڈ کی دس گرین کی خوراکیں کہ جن میں تقریباً ۲۷ سے ۳۰ فیصدی تک کھاری جواہر موثرہ ہوتے ہیں۔ دس سے بیس دن تک صبح و شام اچھی طرح سے برداشت کی جا سکتی ہیں۔ نبض کی رفتار یا خون کے دباؤ

حاشیہ بر صفحہ سابقہ :۔ سے اچھی طرح دھو ڈالتے ہیں۔ بعد ازاں گاد کو اکٹھا کر کے معمولی درجہ حرارت پر خشک کر لیا جاتا ہے۔

ڈریگن ڈراف کرینٹس ری ایجنیٹ :۔ ۲۰۰ گرام نائٹرک ایسڈ یعنی تیزاب شورہ (وزن مخصوصی ۱۸ء۱) میں ۸۰ گرام بسمتھ نائٹریٹ حل کر کے پھر پوٹاسیم آئیوڈائڈ کے ۲۷۲ گرام کے تکثیف آبی محلول میں ڈال دیا جاتا ہے۔ بعد ازاں اسے ڈائیلوٹ (رقیق) کر کے ایک لیٹر (ظروف کی سمائی کا ایک پیمانہ ہے) بنا لیا جاتا ہے۔

نوٹ :۔ کرچی بسمتھ آئیوڈائڈ کے لیے ۵۰۰ سی۔ سی تک کا رقیق کیا ہوا محلول بہت اچھا پایا گیا ہے۔

(انڈی جینس ڈرگز آف انڈیا)

پر کوئی قابل غور اثر نہیں ہوتا۔ دل کے امراض عضوی میں بھی دل کی آوازوں میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ مضعف معقی یا انتڑیوں کی خراش جو کہ اکثر ایمے ٹین سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس میں نہیں دیکھی جاتیں۔ افزائش پذیر کیمو موبے ٹیو)
اثرات بھی پیدا نہیں ہوتے جیسے کہ ایمے ٹین کی حالت میں دیکھے جاتے ہیں۔ یہ دوا مزمن پیچش امیبی کے بہت سے بیماروں پر آزمائی جا رہی ہے اور برآمد شدہ نتائج کسی بھی دیگر استعمال میں آنے والی دوا کے مقابلہ میں بہت زیادہ مفید ہیں امید کی جاتی ہے کہ ان کھاری جواہر موثرہ کی امر مزمن پیچش امیبی کے علاج میں یقیناً ترقی پذیر ہو گی۔ امیبی ورم الکبد پر کھاری جواہر موثرہ کا فعل مشکوک ہے۔ ان کا غیر پیپ دار امیبی ورم الکبد اور پیپ دار ورم الکبد پر ایمے ٹین جیسا مفید اثر ہوتا ہوا ظاہر نہیں ہوتا یہاں یہ ظاہر کر دیا جاتا ہے کہ چھال کے کچھ تھوکوں سے حاصل کیے ہوئے مجموعی کھاری جواہر موثرہ اور ان کے مرکبات پیچش امیبی کے بہت پرانے بیماروں کو شفا دینے میں بہت غیر معمولی نتائج برآمد کرتے ہیں۔ لیکن کئی غیر تسلی بخش ثابت ہوتے ہیں۔ ان نتائج کے متعلق کامل طور پر تحقیق نہیں کی گئی اور ابھی زیر تحقیق ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ چھال کی پختگی یا چھال میں موجودہ کھاری جواہر موثرہ کے آپس میں تبدیل ہو کر اکٹھا ہو جانا یا آکسیجن کے ساتھ مل جانا ان کی اہم وجوہات ہیں۔ جب یہ امور دور کر دیے جائیں گے اور فعل میں موافقت آ جائیگی تو مزمن پیچش امیبی کے لیے ایک زود اثر دوا معلوم ہو جائیگی اور چھال کی مانگ بہت بڑھ جائیگی۔

خلاصہ

کرلا چھال سے حاصل کیے ہوئے مجموعی کھاری جواہر موثرہ لیبارٹری (معمل کیمیاوی) میں اور مریضوں پر انتڑیوں کی شدید و مزمن امیبی چھوت کو دور کرنے کے لیے بہت ہی زیادہ حیران کن اثرات رکھتے ہیں۔ کھاری جواہر موثرہ بڑی مقداروں میں مضعف معقی خراش یا افزائش پذیر اثرات کے پیدا کیے بغیر دیے جا سکتے ہیں۔ یہ ایمے ٹین کی نسبت بہت کم زہریلے ہیں۔ مجموعی کھاری جواہر موثرہ کے ایک گرین کے عضلاتی انجکشن شدید پیچش امیبی کو کم از کم اتنی جلدی سے ہی شفایاب کر دیتے ہیں کہ جتنی جلدی ایمے ٹین سے شفایابی ہوتی ہے وہ کچھ مقدار میں رد الفعل، درد اور سوجن پیدا

کرتے ہیں جو کہ ۲۴ سے ۴۸ گھنٹہ کے اندر اندر دور ہو جاتے ہیں۔ مزمن بیماروں میں کھاری جواہر موثرہ دس گرین کی مقدار میں دن میں دو مرتبہ دس دن دینے سے بہت تعداد کے بیماروں کی چھوت کی بیخ کنی کر دیتے ہیں۔ بہت ہی ہٹیلے بیماروں میں بیماری کی شدت کے بموجب ان کا پندرہ سے بیس دن تک کا کورس دیا جاتا ہے۔ اس قدر طویل استعمال نہ تو کوئی زہریلے اثرات پیدا کرتا ہے اور نہ ہی ہٹیلی علامات
چھال کا معیاری سیال خلاصہ جو کہ آج کل بازار میں دستیاب ہو جاتا ہے اور جو ایک ڈرام کے اندر اندازاً ½ گرین ایلکلائڈ (کھاری جوہر موثرہ) رکھتا ہے۔ مزمن بیماروں میں ہر ۴ سے ۶ ہفتہ تک دو ڈرام کی خوراک میں تین مرتبہ علیحدہ طور پر یا اسبغول کے ساتھ ملا کر دیا جاسکتا ہے۔ کرچی کے کھاری جوہر موثرہ اور بسمتھ آئیوڈائڈ کا ایک مرکب یعنی کرچی بسمتھ آئیوڈائڈ بھی تیار ہو چکا ہے۔ یہ تیار شدہ مرکب خصوصیت سے گرم ممالک میں انتڑیوں کی مزمن امیبی چھوت کے لیے ایک قابل قدر علاج ہے۔ (انڈی جینس ڈرگز آف انڈیا)

کرچی (کڑا چھال) شدید اور مزمن دونوں اقسام کی پیچش کے علاج کے واسطے ایک مشہور دوا ہے۔ یہ ایلکلائڈ کرچی سین کی بدولت کام کرتی ہے جو کہ ۲۸۰۰۰ میں ایک کی طاقت کے پانی ملا کر ہلکے کیے ہوئے سیال میں آٹھ منٹ کے اندر کھاری کیفیت میں امیبا ہسٹولائٹیکا کے لیے خاص کر مہلک اثر رکھتا ہے۔ پیچش میں اس کی گوناگوں قدر و قیمت سے آگاہ ہوتے سے بیشتر یہ ہی وہ واحد دوا تھی جو کہ ہندوستان میں جامع طور پر استعمال کی جاتی تھی۔ یہ تنہا لیکوئڈ ایکسٹریکٹ (سیال خلاصہ) کی صورت میں دی جاسکتی ہے یا روغن ارنڈ (کیسٹر آئل) کی قلیل مقداروں۔ ایکسٹریکٹ آف بیل یا جوشاندہ اسبغول کے ہمراہ ملائی جاسکتی ہے یا تخم (اندر جو) سفوف کی صورت میں بھوسی اسبغول کے ہمراہ دیے جاسکتے ہیں۔ ایلکلائڈز (کھاری جواہر موثرہ) معدہ پر کوئی اثر نہیں کرتے اور متلی یا قے نہیں ہونے پاتی۔ کرچی سین ½ سے ۱ گرین کی مقدار میں بذریعہ جلدی پچکاری استعمال کیا جاسکتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ دل کو مضعف کرتا ہے اور اسے بے قاعدہ کرتا ہے۔ یہ بذریعہ وریدی استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ یہ حمل والے رحم پر کوئی اثر نہیں رکھتا۔ اور اس لیے حمل کے دوران میں بے خوف و خطر دوائیہ

مقدار میں دیا جاسکتا ہے۔ (چرائتہ) کو نے سین بذریعہ دہن ۱ء۰ سے ۵ء۰ گرام کی مقدار میں روزانہ تین حصوں میں تقسیم کر کے مجموعی طور پر ۵ گرام امیبی پیچش کے علاج میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ خصوصاً ایمےٹین کو مانع ہے۔ یہ امیبی ورم الکبد میں غیر موثر ہے اور عصبی نہریلی علامات مثل بے چینی۔ بے خوابی۔ لرزنا۔ کانوں کی بھنبھناہٹ۔ سر چکرانا اور ڈرنا کے پیدا کرنے کا مستوجب ہوتا ہے۔ دوا کے بند کر دینے سے یہ علامات فوراً دور ہو جاتی ہیں۔ کرچی بسمتھ آئیوڈائڈ مزمن امیبی پیچش کے مریضوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اور خالص کرچی مرکبات کی بہ نسبت بہت عمدہ نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ اور مضعف نہ ہونے کی وجہ سے ایمےٹین کے اسی طرح کے مرکب (ایمےٹین بسمتھ آئیوڈائڈ) پر فوقیت رکھتا ہے۔ یہ انہی حالات میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اور افزائش پذیر اثر سے عینی مبرا ہے۔ کئی مرتبہ چہرہ اور ہاتھ و پاؤں سرخ ہو جاتے ہیں۔ سر چکراتا ہے اور سر میں جلن ہوتی ہے۔ لیکن مقدار کے کم کر دینے سے یا اس کا استعمال چند یوم کے لیے بند کر دینے سے یہ علامات جاتی رہتی ہیں۔ یہ کیپسولوں میں یا بصورت اقراص چار سے آٹھ گرین کی مقدار میں دن میں دو مرتبہ سات سے دس دن کے لیے دیا جاتا ہے۔ بہت عمدہ نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ جب کہ ایک کھاری مکسچر (مرکب محلول) جس میں سوڈا بائیکارب۔ ۳۰ گرین اور سوڈا سائٹراس ۲۰ گرین ہوتا ہے۔ دوا کے استعمال سے نصف گھنٹہ پیشتر دیا جاتا ہے۔

(فارماکالوجی میٹریا میڈیکا اینڈ تھیراپیوٹکس)

دیگر استعمالات

(مختلف مصنفین کے قلم سے)

۱۔ سفید کڑا کی چھال اور تخم سنکونا ایلکلائڈز (کھاری جواہر موثرہ) کی مانند دافع

نوبتی بخار ہیں۔ لیکن متلی، قے یا سر درد پیدا نہیں کرتے۔ یہ بخار، مزمن اسہال، پیچش، دیدان، اندرونی جریان خون، مزمن امراض سینہ، دمہ، درد گردہ اور ہیضہ میں قے روکنے کے لیے دیے جاتے ہیں۔ یہ وضع حمل کے بعد خارجی اعضاء تناسل کے ملائم حصہ جات (اندام نہانی) کو تقویت پہنچانے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ یہ تنہا شاذ و نادر دیا جاتا ہے۔ عموماً کئی معطر اور قابض ادویہ کے ہمراہ ملاکر دیا جاتا ہے۔

سیاہ کڑا مقوی معدہ، مقوی اور دافع بخار ہے۔ دیگر نباتی ادویہ کے ہمراہ ملاکر امراض امعاء اور بخار کے بعد کی کمزوری میں دیا جاتا ہے۔ تخم مقوی ہیں اور منی کی کمزوری میں دیے جاتے ہیں۔ پتوں کے چبانے سے درد دانت کو تسکین ہوتی ہے۔ (میٹریا میڈیکا آف انڈیا)

دی سینٹرل انڈی جینس ڈرگز کمیٹی رپورٹ آف کلکتہ میں بیان کیا گیا ہے۔

"اس مرض یعنی پیچش میں اپی کے کوانا کے اثر کے انتشار ہونے سے بیشتر بہت سے مزمن مریض جو کہ یورپین طبی علاج (طب مغربی) کے تحت تندرست نہیں ہو پاتے تھے۔ وہ کوی راجوں (وئیدوں) کے ذریعے ان کے اس کے مرکبات سے شفایابی حاصل کر لیتے تھے۔ اس مرض میں بطور دوا یہ ایسے مریضوں پر بھی کامیاب ہو چکا ہے۔ جب کہ اپی کے کوانا اور دیگر ادویہ ناکام ہو چکی تھیں۔"

چھال کا لیکوئیڈ ایکسٹریکٹ بنگال میں بہت سے ڈاکٹروں (یورپین اور انڈین) میں اسے استعمال کرنے اور پیچش کے علاج میں اس کے اثر کی آزمائش کرنے کے لیے تقسیم کیا گیا تھا۔ تقریباً وہ تمام شدید و مزمن پیچش میں اس دوا کے حیرت خیز عمدہ اثر کی تصدیق کرنے میں متفق ہیں۔ اور کچھ حد تک اس کے دافع بخار اثر کے بھی۔ تنا اور جڑ کی چھال نیز جیجا جوان درختوں کی چھال اور تخم شدید و مزمن اسہال اور پیچش کے لیے بطور ادویہ عموماً استعمال کیے جاتے ہیں۔ تخموں کا سفوف ۳۰ سے ۶۰ گرین (۲ ماشہ سے ۴ ماشہ تک) کی مقدار میں اڈرام (۴ ماشہ) قند کے ہمراہ ملاکر دیا جاتا ہے۔

چھال کا گرم جوشاندہ بطور غرغرہ درد دانت میں استعمال کیا جاتا ہے۔

ذیل کی چند نامور کارآمد گھریلو دوائیں ہیں:۔

۱۔ اندرجو پانچ حصہ۔ ناگرموتھا چار حصہ۔ لودھ پٹھانی پانچ حصہ۔ بیلگری پانچ حصہ موچرس تین حصہ۔ گل دھاوا چار حصہ۔ سب کو کوٹ کر سفوف بنالیں۔ خوراک نصف ڈرام (۲ ماشہ) آنتوں کی بیماریوں اور زہیچش میں استعمال کریں۔

۲۔ کڑا چھال آٹھ ماشہ۔ بیلگری آٹھ ماشہ۔ پوست انار چار ماشہ۔ سب کا عمدہ سفوف بنالیں۔

خوراک:۔ بیس سے چالیس گرین (دس سے بیس رتی) بدرقہ شہد یا شربت دستوں اور زہیچش کی بڑھی ہوئی حالت میں استعمال کریں۔

۳۔ سفوف کڑا چھال پانچ حصہ۔ چینی پانچ حصہ ہر دو کو پانی میں ابال لیں حتیٰ کہ شربت کی چاشنی کا قوام ہو جائے پھر اس میں جوکھار دو حصہ، پانچوں نمک دو حصہ پیپلا مول تین حصہ۔ گل دھاوا چار حصہ۔ اندرجو چار حصہ۔ زیرہ سفید چار حصہ سب کو ملا کر سفوف بنالیں۔

خوراک:۔ ایک ڈرام (چار ماشہ) بدرقہ شربت زنمی اور پرانی پیچش میں استعمال کریں۔

۴۔ اندرجو پانچ حصہ، فلفل دراز چار حصہ۔ پیلا مول چار حصہ۔ کٹائی خرد تین حصہ اجمود چار حصہ۔ سب کو ملا کر سفوف بنالیں۔ خوراک۔ دس سے بیس گرین (پانچ سے دس رتی) قے روکنے اور بدہضمی میں استعمال کریں۔ (کھوری)

۵۔ اندرجو پیچش اور بواسیر کے خون بہنے کو روکنے کی کبھی کبھی نہ چوکنے والی مخصوص دوا ہے۔ اندرجو کا سفوف نصف ڈرام (دو ماشہ) مصری ایک ڈرام (چار ماشہ) اور سردیاتی ایک اونس (نصف چھٹانک) لیں۔ ان کو یکجا کر کے چند گھنٹے بھگو رکھیں۔ پھر کسی مہین ململ کے کپڑے سے چھان لیں۔ سفید لعاب دار تلخ خیساندہ حاصل ہوتا ہے۔ ایسے جوان آدمی کو دن میں دو یا تین مرتبہ دیں۔ بچوں کو ان کی عمر کے تناسب سے خوراک دیں۔ اگر یہ خیساندہ متذکرہ تناسب سے زیادہ مقدار میں تیار کیا جائے تو کئی دنوں تک تازہ حالت میں رکھا رہتا ہے۔

اور ان تخموں کا دوسرا مخصوص وصف یرقان میں موثر ہوتا ہے۔ اندرجو کا

سفوف نصف ڈرام (دو ماشہ) اور کٹکی کا سفوف بیس گرین (دس رتی) لے کر آٹھ اونس (ایک پاؤ) پانی میں ابالیں یا جوشاندہ بنائیں۔ جب سرد ہو جائے تو سلفیٹ آف میگنیشیا سلفیٹ آف سوڈا دو سے چار ڈرام (آٹھ ماشہ سے سولہ ماشہ) ملائیں۔ یہ جوشاندہ صبح سویرے کم از کم تین دن یرقان میں مبتلا ان مریضوں کو دینا چاہیئے کہ جن کو اجتماع باب الکبد صفراوی نالیوں کے بند ہونے اور سوزش ہونے۔ گرم اور ٹھنڈ لگ جانے وغیرہ سے یرقان ہو گیا ہو۔ مذکورہ صدر جوشاندہ کے ہمراہ ہی دن میں تین بار (   ) اور نوشادر کا سادہ مکسچر بھی دیا جا سکتا ہے۔

(انڈین میٹریا میڈیکا)

سفید کڑا کی چھال میں ایک بہت تلخ ست ہوتا ہے۔ گلو کے ست نکالنے کی ترکیب سے یہ نکالا جاتا ہے۔ یہ نشاستہ جیسا اور کھاری مزاج کا ہوتا ہے۔ یہ الکوحل اور پانی میں گھل جاتا ہے۔ اندرجو میں ایک تلخ اور رواردار (دانے دار) ست ہوتا ہے۔ یہ الکوحل میں گھلتا ہے لیکن پانی میں نہیں گھلتا۔ کڑا کی چھال اپنے کے کوائنا کی مانند تلخ مشتہی۔ قابض۔ بلیمیا بخار کو رد کرنے والی۔ دافع بخار اور مقوی ہے۔ چھال اور تخموں میں حابس دم (خون بند کرنا) اور مسکن الم (درد کو تسکین دینا) وصف ہے۔ بیجوں کو سینکنے (آگ پر گرم کرنا) سے حابس وصف بڑھتا ہے۔ خونی پیچش میں کڑا کی جڑ کی چھال کے برابر دوسری دوا نہیں ہے۔ تازہ جڑ کی چھال ترش چھاچھ میں بیس کر ۵ تولہ کی مقدار میں وہ چھاچھ چار چار گھنٹہ بعد دینے سے بخار۔ بار بار دست جانا اور پاخانہ میں خون آنا کم ہوتا ہے۔ آنو میں اندرجو کا جوشاندہ دیتے ہیں۔ نئی آنو میں چھال سے خاص فائدہ نہیں ہوتا۔ لیکن مزمن آنو میں یقیناً فائدہ ہوتا ہے۔ ہمیشہ تازہ چھال استعمال کرنی چاہیئے کیونکہ یہ خشک ہو کر غیر مفید ہو جاتی ہے۔ تازہ چھال کا عصارہ تیار کر کے رکھ لینے سے کام چل سکتا ہے۔ کڑا کے گاڑھے کیے ہوئے جوشاندہ کے ہمراہ بیس۔ بیج اور شہد ملا کر دیتے ہیں۔ بچوں کے خونی دستوں میں اندرجو تلخ اور ناگرموتھا کا جوشاندہ دیتے ہیں۔ سنگھ منی یا چھال کے ہمراہ کیلی۔ خوشبودار۔ اور مقوی ادویہ ملا کر گاڑھا تیار کر کے یا سینکا ہوا اندرجو دیتے ہیں۔ اندرجو تلخ کا سفوف ہر روز کھانے سے بھوک بڑھتی ہے۔ ان ہضم ہوتا ہے۔ پیٹ میں ہوا نہیں بھرتی اور کیڑے ہوں تو مر کر نکل جاتے ہیں۔

اندر رجو کے پچانٹ (خیسانده) سے بواسیر کا خون گرتا ہو تو بند ہو جاتا ہے مسوڑھوں سے خون بہنے اور مسوڑھوں میں پیپ ہونے پہ اندر رجو کو مسوڑھوں پر ملنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ سیاہ کڑا قلیل مقدار میں دینے سے معدہ اور جگر کے فعل کی اصلاح ہوتی ہے۔ لیکن زیادہ مقدار میں دینے سے قے اور دست ہوتے ہیں۔ ملائم پتوں کا رس ایک ڈرام بھر دینے سے یرقان میں فائدہ ہوتا ہے۔

(او شدھی سنگرہ)

ڈاکٹری مرکبات

۱۔ کرچن بسمتھائی آئیوڈائیڈم ( )

یا کرچی بسمتھ آئیوڈائیڈ ( )

اس میں ۲۳ فی صدی سے ۲۷ فی صدی تک مجموعی کرچی ایلکالائڈز اور ۱۸ سے ۲۴ فی صدی تک بسمتھ پائی جاتی ہے۔

اس کا عمدہ سرخی مائل نارنگی رنگ سے گہرے لال رنگ تک کا سفوف ہوتا ہے۔ یہ بے بو، تلخ ذائقہ اور چپرا ہوتا ہے۔ پانی میں کمی کے ساتھ حل ہوتا ہے۔

مقدار خوراک:۔ ۵ سے ۱۰ گرین۔

۲۔ ایکسٹریکٹم کرچی لیکوڈم ( )

یا لیکوئڈ ایکسٹریکٹ آف کرچی ( )

اس میں ایک فی صدی (۷/۷) کرچی کے مجموعی ایلکلائڈز پائے جاتے ہیں۔

مقدار خوراک:۔ دو ڈرام سے چار ڈرام تک۔

۳۔ کرچی ایلکائڈز انجکشن ( )

مقدار:۔ ایک گرین روزانہ بذریعہ عضلاتی پچکاری استعمال کیا جاسکتا ہے۔

۴۔ ایمنا بن ( )

بنگال کیمیکل اینڈ فارمیسیوٹیکل ورکس کلکتہ کی تیار کردہ یہ کرچی بسمتھ آئیوڈائڈ

کی گولیاں ہیں۔

مقدارِ خوراک:۔ دو سے چار گولیاں فی دن پانی سے دی جاتی ہیں۔

مستند آیورویدک مرکبات

آیورویدک گرنتھوں کے مندرجہ ذیل چھ مرکبات ہیں کُرٹا اچھال یا اندرجو شامل کیے جاتے ہیں۔ ان تمام مرکبات کو طب آیوروید میں خاص ناموری و اہمیت حاصل ہے۔ مکمل واقفیت حاصل کرنے کے لیے **آیورویدک فارماکوپیا** ملاحظہ فرمائیں

۱۔ گنگادھر چورن (لگھو)

۲۔ گنگادھر چورن (برہت)

۳۔ کُٹج اولیہہ۔

۴۔ دیگر کُٹج اولیہہ (برہت)

۵۔ کُٹج ارشٹ

۶۔ پردر آری لوہ

۷۔ ونسک آدی کشائے

اجزائے **نسخہ**:۔ ونسک۔ اتیس۔ بیلگری۔ اودیچ اور ناگرموتھا سے بنایا گیا کشائے (جوشاندہ) آم۔ درد پیٹ اور خون ملے ہوئے بہت دنوں سے پیدا ہوئے اسہال کو دور کرتا ہے۔ (چکرودت)۔

یہ اگرچہ ایک معمولی سا جوشاندہ ہے لیکن پیچش امیبی کے لیے نہایت مفید و مجرب ہے اس کی بارہا آزمائش اور تحقیقات کی جا چکی ہے۔ آیوروید بھون چکتسالیہ متھرا میں اس کے متعلق جو تحقیقات کی گئی ہے اس کی ایک سرسری جھلک ذیل میں پیش کی جاتی ہے تاکہ ناظرین کرام اس کی قدر و قیمت سے بخوبی آشنا ہو سکیں اور اس کو اپنی پریکٹس (مہارت) میں لاکر پوری طرح فیض اٹھا سکیں۔

اِندر جَو کے پچانٹ (خیسا ندہ) سے بواسیر کا خون گرتا ہو تو بند ہو جاتا ہے مسوڑھوں سے خون بہنے اور مسوڑھوں میں پیپ ہونے پر اِندر جَو کو مسوڑھوں پر ملنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ سیاہ کُڑا قلیل مقدار میں دینے سے معدہ اور جگر کے فعل کی اصلاح ہوتی ہے۔ لیکن زیادہ مقدار میں دینے سے قے اور دست ہوتے ہیں۔ ملائم پتوں کا رس ایک ڈرام بھر دینے سے یرقان میں فائدہ ہوتا ہے۔

(اوشدھی سنگرہ)

ڈاکٹری مرکبات

۱۔ کرچین بسمتھائی آئیوڈائیڈم ( )

یا کرچی بسمتھ آئیوڈائیڈ ( )

اس میں ۲۳ فی صدی سے ۲۷ فی صدی تک مجموعی کرچی ایلکالائیڈز اور ۱۸ سے ۲۴ فی صدی تک بسمتھ پائی جاتی ہے۔

اس کا عمدہ سرخی مائل نارنگی رنگ سے گہرے لال رنگ تک کا سفوف ہوتا ہے۔ یہ بے بُو، تلخ ذائقہ اور چپرا ہوتا ہے۔ پانی میں کمی کے ساتھ حل ہوتا ہے۔

مقدار خوراک:۔ ۵ سے ۱۰ گرین۔

۲۔ ایکسٹریکٹم کرچی لیکوڈم ( )

یا لیکوئڈ ایکسٹریکٹ آف کرچی ( )

اس میں ایک فی صدی (w/v) کرچی کے مجموعی ایلکلائیڈز پائے جاتے ہیں۔

مقدار خوراک:۔ دو ڈرام سے چار ڈرام تک۔

۳۔ کرچی ایلکالائیڈز انجکشن ( )

مقدار:۔ ایک گرین روزانہ بذریعہ عضلاتی پچکاری استعمال کیا جاسکتا ہے۔

۴۔ ایبانین ( )

بنگال کیمیکل اینڈ فارمیسیوٹیکل ورکس کلکتہ کی تیار کردہ یہ کرچی بسمتھ آئیوڈائیڈ

کی گولیاں ہیں۔

مقدارخوراک :- دو سے چار گولیاں فی دن پانی سے دی جاتی ہیں۔

مستند آیورویدک مرکبات

آیورویدک گرنتھوں کے مندرجہ ذیل چھ مرکبات ہیں کُٹڑا اچھال یا اندرجَو شامل کیے جاتے ہیں۔ ان تمام مرکبات کو طب آیوروید میں خاص ونا موری واہمیت حاصل ہے۔ مکمل واقفیت حاصل کرنے کے لیے **آیورویدک فارما کوپیا** ملاحظہ فرمائیں

۱۔ گنگادھر چورن (لگھو)

۲۔ گنگادھر چورن (برہت)

۳۔ کُٹج اولیہہ۔

۴۔ دیگر کُٹج اولیہہ (برہت)

۵۔ کُٹج ارشٹ

۶۔ پردر آری لوہ

۷۔ ونسک آدی کشائے

اجزائے نسخہ:- ونسک۔ اتیس۔ بیلگری۔ اُدیچ اور ناگرموتھا سے بنایا گیا کشائے (جوشاندہ) آم۔ درد پیٹ اور خون ملے ہوئے بہت دنوں سے پیدا ہوئے اسہال کو دور کرتا ہے۔ (چکردت)۔

یہ اگرچہ ایک معمولی سا جوشاندہ ہے لیکن پیچش امیبی کے لیے نہایت مفید و مجرب ہے اس کی بار ہا آزمائش اور تحقیقات کی جا چکی ہے۔ آیوروید بھون چکتسالیہ متھرا میں اس کے متعلق جو تحقیقات کی گئی ہے اس کی ایک سرسری جھلک ذیل میں پیش کی جاتی ہے تاکہ ناظرین کرام اس کی قدر و قیمت سے بخوبی آشنا ہو سکیں اور اس کو اپنی پریکٹس (مہارت) میں لاکر پوری طرح فیض اٹھا سکیں۔

مریض کی علامات اور براز کے امتحان سے پیچش ایلبی کی تشخیص ہو جانے پر وتسک آدی کشائے استعمال کیا گیا۔ پیچش ایلبی کے عوارض کی صورت میں امل پت (ترشئی معدہ) پیٹ میں بہت زیادہ ہوا (گیس) ہونا۔ اُرچی (کھانے کی طرف رغبت نہ ہونا) وغیرہ کے دفعیہ کے لیے آملکیہ چورن[1] - اگنی تنڈوٹی[2] - رچترک[3] آدی وٹی - وغیرہ ادویات بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ قبض ہونے پر اسپغول اور سونف کو ملا کر بنایا گیا سفوف بھی چھ ماشہ کی مقدار میں پانی کے ساتھ صبح و شام استعمال کراتے ہیں۔

۱- وتسک لفظ سے کُڑا درخت کی چھال یا اس کے بیج اندر جو لینے کا دستور ہے۔ یہ دونوں ہی تلخ اور شیریں دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اس مرض میں شیریں کی نسبت تلخ زیادہ مفید ہیں۔ ہم لوگوں نے کُڑا تلخ کی تازہ چھال ہی مذکورہ صدر مرکب میں استعمال کی۔ شاستری دستور کے بموجب کُڑا کی تازہ چھال ہی استعمال میں لانی چاہیئے کیونکہ چھال کے خشک ہو جانے پر رس کے نہ رہنے سے کم اثر والی ہو جاتی ہے۔

۲- اتیس۔ یہ بھی تلخ اور شیریں دو قسم کا ہوتا ہے۔ اوصاف میں تلخ بڑھیا ہوتا ہے اور نرخ میں بھی گراں یعنی ستر اسی روپے کلو ہوتا ہے جبکہ اتیس شیریں پندرہ بیس

---

[1] اجزاء وترکیب:۔ آملہ منقیٰ - پوست چترک - پوست ہلیلہ زرد - فلفل دراز - سیندھا نمک - جملہ ادویہ کے مساوی الوزن سفوف بے کر باہم ملالیں۔

مقدار وترکیب استعمال:۔ شارنگدھر یوگ رتناکر میں لکھا ہے کہ یہ ہر قسم کے بخار دور کو دور کرتا ہے قبض کھوتا ہے۔ کھانے کی طرف رغبت پیدا کرتا ہے۔ بلغم کو دور کرتا ہے ہاضمہ کو تیز کرتا ہے کہ جس سے کھایا ہوا اچھی طرح سے ہضم ہو جاتا ہے۔

منفعت خاص:۔ ہر قسم کے بخاروں میں اور خصوصاً میعادی بخار، ملیریا بخار اور بواسیر میں قبض کشائی کے لیے نہایت درجہ کارآمد ہے۔ بطور چورن ہاضمہ کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے کہ جس سے خوراک اچھی طرح سے ہضم ہو جاتی ہے اور قبض کو نافع رہتا ہے۔ امل پت (ترشئی معدہ) کو دافع ہے۔

[2] ، [3] ہر دو کے نسخہ جات کے لیے آیورویدک فارماکوپیا ملاحظہ فرمائیں۔

[4] اسپغول کی بھوسی اور سونف کے سفوف کو ہموزن ملا لینا چاہیئے۔

روپے کلو میں ہی مل جاتا ہے۔ آنیس بہت جلد ہی گھن جاتا ہے اس لیے ہمیشہ تازہ ہی استعمال کریں۔ ہم نے مذکورہ بالا مرکب میں تازہ تلخ آنیس ہی استعمال کیا ہے۔

۳۔ بیل درخت کے خام پھلوں کی تازہ گری جسے بیل گری کہتے ہیں استعمال میں لی گئی ہے۔ کیونکہ یہی بڑھیا ہوتی ہے۔ پرانی بیلگری کم اثر ہو جاتی ہے۔

۴۔ ادیچ۔ اسے ہندی میں نیتر بالا کہتے ہیں لیکن یہ متنازع دوا ہے۔ اس لیے سورگباشی آچاریہ یادو جی ترکم جی کی رائے کے بموجب ہم اس کی جگہ عمدہ خس استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ صدر مرکب میں بھی خس ہی استعمال کیا ہے۔

۵۔ ہم نے لمبا موٹا گانٹھ والا تازہ ناگرموتھا مذکورہ بالا مرکب میں استعمال کیا ہے۔

ترکیب تیاری:۔ مذکورہ بالا تمام اشیاء کو جوکوب کر کے اس میں سے تین تولہ جوشاندہ کی دوا کو چوبیس تولہ صاف پانی میں ڈال کر مٹی کے برتن میں آگ پر پکا کر چھ تولہ باقی رہنے پر اسے کپڑے میں سے چھان کر صاف کانچ کی شیشی میں بھر کر رکھ لیا۔ اس میں سے دو دو تولہ آب جوشاندہ کو صبح، دوپہر اور شام کو مریض کو پلایا۔

اس طرح روزانہ تازہ آب جوشاندہ تیار کر کے پلایا۔ صرف مرچ سرخ کے نہ کھانے کا پرہیز کرایا گیا اور کسی چیز کا پرہیز نہیں کرایا گیا۔ کمی حرارت ہاضمہ کا مرض ہونے کی وجہ سے بھوجن (کھانا) کچھ کم مقدار میں دیا گیا۔ ایسا کرنے سے بیمار کو جلد فائدہ ہوتا ہے۔ سب سے پہلے ہم نے سینکڑوں خارجی مریضوں پر اس دو سنک آدی کشائے کو استعمال کیا تو بہت فائدہ مند ثابت ہوا۔ اس کے بعد ہسپتال میں مریضوں کو داخل کر کے استعمال کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ہسپتال میں مریضوں کو داخل کرتے وقت ان سے یہ کہہ دیا گیا کہ ایک دو مہینے یہاں رہ کر علاج کرانا ہو گا تب ہی دیرپا ہو گا۔ کئی سنت مہاتما مریض داخل ہوئے لیکن وہ دوا سے زیادہ اُپاسنا (عبادت) میں مستغرق رہتے تھے۔ وقت پر دوا بھی استعمال نہ کر پاتے تھے اس لیے ان کا ریکارڈ (اندراج) نہیں رکھا گیا۔ دو تین سو کی تعداد میں روزانہ آنے والے خارجی مریضوں میں سے بڑی کوشش سے اب تک کی تعداد میں پیچش امیبی کے صرف اُنچاس مریض داخل ہوئے ہیں۔ ان میں سے چودہ مریض تو پندرہ دن سے کم عرصہ میں ہی دوا چھوڑ کر چلے گئے۔ اس لیے صرف پینتیس مریضوں کا ہی دستور کے مطابق

ریکارڈ رکھا جا سکا ہے۔ اس ریکارڈ اور اپنے اب تک کے طبی تجربہ کی بنا پر ہم یقیناً یہ کہہ سکتے ہیں کہ پیچش امیبی کے علاج میں وتسک آدی کشائے کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

جرم امیبا کا ناپید ہونا کوئی معمولی علاج نہیں ہے۔ ہسپتال میں داخل کیے گئے مریض کے براز کا امتحان ہر ہفتہ میں تین مرتبہ کیا جاتا ہے۔ کبھی کبھی دو تین مرتبہ کے براز کے امتحان میں جرم امیبا دکھائی نہیں دیتا ہے اور پھر امتحان کرتے پر دکھائی دے جاتا ہے۔ اس لیے براز کے امتحان میں جرم امیبا کے دکھائی نہ دینے پر بھی کچھ وقت تک اور وتسک آدی کشائے استعمال کرایا جاتا ہے۔ براز کے امتحان میں جرم کے ناپید ہونے کے علاوہ مریض کی صحت میں بھی بہتری دکھائی دینی چاہیئے۔ مرض کی سب علامات رفع ہو کر مریض کے جسم کا وزن بڑھنا۔ چستی پھرتی آنا اور حوصلہ بڑھنا۔ بھوک ٹھیک لگنا۔ بھوجن ٹھیک طرح سے ہضم ہو کر پاخانہ کا وقت پر قدرتی طور سے ہونا وغیرہ علامات سے مکمل صحت یابی ثابت ہوتی ہے۔

وتسک آدی کشائے کے استعمال سے ایک ہفتہ میں پیچش امیبا کے مریض کو فائدہ ہونے لگتا ہے۔ مریض جوان ہو اور مرض بھی نیا ہو تو چار پانچ ہفتہ استعمال کرنے سے پورا فائدہ ہوتے دیکھا گیا ہے۔ مریض کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہو اور مرض بھی پرانا ہو گیا ہو تو تین ماہ سے بھی زیادہ عرصہ تک دوا استعمال کرنے سے جرم امیبا ناپید ہوتا ہے۔ ہمارے آیورویدبھون چکتسالیہ کے داخلی حصہ میں ایک سنیاسی مہاتما باسٹھ دن تک داخل رہے۔ ان کا اکتالیس مرتبہ براز کا امتحان کیا گیا۔ اس میں اٹھائیس بار جرم امیبا دکھائی دیا۔ ان کی صحت میں کافی سدھار ہوا۔ اس کے بعد یہ اپنے آشرم میں جاکر رہنے لگے اور ہر ہفتہ کے استعمال کرنے کے لائق مقدار میں کاڑھے کی خشک ادویات لے جاکر اپنے یہاں ہر روز پکا کر استعمال کرتے رہے۔ تب چار ماہ میں ان کو مکمل فائدہ ہوا۔

(سچتر آیوروید ماہ دسمبر ۱۹۷۲ء)

ایک آزمودہ نسخہ

کُٹج وٹیکا

کُٹا کی تازہ چھال پانچ سیر پختہ لے کر اس کو جو کوب کر لیں اور پچیس سیر پختہ پانی ڈال کر اس قدر جوش دیں کہ پانی آٹھواں حصہ باقی رہ جائے پھر اس کو خوب مل کر چھان لیں اور چھنے ہوئے پانی کو پھر کڑاہی میں ڈال کر آگ پر چڑھا دیں اور نرم نرم آگ پر اس وقت تک پکاتے رہیں جب تک کہ کُٹا چھال کا رس افیون کی مانند گاڑھا نہ ہو جائے۔ جب گاڑھا ہو جائے تو کڑاہی کو آگ پر سے اتار کر اسی میں مندرجہ ذیل ادویہ کا سفوف آمیز کر کے چار رتی تا ایک ماشہ کی گولیاں بنائیں۔

نسخہ سفوف:۔ جائفل۔ جاوتری۔ سونٹھ۔ کالی مرچ۔ فلفل دراز۔ مازو پھل۔ لونگ۔ واوڑنگ۔ مروڑ پھلی۔ بیلگری۔ ناگ کیسر ہر ایک ایک تولہ۔ سفوف بنا کر کپڑ چھان کر کے مندرجہ بالا کُٹا چھال کے رس میں آمیز کریں۔

یہ گولیاں مرض اسہال و سنگرہنی کے لیے بے حد مفید ہیں کئی خاندانوں میں یہ نسخہ مرض سنگرہنی کے لیے ورثہ میں چلا آتا ہے اور نہایت پوشیدہ رکھا جاتا ہے جس کی بدولت وئید لوگ نہایت شہرت و دولت حاصل کرتے ہیں۔ آج ہم نے مخزن آیورویدک کو سچ مچ خزانہ آیورویدک بنانے کی خاطر یہ ظاہر کیا ہے۔ یہ نسخہ جس قدر سہل الحصول ہے اس سے بہت زیادہ سریع المنفعت بھی ہے۔ ہر ایک طبیب و وئید کے مطب میں یہ نسخہ تیار رہنا چاہیئے۔

مقدار خوراک:۔ چار سے آٹھ گولی تک۔ حسب ضرورت ایک دن میں ہمراہ عرق سونف۔ دہی کی چھاچھ۔ عرق الائچی یا تازہ پانی سے استعمال کریں۔

(مخزن آیوروید)

یونانی مرکبات

ذیل کے یونانی مرکبات میں اِندر رجو شیریں داخل کیے جاتے ہیں:۔

۱۔ معجون جلالی۔

۲۔ معجون ریگ ماہی۔

۳۔ معجون چوب چینی۔

۴۔ معجون خُلّہ کر۔

۵۔ معجون شیر بڑھ والی۔

۶۔ معجون کلکلانج۔

۷۔ معجون مُفرّح الارواح۔

۸۔ معجون مقوی و ممسک۔




بانسہ سفید پھول

بانسہ

مختلف نام:۔
سنسکرت میں واسک۔ واشکا۔ واسا۔ بھشنگ۔ ماتا سنگھیکا۔ سنگھ آسیہ واجی دنتا۔ اٹ رُوش۔ آٹ رُوشک۔ ورِش تام۔ سنگھ پرنڑی۔ ماتریکا۔ سنگھی سنگھ مُکھی۔ پنچ مُکھی۔ واسکا۔ اُٹ رُوش۔ مرگ ایندرانڑی۔ کنٹھی رُوی۔ ویدماتا۔ رام رُوپک۔ ماتری سنگھی۔ واجی دنتک۔ ویدسِنگھی۔ سنگھ پرنڑی وغیرہ ہندی میں بانسہ۔ بسونٹا۔ اڑوسہ۔ پنجابی میں بھیکڑ۔ بنگالی میں باکس۔ وسا کا آڑوسہ۔ گجراتی میں اڑوسی۔ اڑوسہ۔ مرہٹی میں اڈلسا۔ تامل میں ادھوڈے اڈاٹوڈتی۔ تیلگو میں اڈم پاکو۔ اڈسرم۔ فارسی میں بانسہ۔ خواجا۔ عربی میں حشیشتہ السعال۔ انگریزی میں اے ڈھاٹوڈا (ADHATODA) وساکا (VASAKA) اور لاطینی میں اے ڈھاٹوڈا ویسی کا (ADHATODA VA-SICA) کہتے ہیں۔

وجہ تسمیہ:۔
چونکہ بانسہ کے پتوں سے ایک خاص قسم کی واسنا (بُو) آتی ہے۔ اسی لیے سنسکرت میں اس کے واسک۔ واسا وغیرہ نام دیے گئے ہیں۔ اس کے پھولوں کی شکل شیر کے کھلے ہوئے منہ کی مانند ہوتی ہے۔ اس لیے سنسکرت میں اسے سنگھ آسیہ اور سنگھ مُکھی وغیرہ کہا گیا ہے۔ جس طرح ماتا (اماں) اپنے بچے کے لیے ہر طرح مفید و کار آمد رہتی ہے۔ اسی طرح بانسہ بھی ایک وید کے لیے نہایت مفید و کار آمد ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی لیے سنسکرت میں اس کے بھشنگ ماتا اور وید ماتا نام قرار دیے گئے ہیں۔ چونکہ یہ سُعال (کھانسی) کی نہایت مفید بوٹی ہے لہٰذا اس کا عربی نام حشیشتہ السعال (کھانسی کی بوٹی) رکھا گیا ہے۔

تاریخ :۔

قدیم ترین آیورویدک کتب چرک سنگھتا اور سشرت سنگھتا وغیرہ میں اس کا بکثرت بیان ملتا ہے۔ اور آیورویدک اطباء کے ہاں قدیم ایام سے کھانسی۔ دق اور جریان خون وغیرہ کے لیے بکثرت مستعمل ہے۔ قدیم یونانی و اسلامی اطبا بھی اس سے بخوبی واقف تھے۔ علاوہ بریں جب سے کرنل چوپڑا صاحب نے اس کے متعلق جدید معلومات کا انکشاف کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحبان کے ہاں بھی کھانسی کے لیے اس کے تیار شدہ مرکبات یعنی سیرپ آف وساکا (SYRUP OF VASAKA) وغیرہ کے استعمال کا عام دستور ہو گیا ہے۔ انڈین نیشنل فارماکوپیا میں یہ داخل ہے۔ ہومیوپیتھک ڈاکٹر صاحبان کے ہاں بھی اب یہ مستعمل ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر سرت چندر گھوش صاحب ایم۔ ڈی کلکتہ نے اپنی تصنیف کردہ کتاب "ڈرگز آف ہندوستان" میں ہومیوپیتھی نقطہ نگاہ سے اس کے متعلق اپنے خیالات کو نہایت تفصیل سے قلمبند کیا ہے۔ آپ کا ذاتی تجربہ ہے کہ یہ کالی کھانسی کی اگر معجزہ نما دوا نہیں ہے تو حیرت خیز ضرور ہے۔

جائے پیدائش :۔

اڑدسہ بھارت کے اکثر تمام میدانی حصوں میں اور کوہ ہمالیہ کے دامن کے حلقوں میں سطح سمندر سے چار ہزار فٹ کی بلندی تک بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ پنجاب میں ضلع کانگڑہ اور کالکا (ضلع انبالہ) کے گرد و نواع اور ریاست جموں میں لاتعداد دیکھا جاتا ہے۔ اتر پردیش، راجپوتانہ اور آسام میں نہایت بہتات سے ملتا ہے۔ غرضیکہ پنجاب اور آسام سے لے کر لنکا اور سنگاپور تک تمام جگہ ہر موسم میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ پاکستان میں پنجاب کے اندر کوہ مری اور ضلع کیمبل پور کے پنجہ صاحب اور جھلا ریلوے اسٹیشن کے گرد و نواح کا علاقہ اس سے بھرا پڑا ہے۔ صوبہ سرحد میں ضلع کوہاٹ وغیرہ کے علاقہ میں اسے نہایت کثرت سے دیکھا ہے۔ یہ زیادہ تر سخت کنکریلی یا پتھریلی زمین میں اگتا ہے۔

نباتی توضیح :۔

یہ ایک سدابہار گھنی جھنڈ میں اگنے والی خودرو جھاڑی ہے جو تقریباً دو سے چھ فٹ تک بلند ہوتی ہے۔ لیکن کہیں کہیں اس کی جھاڑی درمیانہ قد کے درخت

جتنی یعنی بیس تیس فٹ تک اونچی بھی دیکھنے میں آئی ہے۔ غرضیکہ یہ پودا حقیقتاً تو جھاڑی کی قسم کا ہے۔ لیکن کسی کسی جگہ اس کے بڑے بڑے درخت بھی پائے جاتے ہیں۔ تنا سیدھا ہوتا ہے اور اس کی چھال کسی قدر چکنی اور خاکستری رنگ کی ہوتی ہے۔ اس کی شاخیں بہت ہوتی ہیں جو زیادہ تر جڑ سے اگ کر پھیلتی ہیں۔ اور گرہ دار ہوتی ہیں۔ یہ خفیف استادہ۔ چکنی۔ بے ریشہ۔ مضبوط اور خاکستری رنگ کی ہوتی ہیں۔ اس کے پتے شاخوں کی ابھری ہوئی گرہوں سے نکلتے ہیں پتے بالمقابل نرم و نازک۔ گہرے سبز رنگ کے سنانی یا برچھی نما۔ دونوں اطراف سے چکنے۔ ۵ سے ۸ انچ تک لمبے ایک سے دو انچ تک چوڑے اور نوکدار ہوتے ہیں۔ ان کا کنارہ سالم ہوتا ہے۔ خشک پتے اوپر کی جانب سے پھیکے بھورے اور نچلی طرف سے ہلکے خاکی مائل بھورے ہوتے ہیں۔ ان میں شل جائے کے ایک مخصوص بو پائی جاتی ہے۔ اسی لیے اسے سنسکرت نام واسک دیا گیا ہے۔ ان کا ذائقہ تلخ ہوتا ہے۔ پتوں کا ڈنٹھل بالکل چھوٹا ہوتا ہے۔

موسم سرما میں شاخوں کے سروں پر پھول آتے ہیں۔ ایک ہی شاخ پر بہت سے پھول گچھوں میں لگتے ہیں۔ پھولوں کا ہر گچھا اکیلا ہوتا ہے۔ شاخ گل لمبی ہوتی ہے۔ لیکن پھول کا ڈنٹھل چھوٹا اور بڑے بڑے پر ہائے گل (بریکٹس BRACTS) سے ڈھکا ہوتا ہے۔ پھول بالمقابل بڑے اور رنگ سفید ہوتے ہیں۔ پھول شیر کے کھلے ہوئے منہ کی مانند ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس کا سنسکرت نام سنگھ اسیہ رکھا گیا ہے۔ ہر پھول کے تین بالمقابل پر ہائے گل ہوتے ہیں۔ تینوں میں سے بیرونی پر گل بڑا بیضہ نما اور پانچ عدد غیر نمایاں رگوں والا ہوتا ہے اور اندرونی دو پر ہائے گل بہت چھوٹے اور کسی قدر سنانی یا برچھی نما ہوتے ہیں۔ یہ سب پر ہائے گل مستقل ہیں۔ پھول کا کاسہ گل (کیلکس CALYX) تقریباً پانچ یکساں حصوں میں منقسم ہوتا ہے تاج گل (کرولا COROLLA) کشادہ دہن۔ لپست قد نالی دار۔ گردن فراخ بالائی لب محراب دار جس کا درمیانی حصہ کھائی والا ہوتا ہے۔ جس میں مادینہ اعضاء چسپاں رہتے ہیں۔ زیریں لب چوڑا جس کے تین حصے ہوتے ہیں۔ دونوں لبوں کی اندرونی طرف ارغوانی دھاریاں ہوتی ہیں۔ دو تار گل۔ ریشہ گل (فلامنٹس

(FILAMENTS) ہوتے ہیں۔ جو لمبے اور بالائی لب کے محراب کے نیچے قیام کرتے ہیں۔

ہر پھول کے پیچھے کے ٹونٹی دار حصے میں شہد کے ذائقہ کی مانند کا نفیس میٹھا رس ہوتا ہے۔ جس کو بچے وغیرہ بڑے شوق سے چوسا کرتے ہیں۔ شہد کی مکھیاں اسے چوس کر شہد بناتی ہیں۔ جب پھول خوب کھل کر اپنے جوبن پر ہوتے ہیں تو اس وقت ان میں یہ شیریں رس پیدا ہوتا ہے۔

پھول والی ڈنڈی پر جنگلی گولر کی مانند کے لیکن اس سے چھوٹے سبز رنگ کے پھل آتے ہیں۔ ان کو درمیان میں سے چیرنے سے دو حصے ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک حصہ میں دو دو خانے بنے ہوتے ہیں۔ جن میں سے چار عدد سبز رنگ کے بیج نکلتے ہیں یہ خطمی کی طرح کے لیکن ان سے دبیز اور ذرا چوڑے ہوتے ہیں۔

نباتی فصیلہ :۔ یہ فصیلہ الشوکیہ یعنی نیچرل آرڈر اکین تھے سیئی (N.O-ACANTHACEAE) میں داخل ہے۔

کیمیائی تجزیہ :۔

مدت ہوئی جب کہ ۱۸۸۸ء میں ہوپر (HOOPER) نے اس دوا کے خود کیے ہوئے کیمیائی تجزیہ کی تفاصیل طبع کی تھیں۔ اس نے معلوم کیا کہ ایک خوشبودار فراری جزو اعظم جو غالباً ایک لطیف روغن کی نوع کا ہوتا ہے۔ اور ایک کھاری جوہر موثرہ کی نوع کی غیر فراری چیز جو دیسی سین (VASICINE) کہلاتی ہے موجود تھے۔ ہوپر کے عمل کی جادا کے بورا سوا (BOORASWA) نے تصدیق کی اور اس نے کھاری جوہر موثرہ کی مزید تحقیق کی۔ اور اس کی تاثیرات عضویاتی کی جانچ کی۔ لیکن اس کے کام کا کوئی ریکارڈ معلوم ہونا ممکن نہیں ہے۔ اس دوا کا پورا پورا کیمیائی تجزیہ کیا گیا اور کھاری جوہر موثرہ کی کافی مقدار اس کی تاثیرات دوائیہ کے معلوم کرنے کے لیے حاصل کی گئی۔ ہم لطیف روغن کی اتنی مقدار اکٹھی نہیں کر سکے کہ اس کے طبعی کیمیائی۔ تاثیرات عضویاتی کی جانچ کر سکتے۔

پتوں میں ۰.۲۵ فیصدی تک کی مقدار میں کھاری جوہر موثرہ پایا گیا ہے۔ اساس (بیس۔ BASE) کی سوئی نما شفاف قلمیں ہوتی ہیں۔ اور اس کا درجہ پگھلاؤ ۱۸۲ درجہ

سنٹی گریڈ ہے۔ یہ الکوحل میں بآسانی حل ہو جاتا ہے ٹھنڈے پانی میں خفیف سا حل ہوتا ہے۔ لیکن گرم پانی میں زیادہ حل ہوتا ہے۔ کلوروفارم میں تیار کردہ ۲،۸ فیصدی کا محلول بصریات کی رو سے بے اثر ہوتا ہے۔ ویسی سین ہائیڈرو کلورائیڈ ( ) کی ہلکی، سفیدی مائل رنگ کی شفاف قلمیں ہوتی ہیں۔ درجہ پگھلاؤ ۱۸۰ درجہ سنٹی گریڈ ہے۔ اور پانی میں بہت ہی حل ہو جاتا ہے۔ ویسی سین ٹارٹریٹ (ابھی تیار کیا گیا تھا جو ایک حل ہو جانے والا نمک ہے۔ ویسی سین کا سالماتی وزن) متعین کیا گیا تھا جو ۱۸۸ ہے۔ یہ تجزیہ کے ذریعہ تجرباتی فارمولا $C_{11}H_{12}N_2O$ کے مطابق معلوم ہوا ہے۔

(انڈی جینس ڈرگز آف انڈیا)

پتوں میں ایک تلخ شفاف قلمی کھاری جوہر موثرہ ویسی سین $C_{11}H_{12}N_2O$ پایا جاتا ہے۔ جو اڈھاٹوڈک ایسڈ، لطیف روغن، چربی، رال، شکر، لعاب اور ایک زرد رنگ کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔ ویسی سین پیگانم حرملا (حرمل) کے پیگانین (حرمل کا ایک کھاری جوہر موثرہ) جیسا ہو بہو دکھائی دیتا ہے۔

(دی انڈین فارماسیوٹیکل کوڈیکس)

حصص مستعملہ:۔ برگ۔ پوست بیخ۔ گل۔ پنچانگ۔

عموماً برگ اڑوسہ اور پوست بیخ اڑوسہ ہی دواً استعمال کیے جاتے ہیں ویدبرگ اڑوسہ کی نسبت پوست بیخ اڑوسہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ پنچانگ تو صرف اڑوسہ کھار بنانے کے کام میں لایا جاتا ہے۔ طب ڈاکٹری میں صرف پتے ہی مستعمل ہیں۔

افعال و خواص بروئے طب ویدک

بالسرات کو بڑھانے والا ہے۔ آواز کے لیے عمدہ ہے۔ بلغم اور رکت پت (جریان خون) کو نافع ہے۔ یہ کڑوا اور کسیلا ہے۔ دل کو مفید ہے۔ ہلکا اور ٹھنڈا ہے۔ شدت پیاس کو دور کرتا ہے۔ دمہ، کھانسی، بخار، قے، پرمیہہ

جذام اور دق کو رفع دفع کرتا ہے۔ (بھاو پرکاش نگھنٹو)

بالنسہ کڑوا اور ٹھنڈا ہے۔صفرا۔ بلغم۔ رکت پت اور کھانسی کو نافع ہے۔ دق۔ قے اور جذام کو دور کرتا ہے۔ بخار اور شدت پیاس کو رفع کرتا ہے۔

(دھنونتری نگھنٹو)

بالنسہ کڑوا۔ چرپرہ اور ٹھنڈہ ہے۔ کھانسی کو دافع ہے۔ رکت پت کو نافع ہے۔ یرقان۔ بلغم۔ بے چینی۔ بخار۔ دمہ اور دق کو دور کرتا ہے۔

(راج نگھنٹو)

بالنسہ کی تاثیر سرد ہے۔ ہلکا۔ دل کو مفید۔ چرپرہ اور کڑوا ہے۔ آواز کے لیے عمدہ ہے۔ کھانسی کو دافع ہے۔ یرقان اور رکت پت کو دور کرتا ہے۔ بدصورتی بخار۔ دمہ۔ بلغم۔ پرمیہہ۔ دق۔ جذام۔ نفرت طعام۔ شدت پیاس اور قے کو دافع ہے۔ (وئیدک نگھنٹو)

اڑوسہ قے۔ کھانسی اور رکت پت کو دور کرتا ہے۔ (واگ بھٹ)

بالنسہ وات کو پیدا کرتا ہے۔ آواز کے لیے عمدہ ہے۔ بلغم اور رکت پت کو دافع ہے۔ کڑوا اور کسیلا ہے۔ دل کو مفید ہے۔ ہلکا اور ٹھنڈا ہے۔ شدت پیاس کو دور کرتا ہے۔ کھانسی۔ دمہ۔ بخار۔ قے۔ پرمیہہ۔ جذام اور دق کو رفع دفع کرتا ہے۔ (برہت نگھنٹو رتناکر)

خواص و فوائد بروئے طب یونانی

اطبائے یونانی کا بیان ہے کہ اس کا پھول دق اور صفرا کو نافع ہے۔ خون کی حدت اور پیشاب کی سوزش کو تسکین دیتا ہے۔ پیشاب کی سرخی کو دور کرتا ہے۔ اس کی جڑ کھانسی اور دمے اور تپ بلغمی اور صفراوی کو نافع ہے۔ اور جریان اور یرقان اور تلی اور قے اور جذام اور سوزاک کو نافع ہے۔ اس کے پتوں کے جوشاندے سے کلی کرنا دانتوں کے درد کو فائدہ مند ہے۔ اس کی جڑ کی چھال کو پیس کر بقدر تین ماشہ لے کر گائے کے گھی میں ملا کے کھانا پرانے آتشک کو دفع کرتا ہے۔ اڑوسے کے پتے پیس کر ٹکیہ بنا کر آنکھ پر تین رات تک باندھنے سے رمد زائل ہو جاتا ہے

اگر بانسے کے پتے سنبھالو اور آک کے پتوں کے ساتھ پیس کر تل کے تیل میں جلالیں اور دو تین قطرے کان میں ٹپکائیں۔ تو کان کی پھنسی کی پیپ کو صاف کر دے۔ اس کے سوکھے پتے آدھا تولہ اور ہرے پتے ایک تولہ پیس کر شہد میں ملا کر کھائیں تو نکسیر کا خون بند ہو جائے۔ اور تھوک میں آتا ہو تو اسے بھی نفع ہو۔ یہ علاج نہایت مجرب ہے۔ اس کے پتے حیض جاری کرتے ہیں۔ تپ۔ کھانسی اور ضیق کے لیے سات پتے پیس کر روز پلایا کریں۔ اس کے پتوں کا عرق کھینچ کر پینا بھی ان امراض کو مفید ہے۔ اس کے پھولوں اور پتوں کا شربت بھی کھانسی کے لیے بنا کر پلاتے ہیں۔ اگر تولہ ڈیڑھ تولہ اڑوسے کے پتے پیس کر اسی قدر شہد کے ساتھ کھائیں تو اسہال کھل جائے۔ اور یہ ترکیب غثیان تے کو بھی نافع ہے۔ اس کے پتوں کو پیس کر دار فلفل کے ساتھ کھانے سے بلغم دفع ہوتی ہے۔ بھوک پیدا ہوتی ہے۔ دانت ہلتے ہوں تو اس کے پتوں کے جوشاندے سے کلی کریں۔ اڑوسے کے پتے پیس کر تھوڑے سے نمک کے ساتھ بھگندر پر باندھنے سے نفع ہوتا ہے۔ اگر پیشاب رک جائے یا اس میں جلن ہو۔ سفید رطوبت آتی ہو۔ یا سوزاک ہو تو اس کی کونپلیں تین چار ماشہ روز پیس کر نہار پینا چاہیے۔ درد سر غلبہ خون کی وجہ سے ہو تو اس کی تولہ ڈیڑھ تولہ جڑ کو جوش دیں اور ڈیڑھ تولہ شہد ملا کر پلائیں۔ اس کی جڑ کی چھال کے استعمال سے گردے کی پتھری اور تپ دق کو نفع ہوتا ہے۔ سات سات ماشہ دہماسہ۔ چرائتہ اور مغز کدو کے ساتھ جوش دے کر پینے سے تپ بلغمی کو نفع ہوتا ہے۔ اس کا کھار ببول کے گوند کے ساتھ کھانے سے کھانسی اور ضیق کو نفع ہوتا ہے۔ اس کا عصارہ تھوک میں خون آنے کو بند کرتا ہے۔ اس کا پھل بچوں کے گلے میں لٹکانے سے کھانسی کو نفع ہوتا ہے۔ چوٹ لگنے کے صدمے سے پیشاب میں خون آنے لگے تو اسے شہد کے ساتھ دیتے ہیں۔

(خزائن الادویہ)

طبیعت :۔ گرم و خشک ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ سرد و تر ہے۔ اور پھول کا مزاج بھی سرد بتایا ہے۔ (خزائن الادویہ)

افعال و منافع :۔ مخرج بلغم۔ دافع تشنج۔ حابس خون۔

قاتل جراثیم۔

نفع خاص:۔ چونکہ بلغم کو رقیق کرتا ہے کہ جو پھر بلا وقت باہر نکالا جاسکتا ہے مخرش (جلن اور خراش) کو کم کرتا ہے اور تشنج کو دور کرتا ہے۔ اسی لیے کھانسی کے لیے نہایت ہی مفید ہے۔ حابس خون ہونے کے باعث رعاف (نکسیر) اور نفث الدم (خون تھوکنا) وغیرہ کے لیے مفید ہے۔ ویسی معالجین اسے دمہ وسل کے لیے مفید و موثر قرار دیتے ہیں۔ لیکن جدید تجربات کے مطابق نہ تو یہ دمہ کے دورہ کو آرام کرنے کے لیے موثر ہے۔ اور نہ ہی سل و دق کے لیے کوئی اثر رکھتا ہے۔

مقدار خوراک:۔ پتے اور پوست جڑ سفوف میں دو تین ماشہ۔ جوشاندہ اور خیساندہ میں چار ماشہ سے ایک تولہ تک۔ سبز پتے ایک سے دو تولہ تک۔

ویسی سین کی فارماکالوجی یعنی تاثیرات دوائیہ

کھاری جوہر موثرہ ویسی سین اور اس کے نمکیات بے تفریق مادہ حیات (پروٹو پلازم ( ) کے لیے بہت سمی نہیں ہیں۔ یہ بے قید طرز زندگی کے خرد بینی حیوانات (پروٹوزوا) جیسے ( ) کے لیے معمولی یا کوئی اثر نہیں رکھتے اور نہ ہی یہ سٹرپٹو کوکائی (زنجیری جراثیم)۔ سٹیفی لو کوکائی (خوشہ جراثیم) بیسی لس کولائی (جرثومہ قولونیہ)۔ بیسی لس ڈفتھیریا (جرثومہ خناق وبائی) بیسی لس ٹیوبر کلوسس (جرثومہ سل) پر کوئی سمی اثر یا ان کی فصلوں یا افزائش پر کوئی مانع اثر رکھتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ سابق مشاہدین نے پتوں کے جو مانع عفونت اثرات قلمبند کیے ہیں۔ وہ فراری جز داعظم کی وجہ سے کیے گئے ہوں۔ اسے ۵ فیصدی کے ترکیز محلولات غشا مخاطی پر مخرش اثر نہیں رکھتے۔ کھاری جوہر موثرہ کا ذائقہ تلخ ہے۔ لیکن قنات غذائیہ کی حرکات پر کوئی نمایاں اثر نہیں رکھتا۔ زیادہ ترکیز (۲۰۰۰ میں ۱) صورت میں علیحدہ کی ہوئی آنت کی حرکات دیر دیر رک جاتی ہیں غالباً عصب شششی و معدہ (ویگس نرو) کے سروں

کے سست ہو جانے کی وجہ سے حیوانوں پر کیے ہوئے وریدی انجکشنوں سے عضلۂ دل پر کچھ سیدھا مضعف اثر پڑتے سے اور کچھ دل میں عصب کشش ومعدہ کے اختتامی سروں کے مفلوج ہو جانے سے خون کا دباؤ خفیف سا کم ہو جاتا ہے۔ خون کی نالیوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

تجربیت حیوانات کے پھیپھڑوں میں کھاری جوہر موثرہ جب وریدی طور پر داخل کیا جاتا ہے تو تنفسی نالیوں میں خفیف لیکن مستقل کشادگی پیدا کر دیتا ہے۔ یہ فعل اغلباً ہوائی نالیوں میں عصب کشش ومعدہ کے اختتامی سروں کے مفلوج ہو جانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ چونکہ یہ پائلو کارپین ( ) کی چھوٹی مقداروں سے غائب ہو جاتا ہے۔ ایٹروپین (جوہر لفاح کے استعمال کے بعد ہوائی نالیوں کی کشادگی کا فعل بہت نمایاں ہو جاتا ہے۔ دوا نمایاں مخرج بلغم اثر رکھتی ہے اور یہ ممکن ہے کہ لطیف روغن اس پہلو میں اہم حصہ لیتا ہو۔

(انڈیجینس ڈرگز آف انڈیا)

خانگی استعمالات

گھروں میں یہ ایندھن کے لیے بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ مغربی پنجاب اور صوبہ سرحد (پاکستان) میں اس غرض کے لیے خاص کر کام میں لایا جاتا ہے۔ چونکہ تنور جھونکنے کے لیے اس کا تاؤ بہت تیز رہتا ہے۔ اس کے پتوں سے عموماً زرد رنگ حاصل کیا جاتا ہے۔ اس کی لکڑی سے خلال اور سرمے کی سلائیاں تیار کی جاتی ہیں۔ چونکہ اس کی لکڑی کی آگ تیز ہوتی ہے۔ اس لیے اس کا کوئلہ بارود میں ڈالا جاتا ہے۔ جب چاولوں۔ چائے اور دیگر فصلوں پر کیڑا لگ جاتا ہے تو ان کو ہلاک کرنے کے لیے ان پتوں کا استعمال عام ہوتا ہے۔

آیورویدک استعمالات

سفوف پوست ہلیلہ زرد کو آب بالنسہ کی سات بھاونا دے کر خشک کر لیں اسے ایک سے دو ماشہ کی خوراک میں دن میں دو تین مرتبہ چاٹنے سے جریان

خون بہت جلد رفع دفع ہو جاتا ہے۔

(چکردت)

سفوف فلفل درازہ کو آب بالنسہ کی سات بھاونا دے کر خشک کر لیں۔ اسے دو سے چار رتی کی مقدار میں دن میں دو تین مرتبہ شہد کے ہمراہ چٹانے سے جریان خون فوراً رک جاتا ہے۔

(چکردت)

آب بالنسہ میں شہد ملا کے پینے سے جریان خون۔ بخار۔ کھانسی۔ دق۔ یرقان اور صفراو بلغم کے امراض دور ہو جاتے ہیں۔

(شارنگدھر)

بالنسہ۔ مویز اور پوست ہلیلہ زرد کو ہم وزن مقدار میں لے کر بطریق معروف جوشاندہ بنائیں۔ اس میں کھانڈ اور شہد ملا کر پینے سے خطرناک کھانسی۔ دمہ اور جریان خون دور ہو جاتا ہے۔

(چرک سنگھتا)

پٹ پاک کے طریق سے نکالے ہوئے بالنسہ کے رس کو ٹھنڈا کر لیں اور پھر اس رس میں شہد ملا کر پینے سے جریان خون۔ کھانسی۔ بخار اور دق کو آرام ہو جاتا ہے۔

(شارنگدھر)

بالنسہ کے پتوں کو کوٹ کر نکالے ہوئے رس میں کھانڈ اور شہد ملا کر پینے سے خطرناک رکت پت (جریان خون) رفع دفع ہو جاتا ہے۔

(چکردت)

آب بالنسہ کو شہد کے ہمراہ استعمال کرنے سے صفراوی کھانسی۔ بلغمی کھانسی اور رکت پت دور ہو جاتا ہے۔

(چکردت)

آب بالنسہ میں تالیس پتر کا سفوف (ایک ماشہ) اور شہد (تین ماشہ) ڈال کر پینے سے کف پت۔ تمک شواس (دمہ کی ایک خاص قسم ہے) گلے کا بیٹھ جانا اور رکت پت دور ہو جاتا ہے

(چکردت)

صرف جوشاندہ بالنسہ میں شہد ملا کر پینے سے جریان خون۔ دق۔ کھانسی اور بلغم وصفرا کا بخار دور ہو جاتا ہے۔

(شارنگدھر)

بالنسہ۔ کنڈیاری خورد اور گلو کے جوشاندہ میں شہد ملا کر پینے سے بخار اور کھانسی دور ہو جاتی ہے۔

(بھاو پرکاش)

آب بالنسہ سے تیار کردہ گھی کے استعمال سے پرانا بخار رفع ہو جاتا

ہے۔ (چکروت)

اڑوسہ کے سبز پتوں کو بعہ سفوف ہلدی کے بول مادہ گاؤ میں پیس کر تین دن لیپ کرنے سے خارش دور ہو جاتی ہے۔ (چکروت)

سوداو بلغم کی بواسیر کے مسوں میں جب درد ہو تو بالنسہ کے پتوں کی پلٹس سے سینک دینا چاہیے۔ (ونگ سین)

آب بالنسہ میں شہد ڈال کر پلانے سے چیچک کو آرام ہوتا ہے۔ (ونگ سین)

بیج اڑوسہ کو پیس کر حاملہ عورت کی ناف، مثانہ اور پیڑو پر لیپ کرنے سے بچہ باسانی تولد ہوتا ہے۔ (چکرہ دت)

چند زریں اقوال

۱:۔ اگر بیمار کی زندگی کی امید نہ ہو یعنی مرض قابل علاج ہو اور بالنسہ موجود ہو تو رکت پت، دق اور کھانسی کے بیمار کو تکلیف اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ ان امراض کے لیے بالنسہ تریاق اعظم ہے۔ (چکروت)

۲:۔ آب برگ بالنسہ اور شہد کو ہم وزن مقدار میں باہم ملا کر صبح سویرے ہنار منہ استعمال کرنے سے نہایت تکلیف دہ رکت پت (جسم کے کسی بھی حصہ سے خون کا جاری ہوتا) اس طرح رفع دفع ہو جاتا ہے۔ جس طرح آگ کے ڈھیر کو پانی بجھا دیتا ہے۔ (وئید رہسیہ)

قابل تعظیم ملک الشعراء لولمراج جی اپنی دھرم پتنی کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

۳:۔ اے کنول چشم! دق کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے ہمیشہ بالنسہ استعمال کرنا چاہیے۔ کیونکہ تمام لوگوں کا یہ کامل یقین ہے کہ بالنسہ دافع دق ہے۔ (وئید جیون)

۴:۔ اے خوبصورتی میں سیتا کو مات کرنے والی جیسے ہوا کو سانپ کھاتا ہے۔ ویسے ہی کھانسی روپی سمندر کو سانپ روپی بالنسہ نگل جاتا ہے۔ (وئید جیون)

۵۔ جب تک دنیا میں اڑوسہ کا پودا موجود ہے۔ کوئی انسان تپ دق سے نہ مرنا چاہیے۔ (بنگ سین)

دیگر استعمالات

(مختلف ڈاکٹروں کے قلم سے)

ا:۔ ڈاکٹر ولیم ڈائی موک صاحب ۔ فارماگرافیا انڈیکا میں رقم طراز ہیں :۔

ڈاکٹر جیکسن اور روٹ صاحب نے فارماکوگرافیا آف انڈیکا کے مصنفین کو دوا کے طبی اوصاف کے حق میں ایک زبردست تصدیق نامہ بہم پہنچایا تھا۔ جنہوں نے اسے کھانسی۔ دمہ اور دیگر ریوی اور نزلی امراض میں نمایاں کامیابی کے ساتھ استعمال کیا تھا۔ نزلہ۔ کھانسی اور دق میں اس کی تاثیرات کے متعلق مریضوں کی توضیح کومسٹر اوسی۔ روٹ طبع کرا چکے ہیں۔ (انڈین اینلس آف میڈیکل سائنس ۱۸۶۵ جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۶) بنگال میں پتے دمہ میں بطور تمباکو پیئے جاتے ہیں۔ جب اس طرح استعمال کیے جاتے ہیں تو ان کی قدر و قیمت کی عمدہ تصدیقیں ڈکشنری آف دی اکنامک پراڈکٹس آف انڈیا میں ڈاکٹر جی واٹ صاحب نے اکٹھا کر دی ہیں۔ ڈاکٹر واٹ صاحب۔ وادی ستلج میں چاولوں کی کاشت میں اڑوسہ کے پتوں کے استعمال کو بھی نوٹس میں لاتے ہیں چاولوں کی فصل کے واسطے تیار کی ہوئی حال ہی کی آبپاشی والی زمینوں میں تازے پتے بکھیرے جاتے ہیں۔ ملکی کاشت کار کہتے ہیں کہ یہ صرف کھاد کا ہی کام نہیں دیتے بلکہ آبی گھاس پھونس کو ختم کرنے کے لیے زہر کا بھی کام دیتے ہیں۔ نہیں تو یہ چاولوں کو نقصان پہنچاتے۔ ہم سے عمل میں لائے ہوئے تجربات سے ظاہر ہے کہ ان کا خیساندہ ان پودوں کے خلیات پر اسی طریقہ سے کام کرتا ہے۔ جس طرح کچھ کیمیائی اثر پذیر اشیا کرتی ہیں۔ یہ پانی میں موجود رہنے والے کئی چھوٹے حیوانوں۔ مینڈکوں اور جونکوں وغیرہ کے لیے سمی ہے۔ بڑے حیوانوں پر پتوں

کا اثر نہیں ہوتا۔

۲۔ ڈاکٹر جی۔ واٹ صاحب نے لکھا ہے کہ پینے کے پانی کو صاف کرنے کے لیے اگر اس میں برگ بانسہ ڈال دیے جائیں تو وہ جرمی سائیڈ (قاتل جراثیم) اثر کرتے ہیں۔

۳۔ آر۔ این۔ کھوری صاحب۔ میٹریا میڈیکا آف انڈیا میں تحریر فرماتے ہیں۔

اڑوسہ مخرج بلغم۔ دافع تشنج اور معدل ہے۔ پھول اور جڑیں زنجبیل اور شہد کے ساتھ ملا کر تپ لرزہ۔ وجع المفاصل قبض، دمہ، مزمن کھانسی۔ اور دیگر امراض صدر میں دیتے ہیں۔ جڑ سینگا (SENEGA یعنی سنیغا) کا خاصا بدل ہے۔ پتے اکثر دمہ کے لیے تمباکو کے طور پر پلائے جاتے ہیں۔

۴۔ انڈی جینس ڈرگز کمیٹی آف انڈیا کی رپورٹ میں لکھا ہے۔

یہ بات یہاں پر بتانا ضروری ہے کہ ہندوستان کے ہسپتالوں میں کیے گئے تجربات کے نتائج کے بموجب اڑوسہ کا پودا کھانسی اور دمہ کے بیماروں کے لیے فائدہ مند ثابت ہوا ہے۔ لیکن مرض دق کو نابود کرنے کی جو توصیف اس پودے کے متعلق کی گئی ہے وہ بہت مشکوک ہے۔

۵۔ کے۔ ایم۔ نادکرنی صاحب۔ انڈین میٹریا میڈیکا میں تحریر فرماتے ہیں :۔

اڑوسہ مخرج بلغم۔ مدر بول۔ دافع تشنج اور معدل ہے۔

اڑوسہ کا دو ڈرام (۸ ماشہ) تازہ رس شہد کے ساتھ یا ایک ڈرام (چار ماشہ) ادرک کے رس کے ہمراہ یا اس کے پتوں اور جڑ کا جوشاندہ فلفل دراز کے ہمراہ استعمال کرنا ایک اعلیٰ مدکف مکسچر ہے۔ جو کہ مزمن کھانسی، دمہ اور سِل میں مفید ہے۔ پتوں کا رس اسہال اور پیچش کے لیے مفید سمجھا جاتا ہے۔ خصوصاً، نفث الدم اور پیچش کے خون بہنے میں اس کا تیز کاڑھا وجع المفاصل اور ٹیڑھ وغیرہ اور ورام اور پٹھوں کے درد میں ایک کارگر سینک ہے۔ یہ چھوت دار خارش اور دیگر جلدی امراض کے لیے بھی ایک عمدہ لیپ ہے۔ خشک پتے دمہ

میں بطور سگریٹ پیئے جاتے ہیں۔ اور بہت فائدہ ہوتا ہے۔ تازے پھول آشوب چشم میں آنکھوں پر باندھے جاتے ہیں۔

۶۔ شری ڈاکٹر وامن گنیش ڈیسائی۔ اوشدھی سنگرہ میں رقم طراز ہیں۔

اڑوسہ عمدہ محرک۔ مخرج بلغم۔ اور دافع تشنج ہے۔ اس کا فعل ایپی کے کوانہا ( ) کے مانند ہوتا ہے۔ پھول تلخ۔ چرپرے۔ دافع بخار۔ مدر بول۔ خون کی گرمی کو کم کرنے والے، اور دافع تشنج ہیں۔ جڑ دافع بخار۔ مدر بول۔ مخرج بلغم۔ دافع نوبتی بخار۔ اور قاتل جراثیم ہے۔ پتوں اور جڑ کی نسبت پھولوں میں دافع تشنج اثر زیادہ ہوتا ہے۔ پتوں کی نسبت جڑ میں مخرج بلغم اثر زیادہ ہے۔ پتوں میں پسینہ آور سا اثر بھی ہے۔ اڑوسہ میں پسینہ آور اور دافع بخار سا اثر بہت قلیل پایا جاتا ہے۔ بلغم کو پتلا کرنا اور کھانسی کے زور کو کم کرنا۔ یہ اڑوسہ کے خاص اثرات ہیں۔ مقدار خوراک۔ پٹ پاک ودھی سے نکالا ہوا رس[1] اسے

---

[1] اڑوسہ۔ نیم اور بیل وغیرہ کے پتوں کو کوٹ کر بآسانی رس نہیں نکالا جاسکتا۔ لیکن ان کو گرم کر کے رس نہایت آسانی سے نکالا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اسی لیے ان سے رس نکالنے کے لیے پٹ پاک ودھی اختراع کی گئی ہے۔ مفصل ترکیب ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

اڑوسہ کے سبز پتوں کو سل بٹا پر پیس کر ٹکڑی بنا لیں۔ پھر اس کا گولا بنا کر اس پر بڑ۔ جامن اور کنول وغیرہ کسی کے پتے لپیٹ کر اسے بالکل ڈھک دیں۔ اور پھر گولے کو سوت کے مضبوط ڈورے سے باندھ کر اس پر گوندھے ہوئے گیہوں کے آٹے کا لیپ کر دیں اور پھر اس کے اوپر گوندھی ہوئی چکنی مٹی کا ۲ انگل موٹا لیپ کر کے گولا بنا لیں۔ بعد ازاں اس گولے کو انگیٹھی میں اپلوں کی بغیر دھواں والی آنچ میں رکھ کر پکائیں۔ جب گولے کے اوپر کی مٹی سرخ ہو جائے تو گولے کو آگ سے نکال کر تھوڑا ٹھنڈا ہونے دیں۔ اور پھر اسے توڑ کر ٹکڑی کو کپڑے میں ڈال کر زوردار ہاتھوں سے نچوڑ کر رس نکال لیں۔ اس طرح بہت کافی رس نکلتا ہے۔

½ تولہ تھوڑا سپید سہاگہ نمک سفوف فلفل دراز اور شہد ملا کر دیتے ہیں پھول ۵ سے ۱۰ رتی شہد کے ساتھ یا پھانٹ (خیساندہ) بنا کر دیتے ہیں۔ جڑ کی چھال کا سفوف ۲ سے ۵ رتی شہد کے ساتھ دیتے ہیں۔ اڑوسہ سے خون کی باریک نالیوں کا سکڑاؤ ہو کر خون جانا بند ہو جاتا ہے۔ اس لیے نکسیر سل میں پھیپھڑوں سے خون جانا خون آمیز آؤں خونی پیچش۔ خونی بواسیر اور جریان الرحم میں اڑوسہ رس پلاتے ہیں۔ ورم حادہ اور سوجن پر پتوں کا لیپ کرتے ہیں۔ آشوب چشم میں آنکھ کی سرخی دور کرنے کے لیے تازے پھول آنکھ پر باندھتے ہیں۔ نزلہ شعبیہ (ہوائی نالیوں کی سوجن کھانسی) میں اڑوسہ دینے سے بلغم رقیق ہو کر فوراً خارج ہونے لگتا ہے۔ اور کھانسی۔ دمہ۔ بخار اور پیشاب کی جلن کم ہوتی ہے۔ اڑوسہ کے خشک پتوں کے موٹے سفوف میں برگ دھتورہ کے تھوڑے سفوف کو ملا کر بطور تمبا کو پلانے سے دمہ کا دورہ دور ہوتا ہے۔

۷۔ کرنل آر۔ این۔ چوپڑا صاحب نے انڈی جینس ڈرگز آف انڈیا میں اپنی ذاتی رائے کو محفوظ رکھتے ہوئے اس کے عام مروجہ استعمالات کو یوں یکجا کیا ہے۔

اُسے ملک بھر کے لوگ بخوبی جانتے ہیں۔ اور اس کے پتوں سے ایک زرد رنگ عام دستیاب کیا جاتا ہے۔ یہ پتے۔ جڑیں اور پھول دیسی طب میں زکام سعال (کھانسی) التہاب الشعب (ہوائی نالیوں کی اندرونی جھلی کی سوجن۔ یعنی برنکائٹیس۔ کھانسی) اور دمہ کے لیے دوا جامع طور پر استعمال کیے جاتے ہیں۔ پتوں کو نچوڑ کر نکالے ہوئے رس کی ترتیب میں یہ ادرک یا شہد کے ہمراہ ملا کر نصف سے ایک اونس (سوا تولہ سے اڑھائی تولہ) کی مقداروں میں اکثر دیا جاتا ہے۔ پتوں کا جوشاندہ بھی بنایا جاتا ہے۔ خشک پتے سفوف کی ترتیب میں ۳۰ گرین (دو ماشہ) کی مقداروں میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ طب آیورویدک میں دائرہ تنفس کے مختلف امراض کے واسطے استعمال ہونے والے بہت سے مرکبات ہیں اس کا جوشاندہ اور سفوف دونوں شامل کیے جاتے ہیں مزمن کھانسی اور دمہ کے لیے یہ خصوصاً کارگر بتایا جاتا ہے۔ آخر الذکر مرض

کے لیے خشک پتوں کی سگریٹیں بنا کر پی جاتی ہیں۔ ڈاکٹر اودے چند روت کہتے ہیں "دواسل میں اتنی مفید خیال کی جاتی تھی کہ کہا گیا تھا اس مرض میں مبتلا ہونے والے کسی مریض کو مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ جب تک بالنسہ کا پودا موجود ہے۔" جنوبی ہندوستان میں پتوں کا رس اسہال اور پیچش کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور معنوف پتے ملیریائی بخاروں میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ برہما اور شمالی ہندوستان میں پتے پلٹس کی ترتیب میں وجع المفاصل کے جوڑوں۔ التہابی اورام اور پٹھوں کے درد میں مقامی طور پر باندھے جاتے ہیں۔ پتے تمام اقسام کے ادنیٰ طبقے کے حیوانوں کی زندگی کے لیے سمی بتلائے جاتے ہیں۔ پانی میں رہنے والے چھوٹے حیوانوں کی نشوونما اور طفیلی بالیدگی کی تکمیل کو روکتے ہیں۔ ڈاکٹر واٹ کی رائے کے بموجب پتوں کا الکحلی ایکسٹریکٹ (خلاصہ) مکھیوں۔ مچھروں۔ کنکھجورا (ہزار پا) اور دیگر کیڑوں کے لیے زہریلا ہے۔

بالنسہ کے جدید استعمالات

۱۔ کرنل۔ آر۔ این۔ چوپڑا صاحب اپنے ذاتی تجربات کی بنا پر تحریر فرماتے ہیں۔

بالنسہ کے تازہ اور خشک پتوں سے الکحالک ایکسٹریکٹ (الکحلی خلاصہ) تیار کیا گیا۔ اور کارمچیل ہاسپیٹل فار ٹراپیکل ڈیزیزیز میں اندروئے کلینک[1] وسیع آزمائش کی گئی۔

بیشتر ازیں بھی پتوں سے تیار کردہ ٹنکچر ہندوستان کے مختلف حصہ جات میں کئی سول ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں انڈین جینیس ڈرگز کمیٹی کے حسب فرمائش آزمایا گیا تھا۔ جو بہت سی شہادتیں حاصل کی گئی ہیں ظاہر کرتی ہیں۔ کہ دوا قطعی مخرج بلغم اثر رکھتی ہے۔ شدید کھانسی میں یہ ہمیشہ آرام دیتی ہوئی معلوم ہوتی تھی خصوصاً جہاں بلغم گاڑھا اور لیسدار تھا۔ (پی کے کواٹنا کی طرح ہی بہت

---

[1] طبابت کی عینی تعلیم جو مریض کے بستر کے پاس دی جائے۔

پچھ اسی طریقہ سے کام کرتی ہے۔ مزمن کھانسی میں کھانسی کو آرام آ جاتا ہے اور بلغم رقیق ہو جاتا ہے۔ کہ جس سے وہ بہت آسانی سے نکالا جا سکتا ہے۔ عصب کشش و معدہ (ویگس نرو) کے اختتامی سروں کے سست ہو جانے سے تنفسی نالیوں کی خراش اور تشنج کو مزید تسکین ملتی ہے۔ بلغمی دمہ کے کچھ مریضوں پر بھی ایکسٹریکیٹ (خلاصہ) آزمایا گیا۔ لیکن اس کے ذریعے ملنے والا آرام نمایاں نہ تھا۔ چونکہ حیوانی تجربات سے ایٹروپین، (جوہر لفاح) اور ویلیسی سین کے افعال کا ایک دوسرے کے معاون ہونے کی طرف توجہ مبذول ہوئی تھی، اس لیے ایکسٹریکیٹ اڑوسہ کو بیلاڈونا (لفاح) کے مرکبات کے ہمراہ ملا کر عصب کشش معدہ سے بنیادی تعلق رکھنے والے دمہ کے مریضوں پر آزمایا گیا۔ لیکن نتائج بہت تسلی بخش نہ تھے۔

پھیپھڑوں کی دق میں دوا کی تاثیر کی بابت مصنف کے نتائج انڈین جینیس ڈرگز کمیٹی کے نتائج کے مطابق ہی ہیں۔ تجربیت حیوانوں یا انسانوں میں دوا اس مرض کے شفا کرنے یا آگے بڑھنے سے روکنے میں بالکل غیر مفید ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اعصاب پر تسکین وہ اثر ہونے سے یہ خراش کے سبب ہونے والی کھانسی کو آرام دیتی ہے اور بلغم کو رقیق کرتی ہے کہ جس سے بلغم آسانی سے خارج ہوتا ہے۔ (انڈی جینیس ڈرگز آف انڈیا)

۲۔ پتے اور جڑیں دونوں مخرج بلغم بالتحریک (اسٹیمولینٹ ایکس پیکٹورینٹ) اور دافع تشنج، قصبۃ الریہ (برانکیل اینٹی سپازموڈک) ہیں۔ جڑ سینگا (   ) کے بدل کے طور پر استعمال کی جا سکتی ہے۔ پرانی کھانسی، سل اور بلغمی دمہ میں بلغم کو تسکین دینے کے لیے یہ ایک موثر دوا ہے۔ یہ ویلیسی سین کی بدولت اثر کرتی ہے کہ جو ویگس نرو (عصب کشش و معدہ) کے اختتامی سروں کو سست کر کے عضلات قصبۃ الریہ کو ڈھیلا کر دیتی ہیں (چوپڑہ اور ایس گھوش) جڑ کی چھال کا جوشاندہ زکام خفیف بخار اور کھانسی میں اکثر استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ خفیف کالی کھانسی میں مفید ہے خصوصاً جب کھانسی بھی ہمراہ ہو۔ پتوں کو بطور سگریٹ پینے سے دمہ کو تسکین ملتی ہے۔ چونکہ ان کے جلنے سے ایمونیا کے بخارات نمودار ہوتے ہیں۔ شربت کف مکسچرز (کھانسی کے مکسچروں) کے لیے

بدرقہ قرار دیا جاتا ہے۔ (فارما کالوجی میٹریا میڈیکا اینڈ تھیراپیوٹکس)

۳۔ بالنسہ بطور مخرج بلغم استعمال کیا جاتا ہے۔ شدید کھانسی میں یہ تسکین دیتا ہے خصوصاً جب بلغم غلیظ اور لیسدار ہو۔ پرانی کھانسی میں کھانسی کو تسکین دیتا ہے۔ اور بلغم کو رقیق کرتا ہے تاکہ یہ زیادہ آسانی سے نکالا جا سکے۔ بڑی مقداروں میں یہ محرش ہے۔ اور قے و اسہال کا موجب ہوتا ہے۔ یہ بطور رس، لیکوئڈ ایکسٹریکٹ شربت یا ٹنکچر استعمال کیا جاتا ہے۔ دمہ کو آرام کرنے کے لیے اس کے خشک پتوں کی سگریٹیں بنا کر پی جاتی ہیں۔

(دی انڈین فارمیسوٹیکل کوڈیکس)



گلدستہ مجربات

۱- واسا اولیہ

تفصیل کے لیے آیورویدک فارما کوپیا ملاحظہ فرمائیں۔

۲- دیگر واسا اولیہ

اجزاء و ترکیب:۔ کسی عمدہ صاف قلعی دار برتن میں سوا چھ سیر برگ بانسہ یا جو کوب کردہ پوست بیخ بانسہ کو ایک من دس سیر پانی میں ڈال کر جوشائیں۔ جب ساڑھے بارہ سیر پانی باقی رہ جائے تو اسے خوب مل کر چھان لیں۔ اب ایک عمدہ قلعی دار برتن میں اس جوشاندہ کو پوست ہلیلہ زرد مسفوف چار سیر اور سوا چھ سیر کھانڈ کے ہمراہ اس قدر پکائیں کہ اولیہ کا قوام تیار ہو جائے۔ بعدہٗ برتن کو آگ سے نیچے اتار لیں۔ اور اس میں ذیل کی ادویہ کے یک جان کیے ہوئے سفوف کو تھوڑا تھوڑا کر کے ملا دیں۔

طباشیر مسفوف ایک پاؤ۔ فلفل دراز مسفوف دس تولہ۔ دار چینی۔ تیز پات۔ الائچی خورد اور ناگ کیسر ہر ایک کا سفوف ایک ایک چھٹانک۔

بعد ازاں جب یہ تمام مرکب بالکل ٹھنڈا ہو جائے تو اس میں ایک پاؤ خالص شہد خوب ملا دیں۔ پھر اسے سنبھال کر محفوظ رکھ لیں۔

مقدار و ترکیب استعمال:۔ چھ ماشہ سے ایک تولہ تک دن میں تین چار مرتبہ چاٹ کر اوپر سے نیم گرم دودھ پلائیں۔

افعال و منافع:۔ چکردت۔ بھیشج رتناولی۔ یوگ رتناکر۔ اور یوگ چنتامنی وغیرہ میں لکھا ہے کہ یہ رکت پت۔ پھیپھڑوں کے زخم۔ دق۔ دمہ اور کھانسی کو نافع ہے۔ دق کے مریضوں کے لیے خاص کر مفید ہے۔

منفعت خاص :- پرانی کھانسی وزکام کے لیے نہایت مفید و مجرب ہے۔ دق میں کھانسی کو دور کرنے اور بھوک بڑھانے کے لیے بھی مفید رہتا ہے۔ علاوہ بریں بلغم کے ساتھ خون جاتا ہو تو اس کے روکنے کے لیے بھی نہایت کارگر رہتا ہے۔

۳۔ برہت واساولیہہ

اجزا اور ترکیب :- سوا چھ سیر برگ بانسہ یا جو کوب کردہ پوست بیخ بانسہ کو تینتیس ۳۳ سیر پانی میں جوشائیں۔ جب چار سیر پانی باقی رہ جائے تو اسے خوب مل کر چھان لیں۔ اب اس میں سوا چھ سیر کھانڈ ڈال کر پھر پکائیں۔ جب اولیہہ کا قوام ٹھیک ہو جائے تو اسے آگ سے نیچے اتار لیں۔ اور اس میں فلفل دراز۔ زنجبیل۔ فلفل گرد۔ دارچینی الائچی خورد۔ تیز پات۔ کائپھل۔ ناگر موتھا۔ کٹھ۔ کمیلہ۔ زیرہ سفید۔ زیرہ سیاہ پپلامول۔ چیتہ۔ کٹکی۔ پوست ہلیلہ زرد۔ تالیس پتر۔ دھنیا۔ ہر ایک کا باریک سفوف اڑھائی اڑھائی تولہ آمیز کر دیں۔ اور تمام مرکب کے بالکل ٹھنڈا ہونے پر ایک سیر خالص شہد ملا کر محفوظ رکھیں۔

مقدار و ترکیب استعمال :- مذکورۂ صدر کے مطابق

افعال و منافع :- بھیشج رتناولی میں لکھا ہے۔ کہ اس کے استعمال سے ہر قسم کی کھانسی دور ہو جاتی ہے۔ اور خاص کر گلے کا بیٹھ جانا۔ دق۔ اپھارہ۔ کمی ہاضمہ۔ امراض دل۔ پھیپھڑوں کے زخم اور تنگی پیشاب کو نافع ہے۔

منفعت خاص :- ہر قسم کی کھانسی کے لیے عموماً استعمال ہوتا ہے۔ نیز جریانِ خون کو نافع ہے۔

۴۔ بانسہ کھنڈ کوشمانڈ

اجزا اور ترکیب :- نہایت عمدہ پکے ہوئے بڑی پیٹھ (یہ وہ پیٹھہ ہے جس کی حلوائی مٹھائی تیار کرتے ہیں) کو لے کر چاقو سے چھیل ڈالیں پھر اندر کے تخموں اور ریشوں وغیرہ کو نکال کر پھینک دیں اور بقیہ ٹکڑوں کو کدوکش کر کے تین سیر دس تولہ کے وزن میں لے لیں۔ اب اسے کسی عمدہ قلعی دار برتن میں ڈال کر سوا چھ سیر پانی کے

ہمراہ پکائیں۔ جب نصف پانی باقی رہ جائے (اس سے کدوکش کیا ہوا پیٹھہ گل کر قابل استعمال ہو جاتا ہے) تو برتن کو آگ پر سے نیچے اتار لیں۔ اور ٹھنڈا ہونے پر اسے صاف کھدر کے کپڑے میں ڈال کر پانی نچوڑ ڈالیں۔ اور پیٹھہ کو ایک سیر خالص گھی میں بریاں کر لیں۔ جب پیٹھہ سرخی مائل ہو جائے تو اس میں چار سیر جوشاندہ بانسہ (دو سیر برگ بانسہ یا جوکوب کردہ پوست بیخ بانسہ کو سولہ سیر پانی میں جوشائیں۔ جب چار سیر پانی باقی رہ جائے تو اسے خوب مل کر چھان لیں۔ بس یہی جوشاندہ بانسہ مطلوب ہے۔) اور سوا چھ سیر کھانڈ ڈال کر پکائیں جب چاشنی پختہ ہو جائے تو اسے آگ سے نیچے اتار لیں۔ اور قدرے ٹھنڈا ہونے پر اس میں ناگرموتھا۔ آملہ منقی۔ طباشیر۔ بھارنگی۔ دارچینی۔ تیزپات اور الائچی خورد ہر ایک کا سفوف سوا سوا تولہ۔ ایلوا لک۔ زنجبیل۔ دھنیا اور فلفل سیاہ ہر ایک کا سفوف ایک ایک چھٹانک اور فلفل دراز مسفوف ایک پاؤ شامل کر کے اچھی طرح ملا دیں۔ بعد ازاں جب یہ اولیہ بالکل ٹھنڈا ہو جائے۔ تو اس میں ایک سیر خالص شہد آمیز کر کے محفوظ رکھ لیں۔ بس بالکل تیار ہے۔

مقدار و ترکیب استعمال:۔ چھ ماشہ سے ایک تولہ تک دن میں تین چار مرتبہ ہمراہ شیر برنز دیں۔

افعال و منافع:۔ بھیشیج رتناولی۔ چکردت اور بنگسین وغیرہ میں لکھا ہے کہ یہ کھانسی۔ دمہ۔ دق۔ ہچکی۔ جریان خون۔ یرقان اسود۔ امراض دل۔ ترشئی معدہ اور زکام کو نافع ہے۔

منفعت خاص:۔ یہ پرانی کھانسی۔ بلغمی دمہ اور زکام کو رفع دفع کرنے کے لیے نہایت زود اثر ہے۔ نیز جسم کے کسی بھی حصہ یعنی ناک۔ منہ وغیرہ سے خون جاری ہو تو اس کو اپنے عجیب الاثر فوائد کی وجہ سے بہت جلد بند کر دیتا ہے۔ بارہا کا مجرب ہے۔

۵۔ واساگھرت

اجزاء و ترکیب:۔ سوا چھ سیر برگ بانسہ یا جوکوب کردہ پوست بیخ بانسہ کو لے کر بتیس سیر پانی میں جوشائیں۔ جب چار سیر پانی باقی رہ جائے تو اسے خوب مل کر

چھان لیں۔ اب اس جوشاندہ میں چار سیر مُور چھٹ روغن زرد اور نصف سیر گل بانسہ کی لکڑی کو ڈال کر نرم نرم آگ پر پکائیں۔ جب صرف گھی باقی رہ جائے تو اسے آگ سے نیچے اُتار لیں۔ بعد ازاں اس کے ٹھنڈا ہونے پر اس میں ایک سیر خالص شہد آمیز کر کے رکھ لیں۔ رس تیار ہے۔

مقدار و ترکیب استعمال:۔ ایک ایک تولہ کی مقدار میں صبح و شام نیم گرم شیر بُز میں ڈال کر دیں۔

افعال و منافع:۔ چرک سنگھتا۔ بھیشج رتناولی۔ چکردت اور یوگ رتناکر وغیرہ میں لکھا ہے کہ یہ دمہ۔ زکام۔ نجاری بخار۔ چوتھیا بخار۔ رکت پت۔ دق اور زہر کے عوارضات کو نافع ہے۔

منفعت خاص:۔ اگرچہ ہر قسم کے جریان خون کو روکنے کے لیے نہایت مفید ہے۔ لیکن ناک اور منہ کے راستہ خون جانے کو روکنے کے لیے خاص کر مفید و مجرب ثابت ہوا ہے۔

۶۔ اگنی رس

تفصیل کے لیے آیور ویدک فارما کوپیا ملاحظہ فرمائیں۔

۷۔ بانسہ کھار

ترکیب تیاری:۔ خشک پنچانگ بانسہ کو جلا کر راکھ کر لیں۔ پھر اسے پانی میں گھول کر اور نتھار کر اور پھر اس پانی کو آگ پر خشک کر کے کھار تیار کر لیں۔

مقدار و ترکیب استعمال:۔ دو رتی سے چار رتی تک کی مقدار خوراک میں دن میں تین مرتبہ شہد یا شیر بُز وغیرہ کسی مناسب بدرقہ کے ہمراہ دیں۔ کھانسی و دمہ کے لیے پان میں رکھ کر بھی استعمال کرا سکتے ہیں۔

فوائد:۔ نہایت اعلیٰ مخرج بلغم ہے۔ کھانسی۔ دمہ اور نفث الدم کے لیے یہ اکسیر کا کام کرتا ہے۔ کالی کھانسی کے لیے بھی نہایت مفید ہے۔

۸۔ گلقند بانسہ

اجزاء و ترکیب:۔ گل اڑوسہ ایک حصہ۔ چینی تین حصہ ہر دو کو خوب زور زور ہاتھوں سے ملیں۔ بعد ازاں مرتبان میں بھر کر رکھ چھوڑیں۔ لیکن دوسرے تیسرے روز چمچے سے الٹتے پلٹتے رہیں۔ جب پھول اور چینی یکجان ہو جائیں۔ تو سمجھ لیں کہ گلقند تیار ہو گیا ہے۔

مقدار و ترکیب استعمال:۔ ایک تولہ سے دو تولہ تک کی مقدار خوراک میں دن میں دو تین مرتبہ کھلائیں۔

فوائد:۔ کھانسی و زکام کے لیے نہایت مفید ہے۔ دق کی کھانسی میں بھی فائدہ دیتا ہے۔ ہر قسم کے جریان خون کو روکتا ہے۔

۹۔ شربت اعجاز

اجزاء و ترکیب:۔ عناب ۲۰ دانہ۔ سپستان ۶۰ دانہ۔ کتیرا۔ صمغ عربی ہر ایک ۱۰ ماشہ۔ بہیدانہ ۱ تولہ ۵ ماشہ۔ اصل السوس۔ تخم خطمی۔ تخم خبازی۔ گل نیلوفر۔ گل بنفشہ ہر ایک ۲ تولہ ۴ رتی۔ برگ اڑوسہ آدھ سیر۔ قند سفید ایک سیر۔ صمغ عربی و کتیرا کے علاوہ سب دواؤں کو جوش دے کر صاف کریں۔ اور بطریق معروف قند سفید ملا کر قوام کریں۔ اور پھر صمغ عربی اور کتیرا پیس کر ملا دیں۔

مقدار و ترکیب استعمال:۔ ہر روز دو تولہ شربت اعجاز ہمراہ عرق کاڑھ زیان ۱۲ تولہ استعمال کریں۔

افعال و منافع:۔ یہ شربت خشک کھانسی کے لیے نافع ہے۔

منفعت خاص:۔ سل و دق میں مفید ہوتا ہے۔ (طبی فارماکوپیا)

۱۰۔ معجون خشخاش

کوکنار سفید بڑے قد کے سو عدد، برگ بانسہ سپید پھول کو کنار کے ہموزن ہر دو کو آٹھ گنے پانی میں بھگو دیں۔ چوبیس گھنٹہ کے بعد جوش دیں۔ جب چوتھا

حصہ پانی رہ جائے تو خوب مل کر چھان لیں۔ اور اس پانی کے ہموزن مصری سپید ڈال کر قوام کر لیں۔ جب غلیظ ہو جائے۔ نیچے اتار کر گوندکیکر۔ گوندکتیرا۔ ملٹھی مقشر ہر ایک ڈیڑھ تولہ۔ مصطگی۔ مرکی۔ ہر ایک گیارہ ماشہ۔ افیون عمدہ۔ زعفران اصلی ہر ایک ساڑھے چار ماشہ کوٹ چھان کر ملالیں۔

خوراک ۲ ماشہ سے ۳ ماشہ تک۔

یہ معجون نفث المدہ (منہ سے پیپ آنا) نفث الدم (منہ سے خون آنا) نزلہ قدیم و جدید۔ جراحت ہائے سینہ و شش۔ سل کہنہ۔ سرفہ ہر قسم۔ تپ دق۔ اسہال صفراوی و دموی اسہال کہنہ۔ سحج امعاء۔ قروح امعا۔ سیلان منی۔ کثرت سیلان حیض۔ اور رطوبت زنان کے لیے بغایت مفید ہے۔ جس کی بارہا طبی رسائل میں تصدیق ہو چکی ہے۔ (لبُ المجربات)

۱۱۔ شربت بانسہ

اجزاء و ترکیب:۔ ایک سیر برگ بانسہ یا جو کوب کردہ پوست بیخ بانسہ کو لے کر چار سیر پانی میں جوش دیں۔ جب نصف سیر پانی باقی رہ جائے تو اسے خوب مل کر چھان لیں۔ اور پھر اس میں ایک سیر قند سفید ملا کر شربت بنالیں۔ اور صاف بوتل میں محفوظ رکھ لیں۔

مقدار و ترکیب استعمال:۔ ½ تولہ سے اڑھائی تولہ تک دن میں تین مرتبہ پلائیں۔

فوائد:۔ کھانسی اور زکام کے لیے اور خاص کر بچوں کی کھانسی اور زکام کے لیے نہایت ہی مجرب بے ضرر اور زود اثر ہے۔ تشنجی کھانسی اور کالی کھانسی کے لیے بھی مفید ہے۔ جب نمونیا کے مریض کا بلغم لیسدار اور غلیظ ہوتا ہے۔ تو اس کے دینے سے وہ بلغم بہت رقیق ہو کر قابل اخراج ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ شربت بانسہ دیگر

اجزاء و ترکیب:۔ برگ بانسہ چار تولہ۔ ملٹھی مقشر۔ بنفشہ۔ گاؤزبان۔

کٹھ۔ کچور ہر ایک دو دو تولہ۔ فلفل دراز۔ ریشہ خطمی۔ عناب۔ لسوڑیاں ہر ایک یکتولہ۔
ن کو چار سیر پانی میں جوش دیں۔ حتیٰ کہ ایک سیر پانی باقی رہ جائے۔ پھر اسے چھان کر
یک سیر قند سفید ڈال کر شربت کا قوام بنالیں۔

مقدار و ترکیب استعمال:۔ دو دو تولہ کی خوراک دن میں تین مرتبہ دیں۔

فوائد:۔ زکام قدیم ہو یا جدید۔ کھانسی خشک ہو یا تر۔ ہر حالت کے لیے مفید و
ب ہے۔ گلے کی سوجن کو نافع ہے۔ انفلوئنزا کو دور کرتا ہے۔ بیش قیمت تحفہ
ہے ضرور آزمائیں۔

جدید مرکبات

وساکا کے ذیل کے دو مرکبات انڈین نیشنل فارماکوپیا میں داخل ہیں۔

۱۔ ایکسٹریکٹم وساکا لیکوئڈم۔ یعنی خلاصہ یاسہ۔

مقدار خوراک:۔ ۱۵ سے ۳۰ بوند۔

۲۔ سیرپس وساکا (یعنی شربت باسہ۔

مقدار خوراک:۔ ۳۰ سے ۶۰ بوند۔



بچ یا وچ

مختلف نام :-

سنسکرت میں وچا (بولنے کی طاقت بڑھانے والی)، اگر گندھا (تیز بو والی) شڈ گرنتھا (چھ گانٹھوں والی) گولومی (گو یعنی گائے کی مانند بالوں والی) شت پرو کا (بہت جوڑوں یا حصوں والی) منگلیا (منگل کاری یعنی نیکی کرنے والی) جٹلا (جٹا یعنی ریشں والی) تیکھشنترا (تلخ ذائقہ والی) لومشا (بالوں والی)۔ وجیا (فتح یعنی کامیابی دلانے والی)۔ اگرا (تیز) رکھشوگھنی (راکھشسوں یعنی جراثیم کو تباہ کرنے والی) بھدرا (بھلائی چاہنے والی) کھشدر پتری (چھوٹے پتوں والی) اکھشو پرتری (گنے کی مانند پتوں والی) اکھشو پتریکا (گنے جیسے پتوں والی) بھوت ناشنی[1] (بھوتوں یعنی جراثیم کو مار ڈالنے والی) شلیشم گھنی (دافع بلغم) جل جا (پانی والی جگہ پر ہونے والی) انٹرا (لال) وغیرہ۔ ہندی میں درچ۔ بچ۔ گھوڑ بچ۔ پنجابی میں وریچ ضلع کانگڑہ میں برہان۔ کاشمیری میں وائی۔ سندھی میں گنی کاٹھی۔ بنگالی میں بچ۔ مرہٹی میں دیکھنڈ۔ گجراتی میں گھوڑا وج۔ وج۔ کناری میں وچ۔ تیلگو میں واسا۔ تامل میں وشمبو۔ فارسی میں اگر ترکی۔ برج۔ عربی میں وج۔ عود الوج انگریزی میں سویٹ فلیگ (   ) کیلیمس روٹ (   ) اور لاطینی میں اکیورس کیلیمس (   ) کہتے ہیں

تاریخ :-

ارض ہند میں بچ کا دوائی استعمال زمانہ قدیم سے مروج ہے۔ چنانچہ

---

[1] تقریباً تمام آیوروید ک صحائف بھوتوں کی ہستی کے قائل ہیں۔ اور ان کو اکثر امراض کا باعث بھی تسلیم کرتے ہیں۔

چرک وسشرت جیسے قدیم ترین آیورویدک گرنتھوں میں اس کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ یونانی حکماء کے ہاں بھی وچ مستعمل ہے۔ طب ڈاکٹری میں یہ بالکل استعمال نہیں ہوتی۔

اقسام :-

بھاو پرکاش نگھنٹو میں بچ کی چار اقسام بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وچا (گھوڑ بچ)۔ (۲) پارسیک وچا (بال بچ۔ ودوصیا بچ) (۳) مہاماری وچا (کلنجن)۔ (۴) دویپ آنتر وچا (چوب چینی)

وچا اور پارسیک وچا کا بیان تو چرک وسشرت میں بھی پایا جاتا ہے لیکن مہاماری وچا اور دویپ آنتر وچا کا تذکرہ کسی بھی قدیمی گرنتھ میں نہیں ملتا۔ آیوروید علماء میں سے شری بھاو مشر نے ہی سب سے پہلے ان ہر دو جڑیوں کا تذکرہ کیا ہے۔

موخر الذکر ہر دو جڑیوں کا حقیقتاً وچا (بچ) سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ چاروں جڑیاں الگ الگ نباتی فصیلہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس لیے یہاں صرف اول الذکر وچا (بچ) کا ہی بیان درج کیا گیا ہے۔

یادداشت :-

مطلق بچ سے ہمیشہ مراد گھوڑ بچ سے ہی ہوتی ہے۔ اس لیے جس نسخہ میں صرف بچ شامل کرنے کو لکھا ہو۔ اس میں صرف اس قسم کو ہی داخل کرنا چاہیے۔

جائے پیدائش :-

وچ کا دائمی پودا صرف کیچڑ یا پانی کے مقام پر ہوتا ہے۔ یعنی یہ مرطوب زمین کا دائمی پودا ہے۔ وچ کا قدیم وطن ایشیا مشرقی یورپ اور شمالی امریکہ ہے۔ لیکن ہندوستان اور برما کے دلدل اور مرطوب علاقوں میں تین ہزار سے چھ ہزار فٹ کی بلندی تک اس کی کاشت کی جاتی ہے۔ منی پور اور ناگا کی پہاڑیوں میں اس کی نہایت کثرت ہے۔ جھیلوں اور ندی نالوں کے کناروں پر خودرو پیدا ہوتا ہے۔ ریاست کشمیر کی تمام جھیلوں میں ضلع کانگڑہ اور ریاست سرمور کی آبی زمینوں

میں بھی یہ بکثرت خودرو پیدا ہوتا ہے۔

نباتی توضیح:۔

یہ ایک نیم آبی دلدل میں ہونے والا دائمی پودا ہے۔ جو خودرو پیدا ہوتا ہے۔ اس کی اونچائی تین چار ہاتھ تک ہوتی ہے۔ اس کے پتے گنے کے پتوں کی مانند ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسی لیے سنسکرت میں اس کے اکھشو پرنٹری اور اکھشو پتریکا نام کہے گئے ہیں۔ پتے دو سے چار فٹ لمبے۔ نصف سے ایک انچ چوڑے اور لہردار کناروں کے ہوتے ہیں۔ ان کو مسل کر سونگھنے سے خوشبو آتی ہے۔ اس کی جڑیں[1] لمبی لمبی اور شاخ در شاخ ہوتی ہیں۔ جو زمین میں افقی طور پر پھیلتی ہیں مگر بازار میں جس صورت میں فروخت ہوتی ہیں۔ وہ صورت سوکھی انگلیوں کی طرح نظر آتی ہیں۔ اس کے ٹکڑے دو انچ سے لے کر چھ انچ تک لمبے اور انگلی سے لے کر انگوٹھے تک موٹے ہوتے ہیں۔ جس طرح انگلیوں کے پوروں کے جوڑ ہوتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جڑ کے ہر ٹکڑے میں کئی جوڑ ہوتے ہیں۔ غرضیکہ جڑ گرہ دار ہوتی ہے اور اکثر اس میں چھ تک گرہیں ہوتی ہیں۔ اسی لیے سنسکرت میں اسے شڈ گرنتھا (چھ گرہوں یعنی گانٹھوں والی) اور شت پرویکا (کئی جوڑوں یا حصوں والی) کہا گیا ہے جڑ کی بیرونی سطح قدرے سرخی مائل ہونے سے ہی اسے سنسکرت میں اگر نشٹرا (لال) نام دیا گیا ہے۔ بیرونی سطح پر طولانی جھریاں بہت ہوتی ہیں۔ ہر ٹکڑے کی ایک سطح بالائی اور دوسری زیریں ہوتی ہے۔ بالائی سطح پر پتوں کے مثلث سے ابھرے ہوئے نشان ہوتے ہیں۔ جو جڑ کی دائیں بائیں باری باری نکلتے ہیں۔ ان نشانوں پر کبھی کبھی ٹوٹے ہوئے پتوں کے بقیہ ریشے بھی نظر آتے ہیں۔ جڑ کی زیریں سطح پر باریک باریک جڑوں کے نشان پائے جاتے ہیں۔ جو بے قاعدہ لہریے کی صورت میں ہوتے ہیں۔ یہی باریک باریک جڑیں جٹائیں کہلاتی ہیں۔ اور یہ بہت کثرت سے نکلا کرتی ہیں۔ انہی جٹاؤں کی وجہ سے اسے سنسکرت میں جٹلا (جٹا یعنی

---

[1] حقیقتاً انہیں جڑیں نہ کہہ کر جذری تنے (رائی زوم) کہنا چاہیے۔ ہلدی اور ادرک کی گانٹھیں بھی دراصل اسی قسم کے جذری تنے ہیں۔

ریشہ والی)، سگھ لومی (گو یعنی گائے کی مانند بالوں والی) اور لومشا (بالوں والی) کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ جڑ کے ٹکڑے ہیں کہیں کہیں بیخی شاخ پھوٹنے کا بھی نشان پایا جاتا ہے۔ جو بخوبی نمایاں ہوتا ہے۔ بعض اوقات ٹکڑوں کو اوپر سے کچھ چھیل دیتے ہیں۔ جس سے ان کی سطح نسبتاً کھردری ہو جاتی ہے۔ اور پتوں کے نشان قدرے محو ہو جاتے ہیں۔ ایسی سطح کی رنگت قدرے سرخی مائل بھوری ہوتی ہے۔ سوکھی جڑ آسانی سے نہیں ٹوٹتی۔ اور اندر سے رنگ سرخی اور سفیدی کے مابین ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ پودے کی صرف جڑوں کو ہی بچ یا وچ کہتے ہیں۔ یہ لمبی لمبی جڑیں موسم خزاں میں جمع کی جاتی ہیں۔ اور پھر ان کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہیں۔ بعد ازاں خشک کر کے بازار میں فروخت کرتے ہیں۔ اگرچہ اس کے پودے کے ہر حصہ میں بو ہوتی ہے۔ لیکن جڑوں میں خصوصیت سے بہت زیادہ بو ہوتی ہے۔ اور اسی وجہ سے اُسے اگر گندھا (تیز بو والی) کہا گیا ہے۔ چاہے کتنے عرصے کی ہی خشک جڑیں کیوں نہ ہوں۔ ان کو جب بھی توڑ کر سونگھیں اندر سے نہایت تیز بُو آتی ہے۔ جڑ مزے میں تیز اور تند ہوتی ہے۔ اسی لیے سنسکرت میں یہ تیکھشنشٹر (تلخ ذائقہ والی) نام سے منسوب کی گئی ہے۔ چنانچہ اس وجہ سے یہ وچ تلخ کے نام سے بھی یاد کی جاتی ہے۔

خزائن الادویہ میں بچ کے بیان میں لکھا ہے:۔

"پھول زرد و سرخی مائل ہوتا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اس کے پھول کا رنگ آسمانی ہوتا ہے۔ اور اس میں کئی دوسرے اور بھی رنگ ہوتے ہیں" جناب حکیم محمد کبیر الدین صاحب۔ کتاب الادویہ میں تحریر فرماتے ہیں "پھول زرد مائل بہ سرخی ہوتے ہیں" شری کوی ونود وید بھوشن پنڈت ٹھاکر دت جی شرما وید اپنی مولفہ لاثانی لغات الادویہ میں رقمطراز ہیں "پھول کسی قدر نیلا کئی رنگوں سے رنگین ہوتا ہے" لیکن امر حقیقی یہ ہے کہ یہ خوشبو دار پودا پھول بالکل ہی نہیں دیتا۔

دیگر خزائن الادویہ میں بچ کے بیان میں لکھا ہے "دانے علاقوں میں ہوتے ہیں رنگ سرخ اور وضع حب کا کنج سی ہوتی ہے۔ سوانوں کے اندر بیج ہوتے ہیں" نامعلوم بچ کے پودے میں یہ دانے کہاں لگتے ہیں؟ درحقیقت بچ کے پودے کو دانے وغیرہ کچھ بھی نہیں آتے۔ گنے کی مانند اس کی جڑیں ہی کاشت کی جاتی ہیں۔

حفاظت :-

چونکہ وچ کی جڑ کی بناوٹ متخلخل ہوتی ہے۔ اس لیے نمی جلد جذب کرتی ہے چنانچہ اسی وجہ سے اسے خشک جگہ پر رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ جلد بگڑ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ وچ کے سفوف کو بھی کسی عمدہ ڈھکن دار شیشی کے اندر بند رکھنا چاہیئے۔ تاکہ نمی داخل نہ ہونے پائے۔

فصیلہ :-

اس کا نیچرل آرڈر اے رلیسی ( ) ہے۔ یعنی یہ فصیلۂ زمین قند میں داخل ہے۔

کیمیائی تجزیہ :-

اس کے خشک جذری تنوں میں سے ۵ء۱ فی صدی معتدل کیفیت (نیوٹرل۔ یعنی جو ترش ہو اور نہ القلی)۔ زرد رنگ۔ معطر۔ اے سنشل آئل (لطیف روغن) حاصل ہوتا ہے۔ جس کی بو خوشگوار ہوتی ہے۔ اس کے تازہ ہوائی اجزاء (زمین سے باہر کے اجزاء یعنی پتے وغیرہ) سے تقریباً ۱۲۳ء۰ فی صدی والے ٹائل آئل (فراری روغن) حاصل ہوتا ہے۔ تاہم غیر مقشر جڑوں سے بہت زیادہ یعنی ۵ء۱ سے ۵ء۳ فی صدی تک فراری روغن برآمد ہوتا ہے۔ اس گراں قدر تیل کا خاص جزو ایساریل ایلڈی ہائیڈ ( ) ہے۔ اس میں ایک تلخ کلیو کوسائیڈ ( ) بھی جسے اکورن ( ) کہتے ہیں۔ اور کچھ دیگر اشیاء جیسے یوجی نول ( ) ایسارون ( ) پائی نین ( ) اور کیمفین ( ) موجود ہوتی ہیں۔ ان کے علاوہ بریں اس میں افراط سے نشاستہ اور تھوڑا سا ٹینن ( ) ہوتا ہے۔ ہندوستانی وچ سے برآمد شدہ روغن کے متعلق ڈاکٹر ( ) اسد بارور ( ) اور واسٹن ( ) نے ۱۹۲۵ء میں تحقیق کی تھی انہیں معلوم ہوا کہ اس تیل میں کم کھلاڑ کے اجزاء مثلاً پائی نین۔ کیمفین وغیرہ نہیں پائے جاتے۔ لیکن یورپ کی وچ سے برآمد شدہ روغن میں یہ پائے جاتے ہیں۔

(انڈیجنیس ڈرگز آف انڈیا)

حصہ مستعملہ:۔

وچ کے صرف خشک جڑ ری تنے ہی دوا مستعمل ہیں۔

افعال و خواص بروئے طب آیورویدہ

وچ تیز بو والی۔ چرپری۔ تلخ۔ گرم۔ قے آور۔ اور حرارت ہاضمہ کو بڑھانے والی ہے۔ قبض، اپھارہ اور پیٹ درد کو دور کرتی ہے۔ پاخانے اور پیشاب کو صاف لاتی ہے۔ مرگی۔ بلغم۔ جنون۔ بھوت (جراثیم)۔ کیڑوں اور وات کو دور کرتی ہے۔

(بھاو پرکاش نگھنٹو)

وچ۔ تلخ۔ چرپری۔ دپاک (ہضم ہونے کے وقت) میں چرپری۔ گرم۔ آم دوش (خام خلط) کو پکانے والی مشتہی۔ قے آور۔ مقوی حافظہ اور زندگی بخش ہے۔ بولنے کی طاقت دیتی ہے۔ آواز کو صاف کرتی ہے۔ جنون اور مرگی کو نافع ہے۔ کیڑوں۔ بلغم اور وات سے محفوظ کرتی ہے۔ پیٹ درد، قبض اور اپھارہ کو دور کرتی ہے۔ پاخانہ اور پیشاب کو صاف لاتی ہے۔

(کیٹیدیو نگھنٹو)

وچ قے آور۔ چرپری۔ تلخ اور گرم ہے۔ وات۔ بلغم اور درد کو دور کرتی ہے۔ گلے کو مفید ہے۔ مقوی حافظہ ہے۔ کرمائے شکم کو دور کرتی ہے۔ مفرح دل ہے۔ قبض۔ اپھارہ اور پیٹ درد کو دور کرتی ہے۔

(دھنونتری نگھنٹو)

وچ کڑوی۔ چرپری اور گرم ہے۔ بلغم۔ آم۔ گلٹی اور سوجن کو دور کرتی ہے۔ وات جور (سوداوی بخار) اور اسہال کو نافع ہے۔ قے آور ہے۔ جنون اور بھوتوں کو دور کرتی ہے۔

(راج نگھنٹو)

وچ تیز بو والی۔ چرپری۔ کڑوی۔ گرم۔ قے آور۔ حرارت ہاضمہ کو تیز کرنے والی اور مشتہی ہے۔ بولنے کی طاقت دینے والی۔ گلے کو مفید اور پاخانے و پیشاب کو صاف کرنے والی ہے۔ قبض۔ اپھارہ اور پیٹ درد کو دور کرتی ہے۔ سوجن اور وات جور کو رفع کرتی ہے۔ مرگی۔ بلغم۔ جنون۔ بھوت۔ کیڑوں اور وات کو دفع کرتی ہے۔

(رگد نگھنٹو)

خواص و فوائد بروئے طبِ یونانی

اخلاط غلیظ میں لطافت پیدا کرتی ہے۔ اور اس طرح جلا کرتی ہے کہ اس سے کسی طرح کی اذیت نہیں پہنچتی۔ سُدے کھولتی ہے۔ خون کو سکھاتی ہے۔ اور بلغمی خون میں گرمی پیدا کرتی ہے۔ نفخ۔ ریاح اور اورام بلغمی کو تحلیل کرتی ہے۔ بدن کا رنگ نکھارتی ہے اس کو برص اور بہق پر لگانے سے نفع ہوتا ہے۔ رطوبت کی زیادتی سے تشنج آجائے یا عضلے میں صدمہ پہنچ جائے۔ تو اس کا لیپ کرنا چاہیئے۔ تلی کے ورم کو تحلیل کرتی ہے جوڑوں میں رطوبت جمع ہو جائے تو اسے سکھا دیتی ہے۔ اس کو ہمیشہ استعمال میں رکھنے سے بڈھوں اور سرد مزاج والوں کے پٹھوں میں گرمی آجاتی ہے۔ فالج اور سُن پن کو نافع ہے اس کو شہد کے ہمراہ کھانے سے نسیان اور سردی کے دردِ سر کو نفع پہنچتا ہے طبقہ قرنیہ میں مادہ غلیظ جمع ہو جائے تو اس کو سرمے کی طرح پیس کر آنکھ میں لگانے سے اس میں رقت و لطافت آجاتی ہے۔ اس کے لگانے سے آنکھ کا جالا بھی کٹ جاتا ہے۔ اگر اس کا تازہ عصارہ آنکھ میں ڈالیں تو وہ دھند جاتی رہے جس کا سبب رطوبت ہو۔ اس کا لگانا نزول الماء کو بھی نافع ہے۔ اگر دانتوں میں سردی سے درد ہو تو اس کو جوش دے کر پانی سے کلیاں کرنی چاہیئے۔ اور اس کو چبانا بھی نافع ہے۔ ان دونوں تدبیروں سے زبان کا ثقل اور ہکلانا بھی جن کا باعث بلغم ہو۔ جاتا رہتا ہے۔ اس کا جوشاندہ پینے سے پہلو۔ سینہ۔ کمر۔ اور جگر کے سردی کے دردوں کو نفع ہوتا ہے ان کو نو دس رتی کی مقدار میں لے کر منہ میں رکھ کر چبائیں۔ اور پانی نگلیں تو آنتوں اور معدے کے درد کو نفع ہو۔ تازہ بیج لے کر اوپر سے چھیل کر پانی میں یہاں تک اوٹائیں، کہ گھل جائے۔ پھر اس کو شہد میں پکالیں۔ اس کو کھانے سے معدے کے درد اور معدے کے تشنج کو جن کا باعث سردی ہو۔ نفع ہوتا ہے۔ بلغم اور ریاح تحلیل ہو جاتی ہیں۔ جگر کو طاقت پہنچتی ہے۔ اس کو مصطگی کے ساتھ کھانے سے دماغ کا تنقیہ فضلات سے ہوتا ہے۔ بچوں کو ذرا ذرا سا کھلانے سے جلدی باتیں کرنے لگتے ہیں۔ اس کے پینے سے حافظہ کی قوت بڑھتی ہے۔ پٹھوں اور معدہ

اور دماغ کی رطوبات خشک ہو جاتی ہیں۔ خون اور صفرا صاف ہوتے ہیں۔ سردی کی کھانسی جاتی رہتی ہے۔ ہاضمہ بڑھتا ہے۔ آنتوں کی ریاح تحلیل ہوتی ہے۔ پتھری ٹوٹ جاتی ہے۔ گردے میں گرمی پیدا ہوتی ہے۔ اس کو مع زعفران کے گھوڑی کے دودھ میں پیس کر رحم میں رکھنے سے حمل رہ جاتا ہے۔ اس کے کھانے سے تیج سوداوی اور مغص اور زحیر کو نفع ہوتا ہے۔ اس کو ساڑھے تین ماشہ کھانے سے دستوں میں بلغم اور صفرا اور سودا نکل جاتے ہیں۔ اس کو پانی میں جوش کر کے اس پانی میں بیٹھنے سے رحم کے درد کو نفع ہوتا ہے۔ اس کا جوشاندہ پینے سے خون حیض اور پیشاب کا ادرار ہوتا ہے۔ رحم میں اس کے رکھنے سے بھی حیض کھل جاتا ہے۔ اگر رطوبت کے غلبے سے قطرہ قطرہ پیشاب آتا ہو۔ تو اس کے استعمال سے نفع ہوتا ہے۔ فتق پر اس کے لیپ سے فائدہ ہوتا ہے۔ اس کے کھانے سے باہ میں بہت قوت آتی ہے۔ زہروں کے لیے خواہ وہ ہوام کا ہو یا دوسرا تریاق ہے۔ اور خاص کر ان ہوام کے زہروں کے لیے نہایت مفید ہے۔ جن کا زہر سرد ہے۔ مربا اس کا فالج اور مرگی اور معدے کے درد اور نفخ اور قراقر شکم اور قولنج کو مفید ہے۔ غرض کہ بڈھوں اور سرد مزاج والوں اور سرد امراض کو بچ بہت مفید ہے۔ کتاب الاغذیۃ والاشربہ میں ابو حامد بن علی بن عمر سمرقندی نے کہا ہے۔ الوج المربیٰ یزید فی الحفظ و ینفع من الفالج واللقوۃ یعنی بچ کا مربہ حافظہ بڑھاتا ہے اور فالج اور لقوہ کو مٹاتا ہے۔ (خزائن الادویہ)

طبیعت :۔

شیخ نے کہا ہے۔ کہ دوسرے درجے کے پہلے مرتبے سے درمیانی مرتبے تک گرم و خشک ہے۔ بعض نے تیسرے درجے میں گرم و خشک لکھا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ تیسرے درجے میں گرم ہے اور دوسرے درجے کے درمیان میں خشک ہے۔

(خزائن الادویہ)

مقدار خوراک :۔

اس کی عام مقدار خوراک ۲ رتی سے ایک ماشہ تک ہے۔ قے لانے کے لیے اسے دو اڑھائی ماشہ کی مقدار میں استعمال کرنا پڑتا ہے۔ خزائن الادویہ میں جو اس کی مقدار خوراک ساڑھے تین ماشہ اور ساڑھے چار ماشہ لکھی ہے۔ وہ بالکل غیر موزوں

ہے۔ اسی قدر مقدار میں یہ قوی اور خطرناک مقئی ہے۔ اور اس قدر مقدار میں اسے ہرگز استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔

افعال و منافع :۔

ریچ محرک۔ معطّر۔ مخرج بلغم۔ دافع تشنج۔ مسکن اعصاب اور مقوی دماغ ہے۔ زیادہ مقدار خوراک مثلاً دو ماشہ میں متلی آور اور مقئی ہے۔

خانگی استعمالات

ریچ علاج المواشی کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ دیگر یورپ کے بعض ممالک میں اس کی مدد سے شراب کو خوشبودار کرتے ہیں۔ ترک اس کا مربہ بناتے ہیں۔ اور بعض متعدی امراض میں چھوت روکنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ بعض مقامات پہ اس کا فراری روغن بذریعہ کشید حاصل کیا جاتا ہے۔ جس سے نسوار خوشبودار بنائی جاتی ہے اور سرکہ میں بھی اس کی خوشبو داخل کی جاتی ہے۔

آیورویدک استعمالات

تل اور بچ کو دانتوں سے چبانے سے دانتوں کا ہلنا بند ہو جاتا ہے۔ (چکردت)

سفوف بچ کو شہد میں ملا کر استعمال کرنے اور دودھ چاول کو بطور خوراک استعمال کرنے سے خطرناک اور دیرینہ مرگی بھی ضرور دور ہو جاتی ہے۔ (بنگ سین)

بقدر ایک تولہ بچ کے سفوف کو شہد یا گھی میں ملا کر استعمال کرنے اور دودھ کے ہمراہ بھوجن کرنے سے تین دن میں مرگی دور ہو جاتی ہے۔ (بنگ سین)

بچ۔ اجوائن اور زنجبیل کو ہموزن مقدار میں لے کر کپڑ چھان سفوف کریں۔ جب بخار میں بہت پسینہ آتا ہو۔ تو اس کی مالش سے بالکل آرام ہو جاتا ہے (بھارت سنگھتا)

بچ کے سفوف کو سرسوں کے تیل میں ملا کر لیپ کرنے سے سوجن دور ہو جاتی ہے۔ (یوگ ترنگنی)

بچ اور پوست ہلیلہ کے سفوف کو گھی میں ملا کر دھوپ دینے سے وِشم جور (ملیریا بخار) میں فائدہ پہنچتا ہے۔ (بر ہت نگھنٹو رتناکر)

ایک ماہ تک متواتر دودھ، تیل اور گھی کے ہمراہ سفوف بچ کو استعمال کرنے سے عقل تیز ہو جاتی ہے۔ اور آواز صاف ہو جاتی ہے۔ (بر ہت نگھنٹو رتناکر)

دودھ۔ تیل یا گھی کے ساتھ ایک مہینے تک بچ کو استعمال کرنے سے راکھشس نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ عقل بڑھ جاتی ہے اور آواز شیریں و صاف ہو جاتی ہے۔

بچ کے سفوف کو پانی یا دودھ کے ہمراہ مسلسل ایک ماہ تک استعمال کرنے سے آدمی عقل مند اور گیانی ہو جاتا ہے۔ دیگر چندر گرہن یا سورج گرہن کے وقت دودھ کے ہمراہ کھایا ہوا ایک ایک[۱] پل (چار چار تولہ) بچ کا سفوف اسی وقت آدمی کو بہت عقل مند بنا دیتا ہے۔ (شالِ گرام نگھنٹو بھوشن)

بچ کے سفوف کو کانجی کے ہمراہ پلانے سے قے بند ہو جاتی ہے۔ (بر ہت نگھنٹو رتناکر)

"گارُڑی وِدیا" نامی ایک قدیمی گرنتھ میں لکھا ہے۔ کہ ہینگ اور بچ کو ہموزن لے کر پانی کے ہمراہ پیس کر کچھ دوا ہاتھ اور جسم پر چھپڑ لیں۔ اور کچھ دوا کو زندہ سانپ کے اوپر چھڑک دیں۔ اس سے وہ سانپ آسانی کے ساتھ پکڑا جا سکتا ہے۔ اس دوا کی بو سے سانپ بے ہوش ہو کر مرے ہوئے کے مانند ہو جاتا ہے۔

دیگر استعمالات

(مختلف ڈاکٹروں کے قلم سے)

اسواٹ۔ صاحب۔ اے ڈِکشنری آف دی اکانومک پراڈکٹس آف انڈیا میں لکھتے ہیں:۔

بچ قلیل مقدار میں ہاضم اور زیادہ مقدار (دو ڈھائی ماشہ) میں مقئی ہے۔

بدہضمی کے ساتھ نفخ شکم ہو تو مفید ہے۔ دو تین رتی کی خوراک میں بچ کا سفوف بچوں کے پیٹ درد میں مفید ہے۔ اس کا خیساندہ اور جوشاندہ تپ لرزہ

---

[۱] یہ مقدار خوراک بہت ہی زیادہ ہے استعمال کرتے ہی قے ہو کر نڈھال ہو جانا ضروری ہے۔

میں مفید ہے۔ کھانسی میں کھانسی کے زور اور ٹھونسا کو روکنے کے لیے وچ کا سفوف منہ میں رکھنا خاص کر مفید اور دافع کھانسی ہے۔ کئی دافع بلغم ادویہ سے یہ بڑھیا دوا ہے۔ مرض دمہ میں بچ کا سفوف ایک ماشہ سے ڈیڑھ ماشہ کی مقدار میں دے کر پھر دو تین گھنٹہ کے وقفہ کے بعد دافع بلغم مقدار چار رتی میں متعدد مرتبہ کہ جب تک دمہ دور نہ ہو جائے دینا چاہیے۔ جمالگوٹہ کی وجہ سے بہت آتے ہوئے دستوں کو روکنے کے لیے بچ کی راکھ دو ماشہ کی مقدار میں دینی مفید ہے۔ بچوں کے نفخ شکم و بدہضمی میں ناف پر اس کا لیپ کریں۔ مقوی اور جلاب آور ادویہ کے ساتھ یہ استعمال ہونے پر زیادہ فائدہ دیتی ہے "۔

۲۔ آر۔ این۔ کھوری صاحب۔ میٹریا میڈیکا آف انڈیا اینڈ تھیرا پیوٹکس میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"یہ تلخ۔ معطر۔ محرک۔ مقوی اور کاسر ریاح ہے۔ عموماً تر کاریوں۔ تلخ مقویات اور معطر ادویہ کے ہمراہ شامل کی جاتی ہے۔ تپ لرزہ۔ دائمی کیفیت ٹونک ڈِس پیپسیا (یعنی وہ بدہضمی جو ضعف معدہ وغیرہ سے ہو) قولنج۔ نفخ۔ فالج وغیرہ عصبی امراض میں استعمال کی جاتی ہے۔ بطور محرک ہلکے بخار اور مرگی میں دی جاتی ہے۔ مفتح (سُدّہ اور مسامات کھولنے والی) اور مصفی ہونے سے کن پیڑے۔ جالندھر اور دیگر امراض غدودی میں استعمال کی جاتی ہے۔ کئی مُقوّی معجونات میں یہ ڈالی جاتی ہے۔ بطور پلٹس مفلوج عضو اور وجع المفاصل کی سوجن پر اس کا لیپ کیا جاتا ہے۔ اس کی سفوف جڑیں سپرٹ کے ساتھ ملا کر پرانے وجع المفاصل پر ملنے کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔ اس کا آبی محلول کان بجنے کے لیے کانوں میں ڈالا جاتا ہے۔ دانتوں کو بآسانی نکالنے کی خاطر بچ بچوں کو چبانے کے لیے دی جاتی ہے۔ اس کا اثر سوڈنگ سیرپ کی طرح ہوتا ہے۔ یہ التہاب شُعب (ہوائی نالیوں کی اندرونی جھلی کی سوجن) اور کھانسی میں بھی دی جاتی ہے۔ گھوڑ بچ بطور مدر بول۔ پتھری کے مریضوں اور بطور دافع

دیدان بچوں کے کیڑوں کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ قابض ہونے سے پیچش اور اسہال میں دی جاتی ہے۔ اس سے پسو وغیرہ کیڑے مکوڑے بھاگ جاتے ہیں۔ اور مر جاتے ہیں۔ اس کا فراری روغن نسوار اور کافوری سرکہ کے مرکبات کو خوشبو دار بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

۳۔ کے۔ ایم۔ نادکرنی صاحب۔ انڈین میٹریا میڈیکا میں رقمطراز ہیں:۔

"بچ خیساندہ[1] کی ترکیب میں دینے سے بدہضمی۔ نفخ شکم۔ اور کمیٔ اشتہا وغیرہ میں مفید ہے، اور ضعف معدہ اور وبائی اسہال میں بھی مفید ہے۔ بطور دافع نوبت یہ تجاری بخاروں میں دیا جاتا ہے۔ یہ ہسٹریا اور درد عصبی میں بھی سود مند ہے۔ ذرا سی ملٹھی کی جڑ کے ہمراہ ملا کر یہ کھانسی بخار اور قولنج وغیرہ کے مریضوں میں استعمال کی جاتی ہے۔ خصوصاً بچوں میں گلے کی خراش اور کھانسی کے مریضوں کو صرف اس کی جڑ کے چبانے سے بکثرت لعاب اور ایک خوشگوار گرمی کے احساس کے پیدا ہونے سے تسکین مل جاتی ہے۔ دمہ میں یہ مفید ثابت ہوئی ہے۔ چنانچہ اسے دس گرین کی قلیل مقداروں میں ہر دو یا تین گھنٹوں کے بعد متواتر دیتے جائیں۔ حتیٰ کہ آرام آجائے۔ ہر کسی وباء کے پھیل جانے کے دوران میں یہ بے تکلفی سے کھائی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ کئی زہروں کے لیے تریاق خیال کی جاتی ہے۔ جما لگوٹہ کے زہر کے لیے اس کا سفوف پانی کے ہمراہ ملا کر زہریلے اثر کے دفعیہ کے لیے دیا جاتا ہے۔ خارجاً یہ مزمن وجع المفاصل میں مستعمل ہے۔ جڑ کا سفوف بنا کر اور کاجو پھل کے تیار کردہ سپرٹ میں ملا کر دیا جاتا ہے۔ بچوں کے سینہ پہ مالش کرنے سے قدرے مقامی جلن پیدا ہوتی ہے۔ جس سے نزلہ اطفال دور ہوتا ہے۔ اس کا سفوف ایک بہت موثر کرم کش ہے۔ چنانچہ ادنیٰ اشیاء کو کپڑوں کے کیڑوں اور کرموں کو پسیوں سے محفوظ رکھتا ہے

---

[1] بچ کے سفوف میں دس گنا ابلتا ہوا پانی ملانے سے خیساندہ تیار ہو جاتا ہے جس کی مقدار خوراک اڑھائی تولہ سے پانچ تولہ تک ہے۔

اس کو جلا کر تیار کی ہوئی راکھ روغن نارجیل یا روغن ارنڈ میں ملا کر پیٹ پر ملنے سے نفخ آمیز قولنج میں نافع ہوتی ہے۔ جلائی ہوئی جڑ کا سفوف ۳ گرین (۱/۲ رتی) کی مقداروں میں بچوں کے دستوں، اور پیٹ درد کو آرام دیتا ہے یہ پتھری کے مریضوں کو بطور مدر بول اور بچوں کے پیٹ کے کیڑوں کو باہر نکالنے کے لیے بطور دافع دیدان استعمال کرائی جاتی ہے۔ وچ بھانگ اور اجوائن کو ہموزن لے کر سفوف کر لیا جاتا ہے۔ اور تکلیف دہ بواسیر کے مسوں کو دھونی دی جاتی ہے۔ ذیل کا ایک قابل قدر مرکب سفوف ہے جو کہ بدہضمی میں مفید ہے۔ اور ہلکے تپ۔ مرگی اور دیوانگی میں محرک کے طور پر نافع ہے:۔

وچ۔ ہینگ۔ آنیس۔ فلفل دراز۔ فلفل سیاہ۔ سونٹھ۔ ہرڑ زرد اور سونچل نمک جملہ اجزاء ہموزن لے کر پیس لو اور باہم ملا کر ۲۰ سے ۶۰ گرین (۱۰ سے ۳۰ رتی) تک کھلاؤ۔

۴۔ شری ڈاکٹر دامن کنیش دیسائی اوشدھی سنگرہ میں لکھتے ہیں:۔

"بچ گرم۔ پسینہ آور۔ دافع کھانسی۔ دافع بلغم۔ مقئی۔ معطر۔ مشتہی۔ کاسر ریاح۔ محرک۔ مسکن الم اور دافع دیدان ہے۔ زکام، گلے کے اندر سوجن اور ہوا کی نالی کی سوجن میں بچ کا جوشاندہ دیتے ہیں۔ بچ کا ٹکڑا منہ میں رکھنے سے خشک کھانسی اور گلے کی سوجن کم ہوتی ہے۔ دمہ میں ۵ ماشہ بچ کا سفوف ۶ ماشہ سے ایک تولہ سیندھا نمک اور نصف سیر پانی ملا کر ایک دم پینے سے اُلٹی ہو کر دمہ کا زور کم ہوتا ہے۔ بچوں کو دانت نکلتے وقت اور مرگی۔ جنون۔ لقوہ اور سنیپات بخار میں بچ دینے سے فائدہ ہوتا ہے۔ بچ سے رحم کا سکڑاؤ ہوتا ہے۔ اس لیے بوقت ولادت درد وں کے زور کو بڑھانے کے لیے زعفران اور پیپلا مول کے ہمراہ بچ دیتے ہیں۔ پُر درد بواسیر میں بچ۔ بھانگ اور اجوائن کی دھونی دیتے ہیں۔

۵۔ کرنل آر۔ این۔ چوپڑا صاحب انڈی جینس ڈرگز آف انڈیا میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"جذری تنہ مقئی - متلی آور - دافع تشنج اور کاسر ریاح ہے - ۳۵ سے چالیس گرین (۲½ - ۱رتی سے ۲۰ رتی) کی مقداروں میں یہ شدید اور متواتر قئیں لے آتا ہے - لطیف روغن (اے سنشل آئل) کی موجودگی کی وجہ سے یہ مخرج بلغم اثر رکھتا ہے - اور دمہ کی دوا کے طور پر مستعمل ہے مزمن اسہال کے واسطے یہ ایک بہت قدیمی دوا ہے - اور طب ویدک میں استعمال ہونے والے کئی مرکبات کا یہ ایک جزو ہے ایورس ( ) نے ۱۸۷۵ء میں اسے مزمن پیچش میں عمدہ نتائج کے ہمراہ آزمایا تھا - ہیبزی ( ) اور براؤن ( ) نے ۱۹۲۳ء میں اس کی آزمائش کی اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس کا جو کچھ بھی اثر ہے وہ ٹیٹین ( ) کی موجودگی کی وجہ سے ہے - کیمیائی طور پر اس میں کوئی بھی دیگر ایسا جزو نہیں ہے جو کہ اس کے قابض اثر کا موجب قرار دیا جا سکے -

۴ - ڈاکٹر بی - نکرجی صاحب - دی انڈین فارمیسوٹیکل کوڈیکس میں رقمطراز ہیں:-

"جذری تنہ مقئی - متلی آور - دافع تشنج اور کاسر ریاح ہے - ۳۵ سے ۴۰ گرین کی مقداروں میں یہ شدید اور متواتر قئیں لے آتا ہے - لطیف روغن کی موجودگی کی وجہ سے یہ مخرج بلغم اثر رکھتا ہے - اور دمہ کی دوا کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے - یہ مزمن اسہال کی دوا کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے - اور آیورویدک میں استعمال ہونے والے کئی مرکبات کا یہ ایک جزو ہے - جب مزمن پیچش میں آزمایا جاتا ہے تو عمدہ نتائج برآمد ہوتے ہیں - اور یہ اثر ٹیٹین کی وجہ سے ہے"

بیج میں معطر تلخ اثر پایا جاتا ہے - فراری روغن (والے ٹائیل آئل) کی موجودگی کی وجہ سے یہ بطور کاسر ریاح بھی کام کرتی ہے - نفخ کی وجہ سے ہوتی بے چینی کو دور کرتی ہے - یہ بھوک کو بڑھاتے اور بدہضمی میں فائدہ پہنچانے کی خاطر استعمال کی جاتی ہے -

---

خاص الخاص استعمالات

۱- اگر وچ کو توڑا جائے تو اس سے نہایت تیز بو آتی ہے۔ یہ تیز بو نہایت درجہ کر
کش واقع ہوتی ہے۔ چنانچہ اسی لیے اسے دھوپوں اور ہون سامگری میں ڈالتے ہیں۔ پس
مچھر۔ مکھیاں وغیرہ اس کی تیز بو سے دور بھاگتی ہیں۔ اونی اور دیگر کپڑوں میں اسے رکھنے
سے کپڑوں کو زائل کرنے والے کرم ضائع ہو جاتے ہیں۔ اور کپڑوں کو کیڑا نہیں لگنے پاتا
اسی طرح جن ادویہ کو جلد گھن لگ جاتا ہے۔ ان میں خاص خزان میں وچ رکھنے سے گھن
کے جلد لگنے کا خطرہ نہیں رہتا۔ اگر بالوں میں جوئیں پیدا ہو گئیں ہوں۔ تو اس کے جوشاند
سے سر دھونے سے جوئیں ہلاک ہو جاتی ہیں۔

۲- بچ ایک عمدہ، زبردست اور بے خطا قے آور دوا ہے۔ چنانچہ سشرت
چکستان (باب العلاج) میں اسے قے آور ادویہ میں شامل کیا گیا ہے۔ اس غرض کی
چاہیے استحکان کا دو تین ماشہ سفوف آب شیر گرم کے ہمراہ پھنکا دیں یا تقریباً نصف
سیر پانی میں گھول کر پلا دیں۔ خوب کھل کر قے ہو گی۔ آپ اسے ڈاکٹری کی مشہور دو
اپی کے کو انتار) کے بدل میں بخوبی استعمال کر سکتے ہیں۔

۳- گلے اور آواز صاف کرنے کے لیے یہ نہایت کارآمد دوا ہے۔ اسی لیے گل
والے اور لیکچرار اسے عموماً بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ گانے سے قبل اسے تین چار ر
کی مقدار میں آہستہ آہستہ چبانے سے آواز صاف اور خوشگوار ہو جاتی ہے۔ علاوہ از
جن کا گلا بہت اونچا بولنے۔ گانے یا ٹھنڈی ہوا وغیرہ لگنے سے خراب ہو چکا ہو یعنی
گلا بیٹھ گیا ہو۔ آواز بھاری ہو گئی ہو۔ وہ بھی اس کے استعمال سے نہایت درجہ
فیض یاب ہو سکتے ہیں۔ بس یہی نہیں بلکہ گلے کی خرابی کی وجہ سے جنہیں خشک کھان
کی شکایت ہو گئی ہو ان کے لیے بھی نہایت کارآمد چیز ہے۔ صرف اس کو تین چار ر
کی مقدار میں دن میں دو تین مرتبہ آہستہ آہستہ منہ میں رکھ کر چبائیں۔ اور اس کے چب
سے جو لعاب نکلے اسے آہستہ آہستہ نگلتے جائیں۔ اس سے گلے کی خراش اور خشکی رف
ہو جاتی ہے۔ آواز صاف ہو جاتی ہے۔ جس سے گلے کی خرابی کی وجہ سے پیدا ہونے

لی خشک کھانسی خود بخود کافور ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ اس سے گلا ہر لحاظ سے صاف اور آواز خوشگوار ہو جاتی ہے۔ اور اسی وجہ سے اسے سنسکرت میں وچا یعنی آواز صاف کرنے والی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

۴۔ یہ ایک عمدہ مقوی دماغ ہے۔ اس کے استعمال سے حافظہ بہت تیز ہو جاتا ہے پڑھو یاد ہو جاتا ہے۔ جو کند ذہن ہوں ان کے لیے تریاق ہے۔ اور اس سے اکثر دماغی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ سشرت سنگھتا کے چکتسا استھان (باب علاج) میں اسے مقوی حافظہ ادویہ میں شمار کیا گیا ہے۔ اور اس کی حد درجہ تعریف کی گئی ہے۔ اگرچہ اس غرض کے لیے برہمی بوٹی بکثرت استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن یہ بھی کوئی کم زود اثر دوا نہیں ہے۔ اس کی کمئی استعمال کی وجہ صرف ہماری اس کے متعلق عدم واقفیت ہی ہے۔

کہا جاتا ہے چاند گرہن کی رات کو اگر اس کا سفوف ایک تولہ کی مقدار میں دودھ کے ہمراہ استعمال کیا جائے تو حافظہ کو بے حد تقویت ملتی ہے۔ لیکن اس قدر مقدار میں اسے استعمال کرنے سے لازمی طور پر قے ہو جاتی ہے۔ شاید ہی کسی کو ہضم ہو۔ نہ معلوم اس میں کہاں تک صداقت ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کہ جب ایک دفعہ وشید کو براج کا امتحان ہو رہا تھا۔ تو ان دنوں چاند گرہن آگیا۔ اور میرے ایک ہم جماعت لڑکے نے اس رات کو مذکورہ صدر مقدار میں وچ استعمال کر لی۔ بس پھر کیا تھا۔ قیئیں شروع ہو گئیں، اور بری حالت ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صبح کو نگھنٹو (مخزن المفردات) کے امتحان میں شامل نہ ہو سکا۔ غرضیکہ لینے کے دینے پڑ گئے۔ قوت حافظہ بڑھنی تو درکنار رہی الٹا امتحان میں شامل نہ ہو سکنے کی وجہ سے فیل ہو گیا۔

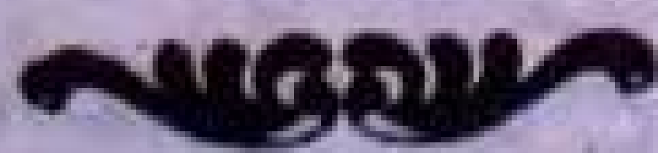
اس اثر کے متعلق میرے محترم اسر گباشی دوست پنڈت کرشن کنور دت جی شرما ایڈیٹر آب حیات (ٹوہانہ) نے بھی ماہ جون ۱۹۳۹ء کے پرچہ میں اپنا ایک ذاتی تجربہ تحریر فرمایا ہے۔ ناظرین کی معلومات میں اضافہ کے خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے ان سطور کو بھی یہاں سپرد قلم کیے دیتا ہوں۔ امید ہے کہ ناظرین کرام دلچسپی کے ساتھ مطالعہ فرمائیں گے:۔

"مجھے بچپن کا ایک دلچسپ اور سبق آموز واقعہ یاد آگیا۔ آپ بھی سن لیجئے۔ میں نے ہندی کی کسی کتاب میں پڑھا تھا۔ کہ سورج گرہن کے وقت بھنی ندی یا

دریا کے اتنے گہرے پانی میں جو گلے تک پہنچے، کھڑے ہو کر ڈیڑھ تولہ بچ کا سفوف پھانک لیجئے۔ تو بچ کے جادو بھرے اثر سے دم زدن میں آپ بہت بڑے پنڈت (علامہ) بن جائیں گے۔ تقریباً ایک سال بعد بہت بڑا سورج گرہن واقع ہوا میں اس وقت ضلع انبالہ میں اپنے ننھیال میں تھا۔ والدہ اور ماموں صاحب کے منع کرنے کے باوجود میں نے اس نسخہ پر عمل کیا۔ ڈیڑھ تولہ سرخ بچ (سفید وہاں ملتی نہ تھی) کا سفوف ندی میں کھڑے ہو کر پھانک لیا۔ بس پھر کیا تھا سورج کے ساتھ ہی مجھے بھی گرہن لگ گیا۔ قے پر قے۔ قے پر قے غالباً آٹھ دس گھنٹے تک متلی اور قے کا سلسلہ جاری رہا۔ تن بدن کا کوئی ہوش نہ رہا۔ بہت بڑا عالم بننا تو درکنار رہا پہلا لکھا پڑھا بھی سب بھول گیا۔ دوسرے دن ہوش آنے پر معلوم ہوا کہ بے حد نقاہت پیدا ہو گئی ہے۔ جو کئی دن بعد رفع ہوئی۔ اس عمل سے حافظہ میں کسی قسم کی ترقی نہ ہوئی۔

کم و بیش دس سال پیشتر کی بات ہے۔ کہ یہی نسخہ ڈھاکہ (بنگال) کے ایک انگریزی پیپر "چوٹل ریکارڈ" میں شائع ہوا۔ تو مجھے پھر اس کی آزمائش کا شوق چرایا۔ جس کے لیے موقع بھی جلد مل گیا۔ چنانچہ میٹھی بچ ایک تولہ حسب ترکیب ندی میں کھڑے ہو کر پھانک لی گئی۔ جو ہضم ہو گئی۔ قے یا متلی وغیرہ کی شکایت نہیں ہوئی لیکن اس سے بھی حافظہ میں کسی قسم کا معمولی یا غیر معمولی انقلاب پیدا نہ ہوا۔ البتہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ اس عمل کے چند ہی سال بعد مجھے میرے دوستوں نے بہت بڑا پنڈت (علامہ) بنا دیا۔ اور صاحب نسخہ کا دعویٰ بھی تو یہی تھا کہ اس کے استعمال کرنے والا بہت بڑا پنڈت (علامہ) بن جائے گا۔

۵۔ بچوں کے گلے میں اسے دھاگا سے باندھ کر لٹکانے سے نیچے دانت آسانی سے نکال لیتے ہیں۔ آج کل بچوں کے گلے میں برقی فیتے کے ڈالنے کا جو رواج ہے۔ اس کی بہ نسبت یہ قدیمی طریقہ بدرجہا بہتر و مجرب ہے۔ اور اس قدر سستا کہ غریب سے غریب آدمی بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔



گلدستہ مجرّبات

۱- سارسوت چُورن

(نسخہ کے لیے آیورویدک فار ماکوپیا ملاحظہ فرمائیں)

۲- مہاسرسوتی چورن

اجزا و ترکیب:- اسگندھ ناگوری۔ اجمود۔ وچ۔ کٹھ تلخ۔ زنجبیل۔ فلفل سیاہ۔ فلفل دراز۔ سونف۔ تخم ڈھاک۔ (پلاس پاپڑہ) سیندھا نمک ان جملہ ادویہ کا ایک ایک تولہ باریک کپڑ چھان سفوف تیار کر لیں۔ پھر اس تمام سفوف کے ہموزن یعنی دس تولہ وچ کا کپڑ چھان سفوف لے کر تمام کو باہم ملا لیں۔

مقدار و ترکیب استعمال:- دو سے تین ماشہ تک صبح و شام شہد میں ملا کر چٹائیں اور اوپر سے مصری ملا ہوا شیر گاؤ پلائیں۔

افعال و منافع:- رس رتن سمُچیہ میں لکھا ہے کہ اس کے استعمال سے قوت یادداشت اس قدر تیز ہو جاتی ہے کہ ہزاروں کتب زبانی یاد کی جا سکتی ہیں۔

منفعت خاص:- نسیان و ضعف دماغ کے لیے واقعی یہ نہایت عمدہ دوا ہے۔ اس کے متواتر استعمال سے حافظہ قابل رشک ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس کے فوائد ذرا دیر بعد معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے مفید و مؤثر ہونے میں رتی بھر بھی شک نہیں۔

۳- وچ آدی چورن

اجزا و ترکیب:- وچ ۲ تولہ۔ پوست ہلیلہ زرد ۳ تولہ۔ بڑ نمک ۶ تولہ۔ زنجبیل ۴

تولہ۔ بھینگ بریاں اتولہ۔ کٹھ تلخ ۸ تولہ۔ پوست بیخ چترک ۷ تولہ۔ اجمود ۵ تولہ۔ جملہ ادویہ کے سفوف بموجب مقدار لے کر باہم ملالیں۔

مقدار وترکیب استعمال:۔ ایک سے تین ماشہ تک دن میں تین مرتبہ ہمراہ آب شیر گرم یا عرق سونف وغیرہ دیں۔

افعال ومنافع:۔ بھینشج رتناولی۔ گدنگرہ۔ بنگ سین اور برہت نگھنٹو رتناکر وغیرہ میں لکھا ہے۔ کہ اس کے استعمال سے پیٹ درد۔ اپھارہ۔ امراض شکم۔ باؤ گولا۔ بواسیر دمہ۔ کھانسی۔ سنگرہنی اور کمی خون وغیرہ امراض رفع دفع ہو جاتے ہیں۔

منفعت خاص:۔ اکثر امراض معدہ کے دفعیہ کے لیے یہ نہایت لاجواب دوا ہے۔ چند روز کے استعمال سے ہی بھوک چمک اٹھتی ہے۔ اور کھایا پئیا جزو بدن بننے لگتا ہے۔ اپھارہ اور پیٹ درد کو نہایت درجہ نافع ہے۔

۴۔ اگنی مکھ چورن

(نسخہ کے لیے آیورویدک فارماکوپیا ملاحظہ فرمائیں)

۵۔ وچ آدھی گھرت

اجزا وترکیب:۔ وچ۔ کنڈیاری خورد وکلاں۔ پاٹھا۔ انیس۔ کٹکی۔ ناگرموتھا فلفل سیاہ۔ جملہ ادویہ کو ایک ایک پاؤ لے کر جوکوب کر لیں۔ اور پھر انہیں سولہ سیر پانی میں جوشائیں۔ جب چار سیر پانی باقی رہ جائے تو ٹھنڈا ہونے پر خوب مل کر چھان لیں۔ اب ایک قلعی دار برتن میں اس جوشاندہ اور ایک سیر روغن زرد کو ڈال کر مدھم مدھم آگ پر پکائیں۔ علاوہ ازیں وچ وغیرہ آٹھوں ادویہ (جو جوشاندہ میں شامل کی گئی ہیں) کے سوا سوا تولہ سفوف کی لگدی بنا کر بھی اس میں شامل کر دیں۔ جب صرف گھی باقی رہ جائے تو اسے مل کر چھان لیں۔ بس یہی وچ آدھی گھرت ہے۔

مقدار وترکیب استعمال:۔ ایک سے تین ماشہ تک دن میں دو مرتبہ نیم گرم دودھ میں ملا کر استعمال کرائیں۔

افعال ومنافع:۔ گذنگرہ۔ بنگ سین اور واگ بھٹ میں لکھا ہے کہ اس کے استعمال سے بچوں کے دانت بآسانی نکل آتے ہیں۔ اور دانت نکلنے کے وقت ہونے والے امراض دور ہو جاتے ہیں۔

۶۔ وچ آدی تیل

اجزا و ترکیب:۔ ایک سیر روغن کنجد میں دیج اور بیخ کھر ینٹی کا باریک سفوف ایک ایک چھٹانک ڈال کر موسم گرما میں پندرہ یوم اور موسم سرما میں ایک ماہ تیز دھوپ میں رکھیں۔ بعد ازاں اس تیل کو چھان کر بہ حفاظت رکھ لیں۔

ترکیب استعمال:۔ دن میں ایک مرتبہ دھوپ کے وقت بچے کے تمام جسم پر ہلکے ہاتھوں سے اس کی خوب مالش کرنی چاہیے اور بعد ازاں نیم گرم پانی سے بچے کو نہلا دینا چاہیے۔

افعال ومنافع:۔ اس کی مالش سے بچوں کے تمام امراض رفع ہو کر بچے موٹے تازے ہو جاتے ہیں۔

منفعت خاص:۔ دبلے پتلے بچوں کو اس کی مالش نہایت مفید ہے۔ ڈیڑھ دو ماہ کے استعمال سے ہی دبلے پتلے بچے قابل رشک صحت حاصل کر لیتے ہیں اس غرض کے لیے کاڈ لور آئل (روغن جگر ماہی) کی بجائے اسے بخوبی استعمال کر سکتے ہیں۔ نہایت مفید چیز ہے۔

۷۔ سمرتی ساگر رس

(نسخہ کے لیے آیورویدک فارما کوپیا ملاحظہ فرمائیں۔)



بنداِل

مختلف نام[1] :۔ سنسکرت میں دیو دالی۔ جی مُوت۔ جی مُوتک۔ گراگری۔ دیوتاڑک دیوتاڑ وغیرہ۔ ہندی میں بندال۔ گھگھر بیل۔ گھسرائن۔ اردو میں بندال ڈوڈھ۔ بنگالی میں گھوشالتا۔ دیوتاڑ۔ گجراتی میں کگڑبیلا۔ مرہٹی میں دیوڈانگری۔ تیلگو میں بینی دٹا۔ سندھی میں نِنے وسے جاڑے لو۔ اور لاطینی میں لفا ایکی نے ٹا ( ) دلفا بندال ( ) کہتے ہیں۔

تاریخ :۔ یہ ہندی دوا ہے۔ اور قدیم الایام سے ویدوں کے ہاں مستعمل ہے۔ چنانچہ چرک اور سشرت جیسی قدیمی کتب میں اس کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ یونانی حکما بھی اسے استعمال کرتے ہیں۔ طب ڈاکٹری میں قطعاً مستعمل نہیں ہے۔ البتہ کئی ہومیوپیتھک ڈاکٹر صاحبان اسے استعمال کر کے فیض اُٹھا رہے ہیں۔

---

[1] خزائن الادویہ میں لکھا ہے "عربی میں قثاء الحمار نام ہے۔ اور فارسی میں خیارزہ اسپند و خیار خز بولتے ہیں۔"

حکیم محمد کبیر الدین صاحب نے کتاب الادویہ حصہ دوم میں بندال کا عربی نام قثاء الحمار لکھا ہے۔ لیکن اسے توری تلخ بھی بتلایا ہے۔ حالانکہ بندال اور توری تلخ دو الگ الگ نبات ہیں۔

خزائن الادویہ کے مصنف حکیم محمد نجم الغنی صاحب نے اس کے لاطینی اور انگریزی نام لکھنے میں زبردست لغزش کھائی ہے۔ جس کی وجہ سے کئی اُوٹ پٹانگ باتیں اس سے منسوب کر دی گئی ہیں۔ حقیقتاً طب ڈاکٹری میں یہ قطعاً مستعمل نہیں ہے اور نہ اسکا جوہر نکالا گیا ہے

جائے پیدائش :۔ یہ بیل گجرات وبمبئی کے علاقہ۔ ڈیرہ دون۔ شمالی اودھ اور بندھیل کھنڈ میں بہت پائی جاتی ہے۔ دہلی میں اوکھلا کے گردو نواح میں بکثرت خودرو پیدا ہوتی ہے۔ پاکستان میں سندھ اور مشرقی پاکستان میں بھی اس کی پیدائش ہوتی ہے۔

نباتی توضیح :۔ یہ کئی سالوں تک بہار دینے والی ایک بیلدار بوٹی ہے۔ جو اپنے ارد گرد کے درختوں پر چڑھ جاتی ہے۔ اور ان سے لپٹ کر خوب پھلتی پھولتی ہے۔ اس کے پتے تورئی کے پتوں کے بالکل مشابہ ہوتے ہیں لیکن ان سے چھوٹے ہوتے ہیں۔ چنانچہ پتے ۱½ سے ۲½ انچ لمبے اور عموماً لمبائی کی بہ نسبت قدرے چوڑے ہوتے ہیں۔ یہ گردہ نما متبادل، دونوں اطراف پر کھردرے اور پانچ پانچ گوشوں والے ہوتے ہیں۔ اسے چھوٹے چھوٹے پانچ پانچ پنکھڑیوں والے سفید پھول آتے ہیں۔ ہر بیل پر بکثرت پھل لگتے ہیں۔ پھل جائفل اور بیضہ مرغ کنجشک خانگی کی جسامت کا اور بیضہ نما ہوتا ہے۔ پھل پر ککوڑہ کی مانند باریک اور نازک کانٹے ہوتے ہیں۔ مگر اس کے کانٹے ککوڑہ کے کانٹوں کی نسبت زیادہ موٹے، سخت اور گھنے ہوتے ہیں۔ کچا پھل ہرے رنگ کا ہوتا ہے۔ لیکن خشک ہونے پر زرد ہو جاتا ہے۔ پھل ہلکا اور اسپنج کی طرح پولا ہوتا ہے۔ اس کے اندر پرندوں کے گھونسلے کی طرح جال سا بنا ہوتا ہے۔ اس جال کے اندر اس کے تخم اپنے خانوں میں پائے جاتے ہیں۔ جو چپٹے ہوتے ہیں۔ اس بیل کے جملہ اجزا یعنی جڑیں پتے اور پھل ذائقہ میں بہت تلخ ہوتے ہیں۔ دیگر اس کے ہر حصہ سے نہایت تیز اور ایک خاص قسم کی بو آتی ہے۔

اقسام :۔ اس کی بیل دو اقسام کی ہوتی ہیں۔ یعنی ایک سفید پھول کی اور دوسری زرد پھول کی۔ لیکن عموماً سفید پھول کی ہی ملتی ہے۔

نوٹ :۔ زرد پھول والی بندال کا لاطینی نام لفاگر یو لینس (

) ہے۔

سفید پھول والی بندال کے زیرہائے گل (سٹیمن) صرف تین ہوتے ہیں۔ اور زرد پھول والی بندال کے زیرہائے گل پانچ ہوتے ہیں۔

دونوں اقسام کے پھل ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔ البتہ زرد پھول والی بندال کے پھلوں کے کانٹے سفید پھول والی بندال کے کانٹوں کی نسبت ملائم ہوتے ہیں۔

موسم پیدائش:۔ یہ بوٹی موسم برسات میں ماہ جولائی اور اگست میں پیدا ہوتی ہے ماہ ستمبر اور اکتوبر میں اس پر پھل آجاتے ہیں۔ اور پھر ماہ دسمبر کے آخر تک یہ خشک ہو کر ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کی جڑ جو زمین میں دور تک پھیلی رہتی ہے وہ قائم رہتی ہے اور موسم برسات میں پھر اسی جڑ سے بیل پھوٹ کر سرسبز ہو جاتی ہے۔

نباتی فصیلہ:۔ یہ فصیلہ قرعیہ یعنی نیچرل آرڈر ککر بیٹیسی (
) میں داخل ہے۔

اجزائے مستعملہ:۔ دوا عموماً پھل ہی مستعمل ہیں۔ علاوہ ازیں جڑ اور پتوں کا رس بھی استعمال ہوتا ہے۔

افعال و خواص بروئے طبّ ویدک

دیوودالی کا رس تلخ ہے۔ کف۔ بواسیر۔ سوجن اور پانڈو (کمی خون) کو دافع ہے۔ قے آور ہے۔ دق، ہچکی، کرم ہائے شکم اور بخار کو دور کرتا ہے۔

دیوودالی کا پھل تلخ ہے۔ کرم ہائے شکم اور بلغم کو مٹاتا ہے۔ جلاب آور ہے۔ بادِ گولا۔ قولنج اور بواسیر کو رفع کرتا ہے۔ وات کو نافع ہے۔
(بھاو پرکاش نگھنٹو)

دیوودالی تلخ، گرم اور چرپری ہے۔ پانڈو اور کف کو دور کرتی ہے۔ بواسیر دمہ اور کھانسی کو دافع ہے۔ یرقان اور سوجن کو ختم کرتی ہے۔ (راج نگھنٹو)

دیوودالی کا ذائقہ اور وپاک تلخ ہے۔ تیز ہے۔ زہر کو دور کرتی ہے۔ قے آور ہے۔ بواسیر۔ بلغم۔ سوجن۔ خرابی آم (خلط خام) یرقان۔ بخار کھانسی۔ اُرچی (نفرت طعام) دمہ۔ پانڈو۔ دق اور کرم ہائے شکم کو دافع ہے۔ (کئیدیو نگھنٹو)

خواص و فوائد بروئے طب یونانی

یرقان سیاہ کو بہت نافع ہے۔ اس کا رس نکال کر گائے کے گھی میں ملا کر ناک میں ٹپکائیں تو ناک کی سونگھنے کی قوت کے باطل ہونے کو مٹا دے۔ اس کے سونگھنے سے پینس اور مرگی بھی جاتی رہتی ہے۔ مرزنجوش۔ فلفل سیاہ۔ کاپھل۔ تمباکو۔ ڈوڈہ۔ بندال ہم وزن۔ زعفران دو رتی پیس کر بطور ہلاس کے سونگھیں۔ اس سے پرانا درد سر جاتا رہتا ہے چھینکیں بہت آتی ہیں۔ دیگر شحم حنظل۔ بندال۔ نوشادر۔ کلونجی۔ کندش۔ اسطوخودوس۔ سیاہ مرچ۔ عود صلیب بقدر حاجت کوٹ چھان کر ناک میں سونگھیں تو صرع اور سکتہ کو بہت نفع ہو۔ کاپھل پونے دو تولہ۔ بندال کا پھل سات ماشہ۔ زعفران دو رتی لونگ دو عدد باریک پیس کر بطور ہلاس کے استعمال کریں۔ تو دماغ کا خوب تنقیہ ہو۔ اور ناک سے خوب پانی جاری ہو۔ اور اگر اس کے پھل کو پانی میں پیس کر ٹپکائیں تو زرد رطوبت نکل کر یرقان دور ہو جائے۔ اور زرد رطوبت دستوں کی راہ سے بھی نکالتا ہے۔ اس لیے استسقا اور یرقان میں دیتے ہیں۔ اس کے کھانے سے دمہ کو نفع ہوتا ہے۔ اگر اس کے پھل شکر کے ساتھ کھلائیں تو خون حیض جاری کر دے۔ اس کا پھل قے بھی سختی سے لاتا ہے۔ شدید دست آور ہے پیچش پیدا کر دیتا ہے اور پیشاب زیادہ مقدار میں لاتا ہے۔ اگر بندال کو خشک کر کے اور کوٹ چھان کر آبدست کے بعد بواسیر کے مسوں پر لگائیں تو تھوڑے دنوں میں گر پڑیں۔ اور اگر پیس کے ٹکیہ بنا کر گھی میں چکنا کر کے بواسیر کے مسوں پر باندھیں تو چند روز میں بواسیر کی جڑ اکھیڑ دے اور مسوں پر اس کی دھونی دینا بھی مفید ہے اگر اس پھل کو باریک پیس کر سرسوں کے تیل میں ملا کر ملیں تو بواسیر کو نفع دے۔ پتھری کو توڑ کر نکال دیتا ہے۔ ریاح غلیظ کو تحلیل کرتا ہے۔ درد مفاصل۔ نقرس اور عرق النسا کو نافع ہے۔ اس کی جڑ دیگر عام اجزا سے زیادہ خشکی پیدا کرتی ہے۔ اس کی جڑ زمین سے اکھیڑ کر اور اس کی چھال اتار کر سائے میں خشک کر لیں اور پیس کر سوا دو ماشہ اس میں سے ماء العسل کے ساتھ پھانکیں تو مرا ہوا بچہ حاملہ عورت کے پیٹ سے نکل پڑے اور پاخانہ پیشاب بڑی کثرت سے آئے۔ نمک کے ساتھ قے لاتی ہے شکر کے ساتھ مدر حیض ہے۔ اگر

دو پھل آدھ پاؤ پانی میں شب کو تر کر کے صبح کو صاف کر کے پی لیں۔ تو قوت کے ساتھ دست لائے اور آتشک کو نفع پہنچائے۔ بعض دہقانوں کا بیان ہے کہ اس کے پھل کو کوٹ چھان کر ہر روز پونے دو ماشہ سے ساڑھے تین ماشہ تک گائے کے دودھ کے ساتھ پھانک لیا کریں تو تین ہفتے میں جذام بالکل جاتا رہتا ہے۔ مگر بادی اور ترشی سے پرہیز رکھیں۔ گھوڑے کے زہر باد کے معالجے میں بہت مستعمل ہے۔ سرد مزاج والے کے معدے کو قوت دیتا ہے۔ پیٹ کے کیڑے مارتا ہے۔ فالج اور استرخا کو مفید ہے۔..... سقمونیا اور شحم حنظل جیسی تیز دواؤں کے ساتھ اس کو کھانا مناسب نہیں اگر اسکے استعمال کے بعد قے کسی طرح نہ رک سکے تو زیتون خام کا تیل پینا چاہیے۔ کیونکہ وہ اس کا مصلح ہے۔ یہ معدے کو قوت دیتا ہے۔ قے جو بندال کے کھانے سے عارض ہو فی الفور بند ہو جاتی ہے۔ اگر اس سے بھی فائدہ نہ ہو تو جو کے ستو سرد پانی میں گھول کر پئیں اور سرد پانی میں بیٹھیں۔ اور سر پر بھی ٹھنڈا پانی ڈالیں۔ اور ہاتھ پاؤں سہلائیں۔ اور قابض و حابس چیزیں کھلائیں۔ اور انار کے دانوں اور لیموں کا رس بھی بہت فائدہ دیتا ہے۔..... اگر اس کے پتے کچل کر پانی نکال کر ناف کے تلے ملیں۔ تو پیٹ کے کیڑے مر کر نکل جائیں۔ اگر معدے پر مل دیں تو قے آنے لگے۔ اور اگر خصیوں پر ملیں تو درد کو تسکین ہو اور فوطوں میں اترا ہوا پانی تحلیل ہو جائے۔ اس کا روغن بھی حقنوں میں تنہا استعمال نہ کریں۔ کیونکہ گرم مزاج والوں کو نقصان پہنچاتا ہے اور ضعیف مزاج کو بھی مضر ہے۔ قے لاتا ہے پیچش پیدا کر دیتا ہے۔ (خزائن الادویہ)

طبیعت:۔ تیسرے درجے میں گرم و خشک ہے۔ بعض دوسرے درجہ میں گرم و خشک بتاتے ہیں۔

افعال و منافع:۔ مسہل قوی، مقئی، مدر بول، دافع عفونت، اور مجفف بواسیر ہے۔

نفع خاص:۔ یرقان، عظم طحال و جگر، اور جلندھر میں نہایت مفید ہے۔ بواسیر کے مسوں کو خشک کرتا ہے۔ یرقان کے دفعیہ کے لیے اسے خاص ناموری حاصل ہے۔

مقدار خوراک:۔ پھل کی مقدار خوراک ایک سے ڈیڑھ ماشہ تک ہے۔
ٹنکچر (۱حصہ بندال ۲۰۔حصہ سپرٹ) کی مقدار خوراک دس سے بیس بوند تک اور بطور قطور اس کی مقدار پانچ چھ بوند ہے۔

آیورویدک استعمالات

۱۔ شری لولمب راج ویدا اپنی استری (بیوی) کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔
اے کھلے ہوئے (شگفتہ) نیلے کمل (کنول) کی مانند آنکھوں والی! دیوالی (بندال) کے پھل کے رس کی نسیہ (نسوار) لینے سے یرقان رفع ہو جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کرنا چاہیے۔ (وئید جیون)

بندال کے ایک پھل کو کوٹ کر ایک چھٹانک پانی میں رات کو بھگو دیں۔ صبح اسے ہاتھ سے خوب مل کر چھان لیں۔ اس کی پانچ چھ بوندیں ناک میں قطور کرنے سے دن بھر ناک سے زرد پانی ٹپکتا رہتا ہے۔ اس طرح روزانہ پانچ چھ روز قطور کرنے سے آنکھوں کی زردی کا فور ہو جاتی ہے۔

۲۔ بندال پھل کو ہمراہ آب گھوٹ کر ٹکیہ بنا کر گھی سے چرب کر کے بواسیری مسوں پر باندھنے یا صبح و شام بندال کو دہکتے کوئلے پر ڈال کر دھونی دینے سے پھولے ہوئے مسے بالکل سکڑ کر چھوٹے ہو جاتے ہیں۔ اس کے جوشاندے سے مقعد کو دھونے سے بھی مسوں کے درد اور سوجن میں کمی ہو جاتی ہے۔

دیگر استعمالات

(مختلف ڈاکٹروں کے قلم سے)

۱۔ جناب ڈاکٹر آر۔ این۔ کھوری صاحب۔ میٹریا میڈیکا آف انڈیا اینڈ دیر تھیراپیوٹکس میں رقم طراز ہیں:۔
پودے کا ہر حصہ تلخ۔ مقوی اور مدر بول ہے۔ نائٹرو ہائیڈرو کلورک ایسڈ

کے ہمراہ ملا کر جالندھر اور ملیریا ی زہر کی وجہ سے بڑھے ہوئے جگر و تلی میں دیا جاتا ہے پتوں کا رس زخموں اور زہریلے جانوروں کے کاٹنے پر لگایا جاتا ہے۔ گودا مقئی اور مسہل ہے۔ پختہ پھلوں کا خیسانده بھی بطور مسہل اور مقئی استعمال ہوتا ہے۔ خشک پھلوں کا سفوف بنایا جاتا ہے۔ اور یرقان میں بطور چھینک آور دوا استعمال کیا جاتا ہے۔

۲۔ ڈاکٹر۔ نادکرنی صاحب۔ انڈین میٹریا میڈیکا میں تحریر فرماتے ہیں:۔

یہ قلیل خوراکوں میں تلخ اور مقوی معدہ ہے۔ اور بڑی خوراکوں میں یہ مقئی اور مسہل قوی ہے۔ . . . آیورویدک مصنفین نے اس دوا کو پت اور کف کو خارج کرنے والا بواسیر۔ آماس۔ یرقان۔ دق۔ ہچکی۔ کرمہائے شکم اور بخار کو رفع دفع کرنے والا بیان کیا ہے۔ ہندوستان میں پھل جالندھر کے لیے پُر اثر دوا خیال کی جاتی ہے۔ ایس ارجن صاحب کا بیان ہے کہ پھل دست آور اثرات رکھتا ہے۔ گجرات میں اس کے تلخ اوصاف کی وجہ سے اس کی شہرت ہے۔ اور مرکب جوشاندوں کا یہ ایک جزو ہے گودے میں پھل میں پائے جانے والے تلخ ریشے چند گرین کی مقدار میں خیسانده کے طور پر سانپ ڈسنے کے واسطے دیے جاتے ہیں۔ متعفن بخاروں میں خیسانده سارے جسم پر لگایا جاتا ہے۔ اور یرقان میں سر پہ لگایا جاتا ہے۔ دیگر اندرونی طور پر بھی دیا جاتا ہے۔ خیسانده کو تو لیخ کی دوا کے طور پر بھی شہرت حاصل ہے۔

(ملاحظ)

۳۔ ڈاکٹر وامن گنیش دیسائی صاحب۔ اوشدھی سنگرہ میں رقم طراز ہیں:۔

تخموں میں تیل ہوتا ہے۔ اس میں کڑواہٹ نہیں ہوتا۔ بندال تلخ۔ ہاضم۔ مدر بول مسہل۔ تنقیہ دماغ۔ مطہر قروح اور مُدمل زخم ہے۔ بڑی خوراک میں دینے سے قے اور دست ہوتے ہیں۔ اور مریض کی حالت ہیضہ کے مریض جیسی دیکھائی دیتی ہے۔ عورت حاملہ ہو تو حمل گر جاتا ہے۔ بندال اور تلخ توری کی تاثیرات یکساں ہیں۔

۴۔ کرنل۔ آر۔ این۔ چوپڑہ صاحب۔ پائزنس پلانٹس آف انڈیا میں لکھتے ہیں:۔

پھل میں لیوفینین (   ) نامی ایک تلخ چیز پائی جاتی ہے۔ جو حنظل کی مانند ہی جلاب آور اور قے لانے کا موجب ہوتی ہے۔ قدیم طریقہ علاج میں یہ بطور مقئی۔ دافع کرم امعاء اور ہچکی۔ یرقان اور دق کے علاج میں استعمال کیا جاتا ہے۔

تجربہ کی باتیں

۱۔ جناب ڈاکٹر ہیم چندر سین صاحب۔ ایم ڈی اور ینٹیل ریسرچیز ان دی ٹریٹمنٹ آف ٹراپیکل ڈیزیزز وانڈین جینس ڈرگز میں تحریر فرماتے ہیں۔

میں گھوشا لتا یعنی بندال کے پتے اور پھل طویل عرصہ تک کیمبل ہاسپٹل اور پرائیویٹ پریکٹس (خانگی علاج کرنا) میں استعمال کرتا رہا ہوں عرصہ دراز کے استعمال سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ پھل یا پتے اگر بطور ٹنکچر یا گرم خیساندہ (گرم پانی میں تیار کیا ہوا خیساندہ) یا سرد خیساندہ (سرد پانی میں تیار کیا ہوا خیساندہ) استعمال کیے جائیں تو ان بہت ادویہ سے بہتر ہیں۔ جو کہ میں نے جلندھر اور بڑھے ہوئے جگر و تلی کے علاج میں استعمال کی ہیں۔ میں ریکٹی فائیڈ سپرٹ سے ٹنکچر بناتا ہوں۔ طاقت جو میں عموماً استعمال کرتا ہوں، بیس میں ایک ہے۔ عام خوراک دس سے بیس بوند یا زیادہ ہے۔ خیساندہ ایک پائنٹ (۲۰ اونس یعنی دس چھٹانک) پانی میں پیسے ہوئے دو پھلوں کو بھگونے سے تیار کیا جاتا ہے۔ مزمن مریضان میں مقدار خوراک بتدریج بڑھانی چاہیے۔ مطلوبہ اثر حاصل کرنے کے لیے میں نے اسے بڑی خوراکوں میں استعمال کیا ہے۔

خارجی طور پر سرد خیساندہ میں نے کاربنکلوں (وہ پھوڑے جو عموماً لوجہ ذیابیطس گردن پشت یا سرین پر نکلتے ہیں یعنی شب چراغ) اور گندے زخموں کے لیے بطور متحرک اور مانع عفونت لوشن (گھاؤ دھونے کی دوا) استعمال کیا ہے نتیجہ بہت امید افزا رہا ہے۔ ہسپتال اور باہر ہر دو جگہ بہت سالوں کے طویل استعمال کے بعد گندے زخموں (   ) کے علاج کے لیے اس دوا کے استعمال کی طبی دنیا کے لیے میں زبردست سفارش کرتا ہوں۔

دماغ میں خون کے جمع ہو جانے سے جو سر درد ہوتا ہے۔ اور یرقان میں، میں

نے یہ خیسانندہ بطور چھینک آور دوا استعمال کیا ہے۔ یہ ایک بہت موثر چھینک آور دوا ہے۔ اس کے اثر سے ناک کی لعاب دار جھلی سے بہ افراط مواد خارج ہوتا ہے۔ ٹنکچر دس سے پندرہ بوند کی خوراکوں میں بطور مسہل کام کرتا ہے۔ بڑھے ہوئے جگر دتلی کے مریضاں میں میں نے اس دوا کو بہت کارآمد پایا ہے۔ جب اس سے دست آنے شروع ہو جائیں۔ اس کا استعمال بند کر دینا چاہیے۔ مزمن مریضوں میں میں عموماً آیوڈائڈ آف پوٹاسیم اور آرسینک (سنکھیا) کو بندال کے ٹنکچر اور خیسانندہ کے ہمراہ استعمال کرتا ہوں۔ اگر بے احتیاطی سے استعمال کیا جائے تو یہ دست پیدا کر دیتا ہے۔ ظاہر ہونے والے اثرات کے بموجب مقدار خوراک حسب ضرورت رکھنی چاہیے۔ بچوں کے ہزال الکبد میں میں نے ٹنکچر بطور مسہل اور مدر بول استعمال کیا ہے۔ ہزال کی ابتدا میں یہ بہت مفید ہے۔ جگر کی وجہ سے لاحق ہوئے جلندھر میں یہ بہت مفید مدر بول ہے۔ اس کے مدر بول اور قوی مسہل اوصاف کی وجہ سے میں نے جلندھر کے بہت مریضوں پر اسے نہایت تسلی بخش نتائج کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ جلندھر میں میں نے بہت مدر بول ادویہ استعمال کی ہیں۔ لیکن ان میں سے بہت تھوڑی ہی مجھے بندال جتنی تاثیر بخش معلوم ہوئی ہیں۔ اکثر دو ہفتہ میں جلندھر کے بہت سے مریض معقول طور پر بہتر ہو جاتے ہیں۔ اسے بتدریج بڑھائی جانے والی مقدار خوراکوں میں استعمال کرنا چاہیے۔ حتےٰ کہ مطلوبہ مدر بول اور مسہل اثرات حاصل ہو جائیں

۲۔ جناب ڈاکٹر کے۔ مہتہ صاحب۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس بمبئی تحریر فرماتے ہیں:۔

میں نے بندال کو یرقان کے مریضوں میں استعمال کر کے دیکھا ہے۔

طریقہ استعمال:۔ ایک سالم پھل کو دو اونس (۵ تولہ) پانی میں کم از کم بارہ گھنٹے بھگو رکھیں۔ بعد ازاں سب کو چھان لیں۔ اور مریض کے دونوں نتھنوں میں اس کی تین سے پانچ بوندیں ڈالیں۔

پانچ سے دس منٹ بعد مریض کو چھینکیں آنے لگتی ہیں اور ناک سے رقیق زرد زرد پانی بہنے لگتا ہے۔ جو آٹھ سے دس گھنٹہ رہ کر آہستہ آہستہ خود بند ہو جاتا ہے مریض کو اگلے دن نہار منہ آنے کو کہنا چاہیے۔

اثرات سمیہ:۔ کبھی کبھی نسوار لینے سے کچھ گھنٹے بعد مریض ناک اور منہ میں

جلن کی شکایت بتلاتا ہے۔ کئی مریضوں کے گلے۔ حلق کے کوے، اور ملائم تالو میں سوجن ہوئی پائی جاتی ہے۔ جس سے مریضوں کو نگلنے اور منہ کھولنے میں دقت ہوتی ہے۔ کئی ایک قے ہونے کی بھی شکایت کرتے ہیں۔ قے میں گاڑھا زرد بلغم ہوتا ہے۔ قے ہونے کے بعد انہیں جگر کے مقام پر ہونے والے درد کو آرام معلوم ہوتا ہے۔

فائدہ:۔ تاثیر سمیہ سے مبتلا مریض کو خالص گھی اندرونی طور پر استعمال کرنے اور گلے، ٹخنوں وغیرہ متاثرہ اعضاء پر اس کے لیپ کرنے کو کہنا چاہیے۔

خوراک:۔ جب آپ ان قطرات کے ذریعہ کسی مریض کا علاج کریں تو اسے نہار منہ آنے کو کہنا چاہیے۔ پانچ چھ گھنٹے بعد اسے صرف اس دن دال۔ چاول کا فی گھی ڈال کر کھانے کو کہیں۔

میں نے بندال کے قطرات کے ذریعے (بطور نسوار استعمال کر کے) کئی جوان اور کمسن مریضوں کا علاج کیا ہے۔ جنہیں یرقان کے ہمراہ ہی بخار تھا۔ اور جگر بھی بڑھا ہوا تھا۔ بخار نہیں تھا۔ لیکن جگر بڑھا ہوا تھا۔ نہ بخار تھا اور نہ جگر بڑھا ہوا تھا۔

مذکورہ صدر علاج کے علاوہ بعض میں مرض کی زیادتی کے مطابق خوراک طے کر کے ذیل کا تجربہ کردہ مکسچر بھی استعمال کیا کرتا ہوں۔

جوان کے لیے

سوڈیم سیلی سلیٹ ½ ڈرام۔

سوڈیم بنزوایٹ ½ ڈرام۔

لیوروٹروپین۔ ½ ڈرام۔

ٹنکچر بیلاڈونا (پیٹ میں درد ہو تو) ۱۵ بوند۔

میگ سلف یا سوڈا سلف۔ ۲ ڈرام۔

سیرپ آرنشائی۔ ۲ ڈرام۔

ایکوا کلوروفارم۔ ۳ اونس۔

تین حصے کر کے صبح۔ دوپہر اور شام کو ایک ایک حصہ دیں۔

مذکورہ صدر مکسچر کے ہمراہ مریض کو دن میں دو مرتبہ دو۔ دو چمچ لووجن (
) اور دن میں تین بار پچاس پچاس ملی گرام کی وٹے مین سی کی ایک ایک ٹکیہ لینے کو کہتا ہوں۔ اگر لنسوار کے نیچے جانے کی وجہ سے گلوں میں سوجن ہو کر تیز درد اور نگلنے میں دقت ہو تو جب تک سوجن کو افاقہ نہ ہو اور درد نہ جائے۔ تب تک میں ذیل کی دوا تیار ہوں۔

جوان کے لیے

ٹنکچر ایکونائٹ ۔ ۳ بوند

ٹنکچر فیرائی پرکلورر۔ ½ ڈرام۔

سوڈابائی کارب ۔ ½ ڈرام۔

سوڈیا سیلی سیلاس ۔ ۱۵ گرین۔

پوٹاسیم کلورائس ۔ ۱۵ گرین۔

پوٹاسیم برومائیڈ ۔ ½ ڈرام۔

سیرپ واسک ۔ ۳ ڈرام۔

ایکسٹریکٹ گلیسر ہائیزری لیکوئیڈ۔ ۲ ڈرام۔

ایکوا کلوروفارم۔ ۲ اونس۔

تین حصے کر کے صبح۔ دوپہر اور شام کو ایک ایک حصہ لیں۔

جوں ہی مریض گلے کی شکایت سے چھٹکارہ پا جائے۔ پھر ابتدائی مکسچر چالو کر دینا چاہیے۔

خوراک: ۔ بخار نہ ہو تو ذیل کی خوراک دینی چاہیے۔

۱۔ گھی۔ تیل۔ تیل اور دودھ ممنوع ہیں۔

۲۔ مکھن نکالی ہوئی چھاچھ خوب دیں۔

۳۔ گلیو کوز ڈی ڈال کر میٹھا کیا ہوا پانی لیموں کا رس ملا کر کافی مقدار میں دیں۔

۴۔ دال۔ چاول۔ (بخار ہو تو نہ دیں)

۵۔ ہرا کیلا۔

۶۔ کھجور۔
۷۔ ناریل کا پانی۔
۸۔ ساگوں کا رس (بخار ہو تو نہ دیں)
۹۔ مولی۔

مذکورہ صدر علاج سے مریض آٹھ سے دس دن جتنے نہایت قلیل وقت میں اور
نہایت تھوڑے خرچ سے بالکل صحت یاب ہو جاتا ہے۔

میری آرزو ہے کہ میرے معالجین رفیق اس بوٹی کو ضرور آزمائیں اور اس کے
متعلق زائد روشنی ڈالیں۔

میری مزید خواہش ہے کہ اس کا جزو موثرہ ڈھونڈنا چاہیے۔ جس سے یہ دیگر
امراض میں بھی مفید ثابت ہو سکے۔ ("اینٹی سیپٹک" بابت ماہ ستمبر ۱۹۵۰ء)

ملاحظہ

یرقان کا یہ ایک اعجوبہ علاج ہے۔ ہم نے خود بیسیوں مریضوں پر اس کی آزمائش کی
ہے۔ ترکیب استعمال ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

ایک پھل کو کوٹ کر ایک تولہ پانی میں رات کو بھگو دیں۔ صبح اس پانی کو چھان کر
پانچ چھ بوند کی مقدار میں ناک میں چڑھا دیں۔ واضح رہے کہ دوا گلے تک نہ جانے پائے
ورنہ گلے میں سوجن ہو جاتی ہے کہ جس سے گلے میں درد ہوتا ہے۔ اور غذا کے نگلنے
میں وقت ہوتی ہے۔ اس لیے اس کے استعمال کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے
کہ دوا کی پانچ چھ بوندیں ہتھیلی پر ڈال کر سونگھ لی جائیں۔ قطور کرنے سے دوا کے
گلے تک پہنچنے کا احتمال رہتا ہے۔

یہ بہت تیز دوا ہے۔ اس کے ناک میں پہنچتے ہی یک دم ناک کی جھلی میں لذع
ہو جاتا ہے۔ یعنی خراش اور جلن ہونے لگتی ہے۔ اور ناک سے زرد پانی بہنا
شروع ہو جاتا ہے۔ پانچ چھ یوم کے استعمال سے خون میں جس قدر بھی صفرا
ہوتا ہے۔ وہ براز، بول اور ناک کی راہ سب نکل جاتا ہے۔ اور مریض بالکل تندرست
ہو جاتا ہے۔

ہومیوپیتھک استعمالات

جناب ڈاکٹر سرت چندر گھوش ایم۔ڈی۔ایم۔آر۔ایس۔ایل (لندن) تحریر فرماتے ہیں:۔

ابھی تک اس دوا کی علامات مشاہدہ نہیں کی گئی ہیں۔لیکن اس کا ٹنکچر ہم میں سے چند ایک معقول فائدہ کے ساتھ استعمال کر چکے ہیں۔ہومیوپیتھک ڈاکٹر اسے عظم طحال کے مریضوں پر استعمال کر رہے ہیں۔اور اس لحاظ سے اس نے سینھتس ایریکینس ( ) کا بہت عمدہ خوبی کے ساتھ بدل کا کام کیا ہے۔

صفراوی پتھری کے قولنج اور جگر کی خرابیوں کی وجہ سے پیدا ہونے والے مختلف امراض میں ہومیوپیتھی دوا کے طور پر اس کے فعل کی ہم تصدیق کر چکے ہیں۔

دیرینہ ملیریا بخاروں کہ جن میں استسقائی آماس ہو۔جگر اور تلی بڑھے ہوئے ہوں۔یہ بے خوف و خطر آزمایا جا سکتا ہے۔

یہ تسلی بخش طور پر بواسیر کو قابو میں لاتا ہے۔اور کامیابی کے ساتھ مسوں کے اوپر خارجی طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔اس کے استعمال سے شدید اور مزمن زکام ٹھیک ہو جاتا ہے۔

وہ جو ٹھنڈک اور تبدیلی موسم سے بہت متاثر ہو جاتے ہیں۔یا وہ جن کو زکام رہ رہ کر ہو جاتا ہے اور اس سے طویل عرصہ تک مبتلا رہتے ہیں۔وہ اس دوا سے خصوصاً فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ترکیب تیاری:۔ ٹنکچر کے تیار کرنے کے لیے امریکن ہومیو فارماکوپیا کا پہلا فارمولا (قاعدہ) اختیار کیا جاتا ہے۔

تخفیف:۔ (ڈائلیوشن) ۱x۔۳x اور ۶x میں عموماً استعمال ہوتا ہے۔

(ڈرگز آف ہندوستان)

برہمی اور منڈوک پرنی

یہ دونوں نامور بوٹیاں نہایت قدیمی ہیں۔ جن قدیمی علماء نے ان دونوں بوٹیوں کو دریافت کیا تھا وہ ان دونوں کی الگ الگ ماہیت سے بخوبی آشنا تھے۔ وہ ان دونوں کے اوصاف اور استعمالات سے بھی بخوبی واقف تھے۔ چنانچہ اسی لیے انھوں نے دونوں کا علیحدہ علیحدہ بیان درج کیا تھا۔ لیکن بعد ازاں کے کئی آیورویدک مصنفین نے ان دونوں بوٹیوں کے باریک فرق کو نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے ان دونوں کو ایک ہی چیز مان کر ان دونوں کو خلط ملط کر دیا۔ ان سے یہ ایسی غلطی سرزد ہوئی کہ اب تک وئید و حکماء ان دونوں بوٹیوں کی ماہیت کے متعلق کشمکش و پینچ میں پڑے ہوئے ہیں اور ان کا شمار بھی متنازع بوٹیوں میں کیا جا رہا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اتر پردیش وغیرہ کے وئید جس بوٹی کو جل برہمی یا جل نیم قرار دیتے ہیں اس کو بنگال کے وئید اصلی برہمی تسلیم کر کے کام میں لاتے ہیں۔ غرضیکہ برہمی و منڈوک پرنی کے متعلق عظیم گھپلا پایا جاتا ہے۔ ذیل میں ہم نے اس مسئلے کو سلجھانے کی حتی الوسع کوشش کی ہے۔ ناظرین کرام خود اندازہ لگالیں کہ ہمیں اس میں کہاں تک کامیابی نصیب ہوئی ہے۔

برہمی کے مختلف نام:۔ سنسکرت میں برہمی[1]۔ سرستی۔ سُرماکیوت ونکار سومیہ لتا۔ اور متسیہ اکشی وغیرہ۔ ہندی میں برہمی۔ براہمی اردو، پنجابی میں برہمی۔ بنگالی میں براہمی شاک۔ اُودھابرنی۔ مرہٹی میں برہمی اور گجراتی میں برمی کہتے ہیں۔

---

[1] بعض مورخین نے برہمی بوٹی کا عربی نام نزرنب و تالیس پتر لکھا ہے حتیٰ کہ محیط اعظم میں بھی نزرنب کو برہمی کا مترادف لکھا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

منڈوک پرنی کے مختلف نام :۔ سنسکرت میں منڈوک پرنڑی، انڈوکی دویا، مہوشدھی، برہم، انڈوکی وغیرہ۔ ہندی میں منڈوک پرنی۔ بنگالی میں تھل کڈی تھان کُنی۔ مرہٹی میں کاری ونڑا گجراتی میں کھڈ براہمی۔

چونکہ عموماً براہمی اور منڈوک پرنی کے ایک ہی ہونے کی غلط فہمی پائی جاتی ہے ان دونوں میں کوئی تفریق نہیں کی جاتی۔ اس لیے ابھی تک ان دونوں بوٹیوں کے انگریزی اور لاطینی نام ایک ہی ہیں۔ حالانکہ دونوں بالکل مختلف بوٹیاں ہیں۔ چنانچہ انگریزی میں انڈین پینی درٹ ( ) وسینٹیلا ( ) اور لاطینی میں ہائیڈرو کوٹائل ایشیاٹکا ( ) سینٹیلا ایشیاٹکا ( ) کہتے ہیں۔

تاریخ :۔ براہمی اور منڈوک پرنی یہ دونوں بوٹیاں بھارت میں بہت قدیم زمانے سے مشہور و معروف ہیں۔ ان دونوں سے بھی براہمی بوٹی کا علم بہت قدیمی ہے۔ چنانچہ یجروید میں براہمی بوٹی کا سرسوتی بوٹی کے نام سے بیان ملتا ہے اور اس میں اولاد پیدا کرنے کا وصف بتلایا گیا ہے۔ چنانچہ یجروید کے بیسویں ادھیائے کے چھپنویں منتر میں لکھا ہے۔ "عالم وید اولاد پیدا ہونے کے لیے سرسوتی بوٹی کو شہد کے ساتھ استعمال کرائیں۔ اس طرح اس کے استعمال سے ویریہ اور رج ٹھیک جگہ پر قائم ہو کر گربھ (حمل) کو اختیار کرتے ہیں۔" اسی بیسویں ادھیائے کے چونسٹھویں منتر میں تحریر ہے۔ "اولاد پیدا ہونے کے لیے وید ہمیشہ شہد اور سرسوتی بوٹی دیتے ہیں۔ اس سے تمام دنیا کو بناتے والا پیدا ہوئے پتر کو ناموری، آسائش

حاشیہ سابقہ صفحہ :۔ زرنب (تالیس پتر) کا درخت بڑا ہوتا ہے۔ اور براہمی ایک چھوٹی بوٹی ہے جو ویدک کی ایک خاص دوا ہے۔ (کتاب الادویہ)

کہتے ہیں کہ زرنب وہی دوا ہے جسے ہندی میں براہمی کہتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ مگر یہ قول تحقیق کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ براہمی اور تالیس پتر کے ایک جگہ جمع ہونے پر تعجب کریں۔ (خزائن الادویہ)

وآسودگی اور حسن وجمال دیتا ہے۔"

براہمی اور منڈوک پرنی دونوں کا بیان چرک وسشرت میں بارہا الگ الگ آیا ہے اس وقت تک ان دونوں کی پہچان میں کوئی گھپلا نہ تھا۔ بعد کے کچھ مصنفین نے ان دونوں کو ایک ہی مان کر دونوں کا ایک ساتھ گھول میل کر دیا کہ جس سے عظیم غلط فہمی بپا ہوگئی چنانچہ چرک سنگھتا کے چکتسا استھان (باب العلاج) کے دسویں (۱۰) ادھیائے (باب) میں اپسمار (مرگی) کے لیے براہمی گھرت استعمال کرنے کو بتلایا گیا ہے۔ اول ادھیائے میں منڈوک پرنی کا رس سیدھا (عقل وذہن) کے لیے مفید اور رسائن بتلایا گیا ہے۔ چرک سنگھتا کے سوترا استھان کے ستائیسویں ادھیائے میں شاک ورگ (مجموعہ ساگ) میں منڈوک پرنی درج ہے۔ چوتھے ادھیائے میں عمر کو قائم رکھنے والی جو دس ادویہ بتلائی گئی ہیں ان میں منڈوک پرنی کو شمار کیا گیا ہے۔ سنگیا استھاپن (ہوش وحواس قائم رکھنے والی) اور پرجا استھاپن، (اولاد دینے والی) جو دس دس ادویہ بتلائی گئی ہیں ان دونوں میں براہمی شامل کی گئی ہے۔ چرک سنگھتا کے ومان استھان کے آٹھویں ادھیائے میں تکت سکندھ میں منڈوک پرنی کا اندراج ملتا ہے یعنی تکت رس (تلخ ذائقہ) اشیاء میں اس کو بھی گنا گیا ہے۔

سشرت سنگھتا کے سوترا استھان کے بیالیسویں[۴۲] ادھیائے میں منڈوک پرنی تکت رس (تلخ ذائقہ) والی اشیاء میں درج ہے۔ چھیالیسویں[۴۶] ادھیائے میں تکت رس والے ساگوں میں اسے شمار کیا گیا ہے۔ سشرت سنگھتا کے چکتسا استھان (باب العلاج) کے اٹھائیسویں[۲۸] ادھیائے میں براہمی اور منڈوک پرنی کے بالکل علیحدہ علیحدہ مرکبات دیے گئے ہیں۔ مثلاً براہمی۔ کلپ سورس۔ براہمی گھرت رسائن۔ منڈوک۔ پرنڑی سورس۔ منڈوک پرنڑی کلک۔

قصہ کوتاہ چرک سنگھتا اور سشرت سنگھتا کے مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ بالکل واضح ہے کہ براہمی اور منڈوک پرنی دونوں الگ الگ بوٹیاں ہیں۔ اور خصوصاً سشرت آچاریہ جی نے براہمی اور منڈوک پرنی دونوں کے جدا جدا مرکبات درج کر کے ہر دو بوٹیوں کے الگ الگ ہونے کا اپنا ایسا فیصلہ ثبت

کیا ہے کہ جسے کوئی چیلنج ہی نہیں کر سکتا۔ ہر دو بوٹیوں کو ایک ماننا زبردست بھول ہے۔

قدیم یونانی کتب میں ان دونوں بوٹیوں کا قطعاً کوئی ذکر نہیں ملتا۔ یونانی اطبا کو اہل ہند سے ان کا علم ہوا اور اب یونانی حکماء کے ہاں برہمی بوٹی قوت حافظہ وغیرہ کے لیے بکثرت مستعمل ہے۔ طب ڈاکٹری میں یہ بالکل مروج نہیں ہیں۔ ہومیو پیتھی کے میٹریا میڈیکا (علم الادویہ) میں جن جدید مفید کار آمد ادویہ کو مشتمل کیا گیا ہے۔ ان میں منڈوک پرنی بھی شامل ہے۔ اور جذام کی کامیاب دوا مانی گئی ہے۔

جائے پیدائش :۔ برہمی بوٹی ٹھنڈی اور نمناک علاقوں میں ملتی ہے۔ چنانچہ ہمالیہ کی ترائی اور پہاڑی نالوں میں چار ہزار فٹ کی بلندی تک پائی جاتی ہے نمناک زمینوں میں ندی نالوں و نہروں کے پاس اور تالابوں کے کناروں پر عموماً بارہ مہینے پائی جاتی ہے۔ پہاڑی علاقوں میں خصوصاً بکثرت ہوتی ہے۔ ہمالیہ میں ہردوار سے لے کر بدری نرائن تک بکثرت دستیاب ہوتی ہے۔ دریائے گنگا سے نکلی ہوئی تمام نہروں کے کناروں پر عموماً بکثرت ملتی ہے۔ مان سرور کی طرف تو یہ خاص طور پر نہایت کثرت سے ملتی ہے۔ ڈیرہ دون، الموڑہ اور نینی تال میں بھی عام پائی جاتی ہے۔ ضلع کانگڑہ میں بیج ناتھ اور دھرم سالہ وغیرہ میں بھی بہت ملتی ہے۔ شملہ سے آٹھ دس میل مغرب کی طرف نیچے اترنے پر کھڈوں میں بہت دستیاب ہوتی ہے۔ سولن وہماچل پردیش، میں بھی ملتی ہے۔ جموں کے پہاڑی علاقوں میں بھی دستیاب ہوتی ہے بنگال میں بھی پائی جاتی ہے۔

جہاں جہاں برہمی بوٹی ملتی ہے وہاں وہاں منڈوک پرنی بھی پائی جاتی ہے لیکن یہ زیادہ تر دو ہزار فٹ کی بلندی تک پائی جاتی ہے۔

پاکستان میں برہمی بوٹی نہیں پائی جاتی ہے۔ منڈوک پرنی ضرور ملتی ہے۔ صوبہ سرحد میں ہری پور ہزارہ میں منڈوک پرنی بہت دستیاب ہوتی ہے۔ ملک برہما میں دریائے برہم پتر کے کناروں پر بکثرت میسر ہوتی ہے۔ لنکا میں بھی بہت پائی جاتی ہے۔ جنوبی افریقہ اور جنوبی اضلاع متحدہ امریکہ میں بھی یہ پیدا ہوتی ہے۔

نباتی توضیح :۔ برہمی ایک مفروش (زمین پر بچھی رہنے والی) نازک بیل ہے

جو عموماً دو فٹ تک آس پاس پھیل جاتی ہے۔ اس کا تنا اکثر چار سے دس انچ تک لمبا ہوتا ہے اور زمین پر بچھا رہتا ہے۔ تنا بیل کی شکل میں زمین پر چلتا ہے۔ کچھ چل کر اس کی گرہ میں سے جڑیں نکل کر زمین کے اندر دھنس جاتی ہیں۔ غرضیکہ اس طرح تنا اپنی گرہوں کی بدولت نئی نئی جڑیں قائم کرتا ہوا پھیلتا جاتا ہے۔ تنا پتلا پتلا ہوتا ہے اس کی پوری (دو گرہوں کا درمیانی حصہ تنہ) تقریباً ایک دو انچ کی ہوتی ہے۔ جڑیں باریک تاروں کی طرح برنگ سفید ہوتی ہیں۔ خشک ہونے پر ان کا رنگ میلا پڑ جاتا ہے۔ تنے کی ہر ایک گرہ سے جڑ پتے۔ پھول اور بیج ہوتے ہیں۔ اس کی ہر ایک گرہ سے پانچ سے سات تک پتے نکلتے ہیں جو آگے پیچھے پھیلے ہوئے ہوتے ہیں اور زمین پر بچھے رہتے ہیں۔ پتے چاندی کی اٹھنی کے برابر گول چکنے اور چمکیلے ہوتے ہیں۔ شکل میں گھوڑے کے سم کے مشابہ ہوتے ہیں۔ یا یوں سمجھ لیجیے کہ یہ گردہ نما ہوتے ہیں۔ یہ ہلکے سبز ہوتے ہیں۔ پتوں کی پشت پر رگیں ہوتی ہیں جو ٹیڑھی میڑھی ہوتی ہیں۔ یہ خشک ہو کر بہت ابھر آتی ہیں۔ پتوں کا مزہ تلخ ہوتا ہے۔ جب پتے خشک ہو جاتے ہیں تو ان میں تلخی کم ہو جاتی ہے۔

اسے نیلگوں سرخی مائل چھوٹے چھوٹے تین سے چھ پھول آتے ہیں۔ اسے پھانک دار ڈوڈیاں آتی ہیں جن میں بیج ہوتے ہیں۔

منڈوک پرنی کی بھی براہمی کی طرح کی ہی معروش بیل ہوتی ہے اور اسی طرح سے پھیلتی پھولتی ہے۔ اس کے پتے بھی براہمی کے پتوں کی طرح گھوڑے کے سم کے مشابہ ہوتے ہیں یعنی گردہ نما ہوتے ہیں لیکن اس کی ہر گرہ سے صرف ایک ہی پتہ نکلتا ہے۔ پتے چاندی کے روپے کے برابر گول یا اس سے بھی بڑے ہوتے ہیں۔ یہ ایک انچ سے لے کر ڈیڑھ انچ تک کے بڑے ہوتے ہیں۔ پتوں کی ڈنڈی براہمی کے پتوں کی ڈنڈی کی بہ نسبت لمبی ہوتی ہے۔ پتے زمین پر بچھے ہوئے نہیں رہتے بلکہ اوپر اٹھ کر دونا (پتوں کا پیالہ) کی مانند ایسی شکل بنائے ہوئے ہوتے ہیں کہ اگر کسی پتہ کو الٹ کر دیکھیں تو اس کی شکل سکڑ کر بیٹھے ہوئے منڈک (مینڈک) کی مانند معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے اسے منڈوک پرنی نام دیا گیا ہے یعنی مینڈک جیسے پتوں والی (منڈک یعنی مینڈک اور پرنی یعنی پتوں والی)۔ پتے

کھردرے ہوتے ہیں اور ان کے کنارے آری کی مانند دندانہ دار ہوتے ہیں۔ ہر پتہ پر سات سیدھی رگیں ہوتی ہیں۔ تازہ پتوں کو مسل کر سونگھنے سے خوشبو آتی ہے، ذائقہ تلخ و چرپرہ ہوتا ہے۔ خشک ہونے پر خوشبو اور ذائقہ نہیں رہتا۔ موسم بسنت میں اسے نیلگوں سفید چھوٹے چھوٹے پھولوں کے گچھے آتے ہیں۔ ہر گچھے میں تین سے چھ پھول ہوتے ہیں۔ موسم گرما میں بیج پکتے ہیں۔ ایک گچھے میں دو سے سات تک بیج ہوتے ہیں۔

چونکہ ہر دو بیلیں شکل میں تقریباً یکسانیت رکھتی ہیں اور اکثر ایک ہی جگہ میں ساتھ ہی ساتھ ہوتی ہیں۔ اس لیے سرسری طور پر ان میں کوئی تفریق نہیں کی جاتی۔ تاہم ان دونوں بوٹیوں میں جو فرق ہے وہ ذیل کے جدول میں بخوبی واضح کر دیا گیا ہے۔ ناظرین کرام سے التماس ہے کہ وہ اسے بغور ملاحظہ فرمائیں تاکہ وہ ان دونوں بوٹیوں کے متعلق کسی مغالطہ میں نہ رہیں۔

برہمی	منڈوک پرنی
۱۔ اس کی ہر ایک گرہ سے پانچ سے سات پتے نکلتے ہیں۔ جو کہ آگے پیچھے پھیلے ہوتے ہیں۔	۱۔ ہر گرہ سے صرف ایک ہی پتہ نکلتا ہے جو زمین پر بچھا ہوا نہیں ہوتا بلکہ اوپر اٹھا ہوا ہوتا ہے۔
۲۔ یہ زمین پر بچھے رہتے ہیں۔ یہ ڈنڈی کے ساتھ اوپر اٹھے ہوئے نہیں ہوتے۔	۲۔ پتے ڈنڈی پر اوپر اٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔
۳۔ پتے چاندی کی اٹھنی کے برابر بڑے ہوتے ہیں۔	۳۔ پتے چاندی کے روپے کے برابر ہیں۔ یعنی برہمی کے پتوں سے بڑے ہوتے ہیں۔
۴۔ پتوں کے کنارے دندانہ دار نہ ہو کر صاف ہوتے ہیں۔	۴۔ پتوں کے کنارے دندانہ دار ہوتے ہیں۔
۵۔ پتے چکنے ہوتے ہیں۔	۵۔ پتے کھردرے ہوتے ہیں۔

منڈوک پرنی	برہمی
۶۔ پتوں کو مسل کر سونگھنے سے قدرے خوشبو آتی ہے۔	۶۔ پتوں کو مسل کر سونگھنے سے کوئی خوشبو نہیں آتی۔
۷۔ سات رگیں ہوتی ہیں اور سیدھی ہوتی ہیں۔	۷۔ پتوں کی رگیں ٹیڑھی میڑھی ہوتی ہیں۔
۸۔ برہمی کی ڈنڈی کی بہ نسبت لمبی ہوتی ہے۔	۸۔ اس کی ڈنڈی منڈوک پرنی کی ڈنڈی سے چھوٹی ہوتی ہے۔
۹۔ چھوٹے چھوٹے نیلگوں سفید پھول گچھوں پر آتے ہیں۔	۹۔ چھوٹے چھوٹے نیلگوں سرخی مائل پھول آتے ہیں، جو گچھوں میں نہیں ہوتے۔
۱۰۔ گچھوں میں بیج آتے ہیں۔ ہر گچھے میں دو سے سات تک بیج ہوتے ہیں۔	۱۰۔ پھانک دار ڈوڈیوں میں بیج آتے ہیں۔

ذخیرہ اندازی:۔ چونکہ ہر دو بوٹیاں نمناک زمین میں پیدا ہوتی ہیں اس لیے ان کی جڑیں وغیرہ کیچڑ سے لتھ پتھ ہوتی ہیں۔ اگرچہ ان کے سوکھنے پر مٹی کافی گر جاتی ہے تاہم کافی بقیہ بھی رہ جاتی ہے۔ اس لیے سب سے بہتر یہی رہتا ہے کہ گیلی بوٹی کو پانی سے مل کر دھو لیا جائے تاکہ تمام مٹی دھول دُھل جائے اور بعد ازاں ہمیشہ سایہ میں چٹائی پر پھیلا کر خشک کر لینا چاہیے۔ ان میں ایک فراری روغن پایا جاتا ہے۔ دھوپ میں خشک کرنے پر وہ اڑ جاتا ہے جس سے اوصاف میں کمی آ جاتی ہے۔ خشک ہونے پر بوری وغیرہ میں بھر کر نمی سے محفوظ جگہ پر رکھنا چاہیے۔

فصیلہ:۔ برہمی بوٹی فصیلہ کشو کیہ یعنی نیچرل آرڈر سکروفیولے ریسی (

) میں داخل ہے۔ جل نیم اور کٹکی (کوڑ)

وغیرہ کا شمار بھی اسی فصیلہ میں کیا گیا ہے۔

منڈوک پرنی فصیلہ خیمیہ یعنی نیچرل آرڈر آم بیلی فے ری۔ (

(   ) میں داخل ہے۔ اجوائن۔ دھنیا، سولف

اور سوئے وغیرہ کا شمار بھی اسی فصیلہ میں کیا گیا ہے۔

کیمیائی تجزیہ:۔ منڈوک پرنی کا کیمیائی تجزیہ سب سے پہلے ڈاکٹر لے پائن

(   ) نے ۱۸۵۹ء میں کیا تھا چنانچہ محقق مذکور نے اس بوٹی کے جزو

موثرہ کا نام ویلیرین (   ) قرار دیا۔ جو اس بوٹی کے تامل نام

ویلرائی (   ) سے ماخوذ ہے۔

منڈوک پرنی میں ایک روغنی سفید قلمدار ویلیرین (   )

نام کا جزو موثرہ۔ رال۔ کچھ چربی دار فراری مادہ۔ گوند۔ ٹےنین۔ ایبیوسی نس

(بیسینیں دار) مادہ اور نمکیات (زیادہ تر الکلائن سلفیٹس) پائے جاتے ہیں۔ ویلیرین

میں تازہ پودا کی جڑ اور تلخ ذائقہ پایا جاتا ہے یہ اسپرٹ۔ ایتھر۔ کاسٹک۔ امونیا

اور ہائیڈرو کلورک ایسڈ (تیزاب نمک) میں کسی قدر حل ہو جاتا ہے۔

(انڈین میٹریا میڈیکا)

منڈوک پرنی میں ایک کھاری جوہر موثرہ ہائیڈروکوٹائن (   )

گلائیکوسائیڈ۔ ایشیاٹکوسائیڈ۔ فراری روغن کی قلیل مقدار۔ چربی دار روغن اور ایک رال

دار جزو موثرہ پایا جاتا ہے۔ اس میں ویلیرین (   ) پیکٹک ایسڈ

اور ایسکاربک ایسڈ بھی ہوتا ہے۔ خشک پودے میں سین ٹاٹیک ایسڈ اور سین ٹیلک

ایسڈ پایا جاتا ہے۔   (انڈین فارمیسیوٹیکل کوڈیکس)

حصص مستعملہ:۔ تازہ پنچ انگ (تمام پودا مع برگ و شاخ وغیرہ) کا رس

یا سایہ میں خشک پنچ انگ۔ پتے۔

افعال و خواص

برہمی

برہمی اینٹی ملیریل، تلخ، دوہضم، مقوی، دماغ، گیسلے، شریں، دیا کی ...

عمر کو بڑھانے والی ۔ رسائن ۔ آواز کو صاف کرنے والی ۔ مقوی حافظہ ۔ جذام ۔ کمئی خون پرمیہہ ۔ فساد خون ۔ کھانسی ۔ زہر ۔ سوجن اور بخار کو دور کرتی ہے ۔ منڈوک پرنی کے بھی یہی اوصاف ہیں ۔
(بھاو پرکاش نگھنٹو)

برہمی ٹھنڈی ہلکی ۔ تلخ ۔ کسیلی ۔ شیریں ۔ زود ہضم ۔ مقوی دماغ ۔ آواز کو صاف کرنے والی ۔ ڈپاک میں شیریں ۔ مقوی دل ۔ عمر دراز کرنے والی ۔ رسائن ۔ مقوی حافظہ جذام ۔ خارش ۔ بخار ۔ تینوں خلطوں ۔ سوجن ۔ اُرچی (نفرت طعام) زہر ۔ دمہ کھانسی ۔ پرمیہہ ۔ فساد خون اور کمئی خون کو نافع ہے ۔
(اکیدیو نگھنٹو)

برہمی تلخ ذائقہ ہے ۔ سوجن ۔ کمئی خون اور بخار کو دور کرتی ہے ۔ ہاضمہ کو تیز کرتی ہے ۔ جذام ۔ خارش ۔ تلی ۔ وات اور پت کو نافع ہے ۔
(دھنونتری نگھنٹو)

برہمی سرد کسیلی اور تلخ ہے ۔ وات اور پت کو دافع ہے ۔ بدھی (عقل) گیان (دانش) اور سید صاد (دماغ) دیتی ہے ۔ عمر کو دراز کرتی ہے ۔
(راج نگھنٹو)

منڈوک پرنی

منڈوک پرنی بلغم و صفرا کو دافع ہے ۔ تلخ و ٹھنڈی ہے ۔ وپاک میں چرپری ہے ۔
(چرک)

منڈوک پرنی ۔۔۔ رکت پت (جریان خون) کو نافع ہے ۔ دل کو طاقت دیتی ہے زود ہضم ہے ۔ جذام ۔ پرمیہہ ۔ بخار ۔ دمہ ۔ کھانسی اور نفرتِ طعام کو دافع ہے ۔
(سشرت)

مقدار خوراک :۔ برگ سبز تین سے چھ ماشہ تک ۔ برگ خشک ایک سے دو ماشہ تک ۔ سبز پنچ انگ کا رس چھ ماشہ سے ایک تولہ تک ۔ خشک پنچ انگ تین ماشہ سے چھ ماشہ تک ۔

افعال ۔ برہمی :۔ مقوی اعصاب ۔ مقوی دماغ و حافظہ ۔

منڈوک پرنی :۔ مدر بول ۔ مقامی محرک ۔ مصفی خون ۔

منفعت خاص :۔

برہمی :۔ کو بطور مقوی دماغ و حافظہ خاص ناموری حاصل ہے ۔ یہ ضعف دماغ اور تقویت حافظہ کے لیے بکثرت استعمال کی جاتی ہے ۔ علاوہ بریں نسیان جنون ۔ مرگی اور ہسٹیریا میں بھی مستعمل ہے ۔

منڈوک پرنی کا دماغ و حافظہ پر کوئی اثر نہیں ہوتا اس لیے تقویت دماغ و حافظہ کے لیے اسے استعمال کرنا بیکار ہے ۔ یہ مقامی محرک اور مصفی خون ہے اسی لیے اسے بطور دافع امراض جلد امتیازی درجہ حاصل ہے ۔

ضروری یادداشت :۔ اگرچہ برہمی اور منڈوک پرنی کی بیل ایک جیسی ہوتی ہے لیکن دونوں بالکل مختلف بوٹیاں ہیں ۔ ان کی صورت فصیلہ اور افعال و خواص بالکل الگ الگ ہیں ۔ اس لیے ان دونوں کو ایک دوسرے کے بدل میں استعمال نہیں کرنا چاہیے ۔ برہمی کا خاص اثر نظام اعصاب پر ہوتا ہے ۔ اور منڈوک پرنی کا جلد پر ۔ البتہ بطور رسائن دونوں مستعمل ہیں ۔

اب ذیل میں برہمی و منڈوک پرنی کی تاثیرات و استعمالات کا الگ الگ بیان درج کیا جاتا ہے تاکہ کوئی مغالطہ نہ ہو ۔

برہمی

برہمی کے استعمال کے متعلق ضروری ہدایات :۔

برہمی کے استعمال میں دو نقائص پائے جاتے ہیں ۔ ایک تو برہمی خشکی پیدا کرتی ہے اور دوسرا یہ قدرے قابض ہے اس لیے اسے استعمال کرتے وقت ان ہر دو نقائص کو مدنظر رکھ کر ان کا تدارک کرنا چاہیے ۔ چنانچہ اس کے ہمراہ مغز بادام ملا لینے سے یہ نہ خشکی کرتی ہے اور نہ قبض ۔ چار مغز[1] ملا لینے سے بھی خشکی نہیں ہوتی ۔

---

[1] چار مغز سے مغز تخم خربوزہ ۔ مغز تخم تربوز ۔ مغز تخم ککڑی اور مغز تخم کدو مراد ہیں ۔

قدیمی آچاریوں نے قبض کی دفعیہ کی خاطر اس کے ہمراہ شنکھ پشپی ملانے کو فرمایا ہے۔ علاوہ بریں اس کے دوران استعمال دودھ اور گھی خوب استعمال کرنا چاہیے۔

دو خاص استعمالات

۱۔ برہمی دماغ کو طاقت دیتی ہے اور حافظہ کو بڑھاتی ہے۔ چنانچہ جب پڑھا پڑھایا یار کھا یا یاد نہیں رہتا تو اس کے استعمال سے قوت یادداشت تیز ہو کر فائدہ ہوتا ہے۔ طلباء۔ استادوں۔ پروفیسروں۔ وکیلوں اور بیرسٹروں وغیرہ کو جن کو زیادہ دماغی کام کرنا پڑتا ہے۔ ان کے استعمال کی بہترین چیز ہے۔ علاوہ بریں تھوڑا پڑھنے کے بعد جن کا سر درد کرنے لگتا ہو، سر چکرانے لگتا ہو۔ ان کے لیے بھی نہایت مفید ہے۔

۲۔ برہمی دماغ کو قوت دیتی ہے۔ کمزوری اعصاب کو دور کرتی ہے۔ دماغ کے فعل کے توازن کو قائم رکھتی ہے اور اس کے فعل کی اصلاح کرتی ہے چنانچہ اسی لیے مالیخولیا میں برہمی کا استعمال نہایت مفید رہتا ہے لیکن جنون میں اس سے فائدہ نہیں ہوتا۔ مالیخولیا اور جنون دونوں امراض میں عظیم فرق ہے۔ مالیخولیا میں مریض سیدھے طور پر سوچ بچار نہیں سکتا۔ خیالات پریشان رہتے ہیں۔ طبیعت میں وہم اور وسواس بڑھ جاتا ہے۔ خوف و غم کی طرف زیادہ مائل رہتا ہے۔ گم صم بیٹھا رہتا ہے۔ طبیعت میں بالکل جوش و اضطراب نہیں ہوتا۔ جنون میں مریض ناشائستہ حرکات کرتا ہے۔ غصہ و جوش میں بھرا رہتا ہے۔ لڑنے جھگڑنے اور مارنے پیٹنے پر آمادہ رہتا ہے۔ گالی گلوچ دیتا ہے۔ مالیخولیا کے مریض کو اسے دو تین ماہ تک متواتر استعمال کرانے سے عقل ٹھکانے آجاتی ہے اور کام کاج ٹھیک ڈھنگ سے کرنے لگتا ہے۔ پریشانی اور پژمردگی دور ہو جاتی ہے۔ اس غرض کے لیے برہمی گھرت (تفصیل کے لیے آیورویدک فارماکوپیا ملاحظہ فرمائیں) کا استعمال نہایت کارگر ثابت ہوتا ہے۔ جنون کے مریض کے لیے چھوٹی چندن (مکمل واقفیت کے لیے باب چھوٹی چندن کا مطالعہ فرمائیں) کا استعمال اکسیری

فوائد کا حامل ہوتا ہے۔

قدیمی آیورویدک استعمالات

۱۔ برہمی کے رس۔ بچ۔ کٹھ اور شنکھ پشپی (سنکھاہولی) سے پکایا ہوا پرانا گھی انماد (جنون) پشمردگی۔ مرگی اور پاپ (دکھ) کو دور کرتا ہے۔ (چرک)

نوٹ:۔ پرانا دیسی گھی ایک سیر۔ برہمی کا رس چار سیر۔ بچ۔ کٹھ اور شنکھ پشپی ہر سہ ادویہ کا سفوف جملہ ایک پاؤ۔ بموجب ترکیب پکا کر گھی تیار کریں۔

مقدار خوراک:۔ چھ ماشہ سے ایک تولہ صبح و شام ہمراہ دودھ۔

۲۔ برہمی۔ بچ۔ پوست ہلیلہ زرد۔ برگ بانسہ۔ فلفل دراز کے ہم وزن سفوف کو بقدر دو سے چار ماشہ تک شہد میں ملا کر چاٹنے سے سات دن کے اندر ہی آواز مدھر یعنی شیریں (سریلی اور خوشگوار) ہو جاتی ہے۔ آواز کا بیٹھ جانا دور ہو جاتا ہے اور گلا کھل جاتا ہے۔ (بنگ سین)

۳۔ برہمی۔ گورکھ منڈی۔ بچ۔ زنجبیل۔ فلفل دراز جملہ ادویہ کے مساوی الوزن سفوف کو دو سے چار ماشہ تک شہد میں ملا کر چاٹنے سے آواز بہت شیریں اور سریلی ہو جاتی ہے۔ اور گلا صاف ہو جاتا ہے۔

(برہت نگھنٹو رتناکر)

۴۔ برہمی۔ لہسن مقشر۔ اگر۔ سیندھا نمک۔ رجڑ چترک۔ ان تمام ادویہ کے سفوف کو گھوڑے کی لید کے رس میں پیس کر لیپ کریں۔ اس سے زخم والی جگہ پر بال اُگ آتے ہیں۔ (بنگ سین)

۵۔ برہمی کے رس (چھ ماشہ) میں شہد (تین سے چھ ماشہ) اور سفوف کٹھ (چار رتی سے ایک ماشہ) ملا کر چاٹنے سے تمام اقسام کا اُنماد (جنون) رفع ہو جاتا ہے۔

(شارنگدھر۔ چکر دت)

۶۔ مسوریکا (چیچک) میں برہمی کے رس میں شہد ملا کر پلانا چاہیے۔

(چکر دت)

۷۔ برہمی کے رس میں شہد ملا کر استعمال کرنے سے سب اقسام کا اپسمار

مرگی) دور ہوتا ہے۔ (رنگ سین)

۸۔ بچ۔ کٹھ۔ سنکاہولی وجٹ دھتورا کے سفوف کو برہمی کے رس کی سات بھاونا دیں اور دھتورا کے بیجوں کے تیل کی پانچ بھاونا دیں۔ پھر اسے بطور نسیہ (نسوار) اُتماد (جنون) میں استعمال کریں۔ (وُیدرہسیہ)

۹۔ برہمی۔ مویز۔ ناگر موتھا۔ بیخ خس۔ گودا املتاس۔ کٹکی۔ پوست ہلیلہ زرد۔ پوست بہیڑا۔ آملہ منقی۔ بلا (کھریٹی) پوست نیم۔ کڑوی توری۔ چرائتہ۔ دش مول۔ ان تمام ادویہ کا کاڑھا بنا کر پینے سے تمام اقسام کے امراض وات اور رگ داہ سنپات (وہ سنپات بخار کہ جس میں مریض اپنے اندر جلن محسوس کرتا ہے) دور ہو جاتا ہے۔ (لوگ رتناکر)

۱۰۔ پوست ہلیلہ زرد۔ پت پاپڑا۔ مویز۔ شنکھ پشپی۔ کٹکی۔ ناگر موتھا۔ گودا املتاس برادہ دیودار اور برہمی ان کا جوشاندہ بنا کر پینے سے چت دبھرم سنپات (وہ سنپات بخار کہ جس میں دہم اور وسواس رہتا ہے) دور ہو جاتا ہے۔ (لوگ رتناکر)

عام مرکبات

۱۔ ٹھنڈائی مقوی دماغ:۔

برہمی کے تروتازہ پتے چار ماشہ۔ شنکھ پشپی تین ماشہ۔ مغز بادام دس دانہ مغز تخم کھیرا۔ مغز تخم خربوزہ۔ مغز تخم ککڑی۔ مغز تربوز۔ ہر ایک ڈیڑھ ماشہ۔ دانہ الائچی خرد ایک ماشہ۔ فلفل گرد آٹھ عدد۔ ان سب اشیاء کو خوب گھوٹ کر مصری یا چینی ملا کر مریض کو صبح وشام تا مدت حاجت پلائیں۔

فوائد:۔ اس کے استعمال سے ضعف دماغ دور ہوتا ہے۔ حافظہ کو تقویت دیتی ہے۔ نسیان کو رفع کرتی ہے۔ مالیخولیا کے لیے نہایت مفید ہے آواز کو بھی صاف کرتی ہے۔

یادداشت :۔ ۱۔ اگر سبز پتے دستیاب نہ ہوں تو ان کی بجائے خشک پتے بھی دو ماشہ کی مقدار میں مذکورہ صدر طریق سے استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

ب :۔ اس طریق سے اس کا استعمال گرمیوں کے ایام میں ہی موزوں رہتا ہے۔

۲۔ سفوف مقوی دماغ :۔

سفوف برگ برہمی، سفوف شنکھ پشپی، سفوف مغز بادام، سفوف چہار مغز ہر ایک ایک پاؤ۔ سفوف دانہ الائچی خورد نصف پاؤ اور فلفل سیاہ کا سفوف دو تولہ۔ سب کو ملا کر محفوظ کر لیں۔ اور اسے بقدر چھ چھ ماشہ صبح و شام ہمراہ دودھ استعمال کریں۔

فوائد :۔ اس کے استعمال سے تھوڑے ہی دنوں میں دل و دماغ کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔ قوت یادداشت تیز ہو جاتی ہے۔ جنھیں رات دن دماغی کام کرنا پڑتا ہے یعنی مدرسین۔ طلبا اور وکلا وغیرہ کے لیے نہایت مفید ہے۔ نسیان کو دور کرتا ہے۔ مالیخولیا کو نافع ہے۔

۳۔ شربت برہمی :۔

ایک پاؤ برہمی اور نیم کوفتہ الائچی خورد ایک تولہ کو دو سیر پانی میں رات کو بھگو دیں۔ صبح اس قدر جوش دیں کہ نصف سیر پانی باقی رہ جائے۔ اب اس آب برہمی میں مغز بادام نصف پاؤ کو خوب تر در ہاتھوں سے گھوٹ کر دو سیر قند سفید کے ہمراہ حسب معمول شربت بنالیں۔ اسے بقدر نصف نصف چھٹانک کی مقدار میں صبح و شام دودھ یا پانی میں ملا کر پلائیں۔

فوائد :۔ یہ خوش ذائقہ شربت اعلیٰ درجہ کا مقوی دماغ ہے۔ سر چکرانا اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا آنا وغیرہ کے لیے نہایت مفید و موثر ہے۔ طبیعت میں ایک قسم کی خوشی کی لہر دوڑا دیتا ہے۔

۴۔ شربت برہمی دیگر:۔

برہمی تین چھٹانک، خس ایک چھٹانک، گوکھرو ایک تولہ۔ صندل سفید ایک تولہ الائچی خرد ایک تولہ۔ جملہ ادویہ کو کوٹ کر دو سیر پانی میں رات بھر بھگو رکھیں۔ اور صبح اس قدر جوشائیں کہ نصف سیر پانی باقی رہ جائے۔ اب اس میں ڈیڑھ سیر قند سفید ڈال کر بدستور معروف شربت تیار کر لیں اور بقدر نصف نصف چھٹانک دونوں وقت صبح و شام دودھ یا پانی میں ڈال کر پلائیں۔

فوائد:۔ یہ خوش ذائقہ شربت مقوی دل و دماغ ہونے کے علاوہ گرمی کو نہایت درجہ تسکین دیتا ہے۔ پیاس کو بجھاتا ہے۔ تفریح بخشتا ہے۔ پیشاب کی جلن اور سوزش کو رفع کرتا ہے۔ غرض گرمیوں کے استعمال کا ایک بہترین تحفہ ہے۔

۵۔ اکسیر حلق:۔

برہمی الائچی خورد ہر ایک دو تولہ۔ کلنجن تین تولہ۔ کٹھ۔ فلفل دراز۔ زنجبیل ہر ایک ایک تولہ۔ ان تمام ادویہ کے باریک سفوف کو شہد کے ہمراہ رگڑ کر تین تین رتی کی گولیاں بنا لیں۔ دو دو گولیاں دن میں دو تین مرتبہ چوسائیں۔

فوائد:۔ جنہیں اکثر بولنے کا کام رہتا ہے یعنی لیکچراروں، اپدیشکوں اور وکیلوں وغیرہ کے واسطے یہ گولیاں نہایت مفید رہتی ہیں۔ بوقت ضرورت انھیں منہ میں رکھنے سے گلا جلد بیٹھنے نہیں پاتا اور بیٹھا ہوا گلا کھل جاتا ہے۔ علاوہ ازیں آواز لطیف و خوشگوار ہو جاتی ہے۔

۶۔ چائے کا بدل۔ دیسی چائے:۔

براہمی بوٹی۔ دار چینی۔ گل بنفشہ۔ چندن سرخ۔ ہر ایک ایک پاؤ۔ برگ تلسی ½ سیر۔ سگندھ تر تڑ (روسا گھاس) دس چھٹانک۔ تیز پات۔ الائچی کلاں۔ دو دو چھٹانک۔ فلفل دراز ایک چھٹانک۔

چائے کی طرح موٹا کوٹ لیں۔ ایک سیر پانی میں دو تولہ ڈال کر پانچ منٹ اُبالیں، چائے کی طرح میٹھا اور دودھ ملا کر پلائیں۔

یہ عام مروج چائے کی نسبت زیادہ چستی و پھرتی اور طاقت عطا کرتی ہے۔ تھکن کو نیست و نابود کر دیتی ہے۔ عام چائے میں جس قدر نقائص پائے جاتے ہیں ان تمام سے یہ بالکل مبّرا ہے۔ مردوں۔ عورتوں۔ بچوں۔ بوڑھوں سب کے لیے نہایت کارآمد ہے۔ سردی۔ زکام اور کھانسی کے لیے نہایت مفید ہے، جو لوگ چائے پینے کے عادی ہیں وہ اس کو استعمال کر کے چائے پینا چھوڑ دیتے ہیں۔

۷۔ تیل برہمی و آملہ:۔

برہمی کا رس ایک سیر۔ آملہ کا رس ایک سیر۔ سفید صندل دو چھٹانک۔ تِل کا تیل نصف سیر۔ چندن کو سِل پر گھس کر لئی بنائیں۔ پھر سب کو ملا کر مدھم مدھم آنچ پر اس قدر پکائیں کہ صرف تیل باقی رہ جائے۔ پانی بالکل اُڑ جائے۔

اس تیل کی سر پر مالش کرنے سے دماغ کے سوداوی اور صفراوی امراض کا دفعیہ ہوتا ہے۔ دماغ کی کمزوری۔ یادداشت کی کمی۔ اعصاب کی تحریک سے یا صفرا کی زیادتی کی وجہ سے نیند کا نہ آنا۔ پاگل پن وغیرہ میں دن میں دو مرتبہ اس کی مالش کرنے سے عظیم فائدہ ہوتا ہے۔

۸۔ بدھی کو نرمل پاک کرنے کا نسخہ:۔

مشہور مہاتما پوجیہ چرن شری آنند سوامی جی مہاراج کا بتلایا ہوا یہ مجرب نسخہ ہے بُدھی کو نرمل اور تیز کرنے کے لیے بہت مفید ہے

بچ دو تولہ۔ سنکھ پشپی بارہ تولہ۔ ملٹھی کٹھ دو تولہ۔ براہمی بارہ تولہ۔ چاروں کو کوٹ کر کپڑ چھان کر لو۔ پھر ذیل کی بھسمیں ملا کر چھوٹے بیر برابر گولیاں بنا لو۔ ایک گولی صبح ایک گولی شام دودھ سے لو۔

سنگ یشب بھسم۔ عقیق بھسم۔ پروال (مرجان) بھسم۔ مکرا شگتی (صدف

مرواریدی) بھسم۔ بنگ (قلعی) بھسم۔ لوہ بھسم۔ سنکھ بھسم۔ وجر ابھرک بھسم دو دو ماشہ۔ رس سندور ایک ماشہ۔ بادام روغن اتنا ملاؤ جتنا خشک ہو سکے۔ چالیس دن کا کورس ہے۔ لال مرچ کھٹائی نہیں کھانا۔ (جاگ سے مالو)

نوٹ :۔ ہم اس میں روغن بادام کی بجائے مغز بادام پانچ تولہ شامل کرتے ہیں۔ چار چار رتی کی گولیاں بنا کر دو۔ دو گولیاں صبح و شام ہمراہ دودھ دیتے ہیں یہ گولیاں ذہن اور حافظہ کو تیز کرتی ہیں۔ وہ اصحاب جو دماغی کام کرتے ہیں ان کے استعمال کے لیے بہترین تحفہ ہے۔

آیورویدک مرکبات

آیورویدک گرنتھوں میں برہمی بوٹی سے تیار ہونے والے ذیل کے مرکبات کو خاص اہمیت و ناموری حاصل ہے اور بکثرت مستعمل ہیں۔ تفصیل کے لیے آیورویدک فارماکوپیا ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ سارسوت ارشٹ عرف برہمی ارشٹ۔

۲۔ سارسوت گھرت المعروف برہمی گھرت۔

۳۔ سارسوت چورن۔

۴۔ سمرتی ساگر رس۔

منڈوک پرنی

قدیمی آیورویدک استعمالات

۱۔ منڈوک پرنی کے رس کے پینے سے عمر دراز ہوتی ہے۔ امراض کا دفعیہ ہوتا ہے۔ طاقت بڑھتی ہے۔ حرارت ہاضمہ تیز ہوتی ہے۔ رنگ نکھرتا ہے۔ آواز سدھرتی ہے۔ بدھی بڑھتی ہے اور رسائن ہے۔ (چرک)

۲۔ جوآری منڈوک پرنی کو گھی میں بھون کر دودھ کے ساتھ لگاتار ایک ماہ تک استعمال کرے اور اناج سے پرہیز کرے۔ بطور خوراک صرف دودھ استعمال کرے تو وہ آدمی طویل عرصہ تک زندہ رہتا ہے۔ شاستروجی (علامہ) ہوتا ہے۔ جوانی اور خوبصورتی کو حاصل کرتا ہے۔ (واگ بھٹ)

۳۔ منڈوک پرنی کے رس میں برگ دھتورہ کے رس کو ملا کر یا درخت تاڑ کے رس (تاڑی) کو ملا کر استعمال کرنے سے اُنماد (جنون) دور ہوتا ہے۔

(دبنگ سین)

۴۔ منڈوک پرنی کے رس کے لیپ کرنے سے پھنسیاں مٹ جاتی ہیں۔

(شوڈھل)

تاثیرات و استعمالات

(مختلف ڈاکٹروں کے قلم سے)

۱۔ یہ معدل (آلٹریٹیو) مقوی۔ مدر بول اور مقامی محرک ہے۔ اعضائے بول اور اعضائے تناسل پر اس کا خاص اثر پایا جاتا ہے۔ اس سے اعضائے بول اور خصیۃ الرحم میں خارش پیدا ہو جاتی ہے۔ اور تمام جسم پر خارش ہونے لگتی ہے۔ جرڑ بخار اور پیچش میں دودھ اور میٹھی کے ہمراہ دی جاتی ہے۔ سفوف بطور محرک اور معدل مزمن امراض جلد مثلاً ایکزیما۔ لیوپس (　　　) (ایک جلدی مرض) پر جیل۔ آتشک ثانوی (آتشک کا درجہ دوم) کے زخموں یا جلدی پھنسیوں میں دیا جاتا ہے۔ جذام مخدر۔ فیل پا اور خنازیر میں بھی دیا جاتا ہے۔ پینس (ناک سے بدبو آنا) میں بطور نسوار استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی پلٹس یا ضماد آتشکی پلا دیگر اقسام کے زخموں پر استعمال کیا جاتا ہے۔ سفوف زخموں پر چھڑکا جاتا ہے۔

(میٹریا میڈیکا آف انڈیا اینڈ دیر تھراپیوٹکس)

٢۔ مزمن۔ عسر الاندمال (دشواری سے بھرنے والے۔) خنازیری اور آتشکی زخموں آتشکی پھوڑوں سے مادہ کا تراوش پانا۔ مزمن ہٹیلا اگزیما۔ چمبل۔ جذام اور دیگر جلدی امراض۔ گلٹیوں کا بڑھ جانا۔ پھوڑا (ایب سس) اور مزمن گنٹھیا میں بطور اندرونی اور بیرونی دوا کے اس کی تاثیر کی نہایت قدر و قیمت ہے۔ بچوں کے دستوں۔ پیچش اور بندش حیض میں تندرست غشا مخاطی کی تراوش کو تحرک کرنے کیلئے یہ کامیابی سے استعمال کی جاچکی ہے۔

اندرونی طور پر سفوف[1]۔ رس[2] اور شربت[3] کا استعمال موزوں ہے۔ بیرونی طور پر سفوف رس۔ پلاسٹر[4] (ضماد) مرہم[5] اور باتھ[6] (ازالہ مرض کے لیے) برہمی سے

---

[1] پتوں کا سفوف طریق ذیل سے تیار کیا جاتا ہے:۔

پودے سے پتوں کو با احتیاط الگ کر لینے کے بعد سایہ میں ایک چٹائی پر بکھیر دیے جاتے ہیں۔ اور کھلی ہوا میں رکھ کر خشک کر لیے جاتے ہیں (دھوپ یا تاؤ میں نہیں چونکہ اس طرح ان کے تمام اوصاف زائل ہو جاتے ہیں) جب مکمل طور پر خشک ہو جاتے ہیں ان کا عمدہ سفوف بنا لیا جاتا ہے اور اچھی کارک دار یا ڈاٹ دار بوتلوں میں رکھا جاتا ہے۔ اس سفوف کی مقدار خوراک ٣ سے ٥ گرین تین مرتبہ روزانہ ہے۔

[2] تازہ پتوں کے رس کی مقدار ١ سے ٥ بوند ہے اور بتدریج ١٥ بوند تک بڑھائی جاتی ہے۔

[3] ٥٠٩ گرام سفوف کو ایک کوارٹر (٢٨ پونڈ) پانی میں اس قدر ابالا جاتا ہے کہ ایک پائنٹ (٢٠ فلوئڈ اونس) باقی رہ جاتا ہے پھر اس میں ٢ پونڈ چینی شامل کر دی جاتی ہے اور ٢١ درجہ سینٹی گریڈ کی حرارت تک پکا کر شربت بنا لیا جاتا ہے۔ مقدار خوراک ایک ڈرام ہے جو بتدریج بڑھائی جاتی ہے۔

[4] پلاسٹر تازہ پتوں کو ٹھنڈے پانی کے ہمراہ کوٹ کر ضماد بنا لینے سے تیار ہو جاتا ہے

[5] مرہم ایک حصہ رس یا سفوف کو ٨ حصہ ویسلین یا لینولین میں ملانے سے بنتی ہے

[6] باتھ (برائے امراض جلد)۔ ١٥٠ گرام تازہ پودہ کو ایک ٹب گرم پانی میں ڈال دینے سے ۔۔ جاتا ہے۔

تیار کردہ گرم پانی میں تمام بدن یا کسی مخصوص حصہ بدن کو داخل کرنا) سے کام لیا جاتا ہے۔ فوطوں ٹانگوں وغیرہ کے فیل پا۔ امراض نسیج خلوی (ساخت خانہ دار اضربات سوزشی اور ورمی حصہ جات اور گنٹھیا کے ورموں پر اس کی مرہم یا اس کا نکالا ہوا رس بطور خارجی لیپ استعمال کرنے سے اور اس اثنار میں اس کا رس ا سے ۵ بوند تک دن میں تین مرتبہ اندرونی طور پر دینے سے امراض کے ساتھ شریک ہوا بخار رک جاتا ہے۔ جذامی، خنازیری اور آتشکی امراض اور زخموں کے واسطے سفوف ۲ سے ۵ گرین کی مقدار میں دن میں تین مرتبہ دیا جاسکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ کچھ سفوف زخموں کے اوپر چھڑکا بھی جاسکتا ہے۔ یا تازہ پتوں کی پلٹس بھی ترجیحاً استعمال کی جاسکتی ہے۔ جذام کے واسطے چند ہفتوں کے لیے مریض کو اس کے زیر استعمال رکھنے سے یہ تمام لحاظ سے بہتری کرتی ہے۔ کچھ وقت کے لیے اس کے لگاتار استعمال کے بعد اگر یہ جلد پر بہت کھجلی کا موجب ہو تو پھر ایک ہفتہ کے لیے اسے بند کر دینا چاہیے۔ ملینات دیتے چاہیں اور پھر دوا دوبارہ شروع کر دینی چاہیے۔

کوڑھیوں کے اس دوا کے دینے سے پہلے تو جلد میں گرمی اور چبھن کا احساس ہوتا ہے۔ بالخصوص ہاتھوں اور پیروں کی جلد میں۔ اس کے چند روز بعد عام گرمی محسوس ہونے لگتی ہے۔ بعض اوقات تقریباً ناقابل برداشت ہو جاتی ہے۔ جلد کی عروق شعریہ کا دوران خون تیز ہو جاتا ہے۔ اور تقریباً ایک ہفتہ کے بعد بھوک بڑھ جاتی ہے۔ اسی دوران میں جلد نرم پڑ جاتی ہے۔ اور موٹا ہوا جلد کا بالائی پرت اتر جاتا ہے اور اخراج بخارات (پسینہ آنا) کا فعل بحال ہو جاتا ہے۔"

(ڈاکٹر اڑ دتی ڈائموک)

بچوں کی پیچشیں اور دیگر آنتوں کے عوارض میں تین سے چار پتے زیرہ سفید اور کھانڈ کے ہمراہ دیے جاتے ہیں۔ اور پیسے ہوئے پتوں کا ناف پر لیپ کیا جاتا ہے۔ مسکلاین کو ٹھیک کرنے کے لیے ایک سے دو پتے ہر صبح دیے جاتے ہیں۔ وہ طفح جلدی (جلد پر سرخ سرخ چھٹے پڑ جانا) جن کے متعلق خون کی گرمی کی وجہ سے ہونا تصور کیا جاتا ہے۔ ان پر اس کا رس عموماً کدمب چھال

گھی۔ اور زیرہ سیاہ کے ہمراہ ملاکر بطور لیپ لگایا جاتا ہے۔ دماغی کمزوری اور تقویت حافظہ کے لیے خشک کیے ہوئے پتوں کا سفوف قلیل مقداروں میں ہمراہ دودھ دیا جاتا ہے۔ بچوں کے امراض جلد، خون اور نظام عصبی کے واسطے اور سوزاک، یرقان اور حمیات کو دور کرنے کے لیے پتوں کے تازہ رس کو دودھ اور ملیٹھی کے ہمراہ دینے کی صلاح پیش کی جاتی ہے۔ آنتوں کی بیماریوں کے علاوہ بچوں کے بخاروں میں بھی پتوں کا خیساندہ میتھی کے ہمراہ دیا جاتا ہے خوراک تقریباً نصف چمچ چائے ہے۔ اس کی برگ تلسی اور کالی مرچ کے ہمراہ گولیاں بنائی جاتی ہیں سب کو ہم وزن لے کر پیسی بنا کر تین تین گرین کی گولیاں بنالیں اور صبح و شام دیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مختلف قسم کے بخاروں۔ لازمی صفراوی بخار (ریمی ٹنٹ فی ور) نوبتی بخار، دائمی بخار، پٹھانا بخار، ملیریائی بخار وغیرہ میں بہت سود مند ہیں۔ اس پودے کو بمعہ بیج، ہلیلہ زرد، بانسہ، فلفل دراز اور شہد ہم وزن لے کر بنایا ہوا جوشاندہ حلق میں آواز کا بھرانا کے لیے مفید ہے منڈوک پرنی ۵ حصہ، کٹھ چار حصہ اور شہد ۶ حصہ کو ملاکر بنائی ہوئی گولی ۳ سے ۵ گرین کی مقدار میں جنون اور مالیخولیا مراقی میں بطور مقوی اعصاب مفید ہے۔

(انڈین میٹریا میڈیکا)

۳۔ ڈاکٹر بوٹلو صاحب کو خود جذام ہو گیا تھا۔ انھوں نے منڈوک پرنی استعمال کرکے فائدہ اٹھایا تھا۔ ان کے تجربے کی تفصیل گجراتی زبان کی جڑی بوٹیوں کی کتاب بنسپتی گنتر آدرش میں درج ہے۔ یہ تجربہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس لیے پیش خدمت ہے۔

منڈوک پرنی کے دینے سے شروع میں جذام کے مریض کے ہاتھ پیر کی جلد میں گرمی کا احساس ہوتا ہے اور کھجلی ہوتی ہے۔ پھر تھوڑے دن بعد تمام جسم میں گرمی بڑھ جاتی ہے۔ اور تمام جسم میں بہت کھجلی ہوتی ہے۔ جلد لال ہو جاتی ہے۔ دوران خون کا فعل بہت قوت سے ہوتا ہے۔ نبض بہت تیز اور مکمل چلتی ہے۔ ایک ہفتہ کے بعد مریض کی بھوک بڑھ جاتی ہے اور ہاضمہ کا فعل بہت عمدہ ہونے لگتا ہے۔ کچھ دنوں بعد جلد ملائم اور ایک جیسی ہو جاتی ہے۔

جلد کے اوپر کے پرت جھڑ جاتے ہیں۔ پسینہ آنے لگتا ہے۔ جلد اپنا فعل پھر باقاعدہ شروع کر دیتی ہے۔ قوت ہاضمہ دن بدن سدھرتی جاتی ہے اور بھوک خوب لگتی ہے۔

اگر یہ تندرست آدمی کو تھوڑی مقدار میں دی جائے تو جلد ہی مدر بول وصف ظاہر کرتی ہے۔ یہ دورانِ خون کا فعل بڑھا دیتی ہے اور پھر کھجلی شروع ہو جاتی ہے۔ اگر اس کے سفوف کی مقدار ایک سے دو ماشہ کی دی جائے تو غنودگی آنے لگتی ہے۔ سر درد ہونے لگتا ہے۔ پھر دوا کا استعمال بند بھی کر دیں تو بھی یہ اثر ایک ماہ تک رہتا ہے۔ کبھی کبھی اس سے خطرناک پیچش بھی ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر لوٹلو اس دوا کا اپنے پر تجربہ کرتا گیا اور مقدار بڑھاتا گیا پھر اسے معلوم ہوا کہ اس دوا کا زہریلا ست اندر اکٹھا ہوتا رہتا ہے جو زہریلا اثر کرتا ہے۔ اس کے زہریلے اثر سے مجھے اتنی سردی لگنے لگی کہ کئی رضائی اوڑھنے پر بھی ایک گھنٹہ کے بعد جسم میں گرمی آئی۔ اس کے بعد حلق میں کھنچاؤ ہونے لگا۔ ایسا معلوم ہونے لگا کہ اس وقت دل کی حرکت بند ہو جائے گی۔ پھر تشنج کی علامات شروع ہوئیں۔ شام کو قے اور خونی دست شروع ہو گئے لیکن وہ جلد رفع ہو گئے پھر دوسرے دن صبح جب میں اٹھا تو زہر کے اثر سے میں مخلصی حاصل کر چکا تھا۔ لیکن کمزوری اور حلق میں درد محسوس ہوتا تھا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ منڈوک پرنی مناسب مقدار میں دی جائے تو دورانِ خون کے فعل کے لیے اعلیٰ محرک ہے اور اس کا اثر خاص طور پر جلد پر ہوتا ہے۔ زیادہ مقدار میں دینے سے غنودگی لاتی ہے اور کبھی بے ہوشی بھی آ جاتی ہے۔

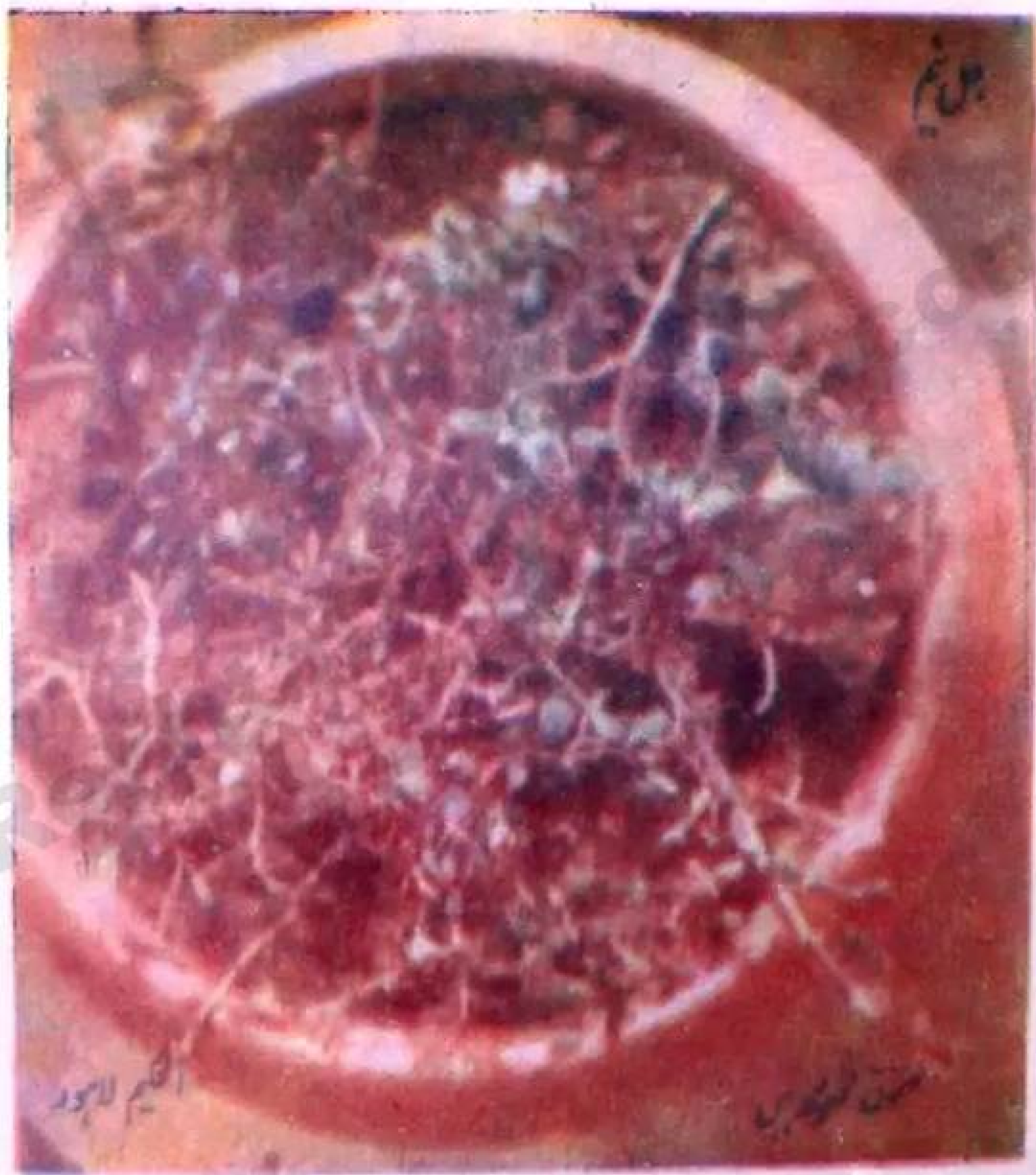
اس کے بعد بنسپتی گنڑ آدرش کے مصنف صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جلد کے تمام اقسام کے امراض ہیں۔ دورانِ خون کو قوی کرنے کی اس میں زیادہ قوت ہے۔ اگرچہ یہ وات رکت اور مرض فرنگ پر پورا فائدہ نہیں پہنچا سکتی تو بھی مذکورہ بالا قوت کی وجہ سے اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ اگرچہ مزمن وات رکت میں اس سے فائدہ نہیں ہوتا لیکن ابتدائی حالت میں فائدہ ہوتا ہے۔ یہ پرانے ہٹیلے ایکزیما (چھاجن) کے لیے بہت قابل قدر فائدہ مند ہے۔ عام ایکزیما کو تو تھوڑے

ہی دنوں میں اس سے فائدہ ہو جاتا ہے۔ زخم، سوزاک کے ساتھ پیدا ہوئے بادزنگ کے دوسرے اور تیسرے درجے میں بھی اس سے اچھا فائدہ ہوتا ہے۔ پرانے اور بڑے ہوئے زخم، بچوں کے دستوں اور پیچش وغیرہ امراض میں نکلنے والی پیپ آم اور بلغم وغیرہ کو سدھار کر قوت دینے میں یہ دوا چمتکاری فائدہ پہنچاتی ہے۔ جب بھی جسم کے کسی حصہ میں زخم ہو تو اس دوا کو کھانا چاہیے اور اس کا سفوف بطور لیپ یا پلٹس استعمال کرنا چاہیے۔

۴۔ تازہ پتوں میں ۸۴ فیصدی پانی ہوتا ہے۔ خشک پتوں کو جلانے سے ۱۲ فیصدی راکھ ملتی ہے۔ تازہ پتوں میں فراری روغن ہوتا ہے جو گرمی سے اُڑ جاتا ہے۔ یہ دافع جذام زخم کو صاف کرنے والی۔ مدمل (زخم کو بھرنے والی) مدّر بول۔ عورت کے دودھ کو صاف کرنے والی۔ قابض۔ مقوی اور رسائن ہے۔ بڑی مقدار میں نشہ آور ہے۔ اس سے سر درد کرتا ہے۔ چکر آتے ہیں اور نشہ چڑھتا ہے۔ اس کا جلد پر خاص اثر ہوتا ہے۔ اس کا تیل جلد کی راہ سے نکلتا ہے۔ جلد گرم معلوم ہوتی ہے اور جلد پر چبھن معلوم ہوتی ہے۔ اول ہاتھ پاؤں پر چبھن معلوم ہوتی ہے۔ اور بعد ازاں تمام جسم پر معلوم ہوتی ہے یہاں تک کہ کبھی کبھی یہ ناقابل برداشت ہو جاتی ہے۔ جلد کی خون کی نالیاں پھیل جاتی ہیں اور اس میں خون کا دوران جلدی سے ہونے لگتا ہے۔ جلد سرخ ہو جاتی ہے اور اس میں کھجلی آنے لگتی ہے۔ ہفتہ بعد بھوک بڑھ جاتی ہے۔ اس کا تیل بذریعہ گردہ خارج ہوتا ہے۔ اس لیے پیشاب کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ امراض جلد میں یہ عمدہ فائدہ مند ہے۔ آتشک کے درجہ دوم میں جب مرض کا زور جلد اور جلد کے نیچے کی کلا (پرت) پر ہوتا ہے تب اس سے خاص فائدہ ہوتا ہے۔ تمام اقسام کے مزمن زخموں رخنا زیر۔ کمزور ناتواں کر دینے والے زخموں اور ریل پاکے لیے یہ عمدہ دوا ہے۔ زخم پر اس کا سفوف چھڑکنے سے زخم جلد بھر جاتا ہے۔ امراض بد نیں اسے کھانے کو دیتے ہیں۔ اور اس کا لیپ کرتے ہیں۔ اس کے کچھ دن استعمال کرنے سے جلد لال ہو جاتی ہے اور کھجلی ہونے لگتی ہے۔ ایسا ہونے پر مقدار گھٹا دینی چاہیے یا دوا دینا بند کر کے جلاب دینا چاہیے (اوشدھی سنگرہ)

۵۔ عرصہ دراز سے ہندوستانی معالجین اسے امراض جلد کے لیے بطور دوا
ستعمال کرتے ہیں۔ فارما کوپیا انڈیکا میں صرف پتے ہی پیش نظر رکھے گئے ہیں۔
ن بہت سے محققین نے سالم پودے، جڑیں۔ شاخیں، پتے اور بیج استعمال کرنے
سفارش کی ہے۔ خصوصاً جڑوں میں فراری جزو موثرہ "ویلیرین" کا اعظم حصہ پایا جاتا
ہے۔ پتے سائے میں خشک کیے جاتے ہیں تاکہ جزو موثرہ ضائع نہ ہو۔ سفوف بنا کر
مدہ کارک دار بوتل میں رکھا جاتا ہے۔ سفوف بطور دوا ایکزیما، جذام اور آتشک
انوی کے زخموں کے واسطے یا تو ویسلین کے ہمراہ مرہم کے طور پر یا چھڑکنے کے
سفوف کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اندرونی طور پر یہ بطور معدل اور مقوی
ستعمال ہوتا ہے اور سفوف کی صورت میں روزانہ ۵ سے ۱۰ گرین کی مقدار میں دن
بن تین مرتبہ دیا جا سکتا ہے۔ ایک اونس سالم پودے کو ایک پائنٹ پانی میں پندرہ
منٹ اُبال کر تیار کیا ہوا جوشاندہ ایک سے دو اونس کی مقدار میں ایک نفیس
مرکب ہے۔
(انڈی جینس ڈرگز آف انڈیا)

۶۔ پودا بطور معدل، مقوی اور مدر بول استعمال کیا جاتا ہے اور خیال کیا جاتا ہے
کہ یہ امراض جلد، نظام عصبی اور خون میں مفید ہے۔ یہ جذام کے علاج میں استعمال
کیا جاتا ہے اور یہ مانا جاتا ہے کہ مرض کی علامات میں افاقہ کرتا ہے اور عام صحت
کو بہتر بناتا ہے۔ آتشک ثانوی اور آتشک ثلاثی (آتشک کا درجہ دوم) اور گنٹھیا
میں اس کے استعمال کی سفارش کی جاتی ہے۔ سفوف پتے حافظہ کو بہتر بنانے کے
لیے ہمراہ دودھ دیے جاتے ہیں۔ اور بطور معدل، مقوی اور مدر بول استعمال
کیے جاتے ہیں۔ یہ بطور مصفی خون۔ بدہضمی، عصبی المزاج ہونا اور پیچش کے
واسطے بھی لیے جاتے ہیں۔ بڑی مقدار میں یہ دوا مدہوش کر دینے والی مخدر
(بے حس کر دینے والی) ہے۔ سدر (آنکھوں کے سامنے اندھیرا آجانا) پیدا کرتی
ہے اور کئی مرتبہ سبات (گہری نیند یعنی کوما) بھی۔
(انڈین فارمیسیوٹیکل کوڈیکس)



بنگالی برہمی یا جل نیم

بیشتر ازیں واضح کیا جا چکا ہے کہ بنگال کے وید جل نیم کو ہی برہمی تسلیم کرتے ہیں۔ وہ سارسوت ارشٹ اور سارسوت گھرت وغیرہ تمام آیورویدک مرکبات وغیرہ میں اسی کو شامل کرتے ہیں۔ چنانچہ اب ذیل میں اس کے متعلق مکمل واقفیت ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

مختلف نام :۔ سنسکرت میں جل نمب (جل یعنی پانی میں پیدا ہوتے اور ذائقہ میں نمب یعنی نیم کی مانند ہوتے سے) کھشدر پترا (چھوٹے پتوں والی) نگھو براہمی (چھوٹی براہمی۔ جل اُدبھوا (پانی میں پیدا ہونے والی) جلیج براہمی (پانی میں ہونے والی براہمی) ہندی میں جل نیم۔ جل براہمی اردو میں جل نیم۔ بنگالی میں برمی۔ گجراتی میں بانم کڑوی نیوری۔ تامل میں نیر برمی۔ تیلگو میں شام برانی چیٹو۔ انگریزی میں بے کوپا ( ) لاطینی میں بے کوپا مونیری ( )

ہرپیسٹس مونیرا ( ) اور گرے ٹیولا مونیرا ( ) کہتے ہیں۔

تاریخ :۔ قدیم کتب چرک و سشرت وغیرہ میں براہمی کا ذکر تو بارہا آیا ہے۔ لیکن جل نیم کا تذکرہ قطعاً نہیں پایا جاتا۔ بھاو پرکاش نگھنٹو وغیرہ میں بھی اس کا کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ البتہ راج نگھنٹو میں براہمی بوٹی کو بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ایک دیگر براہمی بھی ہوتی ہے کہ جسے کھشدر پترا۔ لگھو براہمی اور جل اُدبھوا کہتے ہیں۔ یہی جل نیم ہے۔ اُتر پردیش۔ پنجاب اور پاکستان کے وید و حکماء جل نیم سے بخوبی آشنا ہیں اور اسے بطور مصفی خون بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ لیکن بنگال کے وید اسے اصلی براہمی قرار دے کر بطور مقوی دماغ و حافظہ وغیرہ استعمال

کراتے ہیں۔ واضح رہے کہ قدیم یونانی کتب میں بھی اس کا قطعاً کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ درحقیقت یہ خالص ہندی پودا ہے اور جل نیم نام سے ہی یہ حقیقت بالکل آشکارا ہے۔

جائے پیدائش:۔ یہ پودا تمام ہندوستان میں نمدار اور دلدلی جگہوں پر پایا جاتا ہے۔ ندی، نالوں، نہروں، تالابوں، چشموں اور کھڑے پانی کے کناروں پر عام ہوتا ہے۔ بنگال، بہار، اتر پردیش اور مشرقی پنجاب میں یہ عام دستیاب ہوتا ہے۔ مغربی پنجاب (پاکستان) میں بھی بہت ملتا ہے۔

نباتی توضیح:۔ یہ ایک دلدلی، بے مو قدرے رس دار، زمین پر پھیلنے والا چھوٹا سا پودا ہوتا ہے۔ اس کا پودا لونک یا لونیا ساگ (خرفہ یعنی کلفہ خرد) کے بالکل مشابہ ہوتا ہے۔ اس کا تنا چار انچ سے لے کر ایک فٹ تک لمبا بہت ملائم اور گرہ دار ہوتا ہے۔ اس کی ہر ایک گرہ سے جڑیں نکلی ہوتی ہیں۔ شاخیں بہت ہوتی ہیں اور پتلی پتلی ہوتی ہیں۔ پتے بالکل لونک ساگ کے پتوں کے ہم شکل اور قد و قامت میں بھی ان کے برابر ہوتے ہیں۔ پتے بے ڈنٹھل، مقابل و متراکب (ہر ایک بند یا گرہ پر دو دو پتے ہوتے ہیں اور وہ اوپر نیچے واقع نہ ہو کر بالکل ایک دوسرے کے مقابل میں ہوتے ہیں۔ اور زاویہ قائمہ بناتے ہیں) ۶ سے ۲۵ ملی میٹر لمبے اور ۲ء۵ سے ۱۰ ملی میٹر چوڑے۔ بکا شکل نما (پتوں کا سرا گول اور چوڑا ہوتا ہے۔ لیکن پیندے کی جانب بتدریج تنگ ہوتے جاتے ہیں۔) اور دبیز (موٹے دگاڑھے) ہوتے ہیں۔ ان کی زیریں جانب پر سیاہ رنگ کے داغوں کے نشان پائے جاتے ہیں۔ سرا قطعاً گول ہوتا ہے۔ کنارے بالکل سالم ہوتے ہیں۔ رگیں غیر واضح ہوتی ہیں۔ ذائقہ مانند نیم تلخ ہوتا ہے۔

پھول پتوں کی بغل میں لگتے ہیں اور تنہا ہوتے ہیں یعنی تمام پودے میں ادھر ادھر ایک ایک پھول لگتا ہے۔ ڈنڈی ۲ء۵ سے ۳ سینٹی میٹر لمبی اور نازک ہوتی ہے۔ ورق گل ۵ ملی میٹر لمبے اور گیاہی (مانند گھاس لمبے، چپٹے اور پتلے) ہوتے ہیں سبز پتیاں بے مو اور پیندے کی جانب تقسیم ہوئی ہوتی ہیں۔ بالائی سبز پتی ۶ ملی میٹر لمبی اور ۴ سے ۳ ملی میٹر چوڑی۔ بیضہ نما اور نکیلی ہوتی ہے اور دیگر چار سبز پتیاں بالائی سبز پتی

کی نسبت کسی قدر چھوٹی ہوتی ہیں اور وہ اندرونی پہلو کی طرف کی سبز پتیاں ۵ملی میٹر چوڑی۔ برچھی نما اور نکیلی ہوتی ہیں۔ پنکھڑیاں ہلکی نیلی یا تقریباً سفید رنگ کی اور ۸ملی میٹر لمبی ہوتی ہیں۔ خایہ نباتی (اینتھر) نیلگوں اُفدا اور دھول یا زرگل (پولن) سفید ہوتا ہے۔

اسے ڈوڈے کہتے ہیں جو ۵ملی میٹر لمبے۔ بیضہ نما، نکیلے اور بے مُو ہوتے ہیں پکنے پر دو حصوں میں منقسم ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے کئی بیج نکلتے ہیں جو ۰.۵ ملی میٹر لمبے۔ سری (جن کے پیندے اور سرے دونوں گول ہوں) مُخطط (سطح پر لکیریں ہونا) اور پھیکے رنگ کے ہوتے ہیں۔ موسم گرما میں پھول اور بیج ہوتے ہیں۔

فصیلہ:۔ یہ فصیلہ کشو کیہ یعنی نیچرل آرڈر سکروفیولے ریسی ( ) میں داخل ہے۔

کیمیائی تجزیہ:۔ ۱۹۳۱ء میں ڈاکٹر کارتک چندر بوس صاحب نے مختلف ذریعوں سے حاصل کیے ہوئے دوا کے نمونہ جات کا کیمیائی تجزیہ کیا تھا۔ یہ معلوم ہوا تھا کہ تمام نمونہ جات میں ایک ایلکلائڈ[1] (کھاری جوہر موثرہ) مختلف تناسب میں پایا جاتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ تقریباً ۴.۰ فیصدی ہوتا ہے۔ اس درجہ بندی کی ایک دوا جسے تھل کاری[2] (ہائیڈروکوٹائل ایشیاٹیکا) کہتے ہیں کہ نمونے کا بھی امتحان کیا گیا تھا۔ یہ معلوم ہوا تھا کہ اس میں کوئی ایلکلائڈ نہیں پایا جاتا۔

جب اسے ٹھنڈ میں ایتھر کلوروفارم مکسچر (مرکب محلول) میں بھگو کر گھوٹتے ہیں تو تمام ایلکلائڈ نکل آتا ہے۔ تمام ایلکلائڈ نکالنے کے لیے سپرٹ میں اسے زیادہ دیر تک گھولنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کھولتے پانی میں صرف ۰.۱ فیصدی ایلکلائڈ نکلتا ہے۔ لیکن جب گلیسرین اور پانی کے کھولتے مکسچر میں اسے گھولا جاتا ہے تو ۰.۲ فیصدی ایلکلائڈ برآمد ہوتا ہے۔

مجموعی ایلکلائڈ۔ ۱۔ برگ براہمی (خشک) میں ۰.۵ فیصدی

---

[1] اس کا نام "براہمین" قرار دیا گیا ہے۔
[2] منڈوک پرنی جس کا بیان پیشتر ازیں کیا جا چکا ہے۔

۲۔ تنا برہمی (خشک) میں ۰.۰۵ فیصدی)

سمیت ایلکلائڈ :۔ ایلکلائڈ بہت چھوٹے جانوروں کے لیے نہایت زہریلا ہے خصوصاً خرگوش کے لیے جب کہ ایک سو گرام جسمانی وزن کے خرگوشوں کی زبان کے نیچے ۰.۵ ملی گرام ایلکلائڈ کے انجیکشن کرنے سے زیادہ سے زیادہ دس منٹ کے اندر اندر مر جاتے ہیں۔ چوہوں اور امریکی چوہوں کے لیے زیادہ مقدار چاہیے چنانچہ ایک کلوگرام جسمانی وزن والوں کو تقریباً ۲۵ ملی گرام خوراک زیادہ سے زیادہ ۴ گھنٹوں کے اندر اندر مار ڈالتی ہے۔

ایلکلائڈ کی تاثیرات سمیہ :۔ ۰.۵ ملی گرام ایلکلائڈ کا ایک کلوگرام جسمانی وزن کے خرگوشوں میں جب انجیکشن کیا جاتا ہے تو فوراً مانند سٹرکنین (جوہر موثرہ کچلہ) تشنج پیدا کر دیتا ہے اور آہستہ آہستہ ہاتھوں اور پاؤں کا استرخا ہو جاتا ہے۔ سانس آنا پہلے بند ہو جاتا ہے لیکن دل کی دھڑکن بہت آہستگی اور بے قاعدگی سے جاری رہتی ہے۔ یہ جسم کے تمام عضلات کو ضعف کر دیتا ہے اور جب جانور کو پشت کے بل رکھا جاتا ہے تو اپنی طبعی حالت کو اختیار کرنے کے لیے کوئی سیلان ظاہر نہیں کرتا۔ (انڈیجنس ڈرگز آف انڈیا)

ذخیرہ اندوزی :۔ اس کو پانی سے خوب مل دھو کر صاف کر کے سایہ میں خشک کر لیں۔ بعد ازاں کسی بوری وغیرہ میں بھر کر نمی سے محفوظ جگہ پر سنبھال کر رکھ دیں۔

حصص مستعملہ :۔ عموماً سالم پودا (پنچ انگ) ہی کام میں لایا جاتا ہے۔ لیکن صرف پتے بھی استعمال کیے جاتے ہیں کہ جو پنچ انگ کی نسبت زیادہ موثر رہتے ہیں۔ صرف پتوں کے استعمال کو ہمیشہ ترجیح دینی چاہیے۔

افعال و خواص بروئے طب ویدک

اس براہمی کا ذائقہ تلخ ہے۔ گرم اور دستاور ہے۔ حرارت، آم اور سوجن کو دور کرتی ہے۔

(راج نگھنٹو)

خواص و فوائد بروئے طب یونانی

خون کو صاف کرتا ہے۔ دافع امراض سوداوی ہے خصوصاً جذام و آتشک و خارش کو نافع ہے۔ مادہ بلغمی و سوداوی کو براہ راست نکالتا ہے۔ روغن میں ملا کر تر کھجلی میں مفید ہے۔ اگر ہرے جل نیم کو کچل کر پانی نکال کر ہم وزن روغن کنجد میں خشک کر لیں تو یہ روغن خشک خارش اور سر کے گنج کو نہایت مفید ہے۔ دست آور ہے ایک تولہ پتے پیس کر اس کا شیرہ پینے سے بہت سے دست آ جاتے ہیں۔ اگر سیر بھر لے کر اور بڑے برتن میں بھر کر پاؤں سے ایک گھڑی تک ملتے رہیں یہاں تک کہ منہ کے مزے میں تلخی آ جائے تو خارش دور ہو جائے۔ (خزائن الادویہ)

مقدار خوراک:۔ ڈاکٹر بوس صاحب نے پودے کے رس کی مقدار تقریباً نصف اونس (سوا تولہ) اور پتوں کے سفوف کی مقدار ۵ سے ۱۰ گرین ۲½ سے ۵ رتی لکھی ہے۔

دیسی معالجین سبز بوٹی عموماً ۶ سے ۹ ماشہ کی مقدار میں گھوٹ چھان کر پلاتے رہیں اور خشک بوٹی کا سفوف ۴ رتی سے ۱½ ماشہ کی مقدار میں استعمال کیا جاتا ہے۔ صرف پتوں کے سفوف کی مقدار ۲½ سے ۵ رتی کافی ہے۔

افعال:۔ مدر بول، ملین، مقوی اعصاب، مصفی خون۔

منفعت خاص:۔ پنجاب، اتر پردیش وغیرہ کے وید و حکماء جل نیم کو اعلیٰ درجہ کی مصفی خون بوٹی قرار دیتے ہیں اور اسی لیے امراض جلد آتشک، کھجلی اور چھیپا کی وغیرہ کے دفعیہ کے لیے اسے بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ چونکہ بنگالی وید اسے ہی اصلی برہمی تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیے وہ اسے بطور مقوی اعصاب اور مقوی دماغ و حافظہ عموماً استعمال کرتے ہیں اور تمام آیورویدک مرکبات وغیرہ میں اسے ہی بطور برہمی شامل کرتے ہیں۔ جدید تحقیقات سے بھی اس امر کی تصدیق ہو گئی ہے کہ یہ بوٹی واقعی عمدہ مقوی اعصاب ہے۔

ایلکلائڈ کی تاثیرات عضویاتی:۔ ہرپیسٹس سونیرا (بنگالی برہمی) سے حاصل کیا ہوا ایلکلائڈ کہ جس کے لیے "ہرپیسٹین" نام تجویز کیا گیا ہے۔ کا کے سی۔ بوس

اور ایم۔ کے۔ بوس نے ۱۹۳۱ء میں مطالعہ کیا تھا۔ انھوں نے معلوم کیا کہ یہ نہایت زہریلا ہے۔ ۵ء۰ ملی گرام کی ایک خوراک سے ایک سو گرام جسمانی وزن کے خرگوش دس منٹ کے اندر اندر مر جاتے ہیں۔ ۳۵ ملی گرام کی ایک خوراک سے ایک کلوگرام جسمانی وزن کے چوہے اور امریکی چوہے ۲۴ گھنٹوں کے اندر اندر مر جاتے ہیں۔

۵ء۰ ملی گرام کی ایک خوراک ایک کلوگرام جسمانی وزن کی بلی میں خون کے دباؤ کو گرا دیتی ہے۔ تاہم قلیل مقداروں سے بوجہ انقباض اوعیہ (شریانوں کی باریک شاخوں کا سکڑ جانا) اور دل کے عضلات میں تحریک پہنچنے سے خون کا دباؤ کسی قدر بڑھ جاتا ہے۔ قلیل مقداروں سے تنفس کو تحریک پہنچتی ہے۔ چھوٹی آنتوں اور رحم کی مانند کے غیر ارادی عضلات کو ۲۰۰۰۰ سے ۵۰۰۰۰ میں ایک کی طاقت کے پانی ملے ہوئے گھول سے تحریک پہنچتی ہے۔ دوائیہ مقدار میں ایلکلائڈ کے افعال سٹرکنین سے مشابہت رکھتے ہیں۔

(انڈیجنس ڈرگز آف انڈیا)

دوائیہ استعمالات:۔ ۱۔ گرسے ٹیولامونیرا (جل نیم) مُدِر بول، ملین اور مقوی ہے۔ یہ پیشاب کے رُک جانے کے لیے دی جاتی ہے۔ سعال اور بچوں کی کھانسی میں اس پودے کو گرم کر کے چھاتی پر لگاتے ہیں۔

(میٹریا میڈیکا آف انڈیا اینڈ دیر تھراپیوٹکس)

۲۔ سالم پودا معہ جڑ استعمال کیا جاتا ہے۔ نصف تولہ پتوں کا تازہ رس گھی کے ہمراہ اُبال کر اور گھرت بنا کر یا دو سکرو پل (۴۰ گرین) گٹھا اور شہد کے ہمراہ ملا کر جنون، مرگی اور صفراوی امراض میں دیا جاتا ہے۔ پتے گھی میں بریان کر کے گلا بیٹھنے کو تسکین دینے کے لیے دیئے جاتے ہیں۔ پتے اور ڈنٹھل خاص کر پیشاب رُک جانے کی اس حالت میں دیے جاتے ہیں جب کہ ساتھ ہی سخت قبض بھی ہو۔ اُبلے ہوئے پودے سے بنائی گئی پلٹس شدید کھانسی اور بچوں کی کھانسی میں چھاتی پر رکھی جاتی ہے۔ پتوں کا رس بچوں کے اسہال میں دیا جاتا ہے۔ بطور لیپ یہ سوجن پر لگایا جاتا ہے۔ پٹرولیم کے ساتھ ملا ہوا رس گنٹھیا کا ایک عمدہ لیپ ہے۔ ذیل کے مرکبات کی قدیم سنسکرت مصنفین نے سفارش کی ہے:۔

ایک سفوف جو کہ برہمی ۔ بیچ ۔ ہلیلہ زرد ، بیخ بالنہ اور فلفل دراز سب کے ہم وزن ملانے سے بنتا ہے ۔ دق میں گلا بیٹھ جانے کے لیے شہد کے ہمراہ دیا جاتا ہے ۔

(بھاو پرکاش)

برہمی گھرت یا روغن زرد و دائی حال میں ڈاکٹر ایم ۔ سی ۔ کومن نے اسے ہسٹریا اور مرگی کے مریضوں پر آزمایا تھا ۔ اس کا کہنا ہے کہ اس کے استعمال سے ان کو معقول فائدہ ہوا تھا ۔

(انڈی جنس ڈرگز رپورٹ ۔ مدارس)

خوراک ۶ ماشہ سے ۱ تولہ ہے ۔ دن میں دو مرتبہ ہمراہ دودھ لیا جاتا ہے ۔

یہ جنون ، ضعفِ اعصاب ۔ آواز کا نہ نکلنا ۔ گلے کا بیٹھ جانا وغیرہ کے لیے بھی مفید ہے ۔ اس کا شربت بنا کر بھی استعمال کیا جاتا ہے جو کہ ایک سے دو ڈرام کی خوراک میں ہمراہ دودھ دن میں دو مرتبہ دیا جاتا ہے ۔ برہمی گھرت اس طرح بنایا جاتا ہے ۔

پرانا گھی چار سیر ۔ برہمی کا تازہ رس چار سیر ریز ۔ گٹھ ، شنکھ پشپی ہم وزن ملا کر ۳۲ تولہ ان کی نغدی بنالیں ۔ تمام کو یکجا کر کے ابال لیں ۔ حتےٰ کہ تمام پانی اڑ جائے اس سے ایک تیل بھی تیار کیا جاتا ہے جو کہ دائمی دردِ سر میں استعمال کیا جاتا ہے ۔ تکان دماغ وغیرہ کو بھی تسکین دیتا ہے ۔

(انڈین میٹریا میڈیکا)

۳ ۔ مارواڑی لوگوں کے درمیان اپنی پریکٹس (عملی طب) میں مجھے لازمی صفراوی بخار (ریمی ٹنٹ فی ور) اور دیگر سستی و تھکان محسوس کرنے والے ایسے مریض ملے کہ جن کو بنڈت ادھر کو پراج برہمی کے پتوں میں معطر اور یہ اور کچھ حالتوں میں کستوری ملا کر بنائی ہوئی گولیاں بکثرت استعمال کرتے ہیں ۔ جب کبھی بھی کمی قوتِ حیات کی علامتیں معلوم پڑتی ہیں ۔ یہ برہمی کی گولیاں متعدد مرتبہ دی جاتی ہیں چونکہ پتوں میں ایلکلائڈ کی عظیم مقدار پائی جاتی ہے اس لیے خشک کیے ہوئے پتوں کا سفوف ۲ سے ۵ گرین کی مقدار میں امید افزا آزمائش کے لیے استعمال کرنا چاہیے ۔ یہ سٹرکنین سے کم زہریلا ہے اور سوزش شرکی پیدا نہیں کرنے پاتا ۔ جو کہ کچلہ یا سٹرکنین کو طویل عرصہ تک استعمال کرنے کے بعد اکثر معلوم پڑتی ہے

بلاواسطہ مقوی قلب ہے، حالانکہ سٹرکنین دل کو صرف بالواسطہ تحریک پہنچاتی ہے۔ اس لیے ان تمام کمزوری کی حالتوں میں جب کہ دل کمزور ہو جاتا ہے، مریض کی طاقت بحال رکھنے کے لیے یہ دوا طویل عرصہ تک بلا خوف استعمال کرائی جا سکتی ہیں۔

یہ ہمیشہ قرین مصلحت ہے کہ پتوں کا سفوف استعمال کیا جائے یا پانچ گنا[1] پتوں کا جوشاندہ تیار کر کے استعمال کیا جائے۔

۴۔ بوس نے برہمی کے خشک پتوں کا سفوف ضعف (جسمانی کمزوری و ناتوانی) کمزوری اعصاب اور دیگر سستی و تھکان محسوس کرنے والے مریضوں میں استعمال کیا ہے نتائج نہایت تسلی بخش رہے ہیں۔ بقول صاحب موصوف برہمی کو سٹرکنین پر بہت فوقیت حاصل ہے۔ یہ سٹرکنین سے کم زہریلی ہوتی ہے۔ اور سوزش شرکی پیدا نہیں کرنے پاتی جو کہ کچلہ یا سٹرکنین کو طول عرصہ تک استعمال کرنے سے اکثر معلوم پڑتی ہے۔ مزید برآں یہ بلاواسطہ مقوی قلب ہے۔ حالانکہ سٹرکنین صرف دل کو بالواسطہ تحریک پہنچاتی ہے۔ معلومات بالا کے متعلق میری یہ رائے ہے کہ اس دوا کی مزید آزمائش بہت خاطر خواہ رہے گی۔ ایلکلائڈ کی مقدار پتوں میں سے بہت قلیل نکلتی ہے۔

(انڈیجنس ڈرگز آف انڈیا)

۵۔ بے کوپا (بنگالی برہمی) مقوی اعصاب خیال کی جاتی ہے۔ جنون، مرگی اور آواز کا بھرانا کے لیے مفید ہے۔ یہ توی مدر بول اور ملین بھی سمجھی جاتی ہے۔ پتوں کا رس پٹرولیم کے ساتھ ملا کر گنٹھیا میں بطور مقامی لیپ استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک چائے کی چمچ بھر پتوں کا رس نزلہ زکام یا شدید کھانسی سے مبتلا بچوں کو دیا جاتا ہے۔ قے اور دستوں کو تسکین دیتا ہے۔ خشک پتوں کا سفوف ضعف، کمزوری اعصاب اور دیگر سستی و تھکان محسوس کرنے والے مریضوں پر استعمال کرنے سے تسلی بخش نتائج عطا کرتا ہے برہمی گھرت ایک روغن دوائی ہے۔ کہ جو اس پودا سے تیار کیا جاتا ہے۔ مرگی اور ہسٹریا

---

[1] پتوں کو پانی میں اُبالنے سے اس آبی خلاصہ میں صرف ۱۔ر فیصدی ایلکلائڈ برآمد ہوتا ہے حالانکہ پتوں میں ۵۔ر فیصدی ایلکلائڈ پایا جاتا ہے اس لیے اگر اس کا جوشاندہ کام میں لاتا ہو تو مکمل فوائد حاصل کرنے کی خاطر ہمیشہ پانچ گنا پتوں کو لے کر استعمال کرنا چاہیے۔

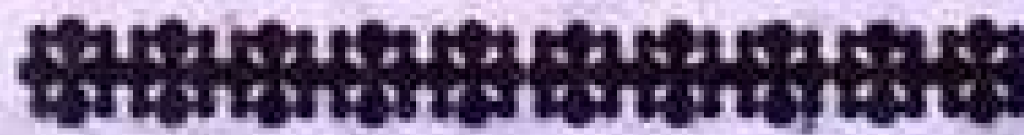
کے مریضوں میں سود مند ہے۔ (انڈین فارمیسوٹیکل کوڈیکس)

ایک مجرب نسخہ

جلنمباوی وٹی

سبز جل نیم ایک چھٹانک لے کر ایک تولہ فلفل گرد مسفوف کے ہمراہ خوب زوردار ہاتھوں سے کھرل کر کے جنگلی بیر کے برابر گولیاں بنالیں اور سایہ میں خشک کر کے بحفاظت رکھیں۔

جس وقت چھپاکی نکلتی معلوم ہو فوراً دو گولیاں ہمراہ آب تازہ دیں۔ فوراً فائدہ ہوتا ہے۔ شاذ و نادر دوسری خوراک کے دینے کی ضرورت پیش ہوتی ہے۔ جن کی بیماری دیر کی ہو یا بار بار ہو جاتی ہو ان کو دو۔ دو گولیاں صبح و شام آب تازہ کے ہمراہ ایک ہفتہ تک استعمال کرانے سے پھر یہ مرض نہیں ہونے پاتا۔ نہایت آزمودہ دوا ہے۔ علاوہ بریں یہ گولیاں نہایت اعلیٰ درجہ مصفی خون ہیں۔ پھوڑے پھنسیوں اور خارش وغیرہ کو دور کرنے کے لیے اکسیر ہیں۔



جَل دھنیا

مختلف نام :۔ سنسکرت میں کانڈریہ (زبان کی مانند تیز کانڈ یعنی تنا والا) کانڈ کٹک (چرپرہ ذائقہ کے کانڈ والا) ناسا سنویدن (تیز ہونے کی وجہ سے ناسا یعنی ناک کو محسوس ہونے والا) تسے ولی (نمی والی جگہ پیدا ہونے والا) سو کانڈک (خوبصورت کانڈ والا)۔ ہندی میں جل دھنیا۔ دیو کانڈر۔ لٹھ پری۔ لٹو کری۔ فارسی میں موشنک۔ کرفس دشتی۔ عربی میں کبیکج۔ کف السبع۔ شجر الضفادع۔ کف الضبع انگریزی میں واٹر سیلری (   ) اور لاطینی میں رنین کلس سکل ریٹس (   ) کہتے ہیں۔

تاریخ :۔ چرک وسشرت وغیرہ قدیم آیورویدک کتب میں اس کا قطعاً کوئی ذکر نہیں ملتا۔ البتہ دھنونتری نگھنٹو میں اس کا "کانڈریہ" نام سے بیان ملتا ہے اس کے سنسکرت نام کے متعلق کئی ویدوں میں اختلاف رائے ہے۔ لیکن جہاں تک ہم نے غور وخوض کیا ہے یہ نام بالکل صحیح ہے۔ چنانچہ دھنونتری نگھنٹو کے مصنف بنارس کے رہنے والے تھے۔ بنارس اور اس کے گردونواع میں یہ بوٹی اب بھی دیو کانڈر۔ دیو کنڈری اور کانڈر ناموں سے موسوم ہے۔ ان ناموں سے ہی قطعی واضح ہے۔ کہ یہ نام کانڈریہ نام سے ہی مشتق ہیں۔ دیگر اس کے سنسکرت ناموں سے اس کی کیفیت بھی بالکل واضح ہے۔

جائے پیدائش :۔ یہ عموماً ندیوں، نالوں۔ دریاؤں، تالابوں کے کنارے اور نمناک زمین پر خود رو پیدا ہوتا ہے۔ یہ موسم سرما سے شروع ہو کر موسم بسنت تک پایا جاتا ہے۔ یہ بھارت میں اتر پردیش۔ بنگال اور بہار میں عام ملتا ہے۔ پاکستان میں سندھ اور علاقہ پشاور میں دستیاب ہوتا ہے۔

نباتی توضیح :۔ اس کا پودا استادہ بے مو۔ بہت شاخدار۔ اکسالا اور ایک سے تین فٹ تک اونچا ہوتا ہے۔ پتے عموماً تین حصوں میں پھٹے ہوئے ہیں قطعات میں منقسم ہوئے ہوئے شخانہ نما۔ دندانہ دار اور بے ساق ہوتے ہیں۔ اس کے پتے دھنیا کے پتوں کے مشابہ ہوتے ہیں۔ اس لیے یہ جل دھنیا کے نام سے مشہور ہے۔ یعنی وہ پودا کہ جو جل (پانی) کے کنارے ہوتا ہے اور جس کے پتے دھنیا کے ہم شکل ہوتے ہیں۔ پتوں کا مزہ چرپرا اور بو تیز ہوتی ہے۔ اس کو سرسوں کے پھولوں کی طرح کے زرد رنگ کے ننھے ننھے پھول آتے ہیں۔ اور ان پھولوں سے ہی چھوٹے چھوٹے تھوڑے لمبے بیضہ نما پھل نکلتے ہیں۔ یہ پھل بکن بوٹی کے پھلوں کے بالکل مشابہ ہوتے ہیں۔ یعنی یہ پھل پیپلی (فلفل دراز) کے مانند کے ننھے ننھے ابھرے ہوئے دانوں والے ہوتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہت ننھی ننھی پیپلی لگی ہوئی ہیں۔ اس کا ڈنٹھل کھوکھلا اور دھاری دار ہوتا ہے۔

نباتی فصیلہ :۔ یہ فصیلہ بیش یعنی نیچرل آرڈر رے نن کیولیسی ( ) میں داخل ہے۔ غرضیکہ یہ اسی فصیلہ میں سے ہے کہ جس میں بیش کا شمار ہے۔

حصص مستعملہ :۔ پتے۔ پنچانگ اور ڈنٹھل دوا مستعمل ہیں۔

افعال و خواص

کانڈیر (جل دھنیا) چرپرہ۔ تلخ اور گرم ہے۔ دست آور ہے۔ بگڑے ہوئے زخموں اور درد کو دور کرتا ہے۔ باد گولا۔ امراض شکم۔ تلی۔ درد شکم اور کمی ہاضمہ کو دافع ہے۔ (دھنونتری نگھنٹو)

خواص و فوائد

لٹو پری نہایت تیز ہے۔ لگانے سے بدن پر زخم پڑ جاتا ہے۔ جلا کرتی ہے جلاتی ہے اور سوزش ڈال دیتی ہے۔ اس کے لگانے سے بدن کی کھال

اس کی جڑ کو سکھا کر سونگھنے سے کندش سے زیادہ چھینکیں آتی ہیں۔ اس کے لگانے سے ترکھجلی، ناخنوں کی سفیدی، مسے اور غدود جاتے رہتے ہیں۔ سرکے کے ساتھ داء الثعلب، داء الحیہ اور برص پر لگانے سے بہت نفع ہوتا ہے۔ دانتوں میں درد اور ٹیس ہو تو اس کو باہر سے لگا دینے سے بہت نفع ہوتا ہے۔ اس کے جوشاندے سے گنجے کے سر کو دھونے سے نفع ہوتا ہے۔ اس کو پیس کر منجن کرنے سے ہلتا ہوا دانت ٹوٹ جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کیڑا کھائے ہوئے دانت والے آدمی کے گلے میں اس کو باندھ دینے سے درد مٹ جاتا ہے۔ مگر یہ چاہیے کہ اس کو باندھ کر سو دیں نہیں کیونکہ دانت گر جائے گا۔ اس کو رحم میں رکھنے سے حمل گر جاتا ہے اور خون حیض جاری ہو جاتا ہے ریاح تحلیل کرتی ہے۔ ہندو اس کا اچار تیار کرتے ہیں۔ اس طرح کہ اس کی شاخیں تراشں کر جوش دے کر نمک ملا کر دھوپ میں رکھ دیتے ہیں۔ دو تین روز میں ترشی آ جاتی ہے۔ امراض ریحی اور بلغمی کو یہ اچار نفع دیتا ہے کیونکہ گرم ہے۔ اس کے پتے پیس کر ٹکیہ بنا کر آدھ گھنٹے تک بند صار کھنے سے گھونٹنے کے بعد وہاں کسی کے بارہ گھنٹے میں چھالا ہو جاتا ہے، اور کسی کے چودہ گھنٹے میں اور کسی کے ہوتا بھی نہیں، مگر اس جگہ سوزش بہت ہو جاتی ہے۔ پیپ پڑی گانٹھ پر اس کے پتوں کا ضماد اس کو خوب پکا کر پھوڑ دیتا ہے۔ اس کی جڑ کے خالص رس کو ورم پر لگانے سے فائدہ ہوتا ہے۔ اگر اس دوا کا داد پر لیپ کریں تو اس سے بہت سا پانی نکلے پھر خشک ہو جائے اور اگر اس کو پیس کر مادہ خدر پر جس کو سن بہری کہتے ہیں ضماد کریں تو وہاں آبلہ اٹھ آئے اور تمام پانی نکل جائے پھر سفیدے کا مرہم لگائیں۔ آرام ہو جائے گا۔ اس کا ضماد مطبوق کو نافع ہے کہ آبلہ اٹھ کر پانی نکل جاتا ہے۔ چونکہ اس کا لیپ بدن پر زیادہ ٹھہرنے سے زخم ڈال دیتا ہے اس لیے روغن کے ساتھ لیپ کیا کریں یا دودھ اور نشاستہ ملا لیا کریں۔ اگر کسی زخم کا گوشت سڑ جائے تو اس کی جڑ لگانے سے وہ بُرا گوشت صاف ہو جاتا ہے۔

نوماشر جڑ کے کھا لینے سے اور بعض اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً اجزائے درخت کے کھا لینے سے آدمی مر جاتا ہے۔ جب اس کو ہم وزن آٹے میں گوندھ کر بدن پر لگائیں تو دماغ کے قائم مقام ہو جائے اگر خالص لگائیں تو زخم ڈال دے

مگر بعض آدمیوں کے زخم نہیں بھی پڑتا۔ اس کی جڑ کھانے سے وہ حال ہوتا ہے جو بھلانوہ کھانے سے ہوتا ہے کہ غم اور بے چینی اور بدن پر خارشت وغیرہ پیدا ہوتی ہے پس اگر ایسا اتفاق ہو جائے تو اس طرح معالجہ کریں جیسا کہ بھلانوہ کھانے پر کیا جاتا ہے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ اس کی جڑ کو باہر سے استعمال کریں کھلانے کے کام میں نہ لائیں۔ جالینوس کی یہ ہدایت ہے کہ طبیب اس کے کھلانے سے محترز ہے۔ کیونکہ خاصیت اس کی جلانے کی ہے اور دل کی حرارت کو مٹا دیتی ہے اور قاتل زہر ہے گیلانی بیان کرتا ہے کہ میرا ایک دوست کہتا تھا کہ اگر کوئی سمی جانور کاٹ کھائے تو تازہ بیکنج کو لیموں کے رس میں پیس کر آنکھوں میں لگائیں اور جوش دے کر تھوڑا سا پلا بھی دیں کہ حلق سے گاڑھی گاڑھی ایک چیز نکل کر افاقہ ہوتا ہے۔ اگر مسموم غافل ہو اور اس کو پینے کا ہوش نہ ہو مگر ابھی زندگی باقی ہو تو اس کے بدن میں نشتر چبھو کر دیکھیں کہ اگر خون ہو تو ایسا کریں کہ پیشانی۔ کنپٹیاں۔ پنڈلی۔ بازو اور کلائیوں پر پچھنے لگا کر یہ دوا پیس کر مل دیں تھوڑی دیر میں افاقہ ہو جائے مگر جب کہ نشتر چبھونے سے خون نہ نکلے تو اس دوا سے کوئی نفع نہ ہوگا۔ اس کو مردہ سمجھنا چاہیے۔

یہ دوا مرض طاعون کے لیے تجربے سے مفید ثابت ہوئی ہے۔ پس جس مقام پر طاعون شروع ہو گیا ہو وہاں تندرست آدمی کو اس کے چار پتے توڑ کر کھا لینا محافظ بیماری ہے۔ اگر بخار آ گیا ہو تو یہ تدبیر کرنی چاہیے کہ چار یا پانچ پتیاں پیس کر کلائی پر ہلکا لیپ کر دیں اور اس پر کپڑا لپیٹ دیں اور بوتل میں گرم پانی بھر کر دو گھنٹہ تک سینکیں۔ تین بار دو دو گھنٹہ یہ عمل کریں۔ چھ گھنٹہ میں بخار اتر جائے گا اور کلائی میں لیپ کی جگہ آبلے پڑ جائیں گے۔ جن کو دو روز بعد توڑ کر مکھن مل دینا چاہیے۔ اگر تین دفعہ کے لیپ سے بخار نہ اترے تو چوتھی بار لیپ کریں۔ اگر پھر بھی نہ اترے تو چار پتے پیس کر تھوڑے پانی میں ملا کر پلانا بھی بہتر ہوگا۔ بخار اترنے کے بعد کھانا جلد دے دینا مناسب نہیں اور سرد بادی چیز ہرگز نہ دی جائے بلکہ جب خوب بھوک لگے تو گائے کا دودھ گرم گرم پلانا چاہیے یا دودھ میں ساگودانہ پکا ہوا یا مونگ کی دال یا بکری کا شوربا چپاتی کھلانا چاہیے۔ (خزائن الادویہ)

طبیعت :۔ گرم وخشک دوسرے یا تیسرے یا چوتھے درجے میں۔

(خزائن الادویہ)

افعال :۔ خراش کنندہ اور منفط (آبلہ انگیز) ہے۔

نفع خاص :۔ طاعون کے دفعیہ کی ایک خاص اکسیری دوا ہے۔ عرق النساء گنٹھیا۔ داد اور چنبل کے لیے نہایت مفید ہے۔ مخلوق کے لیے کارآمد ہے۔

مقدار خوراک :۔ دن بھر میں ایک سے پانچ تولہ تک۔

استعمالات

۱۔ طاعون :۔ طاعون کی یہ ایک خاص اکسیر الاثر بوٹی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ۱۹۱۴ء میں جب پلیگ ہوا تھا تو بنارس میں ایک مہاتما یوگ سادھن رت چوبے جی رہتے تھے۔ انہوں نے اسے استعمال کیا تھا اور نہایت لاثانی فائدہ ہوا۔ ہزاروں مریض شفایاب ہوئے۔ چاروں طرف اس بوٹی کی شہرت کا ڈنکا بجنے لگا دیگر معالجین بھی اسے استعمال کرنے لگے۔ جس نے استعمال کیا اسی نے فیض اٹھایا تب سے یہ بوٹی طاعون کی شافی دوا قرار دی جا چکی ہے۔

طاعون کے لیے اس کے استعمال کی مفصل ترکیب ذیل میں حوالہ قلم کی جاتی ہے۔ تاکہ بوقت ضرورت ناظرین اس سے پوری طرح سرفراز ہو سکیں۔

بطور حفظ ماتقدم :۔ یہ بوٹی نہ صرف طاعون ہونے پر ہی مفید ہوتی ہے بلکہ بطور حفظ ماتقدم یعنی طاعون سے محفوظ رہنے کے لیے بھی مفید و مجرب ہے۔ چنانچہ جب پلیگ پھیل رہی ہو تو کسی نہ کسی شکل میں اسے استعمال کرتے رہنے سے طاعون کے ہونے کا خوف نہیں رہتا۔ اس مدعا کے لیے یہ مختلف طریقہ جات سے استعمال کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ اس کا ساگ۔ چٹنی اور اچار وغیرہ بنا کر کھایا جا سکتا ہے۔ روزانہ ایک سے پانچ تولہ تک کی مقدار میں کسی نہ کسی صورت میں استعمال کر لینی چاہیے۔ جس طرح عام ساگ۔ چٹنی وغیرہ بنائی جاتی ہے۔ اسی طرح اسے بھی استعمال کر لینا چاہیے۔ اس کے ڈنٹھلوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے اور مناسب مقدار میں نمک۔ مرچ۔ رائی اور سرسوں کا تیل ڈال کر کسی شیشے یا چینی

یا مٹی کے مرتبان وغیرہ میں بند کر کے تین چار دن دھوپ میں رکھ کر اچار بنا کر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ اچار گرم اور نہایت ہاضم ہوتا ہے خصوصاً بلغمی مزاج والوں کو نہایت موافق رہتا ہے۔

بطور شافی مرض۔ مقامی استعمال:۔ جل دھنیا کو تازہ بتازہ لے کر خوب کوٹیں اور اس کی ٹکیہ بنا کر پلیگ کی گانٹھ پر باندھ دیں۔ دو یا تین گھنٹے بعد بدلتے رہیں۔ پانچ چھ گھنٹے میں وہاں پھپھولے پڑ جائیں گے۔ یہ پھپھولے خود بخود پھٹ جائیں تو ان کا پانی روئی، کپڑا یا جاذب (سیاہی چوس) وغیرہ سے وہیں خشک کریں۔ دگرنہ کسی دوسری جگہ پانی لگ جانے پر وہاں بھی چھالے پڑ جائیں گے۔ اگر پھپھولے خود نہ پھوٹے ہوں تو ان کو چھید کر پانی نکال ڈالیں۔ پھپھولوں کے زخموں کو ٹھیک کرنے کے لیے گائے یا بھینس کا گھی لگائیں۔ چنبیلی کا تیل بھی لگا سکتے ہیں۔

داخلی استعمال:۔ پلیگ کے شروع ہوتے ہی جل دھنیا کے مقامی استعمال کے علاوہ اسے اندرونی طور پر بھی استعمال کرنا چاہیے چنانچہ اس کا رس کا نغدہ فی خوراک ایک یا دو تولہ کی مقدار میں نصف یا ایک ایک گھنٹہ کے وقفہ کے بعد دیں۔ پانچ سات خوراکوں کے استعمال سے ہی پیاس اور جلن کم ہو جاتی ہے۔ پاخانہ اور پیشاب کھل کر آجاتا ہے۔ بخار کی گھبراہٹ اور بے چینی وغیرہ علامات کم ہونے لگتی ہیں۔ اگر سبز جل دھنیا دستیاب نہ ہو تو خشک جل دھنیا کا جوشاندہ بنا کر بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ لیکن سبز جل دھنیا زیادہ مفید ہے۔

دیگر ترکیب استعمال

بعض معالجین مرض طاعون میں اس کے تازہ پتوں کو کوٹ کر بنائی ہوئی ٹکیہ کو مریض کی کلائی پر سیدھے جانب باندھ دیتے ہیں۔ جب اس جگہ آبلہ پیدا ہو جاتا ہے تو اس کو چھید کر پانی نکال دیا جاتا ہے۔ اور پھر آبلہ پر گھی وغیرہ لگا دیتے ہیں۔ اس سے بھی طاعون کی گلٹی دب جاتی ہے۔ اور ساتھ ہی بخار اور

دوسرے عوارض بھی دور ہو جاتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کلائی اور طاعون کی گلٹیوں کا کوئی ایسا گہرا تعلق ہے کہ کلائی پر آبلہ اٹھانے سے طاعون کو یقینی طور پر آرام آجاتا ہے۔ اس طریقہ استعمال کے علاوہ بریں اگر جل دھنیا اندرونی طور پر بھی استعمال کرایا جائے تو سونے پر سہاگہ کا کام ہوتا ہے۔

نوٹ:۔ طاعون کے حملہ ہوتے ہی فوراً یہ علاج شروع کر دینا چاہیے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ یہ طریقہ علاج مرض کے لاحق ہونے کے پانچ چھ گھنٹوں کے اندر اندر نہایت کارگر ثابت ہوتا ہے۔ دیر ہو جانے پر کم فائدہ ہوتا ہے۔ تاہم اس علاج کے کرنے سے چوکنا نہیں چاہیے۔

۲۔ مجلوق کے عضو پر اس کا ضماد کیا جاتا ہے۔ جس سے آبلہ پیدا ہو کر فاسد رطوبت خارج ہو جاتی ہے اور عضو کو تحریک و تقویت حاصل ہوتی ہے۔

۳۔ عرق النساء (رینگھن باؤ) کے لیے بھی یہ نہایت مفید ہے۔ چنانچہ جل دھنیا کو کوٹ کر ٹکیہ بنا کر ٹخنے اور ایڑی کے درمیان باندھنے سے اس جگہ آبلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ جس سے عرق النساء کے درد کو آرام آجاتا ہے۔ آبلہ کا علاج مذکورہ صدر طریقہ کے بموجب کیا جاتا ہے۔

۴۔ گنٹھیا کے جوڑ پر بھی اسے باندھ کر آبلہ پیدا کیا جاتا ہے کہ جس سے درد کو نہایت عمدہ فائدہ ہوتا ہے۔

۵۔ پرانے داد اور ہٹیلے چنبل پر اس کو کوٹ کر باندھنے سے آبلہ پیدا ہو کر بہت نفع ہوتا ہے۔

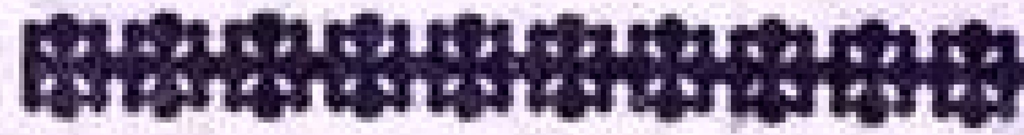
۶۔ تسری کرنل آر۔ این۔ چوپڑا رقم طراز ہیں:۔

تازہ پودا بہت چرپرا اور زہریلا ہوتا ہے اور اندرونی طور پر لیا جائے تو شدید مخرش اثرات پیدا کرتا ہے۔ مویشیوں خصوصاً گائے بیل کو زہر دینے کا موجب ہے۔ پیسے ہوئے پتوں کا جب جلد پر لیپ کیا جاتا ہے تو آبلے اٹھ آتے ہیں اور یورپ میں پیشہ ور فقرا ہمدردی کو برانگیختہ کرنے کی خاطر آبلوں یا نمایاں زخموں کو پیدا کرتے یا قائم رکھنے کے لیے پہلے استعمال کیا کرتے تھے۔

ولیکیا (واقع رومانیہ) کے باشندے اسے ابالتے

کے بعد بطور ترکاری استعمال کرتے ہیں۔ ایک قابل ذکر حقیقت کو یاد رکھیں کہ یہ تب ہی زہریلا اور قوی آبلہ انگیز ہے کہ جب پکایا نہ گیا ہو۔ کچھ مصنفین کا خیال ہے کہ اس پودے کو گائے بھینس وغیرہ کے کھا لینے سے دودھ کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔

(پائزنس پلانٹس آف انڈیا)



جیاپوتا

مختلف نام :۔ سنسکرت میں پتر جیو۔ گربھ کر۔ یشٹی پشپ۔ ارتھ سادھک گربھ دا۔ کمار جیوا۔ پوترا۔ ہندی میں جیاپوتا۔ جیوپتر ک۔ بنگالی میں جیاپوتا۔ پتر جیوا۔ مرہٹی میں جیوک پترک۔ تامل میں ہر وپولی۔ کروپولی۔ تیلگو میں کدر جیوی۔ مہا پتر جن۔ پتر جیوکا۔ لاطینی میں پترن جیوا رکس برگھیائی (
) اور ناگڈیا پترن جیوا (
)

کہتے ہیں۔

وجہ تسمیہ :۔ چونکہ اس کے استعمال سے زندہ پتر اور پوتے پیدا ہوتے ہیں۔ یا اس کی استعمال سے پتر اور پوتے زندہ رہتے ہیں۔ یعنی یہ ان کے لیے حیات بخش ہے۔ اس لیے اس کا نام جیاپوتا قرار دیا گیا ہے۔ پتر جیوا اور کمار جیوا ان دونوں سنسکرت ناموں کا بھی یہی مفہوم ہے۔ جن عورتوں کے حمل قیام نہیں پاتا ان کو اس کے استعمال کرانے سے حمل قرار پاجاتا ہے۔ اس لیے اس کو سنسکرت میں گربھ کر اور گربھ دا کہا ہے۔ چونکہ ہندوؤں میں یہ پوتر (پاک) مانا گیا ہے۔ اس لیے اس کا پوترا نام بھی بتلایا گیا ہے۔

تاریخ :۔ اگرچہ طب آیورویدی میں اس کا استعمال نہایت قدیم زمانہ سے مروج ہے۔ تاہم طب آیوروید کی قدیمی کتب چرک وسشرت میں اس کا تذکرہ نہیں ملتا البتہ بھاوپرکاش۔ رس رتناکر اور رس رتن سمچیہ وغیرہ میں اس کا بیان ضرور ملتا ہے۔ طب یونانی کی کتب میں اس کا بالکل ذکر نہیں ہے۔ اور حکماء کے ہاں اس کا استعمال بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ جڑی بوٹیوں کے متعلق آجکل جو نئی نئی کتب حکماء صاحبان نے تحریر فرمائی ہیں ان میں بھی اس کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ "خزائن الادویہ" میں اس

کا "پترا جیوا" کے نام سے ضرور ذکر آیا ہے لیکن صرف برائے نام، چنانچہ اس کے لیے کل تین نامکمل سطور رقم کی گئی ہیں۔ دراصل یہ بالکل ویدک دوا ہے۔ اور ویدوں کے ہاں ہی عموماً مستعمل ہیں۔

جائے پیدائش :۔ یہ درخت ہندوستان کے گرم تر علاقوں میں عموماً خودرو پیدا ہوتا ہے لیکن کہیں کہیں یہ کاشت بھی کیا جاتا ہے۔ ہمالیہ کے نیچے کے حصے کماؤں میں مشرق و جنوب کی جانب اور پیگو اور لنکا تک ملتا ہے۔ اتر پردیش کے شہروں میں باغوں اور سڑکوں کے کناروں پر سایہ وغیرہ کی خاطر یہ درخت بکثرت لگے ہوئے ہیں۔ رشی کیش اور ہردوار کے گرد و نواح میں اس کے درخت بکثرت پائے جاتے ہیں۔ دہلی کی سڑکوں اور باغوں میں بھی یہ درخت ملتا ہے۔

نباتی توضیح :۔ اس کا درخت زیبا، سدا بہار اور چالیس پچاس فٹ تک بلند ہوتا ہے۔ اس کی شاخیں اکثر نیچے کی طرف جھکی رہتی ہیں۔ اس کی چھال چکنی سیاہی مائل نیلگوں رنگ کی ہوتی ہے لیکن چھوٹے درختوں کی چھال سفید رنگ کی ہوتی ہے۔ اس کے پتے مترادف بیضوی شکل کے لیکن ایک طرف کو جھکے ہوتے ہیں یہ چکنے۔ چمکیلے۔ دندانے دار اور گہرے ہرے رنگ کے ہوتے ہیں۔ یہ ۶،۲ سے ۱۰ سنٹی میٹر تک لمبے اور ۲،۲ سے ۳،۸ سنٹی میٹر تک چوڑے ہوتے ہیں اسے پھول پیلے رنگ کے چھوٹے چھوٹے طبوترے اور گچھوں کی شکل میں ماہ اپریل و مئی میں لگتے ہیں۔ ماہ جون جولائی میں تقریباً نیم کی نبولی کے قد و شکل کے پھل لگتے ہیں جن کی گٹھلی جھری دار، چکنی، سفید، سخت اور نوک دار ہوتی ہے۔ ہر گٹھلی کے اندر صرف ایک ہی مغز ہوتا ہے۔

نباتی فصیلہ :۔ یہ فصیلہ زقوم یعنی نیچرل آرڈر یوفوربے ایسی ( ) میں داخل ہے۔ غرضیکہ یہ اسی فصیلہ میں ہے کہ جس میں زقوم (ڈنڈا تھوہر) اور ارنڈ (بیدانجیر) وغیرہ کا شمار ہے۔

کیمیائی تجزیہ :۔ پھلوں میں سے زیتونی خاکی رنگ کا قدرے میلا تیل

حاصل ہوتا ہے۔ ان میں تقریباً ۲۸٫۸۶ فیصدی مغز اور مغزوں میں سے اندازاً ۹٫۲۴ فیصدی ایک صاف ہلکے زرد رنگ کا تیل حاصل ہوتا ہے۔ (ہوپر)

اجزائے مستعملہ:۔ زیادہ تر پھل ہی دواءً مستعمل ہیں لیکن جڑ اور پتے بھی استعمال میں آتے ہیں۔

افعال و خواص

پتر جیوہ ثقیل، مولد منی اور حمل عطا کرنے والا ہے۔ بلغم اور وات کو دور کرتا ہے۔ پیشاب اور پاخانہ لاتا ہے۔ خشک، شیریں، کھاری اور چرپرہ ہے۔

(بھاوپرکاش نگھنٹو)

مقدار خوراک:۔ پتر جیوہ کا مغز ایک سے تین ماشہ تک۔ جڑ چھ ماشہ سے ایک تولہ تک۔

آیورویدک استعمالات

جیاپوتا کے بیج، پتے اور جڑ کو دودھ کے ہمراہ پینے سے جس عورت کے بچے ہمیشہ مرجاتے ہوں وہ عورت لمبی عمر والے بچے کو جنم دیتی ہے۔

(رس رتناکر)

جیاپوتا کے پھلوں کا مغز چار ماشہ کی مقدار میں ٹھنڈے پانی کے ساتھ پیس کر پینے سے اور آنکھ میں بطور انجن لگانے سے اور لیپ کرنے سے تھاور وِش (نباتی و معدنی وغیرہ زہریلی اشیاء کا زہر) اور جنگم وِش (سانپ، بچھو وغیرہ کے کاٹنے کا زہر) غرضیکہ تمام اقسام کے زہر دور ہو جاتے ہیں۔ اگر ظاہراً کال روپی ناگ (وہ ناگ یعنی سانپ کہ جس کے ڈسنے سے کال یعنی موت کا آنا لازمی ہے) نے بھی ڈس لیا ہو تو بھی مریض بچ جاتا ہے۔ (رس رتناکر)

لے ڈاکٹر کیئس اور مہیسکر کی رائے ہے کہ یہ دوا سانپ کے زہر پر اپنا کوئی اثر نہیں رکھتی۔

پُتر جیوک کے پھل کے مغز کو پانی کے ہمراہ پیس کر لیپ کرنے سے کال سپھوٹ (سیاہ رنگ کی گلٹی کہ جس میں بہت جلن ہوتی ہے اس سے عموماً موت ہو جاتی ہے) اور وِش سپھوٹ (پلیگ کی گلٹی وغیرہ) بمعہ درد بہت جلد نابود ہو جاتے ہیں۔ علاوہ بریں اس لیپ سے گرنتھی (گلٹی) اربد (رسولی) وغیرہ تمام جسم میں ہونے والی گانٹھیں بھی دور ہو جاتی ہیں۔ (رس رتن سمچیہ)

صرف جیا پوتا کے مغز کو پانی کے ہمراہ گھس کر لیپ کرنے سے بغل کی گانٹھ گلے کی گانٹھ اور بد دور ہو جاتی ہے۔ علاوہ بریں اس لیپ سے دیگر سپھوٹک (گلٹیاں) بھی دور ہو جاتے ہیں۔ (رس رتن سمچیہ)

جیا پوتا کے پھلوں کے مغز کو پانی کے ہمراہ پیس کر گرم گرم لیپ کرنے سے کان سے گلے۔ بغل اور کنج ران میں پیدا ہوئے سپھوٹ (گلٹیاں) دور ہو جاتے ہیں (رس رتن سمچیہ)

کنکھ روگ (ناخنوں کا ایک مرض جس میں ناخنوں کی جڑیں پیپ پڑ جاتی ہے۔ اور ناخن گل سڑ جاتے ہیں) میں جیا پوتا کے پھلوں کے مغز کو پانی میں پیس کر لیپ کرنا چاہیے۔ (رس رتن سمچیہ)

دیگر استعمالات

۱۔ ڈاکٹر سٹیورٹ ( ) صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

پتے اور پھلوں کے مغز کا جوشاندہ زکام اور بخاروں میں دیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر ولیم ڈائی موک صاحب اپنی مصنفہ کتاب فارما کوگرافیا انڈیکا میں رقم طراز ہیں۔

بچوں کو اچھی صحت میں رکھنے کی خاطر بطور جادو پھل بچوں کی گردن کے گرد لٹکائے جاتے ہیں۔ ان کے متعلق یقین کیا جاتا ہے کہ ان سے حمل استقرار پاتا ہے۔ اور بھی دعائیہ اوصاف ان سے منسوب کیے جاتے ہیں۔ چونکہ ان کی تاثیر گرم خیال کی جاتی ہے۔ اس لیے یہ کئی مرتبہ اندرونی طور پر زکام میں بھی

دیے جاتے ہیں۔

ایک تجربہ کی بات

اس بوٹی کے متعلق اس طرح کی باتیں تو بہت سنتے تھے مگر اس کا تجربہ کرنے کا موقع ہمیں نہ ملا تھا۔ ایک بار رنبڑا سنٹر کی طرف ایک مریض کا علاج کرنے کے لیے ہمیں جانے کا موقع ملا اور وہاں سے کچھ دوری پر چومکھ مہادیو کے درشن (دیدار) کے لیے جاتے ہوئے پتر جیوک (جیاپوتا) کے دو درخت نظر آئے اور ہم نے ان کی تھوڑی سی جڑیں نکلوالیں۔

ہم جس مریض کا علاج کرنے گئے تھے وہ ایک عورت تھی۔ اسے ہمیشہ حمل کے ساقط ہو جانے کا مرض تھا۔ اگر کوئی بچہ سلامت پیدا ہو بھی جاتا تو تھوڑے ہی دنوں میں مرجاتا تھا۔ کیونکہ اس کا دودھ بالکل پانی کی مانند اور نہایت بدبودار رہتا تھا۔ اگر کوئی دوسری عورت بچے کو دودھ پلانے کی خواہش کرتی تو بھی اس کی خواہش پوری نہیں ہونے پاتی تھی۔ کیونکہ ہر بچے کو پیدائش کے ساتھ ہی ایسا مرض ہو جاتا تھا جس سے وہ دودھ ہی نہیں پی سکتا تھا۔ اس کے علاوہ اس عورت کو پردرد اور اندام نہانی کی جلن کا مرض بھی ہمیشہ رہا کرتا تھا۔

اس نئی دوا (جیاپوتا) کو آزمانے کی آرزو سے ہم نے اپنے ساتھ لائی ہوئی ایک بھی دوا استعمال نہ کرتے ہوئے جیاپوتا کی جڑ کو ہی دینا طے کیا۔ ہر روز صبح و شام ایک ایک تولہ جڑ کو دودھ میں گھس کر دینا شروع کیا اور ترشی، کھاری، تیکھی اور گرم اشیاء سے سخت پرہیز کرنے کی ہدایت کر دی مریضہ کا دوا سے یقین جاتا نہ رہے اس لیے اس کے یقین کو پختہ رکھنے کی خاطر دوسری دوا کے طور پر صرف سہاگہ کی پڑیاں دے دی تھیں۔ اس دوا کو شروع کرنے کے بعد آہستہ آہستہ اس کا مرض کم ہونے لگا اور اسے دو، تین ماہ کے بعد حمل ہو گیا۔ اس کے بعد بھی بچہ پیدا ہونے تک یہ دوا جاری رکھی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وقت مقررہ پر اس کا ایک بالکل تندرست اور خوبصورت لڑکا پیدا ہوا۔ اس کا دودھ بھی سنور گیا اور اس کے بعد ابھی تک وہ پانچ

تندرست بچوں کی ماں ہے۔

اس واقعہ کے بعد آتشک امراض زچہ، خنازیر، پیپ، درد وغیرہ امراض کی وجہ سے بانجھ ہوئی ہوئی اندازاً پچیس ۲۵ عورتوں پر اس جڑی کے پھل کے مغز کا استعمال کیا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے تقریباً ۲۰ عورتوں کا سنہ ۱۹۱۳ء تک نہایت تسلی بخش نتیجہ برآمد ہوا۔ (جنگلی جڑی بوٹی)

کچھ اور بھی

ہر دوار کے یاتری جیاپوتا کے پھلوں کو جمع کر کے مالا بناتے ہیں۔ ویسے بھی ہر دوار میں جیاپوتا کی مالائیں بکثرت فروخت ہوتی ہیں۔ نہایت قدیم زمانہ سے جیاپوتا کی مالا پہننے کا ہندوؤں میں رواج ہے۔ لیکن رشیوں کو کیا ضرورت محسوس ہوئی کہ اور سینکڑوں قسم کے بیجوں کا چھوڑ کر جیاپوتا کے بیج ہی مالا کے لیے منتخب کیے اس میں بھی ایک راز پنہاں ہے۔ تیرتھوں پر ملک کے ہر کونے سے بے شمار لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اور ہر طرح کی وبائی امراض کے جراثیم بھی ان کے ہمراہ آکر وبائی امراض پھیلاتے ہیں۔ اس لیے رشیوں نے یاتریوں کو وبائی امراض سے محفوظ رکھنے کی خاطر جیاپوتا کی مالاؤں کے استعمال کا رواج رائج کیا تھا۔ اس کی مالا کے ہوتے ہوئے وبائی امراض کے ہونے کا امکان نہیں رہتا۔ پہلے زمانہ میں ایسی مالائیں رفاہ عام کے لیے رشی خود یاتریوں میں تقسیم کرتے تھے۔

علاوہ بریں اس میں یہ خاص صفت ہے کہ اس کے استعمال سے بانجھ پن دور ہو کر حمل قرار پا جاتا ہے۔ اولاد کی بھلا کس کو خواہش نہیں لوگ سینکڑوں روپے صرف کر کے بھی اولاد چاہتے ہیں۔ عام لوگوں کا تو کہنا ہی کیا ہم اکثر بیسیوں کو بھی یہ علم نہیں کہ ہمالیہ کے دامن میں پرماتما نے اپنے فضل و کرم سے وہ بوٹی کثرت سے پیدا کر رکھی ہے کہ جس سے ہر امیر و غریب اولاد جیسی نعمت عظمیٰ سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ جیاپوتا کے اس پوشیدہ راز سے سنیاسی لوگ خوب واقف ہیں۔ اور وہ اس دوا کی بدولت اولاد کے غرض مند لوگوں

کی تمنا کو پورا کر کے اپنی دھاک کو جمائے ہوئے ہیں۔ اس حقیر سی بوٹی کی بدولت بے انتہا ویران گھر گلزار بن چکے ہیں۔ اس راز کو نابود ہوتا دیکھ کر ہی میں نے اپنے کرم فرماؤں کے لیے اس راز کو منکشف کر دیا ہے تاکہ آپ اپنی واقفیت کے باعث حکیم مطلق کی اس فیاضی سے محروم نہ رہیں۔

اس میں ایک دیگر بھی خاص صفت ہے۔ یعنی اگر حاملہ عورت اس کو استعمال کرے تو حمل قطعاً نہیں گرنے پاتا۔ اور اس کے متواتر استعمال سے بچہ یقینی طور پر قوی اور جسیم پیدا ہوتا ہے۔ غرضیکہ حاملہ کے بچہ کی حفاظت اور سلامتی کے لیے بھی یہ نہایت موثر ہے۔ چنانچہ جن عورتوں کے بچے چھوٹی عمر میں ہی مر جاتے ہیں۔ یا کمزور یعنی مرجل رہتے ہیں۔ ایسی عورتوں کو ایام حمل سے لے کر بچہ پیدا ہونے تک اسے متواتر استعمال کرانا چاہیے۔ اس کے استعمال کے بعد جو بچہ پیدا ہوگا۔ نہایت تندرست اور اپنی قدرتی عمر تک زندہ رہے گا۔ اس کا نام جیا پوتا تو اسی لیے ہے کہ یہ صرف پوتر (بیٹا) ہی نہیں۔ بلکہ پوتوں تک حیات دینے والا ہے۔ لیکن ہم ہیں کہ ایسے بیش بہا رتن کی جانب ہم نے کبھی توجہ ہی نہیں دی۔

لاکھ روپیہ کا ایک نسخہ

بانجھ پن کی ایک نہایت ہی پرتاثیر دوا

پتر داوٹی

شری مان وید شاستری شال داس گورجی نے اپنی مصنفہ گجراتی زبان کی کتاب "جنگلی جڑی بوٹی" میں اپنی دریا دلی کی بدولت اس اکسیری تحفہ کا انکشاف کیا ہے۔ چونکہ تجربہ کی کسوٹی پر یہ نسخہ نہایت پر اثر ثابت

ہو چکا ہے۔ بیسیوں عورتیں جو اولاد سے محروم تھیں۔ اس کے استعمال سے اپنی گودیاں ہری بھری کر چکی ہیں۔ اس لیے یہ اکسیری صفت نسخہ بلا کم و کاست شاستری جی کی تحریر کے مطابق ہی ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ بنا کر استعمال کریں اور قلبی دعائیں لیں۔

جیا پوتا کے پھل کا مغز چار تولہ۔ شولنگی کے بیج چار تولہ۔ پارس پیپل کے بیج چار تولہ۔ ناگ کیسر چار تولہ۔ اسگندھ چار تولہ۔ سرپنکھا کی جڑ چار تولہ۔ پوست ہڑ چار تولہ۔ پوست بہیڑا چار تولہ۔ آملہ منقیٰ چار تولہ۔ دیودار چار تولہ۔ اُلٹ کمبل کی جڑ چار تولہ۔ مغز کنول گٹہ چار تولہ۔ بلا بیج چار تولہ۔ سفید صندل چار تولہ۔ صندل سرخ چار تولہ۔ دار ہلدی چار تولہ۔ طباشیر چار تولہ۔ کشتہ قلعی چار تولہ۔ کشتہ فولاد چار تولہ۔ کشتہ سونا مکھی چار تولہ۔

ان میں سے سب سے پہلے نباتی ادویہ کا سفوف کر کے تینوں کشتہ جات اس میں ملا دینے چاہیں۔ اس کے بعد تمام سفوف کو ایک بھاونا بھارنگی کے کاڑھے کی۔ ایک بھاونا اشوک کی چھال کے کاڑھے کی۔ ایک بھاونا جیا پوتا کے پھلوں کے مغزوں کے کاڑھے کی اور ایک بھاونا ستاور کے رس یا کاڑھے کی دینی چاہیے۔ اس کے بعد چھ چھ رتی کی گولیاں بنا کر سایہ میں خشک کر لینی چاہئیں

ان میں سے ہر روز صبح و شام تین سے لے کر چار گولی تک دودھ کے ساتھ لینی چاہیں۔ کچھ دنوں تک اس کو استعمال کرنے سے تمام اقسام کے حیض کی خرابیاں دور ہو کر عورتوں کا بانجھ پن مٹ جاتا ہے۔ جن عورتوں کا حمل ہمیشہ گر جاتا ہو۔ حیض کے نمودار ہونے کے وقت تکلیف ہوتی ہو۔ ماہواری خون کم آتا ہو۔ حمل ٹھہرتا نہ ہو ایسی مستورات کے سب نقائص اس دوا سے دور ہو جاتے ہیں۔ جنم بندھیا (جنم یعنی پیدائش سے ہی بانجھ ہے) کاک بندھیا (وہ عورت جسے ایک اولاد ہونے کے بعد دوسری اولاد نہ ہو) اور مرت وتسا (جس کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں) عورتوں کے لیے ایک عمدہ دوا ہے۔

جدیدہ رُودنتی

کیفیت۔ آج کل جدیدہ رودنتی بوٹی کے متعلق طبی طبقہ میں بہت دلچسپی پائی جاتی ہے۔ وسیع تجربات کے بعد اس اکسیری بوٹی کو نامراد و منحوس مرض سِل کے لیے شافی قرار دیا گیا ہے اس کے استعمال سے پھیپھڑوں کے اندر کے زخم قطعاً بھر جاتے ہیں۔ اور ایکس رے لینے پر بھی ان زخموں کے نشانات بالکل دکھائی نہیں دیتے جب کہ دوسری دواؤں سے زخم بھر بھی جاتے ہیں تو بھی داغ عمر بھر مٹنے نہیں پاتے چنانچہ ڈاکٹر جی۔ کرشن مورتی صاحب نے جب سے اس بوٹی کے متعلق اپنے تجربات و مشاہدات کا انکشاف کیا ہے ہر چھوٹے بڑے طبیب میں اس بوٹی کے متعلق مکمل واقفیت حاصل کرنے کی زبردست تمنا پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اس جذبہ سے متاثر ہو کر میں نے نہایت ضروری سمجھا ہے کہ ناظرین کرام کو اس بوٹی کے متعلق مکمل واقفیت بہم پہنچائی جائے تاکہ اہل طب اس کو اپنے استعمال میں لا کر اس سے پوری طرح فیض یاب ہو سکیں۔

مختلف نام:۔ ڈاکٹر جی کرشن مورتی صاحب نے اس کا نام رودنتی[1] تحریر فرمایا ہے۔ لیکن یہ ان کا سرخیا من گھڑت نام ہے۔ ( )

---

[1] کئی آیورویدک شاستروں میں رودنتی نام کی بوٹی کا تذکرہ آیا ہے۔ چنانچہ شوڈھل میں لکھا ہے کہ اس پودے کے چنے کے پتے سے مشابہ پتے ہوتے ہیں۔ اس کا ذائقہ ترش ہوتا ہے۔ موسم سرما میں اس میں سے پانی کی بوندیں ٹپکتی ہیں۔ اس طرح رودن کے کرنے سے یعنی رونے سے پانی کی بوندیں آنسوؤں کی صورت میں ٹپکنے کی وجہ سے اسے رودنتیکا یا رودنتی کہتے ہیں۔ راج نگھنٹو میں بھی اس کا ذکر رودنتی کے نام سے ملتا ہے۔

(بقیہ برصفحہ آئندہ)

یہ آیورویدک شاستروں میں بیان کی گئی رودنتی قطعاً نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کس بنا پر اسے رودنتی نام دیا ہے۔ اس پر انھوں نے کوئی روشنی نہیں ڈالی۔ بہر حال یہ امر مسلمہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی بتلائی گئی رودنتی اور آیورویدک شاستروں میں بیان کی گئی رودنتی دو بالکل الگ الگ بوٹیاں ہیں۔ اور نباتی طور پر ان میں کوئی بھی مشابہت نہیں پائی جاتی۔

ایک ہی نام کی دو بوٹیوں کے ہونے سے ہر دو کا خلط ملط ہو جانا لازم و ملزوم ہے اور مغالطہ کی وجہ سے ان کا ایک دوسرے کی بجائے استعمال ہونے کا زبردست احتمال ہے۔ اس لیے ان ہر دو ہمنام بوٹیوں میں تفریق کرنی نہایت لازمی ہے۔ چنانچہ اس ضرورت کو پیش نظر رکھ کر میں نے ڈاکٹر جی۔ کرشن مورتی صاحب کی منکشف رودنتی کو جدیدہ رودنتی (نئی رُودنتی) کے نام سے منسوب کرنا مناسب سمجھا ہے۔ چونکہ یہ نئی دریافت کی گئی رُودنتی ہے۔ حقیقتاً تو یہ بوٹی کسی طور پر بھی رُودنتی کہلانے کی قطعاً مستحق نہیں ہے لیکن تاہم جب تک اس کے ہندی نام کے متعلق کوئی قطعی رائے قرار نہیں دی جاتی تب تک اسے رُودنتی کی بجائے جدیدہ رُودنتی (نئی رُودنتی) نام سے منسوب کرنا ہی ہر لحاظ سے موزوں و واجب ہے۔

حاشیہ بر صفحہ سابقہ:۔ خزائن الادویہ میں بھی اس کا رُودنتی کے نام سے ہی بیان درج ہے چنانچہ لکھا ہے کہ اس کا چھوٹا کھڑا پیڑ چنے کے پیڑ کی طرح ہوتا ہے جس میں چنے کے پتوں کی طرح کھٹے پتے لگتے ہیں۔ ان پتوں میں کچھ کھاری پن بھی ہوتا ہے قد میں چنوں کے پتوں سے ذرا چھوٹے ہوتے ہیں۔ ان کی پشت آسمان کی جانب اور منھ زمین کی طرف ہوتا ہے جاڑے کے موسم میں ان پتوں میں سے پانی کی بوندیں ٹپکنے لگتی ہیں۔ اس وجہ سے پیڑ کے تلے زمین ہمیشہ نمناک اور سیاہ معلوم ہوتی ہے جیسے چراغ کے تیل سے چکنا کر دیتے ہیں۔ اس درخت کے آس پاس چیونٹیاں رہتی ہیں۔ جب یہ پیڑ بڑھ جاتا ہے تو اس پر سفید رونگٹیں پیدا ہو جاتے ہیں۔

اس کا لاطینی نام کرلیا کر ٹیکا (   ) ہے۔

قدیم شاستروں میں بیان کردہ رودنتی تو عام مشہور ہی ہے۔ مطلق رودنتی سے مراد ہمیشہ اسی عام رودنتی سے ہوتی ہے۔ اور اس کا نام بالکل اسم بامسمّی ہے۔

شری اے۔ این نام جوشی ایم۔ ایس۔ سی منتری آیورویدانوسندھان بورڈ بمبئی نے اس کا قدیمی آیورویدک نام کنکنی تحریر فرمایا ہے۔ چنانچہ مدن پال نگھنٹو کے پھل آدی ورگ میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ اس میں لکھا ہے:۔

کنکنی ذائقہ میں تلخ ہے۔ شیت ویریہ (سرد مزاج) ہے۔ صفرا اور بلغم کو دافع ہے۔ اس کا خام پھل وات کو پیدا کرنے والا ہے اور پختہ پھل شیریں ہے اور تینوں دوشوں کو دور کرتا ہے۔

ہمیں تو جدیدہ رودنتی اور کنکنی کے اوصاف میں کوئی خاص مطابقت معلوم نہیں ہوتی۔ شاید جوشی صاحب بھی ہر بوٹی کو آیورویدک شاستروں میں ڈھونڈ نکالنے کے جنون کا شکار ہو گئے ہیں۔ اور یہ بھی ڈاکٹر کرشن مورتی صاحب کی طرح کا ہی محض ایک دوسرا قیاس ہے۔

اسے کناڑی میں لتی کائے اور تتی کائے کہتے ہیں۔ کناڑی میں کائے پھل کو کہتے ہیں یعنی لتی کائے سے مراد لتی پھل ہے۔ کونکن میں مرجادو صاٹ

) اور لاطینی میں کیپیرس منائی ——
) کہتے ہیں۔

تاریخ:۔ اس بوٹی کا نہ تو کسی آیورویدک شاستر میں تذکرہ ملتا ہے اور نہ کسی طبی کتاب میں۔ یہی نہیں۔ جڑی بوٹیوں کے متعلق جو مشہور انگریزی کتب دستیاب ہوتی ہیں ان میں بھی اس کا کوئی ذکر نہیں پایا جاتا۔ لیکن تاہم مغربی گھاٹ کونکن اور جنوبی کنارہ میں اس کے استعمال کا عرصہ دراز سے رواج چلا آ رہا ہے۔ وہاں کے ڈبید اسے بطور ضماد چوٹ اور سوزش کے علاج کے لیے استعمال کرتے ہیں بطور دافع جذام بھی اسے استعمال کرتے ہیں۔ پھوڑے پھنسیوں اور گلٹیوں کے لیے بھی اس کا استعمال مروّج ہے۔ اسے میسور میں غیر مہذب لوگ اور قبائل زخموں، جلنے سے ہوئے زخموں اور جانوروں کے ہمراہ مڈبھیڑ ہو جانے

سے ہو گئے گھاؤوں کو بھرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ دکھنی بھارت کے علاوہ دیگر کہیں بھی یہ مستعمل نہیں ہے۔

ڈاکٹر جی۔ کرشن مورتی صاحب نے اسے سب سے پہلے رل میں استعمال کر کے کامیابی حاصل کی ہے۔ رل میں مفید و موثر ثابت ہونے کی وجہ سے ہی اب اسے تمام بھارت میں ناموری حاصل ہو گئی ہے۔ اور اب اس کے متعلق وسیع طور پر تحقیقات کی جا رہی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اسے سب سے پہلے رل میں کیسے استعمال کیا اس کے متعلق شری پاتنجلی سیٹھی نے ایک نہایت دلچسپ روایت ۲۷ر جولائی ۱۹۵۸ء کے ٹائمز آف انڈیا۔ دہلی میں بیان کی ہے۔ چنانچہ ناظرین کی واقفیت میں اضافہ کی خاطر اس کا مفہوم مختصراً ذیل میں ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

پانچ سال سے زیادہ پہلے کی بات ہے جب کہ ایک ڈاکٹر صاحب منھ کے مہاسوں کے تکلیف دہ داغوں سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے تھے۔ ایک ملاقاتی نے جنگلی پھل رُدونتی[1] کے لیپ کرنے کی تجویز پیش کی۔ پھل پیسا گیا۔ اور اس کا لیپ بنایا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اسے تقریباً ایک معجزہ نما شفا بخش پایا۔ چونکہ اس نے منھ کے مہاسوں کے آخری نشانات تک کو بھی زائل کر دیا تھا۔ تمام پیپ دار حصے اور تکلیف دہ پھنسیاں چند ایام میں ہی بالکل غائب ہو گئی تھیں۔

کچھ ہفتوں کے بعد ماہ جولائی ۱۹۵۳ء میں ایک اڑھائی سال کا بچہ جو رل کا قریب المرگ مریض تھا ان کے پاس لایا گیا۔ اس سے پیشتر اس کا ایک دق کے ہسپتال میں ایلوپیتھی کی جدید ترین مشہور و ناموَر ادویات کے ذریعہ دس ماہ مستقل علاج کیا جا چکا تھا۔ مگر کارگر ثابت نہ ہوا تھا۔ بالآخر مرض کو لا علاج قرار دے کر مریض کو ہسپتال سے رخصت کر دیا گیا تھا۔ ڈاکٹر کی رائے تھی کہ اب مریض پندرہ روز سے زیادہ زندہ نہ رہ سکے گا۔

---

[1] اس مضمون میں مندرجہ رُدونتی سے مراد درحقیقت جدیدہ رُدونتی سے ہے۔ مطلع رہے، مغالطہ نہ ہونے پائے۔

خارج ہونے کے تین روز بعد جب ڈاکٹر صاحب نے اس کا معائنہ کیا تو اس کے دونوں غدود سلیہ کھلے ہوئے تھے اور ان سے پیپ بہہ رہی تھی۔ بچہ بہت بےچین تھا۔ اور گاتا لوزی چھوت کے دفیعہ اور غدودی زخموں کو صاف کرنے کی خاطر رُدونتی کو سفوف کی صورت میں زخموں پر چھڑکنے کے لیے استعمال کیا کیونکہ یہ عام شہرت تھی کہ یہ پیپ کو خشک کرتی ہے اور ڈاکٹر کے مہاسوں کو بھی تو اسی سے فائدہ ہو چکا تھا۔ زیادہ پر اثر بنانے کی خاطر اس نے اسے اندرونی طور پر بھی دیا۔

ایک مرتبہ پھر نتیجہ حیرت انگیز رہا۔ پانچ دن کے اندر اندر مواد کا اخراج کم ہو گیا۔ زخم بھرنے شروع ہو گئے۔ چار ماہ علاج کرنے سے مرض بالکل جاتا رہا۔ اس سے ڈاکٹر جی کرشن مورتی کو پہلی مرتبہ پتہ لگا کہ رُدونتی میں کچھ دافع سِل اوصاف پائے جاتے ہیں۔ چونکہ اب ڈاکٹر صاحب اس کے دوائیہ خواص سے بہت متاثر ہو چکے تھے اس لیے انھوں نے اسے سِل کے دیگر مریضوں پر مزید آزما کر اس کے شفا بخش اثرات کی مکمل تحقیقات کی اور وہ اس کے حیرت انگیز زود اثرات کے قائل ہو گئے۔

ایک دیگر رائے

شری اے۔ این۔ رنام جوشی ایم۔ ایس۔ سی منتری آیورویدانو سندھان بورڈ بمبئی تحریر فرماتے ہیں:۔

جب سے رُدونتی کے مرض سِل میں فائدہ مند ہونے کی چرچا چلی ہے تب سے اس کی پہچان اور شاستر میں بیان کیے گئے اس کے نام کے متعلق جاننے کی تمنا ویدوں اور عوام دونوں میں اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔ بمبئی آیوروید انو سندھان بورڈ کے منتری ہونے کے ناتے میرے پاس بھی اس کے متعلق کئی لوگوں کی درخواستیں اس سوال پر روشنی ڈالنے کے لیے آئی ہیں۔ اس کے نتیجے کے طور پر میں نے اس بوٹی کے متعلق گہرا انو سندھان (تحقیق) شروع کیا اور یہ جاننے کی کوشش کی کہ رُدونتی کے ذریعہ سِل کے علاج کرنے کا اتہاس (تاریخ) کیا ہے

اور اس کا نام رودنتی کیسے پڑا ہے مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی ہوتی ہے کہ اس مقصد میں مجھے کامیابی ملی ہے۔

آیورویدمیں رُودنتی نام کی ایک بوٹی کا پہلے ہی ذکر موجود ہے جس کے خواص و اوصاف اور دافع مرض اثرات اس نئی رُودنتی سے قطعاً مختلف ہیں اس لیے سب سے پہلے میں نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ ایک ایسے پھل کا جس کا شاستر میں بیان کی گئی رودنتی بوٹی سے ذرّہ بھی مطابقت نہیں اس کا نام رودنتی کیسے پڑ گیا؟ شاستر میں بیان کی گئی رودنتی کا نباتی نام ( ) ہے یہ ایک جڑی ہے جس کے پھل[1] نہایت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔

اس نئی رُودنتی کے دافع امراض اثرات کے مطالعہ کا اتہاس ۱۹۳۷ء سے شروع ہوتا ہے۔ اُس وقت منگلور کے ایک مشہور آیورویدک پنڈت (عالم) کا پتا جو ویسے تو بیمہ کمپنی میں ملازم تھا۔ مگر شوقیہ طور پہ علاج کرنے کا کام بھی کرتا تھا۔ اس آدمی میں تحقیق کرنے کی لگن موجود تھی۔ سبھاؤ (خصلت) سے وہ چپ چاپ رہنے والا صابر اور آڈمبر نہ کرنے والا آدمی تھا۔

مشہوری سے گھبراتا تھا۔ تھوڑے سے بیمار اس کے پاس آتے تھے اور انہی پر وہ اپنے ہاں کی یعنی ضلع کارواڑ میں پیدا ہونے والی آیورویدک بوٹیوں کا تجربہ کرتا رہتا تھا۔ اس تجربہ سے اسے معلوم ہوا کہ کُتی کائے نام کی جو بوٹی ضلع کارواڑ میں اُگتی ہے وہ سل کے بیماروں پر بڑی فائدہ مند ہے۔ اس نے بڑے حوصلے سے یہ تجربات جاری رکھے اور اس میں کچھ مشہوری حاصل کرلی۔ یہ دیکھ کر اس کے کچھ دوستوں اور مددگاروں کو اس بوٹی کا نام جاننے کی خواہش ہوئی۔ اس وقت تک اس بوٹی کا کوئی نام کرن (نام تجویز کرنا) نہیں ہوا تھا۔ اور اس کے مقامی نام کُتی کائے

---

[1] جہاں تک مجھے معلوم ہے رُودنتی کے پودے پر بالکل کوئی پھل نہیں آتے۔ آج تک کئی مرتبہ رُودنتی کے پودوں کے دیکھنے کا موقع ملا ہے لیکن کبھی کبھی اس کے پودوں پر کوئی پھل دیکھنے میں نہیں آیا۔ اور نہ ہی دیگر مستند جڑی بوٹیوں کی کتاب میں ایسا پڑھنے کو ملا ہے۔

سے بھی زیادہ لوگ واقف نہ تھے۔ مگر آہستہ آہستہ اس علاج کی شہرت پھیلتی گئی اور پیچیدہ کے رِل کے اس کامیاب علاج کے متعلق زیادہ سے زیادہ لوگوں کی آرزو بڑھنے لگی۔ اسی طرح وہ معالج لگاتار سولہ سال یعنی ۱۹۵۳ء تک اس پر تجربات کرتا رہا اور اب اسے یقین ہوگیا کہ یہ پیچ مچ رِل کے علاج کے لیے عمدہ موثر ہے۔ ادھر اس کے دوستوں نے اس بوٹی کا نام و پہچان وغیرہ اس سے بار بار پوچھنی شروع کی۔ وہ یہ بھید ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن دوستوں کے دباؤ میں آکر اس نے انھیں وہ پھل تو ٹھیک بتادیا۔ مگر بھرم (گمان) میں ڈالنے کے لیے اس کا نام رودنتی بتادیا۔ نام کے بھرم سے یہ راز چھپا نہ رہ سکا۔ ہاں اتنا ضرور ہوا کہ یہ پھل اس غلط نام سے مشہور ہوگیا۔ پھل تو لوگوں نے دیکھ ہی لیا تھا۔ اور یہ اس علاقے میں اُگتا ہی تھا۔ اس لیے اس کا چرچا بڑھتا گیا۔ اور اب اس کا استعمال روزگار کے طور پر شروع ہوگیا ہے۔ اختصاراً میں یہی رُودنتی کے نام کا اتہاس ہے جس سے ظاہر ہے کہ یقیناً ہی یہ گھڑا ہوا غلط نام ہے۔

جائے پیدائش :۔ اس کی جھاڑیاں مغربی گھاٹ۔ کونکن۔ جنوبی کنارہ۔ کیرل اور سیلون کے گھنے جنگلات میں جو سطح سمندر سے دو ہزار سے تین ہزار فٹ کی بلندی تک ہوتے ہیں۔ خود رو پیدا ہوتی ہیں۔ یہ میسور میں شراوتی ندی کے کناروں کے گھرے جنگلوں میں ضلع کارواڑ اور منگلور کے گھاٹوں میں افراط سے دستیاب ہوتی ہے۔ یہ دکھنی بھارت میں سرسی۔ کمٹھا۔ سیلا سا اور کُھنڈالا وغیرہ کے ارد گرد کے جنگلوں میں بہت کافی پائی جاتی ہے۔

نباتی توضیح :۔ یہ ایک درمیانہ قد کی خودرو اور بے قاعدہ پھیلنے والی جھاڑی ہے جس کی زیادہ سے زیادہ اونچائی پندرہ اٹھارہ فٹ ہوتی ہے۔ لیکن عموماً دس پندرہ فٹ اونچی ہوتی ہے۔ اس کی پتلی موٹی شاخیں تین سے چھ انچ تک لمبی اور سوا سے اڑھائی انچ تک موٹی ہوتی ہے۔ اس کے جب نئے نئے پتے نکلتے ہیں تو ان کا رنگ تانبے کے رنگ کا ہوتا ہے۔ سرخی نمایاں پائی جاتی ہے۔ لیکن پختہ ہونے پر یہ چمک دار ہرے رنگ کے ہوتے ہیں۔ ان کی ڈنڈی نصف سے ایک انچ تک لمبی ہوتی ہے۔ یہ تین سے چار انچ لمبے اور ڈیڑھ سے دو انچ چوڑے

ہوتے ہیں۔ یہ بے نوک یا خفیف نوک دار اور کرخت ہوتے ہیں۔ ڈنڈی کے پاس چھوٹے چھوٹے خمیدہ کانٹوں کا ایک جوڑا ہوتا ہے۔ پتوں کی درمیانی یعنی شاہی رگ سے دس بارہ جوڑے رگوں کے نکلے رہتے ہیں۔

اس پر منجریاں آتی ہیں۔ ہر منجری میں چھ سے بارہ تک پھول ہوتے ہیں۔ پھول سفید رنگ کے اور بے مو ہوتے ہیں۔ یہ چار سے پانچ انچ قطر میں ہوتے ہیں۔ ہر پھول میں چار چار کلیاں ہوتی ہیں جو آمنے سامنے ہوتی ہیں۔ اعضاء نرینہ اور اعضاء مادینہ نمایاں نظر آتے ہیں۔

اسے پھل آتے ہیں۔ یہ بیضہ نما گول ہوتے ہیں۔ چھوٹے سے چھوٹے پھل کا قطر تقریباً چوتھائی انچ ہوتا ہے۔ بڑے پھل عموماً انار جتنے قد کے ہوتے ہیں۔ بڑے سے بڑے پھل چودہ پندرہ انچ کے قطر تک کے پائے جاتے ہیں۔ پتوں کی مانند ہی کچے پھل بھی سرخی لیے ہوتے ہیں۔ لیکن پکنے پر ان کا رنگ ہرا ہوتا ہے۔

اس کے چھوٹے چھوٹے پھلوں کو توڑ کر سکھا لیا جاتا ہے تو ان کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔ لیکن بڑے بڑے موٹے پھل خشک ہو کر نسواری رنگ کے ہوتے ہیں ان کا چھلکا مضبوط اور موٹا ہوتا ہے اور اندر سے ٹھوس ہوتے ہیں۔ پھلوں کو کاٹنے سے ان میں سے میٹھی میٹھی خوشبو نکلتی ہے۔ اس کے ہرے بھرے پھلوں کو کاٹنے سے ان کا گودا معمولی سرخی لیے ہوئے ہرا ہوتا ہے۔ لیکن سالم پھلوں کو توڑ کر چار چھ دن سکھانے کے بعد کاٹنے سے گودا ہلکے گیروے رنگ کا نکلتا ہے۔

پھلوں کے اندر کئی بیج ہوتے ہیں جو سیم کے بیجوں کے برابر و مشابہ ہوتے ہیں۔ پھلوں کا ذائقہ مانند آٹا ہوتا ہے۔ ماہ اپریل میں یہ پھل اکٹھے کیے جاتے ہیں۔

نباتی فیصلہ :۔ یہ نیچرل آرڈر کیپری ڈیسی ( )
میں داخل ہے۔

کیمیائی تجزیہ :۔ اس کے جزو مؤثرہ کے علیحدہ کرنے کی قدرے کوشش کی گئی ہے۔ لیکن کوئی زیادہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ الکوحل اور سلفیورک ایتھر کے

مکسچر (سیال مرکب) میں اس کے پھلوں کا تجزیہ کرنے سے ایک گاڑھا لیسدار اور سبزی مائل رنگ کا روغن حاصل کیا گیا ہے۔ لیکن اس سے زیادہ تا حال اس کا کوئی کیمیائی تجزیہ نہیں کیا جا سکا۔

حصۂ مستعملہ:۔ وہ عموماً سالم پھل یعنی بمعہ پوست اور گودا استعمال کیے جاتے ہیں۔ لیکن تاہم کئی ان کے صرف پوست کے استعمال کو ترجیح دیتے ہیں۔

مقدار خوراک:۔ چار گرین (دو رتی) سے بارہ گرین (چھ رتی) تک ہے۔ ان میں ایسی چار خوراکیں دی جاتی ہیں۔

ترکیب استعمال:۔ عموماً سالم پھلوں کو کوٹ کر تیار کیا گیا سفوف ہمراہ دودھ یا پانی استعمال کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں سفوف کے چھ۔ چھ گرین کے قرص (ٹکیاں) بھی تیار کر کے کام میں لائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایسے دو دو قرص دن میں چار مرتبہ ہمراہ دودھ یا پانی دیے جاتے ہیں۔ بچوں کو نصف سے ایک قرص دن میں چار مرتبہ دیا جاتا ہے۔

واضح رہے چونکہ یہ قطعاً غیر سمی دوا ہے اس لیے کسی بھی دوسرے طریقہ علاج کے دوران میں بلا کسی جھجک کے استعمال کرائی جا سکتی ہے۔

پھوڑے پھنسیاں اور مُہاسوں وغیرہ کے لیے اس کے سفوف کا پانی میں لیپ بنا کر لگایا جاتا ہے۔

افعال و منافع:۔ پھوڑے۔ پھنسیوں۔ گھاؤں۔ چوٹ۔ کیل۔ مہاسوں اور گلٹیوں کے دفعیہ کے لیے یہ عرصہ دراز سے مستعمل ہے۔ دافع جذام بھی ہے۔ اب سل میں نہایت مفید ثابت ہونے کی وجہ سے اسے خاص ناموری حاصل ہو گئی ہے۔

یہ جراثیم سل (بیسی لس ٹیوبرکیولوسس) کو مہلک ہے۔ یہ ان کے فعل کو کم کرتی ہے اور ان کی بڑھوتری میں رکاوٹ ڈالتی ہے۔ ٹاکسیمیا (سمیت خون یعنی خون کا زہریلا ہونا) کو گھٹاتی ہے۔ اس کے استعمال سے بخار کم ہو جاتا ہے۔ بلغم کا اخراج ختم ہو جاتا ہے۔ کھانسی جاتی رہتی ہے۔ بھوک چمک اٹھتی ہے۔ وزن

بڑھ جاتا ہے۔ واضح رہے کہ سل کے مریضوں کے بغیر اس سے نہ تو دوسرے مریضوں کا وزن بڑھتا ہے اور نہ بھوک تیز ہوتی ہے۔ پھیپھڑوں کے زخم بھر جاتے ہیں۔ اور نہ ان کا نشان تک باقی نہیں رہتا۔ مریض کی عام جسمانی صحت بہت اچھی ہو جاتی ہے وہ اپنے اندر تروتازگی اور چستی وپھرتی محسوس کرتا ہے۔ اسے نیند خوب آتی ہے۔

خاص الخاص استعمال

شری ڈاکٹر جی۔ کرشن مورتی جو ڈاکٹر بالابھائی ناناوتی ہسپتال۔ وائل پارلے بمبئی میں دیسی دواؤں کے کلینیکل ریسرچ سنٹر (کلینکی تحقیقی مرکز) کے صدر ہیں۔ اور جن کو چوتھائی صدی سے بھی زیادہ عرصہ سے سل ریوی (پھیپھڑوں کی سل) کے علاج کرنے میں خاص دلچسپی ہے نے ۲۸ ستمبر ۱۹۵۷ء کو ناناوتی ہسپتال بمبئی میں ایک علمی مجلس میں ٹریٹمنٹ آف پلمونری ٹیوبر کیولوسس ود رسونتی اینڈ انڈین ڈرگز۔ یعنی سل ریوی کا علاج بذریعہ رسونتی اور دیسی بھارتی ادویہ نام کا ایک مقالہ پڑھا تھا جو کہ ماہ مارچ ۱۹۵۸ء کے کرنٹ میڈیکل پریکٹس میں طبع ہو چکا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔

ماہ جولائی ۱۹۵۳ء میں ایک دو سال کا بچہ میرے پاس لایا گیا۔ ٹاک سیمیا (سمیت خون) اور نمایاں کمزوری وناتوانی کی حالت میں تھا۔ اس کا معائنہ کرنے پر اس کا چہرہ بھس پھسایا پایا گیا۔ اور گردن کی دونوں طرف کی غدد جاذبہ متورم تھیں۔ غدود کا ٹھوس پن گٹھیلا تھا اور ان میں پیپ پڑ رہی تھی۔ بغل کا درجہ حرارت ۱۰۱ درجہ فارن ہائیٹ تھا جب کہ بچہ تین ماہ کا ہی تھا تب سے ہی نمایاں طور پر لاغر و کمزور اور بھس پھسا تھا۔ سٹریپٹومائی سین[1] ( ) آئی۔ این۔ ایچ[2] ( ) اور پی۔ اے۔ ایس[3] ( ) کی حسب ضرورت مقدار

---

[1] فی زمانہ سل کے سب سے زیادہ اہم اور نامور دوا ہے۔ یہ فقط عضلاتی ٹیکہ سے دی جاتی ہے۔

[2] یہ مختصر نام ہے۔ مفصل نام آئسو نکوٹنک ایسڈ ہائیڈرو زائیڈ۔ بقیہ برصفحہ آئندہ

سے اس کا پہلے ہی علاج کیا جا چکا تھا۔ لیکن اس کی حالت میں کوئی قابل قدر بہتری نہ ہوئی تھی بلکہ مریض کی حالت برابر ابتر ہو رہی تھی۔

یہ پہلا موقع تھا جب میں نے رگھو ذہنی کا سفوف استعمال کیا جو کہ مجھے ایک واقف کار نے دیا تھا۔ اور پیپ پڑ رہی ماؤف ساخت کے لیے موثر مانا جاتا تھا۔ اس مریض کو سفوف اس امید میں دیا گیا تھا کہ صرف ثانوی چھوت دور ہو جائے گی۔ تاہم ایک ہفتہ کے بعد پیپ پڑ رہی ماؤف ساخت مندمل ہونی شروع ہو گئی تھی اور پیپ کا تراوش پابند ہو گیا تھا۔ مریض بہت اچھی حالت میں تھا اور اس کی بھوک بڑھ جاتی تھی۔ میں نے مزید چھ ہفتہ کے عرصہ کے لیے علاج جاری رکھا اور اس کی غدود کی جسامت میں لائق احساس کمی ہو گئی تھی۔ تقریباً تین ماہ میں غدود کی جسامت بہت کم ہو گئی تھی۔ مزید ایک ماہ کے علاج سے کوئی بھی غدہ جاذبہ بڑھی ہوئی نہ تھی اور لڑکے کا وزن ۵ پونڈ بڑھ گیا تھا۔

ان مشاہدات نے مجھے یہ سوچنے کی ترغیب دی کہ رگھو ذہنی جو کہ سٹریپٹو کوکائی[1] (زنجیری جراثیم) اور سٹیفی لوکوکائی (خوشنودی جراثیم) کی چھوت سے ہونے والے امراض کے لیے موثر خیال کی جاتی ہے۔ اس میں کچھ دافع رل قوت فاعلیہ (ایکٹیویٹی)

حاشیہ بر صفحہ سابقہ:۔ (   ) ہے اسے آئسونیازڈ (   ) بھی کہتے ہیں۔ رل و دق کی شفایابی کے لیے اس کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ منہ کی راہ کھلائی جاتی ہے۔

۵؎۔ یہ مختصر نام ہے۔ عام بول چال میں اسے پاس بھی کہتے ہیں۔ مفصل نام پیرا امینو سیلے سلک ایسڈ (   ) ہے اس کی منفعت رل و دق میں مسلم ہے۔ یہ منہ کی راہ کھلائی جاتی ہے۔

[1] سٹریپٹو کوکائی اور سٹیفی لوکوکائی گول جراثیم کی دو اقسام ہیں۔ یہ خاص طور پر پیپ اور ورم پیدا کرتے والے جراثیم ہیں۔ یہ بہت سے امراض کو پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً پھوڑے پھنسیاں۔ سمیت خون۔ ورم گوش۔ ورم حلق۔ پرسوت بخار اور نمونیہ وغیرہ۔

بھی پائی جاتی ہے۔

میں نے بعد میں بتیس سال کے ایک مریض کے اے۔ڈی کو منتخب کیا جو ایک سل کے ہسپتال سے خارج کیا جا چکا تھا۔ اس کے دائیں پھیپھڑے کے بالائی حصہ میں دو تجادیف سلیہ (سل کے غار) تھیں۔ بایاں پھیپھڑا بالکل تندرست تھا۔ مریض کو رُدو نتی کا سفوف روزانہ بارہ گرین کی مقدار میں چار برابر خوراکوں میں تقسیم کر کے دیا گیا تھا چونکہ میں اس کی قابل استعمال خوراک اور اس کے سمی رد الفعل کے متعلق زیادہ تجربہ اور علم نہ رکھتا تھا اس لیے میں نے مریض کی نگرانی بہت احتیاط سے کی ہر ہفتہ اس کی چھاتی کی سکرین ( ) لی جاتی تھی تیسرے ہفتہ میں مریض کی عام حالت میں بہتری دکھائی دی اور پانچویں ہفتہ میں ایکس رے سے ظاہر ہوا کہ ان دو تجادیف میں سے ایک اب تک بھر چکی تھی۔ اس مریض کے نتیجے نے مجھے رُدو نتی کے متعلق اپنی تحقیقات کو جاری رکھنے پر مجبور کیا اور میں نے سل ریوی (پھیپھڑے کی سل) کے کچھ اور زیادہ مریضوں کو اس کے ذریعہ علاج کرنے کی خاطر منتخب کیا۔ موجودہ بیان بہت سے مریضوں پر رُدو نتی کے ذریعہ کی گئی کلینکی آزمائشوں کا نتیجہ ہے۔

نفس مضمون اور طریقہ علاج

بذریعہ رُدو نتی علاج کرنے کے لیے زیادہ تر مریض ڈاکٹر بالابھائی نانا وتی ہسپتال سے منتخب کیے گئے تھے۔ تمام مریضوں کا علاج بطور خارجی مریضوں (وہ مریض کہ جو شفا خانہ میں مقیم نہ ہوں) کے کیا گیا تھا۔ اور ان میں سے کسی ایک کو بھی اہسپتال میں داخل کرنا ضروری نہ سمجھا گیا۔ ان میں سے کچھ مریضوں کو پندرہ سے تیس یوم کے عرصہ کے لیے بستر پر دراز ہونے کی سفارش کی گئی تھی۔ اور بعد میں ان کو ہلکا کام کرنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ اس تحقیقات کے ابتدائی دور میں بلغم کا امتحان اور ای۔ ایس آر (E. S. R) یعنی ( ) سُرخ خلیات کے رسوبات کی شرح) نہ کیے گئے تھے۔

رپورٹ کیے گئے مریضان تین جماعتوں میں قابل تقسیم ہیں:۔

۱۔ وہ جن کا پہلے علاج مخصوصہ اینٹی بائیوٹک اور کیموتھیراپیوٹک ادویہ (جراثیم انگن کیمیائی مرکبات) مثلاً سٹریپٹومائی سین۔ آئی۔ این۔ ایچ اور پی۔ اے۔ ایس کے ذریعہ غیر بیانہ طور پر کیا جا چکا تھا۔ میں نے خاص طور پر وہ مریض منتخب کیے جو ۲۰۰ گرام سے زیادہ سٹریپٹومائی سین لے چکے تھے۔

۲۔ مریض جن میں تجاویف سلیہ تھیں یا ماؤف بافت درساخت لیفیہ بجبنی (فیبر وکیزلس یعنی ریشہ دار پنیری حالت میں ہونا) تھی۔

۳۔ پرانے مریض جو ایک سال سے زیادہ مدت سے بیمار تھے۔

چونکہ کچھ مریضوں میں بلغم خارج نہ ہوتا تھا اس لیے بلغم کا امتحان تمام مریضوں میں عمل میں نہیں لایا جا سکا۔ بہتری کی تشخیص کا انحصار وزن کے اضافہ، بھوک کے بڑھنے اور ایکس رے پر تھا۔

اس تحقیق کے ابتدا میں رودنتی کی دو ٹیبلٹس یعنی ٹکیاں (ہر ایک چھ گرین سفوف کی تیار شدہ) دن میں دو مرتبہ دی جاتی تھیں لیکن زیادہ تجربہ کرنے پر میں نے روزانہ ۳۶ گرین کی تین برابر خوراکوں کی مقدار بہت اچھی تاثیر کی پائی تاہم بعد میں میں نے روزانہ ۴۸ گرین رودنتی کی چار برابر کی خوراکوں (دو۔ دو ٹکیاں چار مرتبہ) کی مقدار بہت زیادہ موثر پائی تھی۔ یہ یہاں بیان کر دینا مناسب ہے کہ کچھ مریض چوتی دن ۹۵ گرین سفوف رودنتی چار دن لیتے رہے۔ انھوں نے کسی تکلیف کا اظہار نہیں کیا۔

بستر پہ آرام کرنے کی صرف تب سفارش کی جاتی تھی جب تیز بخار اور ٹاک سیمیا، (سمیت خون) ہوتا تھا۔ تاہم یہ آرام بھی مکمل نہیں ہوتا تھا۔ چونکہ مریضوں کو اپنے گھروں میں ہر روز تھوڑا ٹہلنے کی اجازت تھی۔ زیادہ پروٹین والی خوراک تجویز کی جاتی تھی لیکن بہت سے مریض نہایت غریب تھے کہ جس سے وہ اس تجویز پر سختی سے عمل نہ کر سکتے تھے۔ جہاں تک ممکن تھا رودنتی کے بغیر کوئی دوسری دوا نہیں دی گئی تھی۔ چند مریضوں کے نہایت شدید کمی خون کے علاج کی خاطر رودنتی ایک دہنی آہنی

مرکب کے ہمراہ دی گئی تھی۔

اب تک ۹۷ عدد جملہ مریضوں کا علاج سوڈیتی کے ذریعہ کیا جاچکا ہے۔ ۵۵ مرد اور ۴۲ عورتیں مریضوں کی عمر کی ترتیب حسب ذیل ہے۔

بیس سال سے کم کے۔ ۱۱

بیس اور تیس سال کے درمیان کے۔ ۵۲

تیس اور چالیس سال کے درمیان کے۔ ۲۵

چالیس سال سے زائد کے۔ ۹

اس ترتیب میں سب سے کم عمر مریض ۹ سال کا تھا اور سب سے بڑے مریض کی عمر ۶۵ سال کی تھی، مریض مختلف پیشہ ور تھے لیکن زیادہ تر سماج (سوسائٹی) کے بہت غریب طبقہ کے تھے (اعلےٰ طبقہ کے ۷۔ متوسط طبقہ کے ۲۳۔ اور ادنے طبقہ کے ۶۷)

۹۷ مریضوں میں سے ۸۱ مریضوں کا کیموتھیراپیوٹک یا اینٹی بایوٹک ادویہ مثلاً سٹرپٹومائی سین آئی۔ این۔ ایچ اور پی۔ اے۔ ایس کے ذریعہ پہلے کوئی علاج نہیں کیا گیا تھا۔ ۱۶ مریضوں کا علاج پہلے کیا جاچکا تھا۔ ۷ مریض ۲۰۰ گرام سے زیادہ سٹرپٹومائی سین اور کافی مقدار میں آئی۔ این۔ ایچ اور پی۔ اے۔ ایس استعمال کر چکے تھے۔ ۶ مریض ۱۰۰ گرام سے کم سٹرپٹومائی سین لے چکے تھے ایک مریض تھوریکوپلاسٹی ( ) یعنی سینہ کا پلاسٹک آپریشن کرا چکا تھا۔ اور دو مریض نیموپیری ٹونیم (یعنی پیٹ میں ہوا اندازی (ہوا بھرنا) کرا چکے تھے۔

میرے اس سلسلۂ علاج کی اوسطاً مدت ۴ مہینے تھی۔ علاج کی کم از کم مدت ایک ماہ تھی اور زیادہ سے زیادہ علاج کی مدت ۱۲ ماہ تھی۔

نتائج

جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے۔ نتائج کا فیصلہ وزن کے بڑھنے، بھوک میں بہتری ہونے اور ایکس رے میں بہتری ہونے سے کیا جاتا تھا۔ بہتری کی

اقسام قرار دی گئی تھیں۔ مثلاً "بہت اچھی"۔ "اوسطاً اچھی"۔ "خفیف" اور "غیر موثر"۔

بہت اچھی۔	۳۷
اوسطاً اچھی۔	۴۱
خفیف۔	۱۳
غیر موثر۔	۶

(ان میں سے دو مر گئے)

مشاہدات

ان مریضوں کی حالت کے مطالعہ کے بعد اخذ کیے گئے مشاہدات مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ بھوک بڑھ گئی تھی۔ عموماً دو ہفتوں کے اندر اندر۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ مریض زیادہ غذا کے واسطے کہتے تھے۔ کئی مریض تو بے حد کھانے والے ہو گئے تھے لیکن اس سے انھیں بد ہضمی کی کوئی شکایت نہیں ہوئی تھی۔

۲۔ ٹمپریچر (درجہ حرارت) اگر بڑھی ہوئی تھی تو دو ہفتہ کے اندر نارمل (طبعی) ہو جاتی تھی۔

۳۔ وزن میں قطعاً اضافہ ہوتا تھا۔ اوسطاً زیادہ سے زیادہ چودہ سے

---

[1] ڈاکٹر صاحب نے اپنے ۹۷ مریضوں میں سے جن دس مریضوں کی تشریحی کیفیت بیان کی ہے۔ ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے استعمال سے خاصا وزن بڑھ جاتا ہے۔ چنانچہ دوسرے مریض کا وزن چار ہفتہ میں ۷۱ پونڈ سے ۹۴ پونڈ ہو گیا تھا۔ یعنی ۲۳ پونڈ بڑھ گیا تھا۔ تیسرے مریض کا وزن چار ماہ میں ۱۱۵ پونڈ سے ۱۵۰ پونڈ ہو گیا تھا۔ یعنی ۳۵ پونڈ بڑھ گیا تھا۔ علاوہ بریں صحت یاب ہونے کے چار سال بعد جب اس کا ایکس رے لیا گیا جب کہ اس نے روغن کا استعمال ترک کر دیا تھا۔ تو بھی اس کا ماؤف بقیہ برصفحہ آئندہ

پندرہ پونڈ۔

۴۔ مادہ تراوش پانے کا عمل بہت جلد قابو میں آ جاتا معلوم پڑتا تھا۔ ساتھ ہی ٹاکسیمیا میں بھی بہتری ہو جاتی تھی۔ اس کی تصدیق مریض کی عام حالت کی بہتری اور ایکس رے کی معلومات سے کی گئی تھی۔

۵۔ تراوش ہوا ہوا مادہ دو یا تین ماہ میں جذب ہو جاتا معلوم پڑتا ہے۔ جیسا کہ مریضوں کی تشریحی کیفیت سے معلوم ہوتا ہے۔

۶۔ یہ دوا ناؤ تجاویف کو بند کرنے کے لیے موثر معلوم ہو چکی ہے۔ یہ صورت غالباً دو حالتوں میں ہوتی ہے۔ حالت اوّل میں سانس کی نالیوں میں مشمول گرے نیو لیشن ٹشو (یعنی نسیج آر یکہ) کی کمی ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ ہوتا ہے کہ تجویف (کیویٹی۔ غار) میں ہوا کے اندر اور باہر جانے کا راستہ کھل جاتا ہے۔ تجویف میں ہوا کا پھیلاؤ کرہ ہوا کے دباؤ تک کم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا تجویف کی پرورش اور پھیلاؤ جو کہ مطلقاً دباؤ کی کمی و بیشی کی وجہ سے تھے موقوف ہو جاتے ہیں۔

حالت دوم میں ماؤف سانس کی نالیوں اور سانس کی نالیوں کے گرد اگرد میں ریشے نشوونما پا جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سانس کی نالیاں مکمل اور مضبوط طور پر بند ہو جاتی ہیں۔ اس حالت میں غار کے اندر کی ہوا مکمل طور پر جذب ہو جاتی ہے

حاشیہ صفحہ سابقہ:۔ پھیپھڑا اثرات سے بالکل مبرا تھا۔ پانچویں مریض ۴۲ سال کا ایک لڑکا تھا جس کا دو ماہ کے عرصہ میں بارہ پونڈ وزن گھٹ گیا تھا۔ رُودنتی کے استعمال سے دو ہفتے میں ہی اس کا بخار لوٹ گیا۔ تیزی سے اس کی بھوک بڑھ گئی اور عام جسمانی صحت بہت جلد اچھی ہو گئی۔ ساڑھے چار ماہ میں وہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہو گیا اور اس کا وزن ۱۰۰ پونڈ سے ۱۲۳ پونڈ ہو گیا یعنی ۲۳ پونڈ وزن بڑھ گیا۔ چھٹے مریض کا وزن ۸۶ پونڈ سے ۹۶ پونڈ ہو گیا۔ یعنی ۱۰ پونڈ بڑھ گیا تھا۔ ساتویں مریض کا وزن ۸۲ پونڈ سے ۱۱۰ پونڈ ہو گیا تھا یعنی ۲۸ پونڈ بڑھ گیا تھا اور دسویں مریض کا وزن ۹۸ پونڈ سے ۱۱۸ پونڈ ہو گیا تھا یعنی ۲۰ پونڈ بڑھ گیا تھا۔

اور اس کی رسل کے ہونے کے طریق کی پرورش کرنے والے بنیادی اجزار کے اقتدار کے ساتھ وابستگی ہو جاتی ہے کہ جس کے نتیجے کے طور پر غار بند ہو جاتا ہے۔

دونوں حالتوں میں اس دوا کا نمایاں دافع سل اثر ان تجادلیف کو بند کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے جو کہ اب تک بالکل سرجری (فن جراحی) کے حلقہ اختیار میں آتی تھیں۔ جب ایک دفعہ تناؤ تجولیف بن جاتا تھا تو اب تک کوئی ایسی دوا معلوم نہ تھی کہ جو اسے بند کرنے کا اثر رکھتی ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب تک جو ادویات استعمال کی جاتی تھیں وہ نسبتاً سست دافع سل اثر کی ہیں جو اس قسم کی تجادلیف سلیہ کے قد (سائز) کے تیزی سے بڑھنے کے ساتھ برابر چل نہیں سکتی ہیں۔ تناؤ تجادلیف کے بند ہونے کی یہ صورت ان مریضوں میں زیادہ نمایاں تھی کہ جنھیں سٹرپٹو مائی سین اور دیگر دافع سل ادویہ کی بڑی مقدار کے استعمال کرانے کے بعد بھی اب تک پھیپھڑے ماؤف تھے اور تجادلیف تھیں۔

ان مشاہدات سے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ دوا یا تو چھوت پھیلانے والے بیسی لائی (سیدھے جراثیم) کی قوت فاعلیہ کو سست کر دیتی ہے اور اس طرح سمیات (ٹاکسینز) یعنی وہ خاص قسم کے زہریلے مواد جو جراثیم کے جسم میں پیدا ہو کر کسی خاص مرض کا موجب ہوتے ہیں) کی کمی ہو جاتی ہے۔ یا یہ ڈیٹاکسی کیشن ( ) سمیات کے پیدا نہ ہونے) میں مدد کرتی ہے۔ یا دونوں کام کرتی ہے۔

(کرنٹ میڈیکل پریکٹس)

ایک امریکی ڈاکٹر کی رائے

ایک نامور امریکی ڈاکٹر نے ہندوستان کی سیاحت کے دوران میں زرونتی کے نمونہ جات حاصل کیے۔ اس دوا کے متعلق کانچ کی نلکی میں وسیع تجربات کرنے کے بعد اس نے بیان کیا کہ یہ دوا انتہائی جراثیم کش ہے۔ اس نے حال ہی میں ڈاکٹر کرشن مورتی کو لکھا ہے کہ اسے سل کو شفا دینے کی یہ ایک یقینی دریافت معلوم ہوئی ہے۔ (ٹائمز آف انڈیا۔ دہلی۔ ۱۷ر جولائی ۱۹۵۸ء)

جدیدہ رُودنتی کی افادیت سے متاثر ہوکر پودار آیورویدک کالج واسپتال بمبئی کے آیورویدک کلینیکل ریسرچ وارڈ میں بھی اس کے متعلق بالکل حال ہی میں تجربات شروع کیے گئے ہیں اور سِل ودق کے سدباب کرنے میں اس سے نمایاں کامیابی حاصل ہونے کی بڑی قوی اُمید وابستہ ہے۔

جب کہ ہندوستان میں ہر سال سات لاکھ نفوس سِل سے لقمۂ اجل ہو جاتے ہیں اور تقریباً تیس لاکھ سِل میں مبتلا رہتے ہیں تو اس پر قابو پانے کے لیے واقعی جدیدہ رُودنتی قدرت کا ایک بیش بہا ومعجزہ نما عطیہ ہے۔ اس سے ہمیں پوری پوری طرح فیض اٹھانا چاہیے۔



چھوٹی چندن

مختلف نام : سنسکرت میں سرپ گندھا ۔ ناگ دمنی ۔ چندریکا اور چندرا ۔

آیورویدک علماء میں اس جڑی کے ویدک نام کے متعلق عظیم اختلاف رائے ہے ایک فریق کا تو یہ دعویٰ ہے کہ اس جڑی کا قدیم آیورویدک کتب میں قطعاً کوئی ذکر نہیں پایا جاتا ۔ یعنی قدیم آیورویدک علماء اس سے لاعلم تھے چنانچہ جہاآیا دھیائے کویراج ڈاکٹر گن ناتھ سین صاحب مرحوم ایم ۔ اے ۔ ایل ۔ ایم ۔ ایس کلکتہ کا یہی خیال تھا کہ آج کل ہمیں جو بھی آیورویدک نگھنٹو (آیورویدک مخزن المفردات) دستیاب ہوتے ہیں ۔ ان میں سے کسی میں بھی اس جڑی کا تذکرہ بالکل موجود نہیں یعنی قدیم ویدک علماء کو اس جڑی کے متعلق کوئی علم نہ تھا بلکہ زمانہ حال کی یہ ایک بالکل نئی دریافت شدہ جڑی ہے یا اگر بالفرض تھا بھی تو کم ازکم ہم ان کی اس جڑی کے متعلق فراہم کردہ معلومات سے بالکل نا آشنا ہیں ۔ چنانچہ اسی وجہ سے مرحوم نے اس جڑی کا بالکل نیا ویدک نام "مہیتسور" اختراع کیا تھا ۔ اور ان کے ہاں یہ جڑی اسی نام سے مستعمل تھی ۔ اب بھی چندا ئے گنے وئید اسی رائے کے قائل ہیں ۔

دوسرا فریق اس سے بالکل متضاد رائے رکھتا ہے ۔ اس کا دعویٰ ہے کہ یہ جڑی قدیم آیورویدک کتب میں مذکور ہے ۔ چنانچہ ڈاکٹر وامن گنیش ڈیسائی صاحب نے اپنی تصنیف کردہ کتاب اوشدھی سنگرہ بزبان مرہٹی میں اسے سرپ گندھا (وہ جڑی جس سے سانپ کی بو آتی ہے) کا نام دیا ہے ڈاکٹر کے ۔ ایم ۔ نادکرنی صاحب نے بھی انڈین میٹریا میڈیکا میں اس کا سنسکرت نام چندریکا اور سرپ گندھا تحریر فرمایا ہے ۔ اسی طرح کرنل آر ۔ این ۔ چوپڑا صاحب نے بھی انڈی جینس ڈرگز آف انڈیا میں اسے سرپ گندھا نام سے منسوب کیا ہے ۔ علاوہ ازیں اکثر دوسرے نامی گرامی وئید و ڈاکٹر صاحبان بھی اسے سرپ گندھا ہی کہتے ہیں ۔ دراصل سرپ گندھا کوئی نئی دریافت شدہ بوٹی نہیں ہے بلکہ آج سے تین ہزار سال قبل بھی یہ دوا کام میں لائی جاتی


چھوٹی چندن

ہندی میں چھوٹی بندن۔ چھوٹی چاند۔ چھوٹی چاندر۔ چندربھاگا اور اسرول۔ بنگالی میں چھوٹو چاند۔ چھوٹا چاند۔ چاندر اور چاندڑ۔ مرہٹی میں اڈکئی۔ بنارس وغیرہ میں

تھی چنانچہ چرک۔ سشرت اور واگ بھٹ جیسی قدیم طبی کتب میں اس کا کئی جگہ تذکرہ درج ہے دھنونتری نگھنٹو، راج نگھنٹو۔ بھاوپرکاش نگھنٹو اور کیدیو نگھنٹو (یہ سب آیورویدک کے مشہور میٹریا میڈیکا ہیں) وغیرہ میں اس کا مفصل بیان ملتا ہے۔ قدیم آیورویدک کتب میں اس کا دوسرا مشہور نام ناکلی (نیولا کی محبوبہ یعنی پیاری بوٹی) آیا ہے۔ علاوہ بریں ذیل کے دیگر نام بھی اس کے متذکرہ بالا کتب میں ملتے ہیں۔

نکل ابشٹھا (وہ جڑی جو نیولا کو پیاری ہے۔ کیونکہ نیولا سانپ کا جانی دشمن ہے اور اس جڑی سے سانپ دور بھاگتا ہے اس لئے یہ نیولا کو پیاری ہے) مہاویریا (نہایت زود اثر) سرپ سوگندھا (جس سے سانپ کی بو آتی ہے) سووہا (خوشبودار) ناگ گندھا (سانپ کی بو والی) سوگندھا (خوشبودار) سورسا (بہت رس والی) وِش گھنی (تریاق زہر)

چرم پتریکا (جس کے پتے عرصہ تک قائم رہتے ہیں) وارج پترکا (جسے برسات میں نئے پتے لگتے ہیں) وغیرہ وغیرہ

سرپ گندھا کے مذکورۂ بالا وصفی ناموں میں اس جڑی کو صاف طور پر تریاق زہر تسلیم کیا گیا ہے یہی نہیں بلکہ اس کے جو اوصاف مختلف آیورویدک مخزن المفردات میں درج ہیں۔ ان میں بھی اس امر کی تصدیق کی گئی ہے۔ چنانچہ آیورویدک کے مایۂ ناز بھاؤپرکاش نگھنٹو میں لکھا ہے کہ

ناکلی کسیلی۔ چرپری۔ کڑوی اور گرم ہوتی ہے۔ سانپ۔ مکڑی۔ بچھو اور چوہے وغیرہ کے کاٹے کے زہر کو دور کرتی ہے۔ بخار۔ کرم ہائے شکم اور زخموں کو نافع ہے۔

اب غور طلب امر یہ ہے کہ کیا یہ حقیقتاً اس جڑی کا موزوں نام ہے یا نہیں۔ مذکورۂ بالا وصفی ناموں کو بغور مطالعہ کرنے سے یہ صاف عیاں ہوتا ہے کہ سرپ گندھا جڑی میں سے سانپ کی بو آنی چاہیئے۔ اور یہ جڑی سانپ کے زہر کا تریاق ہونی چاہیئے۔ چنانچہ اس کے تازہ پتوں اور تنوں سے ایک خاص قسم کی ناگوار بو آتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ دوا استعمال کے لئے بازار میں دستیاب ہونے والی اس کی خشک جڑوں کو سونگھنے سے بھی ایک خاص قسم کی ہلکی بو آتی ہے

دھول بڑواَ۔ **بہار** میں مروا۔ وحن مردا۔ اِسرجگ۔ پاگل کی دوا۔ **تامل** میں چون میل پوڈی۔ **کناری** میں سُوتروڈی **تیلگو** میں پاٹلا گندھی۔ **لاطینی** میں راؤولفیا سرپن ٹینا (Rauwolfia Serpentina) اور اوفی اوکسیلون سرپن ٹی نم- (Ophioxy-lon Serpentinum) کہتے ہیں۔

نوٹ۔ اوّل اس پودے کا لاطینی نام اوفی اوکسیلون سرپن ٹی نم' دیا گیا تھا۔ لیکن بعد ازاں بینتھم (Bentham) نے اوفی اوکسیلون کو بدل کر راؤولفیا کردیا۔

وجہ تسمیہ۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جرمنی کے ایک معالج و ماہر نباتات ڈاکٹر لیونارڈ راؤولف (LEONARD RAUWOLF) نے یونان اور عرب کے قدیم معالجین کی بیان کی ہوئی ادویاتی جڑی بوٹیوں پر تحقیق کرنے کی غرض سے ان کی تلاش میں ایشیا اور افریقہ کی سولہویں صدی

علاوہ ازیں یہ علاقہ دربھنگہ وغیرہ میں سانپ کے زہر کو دور کرنے کے لئے بکثرت مستعمل ہے۔ بس اسی ناگوار بُو اور اس کے تریاق مار اوصاف ہی کو مدنظر رکھ کر اسے سرپ گندھا کہا جاتا ہے۔

آیو وید مہا اُپا دھیائے بھاگیرتھ سوامی رسائن شاستری کلکتہ وغیرہ کئی حضرات اسے سرپ گندھا نہ کہہ کر ناگ دمنی کے نام سے منسوب کرتے ہیں اگرچہ تریاقِ مار ہونے سے اسے ناگ دمنی (سانپ کے زہر کو دور کرنے والی) کہنے میں کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔ لیکن واضح رہے کہ اس وقت تک کوئی چالیس قسم کی ناگ دمنی بوٹیاں معلوم ہو چکی ہیں۔ اور جس بوٹی میں یہ وصف ہو اسے ناگ دمنی کہہ دینا کوئی زیادہ دانشمندی نہیں۔ ہر بوٹی کا کوئی مخصوص نام ہونا چاہیئے اس طرح سب کو ایک لڑی میں پرو دینے سے کام نہیں چل سکتا۔ اسی طرح بعض مصنفین چھوٹی چندن کا سنسکرت نام چندریکا یا چندرکا قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ درست نہیں کیونکہ آیورویدک مخزن المفردات میں پانچ چھ جڑی بوٹیوں پر ان ناموں کا اطلاق کیا گیا ہے۔ اس لئے صرف اس جڑی کو ان ناموں سے مخصوص کرلینا صحیح نہیں ہو سکتا اگرچہ اس اکسیر صفت جڑی کے ویدک نام کے متعلق طرح طرح کی قیاس آرائیاں ہو چکی ہیں لیکن ہمیں اس امر کے ماننے میں قطعاً کوئی تامل نہیں کہ ننانوے فیصدی وید اس جڑی کا ویدک نام سرپ گندھا ہی قرار دیتے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اب اس کے ویدک نام کے متعلق قیاس آرائیوں کا سلسلہ بالکل ختم ہو چکا ہے اور آخر الامر اس کا ویدک نام سرپ گندھا ہی تعین کردیا گیا ہے۔

کے آخر میں وسیع طور پر سیاحت کی۔ اس نے اپنی سیاحت کے دوران ۱۵۸۲ء میں یہ ادویاتی پودا دریافت کیا تھا۔ اور اس سے گنج (دکٹرا) نصیلہ یعنی اپوسائی نےسی میں ایک نئی جماعت (Genus یعنی پودوں کا مجموعہ جو علیحدہ خصوصیات رکھتا ہو) کا اضافہ ہوا۔ اور تب اسکی طرف دنیا کے سائنسدانوں کا دھیان گیا۔ اس لئے اس وقت اس جماعت کا نام اس کے تحقیق کردہ کے نام راؤولف کے نام سے ہی منسوب کردیا گیا چنانچہ اسی وجہ سے اس پودے کو راؤولفیا سرپنٹینا کہتے ہیں۔

تاریخ: ویدک علماء کی رائے کے مطابق آیورویدک کتب میں اس کا سرپ گندھا وغیرہ ناموں سے بیان ملتا ہے چنانچہ آیوروید کی قدیم ترین مستند کتب چرک سشرت اور واگ بھٹ وغیرہ میں اس کا ذکر آتا ہے۔ بھاوپرکاش نگھنٹو۔ کیدیو نگھنٹو اور دھنونتری نگھنٹو وغیرہ میں اس کے اوصاف کا بیان ملتا ہے لیکن اس وقت جو اس کی اہم صفات مسکن منوم اور دافع جنون وغیرہ تحقیق ہو چکی ہیں۔ ان کے متعلق آیورویدک مخزن المفردات میں ایک حرف بھی نہیں پایا جاتا غرضیکہ قدیم ویدوں نے اس کا تذکرہ تو کیا ہے لیکن اس کی وہ خاص صفات اُن سے مخفی ہی رہیں جن کیلئے اسکو آج کل خاص ناموری حاصل ہے۔

جن علاقوں میں یہ پیدا ہوتی ہے وہاں کے باشندے نامعلوم کتنے عرصہ دراز سے اس کے افعال و خواص سے روشناس چلے آتے ہیں۔ چنانچہ بہار میں یہ اپنی ایک اہم خاصیت کی وجہ سے "پاگل کی دوا" کے نام سے مشہور ہے۔ اور اس مرض کے لئے مدتوں سے مستعمل ہے۔ وہاں کے لوگ اسے بچوں کو سلانے کے لئے بھی طویل عرصہ سے استعمال کرتے آرہے ہیں۔ بعینہ جس طرح مائیں بچوں کو سلانے کے لئے افیون کھلاتی ہیں۔ علاقہ دربھنگہ میں سانپ کے کاٹے کے لئے اس کے استعمال کا صدیوں سے رواج چلا آتا ہے۔ دیگر بہار میں وضع حمل کے بعد اس کے استعمال کا عام دستور ہے۔ غرضیکہ بہار میں یہ گھریلو دوا کے طور پر کئی اغراض کے لئے مدتوں سے استعمال میں لائی جارہی ہے اور یہاں سے ہی پھر دوسرے علاقے کے لوگوں کو اس کے استعمال کا علم ہوا ہے۔

درحقیقت بھارت کے درخشاں ستارے مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم کو ہی یہ

شرف حاصل ہے کہ انھوں نے اس بوٹی کو جنون وغیرہ کے دفعیہ کے لئے عام لوگوں تک پہنچایا ورنہ اس سے پیشتر اس کا استعمال بہت ہی محدود تھا روایت ہے کہ اندازاً ۱۹۳۰ء میں بہار کے مشہور معروف بیرسٹر اور کلکتہ ہائی کورٹ کے جج سید امام حسن صاحب مرحوم کی بیگم صاحبہ کو مرضِ جنون ہو گیا۔ ہر قسم کا علاج معالجہ ہوا۔ مگر "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" کوئی صورت افاقہ نظر نہ آئی۔ یاس و نا امیدی کی اس گھٹا ٹوپ میں ایک فقیر کی نظر شفقت کام کر گئی۔ اس نے ایک بوٹی استعمال کرائی جس سے مکمل فائدہ ہو گیا۔ وہ یہی چھوٹی چندن تھی اس واقعہ کی عام شہرت ہو گئی اس امر حقیقی کا علم کسی طرح ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم پرنسپل آیورویدک اینڈ یونانی طبیہ کالج دہلی (جس کا نام اب گاندھی اجمل طبیہ کالج ہے) کو ہو گیا۔ مرحوم بہار کے باشندہ تھے۔ انھوں نے مسیح الملک مرحوم سے اس کا ذکر کیا وہ اسے جنون میں برتنے لگے۔ یہ توقع سے بڑھ کر منفعت بخش ثابت ہوئی بے شمار مریض اس کے استعمال سے شفایاب ہو گئے۔ مسیح الملک مرحوم نے اس بوٹی کے متعلق اپنے تجربات جاری رکھے تو اس کو جنون کے علاوہ ہسٹیریا۔ مرگی اور بے خوابی میں بھی بے نظیر پایا۔ رفاہ عام کے لئے آپ کے ہندوستانی دواخانہ دہلی میں یہ بوٹی "دوا الشفا" کے نام سے فروخت کی جانے لگی بس اس طرح سے اس دوا کو کافی سے زیادہ ناموری حاصل ہو گئی۔ جوں جوں یہ راز افشا ہوتا گیا۔ دوسرے دواخانے بھی اسے فروخت کرنے لگے اور اب تو یہ چیز اس قدر مشہور عام ہو گئی ہے کہ اکثر بڑے بڑے شہروں کے پنساریوں کے ہاں سے بھی دستیاب ہو جاتی ہے۔

اسکا استعمال یہیں تک ہی محدود نہیں رہا۔ بلکہ اس کے فوائد سے متأثر ہو کر اس کے متعلق کئی جدید معلومات حاصل کی جا چکی ہیں۔ چنانچہ مسیح الملک مرحوم نے دیسی دواؤں کی تحقیقات اور جوہر مؤثرہ وغیرہ دریافت کرنے کے لئے آیورویدک اینڈ یونانی طبیہ کالج دہلی کے ساتھ ایک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (محکمۂ تحقیق) بھی قائم کیا تھا۔ اس کے انچارج (منتظم) ڈاکٹر سلیم الزماں صاحب صدیقی نے اپنے معاون خصوصی ڈاکٹر رفعت حسین صاحب صدیقی کی مدد سے ۱۹۳۱ء میں اسرول کے کیمیائی تجزیہ کے بعد پانچ جواہر مؤثرہ علیحدہ کئے وہ اس کے متعلق اپنی تحقیقاتی رپورٹ میں رقمطراز ہیں۔

حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم اسرول کی جڑوں کو گولیوں کی شکل میں جنون، اختناق الرحم اور مرگی میں استعمال کراتے تھے۔ اس کے استعمال سے دماغ کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ لیکن اس کے مسکن ہونے کا قدیم یونانی یا ویدک کتابوں میں کہیں ذکر نہیں۔ باوجود اس کے کہ لاطینی سائنس دان گریسیس آب ہارٹو (Gracias ab Harto) نے چھوٹی چندن کو ۱۵۶۳ء میں ہندوستان کی اہم ترین اور انتہائی قابل تعریف مفرد دوا قرار دیا تھا اس جڑی پر جس وقت ہم نے کام شروع کیا ہے اس وقت تک کوئی قابل ذکر تحقیقات یورپ یا ہندوستان میں نہیں ہوئی تھی

حکیم اجمل خانصاحب مرحوم کے ہاں جب یہ بوٹی جنون ہسٹیریا اور مرگی کے لئے استعمال کرائی جارہی تھی غالباً انہی دنوں کلکتہ کے مشہور آیورویدک معالج مہا اپادھیائے کوبراج ڈاکٹر گن ناتھ سین کے ہاں یہ بوٹی ہائی بلڈ پریشر کے لئے زیر استعمال تھی چنانچہ ۱۹۳۱ء کے ماہ جولائی کی میگزین انڈین میڈیکل ورلڈ میں ڈاکٹر گن ناتھ سین اور ڈاکٹر کارتک چندر بوس کے نام سے ایک مضمون طبع ہوا تھا جس میں ڈاکٹر سین نے اس گمنام بوٹی کے متعلق کئی باتوں کا انکشاف کرتے ہوئے بتلایا تھا کہ بہت دشواری سے انھوں نے اس بوٹی کا راز پایا تھا۔ یہ جڑی جس پودے سے حاصل کی جاتی ہے اسے انھوں نے کئی سال قبل صحیح طور پر پہچان لیا تھا تب سے ہی وہ اسے اپنے مریضان پر قابل تعریف کامیابی کے ساتھ خوب استعمال کرتے رہے نہایت تلخ ہونے کی وجہ سے وہ اسے گولی یا قرص کی صورت میں دیتے تھے اس کا نام انھوں نے مہیشور جکیبر کار رکھا ہوا تھا۔

ڈاکٹر سین اور ڈاکٹر بوس نے اس کی جڑوں میں ۲ دو کھاری جوہر موثرہ دریافت کئے۔ پھر ڈاکٹر سین کے فرمانے پر ڈاکٹر بوس نے اپنے معاونوں کے ہمراہ اس دوا کی فارماکولوجی (دوائی تاثیر) کا مطالعہ کیا اور اس طرح اس دوا کو خاصی ناموری حاصل ہو گئی۔

بہرحال ہائی بلڈ پریشر کی اس گرانقدر اور محفوظ دوا کے معلوم کرنے کے راز کا فخر ڈاکٹر سین کو ہی حاصل ہے۔

مٹہ آپ شہنشاہ اکبر کے عہد حکومت میں ہندوستان آئے تھے اور چھوٹی چندن کے اوصاف سے متاثر ہو کر اس بوٹی کو اپنے ساتھ ولایت لے گئے تھے۔

سنہ ۱۹۳۱ء میں ڈاکٹر بی۔ سی۔ رائے نے بھی اس کے بعض تجربات کئے جن سے نتیجہ خیز معلومات حاصل ہوئیں۔ سکول آف ٹراپیکل میڈیسن اینڈ ہائی جین کلکتہ کے صیغہ علم الکیمیا میں ڈاکٹر چوپڑا نے بھی اس کا کیمیائی تجزیہ کیا۔ بعدازاں ڈاکٹر چوپڑا، گپتا اور مکرجی نے جدید ترین ڈھنگ سے اس کی فارماکالوجی (دوائیہ تاثیر) اور تھیراپوٹیکس (استعمالات) کا وسیع پیمانہ پر مطالعہ کیا اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ اس بوٹی کی تمام یورپ و امریکہ تک دھوم مچ چکی ہے اور اب مغربی دنیا میں یہ جدید تحقیقات و توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے اور اس کے مختلف اجزاء کے افعال و خواص نئے نئے اسلوبوں سے دریافت کئے جارہے ہیں۔

اس بوٹی کو اسقدر زیادہ اہمیت حاصل ہونے کی حقیقی وجہ یہ ہے کہ یورپ اور امریکہ میں ہائی بلڈ پریشر (خون کے دباؤ کی زیادتی) کا مرض بہت زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ اور طب جدید کے ادویاتی گنجینہ میں اس مرض کے دفعیہ کی اسکے پایہ کی کوئی دوسری دوا نہیں ہے اور پھر اس پر طرہ یہ کہ اس کے کھاری جوہر موثرہ کو ماہرین علم کیمیا اب تک کیمیائی طور پر تیار نہیں کرسکے۔ اس لئے اس کی دن بدن مانگ بہت بڑھ رہی ہے اور اس امر میں قطعاً کوئی مبالغہ نہیں کہ بھارتی سرپ گندھا نے دنیا بھر کے علماء کا جسقدر دھیان راغب کیا ہے اتنا بہت ہی کم دواؤں نے کیا ہوگا۔

اقسام۔ اس وقت تک راؤ ولفیا کی تقریباً ایک سو اکتیس اقسام معلوم کی جاچکی ہیں جن میں سے آٹھ اقسام کے بھارت میں ملنے کی رپورٹ ملی ہے۔ ان میں سے راؤ ولفیا سرپنٹینا کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

جائے پیدائش۔ یہ بوٹی مرطوب اور گرم علاقوں میں خودرو پیدا ہوتی ہے چنانچہ اسکا پودا ہمالیہ کے دامن کے علاقوں اور پہاڑیوں کے دامن کے نزدیک کے میدانوں میں پایا جاتا ہے خصوصاً یہ ڈیرہ دون، شیوالک سلسلہ کوہ، روہیلکھنڈ کے ہمالیہ کے نشیبی حصے کے علاقوں، شمالی اودھ اور گورکھپور میں چار ہزار فٹ کی بلندی تک پیدا ہوتا ہے۔ یہ صوبہ بہار میں سنگھ بھوم ضلع میں سرنڈا کے جنگلوں اور راج محل کی پہاڑیوں میں پایا جاتا ہے۔ ضلع پٹنہ اور بھاگلپور اس کے پیدائشی مقام بتلائے جاتے رہے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ نیپال کی ترائی سے اس کی جڑیں ان مقامات پر آتی تھیں۔ یعنی اس کی جڑوں کی یہ منڈیاں تھیں اور یہاں سے یہ مال دور دور تک جاتا تھا اس

وجہ سے پٹنہ اور بھاگل پور کو اس کی جائے پیدائش میں شمار کیا جاتا رہا ہے۔ اڑیسہ میں یہ پودا پوری میں پایا گیا ہے۔ پلاس پور میں بھی کہیں کہیں مل جاتا ہے۔ شمالی اور وسطی بنگال میں بھی ہوتا ہے۔ آسام میں یہ کام روپ۔ نورگانو۔ شمالی کچھار۔ گولا پاڑا۔ کھاسی و جینتیا کی پہاڑیوں اور گارو پہاڑ میں پایا جاتا ہے۔ پیگو اور تناسرم میں چار ہزار فٹ کی بلندی تک ملتا ہے۔ مدراس پردیش میں مغربی اور مشرقی گھاٹوں میں اور آندھرا پردیش میں یہ تین ہزار فٹ کی بلندی تک ہوتا ہے۔ جنوبی مہاراشٹر۔ کوکن اور انڈیمان میں بھی پایا جاتا ہے۔ بھارت کے علاوہ ترین مشرقی پاکستان۔ نیپال۔ لنکا۔ برہما۔ سیام اور جاوا وغیرہ میں بھی ہوتا ہے۔

نباتی توضیح ۔ یہ ایک گھنا۔ خودرو استادہ۔ بے مو۔ جھاڑی دار دائمی پودا ہے جو اکثر نصف سے ڈیڑھ فٹ تک بلند ہوتا ہے کہیں کہیں دو سے تین فٹ تک اونچا بھی دیکھنے میں آتا ہے اس کا تنا بیلن نما ہوتا ہے اور چھال پیلے رنگ کی ہوتی ہے۔ اس کو توڑنے پر چپچپا دودھ جیسا رس نکلتا ہے۔ اسکی شاخوں کے ہر بند یا گرہ پر جامن اور بانسہ کے پتوں کی شکل کے تین چار پتے حلقہ میں لگتے ہیں۔ کبھی کبھی پتے بالمقابل بھی لگتے ہیں ان کی لمبائی تین سے سات انچ اور چوڑائی ڈیڑھ سے اڑھائی انچ ہوتی ہے یہ پھلے کی سی نوک والے اور چکنے ہوتے ہیں۔ ان پتوں کے درمیان برگ بانسہ کی مانند آٹھ سے دس عدد تک سفید لکیریں یعنی رگیں ہوتی ہیں۔ پتے اوپر کی جانب سے ہرے چمکیلے اور نیچے کی طرف سے پھیکے ہرے یا پیلے سے ہوتے ہیں۔ پتوں کا مزہ قدرے تیز تلخ ہوتا ہے۔

شاخوں کے سروں پر ماہ اپریل سے نومبر تک پھول آتے ہیں پھولوں کی ڈنڈیاں سرخ رنگ کی ہوتی ہیں۔ ان پر ایک سے ڈیڑھ انچ لمبے سفید رنگ کے پھولوں کے گچھے کھلتے ہیں پھر رفتہ رفتہ ان پھولوں کا رنگ سرخ ہوتا جاتا ہے ایک ہی پودے پر سفید و سرخ رنگ کے پھول کھلے رہتے سے یہ پودا بہت خوبصورت دکھائی دیتا ہے ہر ایک پھول کی پانچ پنکھڑیاں ہوتی ہیں۔

ماہ مئی کے آخری ایام میں پودے پر پھل لگنے شروع ہو جاتے ہیں ماہ جولائی سے نومبر تک پھل پکتے رہتے ہیں۔ ایک ہی وقت میں کچھ پھل پختہ ہو جاتے ہیں اور باقی خام رہتے ہیں۔ پھل چوتھائی انچ قطر کے مٹر کے دانے کے برابر گٹھلی دار ہوتے ہیں دو دو پھل اکٹھے جڑے ہوئے ہوتے ہیں خام پھل اول ہرے بعد میں سرخ جامنی اور مکمل پکنے پر چمکیلے سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں۔ ہر پھل کے اندر ایک دو بیج ہوتے ہیں۔

اس کی جڑیں دس بارہ انچ سے لیکر سولہ انچ تک لمبی اور چوتھائی انچ سے ایک انچ تک موٹی ہوتی ہیں۔ یہ سیدھی نہ ہو کر بلدار، اینٹھی ہوئی اور گاؤ دُم ہوتی ہیں۔ جڑوں کے اوپر کارک جیسا ملائم اور مٹیالہ پیلا سا بھورے رنگ کا چھلکا ہوتا ہے جس پر لمبائی کے رُخ سیدھی دراریں اور جھرّیاں پڑی رہتی ہیں۔ ہاتھ سے موڑنے پر جڑ ایک جھٹکے میں باآسانی ٹوٹ جاتی ہے جس کے اندر سے اسپنج جیسی بہت سے چھیدوں والی پیلی سی سفید لکڑی نکلتی ہے۔ مزہ نہایت تیز تلخ ہوتا ہے اور اس سے ایک مخصوص قسم کی بو آتی ہے عموماً دو تین سال کے پودے کی جڑیں کھود کر نکالنے کے قابل ہو جاتی ہیں۔

موسم سرما میں اس پودے کے تمام پتے جھڑ جاتے ہیں اور پالا سے اس کے سرے کی ملائم ہری شاخیں بھی مرجاتی ہیں۔ پھر موسم بسنت کے آنے پر نئی کونپلیں پھوٹ نکلتی ہیں۔

نباتی فصیلہ۔ یہ کنج (ڈگرا) فصیلہ کی دوا ہے جسے لاطینی میں اپوسائی نے سی (Apocy-naceae) کہتے ہیں۔

حصص مستعملہ۔ دوا اس بوٹی کی جڑوں کے استعمال کو ہی خاص اہمیت حاصل ہے لیکن پتے اور شاخیں بھی کام میں لائی جاسکتی ہیں۔

بیخ چھوٹی چندن کی حفاظتی تدبیر۔ چھوٹی چندن کی جڑوں کو اکھاڑ کر سایہ میں بالکل خشک کر کے بوریوں وغیرہ میں بھر کر خشک جگہ پر رکھنا چاہیئے۔ اس طرح یہ کئی سالوں تک عمدہ حالت میں پڑی رہتی ہیں۔ نہ تو کوئی کیڑا لگنے پاتا ہے اور نہ پھپھوندی لگنے پاتی ہے۔ لیکن جن جڑوں میں نمی رہ جاتی ہے یا جو نمی والی جگہ پر پڑی رہتی ہیں ان کو پھپھوندی ضرور لگ جاتی ہے اور اس سے ان کے اوصاف میں کمی آجاتی ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر راج گوپالن نے ۱۹۵۴ء میں پھپھوندی لگی ہوئی جڑوں کے کئی نمونوں کا دو ہفتہ تک مطالعہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ایسی جڑوں میں مجموعی کھاری جواہر مؤثرہ (Total Alkaloids) کی مقدار میں ۲۵ فیصدی کی کمی ہو جاتی ہے جو واقعی بہت زیادہ ہے اس سے قطعاً واضح ہے کہ جڑوں کو سایہ میں مکمل طور پر خشک جگہ پر رکھنا نہایت ضروری ہے۔

ملاوٹیں۔ بازار میں جو چھوٹی چندن دستیاب ہوتی ہے اس میں اکثر اس کی دوسری اقسام جو بنگال اور بہار وغیرہ میں پائی جاتی ہیں، کی ملاوٹ ہوئی ہوتی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر راج گوپالن نے اپنے ذاتی

تجربہ سے اور بھارت، دوسرے دیشوں کے محققین کے ساتھ خط و کتابت وغیرہ کے ذریعہ سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ بیوپار میں سرپ گندھا کی جڑ کے نام سے مہیا کی جانے والی سرپ گندھا میں کئی اقسام کی ملاوٹیں ہوتی ہیں چنانچہ اس سرپ گندھا میں اسی کی دوسری اقسام راوُولفیا کے نے سینس (R. Canescens) راوُولفیا مائی کرینتھا (R. Micrantha) راوُولفیا ڈینسی فلورا (R. Densiflora) کی ہی ملاوٹ نہیں ہوتی بلکہ سرپ اکھشی (Ophirrhiza mungos) کی چھوٹی جھاڑی اور دیگر بھی کئی ان پہچانے پودوں کی جڑوں کی اسمیں آمیزش ہوتی ہے۔

کھیتی۔ اگرچہ چھوٹی چندن کے پودا کے پیدا ہونے کا رقبہ تو بہت وسیع ہے لیکن چونکہ اسکی پیدائش گھنی نہیں ہوتی بلکہ یہ صرف اِکّا دُکّا ہی اُگتا ہے اس لئے اسکی پیداوار بہت کم ہے۔ کسی بھی جگہ یہ اسقدر زیادہ مقدار میں دستیاب نہیں ہوپاتا کہ بیوپاریوں کی مانگ پوری ہوسکے۔ پھر اس پر طرّہ یہ کہ اسکی مانگ دن بدن بڑھ رہی ہے اس کی مانگ اس قدر زیادہ ہے کہ اگر اس کے حاصل کرنے کا کوئی دیگر ذریعہ اختیار نہ کیا جائے تو خود رو پیدا ہونے والے پودوں کے ہمیشہ کیلئے ختم ہوجانے کا احتمال ہے اس صورتِ حال کا مقابلہ کرنے کے لئے اب اس کی کھیتی کرنی شروع کیگئی ہے اس سے صورتِ حال کا سُدھر جانا یقینی ہے یہ ایک بہت فائدہ مند دھندا ہے اسی لیئے بھارت سرکار اس کی خوب حوصلہ افزائی کررہی ہے اور حقیقتاً آئے دن کی اسکی بڑھتی ہوئی مانگ کے پورا کرنے کا یہی مناسب طریقہ ہے۔ اس کی کھیتی کے متعلق فاریسٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ڈیرہ دون اور سنٹرل ڈرگ انسٹی ٹیوٹ لکھنؤ میں مکمل تحقیق کی گئی ہے۔

کیمیائی تجزیہ۔ طب قدیم میں اس دوا کے بہت مقبولِ عام ہونے کی وجہ سے اسکی جڑوں کا کیمیائی امتحان کئی محققوں نے کیا ہے۔ چنانچہ مہا آیا دھیائے کویراج ڈاکٹر گن ناتھ سین صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایم ایس اور ڈاکٹر کارتک چندر بوس صاحب ایم۔ بی۔ کلکتہ نے ۱۹۳۱ء میں اس کی جڑوں میں دو الکلائڈ یعنی کھاری جواہر موثرہ دریافت کئے ہیں جو مختلف درجہ حرارت پر پگھلتے ہیں خشک جڑوں میں ان کھاری جواہر موثرہ کی مجموعی مقدار تقریباً ایک فیصدی سے قدرے زیادہ پائی گئی ہے۔ علاوہ ازیں ان جڑوں میں کافی مقدار میں گوند اور نشاستہ ہوتا ہے اور جب ان جڑوں کو جلایا جائے تو تقریباً آٹھ فی صدی بقایا راکھ دستیاب ہوتی ہے جس میں عموماً پوٹاسیم کاربونیٹ۔ فاسفیٹ۔ سیلی سیٹ اور قدرے فولاد اور میگنیز موجود ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر سلیم الزماں[۴] صاحب صدیقی اور ڈاکٹر رفعت حسین صاحب صدیقی دہلی نے ۱۹۳۱ء میں اس میں دو طرح کے پانچ نئے الکلائڈ (کھاری جوہر مؤثرہ) دریافت کئے جن کو انھوں نے ذیل کے مخصوص نام دیئے:

اول۔ اجملین جماعت جو تین سفید قلمدار کمزور اساس (Bases) کی مرکب ہے۔

(۱) اجملین۔ یہ ۰ء۱ فی صدی پایا گیا۔

(۲) اجملینین۔ یہ ۰ء۰۵ فی صدی پایا گیا۔

(۳) اجملی سین۔ یہ ۰ء۰۲ فی صدی پایا گیا۔

دوم۔ سرپنٹین جماعت جو دو چمکدار اور قلمدار مضبوط ترین اساس کی مرکب ہے۔

(۱) سرپنٹین۔ ۰ء۰۸ فی صدی حاصل کیا گیا۔

(۲) سرپنٹینین۔ یہ بھی ۰ء۰۸ فی صدی ملا۔

۱۹۳۹ء میں ہر دو ڈاکٹر صاحبان نے پھر اجملین جماعت کے دو اور الکلائڈ دریافت کئے یعنی

---

[۴] آپ نے اپنے معاون خصوصی ڈاکٹر رفعت حسین صدیقی کی اعانت سے مسیح الملک مرحوم کے قائم کردہ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں اسرول کے متعلق جو کیمیائی تحقیق کی تھی اسکے متعلقہ اپنی رپورٹ میں رقمطراز ہیں۔

غیر مؤثر لیکن کیمیائی نقطۂ نظر سے خالص اور قلمی اجزاء کے علاوہ ہم نے اس جڑی سے پانچ قلمدار جواہر مؤثرہ علیحدہ کئے۔ ان میں سے تین کے نام حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم کے نام کی نسبت سے (۱) اجملین (۲) اجملینین (۳) اجملی سین رکھے گئے۔ یہ تینوں الکلائڈ سفید ہیں۔ اس تعلق سے قطع نظر جو حکیم صاحب مرحوم کو انسٹی ٹیوٹ سے بحیثیت بانی کے تھا، ہم نے ان کے نام سے یہ نسبت اس وجہ سے بھی موزوں اور مناسب خیال کی کہ پاگل پن اور اختناق الرحم جیسے امراض میں سب سے پہلے ان ہی نے چھوٹی چندن کے ممکن اثرات کی اپنے مطب میں باقاعدہ تحقیق کی تھی۔

بقیہ دو الکلائڈ کے نام چھوٹی چندن کے لاطینی نام کی نسبت سے سرپنٹین اور سرپنٹینین رکھے گئے یہ دونوں الکلائڈ زرد رنگ کے ہیں۔

آسواجملین اور نیواجملین ۔

ڈاکٹر بی۔ کرجی تحریر فرماتے ہیں :

بہار کی چھوٹی چندن کی جڑوں میں ۰٫۸ سے ۱٫۳ فیصدی ٹوٹل الکلائڈز (مجموعی کھاری جواہر مؤثرہ) پائے جاتے ہیں کہ جن میں اجملین۔ اجملینین۔ اجملیسین۔ زرد کھاری جواہر مؤثرہ سرپنٹین سرپنٹینین اور غیر متشکل (Amorphous) اساس پائے جاتے ہیں۔ ڈیرہ دون کی جڑوں میں مجموعی کھاری جواہر مؤثرہ ۱ سے ۱٫۳ فیصدی پائے جاتے ہیں لیکن ان میں زرد جواہر مؤثرہ میں سے کوئی بھی نہیں پایا جاتا۔ ان میں دو دیگر اساس ہوتے ہیں جو اجملین اور اجملینین کے ساتھ مساوی التناسب (Isomeric) ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی ایسے کھاری جواہر مؤثرہ ہوتے ہیں جو دونوں فعل والے (Amphoteric) ہیں۔ ان کھاری جواہر مؤثرہ کے علاوہ جڑوں میں روغنی رال (اولیو ریزن) سٹیرول (Sterol) اور سرپوسٹیرول (Serposterol) ہوتے ہیں۔ رال کی کسر حیاتیاتی طور پر مؤثر ہے۔ (دی انڈین فارمیسوٹیکل کوڈیکس)

خشک مسوف جڑ میں ۰٫۸ فی صدی کھاری جوہر مؤثرہ نیوٹرل (Neutral۔ متعادل) رال فائٹوسٹرول (Phytosterol) اولی اک ایسڈ (Oleic Acid) غیر بحر پور محلول الکحالز کا مکسچر اور رالدار ایسڈ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ اس وقت تک دس قلمدار الکلائڈ علیحدہ کئے جا چکے ہیں اور ان کی شناخت بھی کی جا چکی ہے۔

(ا) اجملین جماعت کہ جو (۱) اجملین (۲) اجملینین (۳) اجملیسین (۴) آئی سو اجملین (۵) نیو اجملین پر مشتمل ہے۔ (ب)۔ سرپنٹین جماعت کہ جو (۶) سرپنٹین (۷) سرپنٹینین (۸) سرپاجین پر مشتمل ہے (ج) ریسرپین جماعت کہ جو (۹) ریسرپین (۱۰) ریسی سپین وغیرہ پر مشتمل ہے۔
(فارماکوگنوسی [illegible])

اب تو اس پودے سے ملنے والے الکلائڈز کی تعداد پندرہ سے بھی بڑھ گئی ہے لیکن تاہم ان سب میں سے ریسرپین (Reserpine) کو خاص ناموری حاصل ہے کیونکہ اس کا دوائیہ اثر سب سے زیادہ بتلایا جاتا ہے۔ شلٹر (Schlittler) شنیلڈر (Schnelder) اور پلومر (Plummer) نے ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۲ء تک تحقیقات کرتے ہوئے اسے الگ کیا تھا۔

جواہر مؤثرہ کی تاثیرات دوائیہ۔ ڈاکٹر سلیم الزماں صدیقی اسرول کی کیمیائی تحقیق کے

متعلقہ اپنی مرتبہ رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں:

انسٹی ٹیوٹ میں جانوروں پر تجربات کا شعبہ نہ ہونے کی وجہ سے افسوس ہے کہ ہم چھوٹی چندن کے الکلائڈز کا جانوروں پر امتحان اس پیمانے پر نہ کر سکے جیسا کہ ہم چاہتے تھے تاہم مینڈکوں پر ابتدائی تجربات کی بنا پر ہم نے یہ معلوم کیا کہ اجملین اور اس کی جماعت کے الکلائڈز اعصاب کیلئے مسکن ہیں اور ان کے زہریلے اثرات نہایت خفیف ہیں اس کے برعکس سرپنٹین نسبتاً زیادہ سمیت رکھتا ہے۔ یہ دل کی حرکت کو تیز و پھیپھڑوں کو مفلوج کرتا ہے اجملین کی طبی مقدار خوراک چھوٹی چندن کی خوراک کی بنا پر متعین کی گئی اور تجربے سے مسکن اور منوم ثابت ہوئی غیر معمولی طور پر قلیل ہے (تقریباً ایک چاول) اس کی سمی مقدار کو مدنظر رکھتے ہوئے جو نسبتاً بہت زیادہ ہے اجملین کے استعمال میں نقصان کا کوئی احتمال نہیں رہتا۔ اب تک جو نتائج معالجات کی رو سے مترتب ہو چکے ہیں ان کی بنا پر وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اجملین الکلائڈز موجودہ مسکنوں کی فہرست میں ایک نہایت بیش بہا اضافہ کی صورت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ کرنل چوپڑا اور ڈاکٹر مختار احمد انصاری (مرحوم) نے جو تجربات اجملین پر اپنے مطب میں کئے ان سے اس خیال کی مزید تصدیق ہوتی ہے۔

مزید برآں اجملین الکلائڈز نسوانی امراض میں بھی نہایت مفید ثابت ہو رہے ہیں۔ جو بے ترتیبی ایام (بے قاعدگی ایام) کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ بھوک لگاتے ہیں اور قبض بھی رفع کرتے ہیں۔ ان کے ان اثرات کا راز کرنل چوپڑا اور ان کے رفقائے کار کے تجربات سے کھلتا ہے جنھوں نے ان الکلائڈز میں سے ایک کی نسبت یہ معلوم کیا کہ اس کا اثر اعصاب پر تو مسکن لیکن آنتوں اور رحم پر محرک ہے۔

حال ہی میں پیرس کے ایک پروفیسر ڈاکٹر ہامے نے ہمارے ہاں سے حاصل کردہ الکلائڈ کا جانوروں پر امتحان کیا۔ اپنے ایک مقالہ میں انھوں نے ہمارے کام کا نہایت پرزور الفاظ میں اعتراف کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ جہاں تک ان کے تجربات سے اب تک دریافت ہو سکا ہے اجملین مستقبل کی اہم ترین ادویات میں سے معلوم ہوتی ہے۔

اجملین کی مقدار خوراک:- اجملین کی کم از کم نفع بخش مقدار خوراک جو جڑوں کی مقدار خوراک کی بنا پر مقرر کی گئی ہے اور تجربے سے مسکن اور خواب آور ثابت ہوئی ہے نہایت ہی قلیل ہے۔ بالغ انسان کے واسطے ۵ خشخاش سے لیکر ۳ چاول تک کافی ہوتی ہے۔

خون کے دباؤ کو بڑھاتا ہے اور ایک قوی مرکزی محرک ہے۔ مسکین اور منتوم اوصاف زیادہ تر الکلی الک ایکسٹریکٹ اور مجموعی الکلائڈز میں پائے جاتے ہیں کہ جو اجملین۔ سرپنٹین اور سرپنٹینین سے آزاد ہوتے ہیں۔ حال ہی میں خالص قلمدار الکلائڈز مثل ریسرپن اور ریس سنئے مین شناخت کئے جا چکے ہیں جو اب تک ایک غیر شناخت کردہ رال دار مادہ سے حاصل کئے جاتے ہیں۔ یہ دیگر تمام الکلائڈز سے سب سے زیادہ قوی الاثر مسکین اور منتوم ہیں ان کا اثر مرکزی نظام عصبی اور نظام قلبی عروق پر زیادہ تر ہوتا ہے

(فارماکالوجی میٹریا میڈیکا اینڈ تھیراپیوٹکس)

تاثیرات سمیہ ۔ ان کی دافع مرض خوراکوں سے عموماً صرف نہایت خفیف سے اثرات مشاہدہ میں آتے ہیں مثلاً امتلاء الانف (ناک کا سرخ ہو جانا) پاخانہ کا پتلا آنا۔ اور بھاری ہونا۔ بڑی خوراکوں میں استعمال کرنے کے بعد اور لمبے عرصہ کے علاج کے دوران عموماً ضعف۔ اشتہا۔ متلی۔ اسہال۔ مدہوشی۔ رعشہ پڑنا (عضو کا لرزنا) واضح خواب آنا۔ غنودگی۔ خواہش جماع میں کمی ہونا وغیرہ علامات دیکھی جاتی ہیں۔ بذریعہ وریدی انجکشن استعمال کرنے کے بعد پوسٹیورل ہائی پوٹینشن (جسمانی انداز سے تعلق رکھنے والی خون کے دباؤ کی کمی) تنفسی ضعف۔ جلد پر دودھے پڑنا۔ مثلاً پتی اچھلنا اور شاذونادر انجائنا (Angina یعنی دم گھٹنا)، مانند غشی بھی ہو سکتی ہے۔ ان کے نمک اور پانی کی وجہ سے خصوصاً دیگر اعضا پر انحصار رکھنے والے اعضا بھاری ہو جاتے ہیں اور ان پر ڈھیلا ورم آجاتا ہے۔ اثرات احتباس کارڈئک فیلیور (سکوت قلب یعنی حرکات قلب کے جب ضعیف ہوتے ہوتے ساکت ہونے کی نوبت پہنچتی ہے) ہونے کی حالت میں ڈال سکتے ہیں یا جب یہ عارضہ ہو تو اسے اور بدتر کر دیتے ہیں یہ جب ہائی پرٹینشن (خون کے دباؤ کی زیادتی) کے علاج کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں تو یہ کئی ذہنی علامات مثلاً ضعف، وستی یا پراگندگی بھی پیدا کر سکتے ہیں۔

(فارماکالوجی میٹریا میڈیکا اینڈ تھیراپیوٹکس)

تاثیرات عضو یانی

چھوٹی چندن کو کئی مریضوں پر استعمال کرنے کے بعد جسمانی نظام میں جو مختلف تاثیرات ظہور پذیر ہوئی ہیں وہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

(۱) **قناعت غذائیہ**۔ (غذا کی نالی جو منھ سے لے کر مقعد تک گئی ہے) تلخ ہونے کی وجہ سے یہ رجعی (فعل کا اثر یا نتیجہ جو الٹ کر فاعل پر واقع ہو) طور پر لعاب دہن اور معدہ کی رطوبت کے بہاؤ کو محرک کرتی ہے، بھوک کو تیز کرتی ہے اور قوت ہاضمہ کو تقویت دیتی ہے۔ یہ انتڑیوں کی حرکت دودیہ کو تیز کر کے بطور ملین کام کرتی ہے۔ چنانچہ اس کے استعمال سے بغیر کسی تناؤ و زور کے براز کا اخراج روزانہ ہو جاتا ہے۔ بڑی مقداروں میں یہ معدہ اور انتڑیوں میں خراش پیدا کرتی ہے چنانچہ اگر چھوٹی چندن کا سفوف دس رتی سے زائد خوراک میں کھلایا جائے تو چند فیصدی مریضوں کے قنات غذائیہ میں خراش پیدا ہو جاتی ہے بلکہ اس سخت کڑوی دوا کے استعمال سے بعض نازک مزاج مریضوں کا جی متلانے لگتا ہے اور جلد قے آنی شروع ہو جاتی ہے۔ کئی دفعہ تو ساری کی ساری کھائی ہوئی دوا ہی بذریعہ قے خارج ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ اس کا کچھ حصہ ہی خارج ہونے پاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ کئی نازک مزاجوں کو تو قے کے ساتھ اسہال بھی شروع ہو جاتے ہیں بدن پسینہ سے تر ہو جاتا ہے اور کچھ وقت کے لئے نبض کی رفتار بالکل سست پڑ جاتی ہے۔ لیکن گھبرانا نہیں چاہئے کیونکہ یہ عوارض تھوڑے وقت کے لئے ہی ہوتے ہیں اور پھر خود بخود دور ہو جاتے ہیں۔ نیز کبھی بھی پانچ فیصدی (شاید اس سے بھی کم) مریضوں سے زیادہ میں ظہور پذیر نہیں ہونے پاتے اور جیسا کہ اوپر بیان ہوا صرف نازک مزاج اشخاص ہی میں یہ کیفیت رونما ہوتی ہے برعکس اس کے عام مریضوں میں دو تین ماشے بھی زائد خوراک استعمال کرانے کے باوجود اس قسم کے عوارض پیدا نہیں ہوتے خاص کر جب اس کو گولیوں یا ٹکیوں کی شکل میں استعمال کیا جائے تو پھر اس قسم کی علامات تو کبھی بھی پیدا نہیں ہونے پاتیں۔ یہ ہمیں اپنے وسیع تجربہ کی بنا پر معلوم ہوا ہے

(۲) **عضلات قلب**۔ جب چھوٹی چندن کافی مدت تک استعمال کرائی جائے تو اس سے عضلات قلب میں معمولی کمزوری پیدا ہو جاتی ہے لیکن یہ اثر بتدریج رونما ہوتا ہے اور

جونہی دوا کا استعمال ترک کر دیا جائے تو یہ علامت فوراً رفع ہو جاتی ہے

(۳) **دورانِ خون**۔ اس کے استعمال سے حرکتِ قلب سست ہو جاتی ہے اور چونکہ نبض کی حرکت دل کی حرکت کے تابع ہے اس لئے اس کے استعمال سے نبض کی رفتار ضعیف (کمزور) اور ملائم (نرم) ہو جاتی ہے اور نبض کا حجم کم ہو جاتا ہے علاوہ بریں چونکہ اس سے شریانوں کی باریک شاخیں بھی پھیل جاتی ہیں اس لئے اس سے خون کا بڑھا ہوا دباؤ گر جاتا ہے۔

(۴) **نظامِ عصبی**۔ اسے قلیل مقدار میں استعمال کرنے سے ارتفاع ضغطۃ الدم یعنی خون کے بڑھے ہوئے دباؤ (ہائی بلڈ پریشر) پر حیرت انگیز اثر ہوتا ہے کیونکہ یہ نہ صرف مسکّن دماغ و اعصاب ہی ہے بلکہ اس سے شریانوں کی باریک شاخیں بھی کشادہ ہو جاتی ہیں لیکن اس کی قلیل مقدار نیند لانے کے لئے بے اثر ثابت ہوئی ہے چنانچہ شاذ و نادر ہی اس کی پانچ رتی کی خوراک سے کسی مریض کو نیند آتی ہے اگرچہ اس کے کیمیائی امتحان سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس کے آبی محلول میں جواہر مؤثرہ بالکل نہیں ہوتے لیکن پھر بھی یہ تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ گرم پانی میں تیار کردہ اس کا کاڑھا ہوا نیسانده خاموش نیند لے آتا ہے اور مرض جنون میں افاقہ پیدا کرتا ہے۔ بڑی خوراک (دس رتی سے تا ۲) میں اسے استعمال کرنے سے بہت عمدہ نیند آجاتی ہے۔ اس سے مریض کو خاموش اور تروتازگی بخشنے والی نیند آتی ہے اس کے استعمال سے تقریباً دو اڑھائی گھنٹہ کے اندر ہی مریض کو نیند آجاتی ہے اسے اوسط مقدار (ڈیڑھ ماشہ) میں استعمال کرنے سے مریض عموماً چھ سات گھنٹے آرام کی نیند سویا رہتا ہے لیکن جب یہ بڑی مقدار میں استعمال کی جاتی ہے تو کئی دفعہ مریض دس، بارہ گھنٹے تک برابر سویا رہتا ہے۔ مسکّنِ اعصاب ہونے کی وجہ سے ہسٹیریا اور مرگی کے مریضوں پر بھی استعمال کی جاتی ہے۔

علاوہ ازیں اس میں نہایت قابلِ قدر جنسی اعضا کی زود حسی کو دور کرنے والا اثر موجود ہے۔ چنانچہ اعضاءِ تناسل کی بڑھی ہوئی حس کو کم کرنے میں بہت مفید ہے غرضیکہ اپنے افعال و خواص میں یہ پوٹاسیم برومائیڈ (Potassium Bromide) کے مشابہ بلکہ اس سے زیادہ بہتر شے ہے۔ دیسی معالجین اسے پوٹاسیم برومائیڈ کی جگہ بخوبی استعمال کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ پوٹاسیم برومائیڈ کا بہترین بدل ہے۔ بڑی مقدار میں اسے متواتر استعمال کرنے کے بعد چند مریضوں کے ہاتھ اور پاؤں میں رعشہ طاری ہوتے دیکھا گیا ہے لیکن یہ اثر بالکل کچھ وقت کے لئے ہوتا ہے، جونہی دوا کا استعمال بند کر دیا جاتا ہے تو یہ فوراً دور ہو جاتا ہے۔

(۵) **نظام تنفس** بعض مریضوں میں اس کے استعمال سے ہوائی نالیوں میں بکثرت آبی رطوبت پیدا ہو جایا کرتی ہے اور اس نقطۂ نظر سے یہ بالکل پوٹاسیم آئیوڈائیڈ (Potassium Iodide) کے مانند اثر کرتی ہے چنانچہ اسی لئے یہ پرانی کھانسی، بلغمی کھانسی اور دمہ میں مفید ہے اور کئی ڈاکٹر صاحبان نے دمہ کے مریضوں میں اس کے استعمال سے کامیابی بھی حاصل کی ہے۔ لیکن اس کے متعلق ابھی تک مزید تجربات ہو رہے ہیں۔

تاثیرات و استعمالات

جڑ تلخ مقوی ہے۔ یہ طویل عرصہ سے زہریلے سانپوں کے کاٹنے اور کیڑے مکوڑوں کے ڈنک مارنے (ڈسنے) کے لئے بطور تریاق معلوم ہے۔ دافع بخار کے طور پر بھی یہ کام کرتی معلوم ہوتی ہے۔ جڑ کا جوشاندہ رحم کے سکڑاؤ کو بڑھانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ پتوں کا رس طبقہ قرنیہ (آنکھ کا شفاف پردہ) کے بیاض (پھولا) کے واسطے دوائی کے طور پر آنکھوں میں بوند بوند کر کے ڈالا جاتا ہے۔ جڑ انتڑیوں کے درد کے لئے ایک بیش قیمت دوا ہے۔ ہیضہ میں یہ ایسٹرموّل کے ہمراہ دی جاتی ہے۔ قولنج میں اس کی جڑ کا ایک حصہ دو حصہ کڑوا کی جڑ اور تین حصہ جنگلی ارنڈ کے ہمراہ دمہ میں ملا کر دیا جاتا ہے۔ بخار میں جڑ، چرائتہ، سونٹھ اور سونچل نمک کے ہمراہ استعمال کی جاتی ہے۔

(انڈین میٹریا میڈیکا)

بہت قدیم زمانہ سے ہندوستان اور جزیرہ ملایا میں اسرول کی جڑ کو زہریلے سانپوں کے کاٹنے اور کیڑے مکوڑوں کے ڈنک مارنے کے لئے بطور تریاق زہر بہت قدر و قیمت حاصل ہے۔ اسے بہت سی جگہوں پر دافع بخار دوا کے طور پر بھی کام میں لاتے ہیں۔ یہ رحم کے سکڑاؤ کو متحرک کرتی ہے اور جنین کو رحم سے باہر نکال دیتی ہے۔

(انڈی جینس ڈرگز آف انڈیا)

اس کی جڑ کے سفوف کو مناسب مقدار میں استعمال کرنے سے اچھی نیند آتی ہے دماغی ہیجان اور جنون میں کمی واقع ہوتی ہے اس کا کھاری جوہر موثرہ دل پر بطور ضعف قلب اثر کرتا ہے اور

خون کی باریک نالیوں کو کشادہ کرتا ہے جس سے خون کا دباؤ کم ہو جاتا ہے جو جنون کا مریض ہیجان کی حالت میں ہو اور طاقت ور ہو اس کو اس کے استعمال سے خاص کر فائدہ ہوتا ہے لیکن جو بیمار کمزور بے رونق چہرے والا اور افسردہ دل ہو اس پر اسکو احتیاط سے استعمال کرنا چاہیئے (اس پر خاص فائدہ نہیں ہوتا بلکہ مریض زیادہ کمزور ہو جاتا ہے) تیز بخار میں اس کے استعمال سے بے چینی. غنودگی اور ہذیان دور ہو کر مریض کو اچھی نیند آجاتی ہے اور ساتھ ہی بخار کا زور بھی کم ہو جاتا ہے .

(فارماکوپیا انڈیکا)

افعال و خواص ۔ یہ تلخ. مشہی. مکین. مسکن اعصاب اور منوم ہے آجکل یہ بوٹی زیادہ تر بطور مسکن اعصاب ہی کے استعمال ہوتی ہے چنانچہ عصبی ہیجان کی وجہ سے لاحق ہونے والے امراض مثلاً جنون (پاگل پن) اختناق الرحم (ہسٹیریا) اور صرع (مرگی) کے لئے نہایت ہی زود اثر اور مفید ثابت ہوئی ہے ارتفاع ضغطة الدم (ہائی بلڈ پریشر یعنی خون کے دباؤ کی زیادتی) میں تیر بہدف ہے بے خوابی کے لئے نہایت منفعت بخش ہے. دافع ذکاوت حس ہونے سے احتلام و جریان کے لئے بھی مفید ہے محرک رحم ہونے سے بے قاعدگی ایام کے لئے کار آمد ہے. سانپ کے کاٹنے اور بچھو وغیرہ کے ڈنک مارنے کے لئے یہ عموماً استعمال ہوتی ہے. سان (سوکھا) اور بیاض چشم وغیرہ کے لئے بھی مستعمل ہے.

مقدار خوراک ۔ تین رتی سے تین ماشہ تک ہے دن بھر میں زیادہ سے زیادہ چھ ماشہ تک دے سکتے ہیں.

تراکیب استعمال : خشک چھوٹی جڑوں کے مقابلے میں تروتازہ اور گیلی جڑیں بالعموم زیادہ مفید اور سریع الاثر رہتی ہیں. اس لئے اگر یہ دستیاب ہو جائیں تو انھیں عرق گلاب یا پانی کے ہمراہ خوب باریک گھوٹ کر پلائیں لیکن چونکہ گیلی جڑیں اس کے جائے پیدائش کے قرب و جوار میں ہی دستیاب ہو سکتی ہیں. ہر جگہ میسر نہیں آتیں. اس لئے عموماً خشک جڑیں ہی زیادہ تر استعمال کی جاتی ہیں جو بہت سخت ہوتی ہیں. گھوٹ کر استعمال نہیں کی جا سکتیں. ان کا عموماً سفوف بنا کر ہی استعمال کیا جاتا ہے.

اس دوا کا سفوف زیادہ مفید رہتا ہے اس کا کاڑھا. خیساندہ یا عرق اتنا فائدہ نہیں کرتا اس لئے اس کی خشک جڑوں کو صاف کر کے کوٹ کر خوب باریک سفوف بنا کر شیشی میں بھر کر محفوظ

رکھ دیں۔ شیشی کو کارک لگا کر بند کر کے رکھیں تاکہ دوا جلد خراب نہ ہو جائے۔

چونکہ اس دوا کا مزہ نہایت تلخ ہے اس لئے اس کے سفوف کو بڑی مقدار میں پھانک لینا وبال جان بن جاتا ہے۔ دوا کے منہ میں پھانکتے ہی طبیعت بگڑ جاتی ہے اور کئی دفعہ قے ہو جاتی ہے اس لئے اس کے سفوف کی بڑی مقدار کو پھانک کر استعمال نہ کرنا ہی ہر لحاظ سے بہتر ہے۔ البتہ تین چار رتی تک کی مقدار میں استعمال کرنا ہو تو پھانک کر اوپر سے عرق گلاب وغیرہ پی کر بآسانی نگلا جاسکتا ہے۔ اس کے استعمال کا سب سے بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ اس کے سفوف کو حسب ضرورت مقدار میں لے کر ایک چھٹانک عرق گلاب میں تین چار گھنٹے تک بھگو رکھیں۔ بعد ازاں اسے خوب ہلا کر پلا دیں۔ اگر چاہیں تو چار چھ ماشہ مصری بھی اس میں ملا سکتے ہیں۔ عرق گلاب کی بجائے پانی یا دودھ سے بھی کام لیا جاسکتا ہے لیکن عرق گلاب زیادہ بہتر رہتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے بھگو کر استعمال نہ کیا جا سکے تو اس وقت گھول کر بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن اول الذکر طریقہ بہترین ہے۔

مذکورہ طریق کے علاوہ بریں اس کے سفوف کی عرق گلاب یا پانی کے ہمراہ دستی گولیاں بنا کر استعمال کی جاسکتی ہیں۔ مریض کو سفوف کی نسبت اس کی یہ دستی تیار کردہ گولیاں استعمال کرنے میں نہایت آسانی رہتی ہے بموجب مقدار کیشے (Cachets) میں ڈال کر بآسانی استعمال کر سکتے ہیں مشین کی مدد سے اسکی تیار کردہ گولیاں یا ٹکیاں بھی استعمال ہو سکتی ہیں جنھیں نگل لینا نہایت آسان رہتا ہے۔ نازک مزاج اور کڑواہٹ سے گھبرانے والوں کے لئے اسے گولیوں یا ٹکیوں کی صورت میں یا کیشے میں بھر کر استعمال کرنے سے کسی قسم کی کوئی دقت در پیش نہیں ہوتی۔

ہدایات استعمال۔ اس کے دوران استعمال میں ذیل کے امور کو احتیاطاً ضرور ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔

۱۔ چھوٹی چندن کے عمدہ قبض کشا ہونے سے اس کے دوران استعمال میں روزانہ خوب کھل کر پاخانہ تو آتا ہی رہتا ہے لیکن جن مریضوں کی انتڑیوں میں کسی قسم کا ورم ہو ان کو اس سے زیادہ دست بھی آنے لگتے ہیں ایسی صورت میں اسکی مقدار خوراک کم کر دینی چاہیئے۔ اسی طرح جن مریضوں کے معدے میں ورم ہو ان کو اس سے قئیں آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ ان کو بھی اسے تھوڑی مقدار میں دینا چاہیئے۔

۲۔ اگرچہ اس کی قلیل مقداروں سے عموماً دل کے کمزور ہونے کا بالکل اندیشہ نہیں ہوتا لیکن

اسے بڑی مقداروں میں استعمال کرنے سے کسی قدر ضرور مضعف قلب اثر ہوتا ہے۔ اس لئے ایسی صورت میں تضخم القلب (دل کا بڑھ جانا) وغیرہ امراض میں مبتلا ہونے کے باعث جن مریضوں کا دل پہلے ہی کمزور ہو۔ ان کو ہمیشہ اسے کسی مقوی قلب دوا کے ساتھ ملا کر استعمال کرانا چاہیئے۔ تاکہ دل مزید کمزور نہ ہونے پائے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے کستوری خالص۔ بیدھ مکر دھوج۔ برہت وات چنتامنی رس۔ وات کلانتک رس۔ دوالمسک۔ خمیرہ مروارید۔ کیفین۔ سٹرکنین وغیرہ میں سے کوئی چیز اس کے ہمراہ ضرور استعمال کراتے رہنی چاہیئے۔

۳۔ اس کی بڑی خوراکوں کے استعمال سے بعض مریضوں کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ طاری ہو جاتا ہے لیکن یہ اثر وقتی ہوتا ہے دوا کا استعمال بند کرنے کے بعد چند دنوں میں ہی یہ خرابی خود بخود رفع ہو جاتی ہے۔

۴۔ ایام حمل میں اور بالخصوص ساتویں آٹھویں ماہ اسکا استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے حمل ساقط ہونے کا قوی امکان ہوتا ہے۔

۵۔ اس کے کھانے سے کئی مریضوں کی آنکھیں لال ہو جاتی ہیں۔ اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

غذا۔ روٹی۔ دال مونگ۔ دہی۔ بھات۔ دودھ۔ مکھن۔ پھل (انگور۔ انار۔ سیب۔ سنگترہ انناس۔ ناشپاتی وغیرہ) اور سبز ترکاریاں (گاجر۔ چقندر۔ ٹماٹر۔ خرفہ۔ کدو۔ شلغم۔ توری۔ پالک اور ترئی وغیرہ)

پرہیز۔ مٹھائیاں۔ پوری کچوری۔ لہسن پیاز۔ لال مرچ وغیرہ گرم مصالحے۔ اچار۔ گوشت مچھلی۔ گڑ۔ تیل۔ کھٹائی۔ شراب۔ آلو۔ اروی۔ بینگن وغیرہ۔

ٖ بیدھ مکر دھوج۔ برہت وات چنتامنی رس اور وات کلانتک رس کے متعلق کمل واقفیت حاصل کرنے کیلئے آیورویدک خاکا کو پیا ملاحظہ فرمائیں۔

استعمالاتِ دوائیہ

(۱) جنون (یا پاگل پن) اگرچہ قدیم آیورویدک کتب میں اسے کہیں بھی مرض جنون کے لئے استعمال نہیں کیا گیا لیکن ہندوستانی عوام بہت مدت سے اسکے اس وصف سے بخوبی آشنا چلے آتے ہیں۔ چنانچہ علاقہ بہار میں یہ جڑی اس مطلب کے لئے قدیم زمانے سے استعمال ہوتی چلی آرہی ہے اور اس کے اس اہم وصف کی بناہی پر یہ جڑی اس علاقہ میں "پاگل کی دوا" کے نام سے مشہور رہی۔ جو لوگ جنون کے لئے اس کے استعمال کو جانتے تھے انھوں نے اسے اپنی ایک خفیہ دوا بنایا ہوا تھا۔ درحصل یہ راز یہاں سے ہی دیگر حضرات نے حاصل کیا ہے۔ ڈاکٹر سین اور بوس صاحب نے بھی اپنے وسیع تجربات کے بعد یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچا دیا ہے کہ یہ جڑی جنون کے لئے واقعی نہایت زود اثر ہے۔ ڈاکٹر ایس صدیقی اور آر۔ ایچ صدیقی صاحب نے بھی اپنے تجربات سے اس کی تائید کی ہے۔ علاوہ ازیں لاطینی سائنسدان "گرلینسیس آب ہارٹو" ہالینڈ کے مشہور پروفیسر "وان اٹالی" اور جرمنی کے ڈاکٹر "سٹیر میبرس" نے بھی وسیع تجربات کے بعد اس عجیب و غریب بوٹی کو مرض جنون کے لئے نہایت ہی مفید پایا ہے اور وہ اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ آگرہ۔ یروڈا (پونہ)، رانچی اور کلکتہ وغیرہ کے سرکاری پاگل خانوں میں بھی اب اکثر اسی بوٹی سے پاگل مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے۔

انہی تجربات سے متاثر ہو کر آج کل اکثر ڈاکٹر و حکیم صاحبان صرف اسی دوا کو جنون کیلئے مختلف ناموں سے نہایت وسیع پیمانے پر مشتہر کر رہے ہیں چنانچہ ہندوستانی دواخانہ دہلی کی مشہور دوا بنام "دوار الشفا" بھی صرف چھوٹی چندن ہی ہے اس کے علاوہ ڈاکٹر ڈبلیو۔ سی۔ رائے ایل۔ ایم۔ ایس کلکتہ کی گولیاں سپیسیفک انسینٹی (Specific Insanity) میں بھی چھوٹی چندن ہی ہے۔ غرضیکہ جنون کے لئے آجکل اکثر ادویہ جو مختلف دواخانوں وغیرہ کی طرف سے مشتہر کی جا رہی ہیں ان سب میں چھوٹی چندن ہی ہے۔ البتہ اس کی شکل و صورت اس طرح کی تبدیل کر دی جاتی ہے کہ اسے کوئی اور پہچان نہیں سکتا۔ اور یہ تجارتی راز ہونے بھی لازمی ہیں۔ کیونکہ دوا کی فروخت اور فائدے کا انحصار بہت کچھ دوا کے نسخہ کے اخفا پر

ہوتا ہے۔ جب نسخہ کا راز افشا ہو جاتا ہے۔ صرف دوا کی فروخت ہی پر زوال نہیں آتا۔ بلکہ واقف کار حضرات کی نظر میں اس دوا کی قدر و قیمت بھی کم ہو جاتی ہے۔

یہ دوا ہمارے تجربے میں بھی جنون کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی ہے لیکن صرف جنون سبعی (مے نیا۔ Mania) کے مریضوں میں یعنی جن کی طبیعت میں جوش و اضطراب اور غصہ بڑھ جاتا ہے۔ جو بھاگتے دوڑتے۔ شور و غل مچاتے۔ غیظ و غضب سے لڑتے اور مارنے پیٹنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ خونخوار درندوں کی مانند لوگوں پر جھپٹتے، پتھر وغیرہ پھینکتے اور گالی گلوچ دیتے ہیں، نیند کم یا مطلق نہیں آتی۔ خون کا دباؤ بڑھا ہوا ہوتا ہے ایسے مریضوں میں اسے بطریق ذیل استعمال کرنے سے صرف یہی نہیں ہوتا کہ مریض گہری نیند سو یا رہتا ہے بلکہ اس کے خون کے دباؤ کی زیادتی (ہائی بلڈ پریشر) بھی کم ہو جاتی ہے اور اسکا چیخنا چلانا۔ بھاگنا دوڑنا وغیرہ اس قسم کی تمام مذکورۂ بالا علامات رفع ہو جاتی ہیں۔

غرضیکہ دوا کے ہفتہ عشرہ ہی کے استعمال سے مریض کے ہوش و حواس ٹھیک ہو کر اسے کافی آرام نصیب ہو جاتا ہے۔ لیکن واضح رہے کہ ایسے مریضوں کا علاج ما ڈیڑھ ماہ تک متواتر جاری رکھنا چاہیئے تاکہ یہ مرض ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو جائے۔

مقدار و ترکیب استعمال۔ اسکا سفوف ڈیڑھ ماشہ سے تین ماشہ تک کی مقدار میں جتنا کہ مریض کی طبیعت برداشت کر سکے۔ دن میں دو مرتبہ صبح و تیسرے پہر ایک چھٹانک عرق گلاب میں تین چار گھنٹے بھگو رکھنے کے بعد خوب ملا کر پلاویں اگر عرق گلاب نہ ملے تو پانی سے بھی کام چل سکتا ہے مریض گھول کر نہ پی سکے تو اسکی دستی گولیاں بنا کر دیدیں یا کیپسول میں بھر کر دے دیں۔

ھدایات استعمال۔ ذیل کے امور کو بوقت علاج زیر غور رکھنا نہایت ضروری ہے۔

(۱) یہ نہایت تیز دوا ہے اسلئے مریض کے مزاج، جسمانی طاقت اور مرض کی حالت وغیرہ کو مد نظر رکھ کر اس کی مقدار مقرر کرنی چاہیئے اور یہ سب سے بہتر رہتا ہے کہ ابتدا میں یہ دوا تھوڑی مقدار میں شروع کریں اور آہستہ آہستہ اس کی مقدار خوراک بڑھاتے جائیں یعنی شروع میں بحساب ڈیڑھ ماشہ فی خوراک کھلائیں۔ اگر فائدہ نہ ہو یا کم محسوس ہو تو پھر بتدریج نصف نصف ماشہ فی خوراک بڑھاتے ہوئے فی خوراک تین ماشہ کر دیں۔ کئی مریضوں میں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ صرف اسکی پوری خوراک ہی ان پر اثر انداز ہوتی ہے غرضیکہ جس مقدار سے مریض کو نیند آنے لگے اسی

پر اکتفا کریں اور مزید نہ بڑھائیں۔ شروع شروع میں ہی زیادہ خوراک دے دینے سے کئی مریضوں کو بے چینی ہو جاتی ہے کمزور آدمیوں اور عورتوں کو کم ہی خوراک دینی چاہیئے۔

(۲) جب مریض کی حالت تسلی بخش معلوم ہونے لگے تو پہلے کی نسبت مقدار خوراک نصف کر دیں لیکن جب تک بالکل مکمل فائدہ نہ ہو جائے تب تک دوا کا استعمال متواتر جاری رکھیں۔

خاص راز کی باتیں

(۱) یہ جڑی وات اور کف مزاج کے مریضوں کے خوب موافق آتی ہے۔ صفراوی مزاج کے مریضوں کو موافق نہیں آتی۔ انکو چکر آنے لگتے ہیں۔

(۲) یہ نئے بیماروں میں واقعی حیرت انگیز اثر دکھاتی ہے۔ لیکن بہت پرانے بیماروں میں اس سے زیادہ فائدہ ہوتے نہیں دیکھا گیا۔

(۳) اگرچہ چھوٹی چندن ہی جنون کے لئے بالکل تیر بہدف ہے۔ جو کبھی بھی خطا نہیں کرتی لیکن چھوٹی چندن کی ہر ایک خوراک کے ساتھ برہت وات چنتامنی رس۔ چنتامنی چترمکھ رس۔ اور وات کلانتک رس میں سے کوئی ایک ساتھ ملا لیا جائے تو سونے پر سہاگے کا کام ہوتا ہے۔ یہی نہیں کہ اس سے مرض جنون بہت ہی جلد رفع دفع ہو جاتا ہے چونکہ اس بوٹی کی تاثیر قدرے مضعف قلب ہے اسلئے اس سے دل کو تقویت بھی خصوصیت سے پہنچتی ہے یعنی کمزوری دل کا ازالہ بھی ساتھ ہی ساتھ ہو جاتا ہے غرضیکہ ان آیور ویدک رسوں میں سے کوئی ایک اسکے ساتھ ملا لینے سے مریض ہر طرح سے فائدہ ہی میں رہتا ہے۔

(۴) جنون کے ان مریضوں کے علاج میں جو بالکل خاموش اور افسردہ رہتے ہیں۔ چھوٹی چندن بالکل مفید ثابت نہیں ہوئی کیونکہ ایسے مریضوں کے خون کا دباؤ تو پہلے ہی نہایت درجہ کم ہوتا ہے اور پھر چھوٹی چندن کے استعمال کرانے سے خون کا دباؤ پہلے سے بھی کم ہو جاتا ہے اس لئے ایسے مریضوں میں اس کا استعمال بجائے فائدہ کے نقصان دہ ہوتا ہے اگرچہ اشتہارات

ان کے نسخہ جات کے لئے آیور ویدک فارما کوپیا ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں ان تمام نسخہ جات کے متعلق نہایت وضاحت سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

ہیں لسے ہر قسم کی جنون کی مخصوص دوا کے نام سے مشتہر کیا جاتا ہے۔ لیکن تجربہ سے ایسا ثابت نہیں ہوا۔ ایسے مریضوں کے لئے ایک اور ہی طریقۂ علاج ہے جس کا اس جگہ ذکر کرنا ہمارے مبحث سے خارج ہے۔

(۵) کثرت میخواری، نشیلی اور زہریلی اشیا کے استعمال کی وجہ سے جب دماغی فتور پیدا ہو جائے تو بھی اس کے مسکن اثر کی وجہ سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔

(۶) **ارتفاع ضغطۃ الدم**۔ یعنی خون کے دباؤ کی زیادتی (ہائی بلڈ پریشر) مسکن دماغ واعصاب ہونے اور شریانوں کی باریک شاخوں کو کشادہ کر دینے کے وصف سے یہ خون کے بڑھے ہوئے دباؤ کو ختم کرنے کے لئے نہایت مؤثر ہے اور اس سے نہایت بآرام روزانہ قبض کشائی ہو جانے کے باعث ہائی بلڈ پریشر کے کم ہونے میں بہت مدد ملتی ہے چنانچہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ خون کے بڑھے ہوئے دباؤ کو کم کرنے کے لئے چھوٹی چندن کے مقابلے کی کوئی دوسری دوا نہ تو ڈاکٹری میں ہے اور نہ دیسی طب ہی میں، بشرطیکہ اس کا استعمال احتیاط سے لگاتار کیا جائے اور خوراک وغیرہ کا مناسب خیال رکھا جائے لسے بقدر تین چار رتی کی خوراک میں دن میں تین مرتبہ ہمراہ شیرہ گاؤ زبان یا عرق گلاب دینے سے حیرت انگیز فائدہ ظہور پذیر ہوتا ہے سردرد، کانوں کی گڑگڑاہٹ، سر چکرانا، آنکھوں کے سامنے اندھیرا آجانا، گرمی کا احساس، بے خوابی، جلدی نیند اچاٹ ہو جانا۔ بے چینی۔ گھبراہٹ وغیرہ عصبی علامات خصوصاً بہت جلد رفع ہو جاتی ہیں۔ اور ایک دو ہی ہفتہ میں خون کا دباؤ ۲۰۰ سے ۱۰۰ تک آجاتا ہے۔

ڈاکٹر گن ناتھ سین اور کارتک چندر بوس صاحب انڈین میڈیکل ورلڈ کلکتہ کے پرچہ بابت ماہ جولائی ۱۹۳۱ء میں رقمطراز ہیں۔

IN THEIR TRIALS ON SEVERAL HUNDRED PATIENTS EXTENDING OVER 3 YEARS THE AUTHORS HAVE FOUND THAT A SLOW RE-DUCTION OF BLOOD-PRESSURE WITH THE SOLE AID OF THIS DRUG IN SMALL DOSES WAS THE BEST WAY OF TREATING CASES

OF HIGH BLOOD- PRESSURE.

"تین سال سے زائد عرصہ کے اندر سینکڑوں مریضوں پر اس جڑی کو آزمانے کے بعد ہم مصنفین کو معلوم ہوا ہے کہ صرف اس دوا کی قلیل خوراکوں کے ذریعہ خون کا دباؤ جو آہستہ آہستہ کم ہوتا ہے وہ ہائی بلڈ پریشر کا بہترین طریقہ علاج ہے"

ڈاکٹر جے۔ آر۔ گوئل۔ ایم۔ بی۔ ایس۔ ایس "گائیڈ تو انڈین جینس ڈرگز" میں تحریر فرماتے ہیں:-

IN THE OPINION OF THE AUTHOR SERPINA WAS FOUND TO BE FAR SUPERIOR TO NITRITES, IODIDES, CALCIUM, DIURETIN, LUMINAL AND BROMIDES FOR HIGH-BLOOD PRESSURE.

"مصنف کی رائے میں چھوٹی چندن خون کے دباؤ کی زیادتی کے لئے نائٹ رائیٹس آیوڈائیڈز کیلیشیم۔ ڈائی یوروٹین۔ لیومی نال اور برومائیڈز کی بہ نسبت بہت بہتر معلوم ہوتی ہے"

اب آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ خون کے بڑھے ہوئے دباؤ کو کم کرنے کے لئے کسقدر مفید دوا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے استعمال سے خون کا دباؤ اگرچہ آہستہ آہستہ کم ہوتا ہے لیکن ہوتا مستقل ہے۔ یعنی اس کے استعمال کرنے سے جو خون کا دباؤ ایک مرتبہ کم ہوجاتا ہے وہ دوبارہ بڑھنے نہیں پاتا۔ اس کے علاوہ اس میں ایک اور حیرت انگیز وصف دیکھا گیا ہے کہ ایک بار جب کسی مریض کے خون کا دباؤ اصل حالت پر آجاتا ہے تو سال دو سال تک بھی بغیر کسی دوا کے استعمال کے وہ پھر اسی درجہ پر مستقل رہتا ہے۔ یعنی پھر مرض عود نہیں کرتا۔ غرضیکہ ہائی بلڈ پریشر کے لئے یہ ایک بے نظیر دوا ہے۔

اسے کئی ایسے مریضوں پر بھی آزمانے کا موقعہ ملا ہے کہ جو ہائی بلڈ پریشر کے علاوہ گردہ کے مرض میں بھی مبتلا تھے ایسے مریضوں کا جہاں بلڈ پریشر کم ہوگیا وہاں گردوں کو کوئی ضرر نہ پہنچا۔ غرضیکہ اس طرح کے ہائی بلڈ پریشر کے مریضوں پر بھی یہ بخوبی استعمال کیجا سکتی ہے۔

اگرچہ ہائی بلڈ پریشر کے علاج کے لئے کئی ادویات آزمائی گئی ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی

حقیقتاً کارآمد ثابت نہیں ہوئی۔ جو ادویہ مفید بھی ثابت ہوتی ہیں وہ ذیلی اثرات پیدا کر دیتی ہیں سرپ گندھا کی جڑ اور اس کے ایکسٹریکٹس (خلاصہ جات) کو دقیقہ رس خوراکوں میں دینے کی ضرورت نہیں پڑتی ان سے ذیلی اثرات بھی برائے نام ہوتے ہیں

غرضیکہ سرپ گندھا خون کے دباؤ کی زیادتی کو کم کرنے والی دیگر تمام ادویہ کی نسبت کئی لحاظ سے سب سے زیادہ مفید و موثر ہے۔ دیگر ادویہ کی طرح اس سے دوا کی عادت ہو جانے کا احتمال بھی نہیں ہوتا علاوہ ازیں زیادہ قوی الاثر ادویات کے ہمراہ ملا کر اسے دینے سے یہ انہیں مریض کے لئے زیادہ اچھی طرح برداشت کر سکنے کے قابل بناتی ہے

قصہ کوتاہ یہ تمام اقسام کے ہائی بلڈ پریشر کی ایک بہترین بے ضرر اور رام بان دوا ہے۔

(۳) **بے خوابی**۔ صوبہ بہار میں مدتوں سے لوگ اسے اپنے بچوں کو سلانے کے لئے استعمال کرتے آرہے ہیں۔ اور آج تک کئی علاقوں میں یہ رواج بدستور جاری ہے۔ دراصل مرض بے خوابی کے لئے یہ ایک بے نظیر دوا ہے چنانچہ جن لوگوں کو خون کے دباؤ کی زیادتی کی وجہ سے نیند نہیں آتی یا کسی دماغی مرض مثلاً جنون، مالیخولیا، فکر یا کسی ایسے نقص سے کہ جس کا دماغ پر اثر بنا رہتا ہے اور نیند نہیں آتی ایسی حالت میں اس کے استعمال سے نہایت آرام کی نیند آنے لگ جاتی ہے۔ اس دوا کے معلوم ہونے سے پیشتر ہمیں نیند لانے کے لئے اکثر انگریزی ادویات استعمال کرنی پڑتی تھیں۔ لیکن جب سے یہ دوا معلوم ہوئی ہے ہمیں اس مطلب کے لئے کسی دیگر دوا کے استعمال کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ کیونکہ نیند لانے کے لئے یہ معرکہ کی دوا ہے اور اس پر طرہ یہ کہ انگریزی ادویات کی طرح نہ تو نشیلی ہے اور نہ دل کو زیادہ کمزور کرتی ہے رات کو سونے سے دو گھنٹہ پیشتر اس کو ڈیڑھ ماشہ کی مقدار میں عرق گلاب میں گھول کر دیدینے سے مریض کو بخوبی نیند آجاتی ہے۔ اگر مریض کو بے خوابی کی شکایت مدت سے ہو اور ساری رات کروٹیں بدلتے گزر جاتی ہو تو ایک خوراک صبح سویرے استعمال کرا دیں اور ایک خوراک رات کو کھانا کھانے کے بعد دیں۔ رات کو مریض مزے کی نیند سو جاتا ہے

(۴) **اختناق الرحم** (ہسٹیریا) بوجہ تحریک اعصاب اور متورم ہونے کے اختناق الرحم کے دورے بھی اس کے استعمال سے رک جاتے ہیں لیکن اس کے استعمال سے انہی مستورات کو فائدہ ہوتا ہے جن میں خون کی زیادتی ہو اور جسمانی حالت بہتر ہو۔ دبلی پتلی اور کمزور و ناتواں مستورات کو اسے استعمال

نہیں کرانا چاہیئے کیونکہ فائدے کے بجائے نقصان ہوتا ہے۔ نیز ایام حمل کے دوران میں اور خصوصاً ساتویں آٹھویں مہینے اختناق الرحم کا دورہ ہو تو اسے ہرگز استعمال نہیں کرانا چاہیئے کیونکہ اس سے حمل ساقط ہونے کا پورا خدشہ ہوتا ہے۔ اگر اس کے ساتھ برہت وات چنتامنی رس کا استعمال کرا دیا جائے تو نہایت ہی تسلی بخش اور جلد فائدہ ہوتا ہے۔ ان دونوں کے استعمال سے ایسی ایسی مستورات کا یہ مرض دور ہو چکا ہے جن پر دوسری دوائیں غیر مفید ثابت ہو چکی ہیں۔

ترکیب استعمال: اس کا کپڑ چھان سفوف بقدر ایک ماشہ سے ڈیڑھ ماشہ تک دن میں دو مرتبہ ہمراہ شیر گاؤ وغیرہ دینے سے ایک ماہ میں یہ مرض رفع ہو جاتا ہے۔

(۵) **صرع یعنی مرگی**۔ اس مرض میں بھی یہ دوا ہسٹیریا کی طرح مفید و مجرب ہے چنانچہ ایسے مریضوں کو اس کی ایک ماشہ سے ڈیڑھ ماشہ تک کی دو خوراکیں دن میں شیر گاؤ یا عرق گلاب میں گھول کر دینے سے ایک ہی ماہ میں اس موذی نامراد مرض سے بالکل آرام آجاتا ہے اور اگر اسکے ہمراہ وات کلانتک رس ملا لیا جائے تو فوائد کو حقیقتاً چار چاند لگ جاتے ہیں۔

(۶) **ذکاوت حس**۔ مسکن ہونے کی وجہ سے اعضاء تناسل کی بڑھی ہوئی حس کو کم کرنے کے لئے نہایت زود اثر ہے چنانچہ اسے ایک ایک ماشہ کی مقدار میں دن میں دو تین مرتبہ دینے سے نہایت تسلی بخش فائدہ ہوتا ہے۔ احتلام و جریان میں مفید ہے ڈاکٹری کی مشہور دوا پوٹاسیم برومائیڈ کا بہترین بدل ہے۔

(۷) **دقت حیض**۔ اس میں حیض شروع ہونے سے پہلے کمر میں جکڑاہٹ رہتی ہے اور حیض تکلیف سے آتا ہے ایسی مستورات میں عموماً چڑچڑا پن۔ بے چینی۔ تھکان۔ پیڑو میں گرانی، کمر میں درد۔ اپھارہ اور خون کے تکلیف سے آنے کے خیال سے دہشت زدہ رہنا۔ یہ علامتیں کم و بیش رہتی ہیں۔ حیض شروع ہونے کے معین دن سے پہلے دس دن تک چھوٹی چندن کو استعمال کرانے سے فائدہ ہوتا ہے خصوصاً جکڑاہٹ میں۔ علاوہ بریں بطور مسکن فائدہ ہوتا ہے۔

(۸) **جنون الشہوت یعنی جلنسی دیوانگی**۔ ایسی مستورات میں جماع کی خواہش بہت شدید ہوتی ہے۔ بس ہر وقت شہوانی طوفان بپا رہتا ہے۔ یہ طوفان میاں بیوی دونوں کے لئے پریشانی کا موجب ہوتا ہے۔ چھوٹی چندن کی مسکن تاثیر کی بدولت شہوانی تحریک میں کمی آجانے سے کافی فائدہ ہوتا ہے۔

(۹) **بڑھاپے میں عصبی اضطراب** (Nervousness) بے خوابی اور جذباتی ہیجان کے دفعیہ کے لئے یہ ایک بیش بہا دوا ہے جوانی کی عمر پار کرنے پر معمر لوگ ان تکالیف سے بہت پریشانی اٹھاتے ہیں بوڑھوں میں جو فکر و تشویش اور دماغی تھکاوٹ رہتی ہے وہ بھی اس سے دور ہو جاتی ہے۔ فوراً جوش میں آ جانا۔ تنک مزاجی۔ چڑچڑاپن وغیرہ میں اس کے استعمال کرنے سے طبیعت کو تسکین ملتی ہے۔

(۱۰) **لدغ و لسع**۔ زمانۂ قدیم سے ہندوستان وغیرہ کے لوگ سانپ اور بچھو وغیرہ کے کاٹنے پر اسے استعمال کرتے آ رہے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔

THE ROOT OF RAUWOLFIA SERPENTINA HAS BEEN MUCH VALUED IN INDIA AND THE MALAYAN PENINSULA FROM VERY ANCIENT TIMES AS AN ANTIDOTE FOR THE BITES OF POISONOUS REPTILES AND THE STINGS OF INSECTS.

"بہت قدیم زمانے سے ہندوستان اور جزیرہ ملایا میں اسرول کی جڑ کو زہریلے سانپوں کے کاٹنے اور کیڑے مکوڑوں کے ڈنک مارنے کے لئے بطور تریاق زہر بہت قدر و قیمت حاصل ہے"

سشرت سنگھتا میں سانپ اور چوہے کے زہر کے دفعیہ کے لئے اس کا استعمال بتلایا گیا ہے علاقہ دربھنگہ میں سانپ کے کاٹنے سے محفوظ رہنے کے لئے زمانۂ قدیم سے آج تک ایک رواج چلا آتا ہے جس سے ایک سال کے اندر اندر اگر سانپ کاٹ بھی جائے تو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا وہ پوشیدہ اور متبرک راز ہدیۂ ناظرین ہے۔

وہاں کے ہر ذات کے لوگ ہر سال اساڑھ شکل پکش کے پہلے اتوار کے دن اپنے ہاتھ سے ایشر گند یا چنگ مول (چھوٹی چندن) کی جڑ کو اکھاڑ کر ایک بیگیو پوتے میں باندھ کر (صرف سفید کپڑے میں بھی لپیٹ سکتے ہیں ———— جس سے ایک سال تک سانپ کے کاٹنے کا خطرہ نہیں رہتا اور اگر کاٹ بھی جائے تو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

اگر کسی نے یہ عمل نہ کیا ہوا ہو اور سانپ کاٹ جائے تو اس مریض کو اس کی ایک تولہ جڑ تین ماشہ سیاہ مرچ کے ہمراہ زوردار ہاتھوں سے پانی میں رگڑ کر پلا دیتے ہیں اور جب تک سانپ کا زہر خارج نہ ہو جائے ہر تیسرے گھنٹے کے بعد اسے پلاتے رہتے ہیں۔ بطور خوراک ایسے مریضوں کو صرف گھی اور کالی مرچ دینی چاہیئے۔

کوکن میں سانپ کاٹتے ہی اس کی جڑ کو ایک یا دو تولہ کی مقدار میں ٹھنڈے پانی میں گھوٹ کر پلاتے ہیں۔ زہر نہ اترنے تک ہر تین تین گھنٹہ کے وقفہ کے بعد اسکا استعمال جاری رکھا جاتا ہے اور کاٹنے کے مقام پر اس کو گھس کر لیپ کرتے ہیں۔

رمفیئس نے ۱۵۶۳ء میں بتلایا تھا کہ اس کے وقت میں یہ ہندوستان اور جاوا میں ہر قسم کے زہر کے دفعیہ کے لیے دی جاتی تھی۔ اندرونی اور خارجی دونوں طریق سے اس کا استعمال ہوتا تھا۔ جڑ کا کاڑھا بنا کر اندرونی طور پر دیا جاتا تھا۔ دیگر جڑ اور تازے پتوں کا لیپ بنا کر خارجی استعمال کے لیے پاؤں کے تلوؤں پر لگایا جاتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ سانپوں کے زہروں کے لیے یہ کارآمد ہے اور یہاں تک کہ بھبنیر کے کاٹے کو بھی یہ حیرت انگیز جڑی پلانے سے زہر کو دور کرتی ہے۔ ہیبل نے اسے مینوئل آف پائیزنس پلانٹس ۱۹۱۱ء میں مگرمچھ کے زہر کے لیے اس پودے کے استعمال کا ذکر کیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ سرپ گندھا کو کھا کر نیولا اپنے کو سانپ سے لڑنے کے لیے محفوظ کر لیتا ہے۔ اگرچہ پرانی کتابوں میں سانپ کے کاٹے وغیرہ کے لیے اس جڑ کے استعمال کی نہایت تعریف و توصیف کی گئی ہے لیکن فی زمانہ کے مصنفین کرنل چوپڑا وغیرہ نے اس مدعا کے لیے اس کو قطعاً کوئی وقعت نہیں دی۔

(۱۱) **مسان** (بچوں کا سوکھ جانا) اگر اس نامراد اور منحوس مرض کے مبتلا بچوں کو اس جڑی کا باریک کپڑچھان سفوف ایک دو رتی کی مقدار میں صبح و شام عرق گلاب شیر گاؤ پانی یا شہد میں ملا کر دیدیا جائے اور ایک چھٹانک تخم ارلو یعنی شیوناک[1] کو چار پانچ سیر پانی میں اسقدر جوش

---

[1] یہ آیورویدک کی ایک مشہور جڑی ہے۔ جس کا تیس چالیس فٹ اونچا درخت ہوتا ہے۔ اور اس کو تلوار کی شکل کی دو۔دو فٹ لمبی پھلیاں لگتی ہیں۔ اسی وجہ سے ان پھلیوں کو "تلوار پھلی" بھی کہتے ہیں۔ اس تلوار پھلی سے جو سفید روئی دار بیج برآمد ہوتے ہیں وہ

دیں کہ تین چوتھائی پانی باقی رہ جائے۔ پھر اس کھولتے پانی کو ٹھنڈا کر کے بچہ کو ہر روز صبح کے وقت دھوپ میں بٹھلا کر نہلا دیا جائے۔ اس طرح ایک دو ہفتہ کے علاج سے بچہ بالکل تندرست و توانا ہو جاتا ہے یہ علاج بالکل جادو اثر ہے ضرور آزمائش کریں۔

(۱۲) **بخار**۔ جن مریضوں کا درجہ حرارت زیادہ ہو۔ نبض نہایت تیز ہو۔ انھیں استعمال کرانے سے درجہ حرارت کم ہو جاتا ہے اور ٹمپریچر (جسمانی حرارت) کے زیادہ ہونے سے مریض کو جو سخت بے چینی۔ گھبراہٹ اور اضطراب ہوتا ہے اس میں کمی ہو جاتی ہے اور ہذیان کی شکایت جاتی رہتی ہے۔ یہ خیال رہے کہ بخار کے جن مریضوں کو کمزوری و ناطاقتی لاحق ہو۔ خون کا دباؤ کم ہو انھیں اسے استعمال نہیں کرانا چاہیئے۔

(۱۳) **وضع حمل**۔ بہار کے صوبے میں وضع حمل کے بعد گاؤں کے لوگ اسے عموماً استعمال کراتے ہیں۔ کیونکہ اس میں رحم کو سکیڑنے کی خاصیت ہے یعنی یہ اس حالت میں انگریزی کی مشہور دوا ارگٹ (Ergote) کے مانند کام کرتی ہے۔ اس غرض کے لئے اسے ایک ایک ماشہ کی مقدار میں دن میں تین مرتبہ دیں۔

(۱۴) **بیاض چشم** یعنی پھولا۔ اس کے پتوں کا رس دو تین بوند بذریعہ پچکاری (ڈراپر۔ Dropper) ڈالنے سے بیاض چشم کو زائل کر دیتا ہے۔

استعمالات دوائیہ بروئے طب جدید

یہ خالص الکلائڈز اور مجموعی الکلائڈز کا ایکسٹریکٹ (خلاصہ) ہائی پرٹینشن (خون کے دباؤ کی زیادتی) کے علاج میں بکثرت استعمال کئے جاتے ہیں۔ ریسرپین واحد طور پر ۷۵ء سے ۵ء ملی گرام کی تو راکوں میں روزانہ بذریعہ دہن استعمال کیا جاتا ہے یا مجموعی موثر الکلائڈ ۸ ملی گرام تک روزانہ جوان مریضوں کو کہ جنھیں خفیف بے قیام ہائی پرٹینشن ہوتا ہے اور ساتھ ہی اختلاج القلب (دل کا کھٹکنا) ہوتا ہے، اور شدید بے قیام ہائی پرٹینشن کی Diencephalic (ڈیَن کیفالک) قسم میں نہایت کارگر طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اعراض (بیماری کی ظاہری علامات) میں بہتری واقع

تخم ارگو (شیونا ک) کے نام سے مشہور ہیں اور اسی نام سے تمام آیورویدک فارمیسیوں سے دستیاب ہو جاتے ہیں

ہو جاتی ہے اور خون کا دباؤ اوسط درجے کے لحاظ سے کم ہو جاتا ہے۔ یہ غیر متعین عرصہ تک لئے جا سکتے ہیں۔ ان کے استعمال کرنے سے نہ تو ان کے برداشت کرنے کی قوت بڑھتی ہے اور نہ انکی عادت ہو جاتی ہے۔ یہ دیگر زیادہ قوی الاثر خون کے دباؤ کو کم کرنے والی ادویہ مثلاً میتھونیم کمپونڈز ..... (Mathonium compouds) ہائڈریلازین (Hydrallazine) وغیرہ کے ساتھ ملا کر اوسط درجہ کے یا شدید خون کے دباؤ کی زیادتی کے مریضوں میں زیادہ کارگر طریق پر استعمال کئے جاتے ہیں۔ سرپ گندھا کے انکلانہ زاد پنٹولینیم (Pentolinium) کی آمیزش سے بہترین نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ سرپ گندھا پنٹولینیم کی مقدار خوراک کو کم کرنے کے اہل رہتی ہے ... بہ بیجان سے بڑھا ہوا بلڈ پریشر نمایاں کم ہو جاتا ہے اور پنٹولینیم کے قبض کرنے کے فعل میں تخفیف ہو جاتی ہے لیکن دماغی ضعف ویسا ہی رہتا ہے۔

یہ طب النفس (Psychiatry۔ سائی کائٹری) طب کا وہ شعبہ جس میں نفسی یا ذہنی مرض کی تشخیص، علاج، اور تقدم بالحفظ یعنی مرض واقع ہونے سے پیشتر اس سے بچنے کا انسداد کرنے پر غور کیا جاتا ہے) میں پریشان بے چین اور پرجوش مریضوں کے واسطے وسیع طور پر استعمال کئے جاتے ہیں۔ جب محرک قوتِ نفسانی زیادہ سرگرم ہو۔ جارحانہ کارروائی کرنے کی رغبت ہو۔ بے کلی پائی جاتی ہو۔ تو شدید اور مزمن نفسانی عارضہ میں ریسرپین کو ایک سے پندرہ ملی گرام کی خوراک میں دینے سے عمدہ نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ کم از کم ایک ماہ کے لئے علاج جاری رکھنا چاہیئے۔ عادات اور ظاہری صورت میں بہتری ہو جاتی ہے۔ مریضاں زیادہ ملنسار، مائل بہ تعاون اور اطاعت پذیر ہو جاتے ہیں۔ نفسیاتی علاج کے لئے قابلِ آزمائش ہے۔

نمایاں طور پر پُر سکوت رہنا اور بہتر ہونے کا عام احساس ہونا معمولاً ہوتا ہے۔ مزمن سائی کانیوروٹکس (Psychoneurotics۔ ایک نفسانی مرض ہے کہ جس کی وجہ سے جذبات اور قوت ضبط دتا بو میں توازن باقی نہیں رہتا) میں حوصلہ افزا نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

(فارماکولوجی میٹریا میڈیکا اینڈ تھیراپیوٹکس)

سرپ گندھا نمایاں منوم (نیند لانے والی) اور مسکن (تسکین دینے والی) اثرات رکھتی ہے اور خون کے دباؤ کو بھی کم کرتی ہے۔ اجملین، سرپنٹین اور سرپنٹینین مرکزی نظام عصبی کو محترک کرتے ہیں۔ ان تینوں میں سے سرپنٹین سب سے زیادہ قوی اور زہریلا ہے۔ مسکن اور منوم اثر

زیادہ تر الکحالک ایکسٹریکٹ (الکحل سے تیار کیا ہوا خلاصہ سیال) اور مجموعی الکلائڈز کو جیلین سرپن ٹین اور سرپنٹینین سے آزاد ہوتے ہیں میں پائے جاتے ہیں۔ کچھ الکلائڈز مرکز محرک عروق (ویسو موٹر سنٹر) دل اور عروق دمویہ (خونی رگیں) پر قطعاً مضعف اثر رکھتے ہیں دوا کا منوم اثر زیادہ تر رال کی نسری کی وجہ سے ہوتا ہے۔ الکلائڈ کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ دوا اپنے مسکن اثرات کی خاطر جنون اور دیگر امراض نفسانی میں بکثرت استعمال کی جاتی ہے۔ الکحالک ایکسٹریکٹس خون کے دباؤ کی زیادتی میں خون کے دباؤ کو کم کرنے کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں فرانڈین نارمیسوٹیکل کو دیکھیں)

عطائی لوگوں میں اس بوٹی نے جنون کے لئے بطور مخصوص دوا کے جو مقبولیت حاصل کر رکھی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ غالباً مسکن صفات رکھتی ہے۔ سین اور بوس شدید مجنونانہ علامات والے جنون کے مریضان اور ہائی بلڈ پریشر کے مریضوں میں اس بوٹی کی آزمائش کی ہے۔ اس کی سفوف جڑ ۲۰ سے ۴۰ گرین کی مقدار میں دن میں دو مرتبہ دینے سے نہ صرف مسکن اثرات ہی پیدا کرتی ہے بلکہ خون کے دباؤ میں کمی بھی لاتی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہفتہ کے اندر ہی مریضان کے ہوش و حواس بحال ہو جاتے ہیں اگرچہ چند مریضوں میں علاج کی مدت طویل بھی ہو سکتی ہے خون کے دباؤ کی زیادتی میں شریان کی دیواروں کے موٹاپن میں نمایاں تبدیلیوں کے کئے بغیر بھی اس جڑی کو ان مصنفین نے بہت قابل اطمینان پایا ہے۔ بخاروں میں اور حالت زچگی میں (وضع حمل کے بعد چھ ہفتہ تک کی مدت کہ جب جسم بخوبی سکڑ کر اپنی پہلی حالت میں آجاتا ہے یعنی جننے کے بعد چلہ تک کی مدت) اس کے استعمال کی سفارش کی جاتی ہے لیکن اس کی پوری طرح جانچ نہیں کی گئی بلکہ اس کے لئے اس جڑی کو وسیع پیمانہ پر استعمال کرنا بیکار کی بات ہے۔

اب تک جو کچھ معلوم ہوا ہے اس سے توقع پیدا ہو گئی ہے کہ جنون اور مرکزی نظام عصبی میں کام آنے والی موجودہ مسکن ادویات کی فہرست میں ایک قابلقدر دوا کا اضافہ ہو گیا ہے۔ اس دوا کے مفید ہونے کو مکمل طور پہ قبول کرنے سے پیشتر اس کی فارماکالوجی (تاثیرات دوائیہ) اور کلینکلی مطالعہ وسیع پیمانے پر کرنا ہوگا۔

گپتا اور اس کے رفقا نے ۱۹۴۳ء میں مختلف اقسام کے دماغی نقائص کے پندرہ مریضوں کا سرپ گندھا کے معیاری ایکسٹریکٹ (خلاصہ) سے علاج کیا تھا۔ ان میں سے پانچ جذباتی ہیجان کے دالفعل قسم کے نقص سے مبتلا تھے۔ سات سکزوفرینیا Schizophrenia یعنی

(انشقاق ذہنی) کے مریض تھے۔ دو آرگینک سائی کوسس (Organic psychoses یعنی عضویہ امراض نفس) کے اور بقیہ میں سے ایک مزمن مرگی کا مریض تھا۔ یہ تمام مریض بے خوابی (انسامینا INSOMNIA) میں مبتلا تھے اور حرکتی اعصاب کی نفسی تحریک کو بہت ظاہر کرتے تھے۔ مرگی کے مریض کو شدید (میجر) اور خفیف (مائینر) دورے اکثر پڑتے تھے۔ ایکسٹرکیٹ (خلاصہ) روزانہ دوپہر اور سونے کے وقت عام طور پر ۳۰ بوندوں کی مقدار میں دیا جاتا تھا۔ شام کی مقدار کے دو سے تین گھنٹے کے بعد نیند آنی شروع ہو جاتی تھی اور چھ گھنٹے سے زیادہ دیر تک رہتی تھی۔ مریض چپ چاپ رہتے تھے اور جو جذباتی نقائص میں مبتلا تھے انھوں نے بہت بہتری ظاہر کی۔ مرگی کے مریض کو شدید دورے ہونے بند ہو گئے تھے اور خفیف دورے بہت کلینکی بہتری کے ساتھ قابو میں آ گئے تھے۔ مریضوں کے نباتی غذائیہ کے افعال محرک ہو گئے تھے۔ اور بھوک بہتر لگتی تھی۔

چکرورتی اور چودھری نے ۱۹۵۱ء میں خون کے دباؤ کی لازمی زیادتی (Essential ایسنشل ہائی پرٹینشن Hypertention) کے مریضوں کا سرپ گندھا کے الکلائڈ سے علاج کیا۔ علاج کرنے کے بعد اسی دن سسٹولک پریشر (Systolic Pressure یعنی انقباضی دباؤ) ۱۵ ملی لیٹر یا زیادہ اور ڈایاسٹولک پریشر[۲] (Diastolic Pressure یعنی انبساطی دباؤ) دس ملی لیٹر یا زیادہ بالترتیب ۸۰ فیصدی اور ۱۰۰ فیصدی مریضوں میں قطعاً گرا ہوا دیکھا گیا۔ اور علاج کے آخری دن بالترتیب ۷۰ فیصدی اور ۵۳ر۳ فیصدی مریضوں پر گرا ہوا پایا گیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ گراؤ جو نوٹ کیا گیا تھا ۵۲ ملی لیٹر سسٹولک اور ۳۰ فی صدی ڈایاسٹولک تھا۔ دو مریضوں میں دوران علاج عارضی طور پر متلی، غشی اور تنگیٔ تنفس جیسی علامات دکھائی دیں۔

---

[۱] یہ ایک بہت اہم دماغی عارضہ ہے مریض آزردہ اور تنہائی پسند رہتا ہے اس کے ردعمل کی صلاحیت میں کمی آجاتی ہے جلد جوش میں آجاتا ہے وہمی ہوتا ہے اور توہمات کا ذریعہ کا شکار رہتا ہے۔

[۲] جب سفگمومینومیٹر (Sphygmomanometer یعنی بلڈپریشر دیکھنے کا آلہ) سے خون کا دباؤ دیکھا جاتا ہے تو پارہ کبھی اوپر چڑھتا ہے اور کبھی نیچے اترتا ہے۔ سب سے بلند مقام پر جہاں پارہ پہنچے اسے ڈایاسٹولک بلڈ پریشر یعنی دل کے پھیلنے کی حالت کا شریانی (انبساطی) دباؤ اور جس بلندی تک پارہ پہنچے اسے سسٹولک بلڈ پریشر یعنی دل کے سکڑنے کی حالت کو شریانی (انقباضی) دباؤ کہتے ہیں۔

مستند مجرّبات

۱۔ چندر اولیہہ

اجزاء و ترکیب۔ ستاور۔ بداری کند۔ پیٹھا۔ سنکھا ہولی ہر ایک کا کپڑ چھان رس ایک ایک سیر۔ چینی ایک سیر نو چھٹانک۔ سب کو کس صاف و عمدہ برتن میں ملاکر مدھم مدھم آگ پر پکائیں۔ جب اولیہہ بننے جیسا قوام ہو جائے تو برتن کو نیچے اتار کر اس میں سفوف الائچی خرد ایک پاؤ۔ دار چینی۔ تیز پات۔ ناگ کیسر۔ مویز منقے۔ صندل سفید۔ نیلوفر۔ اننت مول۔ ناگر موتھا۔ پدماکھ۔ خس۔ آملہ۔ منقی۔ بانجھر اور لونگ ہر ایک کا سفوف سوا سو اتولہ سفوف چھوٹی چندن ایک چھٹانک۔ ان کو ملاکر یکجان کر کے کسی چینی یا مٹی کے مرتبان میں بھر کر رکھ لیں۔

مقدار و ترکیب استعمال: نصف تولے ایک تولہ تک صبح و شام ہمراہ عرق کیوڑہ۔ عرق گاؤزبان۔ عرق بید مشک یا شیر گاؤ دیں۔

فوائد: بے خوابی۔ جنون۔ سر میں چکر آنا۔ بے ہوشی۔ ہاتھ اور پاؤں کی جلن وغیرہ میں اس سے عمدہ فائدہ ہوتا ہے۔

۲۔ چندر کلا چورن

اجزاء و ترکیب۔ سفوف چھوٹی چندن۔ ایک چھٹانک۔ سفوف برہمی نصف چھٹانک۔ شنکھ پشپی۔ بانجھر ہر دو کا سفوف ایک ایک تولہ۔ اسگندھ۔ ستاور۔ پھول گلاب۔ صندل سفید۔ دانہ الائچی کلاں ہر ایک کا سفوف نصف نصف تولہ۔ سب کو ملاکر یکجان کر کے رکھ لیں۔

مقدار و ترکیب استعمال: بقدر اڑھائی ماشہ سے چار ماشہ تک صبح و شام ہمراہ عرق گلاب یا پانی دیں۔

فوائد:- خون کے دباؤ کی زیادتی۔ بے خوابی۔ جنون ہسٹیریا اور مرگی وغیرہ کے لئے مفید و مجرب ہے۔

۳۔ سرپ گندھا چُورن یوگ

اجزا و ترکیب ۔ نہایت باریک پسا ہُوا رس سندور تین ماشہ ۔ سرپ گندھا کا کپڑ چھان سفوف ایک چھٹانک ۔ دونوں کو کسی صاف و عمدہ کھرل میں یکجا کر کے ایک گھنٹے تک اچھی طرح کھرل کرنے کے بعد سنبھال کر رکھیں ۔

مقدار و ترکیب استعمال : ایک ایک ماشہ صبح و شام پانی ۔ دودھ یا عرق گلاب کے ہمراہ دیں ۔

فوائد : اس کے استعمال سے خون کے دباؤ میں کمی ہو کر گہری نیند آتی ہے ۔ علاوہ بریں ہسٹیریا جنون اور مرگی میں بھی عمدہ فائدہ ہوتا ہے ۔

۴۔ سرپ گندھا گھن وٹی

شرمیان سوگیاشی وید یادوجی ترکم جی آچاریہ کے مجربات خصوصی میں سے ہے :

اجزاو ترکیب سرپ گندھا سوا سیر ۔ اجوائن خراسانی کے پتے یا بیج ایک پاؤ ۔ بالچھڑ نصف پاؤ ۔ ان کو جو کوب کر کے آٹھ گنا پانی میں رات کو بھگو دیں ۔ صبح اسے مدھم مدھم آنچ پر پکائیں ۔ جب آٹھواں حصہ پانی باقی رہ جائے تو اسے خوب مَل کر کپڑے سے چھان کر سنبھال کر رکھیں ۔ اب فضلہ (پھوک) میں چار گنا پانی ڈال کر پکائیں ۔ جب چہارم حصہ پانی باقی رہ جائے تو اسے خوب مل کر چھان لیں ۔ اب دونوں مرتبہ کے اکٹھے کئے ہوئے پانی کو ملا کر مدھم مدھم آگ پر پکائیں اور کرچھی سے ہلاتے رہیں جب یہ اس قدر گاڑھا ہو جائے کہ کرچھی سے لگنے لگے تب اسے نیچے اتار کر دھوپ میں سکھائیں ۔ جب گولی بننے کے قابل ہو جائے تب اس میں سفوف بھنگ اور سفوف پپلامول نصف نصف چھٹانک ملا کر تین تین رتی کی گولیاں بنائیں ۔

مقدار و ترکیب استعمال : بے خوابی کے لئے رات کو سونے سے ایک گھنٹہ پیشتر دو سے تین گولی دودھ یا پانی سے دیں ۔ جنون وغیرہ کے لئے دو ۔ دو گولیاں صبح و شام دیں ۔

فوائد : نیند لانے کی یہ عمدہ دوا ہے ۔ بے خوابی ۔ جنون ۔ ہسٹیریا ۔ مرگی ۔ وغیرہ میں اس سے اچھا فائدہ ہوتا ہے ۔ خون کے دباؤ کی زیادتی میں اس کے استعمال سے جلد نفع ہوتا ہے نیند نہ آنے سے بے چینی ۔ ہذیان ۔ جنون وغیرہ کئی دماغی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں ۔ اسکے استعمال سے نیند اچھی طرح

آتی ہے اور آہستہ آہستہ دماغی خرابیاں دور ہو کر صحت یابی حاصل ہو جاتی ہے۔

۵۔ کراماتی گولیاں

اجزا و ترکیب۔ سرپ گندھا گھن (رُبّ چھوٹی چندن) آٹھ تولہ۔ رُبّ برگ اجوائن خراسانی ایک تولہ۔ سفوف پپلا مول ایک تولہ۔ چرس نصف تولہ۔ ان سب کو ملا کر پانی سے کھرل کر کے دو دو رتی کی گولیاں بنالیں۔

مقدار و ترکیب استعمال۔ رات کو سونے سے دو گھنٹہ پیشتر دو گولیاں دودھ یا پانی سے دیں جنون وغیرہ کے لئے دو۔ دو گولیاں صبح و شام دیں۔

فوائد: ازالۂ بیخوابی کے لئے یہ گولیاں مایۂ ناز ہیں۔ جنون۔ ہسٹیریا۔ سر چکرانا وغیرہ کے لئے بھی مفید و مجرب ہیں۔

۶۔ شیت پت کٹھار

اجزا و ترکیب تیاری۔ سفوف چھوٹی چندن اور کشتہ صدف مرواریدی اصلی کو ہموزن ملا کر خوب یکجان کر کے سنبھال کر رکھیں۔

۱؎ ایک سیر چھوٹی چندن کو جوکوب کر کے آٹھ سیر پانی میں بارہ گھنٹے بھگو رکھیں۔ پھر اسکو نرم آگ پر پکائیں جب ایک سیر پانی باقی رہ جائے تو اسے کپڑے میں سے چھان لیں۔ پھر فضلہ کو چار سیر پانی میں آگ پر بدستور پکائیں جب ایک سیر پانی باقی رہ جائے تو چھان لیں۔ اب دونوں بار کے اکٹھے کئے ہوئے پانی کو باہم ملائیں اور نرم نرم آگ پر پکائیں جب یہ اسقدر گاڑھا ہو جائے کہ کڑچھی سے چپٹنے لگے تو اس کو نیچے اتار کر دھوپ میں رکھ کر سکھالیں۔ بس یہی رُبّ چھوٹی چندن مطلوب ہے جو تقریباً آٹھ تولہ تیار ہوتا ہے۔ انگریزی دوا فروشوں کے ہاں سے یہ چیز ایکسٹریکٹ راؤلفیا سکم (Extract Rauwolfiae Siccum) کے نام سے بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔

۲؎ رُبّ برگ اجوائن خراسانی کے تیار کرنے کی ترکیب بھی مذکورہ بالا ہی ہے۔ انگریزی دوا فروشوں کے ہاں سے یہ چیز ایکسٹریکٹ ہائیوسائی امائی سکم (Ext. hyoscyami Siccum) کے نام سے دستیاب کی جاسکتی ہے۔

مقدار و ترکیب استعمال: دو۔ دو رتی کی مقدار میں دن میں تین مرتبہ ہمراہ پانی دیں۔

فوائد: ست پت یعنی پتی اُچھلنا کی یہ ایک مفید و مؤثر دوا ہے۔ سیکڑوں مریض اسکی بدولت شفا یابی حاصل کر چکے ہیں۔ عموماً وید اور حکیم اسے فساد خون کا مرض قرار دیکر اس میں مصفّی خون ادویہ استعمال کراتے ہیں لیکن اکثر کامیابی نصیب نہیں ہوتی۔ حقیقتاً یہ فسادِ خون کا مرض نہیں ہے بلکہ اس میں جسم کے اندر جو ہر ہسٹامین پیدا ہو جاتا ہے جو پتی اُچھال دیتا ہے۔ اس دوا کے استعمال سے ہسٹامین کا اثر زائل ہو جاتا ہے اور مرض جاتا رہتا ہے۔ جب چھپاکی نکلی ہوئی ہو تو اس کے استعمال سے جلن اور شدتِ خارش جاتی رہتی ہے اور چکتے غائب ہو جاتے ہیں۔ آٹھ دس روز متواتر استعمال کرنے سے پھر پتی اُچھلنے ہی نہیں پاتی۔

واضح رہے کہ نئے مرض کے لئے تو یہ واحد نسخہ ہی فوری کارگر ثابت ہوتا ہے لیکن اگر مرض بہت پرانا اور ہٹیلا ہو تو اس کے ہمراہ ہی ہر درا کھنڈ بھی ماہ ڈیڑھ ماہ متواتر بقدر چھ چھ ماشہ دن میں تین مرتبہ ہمراہ پانی کھلانا چاہیے۔ ست پت کھار تو صرف آٹھ دس روز ہی کھلانا کافی رہتا ہے۔ (طبی جواہرات)

ڈاکٹری مرکبات چھوٹی چاندن

انڈین فارما کوپیا میں ذیل کے تین (الکحالک) مرکبات کو مستند مانا گیا ہے۔

۱۔ ایکسٹریکٹم راوولفیا لیکوڈم (Extractum Rauwolfiae Liquidum)

یہ ایلکحل (۹۰ فیصدی) سے تیار کیا جاتا ہے اس میں مجموعی کھاری جواہر مؤثرہ (ٹوٹل الکلائڈز) ۱،۰ فی صدی پائے جاتے ہیں۔

مقدار خوراک۔ تین سے چھ منم

۲۔ ایکسٹریکٹم راوولفیا سکم (Extractum Rauwolfiae Siccum)

اس میں ٹوٹل الکلائڈز چار فیصدی پائے جاتے ہیں۔

مقدار خوراک: ½ سے ۱ گرین

۳۔ ٹنکچر راوولفیا (Tinc Rauwolfiae)

ایکسٹریکٹم راؤ ولفیا لیکوئڈم ۲۵۰ گرام۔ ایلکحال (۹۰ فیصدی) تا ۱۰۰۰ ملی لیٹرز۔ اسمیں ۲۵ء فی صدی ٹوٹل الکلائڈز پائے جاتے ہیں۔

مقدار خوراک : ۱۲ سے ۳۰ منم

پیٹنٹ اَدوِیّات

دنیا بھر کے بازاروں میں راؤ ولفیا سرپنٹینا (چھوٹی چندن) کی جڑ اور اس کے الکلائڈز سے تیار کی گئی بیسیوں پیٹنٹ ادویات دستیاب ہوتی ہیں۔ ان سب کو یہاں بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے البتہ ان میں سے صرف چند عام اور چیدہ چیدہ ادویات پر مختصراً روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱۔ رال فین لیکوئڈ۔ (Ralfen Liquid) بنگال کیمیکل اینڈ فارمیسوٹیکل ورکس کلکتہ، ٹنکچر راؤ ولفیا کو رال فین لیکوئیڈ کے پیٹنٹ نام سے فروخت کرتا ہے۔ اسمیں ۵ء% ٹوٹل الکلائڈز پائے جاتے ہیں۔ یہ دوا ایک ایک اونس کی شیشیوں میں ملتی ہے۔

مقدار خوراک : روزانہ غذا سے پیشتر دونوں مرتبہ ۵ سے ۱۰ منم (بوند) دیا جاتا ہے۔ یا ۲۰ بوند کی ایک ہی خوراک رات کو سوتے وقت دیجاتی ہے۔

۲۔ سرپینا (Serpina) یہ راؤ ولفیا سرپنٹینا (چھوٹی چندن) کی جڑ کے سفوف سے تیار کئے گئے ٹرمس ہیں۔ ہائی بلڈ پریشر۔ بے خوابی۔ پاگل پن۔ مرگی اور ہسٹیریا کی عمدہ دوا ہے۔

مقدار خوراک : ایک سے دو ٹکیاں دن میں دو مرتبہ غذا کے بعد دیجاتی ہیں۔

ہمالین ڈرگ کمپنی کی یہ ایک خاص نامور اور مقبول عام دوا ہے۔ یہ بتلانا بے جا نہ ہوگا کہ چھوٹی چندن سے تیار کی گئی یہ ٹکیاں بطور پیٹنٹ دوا کے بازار میں سب سے پہلے پیش کی گئیں اور واقعی ڈاکٹروں میں اس دوا نے تہلکہ مچادیا۔ اس کی دھوم یورپ اور امریکہ تک پہنچ گئی۔ اس کے بعد تو پھر کئی ادویہ دھڑا دھڑ مارکیٹ میں آنی شروع ہوگئیں۔

۳۔ راؤڈکسین (Raudixin) اسے اسکوئب (SQUIBB) کمپنی تیار کرتی ہے۔ یہ ٹکیاں بھی چھوٹی چندن کی جڑ کے سفوف سے تیار کی جاتی ہیں۔ دو ٹکیاں دن میں دو مرتبہ صبح و شام دیجاتی ہیں مگر اس سے خون کے دباؤ میں ایک دو ہفتہ کے اندر کمی نہ ہو تو مقدار خوراک بڑھا دی جاتی ہے لیکن

اگر مریض نیند کا غلبہ ہونے یا اسہال آنے کی شکایت کرے تو مقدار میں کمی کر دی جاتی ہے۔

یہ ہر قسم کے ہائی بلڈ پریشر کے علاج کے لئے ایک عمدہ دوا ہے۔

اس دوا کو سپلا کمپنی راؤسرپی نائیڈ (Rauserpinoid) کے نام سے فروخت کرتی ہے۔

۴۔ جیسا کہ بیشتر ازیں بتلایا جا چکا ہے چھوٹی چندن سے ایک الکلائڈ ریسرپین (Reserpine) علیحدہ کیا جا چکا ہے۔ یہ جوہر مؤثرہ مختلف تجارتی ناموں سے ٹکیوں کی شکل میں دستیاب ہوتا ہے چنانچہ سیبا (ciba) کمپنی اسے سرپاسل (Serpasil) کے نام سے فروخت کرتی ہے۔ اسکی ۱ء۰ ملی گرام والی ٹکیاں دن میں تین مرتبہ دی جاتی ہیں۔ سرپاسل کے انجکشن بھی ملتے ہیں۔ ایک سے دو سی سی زیر جلد یا عضلاتی طور پر کئے جاتے ہیں۔

چترک یا چیتا

مختلف نام:۔ سنسکرت میں چترک (گوناگوں رنگ والا) انل نام (آگ کے اگنی۔ ہتاشن۔ ہتبھک۔ وہنی۔ پاوک وغیرہ) جس قدر بھی نام ہیں وہ سب چترک کے بھی ہیں یعنی آگ کے جملہ مترادف چترک کے بھی نام ہیں۔ ویال (سانپ غرضیکہ چترک سانپ کی مانند تیز تاثیر والا ہے) اوشنٹر (گرم تاثیر والا) اور دہن (جلن پیدا کرنے والا) وغیرہ۔ ہندی میں چیتا۔ چترا۔ چترک۔ پنجابی میں چترا۔ بنگالی میں چتیہ گاچھ چترک۔ چیتنا۔ مرہٹی میں چترک۔ چترامول۔ گجراتی میں چترو۔ تامل میں چترامولم۔ چترا تیلگو میں اگنی منھ۔ چترامولم۔ عربی میں شیطرج ہندی۔ فارسی میں بیخ برندہ۔ انگریزی میں سفید چترک کو وائٹ لیڈ ورٹ ( ) سیلون لیڈ ورٹ ( ) سرخ چترک کو روز کلرڈ لیڈ ورٹ ( ) لاطینی میں سفید چترک کو پلمبیگو زے لنکا ( ) اور سرخ چترک کو پلمبیگو روزیا ( ) کہتے ہیں۔

تاریخ :- زمانہ قدیم سے ہمارے ملک کے لوگ چترک سے بخوبی آشنا چلے آتے ہیں۔ چنانچہ چرک اور سشرت جیسی قدیم ترین آیورویدک کتب میں اس کا بکثرت تذکرہ ملتا ہے اور آیورویدک میں اس کا استعمال بھی بہت عام ہے۔ طب یونانی میں بھی مروج ہے لیکن شاذ و نادر ہی استعمال ہوتا ہے۔ ڈاکٹر اسے بالکل استعمال میں نہیں لاتے۔

جائے پیدائش :- سفید چترک بنگال۔ جنوبی ہند۔ اُتر پردیش۔ مدھیہ پردیش بہار۔ کماؤں اور لنکا میں خصوصیت سے خودرو طور پر بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ ویسے ہندوستان کے تمام صوبوں میں باغوں کے اندر یہ پودا پھولوں کی خوبصورتی اور سبزی کے لیے اکثر لگایا جاتا ہے۔ بنگال میں باغوں کے اندر تو یہ عام دستیاب ہوتا ہے۔ علاوہ بریں بنگال میں اکثر دیہاتی لوگ گھر میں اس کی باڑ بھی لگاتے ہیں۔ سکم۔ کھاسیا پہاڑ اور کوچ بہار میں سرخ چترک کے جنگلی پودے پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ بہت کم ملتے ہیں۔

نباتی توضیح :- چترا کا پودا چھوٹا اور جھاڑ دار ہوتا ہے یعنی چترا کی چھوٹی جھاڑی ہوتی ہے یہ ایک دائمی اور سدا بہار پودا ہے۔ یہ تین سے چھ فٹ تک اونچا ہوتا ہے اس کا تنا بالکل معمولی ہوتا ہے۔ کیونکہ جڑ کے اگلے حصے سے ہی شاخیں پھوٹ نکلتی ہیں۔ اس کے تنے کی ہر اس جگہ پر جہاں جہاں سے شاخ پھوٹتی ہے۔ وہاں وہاں گرہ یعنی گانٹھ بنتی جاتی ہے۔ ان کا درمیانی فاصلہ ایک دوسرے سے تقریباً تین چار انچ ہوتا ہے۔ شاخوں میں بھی بالکل ایسا ہی ہوتا ہے۔ یعنی یہ بھی گرہ دار ہوتی ہیں اس کی لکڑی گول ہوتی ہے۔ یعنی شاخ اور تنا سب گول ہی ہوتے ہیں۔ اس کی جڑیں لمبی ٹیڑھی اور چھوٹی انگل سے بھی باریک ہوتی ہے۔ البتہ کوئی کوئی انگوٹھے جتنی موٹی بھی ہوتی ہے۔ خشک جڑ فوراً ٹوٹ جاتی ہے۔ لیکن گیلی جڑ بہت مضبوط ہوتی ہے اس کی شاخیں عموماً سُتلی (سن کی باریک ڈوری) جیسی باریک ہوتی ہے جو نصف فٹ سے ایک یا دو فٹ تک لمبی ہوتی ہیں۔ موسم گرما میں دوا استعمال کے لیے یہ شاخیں کاٹ کر اکٹھی کرلی جاتی ہیں۔ موسم برسات میں پھر نئی شاخیں پھوٹ نکلتی ہیں ہر شاخ پر نیچے سے اوپر کو نہایت خفیف رگیں نمایاں ہوتی ہیں۔ شاخوں کو درمیان

دار ہوتا ہے۔ جڑوں اور شاخوں کا رنگ سیاہی مائل بسرخی ہوتا ہے۔ اس کی جڑ یا شاخوں کی تازہ چھال زبان پر لگائی جائے تو مرچ کی مانند کاٹتی ہے۔ اور اگر زیادہ دقت زبان پر رکھی جائے تو زبان پر زخم ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سبز جڑوں اور شاخوں کے کاٹنے سے رال جیسا ایک رس نکلتا ہے۔ جو جلد پر تیزاب جیسا اثر کرتا ہے۔ یہ رس سفید چترک کی نسبت سرخ چترک میں زیادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس لیے دوا استعمال کے لیے سفید چترک کی نسبت سرخ چترک کو ترجیح دی جاتی ہے۔

اس کے پتے ڈیڑھ سے چار انچ تک لمبے اور پونا انچ سے دو انچ تک چوڑے موتیا کے پتوں کے مشابہ ہوتے ہیں۔ یہ نازک۔ بلدار۔ ہرے بیضہ نما اور نوکدار ہوتے ہیں۔ اس کے پودے کے نیچے کے حصے کے پتے بڑے اور اوپر کے حصے کے پتے چھوٹے ہوتے ہیں۔ اس کے پتوں کی کوئی ترتیب نہیں ہوتی۔ چنانچہ کئی پتے مترادف یا متبادے (ہر ایک گرہ پر صرف ایک ایک پتہ ہوتا ہے) ہوتے ہیں۔ کئی پتے آمنے سامنے اور کئی بیل کے پتوں کی مانند تین تین پتے اکٹھے ہوتے ہیں۔ موسم گرما میں اس کے پتے اکثر جھڑ جاتے ہیں اور موسم برسات میں پھر پھوٹتے ہیں۔ دیہاتی لوگ ان کا ساگ پکا کر کھاتے ہیں۔ ڈنٹھل چوتھائی سے پانچ انچ تک لمبا ہوتا ہے۔

ہر شاخ کے سرے والی ڈنڈی پر تین چار انچ تک اور گرد جو کے برابر سبز رنگ کے خول لگتے ہیں کہ جن کے چاروں طرف ننھے ننھے نرم خار یعنی کانٹے نظر آتے ہیں لیکن یہ کانٹے چبھتے نہیں بلکہ دبانے سے دب جاتے ہیں۔ ان جو دار خولوں پر چنبیلی کے پھول کی وضع کے لیکن چنبیلی کے پھول سے بہت چھوٹے چھوٹے پھول گچھوں میں ابتدا موسم سرما میں آتے ہیں۔ یہ خار دار خولوں سے باہر نکل کر تین سے بارہ انچ تک لمبے ہوتے ہیں اور ہر پھول پر آپس میں جڑی ہوئی پانچ پنکھڑیاں ہوتی ہیں۔ یہ چنبیلی نما ننھے پھول ڈنڈی کے نیچے اوپر اور چاروں طرف پندرہ بیس کی تعداد میں لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کو ہاتھ لگا کر دیکھا جائے تو ان پر ایک لیسدار مادہ لگا ہوا ہوتا ہے۔ یہ پھول دیکھنے میں نہایت خوبصورت ہوتے ہیں لیکن ان میں

خوشبو بالکل نہیں ہوتی۔ اسے ڈوڈہ نما پھل آتے ہیں۔ جو بلبے گول اور آگے سے چرینج جیسے نوکیلے ہوتے ہیں۔ خام حالت میں ہرے۔ پکنے پر بھورے۔ روئیں دار اور چیپ دار ہوتے ہیں۔ ہر پھل میں ایک دو بھورے یا سیاہ رنگ کے بیج نکلتے ہیں۔ انہی بیجوں سے یہ پودے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ پھول دو رنگ کے آتے ہیں۔ یعنی سفید اور سرخ۔ جس پودے کو سفید رنگ کے پھول آئیں وہ سفید چیترا کہلاتا ہے اور جسے سرخ رنگ کے پھول آئیں اسے سرخ چیترا کہتے ہیں۔ سفید چیترا عام ملتا ہے۔ سرخ چیترا کم ملتا ہے دواءً یہی دو اقسام مستعمل ہیں۔

باغوں میں خوبصورتی کے لیے لگا ہوا نیلے رنگ کے پھولوں والا چیترا بھی ملتا ہے، یہ دیسی پودا نہیں ہے بلکہ غیر ملکی پودا ہے۔ اس کا لاطینی نام پلم بیگو کیپن سس ( ) ہے۔

نباتی فصیلہ:۔ اس کا فصیلہ اس کے نام پر ہی قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اسے لاطینی میں پلمبے جنیسی ( ) کہتے ہیں۔

اقسام بروئے طب ویدک

آیورویدک شاستروں میں عموماً دو ہی اقسام کے چیترک یعنی سفید و سرخ کا بیان ملتا ہے۔ اگرچہ واگ بھٹ نے اس کی تین اقسام زرد، سفید اور سیاہ بیان کی ہیں تو اس طرح سے اس کی چار اقسام سفید۔ سرخ۔ زرد اور سیاہ قرار دی جا سکتی ہیں لیکن اس وقت ہمیں صرف سفید۔ سرخ اور نیلا چیترا ہی دستیاب ہوتا ہے۔ زرد اور سیاہ رنگ کا چیترا بالکل نہیں ملتا۔ علاوہ بریں سرخ چیترا بھی کم ہی ملتا ہے۔ سفید چیترا ہی عام ملتا ہے۔ سرخ چیترا سفید چیترا کی نسبت زیادہ زود اثر ہوتا ہے۔ لیکن کم دستیاب ہونے کی وجہ سے سفید چیترا ہی عام استعمال ہوتا ہے۔

ان کی ماہیت یکساں ہی ہے۔ صرف پھول کے رنگ میں فرق ہوتا ہے چنانچہ سفید چیترا کا پھول سفید رنگ کا ہوتا ہے اور سرخ چیترا کا پھول سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ سرخ رنگ کے پھول کا چیترا آیورویدک شاستروں میں رکت چیترک اور سفید چیترا شویت چیترک کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اقسام بروئے طب یونانی

علامہ رازی فرماتے ہیں کہ چترا دو قسم کا ہوتا ہے۔ ہندی اور شامی۔ ہندی چترا سرخ رنگ کا اور وزن میں بھاری ہوتا ہے نیز اس کا ایک سرا سخت ہوتا ہے شامی ہندی سے سخت ہوتا ہے اور یہ سیاہی مائل سرخ ہوتا ہے۔ یہ شیریں مزہ اور زبان کو قدرے کاٹتا ہے۔

بعض نے اس کی دو قسمیں ہندی بحری اور فارسی کے نام سے کی ہیں۔ کسی ایک کا خیال ہے کہ نیا اور سرخی مائل ہندی بحری چترا بہتر ہوتا ہے۔ فارسی قسم کا چترا گھٹیا ہوتا ہے لیکن بعض کا اختلاف ہے۔ ان کا فرمان ہے کہ فارسی چترا اول درجہ کا ہوتا ہے۔ اس لیے کہ جب اس کو پانی میں پیس کر کسی عضو پر لگا دیتے ہیں تو ایک لحظہ میں اس مقام پر آبلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن ہندی بحری چترا میں ایسی حدت نہیں ہوتی۔ بعض کہتے ہیں کہ سب سے بہتر چیتا وہ ہوتا ہے کہ جسے کوٹ کر اس میں مرغی کا انڈا دبا دیا جائے تو انڈے کا پوست سرخ ہو جائے۔

کیمیائی تجزیہ :۔ چترک کی جڑ سے سب سے پہلے ڈبلو لانگ نے ۱۸۸۵ء میں ایک جزو موثرہ علیحدہ کیا اور اسے پلم بے گن (   ) نام دیا۔ فلوکیگر نے ۱۸۸۹ء میں اس چیز یعنی پلم بے گن کو قدرے زیادہ خالص ترتیب میں سفید چترک کی جڑ سے بھاپ کے ذریعہ عرق کھینچ کر اور عرق کھینچنے سے حاصل کی ہوئی چیز کو سدیم یعنی ایتھر کے ساتھ نکال کر علیحدہ کیا۔ بیٹ ٹنک نے بھی ۱۸۸۸ء میں پلم بے گن کو سرخ چترک سے علیحدہ کیا کہ جو زرد سوئیوں کی ترتیب میں تھا اور ۷۲ درجہ سینٹی گریڈ کا درجہ پگھلاؤ رکھتا ہے۔ رائے اور دت نے ۱۹۲۸ء میں معلوم کیا کہ چترک کی ان اقسام میں کہ جو ہندوستان میں دستیاب ہوتی ہیں پلم بے گن زیادہ سے زیادہ تقریباً ۰.۹۱ فیصدی پایا جاتا ہے۔ پلم بے گن کی مناسبت میں مقام پیدائش بڑھاؤ، عمر، زمین کی حالت اور سال کی موسمی حالت کے بموجب وسیع فرق ہوتا ہے۔ ان محققوں نے علم طور پر معلوم کیا ہے کہ جتنا زیادہ پرانا پودا ہو اور جتنی زیادہ خشک زمین ہو اتنی ہی زیادہ جزو موثرہ کی مقدار جڑوں میں پائی جاتی

بہ نسبت کہ جو کافی عرصہ کے لیے گودام میں رکھی جاچکی ہوں بہت زیادہ ہوتی ہے
یہ کھولتے پانی میں قدرے حل ہوتا ہے لیکن الکوحل اور ایتھر میں بخوبی حل ہو جاتا ہے
اور جب گرم کیا جاتا ہے تو قدرے اڑ جاتا ہے۔ (انڈیجی جنس ڈرگز آف انڈیا)

جڑوں میں پلمبے گن پایا جاتا ہے لیکن یہ پتوں اور تنوں میں نہیں پایا جاتا ہے
(دیا نٹرلنس پلانٹس آف انڈیا)

حصص مستعملہ :۔ در حقیقت تو بیخ چترا کی چھال کے استعمال کا ہی دستور ہے چنانچہ جن نسخوں میں چترا لکھا ہو اس سے مراد بیخ چترا کی چھال سے ہی ہوتی ہے۔ غرضیکہ ان نسخوں میں چترا کی جڑ کی چھال ہی شامل کرنی چاہیے۔ لیکن چونکہ یہ کم دستیاب ہوتی ہے اس لیے جڑ کے علاوہ شاخوں کی چھال بھی استعمال کر لی جاتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ کئی وید جڑ اور شاخوں کو سالم ہی کوٹ کر استعمال کر لیتے ہیں۔ لیکن چھال کا ہی استعمال حقیقتاً زیادہ موثر ثابت ہوتا ہے۔ بازار میں اس کی چھال اور جڑ دونوں اجزاء دستیاب ہوتے ہیں۔ واضح رہے کہ عموماً بازار میں اس کی جڑ کے ہمراہ تنے اور شاخوں کی لکڑیاں ملی ہوئی میسر ہوتی ہیں۔ ہمیشہ نئی چھال استعمال کرنی چاہیے۔ پرانی چھال کم موثر ہوتی ہے۔

افعال و خواص بروئے طب ویدک

چترا دپاک میں چرپرا ہے۔ حرارت ہاضمہ کو مشتعل کرتا ہے۔ ہاضم۔ ہلکا۔ خشک اور گرم ہے۔ سنگرہنی۔ جذام۔ سوجن۔ بواسیر۔ کرم ہائے شکم۔ کھانسی۔ وات اور بلغم کو نافع ہے۔ قابض ہے۔ بادی کی بواسیر اور بلغم و صفرا کو نافع ہے۔ (بھاو پرکاش نگھنٹو)

چترک مشتہی۔ تلخ۔ دپاک اور ذائقہ میں چرپرا اور ہلکا ہے۔ آگ کی مانند ہاضم ہے یعنی جس طرح آگ ہر چیز کو بھسم کر دیتی ہے۔ اسی طرح چترک بھی ہر چیز کو ہضم کر دیتا ہے۔ بیر وکھا۔ گرم وریہ یعنی گرم تاثیر والا اور قابض ہے۔ سنگرہنی۔ بلغم۔ وات، آم (خلط خام) سوجن۔ جذام اور کرمہائے شکم کو نافع ہے۔ (کیئدیو نگھنٹو)

چترا دپاک میں آگ کی مانند ہوتا ہے۔ سوجن۔ بواسیر۔ جذام اور کرم ہائے شکم کو دور کرتا ہے۔ (داگ بھٹ)

چترک دپاک میں اگنی (آگ) کی مانند ہے۔ یہ چرپرا ہے۔ بلغم۔ سوجن۔ وات کے امراض شکم۔ بواسیر۔ سنگرہنی۔ کرمہائے شکم اور کمی خون کو نافع ہے۔ (دھنونتری نگھنٹو)

خواص و فوائد بروئے طب یونانی

چہرا جلا کرتا ہے۔ ہاضم ہے۔ جلد میں زخم ڈال دیتا ہے۔ کھال جلا دیتا ہے قوت باہ میں جوش لاتا ہے۔ ذکر میں بہت استادگی پیدا کرتا ہے۔ غلیظ خلط بلغم کو دستوں کے ذریعہ سے نکالتا ہے۔ چبانے سے آواز کو صاف کرتا ہے۔ اس کے پتے بھی زخم ڈالتے ہیں۔

یہ مواد کو جذب کرتا ہے اس لیے جب کسی عضو پر لگاتے ہیں تو مادہ گرم کو جو زخم ڈالنے والا ہوتا ہے کھال کی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اگر کسی عضو کے بال گر گئے ہوں تو اس کو بطم کے روغن میں ملا کر وہاں لگانے سے دوبارہ بال پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس کو سرکہ کے ساتھ لگانے سے داد بیٹھ جاتا ہے۔ بہق ابیض و برص جاتے رہتے ہیں تقشر جلد اور خارشت کو آرام ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جلد بدن کو سیاہ کرتا ہے۔ نفوذ اور جلا کرتا ہے۔ پس اس کے لگانے سے اول چھالا پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر زخم پیدا ہو کر مواد نکل جاتا ہے۔ اور اصلاح کی صورت حاصل ہو جاتی ہے اگر چربی کے ساتھ لگایا جائے تو تمام آثار قبیح کو مٹا دیتا ہے اور ناخن برصیہ کو دور کر دیتا ہے۔ پٹھوں کے تمام سردی کے امراض کو نافع ہے۔ کسی جگہ کے بال جاتے رہیں تو اس کا لگانا مناسب ہے۔ بلغمی گٹھیا اس کے لیپ سے جاتی رہتی ہے۔

اسے کان پر باندھنے سے درد جاتا رہتا ہے۔ اس طرح جدھر کے کان میں درد ہو اس کی دوسری جانب کی مٹھی میں پکڑنے سے آرام ہوتا ہے۔ اگر بھات بھر سیدھے ہاتھ میں رکھیں تو الٹی طرف کے دانتوں کا درد جاتا رہتا ہے۔ اگر الٹے ہاتھ میں رکھیں تو سیدھی طرف کے دانتوں کا درد مٹ جاتا ہے۔ یہی فائدہ رخسار پر رکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ چونکہ اس میں گرمی بڑھی ہوئی ہے۔ اس لیے ایسا کرنا چاہیے کہ پانی اور نمک میں بھگو کر عدس کے ساتھ حریرہ بنا کر کھانا چاہیے۔ اس طرح کھانے سے نقصان نہیں کرتا بلکہ تری کو جلا دیتا ہے بھوک بڑھاتا ہے۔ کھانا ہضم کرتا ہے۔ معدے اور جگر کو گرم کرتا ہے۔ سدے کھول

دیتا ہے اور ریاح کو تحلیل کرتا ہے۔ اس کے استعمال سے حمل گر جاتا ہے۔ ورم طحال کو نافع ہے۔ اخلاط لزجہ کو دستوں کی راہ نکالتا ہے۔ جذام۔ ورم۔ بواسیر پیٹ کے کیڑوں۔ کھانسی اور بلغمی امراض کو نافع ہے۔

اسے کان میں لٹکانے سے شانے کا درد جاتا رہتا ہے۔ اس کے پتے راسن کی جڑ کے ساتھ پیس کر تلی پر لیپ کرنے سے اس کی صلابت جاتی رہتی ہے۔ لیکن زیادہ عرصے تک نہ رکھنا چاہیے۔ کیونکہ کھال جل جاتی ہے یہ تلی کی اعلیٰ درجے کی دوا ہے۔ اس سے بلغم دستوں کے ذریعہ سے نکل جاتا ہے۔ اس کو وجع الورک یا عرق النساء پر لیپ کرنے سے بڑا فائدہ پہنچتا ہے۔ اس کے پتوں کو چربی میں ملا کر ضماد کرکے بعد اس کے مریض کو حمام میں داخل کریں اور بٹھا دیں۔ یہاں تک کہ پسینہ آجائے پھر دھو ڈالیں۔ خدا چاہے گا تو صحت ہو جائے گی۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی بار میں فائدہ ہو جاتا ہے۔ کبھی ایسا کرتے ہیں کہ اس کے پتے راسن کی جڑ کے ساتھ پیس کر شہد میں ملا کر وجع الورک یا عرق النساء پر ضماد کرتے ہیں اور چار گھڑی تک لگا رہنے دیتے ہیں۔ اس سے جلد بدن پر زخم ہو جاتا ہے اور یہ امر دائع کا قائم مقام بن کر شفایابی کا موجب ہوتا ہے۔

(خزائن الادویہ)

طبیعت:۔ شیخ کہتا ہے کہ دوسرے درجے کے آخر میں گرم و خشک ہے بعض کہتے ہیں کہ تیسرے درجے کے آخر میں گرم و خشک ہے۔ بعض اس کی گرمی چوتھے درجے تک بتاتے ہیں۔ (خزائن الادویہ)

افعال:۔ یہ معدل (آلٹریٹو) اور محرک معدہ ہے قوت ہاضمہ کو بڑھاتا ہے۔ بھوک کو تیز کرتا ہے۔ زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے شدید مخدر سمی (شدید طور پر سن کر دینے والی زہر یعنی ایکر دنارہ کاٹک پائزن) ہے۔ مقامی طور پر لگانے سے آبلہ انگیز ہے۔ رحم پر اس کا خاص اثر ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کی مقشر جڑ کو رحم کے منہ میں رکھنے سے اسقاط حمل ہو جاتا ہے۔

نفع خاص:۔ کمی ہاضمہ۔ بدہضمی۔ نفخ۔ سنگرہنی اور بواسیر میں عموماً مستعمل ہے۔

مقدار خوراک :۔ چترک کی چھال کی مقدار خوراک دو رتی سے ایک ماشہ تک ہے ۔ ویسے اس کی جڑیں و شاخیں تین ماشہ تک دی جاسکتی ہیں ۔ زیادہ مقدار میں دینے سے زہریلی علامات ظہور پذیر ہو جاتی ہیں ۔

جزو مؤثرہ کی تاثیرات عضویاتی

کیئن کو( ) نے ۱۹۳۱ء میں پلم بے گن کی تاثیرات عضویاتی کا مطالعہ کیا ۔ اس نے معلوم کیا کہ یہ قلیل مقداروں میں مرکزی نظام عصبی کو تحریک پہنچاتا ہے ۔ لیکن بڑی مقداروں میں آغاز میں استرخا پیدا کر کے آخر کار موت تک نوبت لے آتا ہے ۔ خون کا درجہ دباؤ قدرے گراؤ ظاہر کرتا ہے ۔ مینڈک کے علیحدہ کیے ہوئے دل پر اس کا محرک اثر بخوبی نہیں دیکھا گیا ۔ محیطی نالیاں کشادہ ہو جاتی ہیں ۔ قلیل مقدار میں تمام جسم کے سارے عضلات کو تحریک پہنچاتی ہیں ۔ لیکن بڑی مقداریں فوری استرخا پیدا کر دیتی ہیں ۔ ایک گرام مینڈکوں کے لیے ۵ ملی گرام ۔ ایک گرام چوہوں کے لیے ۱ ملی گرام اور ایک کلو گرام خرگوش کے لیے دس ملی گرام اس کی قلیل سے قلیل مہلک مقدار خوراک معلوم ہوئی ہے ۔

لکھنؤ کے ویاس اور لال (غیر مطبوعہ) نے معلوم کیا ہے کہ پلم بے گن مخرش اثر دوا ہے اور اچھے خاصے مانع عفونت اوصاف رکھتی ہے ۔ قلیل مقداروں میں یہ دوا پسینہ آور ہے اور اس کی بڑی خوراکیں بطلان تنفس یعنی لینے کی قوت کا زائل یا باطل ہو جانا ۔ سانس بند ہو جانا) کی وجہ سے موت کا موجب ہوتی ہیں ۔ دوا کا یہ اثر غالباً عضلات پر براہ راست اثر کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے ۔

(انڈین جینیس ڈرگز آف انڈیا)

بھاٹیہ اور لال نے سفید چترک کا مطالعہ کر کے بیان کیا ہے کہ :۔

(الف) جزو موثرہ پلم بے گن ہے ۔ اور پودے کی تاثیر دوائیہ اس جیز کی موجودگی کی وجہ سے ہی ہے ۔

(ب) بیرونی طور پر یہ نمایاں مخرش ہے اور بیکٹیریا اور بے خلیہ دار اجسام پر ایک قوی جراثیم کش اثر رکھتا ہے ۔

پ۔ پلم بے گن کا خاص اثر نسیج عضلی (مسکیولر ٹشو) پر ہوتا ہے جسے یہ قلیل مقداروں میں تحریک پہنچاتا ہے اور بڑی مقداروں میں مفلوج کر دیتا ہے۔

ت۔ یہ دل ‐ امعاء اور رحم کے نسیج عضلی کے سکڑاؤ کو تحریک پہنچاتا ہے۔

ٹ۔ یہ پسینہ ‐ بول اور صفرا کی ترادشش میں تحریک پیدا کرتا ہے۔

ث۔ نظام عصبی پر بھی یہ محرک اثر رکھتا ہے۔

(پائزنس پلانٹس آف انڈیا)

آیورویدک استعمالات

خارجی

۱۔ فیل پا:۔

پوست بیخ چترک۔ اور بدارہ ودیو دار کو بول مادہ گاؤ میں پیس کر نیم گرم کر کے لیپ کرنے سے فیل پا میں فائدہ ہوتا ہے۔ (چکردت)

۲۔ پھوڑا:۔

چترا کی جڑ کی چھال کو پانی میں پیس کر لیپ کرنے سے پھوڑا پک کر خود بخود پھٹ جاتا ہے۔ (چکردت)

۳۔ منڈل کوڑھ:۔

(سنسکرت میں منڈل گول دائرے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ اس کوڑھ میں گول گول دائرے ہوتے ہیں کہ جو قدرے سفید و لال رنگ کے ہوتے ہیں) ان گول دائروں پر چترا کا لیپ کریں اور جب وہ سوکھ جائے تو اسے اتار کر ارنڈ کے تخموں کا لیپ کریں۔ اس سے وہ دائرے دور ہو جاتے ہیں۔

(برہت نگھنٹو رتناکر)

۴۔ چوہے کا زہر:۔

چیتا کی چھال کے سفوف سے تیل پکا کر تیل کو تالو کے مقام پر قدرے چپڑا دے کر ملنے سے چوہے کا زہر اتر جاتا ہے۔

(برہت نگھنٹو رتناکر)

اندرونی

۱۔ نکسیر :۔

چیتا کی جڑ کی چھال کے سفوف کو شہد میں ملا کر چٹانے سے نکسیر بند ہو جاتی ہے۔

(برہت نگھنٹو رتنا کر)

۲۔ کمیٔ ہاضمہ :۔

اس کے استعمال سے حرارت ہاضمہ تیز ہو جاتی ہے۔ اشتہا بڑھ جاتی ہے ہاضمہ قوی ہو جاتا ہے اور کھانے کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے۔ چرک سنگھتا کے سوتر استھان میں جو دیپن (مشتہی) اور رچی کر (خواہش طعام پیدا کرنے والی) دس دس ادویہ بتلائی گئی ہیں ان ہر دو اقسام میں چترک بھی شامل ہے۔

۳۔ امراض جگر و طحال :۔

پیپلا مول اور چیتا کی جڑ کی چھال کے نغدہ اور چار گنا دودھ کے ہمراہ بطریق معروف پکائے ہوئے گھی کے استعمال سے امراض جگر و طحال کا دفعیہ ہوتا ہے۔

(بھیشج رتناولی)

۴۔ یرقان :۔

یرقان کا مریض کھر ینیٹی اور چترک جڑ کو روزانہ استعمال کرے اور با پرہیز رہے تو تندرست ہو جاتا ہے۔

(سشرت سنگھتا)

۵۔ امراض شکم :۔

پوست بیخ چترک کو تکرہ میں ملا کر استعمال کرنے سے امراض شکم دور ہوتے ہیں۔

(چرک سنگھتا)

پوست بیخ چترک کا جو کوب سفوف ایک چھٹانک، جو کھار خالص ایک چھٹانک پانی چار سیر، بول مادہ گاؤ دو سیر اور روغن زرد گاؤ ایک سیر کو بطریق معروف پکا کر تیار کیے ہوئے گھی کے استعمال کرنے سے امراض شکم کا دفعیہ ہوتا ہے۔

(چرک سنگھتا)

۶۔ سنگرہنی :۔

چترک کے جوشاندہ اور کلک (لغدہ) سے بطریق معروف تیار شدہ گھی کے

استعمال سے سنگرہنی - باؤ گولا - سوجن - امراض شکم - تلی - درد پیٹ اور بواسیر کا دفیعہ ہوتا ہے - نیز حرارت ہاضمہ تیز ہوتی ہے - (چکر دت)

۷- بواسیر :-

بواسیر کے لیے یہ خاص کر نہایت مفید و مجرب ہے - چنانچہ چرک سنگھتا کے سوتر استھان میں جو دس ادویہ بطور دافع بواسیر درج ہیں - ان میں چترک بھی داخل ہے -

چترک کی جڑ کی چھال کو پیس کر مٹی کے کورے برتن کے اندر کی طرف لیپ کر کے اس میں دودھ ڈال کر دہی جمالیں - اس دہی اور اس دہی کی بنی ہوئی لسی کو استعمال کرنے سے بواسیر کا دفعیہ ہوتا ہے - (چرک سنگھتا)

چیتا کے سفوف کو تکر (لسی) کے ساتھ کھانے سے بواسیر دور ہو جاتی ہے -
(واگ بھٹ)

چیتا کی جڑ کے سفوف کو بول مادہ گاؤ کے ہمراہ دینے سے بواسیر کے مسے دور ہو جاتے ہیں - (راج مارتنڈ)

تیز شراب میں چیتا کے سفوف کو ملا کر پینا اندرونی بواسیر میں مفید ہے -
(سشرت سنگھتا)

ایک گھڑے کے اندر چیتا کی جڑ کی چھال کو پیس کر لیپ کر دیں - اور اس میں چھاچھ کے ترش ہو جانے پر یا بغیر ترش ہوئے ہی پینے سے اور کھانا کھاتے کے ساتھ استعمال کرنے سے اندرونی بواسیر (بواسیر کہ جس میں مسے مقعد کے اندر کی طرف ہوتے ہیں) دور ہو جاتی ہے - (سشرت سنگھتا)

۸- سکتا پرمیہہ :-

(سنسکرت زبان میں سکتا کے معنی ریت کے ہیں - چنانچہ اس کے مریض کے پیشاب کے ہمراہ مانند ریت کوئی مادہ خارج ہوتا ہے) ایسے مریض کو چترک کا کاڑھا دیں - (سشرت سنگھتا)

۹- آماس :-

پوست بیخ چترک اور جوکھار میں آٹھ گنا پانی ڈال کر بطریق معروف پکائے

ہوئے گھی کے استعمال سے شوتھ (آماس) دور ہو جاتی ہے۔ (چرک سنگھتا)

پوست بیخ چترک کے سفوف کو پانی سے پیس کر گھڑے کے اندر لیپ کر دیں جب خشک ہو جائے تو اس میں دودھ ڈال کر دہی جما لیں بعد ازاں بلونے سے جو مکھن حاصل ہو اسے گرم کر کے گھی بنا لیں۔ اب اس گھی میں آٹھواں حصہ چیتا کی جڑ کی چھال کے سفوف کے نغدہ اور چار گنا تکر کو ملا کر پکائیں۔ جب صرف گھی باقی رہ جائے تو اسے چھان لیں۔ اس گھی کے استعمال سے سوجن۔ بواسیر، اسہال بادی کا باؤ گولا اور پر میہہ کا دفعیہ ہوتا ہے۔ نیز حرارت ہاضمہ تیز ہوتی ہے۔

(چرک سنگھتا)

۱۰۔ جذام :۔

پوست بیخ چترک کو بول مادہ گاؤ کے ہمراہ استعمال کرنے سے کوڑھ دور ہو جاتا ہے۔ (سشرت سنگھتا)

۱۱۔ برص :۔

پوست بیخ چترک، سونٹھ، فلفل دراز اور فلفل گرد ہر چہار ادویہ کے سفوف بول مادہ گاؤ اور شہد کو کسی گھی کے چکنے برتن یعنی گھڑے وغیرہ میں ڈال کر منہ بند کر دیں۔ پندرہ یوم کے بعد نکال کر روزانہ استعمال کرتے اور پرہیز رہنے سے پھلبہری ٹھیک ہو جاتی ہے (سشرت سنگھتا)

چیتا کی جڑ کی چھال کے سفوف کو بول مادہ گاؤ کے ہمراہ استعمال کرنے سے برص کا دفعیہ ہوتا ہے۔ (واگ بھٹ)

۱۲۔ موٹاپن :۔

پوست بیخ چترک کو شہد کے ہمراہ چاٹنے سے موٹاپن دور ہو جاتا ہے۔ اس کے دوران استعمال میں چنا۔ گھی اور دودھ استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

(ونگ سین)

۱۳۔ امراض وات :۔

چیتا کے سفوف کو ایک ماہ تک روغن کنجد میں ملا کر چاٹتے رہنے سے مہلک امراض وات بھی دور ہو جاتے ہیں۔ (واگ بھٹ)

۱۴۔ رسائن :۔

زرد۔ سفید اور سیاہ پھولوں سے چیتا کی شناخت ہوتی ہے۔ یہ بالترتیب ایک سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا زیادہ مفید ہوتے ہیں۔ اس کا مندرجہ ذیل ترکیب کے مطابق استعمال کرنا رسائن کا کام دیتا ہے۔

چیتا کی جڑ کی چھال کو سایہ میں سکھا کر اور اچھی طرح سے پیس کر ایک مہینے تک گھی یا شہد یا دودھ یا پانی کے ساتھ نوش کریں۔ علاوہ بریں جتیندریہ (اندریوں پر قابو پانا) ہو کر رہیں اور مفید اغذیہ استعمال میں لائیں تو آدمی کی سب بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ اور وہ سو سال تک زندہ رہتا ہے۔ نیز ذہانت، طاقت خوبصورتی۔ چہرے کی رونق اور حرارت ہاضمہ بھی بڑھ جاتی ہے۔

(واگ بھٹ)

دیگر استعمالات

(مختلف ڈاکٹروں کے قلم سے)

۱۔ کرنل جی۔ ٹی۔ برڈ وڈ صاحب پریکٹیکل بازار میڈ یسنز میں رقم طراز ہیں :۔

اگر دیگر کوئی بڑھیا دوا نہ مل سکے تو لال چترک جو سیاں باغوں میں بہت ہوتا ہے، کی جڑ آبلہ اٹھانے میں بہت کام آتی ہے۔ چنانچہ اس کی جڑ کی تازہ چھال لے کر اس کو تھوڑے سے چاول کے آٹے کے ساتھ پانی سے گوندھ لینا چاہیے۔ اور اس کو کپڑے پر پھیلا کر لگا دینا چاہیے۔ پانچ منٹ میں اس سے درد ہوتے لگے گا جو خوب بڑھتا جائے گا۔ آدھ گھنٹہ بعد اس کو ہٹا لینا چاہیے۔ اور اب اس پر ایک بڑا پورا چھالا وہاں پر پڑ جائے گا۔ جس سے پانی نکال کر اس کے اوپر صرف کیلے کا ملائم پتہ رکھ دینا چاہیے۔ لیکن اس میں نقص

یہی ہے کہ اس سے آبلہ اٹھانے میں درد بہت زیادہ ہوتا ہے اس لیے اس کا استعمال جب ہی کرنا چاہیے جب دیگر کوئی دوا میسر نہ ہو اور آبلہ ڈالنا لازمی و لابدی ہو۔

۲۔ ڈاکٹر آر۔ این۔ کھوری اور ایس۔ این۔ کارتک صاحب میٹریا میڈیکا آف انڈیا اینڈ دیر تھیراپیوٹکس میں تحریر فرماتے ہیں:۔

چترک معدل (آلٹریٹو) اور محرک معدہ ہے۔ مزمن اسہال۔ بدہضمی اور عام آماس تن (تمام جسم کا خمیر کی طرح پھول جانا یعنی اناسارکا،) میں دیا جاتا ہے۔ مقامی طور پر بطور آبلہ انگیز دوا کے جڑ معمولی پھپھولوں یا چھالوں کی نسبت زیادہ درد پیدا کرتی ہے اور آبلہ جلد بھرنے نہیں پاتا۔ جڑ کا ضماد بطور محرک دوا کے گٹھیا کے جوڑوں جذام۔ فالج زدہ اعضاء اور پھوڑوں کے اندر پیپ پڑنے میں مدد دینے یعنی پکانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا مرکب سفوف معدل ہے اور اپھارہ و وجع المفاصل میں دیا جاتا ہے۔ جڑ تند مزہ (چرپری) ہے اور اسے رحم کے منہ میں داخل کرنے سے حمل گر جاتا ہے۔ لال چترک سفید چترک کی نسبت زیادہ قوی آبلہ انگیز ہے اور کاوی یعنی جلا دینے والے (کاسٹک) مرکبات میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا اندرونی استعمال جنین (پیٹ کا بچہ) کو چاہے زندہ ہو یا مردہ باہر نکال دیتا ہے۔ بڑی مقداروں میں بے حس کرنے والا خراش دہ زہر ہے۔

۳۔ ڈاکٹر نادکرنی صاحب میٹریا میڈیکا آف انڈیا میں رقمطراز ہیں:۔
سرخ چترک جنترک کی کوٹی ہوئی جڑ تیل کے ساتھ ملا کر یا طلا کی صورت میں بطور محمر دوا (جلد کو سرخ کر دینے والی دوا) کے گٹھیا، غدود (گلٹیوں) کا بڑھنا اور اورام مغابن (بغل۔ جنگاسہ) و کنج ران کے ورم) وغیرہ میں استعمال کی جاتی ہے۔ اس سے بھلبہری کے چند مریض درست ہو گئے ہیں۔ (ڈاکٹر آر۔ گرے) یہ ناجائز اسقاط کرنے کے لیے

استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ جنین کو رحم سے نکال کر باہر کر دیتا ہے۔ چاہے مردہ ہو یا زندہ۔ جڑ کا ٹنکچر[۱] آتشک ثانوی (آتشک کا درجہ دوم) جذام، بد ہضمی بواسیر، نفخ، ضعف اشتہا اور دیگر ہاضمہ کی شکایات میں مستعمل ہے۔ بعد از ولادت ہونے والے جریان خون کو روکنے کے لیے یہ ایک عمدہ دوا ہے (ڈاکٹر بھٹاچارجی) لیکن یہ احتیاط کے ساتھ اور موزوں اوسط مقداروں میں یعنی پانچ سے بیس بوند تک استعمال کرنا چاہیے۔ خارجی طور پر جڑ کا چھلکا کا وی ضمادات اور محمرادویہ کی تراکیب میں داخل کیا جاتا ہے کوٹی ہوئی جڑ تھوڑے سے چکنے تیل کے ہمراہ گوندھ کر امراض وجع المفاصل اور فالج میں بطور لیپ استعمال کی جاتی ہے۔ جڑ اور جڑ کی چھال آبلے اٹھانے کے لیے ہسپانی مکھی کے بدل کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ جڑ کی تازہ چھال پانی اور تھوڑے سے چاولوں کے آٹے کے ہمراہ مسل کر ضماد بنا لیا جاتا ہے۔ پھر یہ ایک چیتھڑے یا ردی کاغذ کے ٹکڑے پر پھیلا کر (مطلوبہ) جگہ پر لگا دیا جاتا ہے اور تقریباً نصف گھنٹہ رکھا جاتا ہے۔ بعد ازاں اس جگہ پر چاول کے آٹے کی پلٹس باندھ دی جاتی ہے۔ اندازاً بارہ سے اٹھارہ گھنٹہ کے اندر ایک بڑا اہم شکل آبلہ بنا ہوا دیکھا جاتا ہے۔ چترک کے ذریعہ پیدا کیے ہوئے آبلے کے استعمال میں سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ یہ بہت زیادہ درد کا موجب ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ صرف تبھی استعمال کرنا چاہیے کہ جب دیگر

---

[۱] ٹنکچر چیتا بنانے کا طریقہ:- ایک حصہ پوست بیخ چترک کے باریک سفوف کو بارہ حصہ ۹۰ فیصدی کے الکحل میں بوتل کے اندر ڈال کر کارک لگا کر رکھ دیں۔ آٹھ یوم کے بعد نچوڑ لیں۔ بس ٹنکچر چیتا تیار ہے۔

مقدار خوراک:- ۵ سے ۴۰ بوند تک۔

فوائد:- یہ اعلیٰ درجہ کا پسینہ آور ہے چنانچہ چڑھے ہوئے بخاروں میں دینے سے تھوڑی دیر میں پسینہ لا کر بخار اتار دیتا ہے۔ ہاضمہ کی شکایات اور بواسیر کے دفعیہ کے لیے نہایت زود اثر ہے۔ علاوہ بریں آتشک ثانوی وغیرہ کے لیے بھی مفید بیان کیا جاتا ہے۔

آبلہ انگیز اشیاء سرِ دست نہ مل سکیں اور آبلہ اٹھانے کی فوری ضرورت ہو۔ وجع المفاصل میں آبلہ انگیز ضماد پندرہ سے بیس منٹ کے بعد ہٹا دینا چاہیے۔

سفید چترک:۔ اس دوا کی جڑ بھی شدید زہریلی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اسے اندرونی طور پر بہت ڈر کے ساتھ استعمال کرنا چاہیے۔ یہ کئی ہندوستانی مرکبات کہ جو بطور کاذی ادویہ استعمال کیے جاتے ہیں، کی ترکیب میں داخل کیا جاتا ہے۔ جڑ کا ضماد بنا کر پھوڑوں پر انھیں پھاڑنے کی غرض سے لگایا جاتا ہے۔ دودھ سرکہ یا نمک اور پانی کے ہمراہ اس کا بنایا ہوا ضماد جذام اور دیگر ہٹیلی امراض جلد۔ خراب قروح (پیپ دار زخم) اور جرب (تر کھجلی) میں لگایا جا سکتا ہے۔ اس کا دودھیا رس بھی مفید لیپ ہے۔ خارجی طور پر بطور کاذی ادویہ اس طرح سے استعمال کیا جاتا ہے۔

جڑ چترک۔ دنتی مول۔ ڈنڈا تھوہر کا دودھ۔ آک کا دودھ، بھلانوہ۔ ہیرا کسیس شیرہ۔ سیندھا نمک۔ سب ہم وزن لے کر انھیں آپس میں ملا کر لیپ بنا لیں۔

آیورویدک شاستروں میں جڑ چترک بدہضمی۔ بواسیر، استسقاء لحمی (آماس تن) اسہال۔ امراض جلد وغیرہ میں مفید کہی گئی ہے۔ جڑ کی چھال کا ٹنکچر بطور دافع بخار استعمال کیا جاتا ہے۔ ابھارہ کے لیے ایک مقبول عام دوا بشکل سفوف ہے کہ جو تنڈھرنز یوگ کہلاتا ہے۔ جس کی سشرت نے سفارش کی ہے۔ یہ جڑ چترک اندرجو جڑ ہرجوری۔ رتی۔ اتیس اور ہلیلہ زرد کے ہم وزن اجزاء سے مرکب ہے۔ مقدار خوراک اندازاً چار ماشہ ہے۔ کوکن میں ذیل کا فارمولا (نسخہ) استعمال کیا جاتا ہے۔

جڑ چترک۔ آملہ۔ کالی ہرڑ۔ فلفل دراز۔ پیپلا مول۔ ریوند چینی اور سیندھا نمک۔ سفوف بنا لیں۔ اور بقدر چھ ماشہ پانی سے روزانہ رات کو سوتے وقت ابھارہ میں جب کہ ساتھ ہی گٹھیا کی دردیں بھی ہوں دیں۔

(ڈرائی موک)

بدہضمی کے لیے چکردت نے ایک سفوف کی سفارش کی ہے کہ جو جڑ چترک سیندھا نمک۔ ہلیلہ زرد اور فلفل دراز کے ہم وزن ملانے سے بنایا جاتا ہے۔ مقدار خوراک تقریباً بیس رتی ہے۔ جڑ چترک عام طور پر دیگر ادویات کے لیے ایک

مرکب کی صورت میں جو تری مادہ کہلاتا ہے۔ اور جڑ چترک۔ بابڑنگ اور ناگرموتھا سے مرکب ہے بطور محرک مددگار کے استعمال کی جاتی ہے۔

حکیم اسے وجع المفاصل اور بڑھی ہوئی تلی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جڑ چترک بواسیر کے لیے سودمند اثر رکھتی ہے۔ ان مریضان کے لیے یہ مختلف مرکبات کی صورت میں دی جاتی ہے۔ چنانچہ مٹی کا مرتبان یا برتن کہ جس کے اندرونی حصہ پر بیخ چترک کا لیپ کر دیا گیا ہو۔ دہی جماتے کے لیے برتا جاتا ہے کہ جو (دہی) بواسیر اور کھجلی کے متعدد مریضوں کو دیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ڈاکٹر اوس وال ڈ ( ) چترک کی جڑ تپ لرزہ میں استعمال کیا کرتے تھے۔ یہ ایک قوی معرق (زبردست پسینہ آور) دوا کے طور پر کام کرتی ہے۔

(ڈائی موک)

مرگی۔ ہسٹریا۔ جنون سبعی (امے نیا) اور دیگر دماغی خرابیوں کے لیے ایک مرکب سفوف جو کہ بیخ چترک۔ برہمی اور زیج کو ملا کر بنایا جاتا ہے۔ دس سے تیس گرین (۵ رتی سے ۲ ماشہ) کی خوراک میں دن میں تین مرتبہ دینا فائدہ مند بتلایا جاتا ہے۔ (انڈیجنس ڈرگز رپورٹ مدراس)

۴۔ ڈاکٹر وامن گنیش دیسائی صاحب اوشدھی سنگرہ میں رقم طراز ہیں۔

چترک کی قلیل مقدار سے قنات ہضمیہ کی جھلی کو تحریک ملتی ہے اور معدہ و امعاء کا دوران خون بڑھ کر ان کو طاقت ملتی ہے۔ اس سے پیٹ میں گرمی پیدا ہوتی ہے۔ اور قوت ہاضمہ بڑھتی ہے۔ اس سے جگر محرک ہو کر صفرا ٹھیک بہنے لگتا ہے۔ اس لیے چترک دینے کے بعد پاخانہ کا رنگ زرد ہو جاتا ہے۔ یہ خون میں مل کر فضلات پیدا کرنے والی گلٹیوں پر خصوصاً جلد کی پسینہ پیدا کرنے والی گلٹیوں پر اپنا اثر کرتا ہے۔ اس لیے اس سے پسینہ زیادہ آتا ہے۔ اور بخار کم ہو جاتا ہے۔ بڑی مقدار میں چترک جلن پیدا کرنے والا اور نشہ لانے والا زہر ہے۔ بڑی مقدار میں دینے سے گلے اور معدے میں جلن ہوتی ہے۔ جی متلاتا ہے۔ قے اور جلاب ہوتے ہیں۔ پیشاب کرنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ نبض کمزور

ہو کر میڑھی چلتی ہے اور جسم ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ رحم پر چترک کا اثر خاص فوقیت کا اور خیال میں رکھنے کے قابل ہے۔ عام بڑی مقدار سے کر کے تمام اعضاء میں جلن پیدا ہوتی ہے۔ جلاب ہوتے ہیں اور جلاب کے ساتھ رحم سے خون بہنے لگتا ہے۔ پیشاب بوند بوند آنے لگتا ہے اور رحم کا درد دار سکڑاؤ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک دو پہر میں حمل گر جاتا ہے۔ یہ قطعاً لازمی ہوتا ہے۔ اور نو ماہ میں کبھی بھی دینے سے حمل گر جاتا ہے۔ بچہ مرا ہوا گرتا ہے۔ حمل گرانے کے لیے چترک دیتے ہیں۔ چترک کی تازہ جڑ کے لیپ سے پھپھولا اٹھتا ہے۔ جلد پر لگانے سے بہت درد ہوتا ہے۔ جلد سیاہ ہو جاتی ہے اور زخم جلد نہیں بھرتا۔ میریا بخار میں جب جگر اور تلی بڑھی ہوئی ہو تو چترک سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ بخار میں جب دورہ خون آہستہ ہوتا ہے۔ اور غذا نہیں لی جا سکتی تو چترک معقول دوا ہے۔ بہ صورت بخار میں چترک سے بخار کم ہوتا ہے۔ تمام جسم کو تحریک ملتی ہے اور رحم محرک ہو کر غلیظ خون کے بہہ جانے سے درد رحم کم ہوتا ہے۔ بہ صورت بخار میں چترک کے ساتھ نہ گنڈی (سنبھالو) دینی چاہیے۔ اعضائے تناسل کے ڈھیلے پن سے پیدا شدہ نامردی میں چترک سے فائدہ ہوتا ہے۔ نفرت طعام، کمی حرارت ہاضمہ، بد ہضمی، کمی ہاضمہ کبھی قبض کبھی جلاب۔ نفخ شکم وغیرہ نباتات ہضمیہ کے ڈھیلے پن سے پیدا شدہ امراض میں چترک دیتے ہیں۔

۵۔ شری کرنل آر۔ این۔ چوپڑہ یائزنس پلانٹس آف انڈیا میں تحریر فرماتے ہیں:۔

قدیم سنسکرت اور مسلمان مصنفین (وئید و حکماء) نے جڑ کو مسقط جنین (حمل گرا دینے والی) اور آبلہ انگیز بیان کیا ہے۔ اسے بطور محرک اشتہا اور برص اور دیگر امراض جلد کے لیے موثر ہونے کی شہرت حاصل ہے۔ یہ بواسیر اور بچھو کے ڈنگ مارنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ پیسی ہوئی جڑیں چرپری ہوتی ہیں اور جب جلد پر لیپ کیا جاتا ہے تو آبلہ کے ہونے کا موجب ہوتی ہیں۔ اندرونی طور پر بڑی مقدار میں لینے سے یہ بطور مخدر (سن کر دینا) یا بطور مخرش زہر کا کام کرتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ آخر الذکر مدعا کے لیے بنگال میں یہ اکثر استعمال ہوتی ہے۔

چیوبرس (   ) نے دو قتلوں کے معاملوں کا حوالہ دیا ہے کہ جن میں یہ استعمال کی گئی تھی۔ ان میں سے ایک قتل النسان کا معاملہ تھا۔ جڑیں زیادہ تر عموماً ہندوستان میں حمل گرانے کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔ اس مدعا کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کئی مرتبہ اندرونی طور پر بھی دی جاتی ہے۔ اور ایک سے زیادہ مرتبہ یلم بے گن کے طور پر گولیوں میں پکڑی جا چکی ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ اس مدعا کے لیے استعمال کی جا چکی ہے۔ عموماً یہ فم رحم (رحم کا منہ) میں مقامی مخرش لیپ کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ مقشر جڑ کا ایک حصہ یا پودے کی ٹہنی فرج میں دھکیل دی جاتی ہے اور کئی مرتبہ رحم کے اندر بھی۔ ایک دیگر کیس (   ) میں حمل گرانے کے لیے استعمال کی جانے والی چھڑی کچی روئی سے ڈھک دی گئی تھی اور اس کے اوپر چترک کی جڑ کا لیپ لگا دیا گیا تھا اور فرج کے اوپر کے حصہ میں معمول طور پر ٹھونس دی گئی تھی اور موت کے بعد وہاں پائی گئی تھی۔ یہ نہایت چرپری چیز مندرجہ بالا طریقوں میں سے کسی بھی طریقہ سے استعمال کر کے اندر داخل کی جائے تو موت کا اکثر موجب ہوتی ہے۔ بیماری کا بہانہ کرنے والے اسے جلد کے لیے بطور مخرش کے بھی استعمال کرتے ہیں یا نادرست الزاموں کو تقویت پہنچانے کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں۔

سِلک مروارید

ا۔ چترک آدی گٹکا:۔

اجزاء و ترکیب:۔ پوست چترک۔ پیلا مول۔ سجی کھار۔ جو کھار۔ سیندھا نمک۔ سونچل نمک۔ بڑ نمک۔ سمندر نمک۔ سانبھر نمک سونٹھ۔ فلفل سیاہ فلفل دراز ہینگ بریاں اجمود۔ چیب۔ جملہ ادویہ کے پارچہ بیز سفوف مساوی الوزن لے کر بائم ملائیں اور بجورا لیموں یا ترش[1] انار کے رس کے ہمراہ ایک ایک دن کھرل کر کے

---

[1] تازہ ترش انار میسر نہ ہو تو انار دانہ کے پانی سے کام لیا جا سکتا ہے۔

چار۔ چار رتی کی گولیاں بنالیں۔

مقدار و ترکیب استعمال :۔ ایک سے دو گولی تک صبح و شام ہمراہ آب نیم گرم دیں یا اسی طرح کھلائیں۔

افعال و منافع :۔ چترک سنگھتا۔ چکر دت اور بھیشج رتناولی میں لکھا ہے کہ ان گولیوں کے کھانے سے آم رس (کھائی ہوئی خوراک کا خام رس) پکتا ہے اور حرارت ہاضمہ تیز ہو جاتی ہے۔

منفعت خاص :۔ جب معدہ اپنا فعل ٹھیک طرح سے سرانجام نہیں دے پاتا۔ کھائی ہوئی خوراک بخوبی ہضم نہیں ہوتی بلکہ غیر ہضم شدہ حالت میں ہی خارج ہو جاتی ہے یا خانہ میں آنوؤں آنے لگتی ہے تو ایسی حالت میں ان گولیوں کے استعمال سے معدہ کو تقویت ملتی ہے۔ پاخانہ ٹھیک آنے لگتا ہے۔ آنوؤں کا بننا بالکل بند ہو جاتا ہے گرانی شکم دور ہو جاتی ہے۔ سنگرہنی میں خصوصاً فائدہ ہوتا ہے۔ واقعی نہایت مفید و مجرب اور بھروسے کی دوا ہے۔

(آیورویدک فارماکوپیا)

۲۔ چترک ہریتکی :۔

اجزاء و ترکیب :۔ پوست چترک۔ آملہ منقیٰ۔ گلوہ و شمول چاروں ہم وزن ادویہ کا جوکوب سفوف ساڑھے بارہ سیر لے کر کسی صاف و قلعی دار برتن کے اندر یک صد سیر پانی میں پکائیں۔ جب پچیس سیر پانی باقی رہ جائے تو خوب مل کر چھان لیں۔ اب اس میں سوا چھ سیر گڑ ڈال کر نرم نرم آگ پہ پکائیں جب گڑ بالکل گھل جائے تو پھر اس میں چار سیر پوست ہلیلہ زرد کا سفوف آمیز کر کے بدستور مدھم مدھم آگ پہ پکائیں جب اس کا قوام مانند اولیہہ ہو جائے تو برتن کو نیچے اتار کر اس میں سونٹھ۔ مرچ سیاہ فلفل دراز۔ الائچی خرد۔ دار چینی اور تیز پات ہر ایک کا بار یک بیز سفوف دو دو چھٹانک ملا کر اور جوکھار اصلی کا سفوف نصف چھٹانک ملا کر تمام مرکب کو یک جان کر دیں اور پھر دوسرے دن اس میں نصف سیر خالص شہد اچھی طرح ملا لیں۔ بس تیار ہے۔

نوٹ ع۱:۔ اگر چاشنی بناتے وقت اس میں ایک سیر روغن زرد ملا دیا جائے تو مرکب عمدہ تیار ہوتا ہے۔ اور جلد خراب نہیں ہونے پاتا۔

ع۲:۔ اگر اس میں دس تولہ کائپھل کا سفوف ضمیمہ ادویہ کے ہمراہ شامل کر دیا جائے تو یہ زیادہ مفید ثابت ہوتی ہے۔

مقدار و ترکیب استعمال:۔ چھ چھ ماشہ صبح و شام ہمراہ نیم گرم دودھ یا پانی میں۔

افعال و منافع:۔ چکردت اور بھیشج رتناولی میں لکھا ہے کہ اسے قوت ہاضمہ کو مدنظر رکھتے ہوئے استعمال کرنے سے کمی ہاضمہ، دق، کھانسی، شدید زکام، کرم ہائے شکم، باؤ گولہ مرض اداورت (باد مخالف کا مقعد کے راستے خارج ہونے کی بجائے اوپر کی جانب جانا) بواسیر اور دمہ وغیرہ امراض دور ہو جاتے ہیں۔ یہ حرارت ہاضمہ کو تیز کرتی اور رسائن ہے۔

منفعت خاص:۔ اس کے استعمال سے قوت ہاضمہ خوب تیز ہو جاتی ہے۔ بھوک کھل کر لگتی ہے اور پاخانہ کھل کر بر وقت آنے لگتا ہے۔ دیرینہ ہمیشہ رہنے والا بار بار ہونے والا اور بگڑا ہوا زکام اس سے بالکل ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اس غرض کی یہ ایک بہترین دوا ہے۔ بارہا کی مجرب ہے۔

(آیورویدک فارماکوپیا)



درمنہ (کرمانی اجوائن)

مختلف نام :۔ سنسکرت میں چوہار۔ جنتوناشن ہندی میں کرمانی اجوائن۔ کشمیری میں ام مُربن۔ مُنج مربن۔ گجراتی میں کرمانڑی اجما چھہار و۔ مرہٹی میں کرمانڑی اوناعربی میں شیح۔ فارسی میں درمنہ۔ لاطینی میں آرٹی می شیا میری ٹیما (
) اور انگریزی میں ورم سیڈ ( ) اور سینٹونیکا ( ) کہتے ہیں۔

تاریخ :۔ درمنہ بہت قدیم زمانے سے دوا مستعمل ہے۔ چنانچہ قدیم یونانی کرم امعاء کو خارج کرنے اور تقویت معدہ کی غرض سے اسے بکثرت برتا کرتے تھے قدیم اطالیہ میں بھی درمنہ طبی طور پر استعمال کی جاتی تھی اور اس کا نام الیار رکھا گیا تھا جس کا مفہوم نہایت ننھے بیجوں کا ہے۔ اس زمانے کے اطالیوں کا خیال تھا کہ اس میں چھوٹے چھوٹے بیج ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے اسے سیمن زینا ، ( ) کا نام دیا گیا تھا۔ اسی لفظ سے سیمن سینا ( ) کا نام مشتق ہے جو بعض اوقات درمنہ پر اب بھی اطلاق پذیر ہوتا ہے۔ انگریزی میں اس کا ایک دوسرا نام سیمن کانٹرا ( ) ہے جو سیمن کانٹرا درمنہ ( ) کی مخفف صورت سمجھی جاتی ہے۔ اس کے لغوی معنی تخم دافع کرم کے ہیں۔

پرانے عربی اور فارسی طبیب بھی اسے کرم امعاء کے اخراج اور تقویت معدہ کی غرض سے بکثرت کام میں لاتے تھے۔ ان کے ہاں یہ صرف انہی اغراض کے لیے مستعمل نہ تھی بلکہ استسقاء کے ازالہ اور قلب اور آلات تنفس کی تحریک کے لیے بھی اسے برتتے تھے اور اس وقت تک زیر استعمال ہے۔

غالباً انہی اسلامی اطباء نے درمنہ کو ہندوستان میں متعارف کیا کیونکہ چرک سشرت اور واگ بھٹ وغیرہ کسی بھی قدیم آیورویدک کتاب میں اس کا کوئی ذکر موجود نہیں۔ البتہ جس طرح بعد ازاں مسلم زمانہ حکومت میں تصنیف کیے گئے بھاو پرکاش نگھنٹو میں پارسیک یوانی (خراسانی اجوائن) کا حوالہ ملتا ہے۔ اسی طرح اسی زمانہ کی تصنیف دھنونتری نگھنٹو میں ایک وشیش یوانی یعنی اجوائن خاص کا ذکر ملتا ہے اور جو کہ چوہار نام سے منسوب کی گئی ہے۔ دوسرا نام جنتوناشن دیا گیا ہے جس کا صریحاً مطلب قاتل دیدان ہے۔ چنانچہ جنتو معنی دیدان یا کرم۔ ناشن معنی ناس کرنے والی یعنی فنا کرنے والی۔ نگھنٹو رتناکر میں اس کا کرمانٹی یوانی کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ ہندی میں اس کا کرمانی اجوائن نام مشہور ہے۔

اگرچہ خراسانی اجوائن کی مانند ہی یہ دوا بھی کسی لحاظ سے بھی اجوائن کے نام سے موسوم ہونے کی حق دار نہیں ہے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے ویدوں نے اطالیوں وغیرہ کی طرح ہی اس کی حقیقی ماہیت کے سمجھنے میں مغالطہ کھایا۔ چنانچہ اس کے ننھے ننھے بے کھلے پھولوں کو جو بظاہر چھوٹے چھوٹے بھورے رنگ کے اجوائن کے مانند کے بیج معلوم ہوتے ہیں۔ حقیقتاً اجوائن کے بیج سمجھ کر اسے بھی اجوائن کی ایک قسم قرار دے دیا۔ حقیقتاً یہ امر لغو ہے اور غالباً ہندوستان میں اس وقت عموماً کرمان (ایران کا ایک شہر ہے) کی جانب سے اس کی درآمد ہوتی تھی۔ اس لیے اسے کرمان کی اجوائن سمجھ کر اسے کرمانی اجوائن نام دے دیا کہ جس طرح یونانی حکماء زیرہ سیاہ (کمون اسود) کو زیرہ کرمانی (کمون کرمانی) کے نام سے مخاطب کرتے ہیں۔

شریلال وئید یادوجی ترکم جی آچاریہ بمبئی نے اپنی مصنفہ کتاب سودریہ گڑھ دیا گنم حصہ دوم میں اس کا جدید سنسکرت نام "کیٹ ماری یوانی" (کرم کش اجوائن) قرار دیا ہے۔ لیکن یہ نام بھی حقیقت سے بعید ہے۔ چونکہ اس بوٹی کا اجوائن سے کسی لحاظ سے بھی کوئی واسطہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کے نام کے ساتھ یوانی (اجوائن) لفظ کا منسلک کرنا بالکل غیر مناسب ہے اس سے لازماً یہ مغالطہ ہوتا ہے کہ یہ کوئی اجوائن کی قسم ہے کہ جس طرح اجوائن خراسانی کے متعلق لوگ غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں

علاوہ بریں یہ بوٹی کیٹ ماری (کرم کش) بھی نہیں ہے۔ چونکہ اس سے کرم ہلاک نہیں ہوتے بلکہ فی الحقیقت زندہ کرم ہی خارج ہوتے ہیں تو اس طرح یہ جدید نام ہر لحاظ سے غیر موزوں ہے۔ البتہ میرے محترم دوست شری وئیدا لیس۔ وا سو دیو جی نے، "سچترآیورویدا" کلکتہ بابتہ ماہ فروری ۱۹۵۶ء میں جو اس کا جدید سنسکرت نام "رکیٹ آری (دشمن کرم) قرار دیا ہے وہ ہر لحاظ سے موزوں و واجب ہے۔

طب ڈاکٹری میں بھی درمنہ مستعمل ہے۔ چنانچہ اس کا جوہر جسے طبی اصطلاح میں سینٹونین کہتے ہیں، برٹش فارما کوپیا میں داخل ہے۔ انڈین نیشنل فارما کوپیا میں درمنہ اور سینٹونین دونوں کو داخل کر لیا گیا ہے۔

جائے پیدائش:۔ درمنہ کا پودا کماؤں سے لے کر کشمیر تک کوہ ہمالیہ کی چار ہزار سے لے کر بارہ ہزار فٹ تک کی بلندیوں پر نہایت افراط سے پایا جاتا ہے چنانچہ کشمیر، رام پور، بشہر، گلو اور گڑھوال میں بہت ہوتا ہے۔ کوہ ہمالیہ کی بہ نسبت یہ بلوچستان چترال اور افغانستان میں بہت زیادہ مقدار میں خود رو پیدا ہوتا ہے۔ افغانستان میں تو یہ اس بہتات سے اگتا ہے کہ قندھار سے جو پھل وسا ور بکر بھیجے جاتے ہیں ان کی بندش (پیکنگ) کے کام میں لایا جاتا ہے۔ علاوہ بریں شمالی مغربی صوبہ سرحد کی وادی کرم میں چار ہزار سے پانچ ہزار فٹ کی بلندی پر بکثرت دستیاب ہوتا ہے۔ روس۔ ایران۔ تبت۔ بھوٹان۔ اور نیپال میں بھی بکثرت پیدا ہوتا ہے۔

اقسام و انواع:۔ متقدمین نے مقام پیدائش کے لحاظ سے اس کی مندرجہ ذیل تقسیم بیان کی ہیں۔

۱۔ درمنہ شامی۔

۲۔ درمنہ ارمنی۔

۳۔ درمنہ خراسانی۔

۴۔ درمنہ ترکی۔

۵۔ درمنہ ہندی۔

لیکن بقول شیخ محقق درمنہ سے مراد اس کی دو انواع ہیں :۔

۱۔ خاردار درمنہ جس کے پتے سرو کے پتوں سے مشابہ ہوتے ہیں۔ اس کی لکڑی اندر سے کھوکھلی ہوتی ہے۔ یہ قسم بھپارے یا دھونی کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔

۲۔ درمنہ جس کے پتے جھاؤ کے پتوں سے ملتے جلتے ہیں۔

علاوہ بریں درمنہ کی ایک تیسری قسم بھی بیان کی جاتی ہے جو زرد رنگ کی ہوتی ہے اسے یونانی میں سریقون اور عربی میں افسنتین البحر کہتے ہیں۔

تمام اطباء اس امر پر متفق ہیں کہ درمنہ ایک چھوٹا سا پودا ہے جو تقریباً سوئے کے پودے کے برابر اونچا ہوتا ہے۔ اس کی شاخیں باریک اور پتے چھوٹے نازک اور برگ سداب سے مشابہ ہوتے ہیں۔ لیکن بعض کے پتے زردی مائل ہوتے ہیں۔ پھول زرد، سرخ اور خوشبودار ہوتے ہیں۔ ذائقہ افسنتین رومی کی طرح کڑوا اور ذرا تیز ہوتا ہے۔ چونکہ یہ بوٹی عموماً پہاڑوں اور صحراؤں میں پیدا ہوتی ہے اس لحاظ سے اسے جبلی اور صحرائی دو قسموں پر تقسیم کر دیا گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جبلی درمنہ صحرائی کی بہ نسبت زیادہ قوی ہوتی ہے۔ اور وہ درمنہ ارمنی کے نام سے موسوم ہے۔ جو تمام دیگر اقسام سے بہتر سمجھی جاتی ہے۔ اس کے بعد درمنہ خراسانی اور پھر درمنہ صحرائی ہے جو سفیدی مائل ہوتی ہے۔

بعض اطباء کا قول ہے کہ جس درمنہ کے پھول زردی مائل، پتے برگ سداب سے مشابہ اور پودا شبت یعنی سوئے کے پودے سے چھوٹا ہوتا اسے شیح ارمنی یا درمنہ ارمنی کہتے ہیں۔ اگر پتے خاکستری رنگ کے ریح تخم کشوث سے مشابہ اور اس سے کچھ بڑے ہوں۔ پھول زرد ہو تو وہ درمنہ جبلی ہے۔ یونانی زبان میں اسے افیلین افیلون یا افلیون بولتے ہیں۔ اس کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔ جس درمنہ کے پتے چوڑے اور پھول سرخ ہوں تو اسے درمنہ خراسانی یا درمنہ۔ ترکی سے نامزد کرتے ہیں۔ درمنہ ترکی۔ تخم بستیاج۔ دخشیزک۔ یہ سب ایک ہی چیز کے نام ہیں۔

عہد حاضر کے نباتیین اس وقت تک درمنہ کی کئی اقسام دریافت کر چکے ہیں۔ مثلاً :۔

۱۔ آرٹی می سیا سینا
۲۔ آرٹی می سیا پیری ٹیما
۳۔ آرٹی می سیا رجینیا[1]
۴۔ آرٹی می سیا پاکی فلورا
۵۔ آرٹی می سیا گیلیکا
۶۔ آرٹی می سیا بریوی فولیا
۷۔ آرٹی می سیا سالسولائیڈز
۸۔ آرٹی می سیا ایبسنتھیم
۹۔ آرٹی می سیا کیمپ الیسٹرس
۱۰۔ آرٹی می سیا دریگنس

نباتی توضیح :۔ درمنہ کا پودا چھوٹا، سخت اور زیادہ چوبی ہوتا ہے۔ اس کی اونچائی تقریباً ڈیڑھ سے تین فٹ تک ہوتی ہے۔ اس میں بے شمار سیدھی شاخیں نکلتی ہیں جو تقریباً سوا فٹ لمبی ہوتی ہیں۔ تنہ کی موٹائی عموماً انگل برابر اور شاخوں کی موٹائی پنسل برابر ہوتی ہے۔ پتے نصف سے دو انچ تک لمبے ہوتے ہیں۔ ڈنڈی برگ پر جو پتہ بنتا ہے۔ وہ گیندے کے پتے کی مانند کٹ کر کئی حصوں میں منقسم ہو جاتا ہے ان کی شکل گیاہی (لی نی ایر) ہوتی ہے۔ روئیں دار ہونے کی وجہ سے یہ رنگت میں سفید ہوتے ہیں۔ شاخوں کے سروں پر بہت چھوٹے چھوٹے پھول لگتے ہیں جنھیں کھلنے سے پہلے توڑ کر سکھا لیتے ہیں۔ یہی چھوٹے چھوٹے بے کھلے پھولوں کی کلیاں درمنہ کے نام سے موسوم کی جاتی ہیں۔ جو بظاہر چھوٹے چھوٹے بھورے رنگ کے بیج معلوم ہوتے ہیں۔ ان پر اُبھری ہوئی لکیریں پائی جاتی ہیں۔ مگر انھیں کاٹ کر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حقیقت میں بیج نہیں ہیں۔

تازہ پھولوں کا رنگ سبزی مائل زرد ہوتا ہے لیکن خشک کرنے اور ذخیرہ رکھنے میں بھورا ہو جاتا ہے۔ پھولوں کی لمبائی نصف ثمن ($\frac{1}{18}$ انچ) سے لے کر

[1] اسے آرٹی می سیا شنگ سینی ینا؛ اہلی کہتے ہیں۔

۳ سوت (۱½ انچ) تک ہوتی ہے۔ وضع لمبوتری اور کچھ بیضوی جس کا بالائی سرا زیادہ چوڑا ہوتا ہے۔ پھول پیچھے کو گاؤدم ہو کر قدرے نوکیلا ہو جاتا ہے۔ پتیاں چمکیلی اور روئیں سے صاف ہوتی ہیں۔ یا کہیں رواں ہو بھی تو محض برائے نام ہوتا ہے۔ پھولوں میں پتوں اور ڈنڈیوں کے ٹکڑے بھی ہمیشہ ملے ہوئے ہوتے ہیں۔

کاسائل چھوٹے چھوٹے بیضوی نوکیلے ورقہائے گل پر مشتمل ہوتا ہے جو ایک دوسرے پر مچھلی کے چھلکوں کی طرح لگے رہتے ہیں۔ پیالے کے نیچے ایک پیندی پائی جاتی ہے جس کی اطراف میں چمکیلے روغنی غدود اتنے ننھے ننھے ہوتے ہیں کہ طاقتور محدب شیشے سے بھی نظر نہیں آتے۔

خشک دوا کو رگڑیں تو اس سے ایک خوشگوار فراری روغن کی بو پیدا ہوتی ہے دوا چکھنے سے کڑوی۔ خوشبودار اور ٹھنڈی محسوس ہوتی ہے جس میں کافور کی سی بو پائی جاتی ہے۔

نباتی فصیلہ:۔ درمنہ کا تعلق فصیلہ مرکبہ یعنی نیچرل آرڈر کمپوزیٹی ( ) سے ہے۔

کیمیائی تجزیہ:۔ درمنہ ہندی یعنی آرٹی میسیا میری ٹیما میں ذیل کے اجزا ترکیبی پائے جاتے ہیں:۔

۱۔ فراری روغن جس میں کچھ ہٹ آئل ( ) اور کافور جیسی بو ہوتی ہے۔

۲۔ سینٹونین ( ) یعنی جوہر درمنہ

۳۔ سینٹونین کی طرح ایک جوہر آرٹی میسین ( )

روسی درمنہ سے عام طور پر ۲ء۱ فیصدی سے ۴ء۱ فیصدی تک سینٹونین کی مقدار حاصل ہوتی ہے۔ لیکن یہ ۳ء۲ فیصدی سے لے کر ۶ء۲ فیصدی تک بھی زیادہ سے زیادہ برآمد کی جا سکتی ہے۔ ڈاکٹر گریوس ( ) ڈاکٹر مکسین ( ) اور امپیریل فارسٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ( ) کے کیمیٹوں (دوا سازوں) کے ذریعہ کیے ہوئے کئی مرتبہ کے تجزیہ سے یہ ظاہر

ہوا ہے کہ کشمیر کے درمنہ کے پھولوں کی کلیاں اور پتوں سے زیادہ سے زیادہ ۱ء۹۵ فیصدی سینٹونین دستیاب کی جاسکتی ہے۔ تازہ اندازوں سے بھی تاہم ثابت ہو چکا ہے کہ کشمیر کے درمنہ سے ابھی تک بھی سینٹونین کم مقدار میں ہی حاصل ہوتی ہے اور شاذونادر ہی ۰ء۵ فیصدی سے زائد ہونے پاتی ہے۔ یہ کمی کسی قدر اس حقیقت کی وجہ سے بھی ہے کہ ان علاقوں کے آرٹی می سیا میری ٹیما کے پودوں میں پائی جانے والی سینٹونین کی مقدار قدرتاً بھی قدرے کم ہے اور جب تک یہ مناسب وقت پر فراہم نہیں کی جائے گی پھر یہ مزید کم ہو جائے گی۔ یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ گریز (کشمیر) میں جون کے مہینے میں فراہم کیے ہوئے پودوں سے سینٹونین سرے سے ناپید ہوتی ہے۔ جولائی اور اگست کے مہینوں میں جمع کیے ہوئے پودوں سے ۰ء۱ فیصدی سے ۰ء۹ فیصدی تک دستیاب ہوتی ہے۔ ۰ء۱۹ فیصدی مقدار زیادہ سے زیادہ ہے ستمبر کے پہلے نصف حصے میں ہی سینٹونین کی مقدار پھر ۰ء۱ فیصدی تک گر جاتی ہے اور اس کے بعد یہ بالکل مفقود ہو جاتی ہے۔ یا محض برائے نام رہ جاتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ہندوستان میں سینٹونین کے حصول کا جو طریق کیمسٹ برتتے ہیں، وہ بھی کسی حد تک اس کمی کا ذمہ دار ہے۔ چنانچہ روس کی فیکٹریوں میں برآن سوگ ( ) کے ڈاکٹر فرڈی نینڈ کراس ( ) کے بتلائے ہوئے ایک نئے اور ترقی یافتہ ( ) کے بموجب یہ حاصل کی جاتی ہے۔ اس طریق سے پودوں کے پھولوں کی کلیاں سے تقریباً ۹۸ فیصدی سینٹونین برآمد ہو جاتی ہے۔ حالانکہ ہندوستان میں صرف ۷۰ سے ۸۰ فیصدی تک سینٹونین حاصل ہوتی ہے۔ اگر ماقبل الذکر طریق استعمال کیا جائے تو موجودہ سینٹونین کے حصول کے طریق میں جو کمی پائی جاتی ہے وہ دور ہو جانے سے سینٹونین کی مقدار بڑھ سکتی ہے۔

پودوں کی فراہمی کے طریق میں بھی نقص ہے۔ چنانچہ پرانے وقتوں میں تمام پودا جڑ سے اکھیڑ لیا جاتا تھا اور پھولوں کی کلیاں، پتے، ٹہنیاں وغیرہ سب باہم ملا دیے جاتے تھے۔ چونکہ دوا کے چوبی حصہ میں سینٹونین بالکل معمولی یا نام کو بھی نہیں

پائی جاتی اس لیے ان کی آمیزش سنٹونین کی فیصدی مقدار کو کم کرنے میں مزید مددگار ثابت ہوتی ہے۔ لیکن اب یہ طریق عمل متروک ہو چکا ہے اور اس کی بجائے پودے سے پتے اور پھولوں کی کلیاں ہاتھ سے توڑ لی جاتی ہیں اور پھر دھوپ میں خشک کر لیتے ہیں۔ اس طریق سے کم نقصان ہوتا ہے۔ کیونکہ جن پودوں سے پھولوں کی کلیاں توڑ لی جاتی ہیں وہ بخوبی پھلتے پھولتے رہتے ہیں۔ اس سے نہ صرف ان پودوں کے آئندہ نشوونما میں کوئی فرق نہیں آتا بلکہ ان کے نئے پتے بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ تمام پودے کو کاٹ ڈالنا نہ صرف اس کے آئندہ نشوونما کے خیال سے ہی نقصان دہ ہے بلکہ اس سے محنت اور بار برداری ہر دو پر خرچ بھی زیادہ ہوتا ہے۔

(انڈیجینس ڈرگز آف انڈیا)

موسم و طریق فراہمی:۔ قدیم ایام میں عام طور پر یہ دستور رواج پذیر تھا کہ سارے کا سارا پودا جڑ سے کاٹ لیا جاتا تھا اور پھول۔ پتے اور ٹہنیاں سب باہم ملا دی جاتی تھیں لیکن پودے کے چوبی حصے میں دوائی جوہر بہت کم پایا جاتا ہے علاوہ بریں جب پودے پر پھول آ جاتے ہیں تو یہ دوائی جوہر بہت سرعت سے کم ہو جاتا ہے۔ اس لیے اب یہ طریق اختیار کیا جاتا ہے کہ جولائی اور اگست کے مہینوں میں ان کھلے پھول اور پتے ہاتھ سے توڑ کر دھوپ میں خشک کر لیے جاتے ہیں۔ غرضیکہ دوائی استعمال کے لیے آرٹی می سیا بریوی فولیا اور آرٹی می سیا میری ٹیما اور درمنہ کی دیگر اقسام کے پودوں کے پتے اور غنچے وقت مقررہ پر توڑ کر خشک کر لینے چاہییں۔ اس میں ۵ء۲ فیصدی سے کم سینٹونین نہیں ہونی چاہیے۔

معیار و امتحانات:۔ ایک گرام دوا کو لے کر اس کا باریک سفوف بنائیں۔ اسے دس ملی لٹر الکوحل (۹۰ فیصدی) میں ابال کر چھان لیں اس میں تھوڑا سا پوٹاسیم ہائیڈرو آکسائیڈ ( ) ملا کر گرم کریں تو سیال گاڑھے لال رنگ کا ہو جاتا ہے۔ اس کی راکھ دس فیصدی سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے دوسرے نامیاتی مادے دو فیصدی سے زیادہ نہیں ہونے چاہییں۔ سینٹونین ۵ء۲ فیصدی سے کم نہیں ہونی چاہیے۔

(دی انڈین فارمیسوٹیکل کوڈیکس)

افعال وخواص بروئے آیورویدک

دھنونتری نگھنٹو میں لکھا ہے کہ چوہار (کرمانی اجوائن) کے اوصاف اجوائن کی مانند ہی ہیں لیکن یہ خاص کر دافع کرم ہے۔
مدن پال نگھنٹو میں بھی بعینہٖ یہی لکھا ہے۔

خواص وفوائد بروئے طب یونانی

یہ شیح سدوں کو کھولتی ہے۔ بلغم کو چھانٹتی ہے۔ مدر ریحوں کو تحلیل کرتی ہے۔ پیشاب اور حیض کا ادرار کرتی ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کو مار کر نکالتی ہے۔ فاسد اخلاط کو براہ دست نکالتی ہے۔ طبیعت کو لطافت بخشتی ہے۔ مادے کو معتدل القوام کرتی ہے۔ مقوی باہ ہے۔ کولہوں کے درد۔ مرکب بخار۔ پیشاب بند ہو جانے اور ہچکی کو نافع ہے۔ اس میں افسنتین کی بہ نسبت قوت قابضہ کم لیکن گرمی زیادہ ہے بالوں کے اُگانے کے لیے بڑی مفید ہے۔ اس کو جلا کر روغن زیتون یا روغن بادام تلخ میں ملا کر بالخورے پر لگانے سے بہت نفع ہوتا ہے۔ سر کے گنج پر اس کے لگانے سے بال اُگ آتے ہیں۔ اگر داڑھی دیر میں آئے یا چھوٹی ہو تو اس کے لگانے سے جلدی آجاتی ہے۔ یہ اس میں خاصیت ہے اور بسبب لطافت اور لذع کے مساموں کو چوڑا کر کے بالوں کے مادے کو جذب کرتی ہے اس کو لگانے سے ورم اور پھوڑے تحلیل ہو جاتے ہیں۔ اگر بدن کی کھال پھٹ کر گرنے لگے تو اس کی راکھ کو روغن زیتون میں ملا کر لگانے سے نفع ہوتا ہے۔ اس کی راکھ کو آکلہ (وہ زخم جو کسی عضو کی ساخت کو کھاتا اور گلاتا چلا جائے) پر چھڑکنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ اس کے پانی سے آنکھ کو سینکنے سے رمد سرد کا ورم اتر جاتا ہے۔ اس کا جوشاندہ پینے سے سانس کی تنگی مٹ جاتی ہے۔ پیٹ کی مروڑ دفع کرتی ہے۔ اس کے کھانے اور پیٹ پر لگانے سے کدو دانے مر کر نکل جاتے ہیں۔ اگر پونے دو ماشہ کا سفوف مرغی کے انڈے کے ساتھ کھائیں تو بالخاصیت کیڑے نکل جائیں اور ادرار خون حیض وبول کے باب میں افسنتین سے قوی ہے۔ چھائیں مٹاتی ہے۔ اس کے لیپ

سے بچھو کا زہر اتر جاتا ہے اور اس کے کھانے سے سرد زہروں کا اثر مٹتا ہے۔

ابن زہر کا کہنا ہے کہ تر و تازہ شنج کا رس نظر کو تیز کرتا ہے۔ اگر بچے کی پیدائش کے دن شنج ارمنی چٹا دی جائے تو پھر کسی چیز سے نہ ڈرے۔

شنج کا تیل روغن گل کی طرح بناتے ہیں۔ اس کو سر پر لگانے سے سر میں گرمی آتی ہے۔ اس کو پینے سے معدے کو گرمی پہنچتی ہے۔ ہچکیاں دفع ہوتی ہیں۔ ریاح غلیظ معدے سے تحلیل ہو جاتی ہے۔ خراب اور لزج اخلاط دستوں کے ذریعہ سے نکل جاتے ہیں۔ بلغم کٹ جاتا ہے۔ سدے دور ہو جاتے ہیں۔ پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔ اس کو ملنے سے کمر اور کولھوں کا درد مٹتا ہے۔ تپ کے دورے سے قبل اس کو ملنے سے جاڑا نہیں چڑھتا۔ سانس کی تنگی کو نافع ہے۔ بہت سے مرکبہ کو دفع کرتا ہے۔ استسقاء کو نافع ہے۔ زخم پر لگانے سے گوشت بھر آتا ہے۔ جہاں بچھو کاٹ کھائے وہاں مل دینا چاہیے۔ نفع ہوگا۔ (خزائن الادویہ)

مقدار خوراک و۔ خزائن الادویہ میں اس کی مقدار خوراک پونے دو ماشہ سے ۹ ماشہ تک اور زہروں کے دفعیہ کے لیے ۱۰ ماشہ تک لکھی ہے۔

انڈیجنس ڈرگز آف انڈیا اور دی انڈین فارمیسوٹیکل کوڈیکس میں اس کی مقدار خوراک ۲ سے ۴ ڈرام (۸ ماشہ سے ۱۶ ماشہ) تک لکھی ہے۔

عام طور پر چھ ماشہ سے ایک تولہ تک کی مقدار میں استعمال کی جاتی ہے۔

تاثیر و استعمالات

یہ بہترین دافع کرم ہائے شکم دوا ہے لیکن یہ صرف کیچوؤں (راؤنڈ ورمز) کو دافع کرنے کے لیے بے خطا ہے۔ اس سے سوتی کیڑے (تھریڈ ورمز) آسانی سے دور نہیں ہوتے اور کدو دانوں (ٹیپ ورمز) کو دافع کرنے کی بھی اس میں کچھ طاقت نہیں ہے۔ یہ کیچوؤں کے لیے زہر کا کام کرتی ہے۔ اس کے استعمال سے وہ کرم مر جاتے ہیں۔ ایسا کئی لوگ مانتے ہیں۔ لیکن کثرت

ماۓ یہ ہے کہ اس سے کرم اکثر مرتے نہیں ہیں بلکہ بے ہوش جیسے ہو کر انتڑیوں میں صرف اپنی جگہ سے ہٹ جاتے ہیں۔ باہر نہیں نکل پاتے۔ چنانچہ ان بے ہوش کیڑوں کو آنتوں سے باہر نکالنے کے لیے بعدازاں پھر کسٹرائل (ارنڈی کا تیل) وغیرہ کا کوئی جلاب دینا پڑتا ہے۔ تمام کرموں کے اخراج کے لیے یہ عمل متواتر دو تین روز کرنا پڑتا ہے۔ اس کے استعمال کا بہترین یہ ہے کہ دوا رات کو کھلادی جائے اور صبح کوئی جلاب دے دیا جائے۔

یہ راؤنڈ ورمز (کیچوؤں) کے لیے دافع دیدان ہے۔ اس مدعا کے لیے یہ شکل سفوف رات کو سوتے وقت دی جا سکتی ہے اور اگلی صبح مسہل دوا ترجیحاً نمکین مسہل دوا دینی چاہیے۔ بھارت میں سینٹونین حاصل کرنے کے ماخذ کے طور پر یہ زیادہ تر استعمال کی جاتی ہے۔

(فارماکالوجی میٹریا میڈیکا اینڈ تھیراپیوٹکس)

درمنہ بطور دافع دیدان استعمال کی جاتی ہے۔ عموماً اس کا سفوف بنا کر ۲ سے ۴ ڈرام (۸ ماشہ سے ۱۶ ماشہ) کی مقدار خوراک میں دیا جاتا ہے۔ یہ جلندھر کی دوا کے طور پر بھی استعمال کی جاتی ہے۔

(دی انڈین فارمیسوٹیکل کوڈیکس)

سینٹونین یعنی جوہر درمنہ

ماہیت:۔ سینٹونین ایک قلمی جوہر ہے جو آرٹی می سیا سینا ، ( ) اور آرٹی می سیا (درمنہ) کی دیگر اقسام کے خشک غنچوں سے جنھیں سینٹونیکا ( ) کہتے ہیں حاصل کیا جاتا ہے۔

صفات:۔ جوہر درمنہ بے رنگ، چپٹا معین شش پہلو قلم دار یا قریب قریب سفید قلمدار سفوف بے بو۔ مزہ شروع میں پھیکا لیکن کچھ دیر بعد خفیف تلخ۔ سورج کی روشنی میں رکھنے سے اس کا رنگ زردی مائل ہو جاتا ہے۔ پانی میں تقریباً غیر محلل ہے۔ لیکن الکحل (۹۰ فیصدی) کے پچاس حصہ اور کلوروفارم کے ۴۴ حصہ میں

اس کا ایک حصہ حل ہو جاتا ہے۔

جائے تیاری:۔ روس تو اسے بہت زیادہ مقدار میں تیار کرتا ہے۔ جرمنی۔ انگلینڈ وغیرہ ممالک بھی اس کے خشک غنچوں کو منگا کر سینٹونین نکالتے ہیں۔ ہندوستان میں ۱۹۲۴ء میں ایک انگریز کیمسٹ نے کلو وادی کے بمقام منالی میں اس کے نکالنے کی ایک چھوٹی سی فیکٹری قائم کی تھی اور وہ لاہول سے درمنہ کے غنچوں کو منگوا کر اس سے سینٹونین نکالتا تھا۔ لیکن وہاں کی درمنہ کے غنچوں سے سینٹونین کی مقدار ایک فیصدی سے کم ہی نکلتی تھی۔ دو سال تک وہ اس بیوپار میں لگا رہا لیکن خرچ زیادہ اور فائدہ کم ملتا تھا۔ اس لیے اس نے یہ فیکٹری بند کر دی۔

تقسیم ملک سے پیشتر جموں و کشمیر گورنمنٹ کا محکمہ جنگلات کٹھ۔ ککلی۔ آئیس۔ بیلاڈونا (لفاح) سوم کلپ۔ ڈیجی ٹیلس۔ برگ اجوائن خراسانی۔ پوڈو فولیم (بن ککڑی) موہری بوٹی اور میٹھا تیلیا وغیرہ کئی بوٹیاں تلاش کرا کر بارہ مولا (کشمیر) گودام میں اکٹھی کراتا تھا اور ڈویژنل فارسٹ آفیسر بارہ مولا کی معرفت یہ بوٹیاں ہندوستان اور غیر ممالک کے گاہکوں کے ہاتھ فروخت کر دی جاتی تھیں۔ لیکن درمنہ کو خود اکٹھا نہ کر کے اس کے اکٹھا کرنے کا ٹھیکہ کولسن کمپنی کو دے رکھا تھا۔ یہ کمپنی کئی سالوں تک تو درمنہ کے غنچوں کو ہی اکٹھا کر کے غیر ممالک کو مہیا کرتی رہی۔ لیکن بعد ازاں اس کمپنی نے خود یہاں ہی سینٹونین تیار کرنی شروع کر دی تھی۔

تقسیم ملک کے بعد کشمیر گورنمنٹ نے جموں میں ڈرگ ریسرچ لیبارٹری جاری کی ہے جس کے انچارج آج کل کرنل چوپڑا ہیں۔ اب محکمہ جنگلات تمام بوٹیاں اکٹھی کر کے اس لیبارٹری کو مہیا کرتا ہے کہ جہاں ان بوٹیوں کے ایلکلائڈز (جواہر موثرہ) نکال کر اور ٹنکچر وغیرہ تیار کر کے تمام ہندوستان میں مہیا کیے جاتے ہیں۔ انہی ایلکلائڈز میں سے درمنہ کا ایلکلائڈ سینٹونین بھی ہے جو کہ ہر سال اس لیبارٹری میں تقریباً ایک سو پونڈ تیار کر کے برائے فروخت بازار میں بھیجا جاتا ہے۔

افعال:۔ دافع دیدان خصوصاً کیچوؤں کے لیے

مقدار خوراک:۔ ایک سے تین گرین

(نصف سے ڈیڑھ رتی)

سینٹونین کی تاثیرات

اندرونی:۔ سینٹونین غیر محرش دوا ہے اور منہ میں صرف خفیف تلخ ذائقہ رکھتی ہے یہ معدہ میں جزوی طور پر حل ہوتی ہے اور ساتڑیوں میں گزر جاتی ہے جہاں یہ دافع دیدان اثر کرتی ہے۔ یہ حیوانات طفیلی (راؤنڈ ورمز یعنی کیچوؤں) کے مرکز یہ نظام عصبی پر اثر کرتی ہے۔ اور پٹھوں کے مل کر عمل نہ کر سکنے کا موجب ہوتی ہے۔ یہ فعل کرموں کو بذریعہ جلاب ہٹانے میں مدد دیتا ہے۔ یہ کرموں کو ہلاک نہیں کرتی اور نی الحقیقت ان سے بہت سے کرم زندہ اور متحرک باہر نکلتے ہیں۔ بعض اوقات ایک حصہ جذب بھی ہو جاتا ہے اور اگرچہ یہ کوئی زہریلی علامات پیدا نہیں کرتا۔ تاہم زرد دکھائی دینے لگتا ہے اور پیشاب رنگ دار آتا ہے۔

استصاص:۔ (جذب ہونا) یہ نسائج (ٹشوز) میں اوکسی ڈائزڈ ( ) ہو جاتی ہے۔ یعنی آکسیجن سے مرکب ہو جاتی ہے۔ اور لشکل آکسی سینٹونین ، ، ( ) پیشاب اور پاخانہ میں خارج ہوتی ہے۔ دافع مرض مقدار خوراک کے استعمال کے بعد تمام مقدار دوا بطور ایک رنگ دار چیز کے براہ پیشاب خارج ہو جاتی ہے۔ اگرچہ بڑی مقداروں کے استعمال کے بعد سینٹونین کی خفیف سی مقدار پیشاب میں دریافت کی جا سکتی ہے۔

نظام عصبی:۔ طبی مقدار میں بھی اس کو دینے کے بعد ایک یا دو گھنٹہ کے اندر اندر مریض کو اشیاء پہلے نیلگوں دکھائی دینے لگتی ہیں اور پھر سبزی مائل یا زرد۔ شاید پردہ چشم کے ریشوں میں ایک خاص قسم کے نقص کے آجانے کے سبب سے یہ ہوتا ہے۔ اگرچہ پردہ چشم (ریٹی نا) میں اجتماع خون (ہائی پریمیا) ہو جاتا ہے۔ تاہم رطوبات اور دیگر نسائج چشم رنگین نہیں ہوتے بعض اوقات قوت ذائقہ اور قوت شامہ (سونگھنے کی قوت) پر اس کا اثر ہو جاتا ہے۔

گردے:۔

سینٹونین کا اخراج زیادہ تر براہ گردہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات بچوں میں اس سے پیشاب تکلیف سے آتا یا سلسل بول کی شکایت ہو جاتی ہے۔

اس کے دینے سے پیشاب اگر ترشش ہو تو اس کی رنگت سبزی مائل زرد اور
اگر کھاری ہو تو ارغوانی مائل سرخ ہو جاتی ہے۔ ایسا ہونے کی غالباً یہ وجہ
ہے کہ نظام میں ایک غیر معلوم آکسیڈیشن پروڈکٹ (
) یعنی آکسیجن کے ساتھ ملنے سے کسی مرکب
کا پیدا ہو جانا) بن جاتا ہے۔ اور پیشاب کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔

تاثیرات سمیہ:۔

اسے زیادہ مقدار میں دینے سے سر درد۔ قے و دست آتے ہیں۔
ہوشس وحواس اور قوتِ گویائی کم ہو جاتی ہے۔ سرد پسینہ آتا ہے۔
قلب اور تنفس سست ہو جاتے ہیں۔ پیشاب کا رنگ زعفرانی ہو جاتا ہے۔
جسم لرزتا ہے۔ تشنج ہوتے ہیں۔ اور آخرکار موت واقع ہو جاتی ہے۔
بعض اوقات جلد پر روڑے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ایک بچے کو ۱/۲ گرین
دوا سمی واقع ہوئی۔ دوسری طرف ایک اونس دوا کے نگل جانے کے بعد
شفایابی حاصل ہو چکی ہے۔

استعمالات

سینٹونین زیادہ تر راؤنڈ ورمز (کیچوؤں) کو خارج کرنے کے لیے
استعمال کی جاتی ہے۔ تھریڈ ورمز (سوتی کیڑوں) اور ٹیپ ورمز (کوڑا
نما کیڑوں) پر اس کا اثر کم ہوتا ہے۔ اس کو صبح ایک خفیف جلاب دینے
کے بعد رات کو پُر معدہ پر دینا چاہیے۔ اور اگلی صبح کو پھر جلاب دینا
چاہیے۔ کیلومل کا جلاب عموماً استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک بچے کو ۱/۲ گرین
سینٹونین بحساب فی سال عمر بلا خوف استعمال کرائی جاسکتی ہے۔ اور
اگلی صبح کو جلاب دے دینا چاہیے۔ سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ اسے

کیلو میل اور شوگر (شکر) کے ہمراہ دیں۔ اور اگلی صبح کو نمکین جلاب کی ایک خوراک دے دیں۔ اسے متواتر تین رات دینا چاہیے۔

(فارماکالوجی میٹریا میڈیکا اینڈ تھیراپیوٹکس)

دھنیا

مختلف نام :۔ سنسکرت میں دھانیک ۔ دھانک ۔ دھانیہ (دھنیا اکثر بھارت میں ربیع کی فصل یعنی گیہوں چنا وغیرہ دھانیوں یعنی اناجوں کے ساتھ بویا جاتا ہے اور انہی دھانیوں کے ساتھ یہ پک کر تیار ہو جانے پر کاٹ لیا جاتا ہے ۔ اس سے یا اس کے بیج باریک دھان کی مانند ہوتے سے یا دھان کاٹ لینے کے بعد اسی کھیت میں اس کی بوائی ہونے سے اسے دھانیک ۔ دھانک اور دھانیہ وغیرہ کہتے ہیں) چھترا (چھتری کی شکل کے پھول اور پھلوں کے گچھے والا) کُستُمبرُو (بے شمار امراض کو دور کرنے والا) اور دِتنک (جس کے استعمال سے تکالیف دور ہو جائیں) وغیرہ ۔ ہندی اور اردو میں دھنیا ۔ پنجابی میں دھنیا ۔ دھنیل بنگالی میں دھنے مرہٹی میں دھنڑے ۔ گجراتی میں دھانڑا ۔ سندھی میں دھانا ۔ عربی میں کزبرہ جلجلان فارسی میں کشنیز ۔ لاطینی میں نبات کو کوری اینڈرم سٹائیوم ( )

ثمر کو کوری اینڈرائی فرکٹس ( )

اور انگریزی میں ثمر کشنیز کو کوری اینڈر فروٹس ( ) کہتے ہیں ۔

نوٹ :۔ دھنیا سبز (دھنیا کے پتے) کو ہندی میں کوتمبیر ۔ فارسی میں کشنیز رطب ۔ برگ کشنیز اور عربی میں کزبرہ کہتے ہیں ۔ دھنیا خشک (دھنیے کے بیج) کو فارسی میں کشنیز خشک اور عربی میں کزبرہ یابسہ ۔ بزرالکزبرہ اور ثمرالکزبرہ کہتے ہیں جب اس کے پھلوں کو کوٹ کر بیرونی چھلکا اتار دیا جاتا ہے ۔ تو اس کو مغز کشنیز یا برنج کشنیز کہتے ہیں ۔

تاریخ :۔ سرزمین ہند میں اس کی کاشت زمانہ قبل تاریخ سے چلی آتی ہے اور چونکہ بعض علاقے اس کی پیداوار کے لیے یہاں خصوصیت سے موزوں ہیں اس لیے ہندوستان کی وافر پیداوار کشنیز یورپ میں جایا کرتی تھی اور اس کا سلسلہ گزشتہ صدی تک برابر جاری رہا۔ اب دھنیا کی تجارت بہ آمد اس لیے موقوف ہو گئی ہے کہ زمانہ حاضرہ میں اس کی کاشت روس۔ ہنگری۔ ہالینڈ۔ مالٹا اور شمالی افریقہ وغیرہ میں بہت وسعت پذیر ہو گئی ہے۔ دھنیا مصالحہ کے طور پر یورپ میں بھی زمانہ قدیم سے مروج ہے۔ قدیم مصری اس سے بہت ہی آشنا تھے۔ اور اسے ایک قسم کی شیر خشت سے مشابہ قرار دیتے تھے۔ بنی اسرائیل کے خروج سے پہلے عہد فراعنہ میں دھنیا قدیم مصر میں بخوبی مروج تھا۔

بہر حال ہندوستانیوں، یونانیوں، عربوں اور ایرانیوں وغیرہ کو اس کا قدیم الایام سے علم ہے۔ دیسقوریدوس نے کوریون (قوریون) کے نام سے اس کا ذکر کیا ہے اس کا لاطینی نام کوری اینڈرم (جس میں سے اس کا انگریزی نام نکلا ہے) اس کے یونانی نام کوری این تھن سے مشتق ہے۔

ویدک زمانہ قدیم سے اس کے طبی خواص سے بخوبی آشنا ہیں۔ چنانچہ چرک و سشرت جیسی قدیم ترین آیورویدک کتب میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

طب ڈاکٹری میں بھی یہ دوا مستعمل ہے۔ چنانچہ برٹش فارما کوپیا (قرابادین برطانیہ) میں مستند طور پر درج ہے۔ یہ کوں فیکشن آف سنا اور ٹنکچر ریبائی کمپوزیٹا میں پڑتا ہے۔

جائے پیدائش :۔ ہندوستان اور پاکستان کا یہ ایک مشہور و معروف اور عام پودا ہے۔ چنانچہ ہندوستان اور پاکستان کے اکثر تمام علاقہ جات میں اس کی کاشت کی جاتی ہے۔ علاوہ بریں روس، سنٹرل یورپ، ایشیا مائنر اور مراکو وغیرہ میں بھی اس کی کاشت کی جاتی ہے۔

نباتی توضیح :۔ دھنیا کا سالانہ پودا ہوتا ہے۔ یہ سیدھا اوپر کو استادہ اور تقریباً دو تین فٹ تک بلند ہوتا ہے۔ شاخیں تیلی اور نرم، پتے طائم، یا یک مرکب اور مہین مہین کٹاؤ والے ہوتے ہیں۔ جوں جوں پودا لمبائی میں بڑھتا جاتا۔

پتے چھوٹے ہوتے جاتے ہیں۔ پتوں میں نہایت اعلیٰ درجہ کی خوشبو پائی جاتی ہے جو کہ کھیت سے باہر تک پہنچتی رہتی ہے۔ درحقیقت اس پودے کے تمام حصوں میں کم و بیش خوشبو پائی جاتی ہے۔ اور اس کے ثمر میں خصوصیت سے موجود ہوتی ہے۔ سردیوں کے بعد پودے میں پھول آتے ہیں اور ہر ٹہنی کے سرے پر ایک چھتر سا بن جاتا ہے پھولوں کی رنگت سفیدی مائل یا ہلکی فالسی ہوتی ہے۔ یہ ننھے ننھے اور چھتری دار ہوتے ہیں۔ جب بیج پڑ جاتا ہے تو چھتر کی پتلی پتلی اور لمبی سی شاخوں پر تخم بنتا ہے یہی پختہ تخم دھنیا یا کشنیز کہلاتا ہے۔ یہ خشک شدہ ہی دوائً استعمال ہوتا ہے۔

یہ تخم تقریباً گول چھوٹا سا دانہ ہوتا ہے۔ قطر میں دو سے تین ملی میٹر اور ہمیشہ ایک ہی وضع کا ہوتا ہے۔ یہ دو حصوں پر منقسم ہوتا ہے لیکن دونوں حصے باہم جڑے ہوتے ہیں۔ اور درمیان سے خالی ہوتے ہیں۔ یعنی ان کے اندر خلا پایا جاتا ہے چوٹی پر پھول کے کٹورے کے دندانے اور تخمدان کی نالی کا کچھ حصہ پایا جاتا ہے بیرونی رنگ بھورا زرد یا ہلکی سبزی لیے ہوتا ہے۔ سطح پر کسی قسم کا رُعاں موجود نہیں ہوتا اور سخت ہوتی ہے۔ ہر نصف حصہ تخم پر ۵ لہریے والی بے معلوم سی لکیریں ہوتی ہیں جن میں نباتی ریشے اور عروق پائے جاتے ہیں۔ انھیں اصطلاح میں ابتدائی لکیریں بولتے ہیں۔ لہریے والی لکیروں کے مابین چار سیدھی اور زیادہ نمایاں ابھری ہوئی لکیریں ہوتی ہیں جنھیں اصطلاح میں ثانوی لکیریں بولتے ہیں۔ ایک لہریے والی لکیر کے ساتھ سیدھی لکیر ہوتی ہے۔ تخم کو مستعرضی یا عمودی رُخ سے کاٹ کر دیکھیں تو اندرونی گودا پتلا سا اور خمیدہ نظر آتا ہے۔ مقطع مستعرضی میں پھل کے ہر نصف حصے میں دو۔ دو روغنی نالیاں پائی جاتی ہیں جو جڑے ہوئے کناروں کی طرف ہوتی ہیں۔ تخم میں نہایت عمدہ خوشبو پائی جاتی ہے۔ اور خصوصاً جب یہ کٹا ہوا ہو۔ ذائقہ بھی نہایت خوشگوار ہوتا ہے۔ اگر تخم کشنیز ذرا پانی سے نم کر کے اوکھلی میں موصل سے کوٹ لیے جائیں تو ان کے اندر کے چاول یعنی مغز نکل آتے ہیں اور چھلکے الگ ہو جاتے ہیں۔ اس کے چھلکے کی خوشبو اس کے مغز کی خوشبو سے تیز ہوتی ہے۔ علاوہ بریں تیزی بھی چھلکے میں زیادہ ہوتی ہے۔

فیصلہ :۔ یہ اجمود اور اجوائن کی مانند فیصلہ خمیہ (نیچرل آرڈر۔ ام بیلی فے ری
( ) میں داخل ہے۔

کاشت :۔ ہندوستان اور پاکستان کا کوئی علاقہ ایسا نہیں جہاں دھنیے کی کاشت نہ ہوتی ہو لیکن مختلف علاقوں میں اس کی کاشت کا موسم مختلف ہے۔ مثلاً بنگال اور اتر پردیش میں یہ موسم سرما میں اور بمبئی میں موسم برسات میں اور مدراس میں موسم خزاں میں بویا جاتا ہے۔

پنجاب کے ہر ضلع میں یہ بکثرت پیدا ہوتا ہے مالوے میں اس کی کاشت ربیع کے اندر اچھی خاصی ہوتی ہے۔ کہیں اس کی کاشت تنہا اور کہیں مخلوط ہوتی ہے نیپال میں بھی اس کی کافی کاشت ہوتی ہے۔

اقسام :۔ انگلستان کے کشنیز بہت خوش ذائقہ ہوتے ہیں۔ روس اور جرمنی کے دھنیا میں روغنی جزو زیادہ یعنی ایک فیصدی پایا جاتا ہے۔ افریقہ کا کشنیز موٹا موٹا لیکن زیادہ روغنی نہیں ہوتا۔ ہندوستان کے دھنیے میں بھی تیل کا تناسب کم ہوتا ہے اور اس کی وضع میں خفیف سا بیضوی پن نظر آتا ہے۔ اگر اسے کامل پختگی سے پہلے توڑ لیں تو یہ تخم چھوٹا رہ جاتا ہے۔ اور خوشبو زیادہ دیتا ہے جو پختگی پر قدرے اڑ جاتی ہے۔ صاحب محیط اعظم بری اور بستانی اس کی دو قسمیں بتاتے ہیں۔

کیمیائی تجزیہ :۔ تخم کشنیز میں تقریباً ۵ء۔ سے ایک فیصدی تک والیٹائل آئل (فراری روغن) پایا جاتا ہے جس میں ۵۰ سے ۶۵ فیصدی تک کوری اینڈرول ( ) ڈی پن ٹین۔ سائمین۔ ٹرپی نین۔ جیرانی اول بورنیول۔ ڈی ایکس۔ پائی نین۔ ایل ایکس پائی نین۔ بی پائی نین۔ ایسی ٹک ایسٹر اور ڈیسائل ایلڈی ہائیڈ پائے جاتے ہیں۔

(انڈین فارماسیوٹیکل کوڈیکس)

حصص مستعملہ :۔ دوا اس کے سبز پتے اور پختہ خشک پھل مستعمل ہیں۔

طاورٹ :۔ بازاری دھنیا میں مٹی۔ کنکر، میتھی کے بیج اور مختلف اقسام

کی والوں کے بیچ ملے رہتے ہیں۔ ان کے علاوہ بیلوں کے ڈنٹھل اور تنے کے ٹکڑے بھی ملے ہوتے ہیں۔ ان کو الگ کر کے دھنیا استعمال کرنا چاہیے۔

دھنیا کے سفوف تیار کرنے کے متعلق ضروری احتیاط و حفاظت

صاف دھنیا کو کوٹ کر حسب ضرورت موٹی یا باریک چھلنی سے چھان کر سفوف سنبھال لینا چاہیے۔ اسے کپڑچھان بالکل نہیں کرنا چاہیے۔ دگرنہ اس کا اکثر تیل کپڑے میں جذب ہو جاتا ہے۔ اگر اس کا اثر کم ہو جاتا ہے۔ سفوف ہمیشہ بوقت ضرورت تازہ تیار کرنا بہتر رہتا ہے۔ اس میں اعلیٰ درجے کی خوشبو پائی جاتی ہے اس کے سفوف کے کئی دن تک رکھے رہنے سے اس کے فراری روغن کے اُڑ جانے سے یہ کم اثر ہو جاتا ہے۔ دیگر تیار شدہ سفوف لازمی طور پر منہ بند ڈبہ یا بوتل میں رکھنا چاہیے۔

افعال و خواص بروئے طب ویدک

۱۔ دھنیا کسیلا۔ چکنا۔ طاقت کو گھٹانے والا۔ پیشاب آور۔ زود ہضم۔ کڑوا۔ چرپرا گرم۔ مشتہی۔ ہاضم۔ دافع بخار۔ کھانے کی طرف رغبت پیدا کرنے والا۔ قابض و دپاک میں میٹھا۔ تینوں خلطوں کا دافع۔ پیاس۔ جلن۔ قے۔ دمہ۔ کھانسی۔ بواسیر اور کرم ہائے شکم کو نافع ہے۔

یہی خاص سبز دھنیے کے بھی ہیں۔ لیکن یہ خصوصاً میٹھا اور دافع صفرا ہوتا ہے۔

(بھاو پرکاش نگھنٹو)

۲۔ سبز دھنیا میٹھا۔ خوشبودار اور فرحت بخش ہے۔

خشک دھنیا چکنا۔ وپاک میں میٹھا۔ کسیلا۔ چرپرا۔ زود ہضم۔ طاقت کو گھٹانے والا۔ پیشاب آور۔ کڑوا۔ فرحت بخش۔ کھانے کی طرف طبیعت کو راغب کرنے والا۔ تینوں خلطوں کا دافع۔ گرم۔ قابض۔ مشتہی اور ہاضم ہے۔ پیاس۔ جلن۔ دمہ کھانسی بواسیر اور کرمہائے شکم کو دافع ہے۔

دھنیے کا ساگ روکھا۔ میٹھا کسیلا اور کڑوا ہے۔ یہ گرمی نہیں کرتا۔ بلغم اور وات کو دافع ہے۔ ہلکا منفخ سُدّہ۔ کھانے کی طرف طبیعت کو راغب کرنے والا حرارت ہاضمہ کو بڑھانے والا۔ پیشاب آور اور رسا فع بخار ہے۔ (کیدیونگھنٹو)

۳۔ سبز دھنیا میٹھا۔ خوشبودار اور فرحت بخش ہے۔

خشک دھنیا دپاک میں میٹھا اور چکنا ہے۔ پیاس اور جلن کو دافع ہے۔ کھانسی۔ پیاس۔ قے۔ بخار۔ دل اور آنکھوں کو مفید ہے۔ کسیلا۔ کڑوا اور میٹھا ہے۔ فرحت بخش۔ کھانے کی طرف طبیعت کو راغب کرنے والا اور مشتہی ہے۔ (دھنونتری نگھنٹو)

۴۔ دھنیا میٹھا۔ ٹھنڈا۔ کسیلا اور دافع صفرا ہے۔ بخار۔ کھانسی۔ پیاس۔ قے اور بلغم کو نافع ہے۔ مشتہی ہے۔ (راج نگھنٹو)

خواص و فوائد بروئے طب یونانی

برگ کشنیز یا سبز دھنیا

تر و تازہ پتوں کے رس کو دودھ یا روغن گل میں ملا کر ٹیس پر لگانے سے بہت نفع ہوتا ہے۔ اور سرکے یا سفیدے اور سرکے کے ساتھ اس رس کو گرم ورموں پر لگانے سے تحلیل ہو جاتے ہیں۔ پتی اچھلنے کو ان کا رس بے حد مفید ہے۔ چنانچہ روغن گل اور شہد کے ساتھ لگانے اور ساڑھے سترہ ماشہ میں کھانڈ اور عناب کا نہ لال یا سادہ سرد پانی ملا کر پی لینے سے بالکل آرام ہو جاتا ہے اگر تر و تازہ پتوں کو پیس کر باقلا یا چنے کا آٹا ملا کر اور روغن گل اضافہ کرکے ختازیر اور سخت اورام پر لگائیں تو نفع پہنچے۔ ان کے رس میں پرانا کپڑا تر کرکے گرم ورموں پر لگانے سے دفع ہو جاتے ہیں۔ ان کے ضماد سے مادہ گرم عضو پر نہیں گرتا۔ اگر سیسے کی کھرل میں کو تسمیر کا رس (آب برگ کشنیز) اور روغن گل ڈال کر سیسے کے ڈنڈے سے خوب رگڑ کر ہر قسم کے سرطان پر لگائیں تو بے حد نافع ہو

معدے سے دماغ پر ابخرات چڑھنے سے درد سر ہو تو کو تمیر (برگ کشنیز) کو پیس کر پیشانی پر ضماد کریں۔ اس کے رس کے پینے سے بھی یہ فائدہ مترتب ہوتا ہے بخار صفراوی یا بلغمی کے سر میں چڑھنے سے چکر آتے ہوں یا مرگی کا دورہ پڑتا ہو تو اس کا رس پینا چاہیے۔ کیونکہ کو تمیر بالخاصہ بخارات کو روکتا ہے۔ اس کو زیادہ نہ کھانا چاہیے۔ کیونکہ ذہن میں فتور آ جاتا ہے کیونکہ غلظت اور سردی پیدا کرتا ہے اور کثرت کے ساتھ کھانے سے نیند بھی زیادہ آتی ہے۔ اس کا رس ناک میں ٹپکانے اور پتوں کو پیس کر ضماد کرنے سے نکسیر کا خون بند ہوتا ہے۔ اگر اس میں تھوڑا سا کافور بھی ملائیں تو زیادہ نفع بخشے۔ اس کے رس کا شربت تیار کر کے پینے سے نیند خوب آتی ہے۔ تبخیر کے دوران سر کو نفع ہوتا ہے۔ شراب کی مستی دور ہوتی ہے پتوں کو پیس کر آنکھ پر لیپ کرنے سے مواد کا ادھر اُدھر آنا رک جاتا ہے۔ عورت کے دودھ میں خصوصاً ایسی عورت کے جس کی گود میں لڑکی ہو، اس کا رس ملا کے آنکھ میں ٹپکانے سے سخت درد کو تسکین ہوتی ہے۔ ان کا رس آنکھ میں لگانے سے سردی زائل ہوتی ہے۔ منہ آ جائے تو اس کے پتے چوسیں اور اس سے کلیاں کریں۔ اس طرح عمل کرنے سے زبان کی سوزش اور جلن اور کرم خوردہ دانت کا درد جاتا رہتا ہے۔ شراب پی کر کو تمیر کے پتے چاب لیں تو بو نہ آئے اور جو رس نگل لیں تو نشہ دیر میں آئے۔ تھوک میں خون آتا ہو تو بارتنگ کے پتوں کے رس میں اس کا رس ملا کر پینا چاہیے۔ اس کا ڈھائی تولہ رس لے کر کھانڈ ملا کر پینے سے بھوک پیدا ہوتی ہے۔ نیند آتی ہے۔ بدہضمی نہیں ہوتی۔ اس کی چٹنی وغیرہ سے پیاس بجھتی ہے۔ تے رک جاتی ہے۔ مگر شہوت گھٹ جاتی ہے عضو تناسل کا کھڑا ہونا بند ہوتا ہے۔ دھنیے سے معدہ گرم کو قوت پہنچتی ہے سوزش دفع ہوتی ہے۔ صفرا کو تسکین ہوتی ہے مگر ہضم دیر میں ہوتا ہے۔ معدے میں زیادہ ٹھہرتا ہے۔ پس جن لوگوں کا یہ حال ہو کہ دماغ سے نزلات معدے میں ٹپکتے رہنے کی وجہ سے کھانا زیادہ دیر نہ ٹھہر سکتا ہو ان کے کھانے میں کو تمیر ضرور شامل کرتے رہیں۔ خصیوں پر ورم آ جائے تو شہد اور منقیٰ کے ساتھ کو تمیر کو پیس کر لیپ کریں۔ اگر اس کے پتے ایسی عورتوں کی ران میں باندھ دیں۔

جن کے بچہ مشکل سے پیدا ہو تو آسانی سے پیدا ہو جائے۔ اس کی جڑ باندھنے سے بھی یہی نفع ہوتا ہے۔ اس کا پانی آنکھ میں ٹپکانے سے چیچک کا دانہ اس میں نہیں نکلتا۔ گویا کو تھمیر کا رس چیچک کا فاد زہر ہے۔ (خزائن الادویہ)

تخم کشنیز

مفرح ہے۔ دماغ۔ دل اور معدے کو قوت دیتا ہے۔ ابخرات کو دماغ کی طرف نہیں چڑھنے دیتا۔ اس لیے جس آدمی کو مرگی کا عارضہ بدن کے بخارات سر پر چڑھنے سے ہو اس کے کھانے میں زیادہ ڈالنا چاہیے اور جن کو سدر اور دُوار کا عارضہ ہو ان کو بھی زیادہ کھلانا چاہیے۔ گرمی کے خفقان و وسواس کو دور کرتا ہے۔ دستوں کو بند کرتا ہے اور جریان کو فائدہ کرتا ہے۔ مجاری بول کے زخم کو مفید ہے۔ پیاس کو بجھاتا ہے۔ قے کو دور کرتا ہے۔ بھوک لگاتا ہے پیٹ کے کیڑوں کو دفع کرتا ہے۔ اس کا چبانا شراب کی بو دور کرتا ہے۔ مستی دیر سے آتی ہے۔ اس کو باریک پیس کر زخموں پر بُرکنا زخموں کے خون کو بند کرتا ہے۔ دھنیے کو آگ پر رکھ کر ذرا سا سرخ کر لیں۔ اور شب بھر سرکے میں تر رکھ کر صبح کو سکھا کر پیس کر رکھ لیں اور ہر روز اس میں سے ساڑھے چار ماشہ اسی قدر کھانڈ کے ساتھ کھانے سے دُوار اور سدد کو بے حد نفع ہوتا ہے۔ کیونکہ دماغ کے ابخرے بکھیر دیتا ہے۔ سر میں اور پیٹ میں گرمی سے درد ہو تو کھانڈ کے ہمراہ اس کا سفوف کھایا کریں اور دماغ کی جانب ابخرے چڑھتے ہوں تو ایسا کرے کرم۔ ماشے دھنیئے کے سفوف میں کھانڈ ملا کر پھانک کر اوپر سے شربت ورد ساڑھے تین تولہ سرد پانی میں گھول کر پی لے۔ دھنیے کے بیج پیس کر منہ میں بُرکنے سے قلاع کو نفع ہوتا ہے۔ گلاب میں بھگو کر مریض سلاق کی آنکھ میں ٹپکانا نافع ہے۔ اس میں گرم مزاج والے کے دل کو فرحت و طاقت پہنچانے کی بڑی خاصیت ہے اور اس کی خوشبو ان کاموں میں اس کی مدد کرتی ہے۔ صندل۔ انیسوں کے ساتھ معدے پر لیپ کرنے سے طاقت بڑھتی ہے۔ ڈکاریں بند ہوتی ہیں۔ معدے میں کھانا ترش نہیں ہوتا اس کا سفوف بارتنگ کے پتوں کے رس کے ساتھ پھانکنے سے تھوک میں

خون آنا بند ہو جاتا ہے۔ اگر گرمی سے ڈکاریں آتی ہوں جیسا کہ راتیوں میں دستور ہے تو کھانا کھانے کے بعد تھوڑا سا دھنیا چبا لیا کریں۔ معدے کو چونکہ طاقت دیتا ہے۔ اس لیے اس کے کھانے سے اسہال معدی بند ہو جاتے ہیں۔ اس کے کھانے سے غذا معدے میں دیر تک ٹھہر کر خوب ہضم ہو جاتی ہے۔ بس جس کے معدے میں غذا کم ٹھہرتی ہو اس کے کھانے میں دھنیا زیادہ ڈالا کریں۔ جس کو زکوہ کا عارضہ ہو یا سینے میں نزلہ بھرا ہو اس کو دھنیا نہ کھانا چاہیے۔ اگر چھٹکارا نہ ہو سکے تو ایسی چیزوں کے ساتھ کھائے جو لطافت و گرمی پیدا کرتی ہوں۔ بھونا ہوا دھنیا کھانے سے دست فوراً رک جاتے ہیں۔ قبض پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر خون دستوں میں آتا ہو تو اس کو پانی میں پیس کر یا بھگو کر مل کر چھان کر پینے سے فائدہ ہوتا ہے۔ دھنیے کا ساڑھے دس ماشہ سفوف شراب کے ساتھ کھانے سے معدے کے کیڑے نکل جاتے ہیں اور پھر پیدا نہیں ہونے پاتے۔ شہد اور روغن زیتون کے ساتھ پتی کے اچھلنے کو نافع ہے جس کو زیادتی شہوت سے تکلیف ہوتی ہو اس کو چاہیے کہ دھنیے کو پانی میں بھگو کر پیتا رہے کم ہو جائے گی۔ (خزائن الادویہ)

طبیعت :۔ کوتھمیر سرد پہلے درجے کے آخر میں اور خشک دوسرے درجہ میں ہے۔ بقراط کے نزدیک دوسرے درجہ میں سرد خشک ہے۔ ابن جریج کے نزدیک تیسرے درجے میں خشک ہے۔ جالینوس نے اس کے گرم ہونے پر استدلال دو طرح سے کیا ہے۔

۱۔ خنازیر کو اس کا لیپ تحلیل کرتا ہے۔

۲۔ سرخ بادہ کو ایسے وقت میں نفع پہنچاتا ہے کہ اس کا مادہ لطیف گرم تحلیل ہو کر مادہ غلیظ سرد باقی رہ کر سردی آ جائے یا اس میں خلط سوداوی یا بلغمی شریک ہو اور یہ دونوں باتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ اس میں گرمی قوی ہے۔ شیخ نے اس کے دو جواب دیے ہیں۔ ایک یہ کہ خنازیر کو تحلیل کرنا اور سرخ بادہ کو نفع پہنچانا ممکن ہے کہ خاصیت کی وجہ سے ہو دوسرے کوتھمیر میں دو جز ہیں۔ ایک گرم جو بہت کم ہے۔ دوسرا سرد بہت زیادہ ہے۔ پس اس کو بدن پر لگانے سے جوہر لطیف گرم اندر نفوذ کر جاتا ہے اور غلیظ سرد نفوذ نہیں کر سکتا۔ اور چونکہ جزو گرم بہت تھوڑا ہے،

اس لیے جب دھنیئے کو کھاتے ہیں تو لطافت کی وجہ سے معدے میں پہنچتے پہنچتے اس کی گرمی کو بدن کی گرمی فنا کر دیتی ہے اور ساد پر لگانے سے بدن کی گرمی اس کو فنا نہیں کر سکتی۔ پس کھانے کی حالت میں بدن کے اندر اس کا جوہر سرد باقی رہنے سے سردی کا فعل ظاہر ہوتا ہے اور باہر لگانے سے گرمی کی تاثیر دکھاتا ہے۔

شیخ کا یہی مذہب ہے کہ کوتھمیر میں تھوڑی سی گرمی ہے۔ گیلانی کہتا ہے کہ کوتھمیر میں جزو آبی ہے اس لیے اس کا نہایت سرد ہونا ضروری ہے۔ اور دلیل اس پر یہ ہے کہ جب اس کو زیادہ مقدار میں کھاتے ہیں تو بہت قوت کے ساتھ سردی کے افعال ظاہر کرتا ہے۔ چنانچہ اگر تازہ پتوں کا رس زیادہ مقدار میں پی لیا جائے تو شدتِ سردی سے مر جائے۔ اور اس کے پتے جب تک تر و تازہ رہتے ہیں اس وقت تک سردی بھی بہت رہتی ہے۔ سوکھنے کے بعد بہت گھٹ جاتی ہے اور حق یہ ہے کہ قوت اس کی مرکب ہے۔ جزو سرد و گرم ہے سرد جزو زیادہ ہے اور گرم جزو کم ہے پس غالب کا اعتبار کر کے اسے سرد خشک کہتے ہیں اور جزو سرد کے زیادہ ہونے پر دلیل یہ ہے کہ جب بہت زیادہ کھانے میں آ جاتا ہے تو سردی پیدا کرتا ہے۔ نہ کہ گرمی اور اس مذہب پر شیخ کے جواب کی بنیاد ہے۔

دھنیئے کا بیج دوسرے درجے تک سرد خشک ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ دھنیئے کا بیج دوسرے درجے میں سرد ہے اور تیسرے میں خشک ہے۔

(خزائن الادویہ)

افعال واستعمالات برائے طب ڈاکٹری

ثمر کشنیز کے افعال اور استعمالات کم و بیش سویا اور راسنیوں سے مشابہ ہیں دھنیا ہندوستانی کھانوں میں مستعمل ہے۔ ادویہ کے استعمال کے بعد کے ذائقہ کو دور کرنے کے لیے ثمر کشنیز لگے ہوئے پان میں رکھ کر چبائے جاتے ہیں یا بعض اوقات تنہا چبائے جاتے ہیں۔

(فارماکالوجی میٹریا میڈیکا اینڈ تھیراپیوٹکس)

افعال :۔ معطر و مفرح۔ کاسر ریاح، ہاضم، مقوی، اشتہا پیشاب آور۔ سرد۔ دافع پیاس۔

نفع خاص :۔ مفرح قلب۔ مقوی اشتہا اور دافع حس کاذب ہے۔

مقدار خوراک :۔ طب ڈاکٹری میں ثمر کشنیز کی مقدار خوراک ۵ سے ۱۵ گرین ہے اور طب یونانی میں ۷ ماشہ تک بلکہ بعض نے سوا دو تولہ تک تجویز کی ہے۔ لیکن ایک تولہ سے زیادہ تو کسی صورت میں بھی نہ ہونی چاہیے۔ دیگر واضح رہے کہ اگر کشنیز کا سفوف استعمال کرانا ہو تو اس کی صحیح مقدار خوراک صرف ڈیڑھ ماشہ سے چار ماشہ تک ہی ہے۔ البتہ جوشاندہ کی صورت میں ۳ ماشہ سے ایک تولہ تک نیم کوفتہ ثمر کشنیز کو آٹھ گنا پانی میں جوش کر چہارم حصہ بقیہ رہنے پر استعمال کر سکتے ہیں۔

برگ کشنیز کی مقدار خوراک ساڑھے چار تولہ تک ہے۔ اور پتوں کے پانی کی مقدار خوراک سوا دو تولہ تک ہے۔

خانگی استعمالات

ہندوستانی اور پاکستانی کھانوں میں دھنیا مصالحہ کا ایک جزو اعظم ہے چنانچہ سبز پتے سبزی کے طور پر استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس کی خوشبو دار چٹنی بنا کر کھائی جاتی ہے۔ علاوہ بریں شوربا اور سالن میں ڈال کر کھاتے ہیں۔ اس طرح ثمر کشنیز مصالحہ کے طور پر تقریباً ہر کھانے اور سالن میں استعمال ہوتے ہیں۔ غرضیکہ دھنیا مصالحہ کے طور پر روزمرہ کی خوراک میں داخل کیا جاتا ہے۔

آیورویدک استعمالات

۱۔ دھنیا کو (نیم کوفتہ کر کے) رات کو پانی ۴ ... ڈر کے برتن میں) بھگو دیں۔ صبح چھان کر اس میں کھانڈ ملا کر پینے سے بہت زیادہ بڑھا ہوا انتر داہ (جسم کے اندر

گرمی، جلن کا محسوس ہونا یعنی باطن کی گرمی) لمحہ بھر میں دور ہو جاتی ہے۔
(یوگ ترنا کر)

۲۔ دھنیا اور پٹول پتر کا جوشاندہ تشنگی۔ دافع بلغم۔ صفرا اور وات کو انولومن (مخرج) کرنے والا۔ دافع بخار۔ ہاضم اور بھیدک (مفتح شدہ) ہے۔ (گدنگرہ)

۳۔ دھنیا اور سونٹھ کا جوشاندہ پینے سے آم (اخلاط خام) وات و بلغم کا بخار دردِ شکم اور اسہال کا دفعیہ ہوتا ہے۔ (بھیشج رتنا ولی)

۴۔ دھنیا اور مشک بالا سے تیار شدہ پانی۔ پیاس۔ جلن اور دستوں کو دور کرتا ہے۔ دیگر دھنیا۔ مشک بالا اور پاٹھا کے ہمراہ تیار کی ہوئی خوراک استعمال کرائیں۔
(چکر دت)

۵۔ دھنیا کو چاولوں کے پانی سے پیس کر اس میں کھانڈ ملا کر پلانے سے بچوں کی کھانسی اور دمہ دور ہو جاتا ہے۔ (بھاو پرکاش)

دیگر استعمالات

مختلف ڈاکٹروں کے قلم سے

۱۔ شری اُودے چند رودت میٹریا میڈیکا آف ہندو میں رقمطراز ہیں:۔
اندرونی گرمی اور پیاس کو بجھانے کے لیے دھنیا کا ٹھنڈا خیساندہ کھانڈ ملا کر دیا جاتا ہے۔ دھنیا اور سونٹھ کا جوشاندہ بدہضمی اور ضعف ہضم کے لیے مستعمل ہے۔ کثیر التعداد ٹھنڈے اور کاسر ریاح مرکبات میں دھنیا داخل ہے۔

۲۔ شری آر۔ این۔ کھوری۔ میٹریا میڈیکا آف انڈیا میں رقم طراز ہیں:۔
دھنیا۔ معطر۔ محرک۔ کاسر ریاح اور مقوی معدہ ہے۔ درد گلو۔ بدہضمی اور نزلہ میں مستعمل ہے لیکن زیادہ تر ادویہ کو خوش ذائقہ کرنے کے لیے اور مروڑ پیدا کرنے والی ادویہ مثل جلاپہ۔ ریوند چینی اور سنا کی اصلاح کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ دیر سے پکنے والی سوجن پر اس کے پتوں کو جو کے آٹے کے ساتھ ملا کر لیپ کرتا

مفید رہتا ہے۔ دھنیا سنا اور دیگر جلاب آور ادویہ کی ناگوار بو اور ذائقے کو بدل دیتا ہے۔ روغن کشنیز کا سریاح اور معطر ہے اور ریاحی قولنج میں مستعمل ہے۔ دیگر گٹھیا اور عصبی دردیں استعمال ہوتا ہے۔ تازہ جڑی کو تمیری کہلاتی ہے۔ سبزیوں اور کڑھی کو خوشبودار کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

۳۔ سٹری کے سایم۔ نادکرنی انڈین میٹریا میڈیکا میں تحریر فرماتے ہیں۔

ثمر کشنیز کو عموماً تمام ذات پات کے لوگ بطور مصالحہ استعمال کرتے ہیں۔ کچھ لوگ پان کے پتوں میں رکھ کر استعمال کرتے ہیں۔ جلاب آور ادویہ کو معطر کرنے و پیٹ کے مروڑ کو روکنے کی خاطر بھی استعمال کرتے ہیں۔ یہ ریوند چینی اور سنا کے ذائقہ و بو کو بقیہ تمام ادویہ کی بہ نسبت بہت بہتر طور پر مخفی کرتا ہے۔ اس کا روغن ریاحی قولنج گٹھیا اور اعصابی درد وغیرہ کو بہت مفید ہے۔ اس کی مقدار خوراک ایک سے چار بوند ہے۔ کھانڈ یا ایلشن (مستحلب) میں ملا کر دیا جاتا ہے۔ خشک ثمر کشنیز میں بھی ویسا ہی اثر ہے۔ اس کا خیساندہ یا جوشاندہ درد گلو۔ زکام اور صفراوی شکایات میں عموماً استعمال ہوتا ہے۔ یونانی حکماء چیچک میں بینائی کو محفوظ رکھنے کی خاطر ثمر کشنیز کو جوشا کر ایک غسول العین (آنکھ دھونے کی دوا) تیار کرتے ہیں۔ یہ مرض آشوب چشم میں بھی مفید رہتا ہے۔ بدبودار سانس کی اصلاح کے لیے تخم عموماً چبائے جاتے ہیں۔ بریان شدہ تخم نصف سے ایک ڈرام (دو سے چار ماشہ) کی مقدار میں بدہضمی میں مفید ہیں۔ ان کا لیپ تیار کیا جاتا ہے اور درد سر کو تسکین دینے کے لیے لگایا جاتا ہے۔ بطور غرغرہ یہ قلاع میں مفید ہیں۔ آرد جو کے ہمراہ ان کی تیار کردہ پلٹس پرانے زخموں اور کاربنکل (شب چراغ) پر باندھی جاتی ہے۔ سبز پودے کا رس احمرار (جلد پر سرخ دھبے یا داغ پڑ جانا) پر لگایا جاتا ہے۔ دودھ میں تیار شدہ تیز جوشاندہ (۰۴ میں ۱) ذائقہ کے لیے چینی آمیز کیا ہوا خونی بواسیر کے مریضوں کو دیا جاتا ہے۔ مزید براں بدہضمی۔ ضعف ہضم اور نفخ میں بھی دیا جاتا ہے تخموں کا سرد خیساندہ یا بریان شدہ تخموں کا سفوف ذرا سی کھانڈ کے ہمراہ دینا بچوں کے قولنج میں بہت مفید رہتا ہے۔ اندرونی گرمی اور پیاس کو بھی تسکین دیتا ہے خیال ہے کہ مختلف قسم کی شرابوں کے نشہ آور اثرات کو کم کرتا ہے۔ عرق دھنیا

مکسچروں (محلول مرکبات) میں خوش مزہ اور پسندیدہ رہتا ہے اور منعف ہضم اور اسانٹریوں کی دیگر تکالیف میں مفید ہے۔ برگ کشنیز برگ پودینہ کی مانند چٹنی بنانے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں جو کہ بطور کاسر ریاح اور قاطع صفرا مفید ہیں۔

کچھ بہت مقبول عام اور مفید مرکبات ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں۔

۱۔ دھنیا کے بیجوں کو آہستہ آہستہ کوٹ کر ان کا چھلکا الگ کر لیا جاتا ہے۔ پھر ان (مغز کشنیز) میں زیرہ سفید۔ فلفل گرد، لونگ اور سیندھا نمک (سب ہم وزن) کو آمیز کر کے تمام مرکب یکجا بریان کر لیا جاتا ہے۔ بعد ازاں آب لیموں ملایا جاتا ہے اور پھر یہ مرکب دھوپ میں خشک کر لیا جاتا ہے۔ یہ بطور ہاضم کاسر ریاح اور مقوی معدہ مفید ہے۔

۲۔ ایک مرکب سفوف جو کہ تخم کشنیز۔ الائچی خورد اور زیرہ سیاہ کے ہم وزن اجزا سے بنتا ہے۔ نیم بریان کر کے پیس لیا جاتا ہے۔ اور ایک ڈرام (چار ماشہ) کی مقدار میں کھانا کھانے کے بعد دیا جاتا ہے۔ یہ بہت مفید ہاضم ہے۔

۳۔ تخم کشنیز کو سونف، خشخاش سفید۔ گل کچنار۔ گل گلاب۔ الائچی خورد۔ کباب چینی اور رفلاسی فلفل سیاہ کے ہمراہ گھوٹنے سے ایک ٹھنڈا شربت (پینے کی چیز) تیار کیا جاتا ہے۔ یہ کھانڈ سے میٹھا کر لیا جاتا ہے۔

۴۔ زاد غریب میں ذیل کا مفید نسخہ جھاڑ تناسلی بولی کے امراض کے لیے تجویز کیا گیا ہے:۔

حجر الیہود۔ تخم کشنیز۔ سونف۔ گلناج ہر ایک ایک ماشہ۔ پانی دو چھٹانک گھوٹ کر چھان لیں۔ رات کو سوتے وقت لینا چاہیے۔

۵۔ تخم کشنیز اور پوست ہلیلہ زرد کو ہم وزن لیں۔ آگ پر بریان کر کے پیس لیں ایک ہفتہ بھر استعمال کریں۔ سر چکرانا کے لیے مفید ہے۔

۶۔ خشخاش سفید۔ تخم کشنیز۔ مغز بنولہ ہر ایک کا سفوف ایک ایک حصہ کھانڈ دو حصہ (سب کو یکجان کر لیں) سر چکرانا کے لیے عرق گلاب کے ہمراہ دن میں دو مرتبہ لیں۔ (علاج الغربا)

۷۔ شری ڈاکٹر دیو پرشاد سنیال ایل۔ ایم ایڈ ایس (کلکتہ) دیسی ٹیبل ڈرگز

آف انڈیا میں لکھتے ہیں کہ دھنیا اور پٹول پتر کے تازہ جوشاندہ کا ہر روز صبح نہار منہ لینا ضعفِ جگر اور بد ہضمی کے لیے بہت مفید معلوم ہو چکا ہے۔

۵۔ شری ڈاکٹر اے۔ لکشمی پتی بھشک رتن، ان ہنڈریڈ یوزفل ڈرگز نامی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

یہ بہت ادویہ مثل سنا کے ذائقہ اور خوشبو کو مخفی کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ علاوہ بریں ان کے اثر کو تیز کرتا ہے۔ یہ سونٹھ، فلفل دراز اور فلفل گرد کی بہ نسبت بہت مدھم محرک اور کم خراش پیدا کرنے والا ہے۔ لیکن خوشگوار زیادہ ہے اور خصوصاً ضعف ہضم۔ بچوں کے قولنج۔ نزلہ۔ زکام اور بچوں کی کھانسی کے لیے اس کا بہترین جوشاندہ تیار ہوتا ہے۔ زیادتی بخار میں اس کے گرم جوشاندہ کا ایک گلاس دینے سے پیاس بجھ جاتی ہے۔ پسینہ آجاتا ہے اور بخار کم ہو جاتا ہے۔ یہ بھوک کو بڑھاتا ہے اور آب و ہوا کی وجہ سے پیدا ہوئے تھوڑا عرصہ رہنے والے بخار کو قدرتاً ٹھیک کرنے میں مدد دیتا ہے۔

۶ شری ڈاکٹر وامن گنیش دیسائی، اوشدھی سنگرہ میں رقمطراز ہیں۔

دھنیا میں اڑنے والا خوشبودار تیل ہوتا ہے۔ دھنیا مشتہی۔ شیریں۔ سرد۔ گیلا خشک۔ دافع پیاس۔ دافع جلن۔ کاسر ریاح اور آشوب چشم کو دور کرتا ہے کوٹے ہوئے دھنیے کو پانی میں اُبال کر کپڑے سے چھان کر آنکھ میں ڈالنے سے آشوب چشم کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ بخار میں دھنیے کے پانی (خیساندہ) کا استعمال عمدہ رہتا ہے۔ درد شکم کی دھنیے کا تیل عمدہ دوا ہے۔ درد سر اور بھلانوہ کی سوجن پر ہرے دھنیے کا لیپ کرتے ہیں۔

۷۔ شری آر۔ این۔ چوپڑہ، انڈیجنس ڈرگز آف انڈیا میں لکھتے ہیں:۔

تخم کشنیز ہر ایک گھر میں بطور مصالحہ استعمال کیے جاتے ہیں۔ ان کا خیساندہ اپھارہ۔ ضعف ہضم۔ قے اور دیگر انتڑیوں کی خرابی میں مفید ہے۔ الائچی خورد اور زیرہ کے ساتھ اس کی آمیزش کرنے سے اس کا ایک اچھا کاسر ریاح مرکب بنتا ہے۔

۸۔ شری بی۔ کر جی، دی انڈین فارمیوٹیکل کوڈیکس میں تحریر فرماتے ہیں:۔

دھنیا بطور کاسر ریاح اور خوشبودار کے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ تقریباً صرف دیگر ادویہ کے ذائقہ کو مخفی کرنے یا انہیں معدہ کے لیے قابل پسندیدہ بنانے یا ریوند چینی یا سنا جیسی جلاب آور ادویہ کے مروڑ پیدا کرنے کے اوصاف کی اصلاح کرنے کی خاطر ان کے ہمراہ ملا کر استعمال کیا جاتا ہے۔

گلدستہ مجربات

۱۔ دھانیہ پنچک کواتھ:۔

اجزا اور ترکیب:۔ دھنیا خشک۔ مشک بالا۔ بیلگری۔ ناگر موتھا۔ سونٹھ۔ پانچوں ادویہ کے جو کوب سفوف ہم وزن مقدار میں ملا کر رکھ لیں۔

مقدار و ترکیب استعمال:۔ بقدر تین ماشہ سے ایک تولہ لے کر سولہ گنا پانی میں پکائیں جب چہارم حصہ پانی باقی رہ جائے تو اسے خوب مل کر چھان لیں اور مریض کو پلا دیں۔ چنانچہ اس طرح کا یہ تیار شدہ جوشاندہ مریض کی طاقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے دن میں دو تین مرتبہ دیں۔ بچوں کو شہد سے شیریں کر کے دیں۔

افعال و منافع:۔ چکردت۔ بھیشج رتناولی اور شارنگدھر وغیرہ میں لکھا ہے کہ یہ آم (خلط خام) کی وجہ سے پیدا ہوئے شول (مروڑ) اور اسہال کو نافع ہے۔ ہاضم ہے۔ اور حرارت ہاضمہ کو تیز کرتا ہے۔

منفعت خاص:۔ یہ نہایت عمدہ مشتہی و ہاضم اور قابض ہے۔ چنانچہ یہ خلط خام کو پکارنے کے لیے نہایت مجرب ہے اور اکثر ہر قسم کے اسہال کو بند کرنے کے لیے مفید رہتا ہے۔ پیفرادی اور خونی اسہال کے دفعیہ کے لیے اس میں سونٹھ کی بجائے سونف کو شامل کرنا چاہیے۔ ہاگندھک[1] رس کے ہمراہ اسے بطور بدرقہ استعمال کرنے

---

[1] اس کے متعلق مکمل واقفیت حاصل کرنے کی خاطر "آیورویدک فارماکوپیا" ملاحظہ فرمائیں۔

سے نہایت تسلی بخش نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ چنانچہ خصوصاً بچوں کے دستوں کو روکنے کے لیے تو یہ طریقہ نہایت کارگر و مجرب ثابت ہوا ہے۔ (آیورویدک فارماکوپیا)

نوٹ:۔ چکرودت وغیرہ میں لکھا ہے کہ اگر مذکورہ صدر کواتھ میں سونٹھ داخل نہ کی جائے تو یہ دھانیہ پنچک کواتھ کہلاتا ہے اور صفراوی اسہال کو مفید رہتا ہے

۲۔ اطریفل کشنیزی:۔

اجزاء و ترکیب:۔ پوست ہلیلہ زرد۔ پوست ہلیلہ کابلی۔ ہلیلہ سیاہ۔ آملہ منقیٰ۔ پوست بلیلہ۔ کشنیز خشک ہر ایک پانچ تولہ۔ سب دواؤں کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں۔ پھر اس سفوف میں گھی (چار تولہ کافی رہتا ہے) ملاکر چرب کریں۔ بعد ازاں سہ چند چینی کے قوام میں ملاکر سنبھال لیں۔

مقدار و ترکیب استعمال:۔ بقدر ایک تولہ رات کو سوتے وقت ہمراہ پانی استعمال کریں۔ ترش چیزوں سے پرہیز رکھیں۔

افعال و منافع:۔ معدہ و دماغ کو قوت دیتا ہے۔ قبض کو دور کرتا ہے۔ متواتر استعمال کرنے سے دائمی نزلہ کو دور کرتا ہے اور نزلہ کی وجہ سے لاحق ہوئی بیماریوں مثلاً درد سر۔ آنکھوں کی سرخی۔ ناک اور کان کے درد کو زائل کرتا ہے۔ معدہ کی تبخیر کو روکتا ہے۔ سر میں چکر آنے اور بواسیر کو مفید ہے۔

نہایت ہی لاجواب نسخہ

اعضائے تناسل کی ضرورت سے زیادہ بڑھی ہوئی اکساہٹ (حس کاذب) کے لیے افیون۔ بھنگ۔ پوٹاسیم برومائیڈ۔ بیلاڈونا (لفاح) اور کافور وغیرہ ادویہ آج کل مستعمل ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان دواؤں کے استعمال سے اس قدر فائدہ نہیں ہوتا۔ جس قدر کہ نقصان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بسا اوقات تو وہ نقصان قطعی طور پر ناقابلِ تلافی ہوتا ہے کہ ان منشی اور مخدر دواؤں سے دل، دماغ اور اعصاب کو لاحق ہوتا ہے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ ان دواؤں کا استعمال یکسر ترک کر دیا جائے اور ان کی بجائے مندرجہ ذیل نسخہ سے فائدہ اٹھایا جائے جو حس کاذب کو دور کرنے

کے لیے اگرچہ ان منشی اور مخدر دواؤں کے قوی مرکبات جیسا زود اثر نہیں ہے لیکن ان مضار سے قریب قریب مبرّا ہے جو ان دواؤں کی امتیازی خصوصیت ہے۔ نسخہ تیار کرنے میں بے حد آسان، قیمت میں بے حد ارزاں، ذائقہ میں شیریں اور لبو میں خوشگوار ہے۔

اجزائے نسخہ:۔ مغز کشنیز خشک ۲۰ تولہ۔ مصری کوزہ ۲۰ تولہ۔

تشریح اجزا:۔ دھنیا خشک بازار سے لے کر موٹا موٹا کوٹ کر اس کا چھلکا جدا کر دیں اور بیجوں کے اندر کا مغز لے لیں۔ اس نسخہ میں یہی مغز بیس تولہ چاہیے۔ عام طور پر تیس تولہ دھنیے میں سے بیس تولہ مغز نکل آتا ہے۔ کبھی سوءِ اتفاق سے مصری کوزہ نہ ملے تو اس کی بجائے توی کی مصری ستارہ کھانڈ دیسی یا دانہ دار کھانڈ داخل نسخہ کر لینے سے دوا کی تاثیر میں کوئی فرق نہیں آتا۔

ترکیب تیاری:۔ دونوں چیزوں کو الگ الگ باریک کوٹ کر آپس میں ملالیں۔ بس تیار ہے۔

خواص وفوائد:۔ یہ دوا ذکاوتِ حس کو دور کرنے کے لیے بحیثیتِ مجموعی ایک نہایت ہی لاجواب دوا ہے۔ اس کے استعمال سے پوٹاسیم برومائیڈ کی طرح دل و دماغ کمزور نہیں ہوتے بلکہ اس کے برعکس ان کو تقویت پہنچتی ہے۔ نظر کی کمزوری بینائی کا دھندلاپن۔ سر کا درد۔ چکر کا آنا وغیرہ اکثر امراض جو جریان کی غلط کاریوں یا جریان واحتلام کے نتیجہ کے طور پر ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ اس دوا کے استعمال سے بہت جلد دور ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں احتلام کے لیے یہ دوا اس قدر نفع بخش ہے کہ لبا اوقات بے حد بڑھا ہوا یہاں تک کہ روزانہ دو دو چار چار مرتبہ ہونے والا احتلام بھی اس کی پہلے ہی دن کی دو خوراکوں سے رک جاتا ہے۔ جریان کو بھی اس دوا سے کسی قدر فائدہ پہنچتا ہے۔ جس سے اس کے بعد کی دوا کے لیے اس باب میں زیادہ جلد کامیاب ہونے کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ دوا کسی قدر مقوی معدہ بھی ہے۔

مقدار خوراک اور ترکیب استعمال:۔ چھ ماشہ دوا صبح کے وقت کچھ کھائے پیے بغیر رات کے باسی پانی سے پھانک لیں۔ اور اس کے بعد ایک گھنٹہ تک

اور کوئی چیز استعمال نہ کریں اور چھ ماشہ کی مقدار میں شام کو چار بجے صبح کے رکھے ہوئے پانی کے ساتھ پھانک لیں۔ رات کا کھانا اس کے دو گھنٹہ بعد کھلائیں۔

نوٹ ۱:۔ پاخانہ زیادہ پتلا دست کی صورت میں ہوتا ہو تو دوسری خوراک شام کو چار بجے لینے کی بجائے رات کو سونے سے آدھ گھنٹہ پیشتر لیں۔ لیکن اگر قبض کی شکایت زیادہ رہتی ہو تو دوسری خوراک شام کو چار بجے لیں اور رات کو سوتے وقت اسبغول کی بھوسی (سبوس اسبغول۔ اسبغول کا چھلکا اسی نام سے بازار میں عام ملتا ہے۔) تین چار ماشہ سے لے کر نو ماشہ یا ایک تولہ تک تازہ پانی سے پھانک لیں۔ بغیر کسی تکلیف کے کھل کر اجابت ہو گی۔ سبوس اسبغول پہلی رات تھوڑی مقدار میں استعمال کریں۔ اس سے کامیابی نہ ہو تو دوسری رات اس مقدار میں ذرا اضافہ کر لیں۔ یہاں تک کہ صبح کو کھل کر اجابت ہونے لگے (تین چار ماشہ سے لے کر ایک تولہ تک کا یہی مطلب ہے۔) سبوس اسبغول میں ایک خاص خوبی یہ بھی ہے کہ یہ ایک نہایت ہی بے ضرر قبض کشا دوا ہونے کے ساتھ ہی ساتھ منی کے پتلا پن۔ احتلام اور ذکاوت حس کو دور کرنے کے لیے متذکرہ بالا دواؤں کی خاص طور پر مدد کرتا ہے۔

ب ۔ جہاں ذکاوت حس بہت زیادہ ہو وہاں اس دوا کی مقدار خوراک میں خاص طور پر اضافہ کر دینا چاہیے۔ مختلف حالات میں مختلف مریضوں پر ضرورت کے لحاظ سے اس کی خوراک چھ ماشہ سے بڑھا کر ایک تولہ ڈیڑھ تولہ تک کی جا سکتی ہے اور دو خوراک روزانہ کی پابندی بھی ضروری نہیں۔ ضرورت ہو تو تین یا چار خوراکیں روزانہ بھی دی جا سکتی ہیں۔

ج ۔ اس دوا کی ہر ایک خوراک میں نصف رتی کشتہ قلعی شامل کر لیا جائے تو اس کی جریان و احتلام کو دور کرنے اور منی کو گاڑھا کرنے والی تاثیر قوت میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ برگد۔ پیپل۔ بہوبیلی۔ گوکھرو۔ پان۔ شیشم۔ لسوڑہ برہمی۔ اسبغول وغیرہ کسی بھی سرد اور منی کو گاڑھا کرنے والی اور جریان کو دور کرنے والی بوٹی میں تیار رکھا ہوا کشتہ قلعی جو آپ بآسانی تیار کر سکیں داخل کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ خیال رہے کہ غیر معتبر کشتہ ملانے کی بہ نسبت نہ ملانا زیادہ

بہتر ہے۔ (آب حیات لوہانہ)

کچھ اور بھی

سفوف احتلام

یہ نسخہ دہلی کے ایک خاندانی حکیم صاحب کا ہے جو آج کل لاہور میں مطب کر رہے ہیں اور اس نسخہ کی بدولت ماہر معالج جریان و احتلام مشہور ہیں۔ انھوں نے اس کی قیمت دو آنے فی خوراک رکھی ہوئی ہے۔ اس کی سات خوراک سے ہی مرض سے چھٹکارا مل جاتا ہے
نسخہ:۔ کشنیز حسب ضرورت کوٹ چھان کر بورہ مصری برابر وزن ملا کر محفوظ رکھیں۔

خوراک:۔ چھ ماشہ بوقت صبح ہمراہ آب تازہ (کتاب المرکبات)

۴۔ بے نظیر چٹکلہ:۔

جب صفراوی بخار وغیرہ کے مریض کو پیاس کی شدت ہو یعنی پیاس بجھانے کے لیے بار بار پانی پینا پڑتا ہو اور پھر پانی وغیرہ کے اندر جاتے ہی قے ہو جاتی ہو یا اُبکائیاں آتی ہوں اور نہایت درجہ بے چینی ہو تو ایسی حالت میں ذیل کے چٹکلہ کے استعمال سے جلد ہی مریض چین و سکون میں آجاتا ہے۔ چنانچہ پیاس دور ہو جاتی ہے۔ قے و اُبکائیاں آنی بند ہو جاتی ہیں۔ علاوہ بریں بخار کا درجہ حرارت بھی کم ہونے لگتا ہے۔ غرضیکہ عجیب الاثر چٹکلہ ہے۔ ضرور آزمائیں۔

اجزائے نسخہ:۔ دھنیا خشک۔ شاہترہ یعنی پت پاپڑہ۔ منقہ ہر ایک ایک تولہ پانی نصف پاؤ۔

ترکیب تیاری:۔ کونڈی میں دھنیا پت پاپڑہ کو باریک کریں اور پھر منقہ کو صاف پانی سے دھو کر اور اس کے تخموں کو نکال کر داخل کریں۔ بعد ازاں

پانی ڈال کر سردائی کی مانند خوب باریک رگڑ ڈالیں ۔ اور کپڑے سے چھان کر محفوظ رکھ لیں۔

مقدار و ترکیب استعمال :۔ پانچ دس منٹ بعد اس کی ایک ایک بڑی چمچ مریض کو پلاتے جائیں۔

۵۔ دیگر مجرب چٹکلہ :۔

اجزا و ترکیب :۔ دھنیا خشک ۔ پت پاپڑہ اور ناگر موتھا ہر سہ ادویہ کو ایک ایک تولہ لے کر جو کوب کر کے سولہ گنا پانی میں پکائیں ۔ جب چہارم حصہ پانی باقی رہ جائے تو سرد ہونے پر مل چھان کر سنبھال رکھیں۔

مقدار و ترکیب استعمال :۔ پانچ دس منٹ بعد اس کی ایک ایک بڑی چمچ بھر کر مریض کو پلاتے رہیں۔

فوائد :۔ تیز بخاروں میں شدت پیاس کو رفع کرنے اور قے کو روکنے کے لیے نہایت درجہ مفید و مجرب ہے۔

۶۔ خالص تیل دھنیا :۔

سر پر لگانے کے لیے تیل دھنیا کے استعمال کا لوگوں میں عام رواج ہے ۔ اور حقیقتاً خالص تیل دھنیا کا استعمال نہایت مفید و موثر بھی ہے ۔ لیکن بازار میں عام دوکانداروں کے ہاں جو تیل دھنیا کے نام سے چیز دستیاب ہوتی ہے ۔ وہ بالکل غیر خالص ہوتی ہے ۔ چنانچہ وائٹ آئل میں سینٹ دھنیا ولایتی ملا ہوا ہوتا ہے ۔ اس قسم کے تیل کے استعمال سے فائدہ ہونا تو درکنار رہا ۔ اُلٹا کئی دیگر امراض آگھیرتے ہیں چنانچہ بال سفید ہونے شروع ہو جاتے ہیں ، نزلہ جاری ہو جاتا ہے ۔ بال گرنے لگتے ہیں اور دماغی کمزوری وغیرہ بیسیوں امراض لاحق ہو جاتے ہیں ۔ غرضیکہ لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں ۔ البتہ اگر وائٹ آئل کی بجائے خالص تیل سرسوں یا تلی کے تیل میں سینٹ دھنیا ملا ہوا ہو تو اس کا استعمال مفید رہتا ہے ۔ اور کوئی بھی تکلیف نہیں ہونے پاتی لیکن تاہم اس کا استعمال خالص تیل دھنیا کا مقابلہ نہیں کر سکتا ۔ کجا رام رام کجا ٹیں ٹیں۔

اگر آپ حقیقتاً تیل دھنیا کے اوصاف سے فیض یاب ہونا چاہتے ہیں تو ذیل کا کولہو سے نکالا ہوا تیل استعمال کریں۔ چند دنوں کا استعمال آپ کو اس کا گرویدہ بنا دے گا۔

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

اجزاء ترکیب تیاری:۔ ایک من گوری سرسوں میں دس سیر تخم کشنیز سبز ڈال کر کولہو کے ذریعہ تیل نکلوالیں۔ یہ تیل تقریباً تیرہ چودہ سیر نکلے گا۔ بس دراصل یہی تیل دھنیا ہے۔ چونکہ اکثر لوگ بڑھیا رنگ دار تیل پسند کرتے ہیں اس لیے اسے رنگ دے لینا بہتر رہتا ہے۔ چنانچہ مذکورہ صدر تیل میں آٹھ دس تولہ رتن جوت ڈال کر ایک دو دن رکھ دیں۔ بعد ازاں کپڑے سے چھان کر بوتلوں میں بھر لیں۔ نہایت اعلیٰ سرخ رنگ کا خوشبودار تیل تیار ہوگا جو بھی دیکھے گا فریفتہ ہو جائے گا۔ دیگر واضح رہے کہ اگر سبز دھنیا دستیاب نہ ہو سکے تو پندرہ سیر دھنیا خشک ہی ڈال کر کولہو کے ذریعہ تیل نکلوالینا چاہیے۔

فوائد:۔ سر پر لگانے کے لیے یہ تیل نہایت مفید و مجرب ہے۔ چونکہ یہ تیل تاثیر میں بہت ٹھنڈا ہے۔ اس لیے گرمیوں میں اس کا استعمال خاص کر نہایت مفید رہتا ہے۔ لگاتے ہی سر میں ٹھنڈک معلوم ہونے لگتی ہے، اور ذہنی تھکاوٹ کو دور کرتا ہے۔ خوب نیند لاتا ہے اور بالوں کو مضبوط کرتا ہے۔

۷۔ دردِ عصابہ کا مشہور و مجرب نسخہ:۔

اجزائے نسخہ:۔ کشنیز خشک چار ماشہ، اسطوخودوس چھ ماشہ، مرچ سیاہ سات دانہ۔

ترکیب تیاری و طریقِ استعمال:۔ صبح آفتاب نکلنے یعنی درد شروع ہونے سے دو گھنٹہ پہلے ہر سہ ادویہ کو تازہ پانی کے ہمراہ گھوٹ چھان کر بغیر میٹھا ملائے پلا دیں۔ بعد میں ایک دو بتاشہ یا قدرے قند کھلا سکتے ہیں۔

فوائد:۔ اس سے دردِ عصابہ (وہ دردِ سر جو کہ سورج نکلنے کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے اور سورج کی رفتار کے ساتھ زیادہ اور کم ہو کر سورج کے غروب

ہونے کے وقت آخر کار بالکل دور ہو جاتا ہے اور پھر دوسرے دن سورج نکلتے کے ساتھ شروع ہو کر اسی طرح دور ہو جاتا ہے اور یہ سلسلہ اس طرح قائم رہتا ہے) عموماً پہلے ہی روز نہیں ہونے پاتا ورنہ دوسرے یا تیسرے روز تو ضرور کافور ہو جاتا ہے۔ نہایت آزمودہ ہے۔

۸۔ دھانیک اولیہہ :۔

اجزاء و ترکیب :۔ مغز دھنیا چوبیس تولہ۔ ورق چاندی ایک تولہ۔ دانہ الائچی خرد دو تولہ۔ گلقند چالیس تولہ۔ دھنیے کو موسل سے کوٹ کر اوپر کے چھلکے نکال دیں۔ اور صرف مغز سنبھال لیں۔ ان مغزوں اور الائچی خرد کے دانوں کو کوٹ کر کپڑ چھان چورن بنا لیں پھر اس میں ورق چاندی ملا کر کھرل کریں بعد ازاں گلقند ملا کر اچھی طرح مسل کر مرتبان میں بھر لیں۔

مقدار خوراک :۔ دو سے تین تولہ۔ رات کو سونے سے نصف گھنٹہ پہلے کھلائیں۔

استعمالات :۔ یہ اولیہہ امراض چشم کے لیے نہایت مفید ہے جن کی آنکھوں میں لالی بنی رہتی ہو یا بار بار آنکھیں آ جاتی ہوں، پانی گرتا رہتا ہو یا روہے ہو گئے ہوں ان کو یہ اولیہہ دیا جاتا ہے۔ اس کے استعمال سے آنوں دور ہوتی ہے۔ قوت ہاضمہ سدھرتی ہے۔ اور پیٹ کی صفائی بھی ہوتی رہتی ہے۔ گرمی کی زیادتی گھٹتی ہے۔ بینائی تیز ہوتی ہے اور دماغ کو سکون ملتا ہے۔

اطلاع :۔ شراب، سگریٹ، بیڑی وغیرہ کا پینا۔ دھوپ میں زیادہ گھومنا۔ گرم گرم چائے، زیادہ مرچ اور حلق پیدا کرتے والی اشیاء کا استعمال یہ سب اشیاء گرمی پہنچاتی ہیں۔ جہاں تک ہو سکے ان کا استعمال بند کر دینا چاہیے۔ (رس تنتر سار و سدھ یوگ سنگرہ)

۹۔ روغن کشنیز :۔

مختلف نام :۔ ہندی میں تیل دھنیا۔ فارسی میں روغن کشنیز۔ (حاشیہ بر صفحہ ۴۳۹)

لاطینی میں ادلیم کوری اینڈرائی (　　　) اور
انگریزی میں آئل آف کوری اینڈر (　　　)
کہتے ہیں۔

ماہیت:۔ یہ ایک فراری روغن ہے۔ جو کہ پختہ ثمر کشنیز سے کشید کے
ذریعہ نکالا جاتا ہے۔

صفات طبعی:۔ یہ بے رنگ یا ہلکے زرد رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کی بو
اور ذائقہ مثل کشنیز کے ہوتا ہے۔ وزن تناسبیہ ۰،۸۶۵ سے ۰،۸۸۴
تک۔

کیمیائی تجزیہ:۔ اس میں ۵۴ سے ۶۵ فیصدی تک کوری اینڈرول
(　　　) پایا جاتا ہے جو کہ لینا لول (　　　) سے
مشابہ ہوتا ہے۔ علاوہ بریں اس میں ڈی پائی نین۔ بی پائی نین۔ ٹرپی نین۔ جیرانی
اول۔ بورنیول اور ڈلیائل الیڈی ہائیڈ پائے جاتے ہیں۔

(انڈین فارماسیوٹیکل کوڈیکس)

انحلال:۔ اس کا دو حصہ ایک حصہ الکحل (۹۰ فیصدی) میں اور اس کا ایک حصہ
تین حصہ الکحل (۷۰ فیصدی) میں حل ہوتا ہے۔

مقدار خوراک:۔ ایک سے تین بوند۔

تاثیر و استعمال:۔ روغن کشنیز کی وہی تاثیرات ہیں جو کہ دیگر فراری روغنیات
میں پائی جاتی ہیں۔ یہ زیادہ تر بطور مقوی معدہ اور کاسر ریاح مستعمل ہے۔ نیز
ریوند اور سنا کے ذائقہ کو مخفی کرنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

(میٹریا میڈیکا ہیل وائٹ)

حاشیہ بر صفحہ سابقہ:۔ یہ وہ تیل دھنیا نہیں ہے کہ جس کا ذکر پیشتر ازیں سر پر لگانے
کے لیے کیا جا چکا ہے۔ وہ خارجی استعمال کی چیز ہے اور یہ اندرونی طور پر
مستعمل ہے۔ یہ کیمیائی طور پر کشید کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے اور ڈاکٹری
ادویہ فروشوں کے ہاں سے دستیاب ہوتا ہے۔

روغن خاص کر ادویہ کو زیادہ خوشگوار بنانے اور مروڑ کو رد کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

(فارماکالوجی میٹریا میڈیکا اینڈ تھیراپیوٹکس)

یہ الکسر کیس کارا سگریڈا اور ایکسٹریکٹ سنا لیکوئڈ میں پڑتا ہے۔

دھنیا کا تیل معطر، کاسر ریاح اور محرک ہے۔ یہ جلاب آور ادویہ میں ان کے مروڑ پیدا کرنے کے میلان میں کمی کرنے کے لیے ملایا جاتا ہے۔

(انڈین فارمیسیوٹیکل کوڈیکس)



زعفران

مختلف نام:- سنسکرت میں کنکم۔ رودھر۔ رکت۔ سنکوچ۔ اگنی شیکھر۔ اگنی شکھا کسمیر اجنما۔ کاشمیر۔ ہندی۔ گجراتی اور مرہٹی میں کیسر کیشر۔ اردو میں کیسر۔ زعفران۔ بنگالی میں کم کم۔ عربی میں زعفران۔ فارسی میں کرکیماس۔ لاطینی میں کروکس سے ٹی وس، ( ) اور انگریزی میں کروکس ( ) اور سیفرن ( ) کہتے ہیں۔

وجہ تسمیہ:- چونکہ زعفران کی رنگت خون کی طرح شوخ سرخ ہوتی ہے اس لیے اسے رُودھر اور رکت نام دیا گیا ہے۔ رُدھر اور رکت خون کو کہتے ہیں۔ زعفران کے پودے کی چوٹی یعنی پھول آگ کی لپیٹ کے مانند چمکتا ہے اس لیے اسے اگنی شیکھر (جس پودے کی شیکھر یعنی چوٹی آگ کی مانند ہے) اور اگنی شکھا (جس کی شکھا یعنی چوٹی مانند آگ ہے) کہا ہے۔ قدیم ایام سے ہی زعفران کشمیر میں پیدا ہوتی ہے اسی لیے یہ سنسکرت میں کسمیرا (کشمیر میں پیدا ہونے والی) اور کاشمیر نام سے موسوم ہے۔

انگریزی نام سیفرن عربی نام زعفران کا محرّف ہے۔

تاریخ:- زعفران زمانہ قدیم سے ہندوستان میں مروج ہے اور قدیم ترین آیورویدک کتب چرک وسشرت وغیرہ میں اس کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ غرضیکہ اطباء ہند کے ہاں یہ زمانہ قبل تاریخ سے مستعمل ہے۔ قدیم ایام سے اہل ہنود اسے دیو پوجا۔ اپنی بعض مذہبی رسوم اور بیاہ شادیوں میں برتتے ہیں۔ دیگر ماتھے پر اس کے ٹیکا کے لگانے کا عام دستور ہے۔ چاولوں۔ حلوہ جات۔

اور مٹھائیوں وغیرہ کو کیسری رنگ دیتے اور خوشبو پیدا کرنے کے لیے بھی استعمال کی جاتی ہے۔ انجیل میں بھی زعفران کا حوالہ موجود ہے۔

کشمیر میں ایک خاص خطہ زعفران کی کاشت کے لیے مشہور ہے جہاں سلطان مغلیہ کے وقت میں اس کی کاشت بڑے اہتمام سے ہوا کرتی تھی۔ سلطنت مغلیہ کے حکمران زعفران کی بے نظیر خوبیوں کے نہایت قائل تھے۔ چنانچہ شہنشاہ بابر نے اپنے "بابر نامے" جہانگیر نے اپنی "تزک جہانگیری" اور ابوالفضل نے اپنی "آئین اکبری" میں کشمیری زعفران کی بڑی مفصل تعریف کی ہے۔ "آئین اکبری" میں لکھا ہے کہ "زعفران کے کھیت اتنا خوشنما منظر پیش کرتے ہیں کہ اسے دیکھ کر دہ لوگ بھی خوش ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے جنہیں اور کسی طرح خوش نہیں کیا جا سکتا۔

قدیم اہل یونان اور رومی بھی زعفران کو بطور رنگ اور بطور دوا نیز خوشبو اور خوشگواری پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا کرتے تھے۔ دسویں صدی عیسوی میں یہ ہسپانیہ میں کاشت ہوتی تھی جہاں سے فرانس اور انگلستان میں یہ پودا پہنچ گیا۔ ایران میں بھی اس کی کاشت کا پتہ چلتا ہے۔

دوا: طب ویدک اور طب یونانی میں مستعمل ہے۔ طب ویدک کی بہ نسبت طب یونانی میں اس کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔ ڈاکٹری میں یہ صرف رنگ و بو کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ چنانچہ اس مدعا کے لیے ٹنکچر آف کروکس "
(
) تیار ملتا ہے۔ یہ انڈین نیشنل فارماکوپیا میں داخل ہے۔

جائے پیدائش:۔ اس پودے کا اصل وطن جنوبی یورپ بتایا جاتا ہے اس کی سپین (ہسپانیہ) فرانس۔ اٹلی۔ یونان۔ ترکی اور ایران میں کاشت کی جاتی ہے بھارت میں کشمیر کے علاقہ پام پور اور جموں کے علاقہ کشتواڑ میں عمدگی سے اگتا ہے۔

یہ حقیقت حیران کن ہے کہ بھارت میں مذکورہ بالا دو مقامات کے علاوہ اور جہاں کہیں بھی اس کے اگانے کی کوشش کی گئی۔ اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ بھارت کے سوا پورے ایشیا میں یہ کہیں اور پیدا نہیں ہوتا۔

نباتی توضیح :۔ اس کا پودا دائمی ہوتا ہے جو ۱۵ سے ۲۵ سینٹی میٹر (اندازاً ۶ سے ۱۰ انچ) اونچا اور پیاز اور نرگس کے پودے کی مانند ہوتا ہے۔ اس میں تنا نہیں ہوتا۔ اس کی جڑ میں پیاز یا نرگس کی طرح چھوٹی سی گانٹھ پائی جاتی ہے جس کی موٹائی ایک انچ یا اس سے قدرے بڑی ہوتی ہے۔ پتے جڑ ہی سے نکلتے ہیں جو گھاس کی شکل کے کم چوڑے اور ملبوتر ے ہوتے ہیں چونکہ ان کے کنارے پچھلی جانب مڑے ہوئے ہوتے ہیں اس لیے یہ نالا نماں نظر آتے ہیں۔ یہ تعداد میں چھ سے دس تک ہوتے ہیں مگر پھول سے بلند تر نہیں ہوتے۔

موسم خزاں میں پھول آتے ہیں یہ ایک ایک یا گچھوں میں دو تین ایک ساتھ ہوتے ہیں پھول کی ڈنڈی خاصی لمبی اور اندر سے کھوکھلی ہوتی ہے۔ پھول میں چھ پنکھڑیاں ہوتی ہیں۔ تین چھوٹی اور تین بڑی۔ پنکھڑیاں ملبوتری مگر چوڑی اور کیت کی طرح ارنگت میں بنفشی یعنی نیلگوں ہوتی ہیں۔ پھول براہ راست گانٹھ میں سے نکلتا ہے۔

پھول کے بقچے میں تین پتلی نالیاں سی پائی جاتی ہیں جو تقریباً ایک ایک انچ لمبی ہوتی ہیں اور پھول سے باہر نکلی ہوئی لٹکی رہتی ہیں۔ ان کی رنگت شوخ سرخ ہوتی ہے یہی وہ حصہ گل ہے جسے سکھا کر زعفران بناتے ہیں۔ غرضیکہ زعفران کے پھول کے بقچہ گل کی گہری سرخ رنگ کی تین گردنوں یعنی گردن بقچہ اور ان کے سروں یعنی سر بقچہ کا نام ہی زعفران ہے۔

سر بقچہ کی لمبائی تقریباً ۲۵ ملی میٹر اور شکل گل دان کی مانند ہوتی ہے۔ رنگ گہرا

ہر بقچہ گل یعنی پھول کے اعضاء مادینہ کے تین حصے ہوتے ہیں :۔

۱۔ بقچہ گل کے پھولے ہوئے چوڑے پڑے زیریں حصہ کو بیضہ دان (اووری) کہتے ہیں۔

۲۔ بیضہ دان کا پتلا بڑھا ہوا حصہ جس پر سر بقچہ قائم ہوتا ہے اسے گردن بقچہ (سٹائل) کہتے ہیں۔

۳۔ گردن بقچہ کے سرے پر جو خنگانی پھولا ہوا حصہ ہوتا ہے اسے سر بقچہ (سٹگما) کہتے ہیں۔

سرخ ہوتا ہے۔ گردن لقچہ تقریباً۔ اپنی سیٹر لبی کم وبیش بیلن نما اور ٹھوس ہوتی ہے۔ رنگ پھیکا زردی مائل نارنجی ہوتا ہے۔ مخصوص قسم کی تیز زعفرانی خوشبو آتی ہے۔ دانتوں سے چبانے پر ذائقہ تلخ ہوتا ہے اور لعاب دہن زردی مائل نارنجی ہو جاتا ہے۔

پودے پر بیضوی گول ( ) ڈوڈے آتے ہیں ہر ایک میں تین خانے ہوتے ہیں۔ ہر خانے میں کئی چھوٹے چھوٹے بیج بھرے رہتے ہیں۔

نباتی فصیلہ: اس کا نیچرل آرڈر اریڈے سی ( ) ہے۔ یعنی یہ فصیلہ ایرسیہ میں داخل ہے۔ غرضیکہ نباتی حیثیت سے یہ اسی نوع میں داخل ہے جس میں ایرسا (گل سوسن) شامل ہے۔

کشمیری زعفران کی کھیتی

کشمیری زعفران اپنی نفاست، پرکشش رنگت اور دل آویز مہک کے لحاظ سے سب پر فائق ہے۔ اور تحفہ کے طور پر دور دور بھیجی جاتی ہے۔ سری نگر سے تقریباً گیارہ میل کے فاصلے پر موضع پام پور کے آگے ایک اونچا اور خشک قطعہ زمین ہے جو زمانہ قدیم سے زعفران کی کاشت کے لیے موزوں سمجھا جاتا ہے۔ اسے خطہ زعفرانی ہی کہنا چاہیے۔ یہ قطعہ تقریباً آٹھ میل لمبا اور تین میل چوڑا ہے۔ اکتوبر کے مہینے میں یہاں کا منظر دیکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ اس زمانے میں زعفران پھولتی ہے۔ اور ہزاروں سیاح لہلہاتے ہوئے زعفران زار کو دیکھنے کے لیے دور دور سے آتے ہیں۔ ہر سال میں صرف چھ ہفتہ ہی یہاں بہار رہتی ہے۔ چونکہ اسی قدر عرصہ میں زعفران کی فصل تیار ہو کر پھر فروخت ہو جاتی ہے۔

اس خطہ کی زمین اونچی ہے کہ جس میں پانی بالکل ٹھہرنے نہیں پاتا اور اس کی آب و ہوا باقی وادی کشمیر سے بالکل مختلف ہے۔ یہاں خشکی بھی بہت زیادہ ہے اور دھوپ بھی تیز پڑتی ہے۔ آبپاشی بالکل نہیں کی جاتی۔ صرف بارش سے آبیاری ہوتی رہتی ہے نہ ہی کوئی کھاد ڈالی جاتی ہے۔ بیج لگانے سے پہلے کھیتوں کو اچھی طرح گوڑ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان کھیتوں کو چھوٹے چھوٹے چوکور رقبوں میں اونچی مینڈ وں

کے ذریعہ تقسیم کر دیتے ہیں۔ عام طور پر یہ مینڈیں ۲ فٹ لمبی اور اتنی ہی چوڑی ہوتی ہیں۔ ان مینڈوں کے گرد چاروں طرف نالی کھودی جاتی ہے۔ مینڈوں کی وجہ سے کھیت میں باہر کا پانی نہیں آسکتا اور اندر کا پانی نالی کے ذریعہ آسانی سے باہر نکل جاتا ہے۔ زعفران خشک زمین میں پیدا ہوتی ہے۔ اور دھوپ میں اس کا رنگ نکھرتا ہے۔ بیج کے طور پر زعفران کی گانٹھیں لگائی جاتی ہیں جو بارہ برس تک خود بخود بڑھتی اور نئے پودے پیدا کرتی رہتی ہیں۔ ہر بارہویں برس زعفران کے کھیت بدل دیے جاتے ہیں۔ تخم ریزی کا موسم اگست ہوتا ہے۔ وسط اکتوبر میں جب سرخ سرخ پھول نمودار ہوتے ہیں تو کھیت زعفران زار بن جاتا ہے۔ زعفران کے پھول چاندنی راتوں میں گلہائے طلائی کا تصور پیش کرتے ہیں۔ نومبر کے مہینے میں پام پور سے ذرا گزر جائیے آپ ضرور محسوس کریں گے کہ زعفران زار عنبر بکھیر رہا ہے۔ ہوا پھولوں کی خوشبو سے مہک جاتی ہے۔ نرم اور نازک تازہ جھونکے کیف و مستی میں چور، دل و دماغ کو تازگی بخشتے ہیں۔ قطار در قطار میں زعفران کے لہلہاتے ہوئے کھیت دیکھ کر ایسا اچھا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ بے تحاشا ہنس پڑتے ہیں۔ دیکھنے والوں کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے اور دماغ کو اس قدر فرحت حاصل ہوتی ہے کہ آدمی خود بخود مسکرانے لگتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں نے زعفران کے کھیت کو دیوار قہقہہ بنا دیا ہے۔

آخر اکتوبر یا زیادہ سے زیادہ وسط نومبر تک زعفران کی فصل بالکل تیار ہو جاتی ہے۔ جب پھول پختہ ہو جاتے ہیں تو مزدور اور مزدورانیاں بڑی ہوشیاری سے ایک ایک پھول توڑ کر کھلیان میں جمع کرتی ہیں۔ جب یہ پھول اکٹھے ہو جاتے ہیں تو اس وقت انھیں دھوپ میں چٹائیوں وغیرہ پر بچھا دیا جاتا ہے۔ سکھلنے کے بعد ہر پھول کے اندر سے تین لمبی لمبی نالیاں جو بیضہ دان کا بڑھاؤ ہوتی ہیں۔ ان تین گردن بقچہ کو بمعہ ان کے تین سر بقچہ کو چٹکی سے توڑ لیتے ہیں جس سے اوّل درجہ کی شاہی زعفران بنتی ہے۔ اسے عرف عام میں مونگرا زعفران بولتے ہیں۔ اس کی شناخت یہی ہے کہ رنگ شوخ سرخ ہو۔ نالیاں علیحدہ علیحدہ نظر آئیں اور پھر خوشبودار بھی ہوں پھول کی ڈنڈی کے اندر ان نالیوں کا زیریں حصہ ہوتا ہے۔ جس کی رنگت بہت ہلکی یعنی سرخی مائل زرد رنگ کی ہوتی ہے۔ مگر اس سے بھی زعفران بنائی جاتی ہے۔

یہ زعفران کا لچھا کہلاتا ہے۔ مونگرا زیادہ قیمتی ہوتا ہے لچھا کی قیمت قدرے کم ہوتی ہے مونگرا اور لچھا نکال لینے کے بعد پھولوں کو سکھایا جاتا ہے۔ سوکھنے پر انھیں ہلکی سی چھڑی کے ساتھ کوٹتے ہیں۔ اور پھر چھاج میں ڈال کر پھٹک لیتے ہیں تاکہ پھول کی پتیاں اور فالتو پردے علیحدہ ہو جائیں۔ اس کے بعد سب کو پانی میں ڈال دیتے ہیں جس سے بیضہ دان کی نالیوں کے ٹکڑے جو بھاری ہوتے ہیں پانی کی تہہ میں بیٹھ جاتے ہیں اور ہلکے پردے اوپر تیر آتے ہیں۔ تہہ نشین ٹکڑوں کو اکٹھا کر کے سکھا لیتے ہیں جس سے دوسرے درجے کی زعفران بنتی ہے اور تیرنے والے پردوں کو دوبارہ خشک کر کے کوٹتے ہیں اور پانی میں ڈال دیتے ہیں۔ تہہ نشین ٹکڑوں سے تیسرے درجے کی زعفران حاصل ہوتی ہے۔

پہلے کیسر کے کھیت سرکاری زمین تھے مگر اب بھوجی سرصار کے نتیجہ کی بدولت یہ کھیت کاشتکاروں کی ملکیت ہو گئے ہیں۔ اس طرح ان کسانوں کو اصل میں سونا اگلنے والے کھیت ہاتھ آئے ہیں۔

شری کرنل آر۔ این۔ چوپڑا رقمطراز ہیں کہ:۔

زعفران کا پودا پیاز کے مانند تقریباً ½ فٹ اونچا ہوتا ہے جو کہ کشمیر و کوئٹہ کے گرد و نواح میں عموماً پایا جاتا ہے۔ بازاری زعفران نبات زعفران کے پھولوں کے خشک سر بقچہ اور گردن بقچہ کے بالائی حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ ہندوستان کا ملکی پودا معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ کشمیر میں زراعت کیا گیا ہے اور حال ہی میں کوئٹہ میں بھی۔

یہ تخموں سے اور گانٹھیں لگانے سے پیدا کیا جاتا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایک ایکڑ زمین سے خشک زعفران دس سے گیارہ پونڈ تک حاصل ہوتی ہے جو کہ پچاس سے پچپن پونڈ تک کے سبز زعفران کے مساوی ہوتی ہے۔ زعفران کی کاشت کرنے اور منڈی کے واسطے اسے تیار کرنے میں بہت احتیاط اور توجہ کرنی پڑتی ہے۔ اس کے پھول بہت علی الصباح توڑے جاتے ہیں جب کہ وہ نیم وا ہوتے ہیں۔ تب سپلشے الگ کیے جاتے ہیں اور فوراً چھلنیوں میں الٹ کر مٹی کے چولہوں یا برتنوں کے اوپر رکھ دیتے ہیں کہ جن میں ہلکی آگ پائی جاتی ہے۔ معمولی آنچ ضرور دینی چاہیے

نہیں تو زعفران ملائم ہو جاتی ہے اور بگڑ جاتی ہے۔

(انڈی جینس ڈرگز آف انڈیا)

ملاوٹ

زعفران ایک قیمتی شے ہے اس لیے بددیانت تاجر اور دوکاندار اس میں عموماً ملاوٹ کر دیتے ہیں۔ چنانچہ زعفران جس نباتی نوع میں داخل ہے اس میں چند پودے اور بھی ہیں۔ جن کے پھول زعفران سے مشابہ ہوتے ہیں مگر رنگت اور خوشبو اس پائے کی نہیں ہوتی۔ انھیں بد دیانتی سے اصل زعفران میں ملا دیا جاتا ہے۔ بھارت میں اصل زعفران کی جگہ بعض اوقات کسنبہ اور ہار سنگھار کے پھول استعمال کر لیے جاتے ہیں جو اپنی وضع قطع کے لحاظ سے گل زعفران سے بالکل مختلف ہوتے ہیں اور آسانی سے ان کی تمیز بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن ولایت سے جو نقلی زعفران آتی ہے اس کی شناخت آسانی سے نہیں ہو سکتی۔ سوائے اس کے کہ رنگت اور خوشبو اصل چیز سے ہلکی ہوتی ہے۔ چنانچہ ولایت میں زعفران کی قسم کے جن پودوں سے نقلی زعفران حاصل کی جاتی ہے ان کے لاطینی نام یہ ہیں:۔

کروکس سیلی ری ام ( ) جو یونان سے حاصل کیا جاتا ہے۔

کروکس آرمی رس ( )

کروکس اوڈورس ( )

کروکس لیبوٹی رس ( )

کروکس ورنس ( )

زعفران میں ملاوٹ کا دستور بہت پرانا ہے یہاں تک کہ قدیم یونان کے حکیم دلیقوریدوس اور رومی مؤرخ پلاٹنی کے زمانے میں بھی ملاوٹ کا تاریخی ثبوت ملتا ہے۔ زمانہ حاضر میں ملاوٹ کے عموماً چار طریقے برتے جاتے ہیں:۔

۱۔ اصلی زعفران میں اسی کے پھول کے زیریائے گل اور اس کی پنکھڑیوں کی لمبی باریک کترنیں شامل کی جاتی ہیں۔ علاوہ بریں دیگر ہم شکل و ہم رنگ پھولوں کی [illegible] بھی

ملا دی جاتی ہیں۔

ب۔ اصل زعفران کی سالم تریوں میں سے رنگ نکال کر انھیں پھر کسی مناسب رنگ سے رنگنے کے بعد کوئی مصنوعی خوشبو ملا دی جاتی ہے۔

ج۔ مصنوعی طریقے سے اصل زعفران کا وزن بڑھا دیا جاتا ہے۔

د۔ مصنوعی تیار شدہ زعفران ملا دی جاتی ہے۔

نسبت امر اوّل زعفران کے پھول کے زیر ہائے گل اور اس کی پنکھڑیوں کی لمبی باریک کترنیں میتھل اورنج ( ) یا سرخ رنگ سے رنگنے کے بعد اصلی زعفران میں شامل کر دی جاتی ہیں۔ کسنبہ اور ہار سنگھار کے پھولوں کی تریاں بھی اصل زعفران میں ملائی جاتی ہیں۔ گل کیلنڈولا ( ) کی پتیاں بعض اوقات زعفران میں ملا دی جاتی ہیں۔ اسے چینی کسنبہ سمجھنا چاہیے۔ اس کا رنگ اصلی زعفران کے ساتھ ملانے کے لیے کیلنڈولا کو میتھل اورنج کے رنگ میں غوطہ دے دیا جاتا ہے۔

نسبت امر دوم :۔ اصل زعفران کو جس کا اصل رنگ نکال لیا جاتا ہے دوبارہ رنگنے کے لیے ٹار ٹرازین ( ) اور پانشیو۔ سی۔ آر ( ) چوب پتنگ۔ چوب برازیل۔ وکٹوریا یلو ( ) اور وکٹوریہ اورنج ( ) مصنوعی رنگ وغیرہ استعمال کیے جاتے ہیں۔

نسبت امر سوم :۔ اصل زعفران کا وزن کئی طریقوں سے بڑھاتے ہیں۔ اس غرض سے گلیسرین شہد اور نباتاتی روغنیات برتے جاتے ہیں۔ جن سے زعفران کی ظاہری صورت اور رنگت بھی بہتر نظر آتی ہے۔

نسبت امر چہارم :۔ امرتسری ٹھگ اصلی زعفران کے عین بعین ہمشکل و ہمرنگ مصنوعی نقلی زعفران کی تریاں تیار کر کے ملا دیتے ہیں۔

اصلی اور نقلی کی شناخت

ا۔ زعفران کی ایک تری کو لے کر منہ میں ڈال کر چبائیں۔ اصلی زعفران کا مزہ خوش گا

تلخ اور خوشگوار معلوم ہوتا ہے لیکن نقلی زعفران کی تری کا مزہ پھیکا سا ہوتا ہے۔
۲۔ خوردبین سے دیکھنے پر اصلی زعفران اپنی شباہت کی بنا پر بڑی آسانی سے پہچانی جاسکتی ہے۔
۳۔ زعفران کی تریوں کو پانی کی سطح پر پھینکیں تو وہ پھول کے پھیل جاتی ہیں اور کھل جاتی ہیں اور ان کے گرداگرد جو پانی ہوتا ہے وہ رفتہ رفتہ گہرے زرد رنگ کا ہوجاتا ہے وہ سنہری مائل زرد۔ سرخ یا گلابی نہ ہونا چاہیے۔ ایسا ہو تو سمجھ لیں کہ کوئی مصنوعی رنگ برتا گیا ہے۔ تری کھل کے ایک مخروطی نالی سی نظر آتی ہے جس کی ڈنڈی کا سرا چھوٹا اور بالائی سرا چوڑا ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں بالائی کنارے پہ اندر کی طرف ایک چھوٹا سا شگاف بھی نظر آتا ہے۔ تری کے بالائی کنارے بے قاعدہ سے کنگری دار ہوتے ہیں۔
۴۔ زعفران کالال رنگ کا سفوف ہوتا ہے جو پانی اور الکحل میں آسانی سے گھل جاتا ہے یہ خالص سلفیورک ایسڈ (تیزاب گندھک) میں حل ہوجاتا ہے اور اس سے گہرے نیلے رنگ کا محلول تیار ہوتا ہے۔ یہ محلول کچھ دیر بعد بنفشئی رنگ میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ پھر لال رنگ میں اور آخر کار خاکی رنگ میں بدل جاتا ہے۔ نائٹرک ایسڈ (تیزاب شورہ) میں اس سے ہرا رنگ پیدا ہوتا ہے۔
۵۔ اصلی زعفران کو ایتھر یا پٹرولیم سپرٹ میں ڈالیں تو اس کی رنگت برائے نام نکلتی ہے۔ لیکن اگر زعفران میں مصنوعی طور پر کوئی رنگ دیا گیا ہو تو ان میں سے اکثر رنگ ایتھر اور پٹرولیم سپرٹ میں جھٹ پٹ گھلنے شروع ہوجاتے ہیں۔
۶۔ ۱۰۰ ملی گرام زعفران کو ۱۰ ملی میٹر پانی میں پندرہ منٹ تک گرم کریں اور گاہے گاہے امتحانی نلی کو ہلاتے رہیں اس کے بعد اسے فلٹر کاغذ میں چھان لیں۔ حاصل شدہ رنگین پانی میں ایک گرام رنگ جذب کرنے والا کوئلہ (
) شامل کر دیں اور آہستہ آہستہ ہلانے کے بعد دس منٹ تک رکھ دیں۔ تاکہ زیر امتحان مادہ نلی میں تہہ نشین ہوجائے پھر اس نتھرے ہوئے پانی کو دوبارہ فلٹر کاغذ میں چھان لیں اور اب اس پانی کا رنگ دیکھیں۔ کوئلہ اصلی زعفران کے رنگ کو جذب کر لیتا ہے اور پانی میں رنگ باقی نہیں رہتا۔ اگر پانی

یں رنگ باقی رہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ زعفران کسی دیگر مصنوعی رنگ سے رنگی ہوئی ہے۔

۷۔ ۰۲ء۰ گرام (۱/۳ گرین) اصلی زعفران کو ۱۰۰۰ ملی میٹر پانی میں گھولنے سے جو زرد رنگ کا محلول تیار ہوتا ہے اس کا رنگ قطعاً اس رنگ کے برابر ہونا چاہیے جو پوٹاسیم ڈائیکرومیٹ ( ) کے ۱ء۰ فیصدی محلول کا ہوتا ہے۔ اس سے کم رنگت کی گہرائی بالکل نہیں ہونی چاہیے۔

۸۔ ۱۰ ملی گرام نقلی کیسر کو ۵ ملی لٹر الکحل (۹۵ فیصدی) یا میتھائل الکحل میں گھولیں تو سبزی مائل زرد رنگ کا سیال حاصل ہوتا ہے۔ یہی عمل اصل کیسر کی اتنی ہی مقدار سے ۵ ملی لٹر ایتھر، کلوروفارم، بنیزین ( ) کاربن ٹیٹرا کلورائیڈ ( ) یا زائیلین ( ) کے ساتھ کیا جائے تو یہ محلول بے رنگ ہی رہتے ہیں۔

۹۔ زعفران میں گلیسرین و کسی روغن وغیرہ کی ملاوٹ کا شبہ ہو تو اسے جاذب کاغذ کے دو ٹکڑوں کے درمیان رکھ کر دبائیں۔ اگر ایسی چیزیں ملائی گئی ہوں گی تو کاغذ پر ان کی چکنائی کے داغ پڑ جائیں گے ورنہ نہیں۔

کیمیائی تجزیہ:۔ زعفران کا کیمیائی تجزیہ کیا جا چکا ہے اور معلوم ہوا ہے کہ اس میں ذیل کے اجزاء پائے جاتے ہیں۔

الف۔ تین رنگ دار قلمی دار مادے۔

۱۔ اے کروسیٹین ( )

۲۔ بی کروسیٹین ( ) جو زعفران کا ۷ء۰ فیصدی ہوتا ہے۔

۳۔ وائی کروسیٹین ( ) جو ۳ء۰ فیصدی پایا جاتا ہے

ب۔ ایک تلخ مادہ

ج۔ شحمیہ روغن (فیٹی آئل) ۸ سے ۴ء۱۳ فیصدی تک۔

د۔ لطیف روغن (ایسنشل آئل) ۳۷ء۱ فیصدی۔

(انڈیجینس ڈرگز آف انڈیا)

افعال و خواص بروئے طب ویدک

کیسر چرپری اور چکنی ہے۔ امراض سر، زخم اور کرم ہائے شکم کو رفع کرتی ہے تلخ ہے دافع قے ہے۔ رنگ کو نکھارتی ہے۔ وینگ (جلد کی ایک خرابی) اور تینوں خلطوں کو دور کرتی ہے۔ (بھاو پرکاش نگھنٹو)

کیسر چرپری۔ تلخ اور گرم ہے۔ بلغم، وات۔ زخم۔ امراض چشم۔ امراض سر اور زہر کو دور کرتی ہے۔ جسم کے رنگ کو نکھارتی ہے۔

(دھنونتری نگھنٹو)

خواص و فوائد بروئے طب یونانی

فرحت بخشتی ہے۔ حواس، قویٰ، شکم کے اندر کے اعضاء، گردے، مثانے اور جگر کو قوت دیتی ہے۔ جگر اور تلی کا سدہ کھولتی ہے۔ گردے اور مثانے کا تنقیہ کرتی ہے۔ ان اعضاء کو بھی قوت بخشتی ہے جن کو سانس لینے میں مداخلت ہے آنتوں اور رگوں کے منہ پر بوجہ لیس دار ہوتے کے چپک کر سدہ پیدا کرتی ہے۔ اوساں کو معتدل القوام کرتی ہے۔ ورم اور ریاح کو تحلیل کرتی ہے۔ خلط کو سڑنے اور بدبو کرنے سے روکتی ہے اور تغیر و فساد سے اس کی حفاظت کرتی ہے۔ بلغم کو سڑنے نہیں دیتی۔ خوشی اور ہنسی پیدا کرتی ہے۔ گردے اور مثانے کو مواد سے صاف کرتی ہے۔ گردے کے درد کو تسکین دیتی ہے۔ آنکھ کے درد اور اس کی سرخی کو دور کرتی ہے۔ بینائی کو تیز کرتی ہے۔ سردی کے درد سر اور پسلی کے درد کو رفع کرتی ہے۔ منی پیدا کرتی ہے۔ پیشاب اور حیض جاری کرتی ہے۔ اس میں یہ خاصیت ہے کہ اگر پیشاب بند ہو جائے تو ذکر کے منہ میں ایک تار اس کا رکھ دینے سے پیشاب اتر آتا ہے۔ دواؤں کی قوت دل اور تمام اعضا میں پہنچا دیتی ہے۔ دماغ تلی اور جگر کا سدہ دور کر دیتی ہے۔ ڈیڑھ رتی زعفران کو دو تین قطرہ پانی کے ساتھ پیس کر گو ہانجنی پر لگانے سے فوراً فائدہ ہوتا ہے جس جگہ زعفران رکھی ہو وہاں چھپکلی نہیں جاتی۔ ۳ ماشہ زعفران خارخشت کے مریض

کو پلانے سے نفع ہوتا ہے۔ جس عورت کے بچہ مشکل سے پیدا ہوتا ہو اس کو ۱۴ ماشہ زعفران پلا دینے سے فوراً پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک شخص نے اس کو دردِ زہ کے لیے کئی بار پلایا فوراً بچہ پیدا ہو گیا۔ ایک عورت کو کئی دن سے دردِ زہ تھا بچہ نہیں ہوتا تھا۔ سات ماشہ زعفران پلائی گئی فی الفور بچہ پیدا ہو گیا۔ اگر حاملہ کے بچہ پیدا ہونے میں دقت ہو تو دو اڑھائی تولہ زعفران اس کے ہاتھ میں دے دیں اور وہ مٹھی باندھ لے جب گرمی سے پسیج کر ہاتھ میں تری آ جائے گی اس وقت آسانی سے بچہ پیدا ہو جائے گا۔ اور سانول بھی نکل جائے گی۔ زعفران، افیون اور ریح تینوں کو برابر لے کر روغن گل میں پیس کر جس کے منہ پر مل دیا جائے گا فوراً سو جائے گا۔ اس کے رکھنے سے رحم کا درد جاتا رہتا ہے۔ اگر تھیلی میں باندھ کر معدے پر باندھیں تو رطوبت معدے کو دور کرتی ہے۔ اس کا سونگھنا برسام اور شوصہ کو مفید ہے رخسار کا رنگ صاف کرتی ہے۔ اس کو آنکھ میں لگانے سے روشنی تیز ہوتی ہے آنکھ میں لگانے سے غشاوہ، سلاق، جرب اور آنکھ کے قروح کو مفید ہے۔ اس کا نطول دردِ سر شدید کو دفع کرتا ہے۔ باوجودیکہ مقوی معدہ ہے مگر بھوک کم کرتی ہے۔ زعفران کا استعمال ان معجونات اور مفرحات میں جو دردِ سر اور دوار وغیرہ میں دی جائیں منع ہے۔ اگرچہ بعض معجونوں، مفرحوں اور تریاقوں کے نسخوں میں داخل ہے اس لیے کہ زعفران بالخاصہ دردِ سر پیدا کرتی ہے۔ ایک رتی زعفران پان میں رکھ کر لرزے کے دن دینے سے بالکل بند ہو جاتا ہے۔ اگر اس کو کثرت کے ساتھ کھایا جائے تو تبخیر بھی کثرت کے ساتھ ہو کر بینائی میں فرق آ جاتا ہے حواس بگڑ جاتے ہیں۔ بلکہ روح اتنی زیادہ پھیل جاتی ہے اور شدت کے ساتھ خارج کی طرف اس کو تحریک ہوتی ہے کہ قوتِ غاذیہ کا مادہ بالکل منقطع ہو کر آدمی مر جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ۹ ماشہ کھانے سے اتنی خوشی و فرحت پیدا ہوتی ہے کہ ہنستے ہنستے آدمی مر جاتا ہے مگر یہ قول تحقیق کے برخلاف ہے۔ جہانگیر نے اپنی تزک میں لکھا ہے کہ اس نے قید خانے سے ایک قیدی کو بلا کر پاؤ بھر زعفران کھلائی۔ کچھ اثر نہ ہوا۔ دوسرے دن آدھ سیر تک کھلائی حس تک نہ ہوئی۔ تاہم زیادہ مقدار میں اور زیادہ دنوں تک نہ

کھانی چاہیے۔

رازی کہتا ہے بھوک گھٹ جاتی ہے اور تسلی پیدا ہو جاتی ہے اور سبب اس کا یہ ہے کہ جو سودا معدے میں آتا ہے اور جس کی وجہ سے بھوک لگتی ہے اس کی ترشی کو زعفران نقصان پہنچاتی ہے اور باوجود اس کے سرد معدے اور سرد جگر کو قوت دیتی ہے۔ بعض جگہ فرنگستان میں اس کو طبیب درد کمر کے لیے جو ادرار طمث کے وقت عورت کو ہوتا ہے بہت مفید سمجھتے ہیں۔ (خزائن الادویہ)

طبیعت:۔ گرم دوسرے درجے میں اور خشک پہلے درجے میں بعض اطباء کے نزدیک گرم تیسرے درجے میں اور خشک دوسرے درجے میں۔ گیلانی کہتا ہے کہ بعض گرم تیسرے درجے میں اور خشک پہلے میں بتاتے ہیں اور یہی اصح ہے اور بعض پہلے قول کو کہ قانون میں مذکور ہے اصح سمجھتے ہیں۔ (خزائن الادویہ)

افعال و منافع:۔ مفرح، مقوی معدہ، مقوی دل و دماغ، محرک، مدر حیض دافع تشنج، مسکن اعصاب۔

نفع خاص:۔ دل و دماغ کو تفریح و تقویت پہنچانے کے لیے بکثرت مستعمل ہے۔ تقویت باہ کے لیے دیگر ادویہ کے ہمراہ شامل کر کے بکثرت استعمال میں لائی جاتی ہے۔ عموماً حیض آور مرکبات میں داخل کی جاتی ہے۔ چیچک و خسرہ وغیرہ میں رکے ہوئے تمام دانوں کو جلد ظاہر کرنے کے لیے اس کا استعمال بہت مفید رہتا ہے۔

مقدار خوراک:۔ ۴ رتی سے ۲ ماشہ تک ہے۔

ترکیب استعمال:۔ اس کا رگڑ کر تیار کیا ہوا سفوف دواءً استعمال کیا جاتا ہے اسے دودھ وغیرہ میں گھول کر بھی استعمال کرتے ہیں۔ لیکن یہ جوشاندہ یا خیساندہ کی صورت میں قطعاً استعمال نہیں کی جاتی۔

دوائیہ تاثیرات:۔ زعفران کے اسینشل آئل (لطیف روغن) کے دوائیہ امتحانات کیے گئے تھے اس نے لطیف روغن کی تمام طبعی خصوصیات ہی ظاہر کیں ہمیں کوئی خاص ایسا نکتہ نہیں مل سکا کہ جس کی بنا پر اس کے نعل کی کتب الادویہ میں بتلائے ہوئے اسینشل آئل کی جماعت کے دیگر روغنات سے تمیز کی جا سکے اس کا بھی اثر غالباً مرکزی نظام عصبی پر خفیف سی تحریک کی وجہ سے ہوتا ہے

کہ جو تمام لطیف روغنات میں عام پایا جاتا ہے۔

(انڈی جینس ڈرگز آف انڈیا)

استعمالات

مختلف ڈاکٹروں کے قلم سے

۱۔ ڈاکٹر آر۔ این کھوری صاحب میٹریا میڈیکا آف انڈیا اینڈ دیر تھیراپیوٹکس میں تحریر فرماتے ہیں۔

زعفران محرک، معطر اور دافع تشنج ہے۔ رنگنے کے لیے بھی استعمال کی جاتی ہے بندش حیض، ہسٹریا، منوی ضعف، سیلان الرحم، قلت حیض، تو لیخ ریحی، دمہ تشنجی اور کھانسی میں دی جاتی ہے۔ فراری روغن کی موجودگی کی وجہ سے یہ گٹھیا اور عصبی دردوں میں استعمال کی جاتی ہے۔ بچوں کی اسہالی کیفیت میں یہ گھی کے ساتھ دی جاتی ہے۔ مخصوص حمیات شلاً خسرہ میں دانوں کو ظاہر کرنے کے لیے یہ مشہور ہے خارجی طور پر اس کا لیپ ضربات، سطحی زخموں اور دردسر کے دفعیہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ زعفران کی زنانہ بتیاں (وہ مخصوص بتیاں جو عورتیں اپنی اندام نہانی میں رکھتی ہیں) رحم کے پُر درد امراض میں استعمال کی جاتی ہیں۔ یہ پیشاب کا رنگ زرد کر دیتی ہے۔

۲۔ ڈاکٹر کے۔ ایم ندکرنی صاحب انڈین میٹریا میڈیکا میں رقمطراز ہیں۔

افعال:۔ یہ ایک مخصوص خوشبودار مہک اور تلخ و تیز ذائقہ رکھتی ہے۔ بلحاظ فعل یہ محرک۔ مقوی معدہ۔ خفیف سی مسکن الم اور دافع تشنج ہے۔ یہ مدر حیض اوصاف بھی رکھتی ہے۔ زیادہ مقدار میں یہ مخدر سمی ہے۔ یہ قلیل مقدار میں ½ رتی سے ۲½ رتی تک استعمال کی جاتی ہے۔ عام خوراک ½ رتی سے ۱½ رتی تک ہے۔

استعمالات:۔ خوشبودار مہک اور خوشنما رنگ دار مادہ کی وجہ سے عام طور پر بطور مصالحہ استعمال کی جاتی ہے۔ دوا کے طور پر یہ قلیل مقدار میں

یں حمیات۔ مالیخولیا۔ عظم الکبد تشنجی کھانسی و دمہ اور بچوں کے نزلی امراض یں استعمال کی جاتی ہے۔ یہ کمیِ خون سبز بھبس اور منوی ضعف یں دی جاتی ہے۔ یہ پیشاب زرد رنگ کا کر دیتی ہے۔ یہ گٹھیا اور عصبی درد میں دی جاتی ہے۔ نیز بچوں کی اسہالی کیفیت یں گھی کے ساتھ دی جاتی ہے۔ یہ تو لنج ریحی کو تسکین دینے کے لیے بھی دی جاتی ہے۔ یہ بندش حیض۔ قلتِ حیض اور سیلان الرحم وغیرہ یں دی جاتی ہے۔ زعفران کی زنانہ بتیاں رحم کے پُر درد امراض یں استعمال کی جاتی ہیں۔ خارجی طور پر زعفران لیپ کی ترتیب یں درد سر یں استعمال کی جاتی ہے۔ دیگر ضربات اور علمی زخموں پر بھی لگائی جاتی ہے۔ لوا سیر کے لیے یہ ایک بہترین تسکین دہ ہے پنجرے یں بند کیے ہوئے پرندے جب پر جھاڑنے لگتے ہیں یا بصورت دیگر بیمار ہو جاتے ہیں تو اس کے چند ریشوں کا پانی یں خیساندہ بنا کر انھیں پلایا جاتا ہے

۳۔ ڈاکٹر وامن گنیش دیسائی صاحب اوشدھی سنگرہ یں تحریر فرماتے ہیں۔

کیسر مشتہی، ہاضم، طعام یں رغبت پیدا کرنے والی، مسکن الم (درد کو تسکین دینے والی) قابض۔ دافع تشنج اور رنہی ہے۔ مقدار خوراک ۵ سے ۲۰ رتی۔ درد حیض یں کیسر پوری خوراک یں دینے سے درد دور ہوتا ہے۔ اور خون ٹھیک پڑنے لگتا ہے۔ اس مرض یں کیسر کی گولی بنا کر اندام نہانی یں رکھواتے ہیں۔ پستانوں پر کیسر کا لیپ کرنے سے دودھ بڑھتا ہے۔ بچوں کی سردی، زکام یں کیسر دودھ میں ملا کر پلاتے ہیں اور پیشانی ناک اور چھاتی پر کیسر کا لیپ کرتے ہیں۔ چیچک خسرہ وغیرہ یں دانے باہر آنے کے لیے کیسر دیتے ہیں۔

۴۔ کرنل آر۔ این۔ چوپڑہ صاحب انڈی جینس ڈرگز آف انڈیا یں لکھتے ہیں۔

زعفران ہندوستان یں طب قدیم یں بہت زیادہ استعمال کی جاتی ہے۔ طب یونانی یں طب ویدک کی نسبت بہ نسبت مقبول عام ہے۔ ربطوبہ محرک اور رنہی یہ ایک حکمی دوا مانی جاتی ہے۔ میٹریا میڈیکا کی اس زمرہ کی تمام ادویہ کی تاثیر سے یہ زیادہ فضیلت نہیں رکھتی۔ طب مغربی یں زعفران بہت محدود مقدار یں استعمال کی جاتی ہے۔ یہ زیادہ تر باورچی گری یں رنگ و مہک دینے والی شے کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔

۵۔ ڈاکٹر بی۔ مکرجی صاحب دی انڈین فارمیسیوٹیکل کوڈیکس میں رقمطراز ہیں۔

زعفران کی بطور مقوی معدہ اور دافع تشنج بہت شہرت ہے اور بطور محرک اور مبہی ایک حکمی دوا مانی جاتی ہے۔ یہ بطور تسکین عصب اور مدر حیض استعمال کی جاتی ہے یہ دیگر ادویہ کو رنگ دینے کے لیے استعمال کی جاتی ہے یا ان میں بطور مفرح شامل کی جاتی ہے۔

انڈین نیشنل فارماکوپیا میں جو ٹنکچر آف کروکس ( )

( ) حاصل ہے اس کے تیار کرنے کی ترکیب یہ ہے۔

زعفران کا سفوف ۱۰ گرام الکوحل (۷۰ فیصدی) ۱۰۰ ملی میٹر میں ملا کر فلٹر کریں۔

خوراک:۔ ۵ سے ۱۵ منم۔

استعمال:۔ صرف رنگ و بو کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔



سپت رنگی

کیفیت :۔ سپت رنگی بوٹی کا کسی بھی قدیمی دیدک گرنتھ میں تذکرہ نہیں پایا جاتا یہ ایک بالکل نئی دریافت شدہ بھارتی بوٹی ہے ۔ چونکہ یہ ذیابیطس کے لیے نہایت مفید ثابت ہوئی ہے ۔ اس لیے آج کل اس کو بہت ناموری حاصل ہو رہی ہے ۔ گجرات اور مہاراشٹر میں اس کا استعمال زیادہ مروج ہے ۔

مختلف نام :۔ سنسکرت میں سپت چکرا ، سورنڑ مولا ۔ ہندی میں چلا ۔ مرہٹی میں سپت کپی ۔ انگریزی میں دائیلڈ کوری فروٹ ( )

اور لاطینی میں[1] سلیسیا چینین سس ( ) کہتے ہیں ۔

وجہ تسمیہ :۔ چونکہ جڑ کو کاٹنے پر اس میں سپت (سات) چکر دکھائی دیتے ہیں اس لیے سپت چکرا نام دیا گیا ہے ۔

مول (جڑ) کی بیرونی چھال سورنڑ (سونے کے رنگ یعنی سنہری رنگ) کی ہوتی ہے اس لیے سورنڑ مولا کے نام سے منسوب کی گئی ہے ۔

تازہ جڑ میں اندر دھنش (قوس قزح یعنی وہ کمان جو ابر میں سات رنگوں سے بنی ہوئی دکھائی دیتی ہے ۔) کی مانند سپت رنگ دکھائی دیتے ہیں اس لیے سپت رنگی نام سے مشہور عام ہے ۔

جائے پیدائش :۔ اس کے پودے دکھنی بھارت کے پہاڑی علاقوں کو کنٹر اور مالا بار میں پائے جاتے ہیں ۔ لنکا میں بھی ہوتے ہیں ۔

---

[1] پہلے اس کا لاطینی نام کیسی ایریا الیس کیو لینٹا ( ) تسلیم کیا جاتا تھا لیکن اب اس کی تصحیح کر کے مذکورہ صدر نام قرار دیا گیا ہے ۔

نباتی توضیح :۔ اس کا جھاڑی نما پودا دو سے پانچ فٹ تک اونچا ہوتا ہے۔ پتے بیضہ نما یا برچھی نما دو سے سات انچ لمبے، پونے دو انچ سے تین انچ چوڑے اور دندانہ کنارے والے ہوتے ہیں۔ ڈنٹھل ایک برابر نہیں ہوتے۔ پھول ہرا پن لیے ہوتے ہیں۔ پھل ایک دو انچ لمبے بیضہ نما نارنگی رنگ کے ہوتے ہیں۔ پھل میں تخم بہت ہوتے ہیں۔ ان تخموں پہ ایک قسم کی لال جھلی چپٹی رہتی ہے۔ پھل کھائے جاتے ہیں۔ جڑ کی بیرونی چھال سنہری رنگ کی ہوتی ہے اور جڑ کو کاٹنے پر اندر سات چکر دکھائی پڑتے ہیں۔ تازہ جڑ میں اندر دھنش کی مانند مختلف رنگ دکھائی دیتے ہیں۔ جڑ کا ذائقہ تلخ اور کسیلا ہوتا ہے۔

جزو مستعمل :۔ دوا۔ جڑ مستعمل ہے۔

مقدار خوراک :۔ بطور سفوف ڈیڑھ سے تین ماشہ بطور جوشاندہ چھ ماشہ سے ایک تولہ۔

وقت استعمال :۔ صبح کے کھانا کھانے سے عین پیشتر دیں۔

افعال و منافع :۔ اوشدھی سنگرہ (مرہٹی) میں ڈاکٹر وامن گنیش دیسائی تحریر فرماتے ہیں :۔

سیت رنگی تلخ۔ کسیلی۔ ہلکی۔ جلاب آور۔ دافع وات۔ پسینہ روکنے والی اور محرک جگر ہے۔ اس سے بلا تکلیف زرد رنگ کے ایک دو دست ہوتے ہیں۔ اس سے جگر کا شکر بنانے کا فعل سدھرتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ پیٹ میں ہوا پیدا نہیں ہوتی ہے۔ روزانہ استعمال سے قوت بڑھتی ہے۔ جگر کی خرابی سے پیدا ہونے والی ذیابیطس میں اس سے پیشاب کی مقدار اور شکر کم ہوتی ہے۔ صفرا ملے ہوئے رقیق دست ہوتے ہیں۔ پیٹ کا اپھارہ دور ہوتا ہے۔ پسینہ آنا بند ہوتا ہے۔ مریض کا رنگ سدھرتا ہے اور اس کو ”میں اچھا ہوں“ ایسا معلوم ہونے لگتا ہے۔ اس سے بواسیر میں بھی فائدہ ہوتا ہے۔

۲۔ انڈین میٹریا میڈیکا میں ڈاکٹر کے۔ ایم۔ نادکرنی رقم طراز ہیں۔

جڑ کا لیپ بواسیر میں مقامی طور پر لگایا جاتا ہے۔ بڑھے ہوئے جگر۔ امتلا الکبد (جگر میں خون کا جمع ہو جانا) اور بواسیر کے مسوں کے خون سے پُر ہو جانے کی صورت میں اس کی جڑ ایک بیش قیمت داخلی دوا ہے۔ اس کا استعمال جوار جگر میں گرانی اور تناؤ کے محسوس کرنے کو بہت جلد دور کر دیتا ہے۔ اسے بطور جوشاندہ استعمال کرنا بہترین رہتا ہے۔ اس کا جگر پر بہت نمایاں اثر ہوتا ہے۔ یہ ذیابیطس میں بھی دی جاتی ہے۔

سپت رنگی کو وسیع طور پر استعمال کرنے کے بعد جو اہم نتائج اخذ کیے گئے ہیں وہ ذیل میں ہدیہ ناظرین ہیں:۔

۱۔ سپت رنگی کی جڑ اور چھال کے استعمال سے ذیابیطس کے مریضان میں عمدہ نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ علاوہ بریں امراض جگر میں بھی عمدہ فائدہ ہوتا ہے۔

۲۔ اگر پیشاب میں شکر کی مقدار دو فیصدی سے زیادہ نہ ہو تو دو ہفتہ کے اندر اندر پیشاب میں شکر کم ہو جاتی ہے۔ کئی مریضان میں پہلے ہفتہ میں ہی پیشاب میں شکر بالکل نہیں رہتی۔

۳۔ کئی مریضوں میں صبح نہار منہ کی بلڈ شوگر ۳ سے ۶۸ ملی گرام تک کم ہو جاتی ہے۔

۴۔ اس کے استعمال سے اس مرض کی اہم علامات یعنی شدت سے پیاس کا لگنا، کثرت سے پیشاب کا آنا۔ پیشاب کا گدلا آنا۔ بے حد بھوک لگنا۔ کمزوری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جانا۔ بخار کا احساس ہونا۔ بے خوابی۔ منہ کا خشک رہنا۔ جلن کا احساس ہونا اور قبض کے ناپید ہونے کے نمایاں نتائج ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ جسیم شحیم مریضوں کے مٹاپا پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

۵۔ اس کا جگر کے فعل پر حیرت انگیز اثر ہوتا ہے۔ اس کے ایک دو ہفتے کے استعمال سے ہی بڑھا ہوا جگر گھٹ جاتا ہے۔ دیرینہ بیماروں میں بھی پچاس فیصدی علامات کم ہو جاتی ہیں۔

۶۔ جگر کی خرابی سے ہونے والی بول شکری[1] پہلے ہی ہفتہ میں کم ہو جاتی ہے۔

۷۔ یہ خفیف جلاب آور ہے۔

۸۔ سفوف کی بہ نسبت جوشاندہ کا اثر کم ہوتا ہے۔



---

[1] ذیابیطس میں پیشاب میں مستقل طور پر شکر آیا کرتی ہے۔ لیکن بول شکری میں عارضی طور پر کم و بیش شکر آیا کرتی ہے۔

سوم کلپ

مختلف نام :۔ (پنجاب) امسانیہ۔ بُت تُتر۔ چیوا (کشمیر) آسمانی بوٹی (کنا ور) کھانڈا کھاما (وادی ستلج) پھوک (جدید نام) سوم کلپ لے (افغانستان) نوک (بلوچستان) اُماں۔ (جاپان) اوہ (چین) ماہوانگ (ایران) ہُم۔ ہوم (لاطینی) الیفڈ را ( )

نوٹ ع۱ :۔ چونکہ آیورویدک اور یونانی کی قدیم طبی کتب میں الیفڈرا کا کوئی تذکرہ ہی موجود نہیں ہے۔ اسی لیے الیفڈرا کا کوئی طبی نام تحریر نہیں کیا گیا۔ البتہ بعض علاقوں میں اس کے جو چند مقامی نام مروج ہیں وہ اوپر دے دیے ہیں۔

لے چونکہ یہ زمانہ حال کی دریافت ہے اس لیے کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر کے۔ سی بوس صاحب ایم۔ بی۔ نے اپنی کتاب "فارماکوپیا انڈیا" میں اس بوٹی کا جدید نام سوما کلپا لتا تجویز کیا ہے لیکن سنسکرت زبان کی رو سے سوم کلپا لتا نام غلط ہے چونکہ سوما اور کلپا صحیح الفاظ نہیں ہیں۔ اصل الفاظ سوم اور کلپ ہیں۔ یعنی سنسکرت نام سوم کلپ لتا ہونا چاہیے۔ جسے انگریزی کی تقلید میں لگاڑ کر سوما کلپا لتا بنا دیا گیا ہے۔ انگریزی میں سنسکرت کے اسماء کے بعد "اے" (A) جو اردو میں الف کا مترادف ہے۔ زائد لگا دینے کا رواج ہے۔ چنانچہ انگریزی میں چرک کو چرکا اور سشرت کو سشرتا کہتے ہیں۔ غرضیکہ اس بوٹی کا جدید نام سوما کلپا لتا نہیں بلکہ سوم کلپ لتا ہی کہنا چاہیے۔

نوٹ ع۲:۔ مذکورہ صدر ناموں کی تفصیل ایفڈرا کے اقسام کے ساتھ درج کی جائے گی۔

تاریخ:۔ اگرچہ بقول اے چی سن (   ) لاہول میں ایفڈرا ذیگیرین (   ) دوائیں استعمال ہوتی رہی ہے تاہم ہندوستان میں قدیم زمانہ میں اس بوٹی کو دوا کے طور پر شمار نہیں کیا گیا یعنی اسے کوئی طبی حیثیت حاصل نہیں ہوئی غرضیکہ قدیم آیورویدک اور یونانی کتب میں ایفڈرا (سوم کلپ) کا کوئی تذکرہ نہیں دیکھا جاتا البتہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ایفڈرا کی ایک قسم جو غالباً ایفڈرا انٹرمیڈیا (   ) ہے اور جس کا تذکرہ آگے آئے گا وہ آیورویدک کی مشہور و معروف سوم لتا نامی دوا ہے۔ جس کا رس ویدوں کے زمانے میں قدیم رشی پیا کرتے تھے لیکن اس نظریے کی تائید میں کوئی قابل تسلیم ثبوت موجود نہیں۔ البتہ چین کے لوگ گزشتہ پانچ ہزار سال سے اس کو برابر دوا استعمال کرتے آرہے ہیں۔ چنانچہ شمالی چین میں یہ بوٹی عام ہوتی ہے اور چین میں اسے "ماہوانگ" (   ) بولتے ہیں پچھلی صدی سے ڈاکٹروں کی توجہ بھی اس بوٹی کی طرف زیادہ راغب ہوئی ہے۔ اور انھوں نے اس کے دوائی

حاشیہ صفحہ سابقہ:۔ یہ بوٹی سوم لتا کے مشابہ ضرور ہے لیکن یہ حقیقی سوم لتا نہیں ہے اسی لیے ڈاکٹر صاحب نے اس کا نام سوماکلپالتا (سوم کلپ لتا) اختراع کیا ہے یعنی فرضی سوم لتا (سنسکرت میں کلپ کے معنی فرضی کے ہیں) غرضیکہ جو حقیقی سوم لتا نہیں ہے بلکہ فرضی یا بناوٹی سوم لتا ہے۔ اس جدید نام کے تجویز کرنے سے سوم لتا کے الفاظ کے اطلاق میں کسی غلط فہمی کے ہونے کا کوئی احتمال نہیں رہا لیکن مطلع سے ہے کہ سوم کلپ لتا کے نام سے یہ صاف عیاں ہے کہ اس کی لتا یا بیل ہونی چاہیے سنسکرت میں لتا بیل کو کہتے ہیں۔ لیکن سوم کلپ لتا بیل نہیں بلکہ ایک جھاڑی دار پودا ہے اس لیے سوم کلپ کے ہمراہ لتا کا الفاظ استعمال نہ کرنا ہی موزوں ہے۔ ورنہ اس کی ماہیت کے متعلق ہر وقت مغالطہ ہونے کا احتمال ہے۔ اسی لیے ہم نے اس بوٹی کا جدید نام سوم کلپ لتا کی بجائے سوم کلپ ہی تحریر کیا ہے۔ اور اب اکثر یہی نام معروف ہے۔

جواہر علیحدہ کرکے ان کو زیر تجربہ لایا ہے۔ سب سے پہلے ٹوکیو میں رہنے والے جاپانی ڈاکٹر این نے گائی (   ) نے ۱۸۸۷ء میں اس سے جوہر موثرہ ایفڈرین (   ) نکالا۔ پھر ۱۹۱۷ء میں دو اور ڈاکٹروں نے جن کے نام امتسو (   ) اور کبوٹا (   ) ہیں اس کی تاثیرات کا بخوبی تجربہ کیا۔ بعد ازاں ۱۹۲۴ء میں دو دیگر محققوں جن (   ) اور شمٹ (   ) نے ایفڈرین کی طبی تاثیر کے متعلق اپنی مفصل رپورٹ طبع کرائی۔ رہی سہی کسر ڈاکٹر چیو (   ) ریڈ (   ) اور دوسروں نے ۱۹۲۵ء میں پوری کر دی جس سے کئی دیگر محققین کو بھی اس بوٹی اور اس کے اجزائے دوائیہ کے تجربات کا عظیم شوق پیدا ہو گیا۔ چنانچہ ۱۹۲۶ء میں لفٹیننٹ کرنل آر۔ این۔ چوپڑا صاحب نے بھی اس کی تحقیقات شروع کی اور بہت سی نئی باتیں دریافت کیں۔

یہ برٹش فارماکوپیا اور انڈین نیشنل فارماکوپیا میں داخل ہے۔

جائے پیدائش۔ پہلے تو اکثر محققین کا خیال تھا کہ ایفڈرا صرف شمالی چین میں ہی پیدا ہوتی ہے۔ مگر بعد کی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ایفڈرا کی جائے پیدائش صرف شمالی چین تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس کے جغرافیائی حدود بہت ہی وسیع پھیلی ہوئی ہے۔ چنانچہ لیو (   ) نامی ایک محقق کا کہنا ہے کہ ایفڈرا تمام دنیا میں دور دراز تک پھیلی ہوئی ہے اور واقعی یہ امر حقیقی بھی ہے۔

بھارت میں اس کی متعدد قسمیں ہمالیہ کے خشک خطوں میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ اس کی چند قسمیں میدانی علاقوں میں پائی جاتی ہیں ان میں کھاری جوہر موثرہ بہت کم یا بالکل ہی معدوم ہے۔ ہمالیہ کے معتدل اور بلند مقامات بھی ایفڈرا سے خالی نہیں۔ شملہ کے شمال میں شالائی کے پہاڑوں میں بھی اس کی کثرت ہے۔ ریاست کشمیر۔ ضلع کانگڑہ (پنجاب) رام پور بشہر (ہماچل پردیش) میں بکثرت دستیاب ہوتی ہے۔

پاکستان میں پارہ چنار۔ ضلع ہزارہ اور کوئٹہ کے علاقے میں بکثرت ملتی ہے مغربی تبت سے لے کر سکم تک۔ نیپال۔ ایران اور افغانستان

میں بہت ہوتی ہے۔

نباتی توضیح :۔ الفٹرٹر (سوم کلپ) کی عام نباتی توضیح حسب ذیل ہے۔ گو مختلف اقسام میں کئی چھوٹی چھوٹی باتوں میں کچھ کم و بیش فرق ضرور پایا جاتا ہے۔ سوم کلپ کا پودا چھوٹی جھاڑی کی طرح ہوتا ہے جو ایک سے دو فٹ تک اونچا ہوتا ہے۔ اس کی جڑ میں سے متعدد تنے نکلتے ہیں اور جن میں سے پتلی پتلی لمبی شاخیں پھوٹتی ہیں جو بے برگ نظر آتی ہیں البتہ ان میں چند جوڑ یا پوریاں موجود ہوتی ہیں۔ غرضیکہ شاخیں جوڑ دار ہوتی ہیں۔ یہ تنے میں آمنے سامنے یا گلدستہ کی طرح اکٹھی برآمد ہوتی ہیں تنے عام پنسل سے زیادہ موٹے نہیں ہوتے اور زمین کی طرف جھکے ہوتے ہیں۔ زمین کے قریب سے تنوں سے شاخیں زیادہ پھوٹتی ہیں اور جھاڑ کی طرح پھیلتی یا سیدھی اوپر کو کھڑی رہتی ہیں۔ تنا قدرے سخت اور بادامی رنگ کا ہوتا ہے اور اس پر کہیں کہیں سفیدی مائل چوڑے چوڑے نشان پائے جاتے ہیں۔ شاخیں گہری سبز پتلی پتلی نازک سی ریشے دار اور لمبائی میں تقریباً ایک فٹ ہوتی ہیں۔ ان پر باریک باریک طولانی لکیریں بھی موجود ہوتی ہیں۔ ان کو کوٹنے سے اندر سے کسیلہ کی طرح کا سرخی مائل سفوف سا نکلتا ہے اور اس وجہ سے ان کا تیار شدہ جوشاندہ بھی سرخی لیے ہوتا ہے ان پر چار پانچ جوڑ پائے جاتے ہیں۔ اگر وہاں بغور دیکھا جائے تو پتوں کی بجائے دو متقابل اور ترچھے محیطی غلاف سے موجود ہوتے ہیں جن کے پتلے پتلے سرے سرخی مائل بادامی اور نوکیلے ہوتے ہیں۔ سروں کی نوک قدرے پیچھے کو مڑی ہوتی ہے۔ شاخوں کی درمیانی پوریں قدرے کھردری ہوتی ہیں۔ تنے کو چیر کر دیکھنے سے کچھ ریشے سے نظر آتے ہیں۔ نیز اس کے اندر گودا اور مرکز سے مڈلری ریز ( ) چھال کی جانب پھوٹتی ہوئی نظر دکھائی دیتی ہیں۔ تازہ شاخوں سے بھینی بھینی سی خوشبو آتی ہے جو خشک ہونے پر جاتی رہتی ہے۔ شاخوں کا ذائقہ کسیلا ہوتا ہے۔ شاخوں پر چھوٹے چھوٹے بیر جیسے سرخ پھل بھی لگتے ہیں۔ پتلی شاخوں میں اجزائے دوائی زیادہ موجود ہوتے ہیں۔ تنا بیکار سمجھا جاتا ہے۔ خشک شاخوں میں بھی تاثیر دوائی مدتوں قائم رہتی ہے۔

اقسام :۔ نباتیین نے ایفیڈرا (سوم کلپ) کی متعدد قسمیں قائم کی ہیں۔ چونکہ اس قسم کی تحقیق کرنے والے غیر ملکی تھے اس لیے ایفیڈرا کی اقسام کے ساتھ ان محققوں کے نام بھی لگے ہوئے ہیں اور انگریزی میں اسی طرح استعمال ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں اقسام مذکورہ کے دیسی نام چنداں معروف نہیں ہیں اس لیے بھارت و پاکستان کے ہر حصہ میں وہ اسی طرح غیر مانوس سے ہیں جس طرح کہ لاطینی یا انگریزی نام ہو سکتے ہیں اس لیے ہم نے انگریزی کے اصطلاحی ناموں کو ہی قائم رکھنا نہایت ضروری و مناسب سمجھا ہے تاکہ کم از کم انگریزی داں اصحاب تو غلط فہمی سے محفوظ رہیں۔

سٹاف ( ) صاحب نے ۱۸۹۰ء میں ایفیڈرا کی تین اقسام بیان کی ہیں :۔

۱۔ ایفیڈرا ولگیرس ( )

اسے ایفیڈرا جیرارڈیانا ( ) ایفیڈرا ڈس ٹیچیا ( ) اور ایفیڈرا مونوسٹیچیا ( ) بھی کہتے ہیں۔

یہی وہ قسم ہے جس کے نام ہم نے اس سے پہلے اسمانیہ، چیوا، بٹ شر، کھانڈا کھاما اور بیوک بتائے ہیں۔ یہ چھوٹی سی سیدھی کھڑی جھاڑی ہے جو تمام کوہ ہمالیہ میں پائی جاتی ہے۔ مغربی تبت سے لے کر سکم تک یہ معتدل ہمالیہ کے خشک پتھریلے خطوں میں اور نہ زیادہ بلند مقامات پر بھی بافراط پیدا ہوتی ہے۔ شملہ کے شمال میں شالائی کے پہاڑوں پر جو کم و بیش دس ہزار فٹ اونچے ہیں۔ یہ قسم بکثرت ملتی ہے۔

۲۔ ایفیڈرا نیبی کلیڈا ( )

اسے ایفیڈرا انٹرمیڈیا ( ) بھی کہتے ہیں۔

ایران میں اسے ہم ئیبی میں گہما اور پشتو میں اومن بولتے ہیں۔ یہ قدآور جھاڑی ہے جو مغربی ہمالیہ اور مغربی تبت کے خشک اور پتھریلے خطوں میں ملتی ہے۔

۳- الیفڈرا پیڈن کیولے رس (
)
اسے الیفڈرا ایٹے (
) اور الیفڈرا ایلاٹا (
. (
) بھی کہتے ہیں۔

دیسی ناموں میں اس کے یہ نام مروج ہیں:۔ کچن۔ بکی کرکن۔ براٹا۔ تندلا۔ لستک نگر والی۔ بندوکالی۔ یہ قد آور، اونچی کھڑی جھاڑی ہے جس کی شاخیں پتلی اور نازک ہوتی ہیں۔ یہ سندھ۔ پنجاب اور راجپوتانہ کے علاقوں میں پتھریلی زمینوں پر پیدا ہوتی ہے۔

واٹ صاحب کی بتلائی ہوئی ان اقسام سہ گانہ کے علاوہ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں بہت کم اہمیت کی دو اور قسمیں بھی پائی جاتی ہیں۔

۱- الیفڈرا فولی ایٹا (
)
۲- الیفڈرا فریجی لس (
)
براندیز (
) نے اپنی کتاب انڈین ٹریز (
) مطبوعہ ۱۹۰۶ء میں ہندوستان میں پائی جانے والی الیفڈرا کی ۵ قسمیں بیان کی ہیں:۔

۱- الیفڈرا فولی ایٹا (
)
۲- الیفڈرا جیرارڈیانا (
)
اس کا دوسرا نام الفیڈرا ولگیرس (
) ہے
۳- الیفڈرا نے برو ڈینسس (
)
۴- الیفڈرا انٹر میڈیا (
)
۵- الیفڈرا پیچی کلیڈا (
)

ان اقسام میں سے الیفڈرا نے برو ڈینسس اور الیفڈرا جیرارڈیانا کی نمایاں قطع وضع میں کوئی فرق دکھائی نہیں دیتا۔ اس لیے بعض اوقات اول الذکر دوسری قسم ہی میں شامل کر لی جاتی ہے۔ اسی طرح الیفڈرا پیچی کلیڈا کو الیفڈرا انٹر میڈیا کے مترادف سمجھا جاتا ہے لیکن ڈیرہ دون کے فارسٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے نباتی محقق الیفڈرا نے برو ڈینسس کو الیفڈرا جیرارڈیانا سے مختلف قسم سمجھتے ہیں۔

الیفڈرا نے برو ڈینس بلوچستان کے علاقوں میں سطح سمندر سے ۷ ہزار سے ۱۰ ہزار فٹ کی بلندی پر نیز بلتستان اور لاہول میں پائی جاتی ہیں۔

یہ تمام اقسام شمالی ہند کے مختلف حصوں مثلاً بتھر ڈوثیرن۔ چکراتہ۔ کانگڑہ۔ کلو۔ بلوچستان کشمیر۔ ہزارہ۔ کاغان۔ سرحد کے علاقہ غیر اور وزیرستان وغیرہ میں ملتی ہیں۔ مختلف مقامات سے الیفڈرا کے نمونے لاکر ان کا تجزیہ کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ شمال مغربی ہندوستان کے خشک علاقوں میں جو الیفڈرا پائی جاتی ہیں اس میں کھاری جوہر موثرہ کا جز نسبتاً زیادہ ہوتا ہے یہاں تک کہ بیشتر حالات میں الیفڈرا کی چینی اقسام میں ریڈ ( ) اور فینگ ( ) نے جس قدر ایلکلائڈ کا اندراج کیا ہے اس سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ ہندوستانی قسموں میں جہاں تک الیفڈرین ( ) الیفڈرا کے کھاری جوہر موثرہ کا نام ہے) کی موجودگی کا تعلق ہے الیفڈرا نے برو ڈینس میں سب سے زیادہ پائی جاتی ہے۔ اور الیفڈرا انٹرمیڈیا میں سب سے کم پائی جاتی ہے ہندوستانی اقسام الیفڈرا میں کھاری جوہر موثرہ کا تناسب بوٹی کے پیدا ہونے کے مقام کی بلندی کے لحاظ سے بڑھتے نہیں پاتا۔ لیکن علاقے کا پیمانہ باراں اس پر نمایاں اثر انداز ہو جاتا ہے۔

چوپڑا صاحب اور ان کے رفقاء نے ۱۹۲۹ء میں الیفڈرا کی دو قسمیں بیان کی تھیں جو وادی جہلم کے متصلہ کوہستانوں میں درخت بدوش استادہ رہتی ہیں۔ یہ قسام کھاری جوہر موثرہ کے زیادہ پائے جانے کے اعتماد سے خاص توجہ کے قابل ہیں دونوں میں الیفڈرین اور سیوڈو الیفڈرین (الیفڈرین کے مشابہ دوسرا کھاری جوہر موثرہ) کا تناسب بہت مختلف ہے۔ یہ دونوں اقسام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ الیفڈرا دیگیرس یا الیفڈرا جیرارڈیانا۔ اسے مقامی بولی میں حنو سر بولتے ہیں۔ یہ لیست قامت تقریباً سیدھی استادہ جھاڑی ہے جو عموماً ایک سے دو فٹ تک اونچی ہوتی ہے۔ یہ وادی قرم کے ضلع ہریاب میں بھی ایک ہزار فٹ کی بلندی پر اور کوہ ہمالیہ میں ۸ ہزار سے ۱۴ ہزار فٹ کی بلندی پر پائی جاتی ہے۔ علاوہ بریں

سکم کی اندرونی پہاڑیوں میں سطح سمندر سے ساڑھے سولہ ہزار فٹ کی بلندی پر ملتی ہے اس میں کھاری جوہر موثرہ کا تناسب ۸ء۰ سے ۴ء۱ فیصدی تک ہوتا ہے جس میں سے تقریباً نصف ایفیڈرین اور باقی سیوڈو ایفیڈرین ہوتی ہے۔

یہاں یہ بات بھی نوٹ کر لینی چاہیے کہ ان اقسام کی سبز شاخوں اور تنوں کے کھاری جوہر موثرہ کے تناسب میں بہت فرق ہوتا ہے۔ ہندوستانی ایفیڈرا وگلیرس کی سبز شاخوں کا کھاری جوہر موثرہ اس کے تنوں میں پائے جانے والے کھاری جوہر موثرہ سے چہار چند ہوتا ہے۔ اور ایفیڈرا انٹرمیڈیا میں تقریباً چھ گنا ہوتا ہے۔

۲۔ ایفیڈرا انٹرمیڈیکا کی قسم ایفیڈرا تبتیکا ( )
یعنی تبتی ایفیڈرا کو وادی سندھ میں ہم کہتے ہیں۔ یہ پست قامت الستادہ جھاڑی ہے جو چترال کی اندرونی پہاڑیوں میں خشک پتھریلے ڈھلوانوں پر ۴ سے ۵ ہزار فٹ کی بلندی پر ملتی ہے۔ نیز گلگت۔ سکردو۔ بالائی چناب اور کنوار میں ۶ سے ۹ ہزار فٹ کی بلندی پر ملتی ہے۔ علاوہ ازیں بلوچستان میں بھی پائی جاتی ہے۔ اس قسم میں کھاری جوہر موثرہ کا تناسب ۲ء۰ سے ۰ء۱ فیصدی تک ہوتا ہے جس میں سے ۲۵ء۰ سے ۵۶ء۰ فیصدی تک ایفیڈرین اور باقی سیوڈو ایفیڈرین ہوتی ہے۔

بعض اوقات ایفیڈرا جیرارڈیانا اور ایفیڈرا انٹرمیڈیا کو مغالطہ سے ایفیڈرا ایکوسیٹنا ( ) سمجھ لیا جاتا ہے جو بھول نہ دینے والا پودا ہے۔ پھر موخر الذکر کی لکڑی کبھی بھی سخت نہیں ہوتی۔ اس کا تنا اندر سے کھوکھلا ہوتا ہے اور پتے بکثرت ہوتے ہیں۔ اور ان کی نوکیں پوریوں کے گرد چمٹی رہتی ہیں۔

ایفیڈرا کے پھلوں۔ جڑوں اور چوبی موٹے ٹکڑوں میں ایفیڈرین بہت قلیل ہوتی ہے۔ صرف اس کی سبز شاخیں ہی ایسی ہیں کہ جن میں زیادہ سے زیادہ مقدار میں کھاری جوہر موثرہ پایا جاتا ہے۔ زیادہ مقدار میں کھاری جوہر موثرہ کو حاصل کرنے کے لیے ان کو لازمی طور پر موسم خزاں میں جاڑہ پڑنے سے پیشتر ہی اکٹھا کر لینا چاہیے

ایفیڈرا فولی ایٹا ( ) کو دیسی زبان میں کو چر کہتے ہیں۔ یہ بلوچستان۔ سندھ۔ وادی فرم۔ پنجاب کے خصوصاً جنوبی

میدانوں اور کوہستان نمک میں تین ہزار فٹ کی بلندی پر ملتی ہے۔ اس میں جوہر موثرہ نہیں پایا جاتا۔ (انڈی جینس ڈرگز آف انڈیا)

جغرافیائی تقسیم:۔ ذیل میں بالتفصیل یہ بتایا جاتا ہے کہ ایفیڈرا کی مذکورہ صدر اقسام بھارت و پاکستان کے کن کن حصوں میں پائی جاتی ہیں تاکہ تلاش کنندہ کو آسانی ہو یہ فہرست جناب چوپڑا صاحب نے ماہرین علم نباتات کی تصنیف شدہ مختلف کتب کے وسیع مطالعہ کے بعد اخذ کر کے انڈی جینس ڈرگز آف انڈیا میں مرتب کی ہے۔

ایفیڈرا فولی ایٹا:۔ بمبئی۔ سندھ کے میدان۔ کوہستان نمک میں تین ہزار فٹ کی بلندی تک پنجاب، راجپوتانہ صحرا جہاں یہ اکثر جھنڈوں کی صورت میں ملتی ہے۔

ایفیڈرا پیڈان کیولے رس:۔ (ایفیڈرا ایلاٹا) پنجاب، راجپوتانہ اور سندھ میں ملتی ہے۔

ایفیڈرا انٹرمیڈیا:۔ یہ کشمیر میں ملتی ہے۔

ایفیڈرا ولگیرس (ریح):۔ صوبہ سرحدی۔ افغانستان او[illegible] لوچستان کی خشک پتھریلی، پہاڑیوں، ہمالیہ کے اند[illegible]نی خشک اور وسطی حصے[illegible]بم اچناب اور ستلج کی گھاٹیاں جو ۷۸۰۰ فٹ سے ۱۲۸۰۰ فٹ تک اونچی ہیں، مغربی تبت میں ۱۶۰۰۰ فٹ کی بلندی تک اندرونی کماؤں، اندرونی سکم اور تبت کے ملحقہ علاقے میں ملتی ہے۔

ایفیڈرا جیرارڈیانا:۔ کماؤں۔ کوہستان ہمالیہ کے بڑے سلسلے کے ساتھ ۶۵۰۰ سے ۱۴۰۰۰ فٹ کی بلندی تک ہوتی ہے۔ اندرونی خشک سلسلہ ہائے کوہستان میں جو تبت کی سرحد کے ساتھ واقع ہے بہت عام ہوتی ہے یہاں پر یہ قسم کھلی کنکریلی ڈھلوانوں پر یا چٹانوں کے درمیان اگتی ہے۔

ایک دیگر محقق نے تحریر کیا ہے کہ شمالی گڑھوال ڈویژن۔ وسطی الموڑہ اور مشرقی الموڑہ میں بہت عام ہے۔

بلند ہمالیہ۔ مغربی تبت اور سکم میں بھی پائی جاتی ہے۔

معتدل اور بلند ہمالیہ اور مغربی تبت کے خشک خطوں میں سات ہزار سے بارہ ہزار فٹ کی بلندی تک اور سکم میں بارہ ہزار سے سولہ ہزار فٹ کی بلندی پر ملتی ہے۔

الیفڈرا جیرارڈیانا کی قسم ایپچیائی ( ) مغربی تبت، نادر، گڑھوال اور کماؤں میں ملتی ہے۔

الیفڈرا جیرارڈیانا کی قسم ٹیباسیک لیلیا ( ) گڑھوال اور کماؤں میں ملتی ہے۔

الیفڈرا جیرارڈیانا کی قسم وائی سکی مینس ( ) سکم میں ملتی ہے۔

الیفڈرا نے پروڈینس ( ) کی قسم پروسیرا ( ) اہول اور مغربی تبت میں ملتی ہے۔

الیفڈرا ٹیچی کلیڈا کی قسم گلانکا ( ) منگولیا سے کشمیر تک ملتی ہے۔

الیفڈرا ٹیچی کلیڈا کی قسم تبتیکا ( ) سرحد افغانستان مغربی تبت اور افغانستان میں ملتی ہے۔

بعض مصنفین اور محققین نے لکھا ہے کہ یہ قسم بہار واڑلیسہ اور شمالی برار کے جنگلات میں ملتی ہے۔

ایک دیگر محقق نے لکھا ہے کہ یہ قسم بہار واڑلیسہ میں

ایضاً شمالی برار کے جنگلات میں

ایضاً صوبجات مرکزی میں

ایضاً چھوٹا ناگپور میں

ایک دیگر محقق نے لکھا ہے کہ یہ قسم دریائے گنگا کے طاس اور میدانوں میں۔

ایضاً چٹاگانگ اور پہاڑی خطہ جات میں

ایضاً ضلع دارجیلنگ میں

ایضاً — بنگال میں

ایضاً — بالائی آسام اور کھاسیا کی پہاڑیوں میں

ایضاً — نیلگری اور پلینی کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر ملتی ہے۔

یہ واضح رہے کہ زمانہ حاضرہ میں ان مقامات پر کسی بھی قسم کی ایفیڈرا کا بالکل کوئی وجود نہیں پایا جاتا ہے۔

نباتی فصیلہ:۔ یہ نیچرل آرڈر (قدرتی فریق) نے ٹیسی ( ) میں داخل ہے۔

کیمیائی تجزیہ:۔ اس کے جوہر موثرہ میں دو اہم اجزا پائے جاتے ہیں۔ ایک کو الیفڈرین ( ) کہتے ہیں اور دوسرے کو سیوڈو الیفڈرین ( ) کہتے ہیں۔ اسے آئی سو الیفڈرین ( ) بھی بولتے ہیں۔

۱۔ الیفڈرین کا کیمیائی قاعدہ C H O N ہے۔ یہ ایک بے رنگ۔ شفاف قلمی جوہر ہے جس کا درجہ پگھلاؤ ۴۱۔۴۲ درجہ سینٹی گریڈ ہے۔ اس کے ہائڈرو کلورائڈ (اسے تیزاب نمک میں ملانے سے تیار ہونے والا مرکب) کی بے رنگ قلمیں ہوتی ہیں جن کا درجہ پگھلاؤ ۲۱۶ درجہ سینٹی گریڈ ہے

۲۔ سیوڈو الیفڈرین کا کیمیائی قاعدہ C H O N ہے۔ یہ ایفیڈرا جیرارڈیا اور ایفیڈرا انٹرمیڈیا میں الیفڈرین کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ الیفڈرین کو ہائیڈرو کلورک ایسڈ (تیزاب نمک) کے ساتھ گرم کرنے سے یہ بن جاتا ہے۔ اس کا درجہ پگھلاؤ ۱۱۸ درجہ سینٹی گریڈ ہے۔

غالباً الیفڈرین کا بہت ہی اہم وصف اس کا اپنی حالت میں مستحکم رہنا یعنی دیرپا ہونا ہے۔ چنانچہ اس کے محلول روشنی۔ ہوا یا گرمی سے ڈی کمپوز ( ) یعنی فاسد و متفرق نہیں ہونے پاتے۔ اور ان کی قوت فاعلیہ میں مدت مدید تک کوئی اثر انداز نہیں ہوتی چنانچہ جراثیم حیات سے مبرا ایمپول ( ) میں الیفڈرین ہائیڈرو کلورائڈ کا محلول تیار کر کے چھ سال کے لیے بند کر دیا جائے تو پھر بھی بعد میں اس کی شکل ظاہری و فعل میں کوئی فرق نہیں آنے پاتا۔

اسی طرح سیوڈو ایفڈرین ہائیڈرو کلورائڈ (
)
بھی بہت دیرپا ہے۔ چنانچہ اس کا ایک فیصدی کا محلول کمرہ کی درجہ حرارت میں رکھنے سے کئی ہفتوں کے لیے اپنے اوصاف کو بدستور قائم رکھتا ہے اور یہ یقین رکھا جاتا ہے کہ یہ غیر متعین طور پر بغیر فاسد ہوئے رکھا جا سکتا ہے۔ اس کے محلول بغیر فاسد و متفرق ہوئے اُبالے جا سکتے ہیں۔

مختلف اقسام کی ایفڈرا میں جوہر موثرہ کی مقدار

اگرچہ اس پودے کی کئی اقسام دریافت کی جا چکی ہیں لیکن جزو موثرہ (ایکٹو پرنسپل (
) صرف چند ایک اقسام میں ہی معلوم ہوا ہے چنانچہ امریکہ کی ایفڈرا کی اقسام میں عموماً کوئی ایفڈرین نہیں پائی جاتی۔ یورپ کے پودے میں ایک مساوی التناسب جیسوڈو ایفڈرین ہوتی ہے۔ چینی اور ہندوستانی اقسام میں ایفڈرین اور سیوڈو ایفڈرین دونوں پائی جاتی ہیں۔ ان دونوں جوہر موثرہ میں سے ہر ایک کی مقدار ایفڈرا کی اقسام پر منحصر ہے یعنی کسی میں ایفڈرین کم اور کسی میں زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ شری کرنل چوپڑا نے فارسٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ڈیرہ دون کے شری کرشن اور گھوش کے ہمراہ ہندوستانی ایفڈرا کے بالتفصیل مطالعہ کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ عموماً ایفڈرا نبروڈینسس اور ایفڈرا جیرارڈیانا میں جس قدر کل جوہر موثرہ پایا جاتا ہے اس میں سے تقریباً ۶۰ سے ۷۰ فیصدی تک ایفڈرین ہوتی ہے اور ایفڈرا انٹرمیڈیا میں تقریباً ۱۰ فیصدی ایفڈرین پائی جاتی ہے۔

ذیل میں شری چوپڑا کا مرتب کردہ ایک جدول درج کیا جاتا ہے کہ جس میں ہندوستان، چین، امریکہ اور افریقہ کی ایفڈرا کے جواہر موثرہ کی مقداروں کا نقشہ تقابلی پیش کیا گیا ہے۔

(جدول اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمایئے

جدول مقدار جوہر موثرہ

ملک	اقسام	کل جوہر موثرہ فیصدی	الفیڈرین فیصدی	سیوڈوالفیڈرین فیصدی
ہندوستان	الفیڈرافولی ایٹا	۰،۰۳	کچھ نہیں	کچھ نہیں
	الفیڈرا انٹرمیڈیا	۲،۳۳	۰،۴۰	۱،۸
	الفیڈراجیرارڈیانا	۲،۱۵	۱،۵۲	--
	الفیڈراتےپروڈینسس	۲،۷۹	۱،۹۳	--
چین	الفیڈراسائینکا	۱،۳۱۵	۱،۱۱۸	،۲۶۳
	الفیڈراایکوی سٹینا	۱،۷۵۴	۱،۵۷۹	۰،۲۶۴
امریکہ	الفیڈرانیواڈنس	--	کچھ نہیں	کچھ نہیں
	الفیڈراٹرائفرکا	--	--	--
	الفیڈراکیلیفورنیکا	۰،۱۴	--	--
افریقہ	الفیڈراالاٹا	--	--	۱،۰

الفیڈرین کی کمی وبیشی کے چند اسباب :۔ شری چوپڑا نے شری کرشن اور گھوش کے ہمراہ الفیڈرا کے متعلق تحقیقات کرتے ہوئے یہ معلوم کیا ہے کہ ذیل کے چند اسباب الفیڈرین کی مقدار کے کم وبیش ہونے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

۱۔ بلندی :۔ چین کی الفیڈرا میں بجائے پیدائش کی بلندی کے لحاظ سے الفیڈرین کی مقدار کم وبیش ہو جاتی ہے لیکن ہندوستانی الفیڈرا کی الفیڈرین کا جائے پیدائش کی بلندی سے کوئی واضح تعلق نہیں ہے۔

۲۔ بارش :۔ ہندوستان میں جہاں الفیڈرا پیدا ہوتی ہے وہاں ہوتے دائی بارش کا الفیڈرا کے جوہر موثرہ کے ساتھ واضح تعلق رہتا ہے۔ چنانچہ جس مقام پر جس قدر زیادہ بارش ہوتی ہے اسی قدر وہاں کی الفیڈرا کا جوہر موثرہ کم ہو جاتا ہے۔ یہی نہیں

کہ سالانہ بارش کا پیمانہ ہی ایفڈرین کی اوسط مقدار پر اثر انداز ہوتا ہے بلکہ اچانک زیادہ بارش ہو جانے سے بھی ایفڈرین نمایاں مقدار میں کم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ذیل کے جدول سے کی ایفڈرلہ پر بارش کے ہونے کا اثر نمایاں ظاہر ہے۔

جدول بارش

مقام	سالانہ اوسط بارش انچوں میں	کل جوہر موثرہ کا اوسط فیصدی	ایفڈرین کا اوسط فیصدی
کاغان	۳ — ۱۰	۱٫۹۰	۱٫۲۰
رزمک	۲۰	۱٫۴۶	۰٫۹۰
کشمیر	۳۲	۱٫۱۵	۰٫۶۵
بارہ مولا	۴۵	۰٫۹۰	۰٫۵۲
چکراتہ	۷۵	۰٫۶۳	۰٫۴۵

۳۔ موسمی حالات :۔ ایفڈرین کی مقدار ایفڈرا کے جمع کرنے کے وقت کے موسم کے مطابق کم و بیش ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ موسمی حالات ایفڈرا پر اثر انداز ہوتے ہیں چنانچہ ایفڈرین پر موسمی اثر کے اختلافات دیکھنے کے لیے بقول شری آر۔ این چوپڑا ہندوستان کے مختلف حصوں سے ایفڈرا کے تین تین نمونہ جات اکٹھے کیے گئے تھے اور ان کا تجربہ الگ الگ کیا گیا تھا۔ پہلا نمونہ ماہ اپریل میں لیا گیا جب کہ اس بوٹی پر نئی کونپلیں پھوٹتی ہیں۔ پھر ان مہینوں میں نمونہ حاصل کیا گیا جب اس پر پھول آتے ہیں۔ پھر اکتوبر و نومبر میں نمونہ لیا گیا جب کہ یہ بوٹی پختہ ہو جاتی ہے اس کے بعد یہ مرجھانے لگ جاتی ہے۔ ان تمام نمونہ جات کے تجزیہ

کرنے کے بعد معلوم ہوا ہے کہ ماہ مئی سے جوہر موثرہ کی مقدار گھٹنے لگتی ہے اور برساتی مہینوں کے دوران میں یکساں طور پر کم ہی ہوتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ ماہ اگست میں یعنی موسم برسات کے اختتام تک یہ کمترین درجے تک پہنچ جاتی ہے۔ برسات کے ختم ہو جانے کے بعد جوہر موثرہ کا تناسب پھر بڑھنے لگتا ہے حتیٰ کہ خزاں کے مہینوں یعنی ماہ اکتوبر و نومبر میں یہ حد کمال تک پہنچ جاتی ہے۔ ماہ نومبر کے بعد سردیوں کے مہینوں میں اس میں پھر گھٹاؤ رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسمی حالات ایلفڈرا کے جوہر موثرہ کی مقدار پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ پس دوائی ضرورت کے لیے ایلفڈرا ہمیشہ ماہ اکتوبر و نومبر میں اکٹھی کرنی چاہیے جب کہ اس میں جوہر موثرہ حد کمال تک پہنچا ہوا ہوتا ہے۔

یہ نقطہ ذیل کے جدول سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اسکول آف ٹراپیکل میڈیسن کلکتہ میں ماہ مئی سے دسمبر تک ایلفڈرا ولگیرس کے چھ نمونہ جات جمع کرکے ان کا کیمیائی تجزیہ کیا گیا تھا۔ مختلف نمونہ جات میں پائے گئے کھاری جوہر موثرہ کی مقدار ذیل کے جدول میں درج ہے۔

جمع کرنے کا وقت	کل جوہر موثرہ فیصدی	ایلفڈرین	سیوڈو ایلفڈرین
مئی ۱۹۲۸ء	۰٫۹۶	۰٫۶۱ (۶۴ فیصدی)	۰٫۳۵
جون ۱۹۲۸ء	۰٫۹۷۹	//	//
اگست //	۰٫۷۷۶	۰٫۴۲۸ (۵۵ فیصدی)	۰٫۳۴۸
اکتوبر //	۱٫۱۷	۰٫۸۰۷	۰٫۳۶۳
دسمبر //	۱٫۰۰۲	//	//

قصہ کوتاہ کھاری جوہر موثرہ کی مقدار خزاں کے مہینوں میں بڑھ جاتی ہے۔ لیکن برسات کے مہینوں میں کم ہو جاتی ہے۔ ماہ اکتوبر میں اس کی یہ مقدار سب سے زیادہ ہو جاتی ہے اور پھر اس کے بعد کم ہونی شروع ہو جاتی ہے۔

۴۔ ذخیرہ اندوزی:۔ سوم کلپ کو مختلف ذخیروں میں رکھنے کے بعد معلوم ہوا ہے کہ ذخیرہ کرنے کا طریق بھی اس پر اثر انداز ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر سوم کلپ کو سایہ میں رکھ کر بخوبی خشک کر لیا جائے اور پھر اسے خشک جگہ پر کسی چیز کے اندر بند کر کے رکھا جائے تاکہ یہ بیکٹیریا کے بڑھاؤ سے محفوظ رہے یعنی اسے پھپھوندی وغیرہ نہ لگنے پائے تو یہ سالہا سال تک خراب نہیں ہوتی اور نہ اس کے جوہر موثرہ میں کمی ہونے پاتی ہے لیکن اگر ان امور کی احتیاط نہ کی جائے تو الیفڈرا خراب ہو جاتی ہے اور اس میں الیفڈرین کی مقدار بالکل گھٹ جاتی ہے اس لیے ہمیشہ الیفڈرا کو سایہ میں بالکل اچھی طرح سکھا کر پھر بوریوں وغیرہ میں بند کر کے نمی سے محفوظ جگہ پر رکھنا چاہیے۔

دیگر ہندوستانی پودوں کی الیفڈرین:۔ باقی محققوں نے یہ بھی دریافت کیا ہے۔ کہ سوم کلپ کے علاوہ بعض دوسرے پودوں میں بھی ایسے جوہر موثرہ پائے جاتے ہیں جن کی تاثیر الیفڈرین کے بالکل مشابہ ہے۔ چنانچہ شری چوپڑا اور ڈی نے ۱۹۳۰ء میں بلا (کھرینٹی یعنی پودا بیج بند) میں ایک ایلکلائڈ (کھاری جوہر موثرہ) کی موجودگی ظاہر کی جس کی دوائی تاثیرات الیفڈرین سے تقریباً مشابہت رکھتی ہیں اور ان کے خیال کے بموجب یہ ایلکلائڈ بغیر کسی شک و شبہ کے الیفڈرین ہی ہے بعد کو شری گھوش اور دت نے ۱۹۳۰ء میں ہی ظاہر کیا کہ ایلکلائڈ جس کا اوپر حوالہ دیا جا چکا ہے کہ تمام کیمیائی اور مادی قطع وضع الیفڈرین جیسی ہے۔ یہ پودا ان تمام مقامات میں جو خط استوا سے اوپر اور نیچے ہندوستان اور لنکا میں خود رو طور پر سڑکوں اور راستوں پر پایا جاتا ہے۔ آیوروید ک میں اس کی جڑیں، پتے اور بیج تقویت معدہ اور تقویت قلب میں استعمال ہوتے ہیں۔ تمام پودا بمعہ پتوں، بیجوں، تنوں اور جڑوں کے) میں ایلکلائڈ ۰.۰۸۵ فیصدی کی مقدار میں پایا جاتا ہے مگر تخموں (جو بیج بند کے نام سے مشہور ہیں) میں بہت زیادہ مقدار میں یعنی ۰.۲۳ فیصدی پایا جاتا ہے

اس کے متعلق عجیب بات یہ ہے کہ ایفڈرین نباتی حیثیت سے دو مختلف جماعتوں کے پودوں میں پائی گئی ہے۔

تری جوبڑا اور رڈی نے بھانجا میں بھی ایفڈرین سے مشابہت رکھنے والا ایک ایلکلائڈ دریافت کیا ہے۔ اسکی مفصل تحقیقات ابھی طبع نہیں ہوئی۔

پاکستان اور ہندوستانی ایفڈرا سے حاصل کردہ ایفڈرین اور سیوڈو ایفڈرین کی تاثیرات دوائیہ

اس کی دریافت کے بعد ۱۸۸۷ء کے لگ بھگ کیمیائی نقطہ خیال سے ایفڈرین کی طرف بہت ہی توجہ دی گئی۔ لیکن اس کے آنکھ کی پتلی کو پھیلا دینے کے اثر کے علاوہ جس کی دریافت جاپانی محقق این۔ نے گائی ( ) نے کی تھی جہاں تک اس کی تاثیر کا تعلق ہے اس کے متعلق اور زیادہ ترقی نہ ہوئی یعنی کوئی مزید تحقیق نہ ہوئی۔ ۱۹۲۴ء میں چن ( ) اور شمٹ ( ) نے ایفڈرین کی تاثیرات دوائیہ کے متعلق اپنا ایک مضمون چھاپا جس میں اس کے ایڈرینےلین (یعنی جوہر غلاف گردہ) سے عضو یاتی اور کلینیکل (یعنی عینی تجربات) گہرے تعلق کا اظہار کیا۔ ایفڈرا کی ہندوستانی اقسام سے حاصل کردہ ایفڈرین اور سیوڈو ایفڈرین کی تاثیرات کی مکمل معلومات مصنف اور اس کے دیگر مددگاروں کے ذریعہ حاصل کی جا چکی ہیں۔ اس ایفڈرین کی خاصیت چینی پودے سے حاصل کردہ ایفڈرین کے بالکل مشابہ پائی گئی ہے جس کا کئی محققین کے ذریعہ مفصل مطالعہ کیا جا چکا ہے۔ مگر سیوڈو ایفڈرین کی طرف بہت کم توجہ دی گئی ہے اور چونکہ یہ جوہر موثرہ ایفڈرا کی ہندوستانی اقسام میں کثیر مقدار میں پایا جاتا ہے۔ اس لیے مصنف اور اس کے مددگاروں نے اس کا نہایت احتیاط سے مطالعہ کیا ہے۔

سیوڈو ایفڈرین قلب کے نظام معائنہ و معجلہ دونوں کو تحریک پہنچاتی ہے اور

عضلہ قلب پر بھی محرک اثر رکھتی ہے۔ اس سے خون کا دباؤ اتنا نہیں بڑھتا جتنا کہ ایفڈرین کی حالت میں بڑھتا ہے اور یہ بھی صرف کسی قدر اشتراکی تحریک کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ تب بھی بڑھ جاتا ہے۔ جب ارگوٹاکسین ( ) سے اشتراکی اعصاب مسترخی (ڈھیلے) کر دیے جاتے ہیں۔ محرک اوعیہ اعصاب (ویسوموٹر نروز) یعنی وہ اعصاب جن سے عروق حرکت کرتی ہیں) کے ریشوں کے دیتے کے بعد بھی خون کے دباؤ کی زیادتی کا ہونا یہ ظاہر کرتا ہے کہ جوہر موثرہ خون کی نالیوں کے غیر دھاری دار (ان اسٹرائیٹڈ) عضلہ کے ریشوں کو تحریک پہنچاتا ہے اور اس سے قلبی عضلہ نمایاں محرک ہو جاتا ہے۔

خون کا دباؤ بلی جیسے حیوانوں میں ۲ ملی گرام جتنی خوراکوں سے بہت بڑھ جاتا ہے۔ اور بیس سے تیس منٹ تک قائم رہتا ہے۔ ٹیکوں کے اعادہ سے بھی یہ عضلاتی تحریک برابر قوی نہیں رکھی جاسکتی۔ ٹیکوں کا شمار بڑھانے کے باوجود بھی خون کے دباؤ کی زیادتی بتدریج کم ہونے لگتی ہے۔

اس سے ریوی دباؤ بہت بڑھ جاتا ہے اور یہ اثر ایڈرینے لین کے مشابہ ہوتا ہے اس دوا کے بہت لازمًا اثرات میں سے یہ ایک ہے۔ ریوی شریان کی شاخوں کے سکڑ جانے کی وجہ سے خون کا دباؤ بڑھتا ہے اور اس سے ہی ریوی غشائے مخاطی کا اجتماع خون بھی دور ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی تنفس کی نالیاں نمایاں کھل جاتی ہیں۔ یہ دونوں باتیں ضیق النفس کے دورہ کو تسکین دینے میں مدد دیتی ہیں۔ اگر تجربیت حیوانوں میں پائلو کارپین ( ) کی پچکاری لگا کر دمہ کی سی کیفیت پیدا کر دی جائے تو نمایاں پیدا ہوا تشنج سیوڈو ایفڈرین کی دو ملی گرام کی وریدی پچکاری (انٹراوینس انجیکشن) سے فورًا دور ہو جاتا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دوا تنفس کی نالیوں کو پھیلانے میں قوی الاثر ہے۔

اس ایلکلائڈ کا اشتراکی عمل اس بات سے بھی واضح طور پر کیا جا سکتا ہے کہ سیوڈو ایفڈرین کی دو ملی گرام کی پچکاری کرنے کے فورًا بعد امعا کی حرکات رک جاتی ہیں۔ اور انتڑیاں نمایاں طور پر مسترخی ہو جاتی ہیں۔ خرگوش کی پیچیدہ آنت کے الگ کیے

ہوئے ٹکڑے پر اس سے چھڑکنے سے اسی طرح کا اثر ظہور میں آتا ہے۔ اسی طرح بلی کے رحم کی حرکات میں چاہے یہ اپنے محل میں مقیم ہو یا یوٹرائن باتھ ( ) میں الگ کیا ہوا رکھا ہو نمایاں رکاوٹ دکھائی پڑتی ہے اور بالکل رک بھی سکتا ہے۔ سیوڈو ایفڈرین کی دو ملی گرام کی پچکاری خون کے دباؤ کا مستقل بڑھاؤ پیدا کر دیتی ہے۔ دیگر اس کے ساتھ ہی طحال کے قامت میں نمایاں سکڑاؤ ہو جاتا ہے۔ یہ ایڈرینے لین سے ہونے والے سکڑاؤ کے مشابہ ہوتا ہے۔

اس دوا کی پچکاری کے بعد جوف شکم کے دوسرے اعضاء مثلاً گردے حجم میں بڑھ جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دوا کا انقباض اوعیہ فعل (شریانوں کی باریک شاخوں کو سکیڑ دینا) امعائی حصہ میں خون کو دھکیل دیتا ہے کہ جس سے تمام جسم میں خون کے دباؤ کے عام بڑھ جانے کی بدولت یہ اثرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی نوٹ کر لینا چاہیے کہ گردے کے حجم کا اضافہ کل نظام جسمانی کے خون کے دباؤ کے بڑھاؤ کے ماتحت ہے۔ چنانچہ جب یہ اعتدال پر آجاتا ہے تو گردوں کا حجم بھی درجہ اعتدال پر آجاتا ہے۔

گردوں کے حجم کا بڑھ جانا یہ جتلاتا ہے کہ ایلکلائڈ ضرور ادرار بول اثر رکھتا ہے اس لیے پیشاب کا ادرار برانج البول (گردہ اور مثانہ کے درمیانی مجاری) میں پالونہ (کے نیولا) یعنی پولی سلائی) ڈال کر ناپا گیا۔ ترادش یافتہ سیال کی رفتار نمایاں بڑھی ہوئی تھی اور یہ بھی نوٹ کیا گیا کہ پیشاب کے ادرار کی سرعت تب تک ہی رہتی ہے جب تک خون کا دباؤ بڑھا رہتا ہے۔

ایفڈرین کا خلاصہ تاثیرات

ایفڈرین کی تاثیرات کے متعلق ہم بیشتر ازیں شری چوپڑا کے تجربات تفصیلاً حوالہ قلم کر چکے ہیں۔ اب ان کا خلاصہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ دوران خون:۔

ایفڈرین سے خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔

۲۔ احشاء:۔

امعاء کی حرکت دودیہ سست پڑ جاتی ہے۔ یہ جگر میں سے غیر متبدل حالت میں خارج ہوتی ہے۔ معدہ و امعاء کی راہ سے یہ سرعت سے جذب ہو جاتی ہے۔

۳۔ نظام تنفسی:۔

یہ تنفس کی نالیوں کو پھیلا دیتی ہے۔ اگر سانس کی نالیوں میں تشنج ہو تو رفع ہو جاتا ہے۔

۴۔ نظام بول:۔

گردوں کا حجم بڑھ جاتا ہے کہ جس سے ادرار بول میں ترقی ہوتی ہے۔

۵۔ چشم:۔

ایفڈرین کا ۴ فیصدی محلول آنکھ میں ڈالیں تو ۲۵ منٹ کے اندر اندر پتلی نمایاں طور پر پھیل جاتی ہے۔ جو کئی گھنٹے تک اسی حالت میں قائم رہتی ہے۔

سیوڈو ایفڈرین کا خلاصہ تاثیرات

اس کی تاثیرات ایفڈرین سے تقریباً ملتی جلتی ہیں صرف درجہ میں کچھ فرق ہے۔ ایفڈرین کی عام مضرات اس میں بہت کم پائی جاتی ہیں۔ البتہ یہ ایفڈرین کے مقابلہ میں بہتر مدر بول ہے اور دمہ کے دورہ کو روکنے میں بھی ایفڈرین سے بہتر دوا ہے۔

ایفڈرین اور سیوڈو ایفڈرین کے اثرات میں فرق

اکٹھے کیے ہوئے تجربی نوٹوں سے یہ ظاہر ہے کہ سیوڈو ایفڈرین اور ایفڈرین کی تاثیرات تقریباً یکساں ہیں۔ دونوں جواہر موثرہ جگر میں سے بغیر تبدیل ہوئے یعنی جوں کے توں گزر جاتے ہیں اور اپنے معمولی اثرات پیدا کرتے ہیں۔ خواہ

انھیں یا ساریقی وریدوں (میسنٹرک وینیز
میں سے کسی ایک میں بذریعہ پچکاری داخل کیا جائے۔ خواہ کسی سبٹے تک وین
(یعنی کوئی ایسی ورید جس کا کامل نظام جسمانی سے
تعلق ہو) میں یہ دونوں معدے اور امعاء کی راہ سے سرعت سے جذب ہو جاتے
ہیں اور امعاء کے نظام عضلات پر ان کا رکاوٹ ڈالنے کا اثر تقریباً یکساں ہوتا
ہے۔ دونوں جواہر موثرہ خون کی رگوں کو سکیڑتے ہیں اور نمایاں طور پر خون کے دباؤ
کو بڑھاتے ہیں۔ ایفڈرین کی صورت میں انقباض اوعیہ اثر بہت ہی زیادہ قوی ہوتا
ہے۔ کیونکہ اس کا انقباض اثر تقریباً کل محرک اوعیہ اعصاب (واسو موٹر نروز) کے
سروں پر پڑتا ہے۔ جب کہ سیوڈو ایفڈرین اوعیہ کے نظام عضلات پر بھی کچھ اثر
کرتی ہوئی ظاہر ہوتی ہے۔ سیوڈو ایفڈرین سے ریوی اور بالائی (اپورطی)
حصوں میں خون کا دباؤ بھی کم ہی نمایاں ہوتا ہے۔ تنفس کی نالیوں کو کشادہ کرنے اور
ناک کی غشائے مخاطیہ کو سکیڑنے کے فعل کی قوت میں اس کا ایفڈرین سے لا زمی
فرق نہیں ہے۔ دونوں جواہر موثرہ کا گردوں پر یہ اثر ہوتا ہے کہ گردوں کی عروق
دموی پھیل جاتی ہیں اور گردوں کا حجم بڑھ جاتا ہے۔ لیکن ایفڈرین کے استعمال
سے جو ابتدائی عارضی سکڑاؤ پیدا ہوتا ہے وہ سیوڈو ایفڈرین کی حالت میں نہیں
پایا جاتا۔ موخر الذکر جوہر موثرہ (سیوڈو ایفڈرین) میں ادرار بول کی خاصیت بہت
نمایاں ہوتی ہے۔ اختیاری اور غیر اختیاری عضلات پر دونوں جواہر موثرہ کا یکساں
اثر معلوم ہوتا ہے۔

ہندوستانی ایفڈرا کے استعمالات دوائیہ :۔

یہ پیشتر ازیں واضح کیا جا چکا ہے کہ ایفڈرا کی کئی ہندوستانی اقسام میں بہت
زیادہ مقدار میں سیوڈو ایفڈرین پائی جاتی ہے۔ اکثر حالتوں میں اس کی مختلف اقسام پر
جملہ اجزائے موثرہ کے اندر پچاس فیصدی سے زائد ایفڈرین نہیں ہوتی بلکہ اکثر اس
سے بہت ہی کم مقدار میں ہوتی ہے۔ آج کل ایفڈرین کی قیمت اندازاً چھ سو روپیہ
فی پونڈ ہے اور اس پر بھی یہ کافی مقدار میں دستیاب نہیں ہوتی۔ بعض ہندوستانی
اقسام میں سیوڈو ایفڈرین کی مقدار ایفڈرین کی نسبت بہت زیادہ پائی جا[تی]

ہے۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم لوگوں نے یہ جاننے کی کوشش کی دمہ کے استعمال میں ایفڈرین کے بدلے سیوڈو ایفڈرین کا استعمال کہاں تک ممکن ہے۔

دمہ میں ایفڈرین اور سیوڈو ایفڈرین کا استعمال :-

اس وقت سے جب سے کہ ایفڈرین کی یہ خاصیت منکشف ہوئی ہے۔ دمہ کے علاج میں یہ جوہر موثرہ بہت کثرت سے استعمال کیا جا چکا ہے۔ اس سے ہونے والا فائدہ اگرچہ ایڈرینلین کی طرح بالکل فوری نہیں ہوتا تاہم سریع اور یقینی ضرور ہے۔ علاوہ بریں یہ منہ کے راستے استعمال کیا جا سکتا ہے اور بذریعہ انجیکشن استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے کثیر التعداد مریضوں پر یہ اندھا دھند یعنی بلا کسی امتیاز کے استعمال کیا گیا ہے۔ جس کے کبھی کبھی برے نتائج بھی ہوئے ہیں ہمیں ان مریضوں کا علم ہے جو کئی ماہ تک دن میں دو مرتبہ نصف گرین کی مقدار میں اس جوہر موثرہ کے لینے کے عادی رہے ہیں۔ کلکتہ کے اسکول آف ٹراپیکل میڈیسن کے استھما کلینک (یعنی وہ اسپتال جہاں معالج دمہ کے مریضوں کے بستروں کے پاس رہ کر علاج معالجہ کرتا ہے اور ہر بات عینی طور پر نوٹ کرتا ہے) میں عوارضات والے دمہ کے مریضوں کے علاج میں اس جوہر موثرہ کے استعمال سے حاصل کردہ ہمارا تجربہ بالکل تسلی بخش نہیں ہے۔ بلاشک و شبہ یہ دوروں کو رد کرتا ہے اور پاؤ گھنٹے سے نصف گھنٹے میں علامات کو آرام پہنچا دیتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی کچھ ناگوار عوارض بھی پیدا ہونے ممکن ہیں۔ بعض مریضوں کے مقام قلب پر اس سے دس سے بیس منٹ تک شدید درد محسوس ہوتا ہوا دیکھا گیا ہے۔ مذکورہ صدر دوا کے استعمال کرتے والے لاتعداد مریضوں کے تامور (دل کا غلاف یا دل کی بالائی جھلی) کے اندر درد محسوس ہوتا اس کا ایک عام مرض ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ تحرک اوعیہ اعصاب کے سروں کی تحریک سے شدید تمدد (بے حد تناؤ یا کھنچاؤ) پیدا ہو جاتا ہے۔ اس سے بعض مریضوں میں خفقان (دل کا دھڑکنا) پیدا ہو جاتا ہے۔ جلد سرخ ہو جاتی ہے۔ ہاتھ پاؤں میں جھنجھناہٹ اور بے حسی محسوس ہونے لگتی ہے۔ اختلاج قلب (دل کا پھڑکنا) اور بے ہوشی کے دورے تک ہو سکتے ہیں۔ سوزش جلد میں مبتلا مریضوں

میں اس کے استعمال کے بعد یہ عارضہ اکثر شدت پکڑ جاتا ہے۔ جن کے قلب میں عضوی نقص ہو خصوصاً عضلۂ قلب میں تو ان کی ضربات قلب بے قاعدہ ہو جاتی ہیں غالباً اسے کثیر مقدار میں استعمال کرنے سے عضلات قلب پر مضعف اثر پڑنے سے یہ ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ بریں اس جوہر موثرہ کے نظام اشتراکی کو تحریک دینے سے دائمی قبض لازمی پیدا ہو جاتا ہے۔ جس سے بعض قسموں کا ضیق النفس اور بھی بڑھ جاتا ہے اس سے اکثر بھوک جاتی رہتی ہے اور ساتھ ہی ہاضمہ میں نقص رونما ہو جاتا ہے۔ مذکورہ صدر دوا کافی طویل عرصہ تک ہمارے تجربہ میں نہیں رہی ہے کہ جس سے اس کی تمام مضر اور سمی اثرات کا علم ہو جاتا ہے۔ لیکن ان کی موجودگی یقینی ہے۔ اس لیے اس کے استعمال میں اور خاص کر اس طرح کی مخلوط علامات کی حالت میں طویل عرصہ تک علاج کرنے میں بہت احتیاط رہنے کی سفارش کی جاتی ہے۔ اس سے اکثر مریض میں تھوڑے وقفہ کے لیے تسکین ہوتی ہے کہ جس سے اس دوا کو بار بار استعمال کرنے کی ترغیب پیدا ہوتی ہے اس لیے دمہ کے سبب کے دریافت کیے بغیر دورہ کو روکنے کے لیے اس کا متواتر استعمال سخت ممنوع ہونا چاہیے۔

ہم پیشتر ازیں بتلا چکے ہیں کہ سیوڈو ایفڈرین میں عروق کو دبانے کا فعل ایفڈرین کی نسبت بہت ہی کمزور ہے لیکن تنفس کی نالیوں کو فراخ کرنے کا فعل بالکل ویسا ہی نمایاں طور پر پایا جاتا ہے۔ شرائین ریوی کی شاخوں کا انقباض غشاء مخاطی کے اجتماع خون کو کم کر دیتا ہے۔ اس سے اور ساتھ ہی تنفس کی نالیوں کا نمایاں کشادہ ہو جانا دورہ کے روکنے میں مدد دیتا ہے۔ ہم نے اس حالت کے دفعیہ کے لیے سیوڈو ایفڈرین کو آزما کر اعلےٰ نتائج برآمد کیے ہیں۔ اس جوہر موثرہ کو نصف گرین میں براستہ دہن استعمال کرنے سے پندرہ منٹ سے نصف گھنٹہ کے اندر سینے کے گرد کے کساؤ کا احساس گھٹ جاتا ہے اور مریض کا سانس معمول پر آ جاتا ہے جب دورہ کے ہونے کی پیش آگاہی کا احساس ہو تو اس کی ویسی ہی ایک خوراک عموماً دورہ کو روک دیتی ہے۔ حقیقتاً اس کا اثر ویسا ہی تیز ہوتا ہے جتنا ایفڈرین کا۔ اگرچہ ہم نے اسے کافی عظیم پیمانہ پر اور کافی طویل عرصہ تک آزمایا نہیں ہے۔

تاہم جہاں تک یہ استعمال کیا گیا ہے نتائج حوصلہ افزا ہیں اور اس کے ذریعہ پیدا شدہ مضرات اس قدر ناخوشگوار نہیں ہوتیں یعنی وہ مضرات جو ایفڈرین میں پائی جاتی ہیں۔ سیوڈو ایفڈرین کے استعمال سے اس قدر لاحق نہیں ہوتیں۔ دمہ اور دیگر ان امراض کے علاج کے لیے جن میں ایفڈرین استعمال ہو رہی ہے۔ اگر اس جوہر موثرہ کا استعمال بڑھایا جائے یعنی ایفڈرین کی بجائے سیوڈو ایفڈرین استعمال کی جائے تو اس سے نہ صرف علاج کی لاگت ہی کم آئے گی بلکہ ایفڈرین کی مضرتوں سے محفوظ ہو جانا بھی ممکن ہے۔

ہندوستانی ایفڈرا سے تیار شدہ الکحالک ایکسٹریکٹ

(یا ٹنکچر) شرحی

چوپڑا نے ایفڈرا جیرارڈونا اور ایفڈرا انٹرمیڈیا سے سب سے پہلے ایک ایکسٹریکٹ تیار کیا کہ جو تقریباً تین سال تک ان کے استعمال میں رہا۔ یہ ایفڈرا کی خشک ٹہنیوں کے سفوف کو ۹۰ فیصدی الکحل میں ( ) کرنے سے تیار ہوتا ہے یعنی بھگو کر اور بعد کو خوب مل کر چھان لینے سے بنتا ہے پھر اس میں اس قدر کافی پانی ملایا جاتا ہے کہ الکحل کا تناسب تقریباً ۴۵ فیصدی رہ جائے۔ ۵۰ کیوبک میٹر یعنی ۱۰۰ منم ایکسٹریکٹ میں کل جوہر موثرہ کی مقدار نصف گرین رہنی چاہیے۔ یہ ایکسٹریکٹ تنہا بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور دمہ کے دیگر مکسچروں میں ملا کر بھی دمہ کے دوروں کو روکنے کے لیے بہت ہی کارآمد ہے۔ یہ خالص جوہر موثرہ سے بہت ہی ارزاں ہے اس لیے یہ غریب لوگوں کے استعمال میں بھی آ سکتا ہے۔ اس کا کمزور ٹنکچر بھی اب بازار میں دستیاب ہوتا ہے۔

ایفڈرین اور سیوڈو ایفڈرین بطور محرکات قلب:۔

خون کے دباؤ پر ان جواہر موثرہ کا محرک اثر بخوبی واضح ہے اور اسی وجہ سے یہ بطور محرکات قلب استعمال کیے جاتے ہیں۔ ہم بیشتر ازیں ہی بتلا چکے ہیں کہ ایفڈرین خصوصاً کثیر مقدار میں عضلہ قلب پر مضعف اثر ڈالتی ہے۔ مگر دوسری جانب سیوڈو ایفڈرین اس کے برعکس عضلہ قلب پر محرک اثر کرتی ہے۔ آخر الذکر جوہر موثرہ محرک اوعیہ اعصاب کے سروں پر اثر ڈالنے کے علاوہ چھوٹی شرائین (آرٹری اور

( ) کے عضلات کے ریشوں کو بھی تحریک پہنچاتا ہے اس لیے مصنف نے ایکسٹریکٹ آف الفڈرا جس میں الفڈرین اور سیوڈو الفڈرین دونوں پائی جاتی ہیں (آخرالذکر زیادہ ہوتی ہے) کی بطور محرک قلب آزمائش کی اور نتائج حوصلہ افزا رہے۔ ایسے مریضوں کو جن کے دل کا فعل کمزور تھا اور دل ڈوب رہا تھا استعمال کرانے سے نمایاں سودمند اثر ظاہر ہوا۔ نصف ڈرام سے ایک ڈرام تک کی خوراک یں دن میں دو یا تین مرتبہ اسے کثیر التعداد مریضوں کو استعمال کرانے سے یہ معلوم ہوا کہ اس سے خون کا دباؤ ایک معین حد تک بڑھ گیا (بارہ دس سے بیس ملی میٹر تک چڑھ گیا) ناکافی دورہ خون کی وجہ سے جن مریضوں کے گردوں کے فعل میں خلل تھا۔ ان میں نمایاں اور ادرار بول بڑھ گیا۔

استسقائے وبائی:۔ یہ بخوبی معلوم ہے کہ اس مرض میں قلب سخت مبتلا ہوتا ہے۔ اور اس طرح کی باطنی علامات (سب جیک ٹو سمٹمز ( ) یعنی وہ پوشیدہ علامات جن کو صرف مریض ہی محسوس کرتا ہے) شلاً تنگی تنفس، خفقان اور مقام قلب کے اوپر درد لاحق ہو جاتا ہے۔ ربو قلبی (کارڈیک استھما ( ) یعنی وہ دمہ جو قلب پر انجرہ دخانیہ کے غلبہ سے پیدا ہوتا ہے) تک ہو سکتا ہے۔ حرکت قلب بالکل آغاز مرض ہی سے بڑھ جاتی ہے۔ راس قلب کے مقام پر پہلی آواز چھوٹی اور تیز ہوتی ہے مگر بعد میں دبی ہوئی ہوتی ہے بعض اوقات پہلی آواز دوگنی یا ڈبل ہو جاتی ہے۔ قلب کے پھیل جانے سے تاج نما کیواڑی (مائٹرل والو ( ) ناموزوں ہو جاتی ہے کہ جس سے راس قلب پر سسٹولک مرمر ( ) پائی جا سکتی ہے کہ اور بعض اوقات قاعدہ ریوی پریسیمک مرمر ( ) بھی سنائی دیتی ہے۔ پرے سسٹولک مرمر ( ) بھی سنی جا سکتی ہے ایسے مریضوں میں ڈیجی ٹیلیس ( ) کے استعمال سے نا تسلی بخش نتائج برآمد ہوتے ہیں بلکہ حقیقتاً بعض مریض واقعی بدتر ہو جاتے ہیں۔ دوسرے کئی محرکات قلب بھی غیر موثر ثابت ہوتے ہیں۔ قلب کے بائیں حصہ کے کمزور ہو جانے

(   ) کی صورت میں ٹنکچر ایفیڈرا بہت موثر ثابت ہوا ہے۔ مریض آرام محسوس کرتا ہے اور علامات معدوم ہو جاتی ہیں۔

دیگر قلبی عوارض :۔ نمونیا اور خناق وغیرہ جیسے متعدی امراض سے لاحق ہوئی دل کی سمی حالتوں میں ٹنکچر ایفیڈرا بہترین محرک قلب رہتا ہے۔ چنانچہ لفٹیننٹ کرنل وریکا ہاج آئی۔ ایم۔ ایس (   ) نے ایسی حالتوں میں نصف ڈرام کی مقدار میں اس کا ٹنکچر دن میں تین چار مرتبہ استعمال کر کے بہترین نتائج حاصل کیے ہیں۔ (انڈی جینس ڈرگز آف انڈیا)

ایفڈرین کے استعمالات

ایفڈرین انہی حالات میں استعمال کی جاتی ہے جہاں ایڈرینے لین کی ضرورت پڑتی ہے۔ یعنی دمہ میں ایفڈرین ہائیڈروکلورائڈ بیس سے تیس منٹ کے اندر اندر تسکین دے دیتی ہے۔ جب کہ ¼ گرین سے ½ گرین کی مقدار میں براہ دہن استعمال کی جاتی ہے اور دن میں دو سے تین مرتبہ دینے سے یہ دوروں کو ہونے نہیں دیتی شدید دوروں میں یہ اس قدر زود اثر نہیں ہے۔ جس قدر ایڈرینے لین ہے اور بہت جلد اس کی برداشت پیدا ہو جاتی ہے اور اسی نتیجہ کے حاصل کرنے کے لیے بڑی مقدار کی ضرورت پڑتی ہے۔ بعض مریض شدید پسینہ آنا اور بے خوابی کی شکایت بتلاتے ہیں اور کبھی ایک پیاس کی ½ گرین کی واحد خوراک کے بعد کوئی اثر ہی نہیں ہوتا۔ تاہم ایفڈرین ایڈرینے لین کے اثر کو قوت بخشتی ہے۔ یہ عموماً اس کے ہمراہ ملائی جاتی ہے جس سے بہت طویل وقت کے لیے اثر قائم رہتا ہے۔ یہ کالی کھانسی کو تسکین دیتا ہے خصوصاً دوسرے درجہ کے دوران میں جب کہ ایک سال کے بچے کو ⅛ یا ¼ گرین کی مقدار میں دن میں دو مرتبہ دی جاتی ہے۔ انتفاخ ریہ (پھیپھڑوں کی نالیوں کا کشادہ ہو جانا یعنی ایمفی زیما (   ) میں جب کہ سانس کی نالیوں میں تشنج اور تراوش ہو۔ ایفڈرین وائٹل کے پیسٹی (   ) یعنی پورا دم کھینچنے کے بعد ہوا کا حجم جو کہ باہر نکالا جا سکتا ہے) کو بڑھاتی ہے اور سانس

کی نالیوں کے عضلات کو ڈھیلا کر کے سانس لینے کو زیادہ یا آسان بناتی ہے اور غشائے مخاطی کے اجتماع خون کو تسکین دیتی ہے۔

یہ اینافائی لیکٹک شاک (   ) ہے۔ فیوراپپ

کاہی) پرانی چھپاکی اور سانجیو تورہ ٹنک اوڈیما (

) یعنی پتی کی ایک ہلکی قسم) میں اور رایڈرینے لین کی بجائے مقامی حبی کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ ریڑھ کے اندر سُن کرنے والی دوائیوں کو داخل کرنے سے جب خون کا دباؤ کم ہو جاتا ہے تو یہ اس خون کے دباؤ کی کمی کو دور کرتی ہے۔ یہ فیور میں یہ دونوں طرح کام کرتی ہے۔ چنانچہ یہ براہ دہن اور بطور نیزل سپرے یعنی رشاش انفیہ (۵ء سے ۲ فیصدی) کے دی جاتی ہے۔ لعاب دار جھلی میں جمع ہوئے خون کو سکیڑنے کا موجب ہوتی ہے۔ زکام شدید دا سو موٹر رائی نائیٹس (

) یعنی اچانک کسی معمولی وجہ سے مثلاً سرد ہوا۔ گلاب کا پھول سونگھنا۔ اور دھول وغیرہ سے ڈھیروں چھینکیں آنا اور ناک سے پانی بہنا اور کبھی کبھی دمہ کی سی حالت ہو جانا) شدید ورم غار الانف (ایکیوٹ سائی نوسائی ٹس) اور ناک کی جراحی میں الیفڈرین ناک کی لعاب دار جھلی میں جمع ہوئے خون کو سکیڑ کر نمایاں تسکین پیدا کرتی ہے عروق دمویہ کے سکڑ جانے سے مقامی اور عارضی طور پر خون کا نہایت کم ہو جانا۔ مقامی طور پر خون کے کم ہو جانے پر اس کمی کی جگہ پر پھر اور زیادہ خون نہ لانا اور طویل مدت تک اثر کارہنا ہی اس کے وسیع استعمال کی فوقیت ہے۔ تقطیر (ناک وغیرہ کسی عضو کے سوراخ میں تر دوا ٹپکانا) کی بہ نسبت نیزل سپرے زیادہ موثر ہے اور ایک منٹ کے اندر اندر ہونا شروع ہو جاتا ہے اور دو یا زائد گھنٹوں کے لیے قائم رہتا ہے۔

لہ بیالوجیکل پروڈین یعنی حیاتی لحمیہ کے جسم کے اندر خون میں پہنچنے سے جو خطرناک ردِ عمل (جوابی تاثر) جسم میں ہوتا ہے اسے ڈاکٹری اصطلاح میں اینافائی لیکٹک شاک کہتے ہیں جیسے اینٹی ٹاکسین ٹیٹنے نیکم یا اینٹی ٹاکسین ڈنتھیریکم کے انجکشن کے بعد بعض اوقات پتی نکل آنا۔ سردی لگنا۔ کانپنا۔ سانس جلدی جلدی کا چلنا۔ نبض کا پتلا پڑ جانا۔ پسینہ آنا۔ دل گھبرانا۔ اور موت تک واقع ہونا ہوتا ہے۔

ل سیلائن سولیوشن (طبعی نمکین محلول) کے اندر تیار کیے ہوئے اس کے محلول کم خرش تے ہیں۔ روغنی محلولات سے سیلی ایری سیلز کے رد میں کی حرکت سست پڑ سکتی ہے۔ اور چکنائی کے پھیپھڑے میں چلے جانے سے ہونے والا نمونیہ بچوں میں ہو سکتا ہے۔ اس کا ۳ سے ۵ فیصدی آبی محلول آنکھ میں مقامی طور پر استعمال کرنے سے ایری عضلہ کو مفلوج کیے بغیر اور آنکھ کی اندرونی رطوبت کے تناؤ کو بڑھائے بغیر ضعف سے ایک گھنٹہ کے اندر اندر عموماً آنکھ کی تپلی کو پھیلا دیتا ہے اور عموماً چار سے رہ گھنٹے تک قائم رکھتا ہے۔ یہ اثر ان مریضان میں نمایاں نہیں بھی ہو سکتا جن کا طبقہ عنبیہ (یہ آنکھ کا تیسرا پردہ ہے) اس کا رنگ سیاہ یا آسمانی یا سرخی مائل ہوتا ہے۔ یعنی گائرس (   ) بہ رنگ سیاہ ہو۔ اغلباً ڈوپا (   ) ایک کیمیائی چیز) کے زیادہ پائے جانے کی وجہ سے یہ ایفڈرین کے اثر کو تیزی سے زائل کر دیتا ہے۔ طبقہ عنبیہ اور اس کے ساتھ پھیلنے اور سکڑنے والے باریک سے رمیں والا عضو کی سوجن میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔

مخدر سمیت (سن کر دینے والا زہریلا پن) میں یہ نہ صرف نظام تنفسی اور مراکز محرک عروق (ویسو موٹر سینٹرس) کو تحریک پہنچاتی ہے بلکہ اعلیٰ مراکز دماغی پر بھی عضوی اور شفا بخش اثر کرتی ہے اور اس طرح ضعف و سستی کو کم کرتی ہے۔

چونکہ ایفڈرین جسمانی ڈھانچہ سے پیوستہ عضلات کی ٹون (طبعی قوت فاعلہ) کو بڑھاتی ہے۔ اس لیے یہ مائی استھینیا گریوس (   ) یعنی خطرناک عضلاتی کمزوری) میں استعمال کی جاتی ہے ۱/۲ گرین کی مقدار میں روزانہ دینے سے یہ عضلات میں کریٹین (   ) ایک عضوی کیمیائی مادہ) کو اکٹھا کر کے اور کو رارا (   ) نامی زہریلی دوا سے عضلات پر پیدا ہونے والے اثر کو دفع کرنے والے اپنے فعل کی بدولت یہ عضلات کی قوت میں ترقی پذیر بڑھوتری کا موجب ہوتی ہے۔ دماغ کی سوجن کے بعد ہونے والے کمپ وات (جسم کے اعضاء کا بلا اختیار کانپنا) کی کپکپی اور کمزوری کو یہ کم کرتی ہے۔

مثانہ کے عضلہ عاصرہ (مثانہ کو بھینچنے والا عضلہ) کی ٹون (طبعی قوت فاعلہ) کی

اصلاح کر کے یہ بچوں میں رات کو سوتے وقت پیشاب کر دینے کو سدھارتی ہے جب کہ ½ گرین کی خوراک میں دس سے بارہ سال کے بچے کو رات کو سوتے وقت دی جاتی ہے مکمل جمود قلب (کمپلیٹ ہارٹ بلاک) اور اس کے ساتھ ساتھ سٹوک اسے ڈمز سائن ڈروم (
) اس میں مریض پر بے ہوشی طاری رہتی ہے اور اعضاء میں کپکپی ہوتی ہے) کے علاماتی علاج کے لیے اس کی دن میں ½ گرین کی تین خوراکوں کا استعمال مفید ثابت ہو چکا ہے۔ ایفڈرین دل کے خون کو پمپ کرنے والے کوشھوں کی رفتار بڑھاتی ہے اور دل کے سست ہوتے یا دل کے سکڑاؤ کے کم ہونے کو نمایاں روکتی ہے جو کہ ان غشی کے دوروں کے ہونے کا عموماً موجب ہوتے ہیں۔ لیکن وینٹری کلر فبرلیشن) دل کی رفتار کا ایک قسم کا خطرناک مرض) کی موجودگی میں یہ غیر موافق رہتی ہے۔

لیٹ کر اٹھنے پر ہونے والی خون کے دباؤ کی کمی اور دل کی رفتار سے تعلق رکھنے والے عصب یا کرائڈ سائی نس (
نامی دل کی رفتار کو قابو میں رکھنے والے مرکز کے زیادہ کام کرنے سے ہونے والی دل سے تعلق رکھنے والی بے ہوشی میں یہ علامات کو کم کر کے مریضوں میں تسکین پیدا کرتی ہے۔ ایفڈرین خفیف مرگی اور عسر الطمث کے علاج میں اور ڈائی مرکیپرول (ایک کیمیائی دوا) کے زہریلے اثرات کے ردعمل کو روکنے کے لیے گاہ بگاہ فائدہ مند ہو سکتی ہے۔ جذام میں یہ عصب کے درد (نردبین) کو ایڈرینے لین کے انجکشنوں کی بہ نسبت بہتر تسکین دیتی ہے چونکہ اس میں کچھ سیوڈو ایفڈرین بھی پائی جاتی ہے اس لیے اس کا ٹنکچر تمونیا ناتوانی اور خون کے دباؤ کی کمی وغیرہ میں بطور محرک استعمال کیا جاتا ہے۔

انتباہ:۔ دل کی ساخت کی بیماری یا دل کے فعل میں نقص آ جانے سے اس کا ضعیف ہونا۔ ہائی پر تھائی رائیڈزم (یعنی تھائی رائڈ گلینڈ یا غدہ درقیہ کے فعل میں نقص آ جانے سے اس کی خلاف معمول حالت کا ہونا) کے مریضوں اور جو خون کے دباؤ کی زیادتی یا درد دل میں مبتلا ہوں، ان کو

احتیاط کے ساتھ استعمال کرانی چاہیے۔

تاثیرات سمیہ:۔ بڑی خوراکیں بے چینی۔ اختلاج القلب (دل کا پھڑکنا)۔ ارتعاش (لرزنا) دوران سر (سر چکرانا) خفقان (دل کا دھڑکنا) زیادتی پسینہ۔ متلی۔ خراش مثانہ بمعہ پیشاب و پائخانہ کا تکلیف سے آنا کا موجب ہوتی ہیں۔ ہائی بلڈ پریشر میں بھی یہ علامات ہوتی ہیں اور جب ہائی بلڈ پریشر طبعی حالت پر آجاتا ہے تو یہ معدوم ہو جاتی ہیں عظیم خطرہ ضعف دل کا ہوتا ہے۔ اسے دمہ قلب میں استعمال نہیں کرانا چاہیے اور نہ ہی جب دل میں نقص ہو اور دوران خون کا ضعف شدید (کولیپس) ہو۔ مرکزی نظام عصبی میں تحریک پہنچنے سے غیر طبعی بیداری (النائیا) ہو سکتی ہے
مسکن ادویہ مثل فنیو باربی ٹون (
) سے اس کا دفعیہ کیا جا سکتا ہے۔

کئی مریض الیفڈرین کے لیے خصوصاً نروس ہوتے ہیں اور اگر ان کو ایک قلیل خوراک (½ گرین) بھی دمہ یا چھپاکی کے دفعیہ کے لیے دے دی جائے تو ضعف شدید کی علامات پسینہ چھوٹنا۔ لرزنا۔ ہول دل وغیرہ پیدا ہو جاتی ہیں کچھ لوگوں میں اس سے صحت کے ہو جانے کا احساس ہوتا ہے۔

(فارماکالوجی میٹریا میڈیکا اینڈ تھراپیوٹکس)

مرکبات

الیفڈرا کے ایلکائڈ الیفڈرین کا ہائیڈرو کلورائیڈ یعنی الیفڈرین ہائیڈرو کلورائیڈ برٹش فارماکوپیا اور فارماکوپیا آف انڈیا میں داخل ہے۔

اس کی مقدار خوراک ½ گرین تا ۱ گرین ہے عموماً نصف گرین کے قرص دستیاب ہوتے ہیں۔

الیفڈرا کے ذیل کے دو مرکبات بھی فارماکوپیا آف انڈیا میں داخل ہیں۔

۱۔ ایکسٹریکٹم الیفڈرا لیکوئیڈم۔ (
)

مقدار خوراک ۔ ۲۰ تا ۳۰ بوند۔

۲۔ ٹنکچر ایفیڈرا۔ (

مقدار خوراک ۔ ۹۰ تا ۱۲۰ بوند۔

مسلّم سوم کلپ (ایفیڈرا) کا استعمال

ایفیڈرا سے جب ایفیڈرین ہائیڈرو کلورائیڈ تیار کی گئی اور ڈاکٹروں نے ضیق النفس وغیرہ میں اس کی آزمائش کی تو معلوم ہوا کہ اس دوا سے بعض ناگوار اور تکلیف دہ عوارض پیدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس بنا پر بعض اصحاب متذبذب میں پڑ گئے کہ آئندہ اسے استعمال کریں یا نہ کریں۔ ان میں سے ایک ڈاکٹر کے۔ سی۔ بوس صاحب ایم۔ بی کلکتہ بھی تھے۔ لیکن اس کے جلد ہی بعد لفٹننٹ کرنل آر۔ این۔ چوپڑا صاحب کی سیوڈو ایفیڈرین کے متعلق کی ہوئی تحقیقات ۱۹۲۹ء میں شائع ہو گئی جس سے ڈاکٹر بوس صاحب کو معلوم ہوا کہ ایفیڈرا میں ایفیڈرین کے علاوہ ایک دوسرا جوہر موثرہ سیوڈو ایفیڈرین بھی ہے کہ جو اگرچہ ایفیڈرین کی طرح ہی قوی الفعل ہے گر اس قدر مضرت رساں نہیں ہے۔ علاوہ بریں چونکہ ایفیڈرا سے ایفیڈرین اور سیوڈو ایفیڈرین کی تیاری بہت وقت طلب اور صرف کثیر کی محتاج ہے۔ غریب مریض انھیں خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اس لیے ڈاکٹر بوس صاحب نے مناسب سمجھا کہ ایفیڈرا کا سفوف ہی کیوں نہ برت لیا جائے چنانچہ تجربات حوصلہ افزا ثابت ہوئے اور انھوں نے بھی اپنی تحقیقات شائع کر دی جس کو ہم ذیل میں پیش خدمت کیے دیتے ہیں۔

مسلم ایفیڈرا کی تاثیرات :۔ اس پودے سے حاصل ہونے والے مجموعی خلاصہ جات کے اثرات کی جانچ کرنے کی خاطر اس کا ایں آتناسب کا واٹری ایکسٹریکٹ (آبی خلاصہ یعنی ایفیڈرا کے سفوف میں مساوی الوزن پانی ملا کر خیسانده تیار کر لینا) تیار کیا گیا۔ پڑتال کرنے پر اس میں ۷۔ ۰ فیصدی کھاری جوہر موثرہ پایا گیا۔ کسی تحفظی چیز (پریزرویٹیو) یعنی وہ چیز جو دوسری شے کو گلنے سڑنے وغیرہ سے بچائے) کے ملائے بغیر یہ سیال

خلاصہ کئی روز تک لیبارٹری (تجربہ خانہ) میں اچھی حالت میں رکھا رہا یعنی بگڑنے نہ پایا۔

خون کے دباؤ پر اثر:- بلی کے فی کلوگرام جسمانی وزن کے حساب سے ۱۴ء۰ ملی گرام خیساندہ دینے سے خون کے دباؤ پر کوئی اثر نہ ہوا مگر ۲۸ء۰ ملی گرام فی کلوگرام جسمانی وزن کے حساب سے خیساندہ دینے سے خون کا دباؤ ۱۵ ملی میٹر سیمابی بڑھ گیا اور یہ بڑھاؤ کافی وقت تک قائم رہا۔ اس کے بعد اس کے بار بار انجکشن کرنے کے باوجود بھی خون کا دباؤ مزید بڑھنے نہ پایا۔

تنفس پر اثر:- بلی کے فی کلوگرام جسمانی وزن کے حساب سے ۱۴ء۰ ملی گرام خیساندہ کے دینے سے تنفس کی چھوٹی نالیاں کشادہ ہوگئیں اور ۲۸ء۰ ملی گرام فی کلوگرام جسمانی وزن کے حساب سے خیساندہ دینے سے تنفس چند سیکنڈ کے لیے رک گیا اور ۵ء۰ ملی گرام فی کلوگرام جسمانی وزن کے حساب سے دینے سے سانس ۵ منٹ سے بھی زائد دیر تک مکمل طور پر رک گیا۔

پیشتر ازیں بتلایا جا چکا ہے کہ سیوڈو ایفڈرین تنفس کی نالیوں کے عضلات کو مسترخی (ڈھیلا) کرنے کے لیے بہتر شے ہے۔ مگر لیکوئڈ ایکسٹریکٹ (سیال خلاصہ یعنی سوم کلپ کا خیساندہ) تنفس کی نالیوں کو پھیلانے کے لیے تنہا ایفڈرین یا سیوڈو ایفڈرین سے بھی بہت بہتر معلوم ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے لیکوئڈ ایکسٹریکٹ میں ایفڈرین اور سیوڈو ایفڈرین دونوں پائے جاتے ہیں۔

ایفڈرین کا بیشتر استعمال تنفس کی نالیوں کے تشنجات کو تسکین دینے کے لیے کیا جاتا ہے اور دمہ جیسے مرض کے مریضوں کو اسے طویل عرصہ تک بار بار استعمال کرانے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ایفڈرین کے متواتر استعمال سے کئی ضمنی ناگوار علامات پیدا ہو جاتی ہیں جو پہلے شمار کی جا چکی ہیں۔ یہ زیادہ تر دوا سے پیدا شدہ انقباض اوعیہ (شریانوں کی باریک شاخوں کا سکڑ جانا) کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ مگر چونکہ ایفڈرا ولگیرس (سوم کلپ) کے لیکوئڈ ایکسٹریکٹ (خیساندہ) میں ایفڈرین اور سیوڈو ایفڈرین دونوں جواہر موثرہ موجود ہوتے ہیں اور اس کی جتنی مقدار خوراک تنفس کی نالیوں کے عضلات کو مسترخی کرتی ہے اس کا خون کے دباؤ پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور اگر پڑتا بھی ہے تو بہت خفیف۔ اس طرح یہ مرکب (خیساندہ) خالص

جواہر موثرہ کی بہ نسبت بہت آسانی سے تیار کیا جاسکتا ہے۔ اور متواتر طویل مدت تک مریض میں کوئی بھی ناگوار علامت کے پیدا ہونے کے ڈر کے بغیر بے خوف و خطر جاری رکھا جا سکتا ہے اور سب سے بڑھ کر جواہر موثرہ (الیفڈرین اور سیوڈو الیفڈرین ہر دو) کا مرکب فعل علیحدہ علیحدہ استعمال کیے گئے جواہر موثرہ کی بہ نسبت بہت بہتر ہوتا ہے۔

خلاصہ بابت خیساندہ

۱۔ الیفڈرا وگیرس کا واٹری ایکسٹریکٹ (خیساندہ) جو ایک تناسب سے یعنی مساوی الوزن پانی ملانے سے بنتا ہے۔ اس میں ۰ء۴ سے ۰ء۷ فیصدی تک دوا میں پائے جانے والے جزو موثرہ کے مطابق جواہر موثرہ موجود ہوتے ہیں (اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ الیفڈرا میں اجزائے دوائیہ کی مقدار کم و بیش ہوتی ہے)

۲۔ یہ کسی تحفظی چیز کے ملائے بغیر طویل وقت تک اچھی حالت میں قائم رہتا ہے۔

۳۔ خیساندہ کی تاثیرات دوائیہ وہی ہیں جو علیحدہ کیے ہوئے جواہر موثرہ میں پائی جاتی ہیں۔

۴۔ خیساندہ کی وہ مقدار خوراک جو تنفس کی نالیوں کے عضلات ڈھیلے کر دیتی ہے۔ خون کے دباؤ پر اثر نہیں کرنے پاتی۔

۵۔ تنفس کی نالیوں کے تشنجات کو تسکین دینے کے لیے ہر دو جواہر موثرہ کی بہ نسبت یہ دوا بہت بہتر معلوم ہوتی ہے۔

۶۔ دمہ جیسے مرض میں بغیر کوئی سمی علامات پیدا ہوئے یہ مدت تک استعمال کرایا جا سکتا ہے۔

مقدار خوراک:۔ سفوف کی مقدار خوراک ۱۰ سے ۱۵ گرین تک اور خیساندہ (ایمن ا) کی نصف سے ایک ڈرام تک۔

استعمالات:۔ سوم کلپ کا سفوف بلغمی دمہ (برانکیل ایزما) جو کہ رات کو بدتر ہو جاتا یعنی بہت بڑھ جاتا ہے کے مریضوں پر معقول کامیابی کے ساتھ استعمال

کیا جا چکا ہے۔ اس سے ۱۰ تا ۱۵ گرین تک کی ایک خوراک مریض کو آرام دینے کے لیے کافی رہتی ہے اور عمدہ تازہ دم کرنے والی نیند لاتی ہے۔

ڈاکٹر بیکٹون (
) نے سوم کلپ کا جو شاندرہ عضلی و مفصلی گٹھیا کے مریضوں میں استعمال کر کے دیکھا ہے۔ اس سے درد دور ہو جاتا ہے۔ نبض کی سرعت گھٹ جاتی ہے اور تنفس کی تیزی کم ہو جاتی ہے۔ چند روز میں حرارت بدنی اعتدال پر آ جاتی ہے۔ جوڑوں کی سوجن کم ہو جاتی ہے اور مریض صحت یاب ہو جاتا ہے۔ یہ دوا ہاضمہ کی اصلاح کرتی ہے اور امعاء کے فعل کو تقویت دیتی ہے۔

مصنف (ڈاکٹر بوس) نے بھی اس کے سفوف کو وجع المفاصل کے مریضوں میں استعمال کر کے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔

چونکہ سوم کلپ تنفس کی نالیوں کے تشنجات کو تسکین دیتی ہے یعنی ان کو ڈھیلا کر دیتی ہے۔ اس لیے اس سے کالی کھانسی کے مریضوں میں عمدہ نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ خواہ تنہا برتی جائے یا ہیروئن ہائیڈروکلورا (
) اور ایسی دیگر مسکن ادویہ کے ہمراہ ملا کر۔

(فارماکو پیا انڈیکا)

دیگر استعمالات

شری ڈاکٹر کے سایم۔ نادکرنی رقمطراز ہیں:۔

سوم کلپ معدل[۱] (آلٹریٹو) مدر بول۔ مقوی معدہ اور مقوی ہے۔ ایفڈرین ایٹروپین یعنی لفاح کے جوہر موثرہ کی مانند آنکھ کی پتلی کو پھیلا دینے کا وصف رکھتی ہے

۱۔ اس قسم کی دوا غالباً عصبی مرکز غذائی پر اپنا اثر کر کے قوت مغیرہ (وہ قوت جو غذا کو جزو بدن ہونے کے قابل بناتی ہے) کو تقویت دیتی ہے۔

اس کے پھلوں کا رس تنفسی نالی کے امراض میں مفید ہے۔ اس کا جوشاندہ معدل ہے اور شدید عضلی و مفصلی گٹھیا اور آتشک میں مستعمل ہے۔ یہ ان مریضان کو دیا جاتا ہے جہاں اینٹی پائیرین ( ) اینٹی فیبرین ( )
اور سیلی سیلیٹ آف سوڈا ( ) ناکامیاب ہو جاتے ہیں۔ بطور مقوی معدہ یہ ہاضمہ کی اصلاح کرتا ہے اور آنتوں کو طاقت دیتا ہے۔

(انڈین میٹریا میڈیکا)

مزید ضروری واقفیت

کلینیکل (کلینیکی) آزمائشوں اور مشاہدات سے یہ قطعاً ثابت ہو چکا ہے کہ مسلم سوم کلپ اپنے میں پائے جانے والے خالص ایلکلائڈ ایفیڈرین کی نسبت زیادہ موثر ہے۔ ایفیڈرین سے بلڈ پریشر (خون کا دباؤ) بڑھ جاتا ہے اور دیگر ناگوار ضمنی اثرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً قلب حوالی (قلب کے قریب کا حصہ) میں درد ہونا دل دھڑکنا۔ درد سر، قبض اور بے خوابی وغیرہ حالانکہ مسلم سوم کلپ سے ان ضمنی اثرات سے کوئی بھی نہیں ہوتا اس لیے یہ طویل عرصہ تک بلا کسی خوف و خطر کے استعمال کی جا سکتی ہے کہ جس سے مریض کو یقیناً آرام اور تسکین ملتا ہے۔

اس لیے ہمیں ایفیڈرین کی بجائے سوم کلپ کے سفوف[1] اور خیساندہ کے استعمال کو ہی ہمیشہ ترجیح دینی چاہیے۔

مقدار خوراک :۔ سفوف ۴ رتی سے ایک ماشہ تک

خیساندہ ۔ نصف چھٹانک

ترکیب تیاری خیساندہ :۔ ۲ ماشہ سفوف سوم کلپ کو نصف چھٹانک خوب

---

[1] سوم کلپ بوٹی کو سالم طور پر کاٹنے سے تو سفوف تیار ہوتا ہی ہے لیکن جب شروع میں اسے ہلکے ہاتھوں سے کوٹا جاتا ہے تو اول اول اس سے سرخی مائل سفوف نکلتا ہے بعد ازاں سرخی مائل سفوف نکلنا بند ہو جاتا ہے اور بادامی رنگ کا سفوف

بقیہ صفحہ ۴۹۶

کھولتے ہوئے پانی میں ڈال کر ڈھک کر رکھ دیں۔ پانچ دس منٹ بعد پانی کو نتھار کر الگ کر لیں اور کام میں لائیں۔

مواقع استعمال

۱۔ دمہ:۔

ایفڈرین کے استعمال سے تو صرف دمہ کا دورہ ہی وقتی طور پر ملتوی ہوتا ہے یعنی یہ صرف دورہ مرض میں ہی کامیاب ہے۔ لیکن سوم کلپ کے سفوف و خیسا ندہ کے استعمال سے نہ صرف دمہ کا دورہ ہی فوری رفع دفع ہو جاتا ہے بلکہ اس کے تین چار ہفتہ کے متواتر استعمال سے پھر اکثر دمہ کا دورہ ہونے ہی نہیں پاتا۔ یا بہت ہی وقفہ کے بعد معمولی ہوتا ہے۔ علاوہ بریں استعمال کنندہ ایفڈرین کی مضرتوں سے بھی بالکل محفوظ رہتا ہے۔ چنانچہ اس کا کپڑچھان سفوف چار رتی سے ایک ماشہ کی مقدار میں دن میں تین مرتبہ صبح و شام اور رات کو سوتے وقت ہمراہ آب نیم گرم۔ شہد یا کسی دیگر مناسب بدرقہ استعمال کرانے سے دمہ کو از حد فائدہ ہوتا ہے بوقت دورہ ایک سے دو ماشہ کی مقدار میں دینے سے فوراً افاقہ ہوتا ہے۔ اگر مزید ضرورت محسوس ہو تو ایک گھنٹہ کے وقفہ کے بعد ایک دیگر خوراک بھی دی جا سکتی ہے۔ اس سے نہ صرف تنگی تنفس دور ہو کر دورہ ہی رک جاتا ہے بلکہ مریض کی بے چینی بھی کافور ہو جاتی ہے اور ماہی بے آب کی طرح تڑپتا ہوا مریض سکھ کی نیند سو جاتا ہے۔

۲۔ کالی کھانسی:۔

کالی کھانسی کی بھی یہ بہت آزمودہ دوا ہے۔ چنانچہ اس کے دس پندرہ روز

بقیہ صفحہ ۴۹۵:۔ نکلنے لگتا ہے پس اگر بوٹی کو زیادہ کوٹائی نہ کر کے صرف اس کے موثر حصہ کی کوٹائی سے ہی حاصل کردہ سرخی مائل سفوف لے کر استعمال کیا جائے تو تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ یہ تمام بوٹی کو کوٹ کر تیار کیے ہوئے سفوف سے بہت زیادہ زود اثر رہتا ہے

کے استعمال سے ہی اکثر کالی کھانسی بالکل رفع دفع ہو جاتی ہے۔

مقدار خوراک :۔ سفوف بموجب عمر۔

ایک سے دو سال تک کے بچوں کو۔۔۔ ۱ رتی
تین چار سال تک کے بچوں کو۔۔۔۔ ۲ رتی
پانچ چھ " " " " ۔۔۔۔ ۳ رتی
بڑے بچوں کو۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴ رتی

دن میں تین مرتبہ ہمراہ شربت بالنسہ یا شہد دیں۔

۳۔ پتی اُچھلنا یا چھپاکی :۔

پتی اُچھلنا یا چھپاکی میں بھی اس کا استعمال نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ چنانچہ ایک سے دو ماشہ کی مقدار میں سوم کلپ سفوف کو ہمراہ شہد چٹانے سے اکثر فوراً افاقہ ہوتا ہے۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو ایک ایک گھنٹہ کے وقفہ کے بعد ایک دو خوراکیں مزید بھی دی جا سکتی ہے۔

۴۔ وجع المفاصل :۔

وجع المفاصل میں اس کا جو شاندہ نہایت کارگر ثابت ہوا ہے۔ لیکن واضح رہے کہ یہ صرف شدید وجع المفاصل میں ہی مفید رہتا ہے۔ مزمن حالت میں اس سے عموماً تسلی بخش فائدہ نہیں ہوتا۔ شدید حالت میں اس کے دس بارہ یوم کے استعمال سے نہ صرف ورم اور درد ہی رفع ہو جاتا ہے بلکہ بخار بھی بالکل جاتا رہتا ہے۔ کئی مرتبہ تو جب شدید وجع المفاصل میں سوڈا سیلی سیلاس اور اسپرین وغیرہ مشہور مسکن الم ادویات کارگر نہیں ہوتیں تو اس وقت بھی یہ بوٹی ایر رحمت کا کام کر جاتی ہے۔

سوم کلپ کے چند آزمودہ مرکبات

۱۔ شربت سوم :۔

اجزا و ترکیب :۔ ایک پاؤ نیم کوفتہ سوم کلپ کو کسی صاف قلعی دار برتن وغیرہ

میں دو سیر پانی میں نرم نرم آنچ پر جوش دیں۔ جب ایک پاؤ پانی باقی رہ جائے تو اس کے ٹھنڈا ہونے پر خوب مل کر کسی موٹے کپڑے سے چھان لیں۔ بعدہ اس میں تین پاؤ کھانڈ ملاکر ایک تار کی چاشنی بنا کر چھان لیں۔ بس شربت سوم تیار ہے۔

مقدار و ترکیب استعمال:۔ جوان آدمی کو ایک سے دو ڈرام (۱۴ ماشہ سے ۸ ماشہ) تک اور بچوں کو دس پندرہ بوند تک دن میں دو تین مرتبہ نیم گرم دودھ یا پانی میں ملا کر پلائیں۔

فوائد:۔ دمہ و کھانسی کے لیے نہایت اکسیر ہے۔

۲۔ شربت سوم مرکب:۔

اجزا و ترکیب:۔ ایک ایک پاؤ سوم کلپ اور پوست بیخ بالنہ کو نیم کوفتہ کر کے کسی صاف قلعی دار برتن کے اندر چار سیر پانی میں مدھم مدھم آگ پر جوش دیں۔ جب پانی نصف سیر رہ جائے تو اسے کسی موٹے کپڑے سے چھان لیں اور پھر تین پاؤ کھانڈ ملاکر ایک تار کی چاشنی تیار کر کے چھان لیں۔ بس شربت سوم مرکب تیار ہے۔

مقدار و ترکیب استعمال:۔ بطریق مذکورہ صدر

فوائد:۔ دمہ۔ کالی کھانسی۔ اور تشنجی کھانسی کے لیے نہایت اکسیر الاثر ہے۔

نوٹ:۔ اگر شربت لگالہ اٹھیر شربت سوم یا شربت سوم مرکب کے ہمراہ استعمال کیا جائے تو کالی کھانسی یقینی طور پر دس بارہ روز میں کافور ہو جاتی ہے۔ واضح رہے کہ کالی کھانسی بہت نامراد مرض ہے اور اکثر علاج کے باوجود کئی کئی ماہ تک جانے کا نام ہی نہیں لیتی۔ لیکن اس کے استعمال سے بہت جلد رفع دفع ہو جاتی ہے۔

۳۔ شربت دمہ:۔

ماہ جون ۱۹۳۶ء کے "آب حیات" میں میں نے سوم کلپ کے متعلق ایک مختصر لیکن جامع عنوان حوالۂ قلم کیا تھا کہ جسے ناظرین "آب حیات" نے نہایت قدر و منزلت

---

۵۱ نسخہ کے لیے آیورویدک فارما کوپیا ملاحظہ فرمائیں۔

کی نظر سے پڑھا تھا۔ چنانچہ میرے اسی مضمون سے ہی متاثر ہو کر میرے محترم سورگباشی دوست شری پنڈت کرشن کنور دت شرما ایڈیٹر "آب حیات" نے بھی اس کی آزمائش کی تھی۔ جب اس کے مفید و زود اثر ہونے کے متعلق ان کی کامل تسلی ہو گئی تو پھر انھوں نے اس کا ایک دیگر ہی اپنا اختراع کردہ مرکب تیار کیا جو تجربہ کی کسوٹی پر نہایت زود اثر ثابت ہوا۔ آپ نے ایک شیشی مجھے بھی بطور نمونہ ارسال کی کہ جسے میں نے استعمال کے بعد نہایت مفید پایا۔ سوم کلپ کا مرکب ہونے کی وجہ سے اس کے نسخہ کے معلوم کرنے کا مجھے بہت اشتیاق ہوا۔ چنانچہ میں نے آپ کو تحریر کیا کہ اگر طبیعت کو ناگوار نہ گزرے تو مجھے بھی اس کے راز سے آگاہ فرما دیجئے تاکہ میں بھی سوم کلپ کے اس بے نظیر

نسخہ سے پورا پورا فیض اٹھا سکوں۔ ازراہ مذاق جواباً تحریر فرمایا "سوم کلپ سے روشناس کرانے والے تو آپ ہیں اور نسخہ مجھ سے معلوم کرتے ہیں۔ آپ پر تو گرو گڑ ہی رہے اور چیلے شکر ہو گئے کی مثال بالکل صادق آتی ہے۔ لیجیے شربت سوم کلپ کا نسخہ تحریر کیے دیتا ہوں۔ اب اسے پھنکانے کی ضرورت نہیں۔ اس کا شربت بنا کر استعمال کریں۔ سوم کلپ کے مفرد طور پر بطور سفوف استعمال کرنے کے یہ کئی گنا زیادہ مفید و مجرب ثابت ہوا ہے۔ چنانچہ ان کی تحریر کے بموجب اسے میں نے خود کئی بار بنایا اور تجربہ کی کسوٹی پر خوب آزمایا۔ واقعی دمہ کے لیے نہایت مفید و مجرب ہے۔ محترم سورگباشی دوست کی یہ ایک اہم نشانی ہے۔ جو میں نے کئی سالوں سے حرز جان بنا کر رکھی ہوئی تھی آج ہدیہ ناظرین کیے دیتا ہوں تاکہ میرے محترم سورگباشی دوست کا نام اس نسخہ کے ساتھ زندۂ جاوید رہے۔

اب اصل نسخہ لیجیے

دو ماشہ فی خوراک کے حساب سے حسب ضرورت مقدار میں سوم کلپ کو لے کر اسے جوکوب کر لیں۔ بعد ازاں اسے کسی قلعی دار برتن میں ڈال کر آٹھ گنا پانی میں چوبیس گھنٹے بھگو رکھیں۔ پھر ہلکی ہلکی آنچ پر جوش دیں حتیٰ کہ تہائی پانی باقی رہ جائے اب اسے ٹھنڈا ہونے پر خوب مل کر چھان لیں۔ بعدہ اس جوشاندے ہوئے پانی

کے تہائی وزن کھانڈ ملا کر شربت کا قوام بنالیں اور اس کا وزن کر کے دیکھیں۔ جس قدر خوراکوں کی سوم کلپ ڈالی گئی ہو اس شربت کے وزن کو اس تعداد پر تقسیم کریں تو مقدار خوراک کا وزن نکل آئے گا۔ مقدار کا کم و بیش ہونا شربت کے قوام کے گاڑھا یا رقیق ہونے پر منحصر ہے۔ اب اس شربت میں فی خوراک پانچ بوند کے حساب سے بلیٹا اورینٹلس (1X) ملادیں۔ بس دوا تیار ہے۔

نوٹ :۔ بلیٹا اورینٹلس ہومیوپیتھی (طب تماثلی) کی اسپیشل میڈیسنز یعنی ادویہ خاص کے زمرہ کی دوا ہے جو مدر ٹنکچر میں آتی ہے۔ اسے کسی ہومیوپیتھک ادویہ فروش سے خرید لیں اور اس ایک اونس دوا میں نو ۹ اونس سپرٹ ریکٹی فائیڈ ملا دیں۔ بس بلیٹا اورینٹلس X1 تیار ہے کہ جو مذکورہ صدر شربت میں شامل کرنا ہے۔

یادداشت :۔ تیز بنانے کے لیے بلیٹا اورینٹلس زیادہ نہیں ملانا چاہیے مثلاً مدر ٹنکچر کے ۵ قطرے ملائیں اور کئی مہینے تک اس کا استعمال جاری رکھیں تو تپ دق ہو جائے گی یا سینے سے خون آنے لگے گا لیکن X1 کے ۵ بوند قطعی بے ضرر ہیں اور پھر سوم کلپ اس کا مصلح بھی ہے۔

کچھ اور بھی

یہ بالکل موزوں معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بلیٹا اورینٹلس کے متعلق مفصل واقفیت بہم پہنچا دی جائے تاکہ آپ اس نسخہ کی پوری پوری قدر و قیمت جان سکیں اور اس کے حقیقی اوصاف سے مکمل طور پر روشناس ہو سکیں۔ چنانچہ ذیل میں اپنے محترم سرگباشی دوست کے لفظوں میں ہی اس کے متعلق مفصل ذکر درج کیے دیتا ہوں امید کامل ہے کہ ناظرین اس سے ضرور مستفیض ہوں گے۔

بلٹیا اورینٹلس

دیرینہ سے دیرینہ دمہ کے لیے ہتھیلی پر سرسوں جما کر دکھانے والی دوا یہ دوا ایک ہندوستانی کیڑے پر دار سے تیار کی جاتی ہے اور پہلے پہل ہندوستان ہی میں اس کا تجربہ ہوا تھا۔ یہ پر دار ہندوستانی کیڑا دن کی روشنی

میں باہر نہیں نکلتا۔ مکانوں کے اندھیرے کونوں میں عموماً ملتا ہے اور جھینگر یا ٹیپا ٹما کے نام سے مشہور ہے۔

ایک بزرگ دمہ کے عارضہ میں عرصہ بیس سال سے مبتلا تھے۔ ہر قسم کے علاج معالجے ہو چکے تھے۔ ایک دن بعد دوپہر جو انھوں نے چائے پی تو اس کے بعد اپنے کو حیرت انگیز طور پر شاہراہ صحت پر پایا۔ بلغم کی زیادتی ایک دم کم ہو گئی اور سانس باسانی آنے لگا۔ چند ہی گھنٹوں میں انھوں نے یہ محسوس کیا گویا وہ ہمیشہ کے لیے تندرست ہو گئے ہیں۔ اس حیرت انگیز انقلاب نے ان کی اور ان کے دوستوں کی توجہ چائے کی طرف مبذول کی۔ چائے وہ پہلے بھی اکثر پیا کرتے تھے مگر اس سے مرض میں ایسا حیرت انگیز افاقہ کبھی نہ ہوا تھا۔ چائے بنانے والے نوکر سے دریافت کیا گیا کہ چائے میں کیا کچھ شامل تھا۔ مگر کوئی غیر معمولی بات معلوم نہ ہوئی۔ آخر ابلی ہوئی چائے کی پتیوں کو غور سے دیکھا گیا تو ان میں ایک جھینگر ملا جو غلطی سے چائے میں جوشایا گیا تھا۔ لیکن نتائج کے اعتبار سے یہ غلطی کیسی شاندار اور طبی دنیا کے کس قدر شکریہ کی مستحق ہے۔ کون ہے جو اس کا اندازہ کر سکے۔

یقین کر لیا گیا کہ یہ جھینگر ہی کے جوشاندہ کی عنایت ہے کہ بیس سال کا پرانا ہٹیلا دمہ جو کسی علاج معالجے سے جانے کا نام ہی نہ لیتا تھا چند ہی گھنٹوں میں یوں دور ہو گیا جیسے کسی نے جادو کر دیا ہو۔

اس کے بعد شائقین فن نے جھینگر کا جوشاندہ تیار کر کے دمہ کے مریضوں پر اس کا تجربہ کیا اور نتائج حیرت انگیز طور پر شاندار نکلے۔

پھر کلکتہ کے مشہور و معروف ڈاکٹر ڈی۔ این۔ رائے صاحب نے اس کی آزمائش کی۔ نتائج استعجاب انگیز حد تک تسلی بخش دیکھے گئے۔ ڈاکٹر ڈی۔ این رائے صاحب نے اپنے تجربات کی رپورٹ امریکہ کے ایک مشہور پرچہ میں شائع کرائی پھر امریکہ میں اس کا تجربہ کیا گیا جس سے ڈاکٹر ڈی۔ این۔ رائے صاحب کے تجربات کی حرف بحرف تصدیق ہو گئی۔ دمہ کے مریضوں کے لیے اس دوا کو ایک نعمت غیر مترقبہ خیال کرنا چاہیے۔

یوں تو اسے دمہ کی ہر قسم میں اور دمہ کے ہر مریض پر استعمال کر کے

حیرت انگیز طور پر تسلی بخش نتائج مشاہدہ کیے جا سکتے ہیں۔ لیکن فربہ جسم آدمیوں کے دمہ میں اس کا استعمال زیادہ تسلی بخش نتائج پیدا کرتا ہے۔ دمہ کے جن مریضوں کی تکالیف موسم برسات یا موسم سرما میں بڑھتی ہوں ان کے لیے بھی یہ دوا خصوصیت سے زیادہ مفید ہے۔ جو لوگ ملیریا کا بہت جلد شکار ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں ان کو بلٹیا اور رینٹیلس سے زیادہ فائدہ کی توقع رکھنی چاہیے۔ کسی بھی قسم کی شدید کھانسی میں جہاں کوتاہ دمی (ضیق النفس) کی شکایت پائی جائے وہاں بلٹیا اور رینٹیلس کا استعمال خاص طور پر مفید و موثر ثابت ہوتا ہے۔ تپ دق میں اگر سینے میں بلغم کا اجتماع زیادہ ہو اور اس کے ساتھ ہی کوتاہ دمی کی شکایت بھی ہو تو بلٹیا اور رینٹیلس کا استعمال تسلی بخش نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ دمہ کی شکایت جب پھیپھڑوں اور ہوائی نالیوں سے شروع ہو تو بلٹیا اور رینٹیلس کا استعمال حیرت انگیز طور پر مفید و موثر ثابت ہوتا ہے لیکن جب یہ شکایت معدہ کی خرابی کی وجہ سے شروع ہو تو بلٹیا اور رینٹیلس سے تسلی بخش فوائد کی توقع نہ رکھنا چاہیے۔

مقدار و ترکیب استعمال:۔ دو سے پانچ بوند تک دن میں دو تین مرتبہ تیز گرم پانی کو نیم گرم کی حد تک ٹھنڈا کر کے اس کے ساتھ دیں۔

مدت استعمال:۔ پندرہ بیس روز سے ایک دو ماہ تک۔۔۔ جب تک تسلی بخش فوائد حاصل نہ ہوں۔ (آب حیات)

ترکیب استعمال:۔ شربت دمہ ہر روز صبح و شام ایک خوراک ایک تولہ تازہ پانی میں ملا کر استعمال کریں

فوائد:۔ دمہ کی نہایت اکسیری دوا ہے۔

شواس کلپ

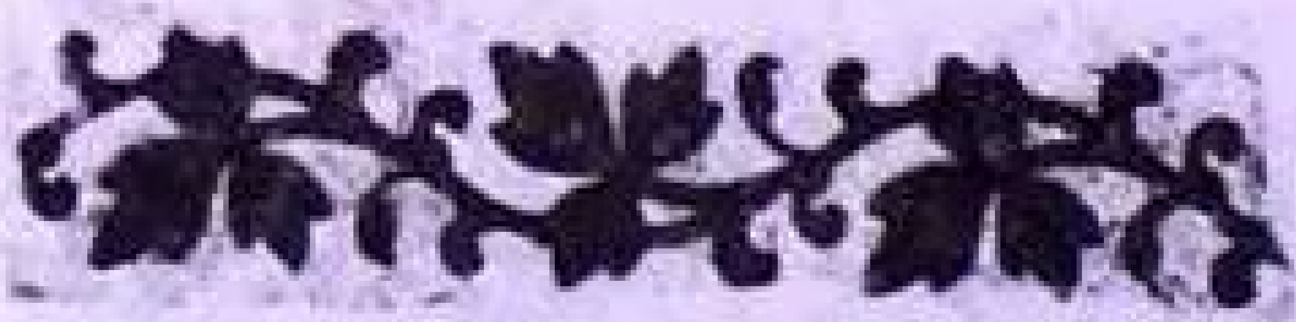
یہ نسخہ شرگباشی وید یادو جی ترکم جی آچاریہ بمبئی کے مجربات خصوصی میں سے ہے اور بید ناتھ آیورویدبھون کلکتہ میں بطور پیٹنٹ دوا بکثرت فروخت کیا جاتا ہے استعمال کر کے فیض اٹھائیں۔

اجزاء و ترکیب:۔ رس سندور ایک تولہ سفوف سوم کلپ ایک پاؤ۔

اوّل رس سندور کو کسی صاف وعمدہ کھرل میں ڈال کر اس قدر کھرل کریں کہ اس کی چمک بالکل معدوم ہو جائے۔ پھر سفوف سوم کلپ کو ملا کر ایک دو گھنٹے خوب زوردار ہاتھوں سے کھرل کر کے تین تین رتی کے قرص (ٹیبلٹ) بنالیں۔ اگر ٹیبلٹس (اقراص) تیار نہ کرائی جا سکیں تو اسے بطور سفوف بھی بآسانی استعمال کر سکتے ہیں۔

مقدار و ترکیب استعمال:۔ پوری عمر والے مریض کے لیے اس کی ایک مرتبہ کی خوراک ایک سے دو ٹیبلٹ (تین سے چھ رتی) ہے۔ تین سال سے کم عمر والے بچوں کو نصف ٹیبلٹ (ڈیڑھ رتی) اور اس سے اوپر کی عمر والے بچوں کو ایک ٹیبلٹ (تین رتی) دی جانی چاہیے۔ دمہ کے دورہ کے وقت چھ گھنٹہ کے وقفہ سے دوا کھلانی چاہیے۔ جب دورہ نہ رہے تب صبح و شام دو مرتبہ دوا کھلانی مناسب ہے۔ دوا تازہ پانی کے ہمراہ یا شہد میں ملا کر کھانی چاہیے:

فوائد:۔ یہ دمہ کی بہت عمدہ دوا ہے۔ اس دوا کو کچھ دن تک برابر استعمال کرنے سے مرض دمہ میں دائمی فائدہ ہوتا ہے۔ جو لوگ دھتورہ، افیون وغیرہ کئی اقسام کی زہریلی ادویہ اور ولایتی ادویہ استعمال کر کے مایوس ہو چکے ہیں وہ اس کی ضرور آزمائش کریں۔



کالی زیری

مختلف نام :۔ سنسکرت میں برہت پالی۔ سوکھشم پترا۔ بنیہ جیرا۔ کنٹرا۔ کھشدر پترا۔ ارنٹر یہ جیرک۔ بن جیرا۔ بن جیرک تکت جیرک وغیرہ۔ ہندی میں کالی جیری۔ پنجابی میں کالی جیری۔ اردو میں کالی زیری۔ زیرہ جنگلی۔ بنگالی میں بن جیرے بن جیرا۔ مرہٹی میں کڑو جیرین گجراتی میں کالی جیری۔ کڑوی جیری۔ سندھی میں کالی جیری۔ عربی میں کمونِ بری۔ کمونِ حبشی کمونِ ہندی۔ فارسی میں زیرہ دشتی۔ زیرہ بری (صحرائی) انگریزی میں پرپل فلی بین ( ) اور ورنونیا ( )

لاطینی میں سینٹر اتھیرم این تھل منٹکم ( )

اور ورنونیا این تھل من ٹکا ( )

کہتے ہیں۔

وجہ تسمیہ :۔ چونکہ اس نبات کا تخم شکل میں مانند جیرا یا جیرک (زیرہ) ہوتا ہے اور خودرو بن یا ارنٹر یہ (جنگل) میں عام ہوتا ہے اسی لیے اسے سنسکرت میں بنیہ جیرا ارنٹر یہ جیرک۔ بن جیرا اور بن جیرک (زیرہ جنگلی) کہا ہے۔ نہایت تلخ ہونے سے اسے تکت جیرک (زیرہ تلخ) فلفل دراز کی طرح لمبا ہونے سے کنٹرا کہا ہے دگر نہ یہ فلفل دراز کی نسبت بہت ہی چھوٹا ہوتا ہے اور چھوٹے پتے ہونے سے اس کے سوکھشم پترا اور کھشدر پترا نام کہے گئے۔

ضروری یادداشت :۔ انگریزی اور ہندی کی کئی کتب میں کالی زیری کا سنسکرت نام سوم راجی بیان کیا گیا ہے۔ یہی نہیں فی زمانہ کے کئی مترجموں نے بھی سنسکرت نام سوم راجی کو کالی زیری کا مترادف قرار دیا ہے حالانکہ زمانہ قدیم (چرک وغیرہ کا زمانہ)

نے سنسکرت نام سوم راجی باکچی (باوچی) کے مترادف کے طور پر مشہور ہے۔ پھلبہری وغیرہ کو دور کرکے انسانی جسم کو سوم (چاند) جیسا خوبصورت بنانے کا وصف باوچی میں ہی پایا جاتا ہے نہ کہ کالی زیری میں۔ پھر سوم (چاند) یا نصف چاند کی مانند گول یا چکر نما لکیریں باوچی میں ہی نظر آتی ہیں نہ کہ کالی زیری میں۔ کالی زیری میں تو لمبی لمبی لکیریں ہوتی ہیں اس لیے سوم راجی نام باکچی (باوچی) کے لیے ہی ہر لحاظ سے موزوں و مناسب ہے نہ کہ کالی زیری کے لیے علاوہ بریں کالی زیری زمانہ حال کی دریافت ہے۔ اس لیے زمانہ قدیم کی آیورویدک کتب میں کالی زیری کے بیان کے ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ زمانہ قدیم کی کتب میں سوم راجی نام صرف باکچی (باوچی) کے مترادف کے طور پر ہی مستعمل ہے۔

مذکورہ بالا غلط فہمی کا شکار ہو کر ہی کئی حضرات نے کالی زیری کا لاطینی نام سورلیا کوریلی فولیا (   ) لکھا ہے۔ حالانکہ یہ کالی زیری کا نہیں بلکہ باوچی کا لاطینی نام ہے۔

تاریخ:- ہندوستان میں اس بوٹی کے بکثرت پیدا ہونے کے باوجود بھی قدیم آیورویدک گرنتھوں چرک سنگھتا اور سشرت سنگھتا وغیرہ میں اس کا قطعاً کہیں تذکرہ نہیں پایا جاتا۔ جو وید قدیم آیورویدک کتب میں سے اس کے استعمالات وغیرہ کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں وہ حقیقتاً "سوم راجی" کے ہوتے ہیں سنسکرت میں "سوم راجی" نام باوچی کا ہے۔ نہ کہ کالی زیری کا لیکن وہ سوم راجی اور کالی زیری کے مترادف نام کے مغالطہ کی بدولت سوم راجی (باوچی) کے اوصاف و استعمالات وغیرہ کو کالی زیری کے نام منڈھ دیتے ہیں۔ ایسے عالموں سے پرماتما بچائے۔ البتہ دھنونتری نگھنٹو اور راج نگھنٹو میں اس کا برہت پالی (جیرک و شیش) یعنی "ایک خاص قسم کا زیرہ" کے نام سے اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ اور اس کے چند دیگر مترادف نام بھی لکھے ہیں جو کہ ہم پیشتر ازیں حوالہ قلم کر چکے ہیں۔

یونانی کتب میں اس بوٹی کا نمایاں ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ یونانی اطباء کی وساطت سے ہی ویدا اس دوا سے روشناس ہوئے ہیں کہ جو بعد ازاں کی آیورویدک تصانیف میں داخل کر لی گئی ہے۔ یونانی اطباء نے بھی اسے زیرہ (کمّون) کی ہی

ایک قسم قرار دیا ہے اور دھنونتری نگھنٹو اور راج نگھنٹو میں بھی اسے جیرک وشیش یعنی ایک خاص قسم کا زیرہ ہی لکھا ہے۔

واضح رہے کہ یونانی اور ویدک کے قدیم علماء نے صرف شکل کی مشابہت کی بنا پر ہی اسے کمون کی قسم قرار دیا ہے ورنہ حقیقتاً ہر دو نبات بالکل الگ الگ نباتی فصیلہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس لیے کالی زیری کو کمون کی قسم قرار دینا اپنے آپ کو مغالطہ میں ڈالنا ہے۔

اگرچہ طب ڈاکٹری میں اس کا قطعاً کوئی ذکر نہیں تاہم اس دوا نے بہت قبل ہندوستان کے یوروپین معالجین کی توجہ اپنی طرف راغب کر لی تھی اور ان میں سے بہت اصحاب نے اس کے بیجوں کو حیات یا کیچوؤں کے لیے عمدہ دافع دیدان مانا تھا۔

جائے پیدائش: اس کا پودا تمام بھارت میں کوہ ہمالیہ اور کھاسی کی پہاڑیوں کی ۵۰۰۰ فٹ تک کی بلندیوں پر بکثرت خودرو پیدا ہوتا ہے چنانچہ دہرہ دون، منصوری، نینی تال، شملہ اور ڈلہوزی وغیرہ مقامات پر بافراط ہوتا ہے لنکا میں بھی ہوتا ہے۔ اس کا اکثر کاشت بھی کی جاتی ہے۔

نباتی توضیح: یہ ایک یک فصلہ یعنی ایک سالہ پودا ہے جو کہ ۳ سے ۶ فٹ تک اونچا ہوتا ہے۔ اس کی شاخیں ادھر ادھر پھیلی ہوتی ہیں۔ اس کے تنے پر لمبی لکیریں اور عموماً بینگنی رنگ کے داغ ہوتے ہیں۔ دیگر روئیں دار ہوتا ہے اس کے پتے ۳ سے ۶ انچ تک لمبے اور وسط میں ۱ سے ۲ انچ تک چوڑے۔ برچھی نما یا بیضوی برچھی نما۔ لمبی نوک والے اور پیندی کی طرف گاؤ دم ہوتے ہوئے ڈنٹھل سے مل جاتے ہیں۔ پتوں کا کنارہ آری نما (آری کی مانند دندانہ دار) اور ان کی دونوں اطراف کی سطح کم و بیش روئیں دار ہوتی ہے۔ موسم برسات میں شاخ کے سرے پر پھول کی ٹکیا (قرص) نکلتی ہے۔ ٹکیا مانند سورج مکھی پھول کے ہوتی ہے۔ اندازاً اس میں چالیس پھول آتے ہیں۔ جن کی پنکھڑیاں نیلگوں گلابی رنگ کی ہوتی ہیں۔ ٹکیا کی گولائی نصف سے پون انچ کی ہوتی ہے۔ پھول کے پک جانے پر ہر ٹکیا سے تقریباً ۲۵-۳۰ بیج نکلتے ہیں۔ جو تقریباً ۱/۵ انچ لمبے، تخمیناً زیرہ سفید

کے برابر موٹے برنگ سیاہ بھورے۔ بیلن نما اور بینیدی کی جانب گاؤدم ہوتے ہیں۔ ان پر لمبائی کے رخ اندازاً دس ابھری ہوئی رگیں ہوتی ہیں۔ ان کی بو تیز ہوتی ہے اور کھانے میں تلی پیدا کرنے والے اور نہایت تلخ ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ انھیں صرف منہ میں رکھنے سے ہی کڑواہٹ معلوم ہونے لگتی ہے۔

نباتی فصیلہ:۔ یہ نیچرل آرڈر کمپوزیٹہ ( ) یعنی فصیلہ مرکبہ میں داخل ہے۔ چنانچہ اس کا پھول تر و مادہ کے دونوں نشانوں کا مرکب ہوتا ہے۔

کیمیائی تجزیہ:۔ کہا جاتا ہے کہ کالی زیری کے بیجوں میں رالین۔ ویرنین نامی ایک ایلکلائڈ تیل اور خشک دوا کے وزن کے بموجب ( ) تقریباً ۷ فیصدی مقدار میں راکھ پائی جاتی ہے۔ اسکول آف ٹراپیکل میڈیسن میں ان کی کیمیائی ترکیب کی دوبارہ جانچ کی گئی ہے۔ سفوف کیے ہوئے خشک تخموں کے مختلف محللات سے تیار کیے گئے خلاصوں سے ذیل کے نتائج برآمد ہوئے۔

پٹرولیم ایتھر سے تیار شدہ خلاصہ ۱۸٫۳۴ فیصدی۔ کلوروفارم سے تیار شدہ خلاصہ ۱٫۲ فیصدی اور ایب سولیوٹ الکوحل سے تیار شدہ خلاصہ ۱۲٫۸ فیصدی پایا گیا ہے۔ پٹرولیم ایتھر سے تیار شدہ خلاصہ میں زیادہ تر ایک بے فراری روغن پایا گیا جو کہ تخموں کا ۱۸ فیصدی تھا۔ اور بہت خفیف مقدار میں لطیف روغن پایا گیا کہ جس کی مقدار ۰٫۰۲ فیصدی تھی۔ کلوروفارم سے تیار شدہ خلاصہ میں اس کا تلخ مادہ پایا گیا۔ الکوحل سے تیار شدہ خلاصہ میں زیادہ تر رالیں ہی پائی گئی ہیں۔ کوئی ایلکلائڈ موجود نہیں پایا گیا۔

تلخ جوہر جو کہ اس دوا کا قیاساً جزو موثرہ تھا، تخموں کے وزن کے حساب سے ایک فیصدی سے زیادہ مقدار میں پایا گیا۔ یہ مختلف طریقوں سے صاف کرنے کے بعد جب الگ کیا گیا تو زرد رنگ کے ایمارفس (یعنی جس کی قلمیں نہ بن سکیں) سفوف کی شکل میں حاصل ہوا۔ اس میں نائٹروجن یا سلفر (گندھک) نہیں پائی جاتی اور یہ بطور رزن ایسڈ ( )

کے کام دیتا ہے۔ (انڈین جنس ڈرگز آف انڈیا)

حصہ مستعملہ:۔ دوا صرف اس کے بیج ہی مستعمل ہیں۔

افعال و خواص بروئے طب ویدک

دھنونتری نگھنٹو میں تحریر ہے کہ کالی زیری چرپری، سرد اور زخموں کو دور کرتی ہے
راج نگھنٹو میں لکھا ہے کہ کالی زیری چرپری اور سرد ہے، زخموں کو دور کرتی ہے۔

خواص و فوائد بروئے طب یونانی

مواد بلغمی کو خوب چھانٹتی ہے۔ معدے اور آنتوں سے ہر قسم کے کیڑے اور کدو دانے نکالتی ہے۔ سردی کے دردوں کو تسکین دیتی ہے۔ اس کا لیپ سردی کے ورم کو تحلیل کرتا ہے اس کی مالش سے خارخشت مٹ جاتی ہے۔ ہاضم ہے۔ بھوک بڑھاتی ہے۔ ریاح کو خوب صادر کرتی ہے۔ اگر سہاگے کی کھیل کے ہمراہ ایک ماشہ سے چار ماشہ تک کالی زیری کا سفوف دودھ کے ساتھ پھانکیں تو بواسیر کو مفید ہے۔ تجربہ کیا ہوا ہے کہ ساڑھے دس ماشہ کالی زیری لے کر آدھی کو بھون لیں پھر سب کو ملا کر پیس کر اور تین حصے کر کے روزانہ صبح کے وقت ان میں سے ایک حصہ پھانک لیا کریں۔ غذا میں ساٹھی کے چاول اور دہی دونوں وقت رکھیں۔ بواسیر بادی اور خونی دونوں جاتی رہیں گی۔ اس کو پیس کر آنکھ میں لگانے سے جالا پیدا ہوتا ہے۔ کالی زیری چھ ماشہ اور ایک مٹھی نیم کے پتے رات کو مٹی کے برتن میں بھگو دیں۔ صبح کو مل چھان کر پی لیں۔ پرانا بخار جس کی باری میں تعین نہ ہو جاتا رہتا ہے۔ اگر اس کو سینبل کی موصلی کے ساتھ جوش دیں تو بالکل تلخی جاتی رہتی ہے اور گرمی بھی کم ہو جاتی ہے۔ پکنے میں برتن کھلا رکھنا چاہیے اور جوش خوب دیں۔ چہارم موصلی کافی ہے۔ موصلی تازہ اور چھوٹے پیڑ کی ہو۔

(خزائن الادویہ)

طبیعت:۔ تیسرے درجے کے آخر میں گرم[1] و خشک ہے۔

---

[1] اگرچہ یونانی کتب میں اسے گرم و خشک لکھا ہے لیکن حقیقتاً یہ سرد و خشک ہے (مؤلف)

افعال۔ کالی زیری محلل اورام مسکن اوجاع اور دافع دیدان ہے۔

منفعت خاص۔ کالی زیری عموماً پھوڑے پھنسیوں اور سادہ ورام کو تحلیل کرنے اور ان کے درد کو تسکین دینے کے لیے بطور ضماد استعمال کی جاتی ہے۔ چنانچہ اس کا ضماد خصوصاً کن پیڑے کے ورم کو تحلیل کرنے اور اس کے درد کو تسکین دینے کے لیے نہایت مجرب ثابت ہوا ہے۔ اس غرض کے لیے اسے کھلانا بھی مفید رہتا ہے۔ علاوہ بریں چرنوں یعنی چھوٹی کیڑوں کو دفع کرنے کے لیے بھی اس کا استعمال نہایت ہی مفید ہے۔

مقدار خوراک:۔ چار رتی سے ایک تولہ تک ہے چنانچہ بچوں کے لیے چار رتی سے ڈیڑھ ماشہ تک اور بالغوں کے لیے چھ ماشہ سے ایک تولہ تک ہے۔ کتب میں اس کی مقدار خوراک ایک سے دو ماشہ لکھی ہے جو کہ بہت کم ہے۔

ترکیب استعمال:۔ کن پیڑے کے لیے اسے گرم بول مادہ گاؤ یا آب گرم کے ہمراہ پیس کر مقام ورم پر ضماد کریں اور اندرونی طور پر اس کا سفوف چھ چھ ماشہ صبح ہمراہ آب کھلائیں۔ اور دو گھنٹہ بعد اس کی ایک ایسی ہی مزید خوراک دیں اور پھر اس کے دو گھنٹہ بعد کیسٹرائل یا کوئی دیگر جلاب آور دوا دے دیں تاکہ چند چار دست آکر پیٹ صاف ہو جائے اور کرم خارج ہو جائیں۔

استعمالات دوائی

(مختلف ڈاکٹروں کے قلم سے)

۱۔ فارماکوپیا آف انڈیا میں لکھا ہے کہ بطور دافع دیدان امعاء پیسے ہوئے بیجوں کی عام مقدار تقریباً ڈیڑھ ڈرام (۶ ماشہ) ہے۔ یہ شہد میں ملا کر کے دو ہم وزن مقداروں میں چند گھنٹوں کے وقفہ سے استعمال کیے جاتے ہیں اور اس کے بعد مسہل دیا جاتا ہے۔ کرم عموماً بے جان حالت میں خارج ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر راکس (   ) کا کہنا ہے کہ اس کے تخم مسفوف،

(۲۰ سے ۳۰ گرین کی مقداریں) کا خیساندہ حیات یا کیچوؤں کے لیے عمدہ و یقینی کرم کش ہے۔
ڈاکٹر گب سن ذاتی تجربہ کی بنا پر انھیں ۲۰ سے ۲۵ گرین کی مقدار میں قابل قدر مقوی اور مقوی معدہ قرار دیتے ہیں۔ پیشاب آور خاصیت ان میں بتائی جاتی ہے اس کے بیجوں کو کوٹ کر لیموں کے رس میں پیس کر تیار کیا ہوا ضماد ٹرانکور میں جوئیں مارنے کے لیے بہت استعمال کیا جاتا ہے۔

۲۔ انیسلی صاحب میٹریا انڈیکا میں رقمطراز ہیں کہ اس کے نہایت تلخ تخم قوی دافع دیدان امعاء میں اور سانپ کے ڈسنے میں استعمال ہونے والے مرکب سفوفات میں ملائے جاتے ہیں۔

رہیڈی ( ) کے بقول نفخ اور کھانسی کے ذفیعہ کے لیے مالابار میں ان کا خیساندہ استعمال کیا جاتا ہے۔ دیدان امعاء میں استعمال کرنے کے لیے بیجوں کے سفوف کی مقدار ایک پگوڈا (ایک سونے کا سکہ جو کسی زمانے میں جنوبی ہندوستان میں چلتا تھا) بھر ہے۔

۳۔ ڈائموک صاحب فارماکوگرافیا انڈیکا میں تحریر فرماتے ہیں کہ تو بتی بخاروں کو رد کرنے کے لیے کوکن میں یہ نسخہ مروج ہے۔ کالی زیری۔ چرائتہ۔ کٹکی ڈیکامالی۔ سیندھا نمک اور سونٹھ ان کو برابر برابر وزن لے کر سفوف کریں۔ اس کی خوراک چھ ماشہ ہے۔ پہلے ٹھنڈے پانی میں سرخ کیا ہوا کھپرا یا اینٹ بجھائیں۔ پھر ایک خوراک مذکورہ بالا سفوف کی پھانک کر اوپر سے یہ پانی پی جائیں۔ اسی طرح ہر صبح کو یہ دوا استعمال کریں۔

۴۔ شری کیرتی کر اور باسو، انڈین میڈیسنل پلانٹس میں لکھتے ہیں کہ کالی زیری کے تخم مسفوف ½ ڈرام سے ۱½ ڈرام کی مقدار میں حیات یا کیچوؤں کے اخراج کے لیے آزمائے گئے۔ ان کے دینے کے بعد کیسٹر آئیل (جلاب کے لیے) دیا گیا۔ نتائج جس ممکن حد تک معلوم کیے جا سکے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ تخم معقول دافع دیدان اوصاف رکھتے ہیں۔ تصدیقی آزمائشوں سے بھی کامل طور سے تسلی بخش نتیجہ برآمد ہوا۔ (کومن)

۵۔ انڈی جنس ڈرگز رپورٹ مدراس میں درج ہے کہ یہ دوا حیات

یا کیچوؤں کے مریضوں پر ۳۰ سے ۶۰ گرین (۲ سے ۴ ماشہ) کی مقدار میں آزمائی گئی۔ نتیجہ کامل طور سے تسلی بخش تھا۔

۶۔ شری ڈاکٹر وامن گنیش ویلینائی، اوشدھی سنگرہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

کالی جیری تلخ۔ (بین مشتہی) کاسر ریاح۔ چرپری۔ مقوی۔ دافع کرم۔ دافع بخار مُدِرّ بول۔ مُولّد شیر۔ دافع امراض جلد اور دافع کھجلی ہے۔ کالی زیری دیدان کے مارنے کے لیے بچوں کو ۵ سے ۱۰ رتی اور جوان آدمی کو ۶ ماشہ دے کر اوپر سے جلاب دیتے ہیں۔ پیٹ کی ہوا چھوڑنے پر اسے ڈیڑھ سے تین ماشہ کی مقدار میں دیگر خوشبودار چیزوں کے ہمراہ دیتے ہیں۔ پرانے بخار میں اس سے اچھا فائدہ ہوتا ہے۔ زچگی کی حالت میں یہ ہر طرح سے کارآمد ہے۔ اس سے دودھ بڑھتا ہے۔ امراض جلد میں کھجلی ہونے کے لیے عمدہ دوا ہے۔ اس کو لیموں کے رس میں پیس کر لیپ کرنے سے جوئیں مرتی ہیں۔

۷۔ شری کرنل آر۔ این۔ چوپڑا، انڈیجینس ڈرگز آف انڈیا میں مرقوم ہیں۔

کارمائیکل ہوسپیٹل فار ٹراپیکل ڈیزیز میں امراض دیدان امعاء کے کثیر التعداد مریضوں پر اس کی رال سفوف ۵ سے ۱۰ گرین (۲½ رتی سے ۵ رتی) کی مقدار میں آزمائی گئی۔ دوا کے دینے سے پہلے اور بعد کو پاخانہ کی احتیاط سے جانچ کی گئی تھی (کالی زیری کی رال کا حیات یا کیچوؤں پر بہت خفیف اثر ہوتا ہے۔ تاہم ظاہر ہوا کہ چرنوں (سوتی کیڑوں) کے لیے صریحاً پر اثر ہے۔ جن بچوں میں (اس کی) رال کا سفوف استعمال کرایا گیا۔ ان کے پاخانہ میں بہت تعداد میں چرنے خارج ہوئے۔ سوتے میں پیشاب کرنا اور رات کو دانت پیسنا وغیرہ علامات جو اکثر بہت تکلیف دہ ہوتی ہیں دور ہو گئیں۔

۸۔ شری بی۔ مکرجی، دی انڈین فارماسیوٹیکل کوڈیکس میں رقمطراز ہیں:۔

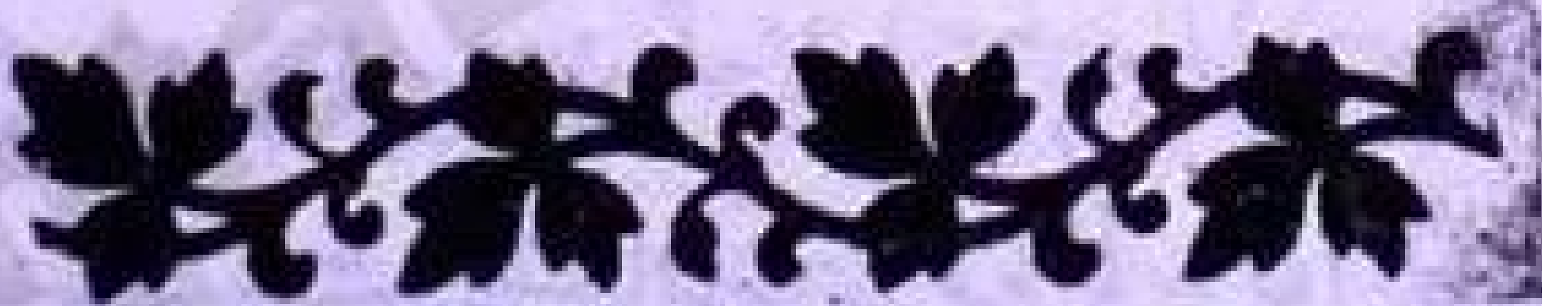
کالی زیری اینتھلمنٹک (دافع دیدان) ہے اور چرنوں یعنی سوتی کیڑوں کے لیے صریحاً موثر ہے۔ چرنوں کے مریضوں میں دوا کا الکحلک ایکسٹریکٹ عمدہ اینتھلمنٹک اوصاف رکھتا ہے۔ بچوں میں پایا جانے والا تلخ جوہر حیات یا کیچوؤں اور سوتی کیڑوں پر ضعیف اثر رکھتا ہے۔ لیکن حب القرع یا کدودانہ

پر کوئی اثر نہیں رکھتا۔

دیگر استعمالات برائے مویشیان

کالی زیری مویشیوں خصوصاً گھوڑوں کے امراض میں بکثرت استعمال کی جاتی ہے چنانچہ گھوڑی کے بچہ ہوتے پر جو مصالحہ کھلایا جاتا ہے اس میں کالی زیری ضرور ملائی جاتی ہے دیگر گھاس وغیرہ زیادہ کھا لینے سے جب گھوڑوں وغیرہ کا معدہ پھول جاتا ہے تو کالی زیری اور نمک وغیرہ کو ملا کر دیتے ہیں۔

خزائن الادویہ میں لکھا ہے کہ کمال تیزی و سمیت کی وجہ سے اس کو طبیب آدمیوں کے علاج میں کم استعمال کرتے ہیں۔ چوپایوں کے معالجے میں بہت مستعمل ہے اور گھوڑے کے استعمال میں زیادہ۔ کہتے ہیں کہ یہ گھوڑے کے حق میں سرد ہے جیسے ریوند چینی۔



کُلتھی (کُلتھ)

مختلف نام:۔ سنسکرت میں کُلتھکا۔ ہندی میں کُلتھی۔ کُلتھ۔ بنگالی میں کچکلائی کُلتھ۔ مرہٹی میں کلیتھ۔ گجراتی میں کُلتھی۔ عربی میں حب القلت۔ فارسی میں سنگ شکن انگریزی میں ہارس گرام (لاطینی میں ڈالی کاس بی فلورس) کہتے ہیں۔

تاریخ:۔ قدیم ہندوؤں کو اس کا بخوبی علم تھا۔ چنانچہ چرک سنگھتا اور سشرت سنگھتا وغیرہ میں اس کا بیان ملتا ہے۔ طب یونانی میں بھی یہ مستعمل ہے۔

جائے پیدائش:۔ تمام بھارت میں ہمالیہ سے کنیا کماری تک تین ہزار فٹ کی بلندی تک کُلتھی خودرو طور پر پیدا ہوتی ہے اور تقریباً تمام صوبوں میں کم و بیش اس کی کھیتی بھی کی جاتی ہے۔ راجستھان، بمبئی اور مدراس میں خصوصاً بکثرت پیدا ہوتی ہے۔ دہرہ دون میں بھی اس کی کھیتی ہوتی ہے۔ برما اور لنکا میں بھی ہوتی ہے بازار میں کُلتھی کے بیج ملتے ہیں۔

نباتی توضیح:۔ کُلتھی کے سالانہ یا ایک فصلے پودے ہوتے ہیں جو تقریباً ڈیڑھ سے دو فٹ تک اونچے ہوتے ہیں۔ ان کا زیریں حصہ تو استادہ ہوتا ہے لیکن شاخیں سامنے سے پھیلی رہتی ہیں۔ یہ کھیتوں میں خریف کی فصل میں بویا جاتا ہے۔ پتے ایک دو انچ لمبے اور تین تین پتے ایک ساتھ جڑے ہوئے مسور یا اُڑد کے پتوں جیسے ہوتے ہیں۔ موسم برسات میں اس میں نصف سے پون انچ لمبے پیلے رنگ کے پھول آتے ہیں جو پتوں کے پہلوؤں میں ایک تین کی تعداد میں

لگتے ہیں۔ موسم سرما میں تقریباً دو انچ لمبی، چپٹی، ٹیڑھی اور روئیں دار پھلیاں آتی ہیں۔ ہر پھلی میں سے پانچ چھ چپٹے گردہ نما خاکستری یا سُرخی مائل بھورے رنگ کے اور سفید بیج مسور کے دانے کے برابر کے نکلتے ہیں۔ ان بیجوں کو کلتھی کہتے ہیں جو دال کی صورت میں استعمال ہوتی ہے۔ بیجوں کے اندر جو مینگ ہوتی ہے اس کی دو پھانک ہوتی ہیں، رنگ سفید ہوتا ہے۔

ہمالیہ میں ہونے والی قسم کے پودے بڑے ہوتے ہیں۔ پھلیاں بھی بڑی اور چوڑی ہوتی ہیں اور بیج سفید ہوتے ہیں۔

نوٹ:۔ سشرت سنگھتا میں چاکسو کو بنیہ کلتتھ (جنگلی کلتھ) کہا ہے۔ سبازار میں چاکسو کے بہدانہ کے برابر مثلث شکل سیاہ رنگ چکنے اور چمک دار تخم ملتے ہیں۔ دھنونتری نگھنٹو اور راج نگھنٹو میں چاکسو کا سنسکرت نام ارنیہ کلتتھکا (جنگلی کلتھی) آیا ہے۔

کلتھ اور چاکسو کے پودوں کی نباتی ماہیت۔ ان دونوں بیجوں کی شکل و صورت اور دونوں کے اوصاف میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ دونوں کے کیمیائی اجزاء بھی بالکل الگ الگ ہیں۔ اس لیے یہ دونوں بیج الگ الگ قسم کے پودوں کے ہیں۔ ایک ہی پودے کے خودرو اور کاشت کیے ہوئے بیجوں میں اس قدر عظیم فرق نہیں ہو سکتا۔ ہمیشہ خودرو اور کاشت کیے ہوئے پودوں میں کافی مشابہت پائی جاتی ہے۔ صرف ذائقہ وغیرہ کا کچھ فرق ہوتا ہے لیکن کلتھی اور چاکسو میں تو دن رات کا فرق ہے۔ ان میں سوائے اس کے کہ دونوں پھل دار پودے ہیں اور کچھ بھی مشابہت نہیں ہے۔

نباتی فصیلہ:۔ چونکہ یہ پھلی دار پودا ہے اس لیے نباتی حیثیت سے یہ دال والی اجناس میں سے ہے چنانچہ اسے فصیلہ بقلیہ یعنی نیچرل آرڈر لیگومی نوسیا ، ، ( ) میں شمار کرتے ہیں۔

کیمیائی تجزیہ:۔ کلتھ کے تخموں میں پروٹین ۲۲ فیصدی۔ روغن ۵ء۰ فیصدی معدنی مادہ ۱ء۳ فیصدی۔ ریشہ ۳ء۴ فیصدی۔ کاربوہائیڈریٹ (نشاستہ) ۵۷ء۰ فیصدی، چونا ۲۸ء۰ فیصدی۔ فاسفورس ۳۹ء۰ فیصدی۔ آئرن (لوہا) ۶ء۹ فیصدی

وٹامن اے (A - 1) ۱۰۰ گرام میں ۱۹ اُیونٹ۔

افعال و خواص بروئے طب آیورویدا

کلتھی گرم۔ کسیلی۔ وپاک میں امل (ترش) بلغم۔ ویریہ اور دات کو دافع ہے۔ قابض ہے۔ کھانسی۔ ہچکی۔ دمہ اور بواسیر کے مریضوں کے لیے مفید ہے۔

(چرک)

کلتھی گرم۔ کسیلی۔ وپاک میں کٹو (چرپری) دات اور کف کو دور کرنے والی ویریہ پتھری اور باؤ گولہ کو دور کرتی ہے۔ قابض ہے۔ پینس اور کھانسی کو دافع ہے۔

(سشرت)

کلتھی وپاک میں چرپری۔ کسیلی۔ صفرا اور خون کے بگاڑ پیدا کرنے والی۔ زود ہضم۔ جلن پیدا کرنے والی۔ گرم تاثیر والی۔ پسینہ روکنے والی۔ دمہ۔ کھانسی بلغم۔ دات۔ ہچکی۔ پتھری۔ ویریہ۔ جلن۔ اپھارہ۔ پینس۔ موٹاپا۔ بخار اور کرم ہائے شکم کو نافع ہے۔

(بھاو پرکاش نگھنٹو)

کلتھی چرپری اور تلخ ہے۔ بواسیر اور درد شکم کو دور کرتی ہے۔ قبض اور اپھارہ کو نافع ہے۔ آنکھوں کے لیے مفید ہے۔ زخموں کو بھرتی ہے۔

(راج نگھنٹو)

خواص و فوائد بروئے طب یونانی

امراض چشم کو مفید ہے۔ بھوک بڑھاتی ہے۔ مثانے اور گردے کی پتھری توڑتی ہے۔ بھوک خوب لگاتی ہے۔ ہچکی رفع کرتی ہے۔ پیشاب اور خون حیض زیادہ مقدار میں لاتی ہے۔ بلغم رفع کرتی ہے۔ اس سے پاخانہ کھل کر آتا ہے۔ منی کو خشک کرتی ہے۔ تلی کا سُدّہ کھولتی ہے۔ تو لنج کو نافع ہے۔ اس کا لیپ بواسیر کے لیے مجرب ہے۔ رخساروں کا رنگ نکھارتی ہے۔

(خزائن الادویہ)

اس کو زیادہ تر سنگ گردہ اور مثانہ۔ ادرار بول و حیض کے لیے شیرہ نکال کر

مفرداً یا مرکباً استعمال کیا جاتا ہے۔ علاوہ بریں سنگ گردہ و مثانہ کے مریضوں کو اس کی دال پکا کر بھی کھلاتے ہیں۔ جالی ہونے کی وجہ سے ضماداً چہرے کو صاف کرتی ہے۔

(کتاب الادویہ)

طبیعت:۔ گرم و خشک دوسرے درجے میں اور رطوبت کی طرف مائل ہے۔ بعض تیسرے درجے میں گرم و خشک بتاتے ہیں۔ بعض گرم تیسرے درجے میں اور خشک دوسرے درجے میں بیان کرتے ہیں۔ بعض تیسرے درجے میں گرم و تر قرار دیتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ تیسرے درجے میں سرد و تر ہے۔ شیخ اور ماسرجویہ کے نزدیک سرد دوسرے درجے میں اور تر پہلے درجے میں ہے۔

(خزائن الادویہ)

افعال:۔ قابض۔ مدر بول۔ مدر حیض۔ مفتت سنگ گردہ و مثانہ

منفعت خاص:۔ سنگ گردہ و مثانہ کو نکالنے کے لیے مفید ہے۔

مقدار خوراک:۔ ایک سے دو تولہ۔

استعمالات

خنازیر کے لیے کلتھی کا جوشاندہ فلفل سیاہ ملا کر دیا جاتا ہے اور اسہال کے لیے تازہ پودے کا ایک تولہ رس نکال کر اور تین ماشہ کتھا ملا کر روزانہ تین مرتبہ دیا جاتا ہے چوتھائی سیر کلتھی اور پانچ عدد کا جو کا بنایا گیا جوشاندہ آنتوں وغیرہ سے ہونے والے جریان خون کے مریضوں کے لیے بہت مفید بتلایا جاتا ہے۔ کلتھی پتھری اور بلغم کو لطیف یعنی رقیق کرتی ہے اس کے لیے کلتھی کے جوشاندہ میں تکیس گرین (دو ماشہ سینڈھا نمک ملا کر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا جوشاندہ موٹاپا کو کم کرنے کے لیے بھی کام میں لایا جاتا ہے۔ سرد پسینے کو روکنے کے لیے اس کے بیجوں کا سفوف جلد پہ ملا جاتا ہے۔ اس کا جوشاندہ مستورات کو ولادت کے دوران نفاس (وہ خون جو جننے کے بعد عورت کو آتا ہے) کے اخراج کو تقویت دینے کے لیے دیا جاتا ہے۔ یہ سیلان الرحم اور حیض کی بے قاعدگی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ قولنج میں اس کے جوشاندہ میں ہینگ، سفوف سونٹھ اور چڑ نمک

ملا کر دیتے ہیں۔ (انڈین میٹریا میڈیکا)

پتھری کے لیے کُلتھی کا استعمال

پتھری کو نکالنے کے لیے کلتھی کا استعمال مشہور ہے۔ بھاو پرکاش نگھنٹو اور مدن پال نگھنٹو میں اس میں پتھری کو دور کرنے کی خاصیت بتلائی گئی ہے۔ سُشرت سنگھتا میں بھی اس میں پتھری کے دور کرنے کی تاثیر بیان کی گئی ہے۔ لیکن چرک سنگھتا میں اس میں پتھری کے دور کرنے کے اثر کا بالکل کوئی ذکر نہیں ہے۔

کُلتھی کے پتھر کو توڑنے کی خاصیت کی صداقت کے لیے یہ بھی ایک ثبوت ملتا ہے کہ پتھر کے کاریگر کُلتھی کے پانی سے پتھر پر لکیر دے کر نشان لگاتے ہیں۔ اور اس لکیر پر سے اس کے دو ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ کلتھی میں پتھر کو توڑنے کی تاثیر موجود ہے۔

پتھری کے نکالنے کے لیے کُلتھی کا استعمال مشہور عام ہے۔ ڈیداور حکیم اس مدعا کے لیے اسے عموماً استعمال میں لاتے ہیں اور اکثر کامیابی بھی حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ بنارس ہندو یونیورسٹی کے سر سندر لال ہسپتال کے شعبہ سرجری میں پتھری کے جو مریض داخل ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک سینٹی میٹر سے زیادہ حجم والی پتھری کے مریضوں کو آپریشن کرانے کی صلاح دی جاتی ہے اور اس سے کم حجم والی پتھری کے مریضوں کے لیے ذیل کی ترکیب سے تیار کردہ کُلتھی کا جوشاندہ تجویز کیا جاتا ہے۔

دو تولہ کُلتھی کو تیس تولہ پانی میں جوشا کہ آٹھ تولہ پانی باقی رہنے پر چار چار تولہ صبح و شام پینے کو بتلایا جاتا ہے۔ ایک ماہ متواتر استعمال کر چکنے کے بعد پھر ضروری جانچ پڑتال کی جاتی ہے موجودہ ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح اس کے استعمال سے کئی مریضوں کو حیرت انگیز فائدہ ہوتا ہے۔ وسیع تجربات کے بعد شعبہ سرجری کے ڈاکٹر آر اے۔ پرسادا اور ڈاکٹر ایل ایم سنگھ نے جو اہم نتائج اخذ کیے ہیں وہ ذیل میں ہدیہ ناظرین کیے جاتے ہیں۔

۱۔ طریق تاثیر:۔

کلتھی کے استعمال سے پتھری کی پست کسی قدر ٹوٹ کر یا اس میں

گھل کر پتھری کی جسامت کو چھوٹا کر دیتی ہے جس سے اس کے پھنسنے کا گمان کم ہو جاتا ہے اور آسانی سے مثانہ میں چلی جاتی ہے اور پھر پیشاب کے راستہ سے باہر نکل جاتی ہے۔

۲۔ پیشاب :۔

کلتھی میں مُدرّ بول خاصیت ہونے سے اس کے استعمال کرنے سے پیشاب کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ جس سے رُکے ہوئے سنگ بول پر دباؤ زیادہ پڑنے لگتا ہے۔ اور وہ نیچے کی جانب سرکنے لگتا ہے جس طرح کسی نالی میں پڑا ہوا پتھر پانی کی دھار کے دباؤ سے بہ کر دور تک چلا جاتا ہے۔ اسی طرح سنگِ بول بھی اوپر سے پیشاب کے دباؤ کے پڑنے سے نیچے کی جانب سرکنے لگتا ہے۔ ریگ بول میں بھی اسی طرح کا عمل ہوتا ہے۔ کچھ حصہ تو اس میں گھل جاتا ہے اور باقی حصہ پیشاب کی دھار کے ساتھ باہر آ جاتا ہے۔

۳۔ دافع وات کف :۔

تمام قدیم مصنفین نے کلتھی کو دافع وات کف کہا ہے۔ پتھری کے پیدا ہونے میں پروصان دوش (خلط اعلیٰ) وات ہی دُوشت (فاسد) ہو کر مثانہ وغیرہ میں کف کو سکھاتا ہے تب پتھری کی پیدائش ہوتی ہے جیسا کہ چرک سشرت وغیرہ گرنتھوں میں بیان کیا گیا ہے۔ کلتھی میں دافع وات کف خاصیت ہونے سے اس کے متواتر استعمال کرنے سے جسم میں وات کف جمع نہیں ہونے پاتے اور ابتدائی حالت میں جمع ہوئے دوش پیشاب میں حل کر باہر نکل جاتے ہیں۔

۴۔ وٹامن اے کی موجودگی :۔

کلتھی میں وٹامن اے بھی پایا جاتا ہے۔ جس سے وٹامن اے کی کمی کو پورا کرتا ہے اور پتھری کی پیدائش کو روکنے میں مددگار ہوتا ہے۔ اس اصول میں کہاں تک حقیقت ہے اس کے متعلق ابھی مزید تحقیقات کی ضرورت ہے۔

۵۔ پتھری کا دوبارہ پیدا نہ ہونا :۔

ایسا دیکھنے کو ملا ہے کہ جس آدمی کے ایک مرتبہ پتھری پیدا ہو جاتی ہے اس کے بعد پیدا ہونے کا گمان بنا رہتا ہے۔ اس لیے ہر ایک پتھری کے مریض

کو کچھ دنوں بعد ضروری جانچ کرانے کے بعد کلتھی کو استعمال کرتے رہنا چاہیے۔ ابھی تک جتنے بھی پتھری کے بیماروں پر کلتھی کا استعمال کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک کو ہی دوبارہ پتھری ہوئی چونکہ اس نے استعمال کے دوران کلتھی کا استعمال بند کر دیا تھا اسے پھر کلتھی پر رکھا گیا ہے اور کامیابی کی اُمید ہے۔

۶۔ دافع درد :۔ کلتھی میں درد کو رفع کرنے کی کوئی خاصیت ظاہراً نہیں ہے پھر بھی ایسا دیکھا گیا ہے کہ گردہ کی پتھری میں اس کے استعمال سے طویل عرصہ تک عوارض کی تسکین رہتی ہے۔ اس کے متعلق بھی ابھی تک کوئی طے شدہ جانکاری نہیں ہو پائی ہے۔ پھر بھی یہ قیاس لگایا جاتا ہے کہ کلتھی کے استعمال سے پتھری کے اوپر کا پرت ڈھل کر نکل جاتا ہے کہ جس سے نرو (یعنی عصب) پر دباؤ کم ہو جاتا ہے اور درد کو تسکین مل جاتی ہے۔

اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ کلتھی میں صرف مفتت سنگ (پتھری کو توڑنے والی) خاصیت ہی نہیں پائی جاتی بلکہ پتھری کو پیدا ہونے سے روکنے والی خاصیّت بھی موجود ہے اور اس پر ابھی اور بھی مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ (سچتر آیوروید ماہ نومبر ۱۹۷۲ء)

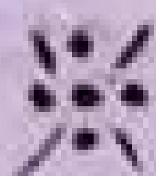
اگر کلتھی کے جوشاندہ کے ہمراہ کشتہ سنگ یہود بھی استعمال کیا جائے تو واقعی سونے پر سہاگے کا کام ہوتا ہے۔

کلتھی کے جوشاندہ میں دو ماشہ سرپھوکہ کی جڑ کا سفوف اور دو ماشہ سیندھا نمک ملا کر پیتے رہنے سے پتھری ریزہ ریزہ ہو کر خارج ہو جاتی ہے۔

آیورویدک مُرکّبات

۱۔ کلتھ آدی لیپ :۔

کلتھی، کائپھل، سونٹھ، کلونجی۔ ان سب کو ہم وزن لے کر پانی کے ہمراہ باریک پیس کر کچھ گرم کر کے (سنپات بخار میں ہو جانے والی) کرنمول سوتھ (کان کی گلٹی کی سوجن) پر بار بار لیپ کرنا چاہیے۔ (چکردت)



۲۔ کلتھ آدی گھرت:۔

اجزاء وترکیب۔ ایک سیر برنا کی چھال کو جوکوب کرکے آٹھ سیر پانی میں پکائیں جب چوتھائی حصہ پانی یعنی دو سیر باقی رہ جائے تو اسے مل کر چھان لیں۔ اب اس میں نصف سیر روغن زرد گاؤ اور مندرجہ ذیل ادویہ کے نصف پاؤ نغدہ کو ملاکر نرم نرم آگ پر پکائیں۔ جب گھی تیار ہو جائے تو اسے چھان کر سنبھال لیں۔

ادویہ نغدہ۔ کلتھی۔ سیندھا نمک۔ باڑنگ۔ ٹنکرہ۔ سرد چینی۔ جوکھار۔ مغز تخم پیٹھا۔ گوکھرو (خار خسک) ہر ایک کا سفوف ایک تولہ تین ماشہ۔

مقدار وترکیب استعمال۔ بقدر تین سے چھ ماشہ صبح وشام ہمراہ دودھ دیں۔

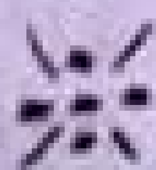
افعال ومنافع۔ چکردت اور بھیشج رتناولی میں لکھا ہے کہ اس کا استعمال مشکل العلاج پتھریوں۔ عسرالبول۔ تقطرالبول اور بندش پیشاب کو اس طرح دور کرتا ہے جس طرح بڑے بڑے درخت بجلی گرنے سے تباہ ہو جاتے ہیں۔

۳۔ کلتھ گڑ:۔

اجزاء وترکیب۔ کلتھی۔ دش مول۔ بھارنگی۔ ہر ایک کو سوا چھ سیر لے کر جوکوب کرکے اڑتالیس سیر پانی میں پکائیں۔ جب پانی چوتھا حصہ یعنی بارہ سیر باقی رہ جائے تو اسے چھان کر اس میں تین سیر دو چھٹانک گڑ ملاکر اولیہہ کا قوام تیار کریں۔ جب قوام ٹھیک ہو جائے تو اس میں شہد نصف سیر۔ سفوف طباشیر چھ چھٹانک۔ سفوف فلفل دراز دو چھٹانک دارچینی۔ تیز پات۔ الائچی خرد ہر ایک کا سفوف دو چھٹانک ملاکر اولیہہ تیار کرلیں۔

مقدار وترکیب استعمال:۔ بقدر ایک ایک تولہ صبح وشام ہمراہ نیم گرم پانی دیں۔

افعال ومنافع۔ چکردت اور بھیشج رتناولی میں لکھا ہے کہ اگنی (حرارت ہاضمہ) اور بل (طاقت) کے مطابق اسے کھانے سے کھانسی۔ دمہ۔ بخار۔ ہچکی۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جانا۔ یہ سب امراض دور ہو جاتے ہیں۔



۴۔ کلتھی یوش:۔

کلتھا اور ٹیر کا گوشت یہ دونوں ملا کر ایک چھٹانک لیں اور ان کو ایک سیر پانی میں اُبالیں۔ جب ایک پاؤ پانی باقی رہ جائے تو چھان لیں۔ پھر اس کو گھی اور ہینگ سے چھونک کر سونٹھ۔ فلفل سیاہ۔ فلفل دراز۔ سیندھا نمک۔ سونچل نمک اور انار دانہ ان کے سفوف کو مناسب مقدار میں ملا کر پینا چاہیے۔ یہ کلتھی یوش وات کے درد کو جلد ہی دور کر دیتا ہے۔

(بھیشج رتناولی)



کلونجی

مختلف نام :- سنسکرت میں کالاجاجی۔ سُشوی۔ کالیکا۔ اُپ کالیکا۔ پرتھویکا
کاروی۔ پرتھوی۔ کرشنترا۔ اپ کنچیکا۔ اُپ کنچی۔ کنچی۔ اُپ کنچا۔ کنچیکا۔ ستھول جیرک۔
برہیج جیرک۔ ستھول کنترا وغیرہ۔ ہندی میں کلونجی۔ منگ ریلا۔ پنجابی اور اردو میں کلونجی
بنگالی میں کال جیرا۔ مرہٹی اور گجراتی میں کلونجی۔ سندھی میں کلوڑی۔ عربی میں حبتہ السوداء۔
کموّن اسود۔ کموّن ہندی۔ فارسی میں شونیز۔ سیاہ دانہ۔ لاطینی میں نگیلا سیٹوا ( )
اور نگیلا انڈیکا ( )

اور انگریزی میں سمال فنیل ( )

اور نگیلا سیڈز ( ) کہتے ہیں۔

ضروری یادداشت :- بھاوپرکاش نگھنٹو وغیرہ میں زیرہ کی تین قسمیں یعنی شویت
جیرک (سفید زیرہ) کرشنٹ جیرک (کالا زیرہ) اور کالا جاجی (کلونجی) قرار دی گئی ہیں۔
غرضیکہ کلونجی کو بھی زیرہ کے زمرہ میں شمار کیا گیا ہے اور اسی لیے کلونجی کے ستھول
جیرک (موٹا زیرہ) اور برہیج جیرک (بڑا زیرہ) وغیرہ نام مقرر کیے گئے ہیں۔ یہی نہیں
عربی میں بھی کلونجی کو کموّن اسود اور کموّن ہندی کہتے ہیں۔

لیکن حقیقتاً زیرہ اور کلونجی کا کچھ بھی واسطہ نہیں ہے۔ زیرہ سفید
اور زیرہ سیاہ ہر دو قسمیں فصیلہ خیمیہ ( ) سے
تعلق رکھتی ہیں اور کلونجی فصیلہ بیش ( )
سے وابستہ ہے اس لیے زیرہ کی دونوں قسموں اور کلونجی میں قطعاً کوئی نسبت نہیں ہے
کلونجی کو زیرہ کی قسم قرار دینا اپنی لاعلمی کا اظہار کرنا ہے۔

تاریخ:۔ طب آیورویدیں یہ زمانہ قدیم سے مروج ہے۔ چنانچہ چرک سنگھتا اور سشرت سنگھتا میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ علاوہ بریں بھاوپرکاش نگھنٹو اور کیدیو نگھنٹو وغیرہ میں بھی اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں بقراط۔ دیسقوریدوس اور پلائینی وغیرہ قدیم یونانی اور رومی اطبار نے بھی مختلف ناموں سے کلونجی کے افعال و خواص بیان کیے ہیں جس سے عیاں ہوتا ہے کہ ہندوستانی، یونانی اور رومی اطبار کو زمانہ قدیم سے اس دوا کا علم ہے۔ عربی میں کلونجی کو کمون ہندی کہا گیا ہے۔ اس سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ عرب تاجروں کو بہت سے دوسرے مسالوں اور خوشبودار ادویہ کی طرح کلونجی بھی ہندوستان سے ہی دستیاب ہوا کرتی تھی۔

بائبل میں جس بلیک کیومن (   ) کا ذکر ہے اس سے بھی غالباً کلونجی ہی مراد ہے۔

کلونجی کا اصل وطن کون سا ہے؟ اس کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ اس کا اصل وطن مصر ہے۔ کئی ایک کے خیال میں جنوبی یورپ ہے۔ چنانچہ اس رائے کے لوگوں نے اس کا لاطینی نام نگیلا سٹیوا (   ) قرار دیا ہے۔ بعض محققین مثلاً ڈاکٹر راکس برگ (   ) اور ڈاکٹر انسیلی (   ) وغیرہ اس کا قدیم وطن ہندوستان قرار دیتے ہیں اور انھوں نے کلونجی کا لاطینی نام نگیلا انڈیکا (   ) تحریر کیا ہے۔

جائے پیدائش:۔ ہندوستان کے اکثر حصوں خصوصاً جنوبی ہندوستان پنجاب، بنگال اور بہار میں اس کی کھیتی کی جاتی ہے۔ نیپال کی ترائی میں بھی اس کی بوائی کی جاتی ہے۔ سیریا (شام) میں خودرو پیدا ہوتی ہے۔ علاوہ بریں دنیا کے مختلف حصوں میں اس کی کاشت کی جاتی ہے۔

نباتی توضیح:۔ یہ ایک نازک یک فصلہ یعنی ایک سالہ پودا ہے جو کہ ایک سے دو فٹ تک اونچا ہوتا ہے۔ اس کا پودا سونف کے پودے کی مانند ہوتا ہے لیکن اس کی شاخیں زیادہ باریک ہوتی ہیں۔ یہ عموماً ایک بالشت تک لمبی ہوتی ہیں۔ کئی قدرے بڑی بھی ہوتی ہیں۔ پتے ایک سے دو انچ تک لمبے کٹے ہوئے مولی

کے پتوں سے مشابہ مگر باریک ہوتے ہیں۔ ان کے درمیان سے ایک لمبی گندل نکلتی ہے جس پر سفیدی مائل زرد اور بنفشی رنگ کے پھول آتے ہیں۔ پھول جھڑنے پر اسے تقریباً اڑھائی تین انگل لمبی پھلیاں لگتی ہیں جن کے پک جانے پر ان میں سے سیاہ رنگ کے تخم نکلتے ہیں جو کلونجی کے نام سے مشہور ہیں۔

کلونجی کے دانے کم و بیش سہ پہلو یا تکون ہوتے ہیں۔ یہ ۲۵ر۲ سے ۵ر۳ ملی میٹر لمبے اور ۲ ملی میٹر سے کم موٹے ہوتے ہیں۔ ان کی دو اطراف ہموار اور ایک طرف مُحدّب (اُبھری ہوئی) ہوتی ہے۔ بیرونی سطح سیاہ، جھریدار اور کھردری ہوتی ہے جس پر بہت سے بے قاعدہ گڑھے سے ہوتے ہیں۔ اندر سے سفید مغز نکلتا ہے۔ جس سے لیموں یا کباب چینی سے ملتی جلتی خوشگوار بڑی تیز بو آتی ہے۔ ذائقہ چرپرا مثل لہسن کے ہوتا ہے۔

فصیلہ:۔ کلونجی نیچرل آرڈر رے نن کیولیسی (
) یعنی فصیلہ بیش میں داخل ہے۔

کیمیائی تجزیہ:۔ تخموں میں لطیف روغن (۵ر۰ سے ۴ر۱ فیصدی) گلیوکوسائڈ کے مشابہ سیپونن مے لان تھن۔ سیپوجنین۔ مے لان تھی جنین۔ مے لان تھیجی نن (۱۰ فیصدی) بے فراری روغن رالئیں البیومن شکر اور ٹے ٹینز پائے جاتے ہیں۔

(انڈین فارماسیوٹیکل کوڈیکس)

حصہ مستعملہ:۔ ویدصرف کلونجی کے دانے ہی دواءً استعمال کرتے ہیں۔ البتہ یونانی حکماء کے ہاں دانوں کے علاوہ بریں اس کا تیل بھی دواءً مستعمل ہے۔

افعال و خواص بروئے طبِّ ویدک

تینوں[1] اقسام کا زیرہ خشک اچرپرا، گرم، مشتہی۔ ہلکا (زود ہضم) اور قابض ہے۔

---

[1] بھاو پرکاش نگھنٹو۔ کیدیو نگھنٹو اور مدن پال نگھنٹو میں زیرہ سفید، زیرہ سیاہ اور کلونجی کو زیرہ کو تین اقسام قرار دیا ہے اور تینوں کے اوصاف یکساں بتائے گئے ہیں۔

صفرا کو بڑھاتا ہے۔ مقوی حافظہ ہے۔ رحم کی صفائی کرتا ہے۔ دافع بخار ہے۔ ہاضم۔ مولد منی اور طاقت عطا کرنے والا ہے۔ کھانے کی طرف طبیعت کو راغب کرتا ہے۔ بلغم کو دور کرتا ہے۔ آنکھوں کو مفید ہے۔ ریاح۔ اپھارہ۔ باؤ گولا۔ قے اور اسہال کو نافع ہے۔

(بھاوپرکاش نگھنٹو)

زیرہ چرپرا۔ کڑوا۔ گرم۔ خشک۔ دپاک میں گرم اور ہلکا ہے۔ کھانے کی طرف طبیعت کو راغب کرتا ہے۔ قابض ہے۔ آنکھوں کو مفید ہے۔ رحم کی صفائی کرتا ہے صفرا کو بڑھاتا ہے۔ حرارت ہاضمہ کو تیز کرتا ہے۔ مقوی حافظہ و مقوی دل ہے۔ وات اور بلغم کو زائل کرتا ہے۔ خوشبودار ہے۔ ہاضم ہے۔ قے۔ باؤ گولا۔ نفخ اور اسہال کو دور کرتا ہے۔

(کئیدیو نگھنٹو)

تینوں رُوکھے۔ کڑوے۔ گرم۔ حرارت ہاضمہ کو مشتعل کرنے والے۔ ہلکے اور قابض ہیں۔ صفرا کو بڑھاتے ہیں۔ مقوی حافظہ ہیں۔ رحم کی صفائی کرتے ہیں۔ آنکھوں کے لیے مفید ہیں۔ وات، اپھارہ، باؤ گولہ۔ قے اور بلغم کو دافع ہیں۔

(مدن پال نگھنٹو)

کلونجی دپاک میں چرپری۔ خواہش طعام پیدا کرنے والی اور صفرا و قوت ہاضمہ کو برانگیختہ کرنے والی ہے۔ بلغم اور اپھارہ کو دافع ہے ہاضم ہے۔

(دھنونتری نگھنٹو)

کلونجی چرپری۔ کڑوی اور گرم ہے۔ ریح۔ باؤ گولا۔ اور آم دوش (خلط خام) کو دافع ہے۔ بلغم اور اپھارہ کو دور کرتی ہے۔ ہاضم ہے۔ دافع کرم ہائے شکم اور بہت مشتہی ہے۔

(راج نگھنٹو)

خواص و فوائد بروئے طب یونانی

گرمی و خشکی اور جلا پیدا کرتی ہے۔ رطوبت کو خشک اور مادے میں نفخ پیدا کرتی ہے۔ نیز اس کو معتدل القوام کرتی ہے۔ اس کو جوش دے کر پینے سے بچہ مردہ یا زندہ پیٹ سے نکل پڑتا ہے۔ پیشاب اور خون حیض اور دودھ کا ادرار کرتی ہے۔ باوجود اس کے نفاس کا خون اور سانس کا درد بند کرتی ہے۔ سرد کھانسی۔

درد سینہ۔ استسقاء اور ریاحی قولنج کو مفید ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کو خارج کرتی ہے۔ اس کے لیپ سے ورم تحلیل ہوتا ہے۔ گھی کے ساتھ رخساروں کے رنگ کو سرخ اور بشرے کو صاف کرتی ہے۔ اگر ریتیلا یا دیوانہ کتا کاٹ کھائے تو ۴ ماشہ سے ۷ ماشہ بلکہ ۱۰ ماشہ تک پانی کے ساتھ کھلانے سے نفع ہوتا ہے۔ سکنجبین کے ساتھ تپ بلغمی کہنہ اور تپ ربع کے واسطے مفید ہے۔ اگر سات دانے کلونجی کے عورت کے دودھ میں پیس کر یرقان کے مریض کی ناک میں جس کی آنکھیں زرد ہوگئی ہوں ٹپکائیں تو بہت نفع ہو۔ اگر قے میں پیپ آتی ہو اور متلی ہو اور تلی میں ورم ہو تو اس سے نفع ہوتا ہے۔ یا سانس لینے میں تکلیف ہو یہاں تک کہ مریض بستر پر پہلو نہ ٹیک سکے اور جب تک سیدھا نہ بیٹھے یا کھڑا نہ ہو اور گردن سیدھی نہ رکھے سانس نہ لے سکے تو ایسے وقت میں کلونجی سے بہت نفع ہوتا ہے۔ کلونجی کو جلا کر موم اور تیل ملا کر سر کے گنج پر ملنا مفید ہے اور مدت تک ایسا کرنے سے بال جم آتے ہیں۔ صرف سرکہ میں ملا کر مسوں پر لگانے سے کٹ جاتے ہیں۔ اس کو پیس کر سرکہ میں ملا کر پیٹ پر لگانے سے کدو دانے مر جاتے ہیں۔ اس کے دھوئیں سے زہریلے کیڑے مکوڑے بھاگتے ہیں سرکہ اور صنوبر کی لکڑی کے ساتھ جوش کر کے اس کے پانی کے ساتھ کلی کرنا دانتوں کے درد کو نافع ہے۔ کلونجی کو پیس کر چھاچھ میں جوش دے کر اس کو ناروا پر ضماد کریں تو تین دن میں تمام ناروا نکل آتا ہے۔ اگر چہ ٹوٹ گیا ہو۔ کلونجی کے پیڑ کے پتے اور ڈالیاں اور بیج پیس کر عضو تناسل کے زخموں پر لگانے سے صحت ہوتی ہے۔
کلونجی کو پانی میں پیس کر شہد ملا کر پینے سے گردے اور مثانہ کی پتھری نکل جاتی ہے۔ اس کو جلا کر راکھ لگانے اور پینے سے بواسیر کے مسے گر جاتے ہیں۔ اس کے خواص میں سے یہ ہے کہ اس کے پیڑ کو پانی میں ڈالنے سے مچھلیاں اس کے قریب آنے کے لیے سطح پر آجاتی ہے۔ کلونجی کے دانے اُون کے کپڑوں میں رکھنے سے کیڑا نہیں لگتا۔ روغن زیتون کے ساتھ اگر اس کو نہار منہ کھایا کریں تو رنگ سرخ نکل آئے۔ اس کو بھون کر کپڑے میں باندھ کر سونگھنے سے سردی کا زکام جاتا رہتا ہے۔ گازرونی اس کو زکام کے لیے بالخصوص نافع لکھتا ہے۔ پیس کر روغن زیتون میں اس کا سفوف ملا کر ناک میں چار قطرے ٹپکانے سے وہ زکام جس میں چھینکیں زیادہ آتی ہوں اور ناک سے

رطوبت بہتی ہو نفع ہوتا ہے۔ اس کی دھونی لینے سے بھی یہی نفع ہوتا ہے۔ گیلانی کہتا ہے کہ خاصیت اس کی یہ ہے کہ ان ڈکاروں کو بند کرتی ہے جو بلغم وسودا کی وجہ سے ہوں۔ اور اس کے کھانے سے کھٹی ڈکاریں رک جاتی ہیں۔ اس کو زیادہ عرصہ تک کھانے سے عورت کا دودھ بڑھ جاتا ہے۔ اس کے کھانے سے منہ میں خوشبو آنے لگتی ہے اس کو زیادہ مقدار میں کھانے سے خناق نکل آتا ہے اور غشی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ قے کرائیں۔ دودھ وغیرہ پلائیں اور وہ تدابیر عمل میں لائیں جو کندش خوردہ کے لیے کی جاتی ہیں۔ کلونجی کو سرکہ میں بھگو کر خشک کر کے پیس کر اس میں سے سات ماشہ روزانہ تین دن تک کھانے سے کتے کے زہر کو نفع ہوتا ہے۔

کلونجی کا تیل:۔

اس میں سے دو طرح کا تیل نکلتا ہے۔ ایک کالے رنگ کا خوشبودار اور اڑنے والا ہوتا ہے۔ دوسرا سفید اور ارنڈ کے تیل (روغن بید انجیر) جیسا گاڑھا ہوتا ہے۔ اس کے تیل کے خواص میں سے یہ ہے کہ اس کو روغن زیتون کے ساتھ پینے سے مایوس العلاج شخص میں بھی قوتِ باہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اس تیل کو کمر اور اعضائے تناسل پر لگانے سے بے حد شہوت پیدا ہوتی ہے۔ اس کی مالش سے پٹھوں کی سستی اور سردی کا درد جاتا رہتا ہے۔ سردی کے دردوں کے لیے اس کا پینا بھی نافع ہے۔ گیلانی کہتا ہے کہ اس کی قوت مولی کے تیل کے برابر ہے۔ اس کے ملنے اور پینے سے فالج۔ مخدر۔ رعشہ اور کزاز کو نفع ہوتا ہے اور روح حیوانی کو دور دراز اعضا کی طرف جاری کرتا ہے۔ اعصاب کا سُدّہ کھولتا ہے اس وجہ سے حرکت کا احساس آتا ہے۔ اعضاء میں خشکی پیدا کرتا ہے۔ اس کو کان میں ٹپکانے سے بہرہ پن جاتا رہتا ہے۔ اور کان کا ورم تحلیل ہوتا ہے۔ اس کے سعوط سے مرگی کو نفع ہوتا ہے۔ سر پر ملنے سے مو خر دماغ کا سُدّہ کھل جاتا ہے۔ نسیان اور قوتِ حافظہ کا فساد مٹتا ہے۔

(خزائن الادویہ)

طبیعت:۔ دوسرے درجہ میں گرم وخشک ہے۔ قانون میں تیسرے درجہ

میں گرم و خشک لکھا ہے۔ بعض گرم تیسرے درجے میں اور خشک دوسرے درجے میں بتاتے ہیں۔
(خزائن الادویہ)

افعال:۔ بیرونی طور پر محرک ہے نیز خارش پیدا کرتی ہے۔ اندرونی طور پر مقوی معدہ کاسر ریاح۔ مُدرّ لبن اور مُدرّ حیض ہے۔

منفعت خاص:۔ عمدہ مُدرّ حیض ہے۔

مقدار خوراک:۔ ایک سے تین ماشہ

آیورویدک استعمالات

۱۔ چرک سنگھتا میں تحریر ہے کہ کاروی (کلونجی) زیرہ سفید، فلفل سیاہ۔ مویز منقیٰ۔ سماق دانہ۔ انار دانہ اور سونچل نمک۔ ان کے سفوف میں ہم وزن گڑ ملا کر اور پھر اس کو شہد میں ملا کر چاٹنے سے ہر قسم کی اَرچی (کھانے کی طرف طبیعت کا راغب نہ ہونا) دور ہو جاتی ہے۔

۲۔ چکر دت میں لکھا ہے کہ اگر رکت پت (جریان خون) کے مریض کے سانس میں لوہ کی بُو اور ڈکار میں خون کی بُو آئے تو کلونجی کا سفوف چار ماشہ کی مقدار میں دو چند چینی ملا کر استعمال کریں۔

اپ کُنچیکا (کلونجی) فلفل دراز اور سونچل نمک کا سفوف شراب کے ساتھ پینے سے زچگی کے اندام نہانی کا درد دور ہو جاتا ہے۔

۳۔ بھاو پرکاش:۔ تحریر ہے کہ کلونجی کو گڑ کے ہمراہ کھانے سے دستم جور (بے قاعدہ بخار) دور ہو جاتا ہے۔

دیگر استعمالات

(مختلف ڈاکٹروں کے قلم سے)

۱۔ انیسلی صاحب میٹریا میڈیکا آف ہندوستان میں رقمطراز ہیں:۔
دلیسی لوگ اسے بطور کاسر ریاح، امراض بد ہضمی اور چند امراض امعاء میں استعمال

کرتے ہیں اور جلد پر سرخ دھبے یا داغ پڑنے پر اس کے بیجوں کو روغن میں ملا کر لگاتے ہیں۔ رگڑ صحی وغیرہ کا چھونکنے اور بگھارنے یعنی تڑکا دینے میں بھی یہ مستعمل ہے۔ لوگوں کا یہ یقین ہے کہ اسے کپڑوں کی تہوں میں رکھنے سے کیڑے نہیں لگتے۔

۲۔ ڈائموک صاحب فارماکوگرافیا انڈیکا میں لکھتے ہیں:۔

کلونجی کے بیج مسالہ اور دواؤں میں بہت استعمال ہوتے ہیں۔ بدہضمی میں دیگر خوشبودار ادویہ اور بیج چترک کے ہمراہ مستعمل ہیں۔ ڈاکٹر ایم کینولی صاحب کا قول ہے کہ اس کے بیجوں کا سفوف دس سے چالیس گرین کی خوراک میں کھلانے سے جسمانی حرارت اور نبض کی رفتار بڑھی ہوئی دیکھی گئی ہے۔ نیز تمام جسمانی خصوصاً گردوں اور جلد کی رطوبات زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ بیس گرین کی خوراک میں استعمال کیا جائے تو ماہواری خون کی شکایت مثلاً درد حیض کو مفید ہے اور بے قاعدگی حیض میں اس کا حیض آور اثر دیکھا جاتا ہے۔

۳۔ محمد شریف صاحب میٹریا میڈیکا آف مدراس میں تحریر فرماتے ہیں:۔

یہ قوی، کاسر ریاح، محرک، مقوی، دافع بخار اور دافع دیدان ہے۔

یہ بدہضمی اور کمزوری کے کئی اقسام اور بچوں کے معمولی قسم کے بخاروں کیلئے مفید ثابت ہوئی ہے۔ مذکورہ صدر امراض میں سے کسی بھی مرض میں اس دوا کے استعمال کے وقفہ کے دوران میں بچوں کے پاخانہ سے کیچوے نکلتے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔ مسلمان لوگ اسے دواء اور غذاً دونوں طرح استعمال کرتے ہیں۔

۴۔ آر۔ این کھوری صاحب میٹریا میڈیکا آف انڈیا میں رقمطراز ہیں:۔

کلونجی دافع دیدان، مدر بول، مدر لبن، مدر حیض اور کاسر ریاح ہے۔

یہ جلاب آور یا دیگر ادویہ کو خوشبودار کرنے کے لیے خیال کی جاتی ہے۔ پیدائش (ولادت) کے بعد رحم کو سکیڑنے کے لیے اس کے تخموں کا جوشاندہ دیا جاتا ہے۔ علاوہ بریں یہ کرم ہائے شکم میں بھی دی جاتی ہے۔ بدہضمی، بھوک کا زائل ہو جانا، اسہال اور تپ لرزہ میں بطور کاسر ریاح اور مقوی معدہ، بیج چترک کے

ہمراہ استعمال کی جاتی ہے۔ بندش حیض اور عسر الطمث میں بطور حیض آور دوا کے مستعمل ہے زیادہ مقدار میں دینے سے یہ موجب اسقاط ہوتی ہے۔ ہاتھ پاؤں کی دردناک سوجن کو رفع کرنے کے لیے اس کا پانی کے ہمراہ تیار کردہ لیپ مقامی طور پر بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔ کیڑوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اونی شالوں اور کپڑوں میں اس کے تخم بکھیر دیے جاتے ہیں۔

۵۔ کے۔ ایم نادکرنی صاحب انڈین میٹریا میڈیکا میں لکھتے ہیں:۔

کلونجی کے تخم خوشبودار، مدر بول، معرق، مقوی معدہ، محرک اور کاسر ریاح ہیں۔ علاوہ بریں دافع دیدان اور مدر حیض ہیں۔ مقامی طور پر روغن مخدر (بے حس کرنے والا) ہے۔

تخم اکثر صحی میں بطور مسالہ کے استعمال کیے جاتے ہیں۔ یہ تقریباً دو ماشہ کی مقدار میں مکھن کے ساتھ شدید ہچکی کو دور کرنے کے لیے دیے جاتے ہیں۔ تخم جلاب آور اور دیگر ادویہ کی اصلاح کے لیے نصف سے ایک ڈرام (دو سے چار ماشہ) کی خوراک میں بکھری کی ترتیب (۱: ۱۰) میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ نیز بد ہضمی، بھوک کا کم ہو جانا، بخار اسہال، جلندھر اور امراض زچہ وغیرہ میں بھی مفید ہیں۔ مدر لبن اس کی مسلمہ تاثیر ہے تخموں کا جوشاندہ دیگر چند ادویہ کے ساتھ ایسی مستورات کو دیا جاتا ہے جنھیں پہلی بار بچہ ہوا ہو۔ یہ رحم کے سکڑنا کو ابھارتا ہے۔

یہ پانچ سے دس رتی کی خوراکوں میں بندش حیض اور عسر طمث میں مفید ہیں اور زیادہ خوراکوں میں اسقاط کا موجب ہوتے ہیں۔ کرمہائے شکم کے لیے تخموں کی بہت مفید دوا بنتی ہے۔ ان کے جوشاندہ کو تل کے تیل کے ہمراہ ملانے سے جلدی امراض کے لیے ایک مفید لیپ بنتا ہے۔ انھیں پانی کے ساتھ گھوٹ کر تیار کیا ہوا لیپ ہاتھ اور پاؤں کی آماس کو دور کرتا ہے۔ اونی کپڑوں اور شالوں وغیرہ کی تہوں کے درمیان تخموں کو بکھیرنے سے یہ کیڑوں کے لگنے سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اس غرض کے لیے یہ کافور کے سفوف کے ہمراہ ملائے جاتے ہیں۔ علاوہ بریں تخموں میں دافع صفرا صفت بھی پائی جاتی ہے اور تپ لرزہ میں اندرونی طور پر استعمال کیے جاتے ہیں۔ نیز قے کو روکنے کے لیے یہ بریان کر کے شراب کے ساتھ ملا کر دو ڈرام

(ایک ماشہ) کی خوراک میں دیئے جاتے ہیں۔ بیجوں کو بریان کرکے کوٹ کر ململ کی تھیلی میں باندھ کر متواتر سونگھنے سے سردی لگنا اور ناک سے پانی بہنا یعنی نزکام کا دفعیہ ہوتا ہے۔

۱۸۔ ڈاکٹر وامن گنیش ڈیسائی اوشدھی سنگرہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

کلونجی تلخ۔ کاسر ریاح۔ مشتہی۔ دافع بخار۔ دافع دیدان اور مدر لبن ہے۔ اس سے بھوک لگتی ہے۔ اناج اور گھی ٹھیک ہضم ہوتا ہے پیٹ میں ہوا نہیں بھرتی یہ جلد پستان اور گردہ کے راستہ سے باہر نکلتی ہے اور باہر نکلتے وقت ان اعضا کو محرک کرتی ہے۔ اس سے پیشاب اور دودھ بڑھتا ہے۔ اور پسینہ آتا ہے۔ رحم پر اس کا واضح اثر ہوتا ہے۔ رحم کا سکڑاؤ اور پھیلاؤ زور سے ہوتا ہے۔ اور حیض صاف ہوتا ہے۔ ولادت کے بعد زچہ کو صرف کلونجی دینے سے بھوک لگتی ہے۔ گھی اور اناج ہضم ہوتا ہے۔ پیٹ میں ہوا نہیں بھرتی۔ نفاس صاف ہوتا ہے۔ ملیریا بخار میں ۶ ماشہ کلونجی قدرے بریان کرکے گڑ کے ہمراہ ملا کر دیتے ہیں۔ امراض جلد میں کلونجی کھانے کو دیتے ہیں اور تیل میں ملا کر لگاتے ہیں۔ اس سے کھجلی کم ہوتی ہے۔ بواسیر کے سوجے ہوئے مسوں کو کلونجی کی دھونی دیتے ہیں اس سے مسوں کا درد اور سوجن کم ہو جاتی ہے۔ اس کو کھانے سے حیات یا کیچوے باہر نکل آتے ہیں۔ جلاب آور ادویہ کے ہمراہ ملا کر دینے سے پیٹ میں مروڑ (اینٹھن) نہیں ہوتی۔

۷۔ کرنل آر۔ این۔ چوپڑا صاحب انڈیجنس ڈرگز آف انڈیا میں تحریر فرماتے ہیں:۔

کلونجی کے بیج عمدہ کاسر ریاح اور مقوی معدہ اوصاف کے مالک ہیں۔ نیز دیگر خوشبودار اور تلخ ادویہ کے ہمراہ ملا کر استعمال کیے جاتے ہیں۔ ایک بڑھیا خارجی لیپ جو کہ نار فارسی (ایگزیما) اور بہق یعنی چھیپ کے لیے مستعمل ہے۔ اس طرح سے تیار کیا جاتا ہے۔

کلونجی۔ بابچی۔ گوگل۔ دار ہلدی کی جڑ ہر ایک ایک چھٹانک، گندھک آملہ سار نصف چھٹانک نار یل کا تیل ڈیڑھ سیر۔

٭

۸ کرنل آر۔این۔چوپڑا صاحب نے پائرنلس پلانٹس آف انڈیا میں تحریر فرمایا ہے۔

بیج تیز چرپرہ۔معطر ذائقہ رکھتے ہیں اور ہندوستان میں کڑھیوں اور دیگر کھانوں میں بہت استعمال کیے جاتے ہیں۔اس ملک میں اونی کپڑوں کو کیڑوں کے کھائے جانے سے بچانے کے لیے ان کی تہوں کے درمیان بیجوں کو بکھیرنے کا عام رواج دیکھا جاتا ہے۔

بیج معطر اور کاسر ریاح قرار دئیے جاتے ہیں اور یورپ میں بطور مدر حیض استعمال ہوتے ہیں۔یہ مشاہدہ کیا جا چکا ہے کہ مسفوف بیجوں کی دس سے چالیس گرین کی مقداروں کے بعد جسمانی درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے۔نبض تیز ہو جاتی ہیں اور تمام رطوبات میں تحریک پہنچتی ہے۔خصوصاً گردوں اور جلد کی رطوبات میں۔ان کی دس سے بیس گرین کی مقداروں میں قلت حیض میں نمایاں حیض آور اثر پایا جاتا ہے اور بڑی مقداروں میں حمل کو گرا دیتے ہیں۔

۹۔ شری بی مکرجی انڈین فارمیسوٹیکل کوڈیکس میں رقمطراز ہیں۔

کلونجی کے بیج معطر۔کاسر ریاح محرک۔معرق (پسینہ آور) اور مدر حیض قرار دئیے جاتے ہیں۔اور یقین کیا جاتا ہے کہ ان سے دودھ کی تراوش بڑھ جاتی ہے جلد کی پھنسیوں کے لیے تخموں کا تیار کردہ سفوف روغن کنجد میں ملا کر بطور خارجی لیپ کے بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔خفیف برسوت بخار کی مریضاؤں کے لیے فائدہ مند ہیں۔دس سے بیس گرین کی خوراکوں میں ان کا در حیض میں نمایاں اثر ہوتا ہے اور زیادہ مقداریں دینے سے حمل گر جاتا ہے۔مسفوف تخموں کی ۱۰ سے ۴۰ گرین کی خوراکوں کے بعد جسمانی درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے۔نبض تیز ہو جاتی ہے اور تمام رطوبات میں تحریک پیدا ہو جاتی ہے۔خصوصاً گردوں اور جلد کی۔

گلدستہ مجرّبات

۱۔ جوارش شونیز :۔

اجزاء ترکیب :۔ شونیز۔ پوست ہلیلہ کابلی، ہر ایک ڈیڑھ تولہ، زنجبیل۔ اجوائن دیسی، ہر ایک تین تولہ، سب کو کوٹ چھان کر اٹھارہ تولہ خالص شہد میں ملاکر حسب دستور تیار کر لیں۔

ترکیب استعمال :۔ بقدر پانچ ماشہ ہمراہ عرق گاؤزبان بارہ تولہ استعمال کریں۔

فوائد :۔ معدہ کو تقویت پہنچاتی اور بھوک بڑھاتی ہے۔ نسیان کو دور کرنے اور حافظہ بڑھانے میں خصوصاً مفید ہے۔

۲۔ معجون شونیز :۔

اجزاء ترکیب :۔ کلونجی، زیرہ سفید ہر ایک تین تولہ۔ اسگندھ ناگوری ایک چھٹانک، مغز حب القطن (بنولوں کی گریاں) دس تولہ۔ سب کو باریک پیس کر نصف سیر شہد خالص کے قوام میں ملاکر معجون بنائیں اور سرد ہوتے پر کشتہ خبث الحدید چھ ماشہ اور کشتہ اصلی صدف مروارید ی ایک تولہ بخوبی آمیز کر کے سنبھال رکھیں۔

ترکیب استعمال :۔ چھ چھ ماشہ صبح و شام دودھ کے ہمراہ کھلائیں۔

فوائد :۔ بوجہ کمزوری وغیرہ جن مستورات کا دودھ کم ہو گیا ہو ان کے دودھ کو بڑھانے کے لیے یہ نہایت مفید و موثر دوا ہے۔ علاوہ بریں تقویت بھی بخشتی ہے۔

۳۔ روغن شفا:۔

اجزاء ترکیب۔ کلونجی، میتھی۔ ہر ایک دس تولہ۔ دونوں ادویہ کو جوکوب کرکے ایک سیر روغن کنجد میں پکائیں۔ جب جلنے کے قریب ہو تو آگ سے اتار لیں اور صاف کپڑے میں سے چھان کر سنبھال رکھیں۔

ترکیب استعمال:۔ تقویت باہ کے لیے بطور طلاء۔ امراض رحم میں بطور فرزجہ اور درد وغیرہ کے لیے نیم گرم مالش کریں۔ ثقل سماعت کے لیے کان میں ڈالیں۔

فوائد۔ فالج۔ لقوہ۔ عرق النساء۔ وجع مفاصل اور اکثر سرد بلغمی امراض کے لیے مفید ہے۔ باہ کو تقویت بخشتا ہے۔ رحم کے ورم وصلابت کو دور کرتا ہے ثقل سماعت کو نافع ہے۔

۴۔ روغن کلونجی:۔

اجزاء ترکیب۔ کلونجی۔ بابچی۔ گوگل، دار ہلدی۔ ہر ایک ایک چھٹانک گندھک آملہ سار، نصف چھٹانک۔ ناریل کا تیل ڈیڑھ سیر۔ تمام ادویہ کو کوٹ پیس کر تیل میں ڈال کر کوٹلوں کی نرم آنچ پر پکائیں اور گوگل وگندھک کے پگھل جانے کے بعد آگ سے اتار کر بوتلوں میں بھر لیں اور مضبوط ڈاٹ لگا کر دو ہفتہ تک تیز دھوپ میں رکھیں۔ اور روزانہ دو تین بار ہلا دیا کریں۔ دو ہفتہ بعد چھان کر سنبھال رکھیں۔

طریق استعمال۔ ماؤف عضو پر روزانہ ایک دو بار مالش کریں۔

فوائد۔ داد۔ کلف (سیاہ داغ) اور بہق وغیرہ جلدی امراض کے لیے نہایت مفید ہے۔ چہرے پر ملنے سے داغ۔ دھبے اور چھائیں کو دور کرتا ہے۔

۵۔ مطبوخ مدرِ حیض :۔

اجزاء وترکیب :۔ کلونجی۔ انیسوں ہر ایک چار ماشہ۔ کپاس کی جڑ کی چھال ایک تولہ۔ بادیان، پوست پھلی املتاس۔ قند سیاہ۔ ہر ایک دو تولہ۔ سب کو کوٹ کر ڈیڑھ پاؤ گرم پانی میں رات کو بھگو دیں۔ صبح آگ پر پکائیں اور دو تین جوش آجانے کے بعد آگ سے اتار کر سرد ہونے پر مل کر چھان لیں۔

ترکیب استعمال۔ صبح و شام پی لیں۔

فوائد۔ حیض و نفاس کو جاری کرنے کے لیے یہ مطبوخ مفید و موثر ہے۔



کمیلہ

مختلف نام:۔ اس کو سنسکرت میں کمپلیک۔ کمپل۔ کرکش (سخت) چندر (خوشنما) رکمت انگ (سُرخ انگ یعنی بدن والا) ترپچن (جلاب آور) لوہت انگ (سرخ رنگ والا) رکت چُور نڑک (سرخ رنگ کا سفوف) رنجنہ (رنگنے والا) بہولپشپ (بافراط پھولوں والا) ہندی میں کمیلا۔ کبیلا۔ پنجابی میں کمیلا۔ بنگالی میں کملا گنڈی۔ مرہٹی میں کپلا۔ گجراتی میں کپیلو۔ فارسی میں کنبیلا۔ عربی میں قنبیل۔ یونانی میں سقراطیون انگریزی میں گلینڈ ڈیولی رٹلیری ( )رائٹلیرا ( ) منکی فیس ٹری ( )کمالا ( ) لاطینی میں میلوٹس فلی پائی نینسس ( ) کہتے ہیں۔

نوٹ:۔ کمیلا اس کا سب سے زیادہ ناموَر اور عام فہم نام ہے۔ اس کے کنبیلا و قنبیل فارسی و عربی نام اور انگریزی نام کمالا ( ) سب اس کے ہندی نام کمیلا سے مشتق ہیں۔

تاریخ۔ ہندوستان میں صدیوں سے یہ بطور رنگ زیر استعمال رہا ہے یہ کھاری لاگ سے لال رنگ دیتا ہے جو پختہ ہوتا ہے۔ زمانہ قدیم میں بھی ہندوستان کے باشندے غالباً اس کو اسی طرح جمع کرتے تھے جیسا کہ آج کل جمع کیا جاتا ہے زمانہ بعید سے دوا کرمہائے امعاء کے اخراج کے لیے مستعمل ہے۔ تمام قدیم آیورویدک کتب چرک سنگھتا۔ سشرت سنگھتا، چکردت، دھنونتری نگھنٹو۔ راج نگھنٹو اور بھاوپرکاش نگھنٹو وغیرہ میں اس کے افعال و خواص اور دوا استعمال

کا مفصل تذکرہ ملتا ہے۔ اہل ہند سے ہی عربوں کو اس کا علم ہوا۔ اور ان کے توسط سے یہ دوا یورپ میں پہنچی اور قریباً ساتویں صدی مسیحی میں متاخرین اطبائے یونانی کو اس کا علم ہوا۔ عربی اطباء دسویں صدی مسیحی میں اس کی کرم کش خاصیتوں سے بخوبی آگاہ تھے۔

حکمائے یونانی میں سے کیا متقدمین اور کیا متاخرین اکثر کمیلہ کی حقیقی ماہیت سے ناواقف تھے۔ حکیم علوی خاں صاحب نے اس کی تحقیقات کی کوشش کی لیکن حقیقی راز کو نہ پا سکے۔ حکیم محمد حسین صاحب نے مخزن الادویہ میں اس کے متعلق ایسے بے سروپا اقوال سماعی لکھے ہیں کہ جن کی بالکل کچھ بنیاد ہی نہیں۔ ان کو پڑھ کر تعجب ہوتا ہے مثلاً

۱۔ سرخ رنگ کی ریلی چیز ہے جو آسمان سے گرتی ہے۔

۲۔ شبنم ہے جو یمن کے بعض مقاموں میں زمین پر گرتی ہے اور مٹی میں مل کر موجودہ شکل حاصل کر لیتی ہے۔

۳۔ ایک قسم کی مٹی ہے کہ خراساں میں پانی برسنے کے وقت ظاہر ہوتی ہے۔

۴۔ ریت کے دانے ہیں جو اوپر سے سرخ ہوتے ہیں۔

۵۔ سرخس کے بیج ہیں۔

حکمائے یونانی میں سے مؤلف محیط اعظم ہی کو یہ عظیم فخر حاصل ہے کہ انھوں نے اس کی ماہیت کے متعلق اپنا چشم دید واقعہ تحریر فرما کر اس پر نہایت وضاحت سے روشنی ڈالی ہے جو کہ بالکل صحیح ہے۔ لیکن کمیلہ کے دانوں کو جو انھوں نے برنگ کابلی بتلایا ہے وہ قطعاً صحیح نہیں برنگ کابلی کمیلہ سے بالکل مختلف چیز ہے۔

یورپ کی ڈاکٹری میں یہ ۱۸۷۲ء کے لگ بھگ مروج ہوا تھا اور بطور واقع دیدان اسے اس قدر قابل غور شہرت حاصل ہو گئی تھی کہ یہ برطانیہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے فارماکوپیوں میں داخل کر لیا گیا۔ مگر بعد ازاں کے تجربات سے اس کے اوصاف غیر یقینی قرار دیئے گئے کہ جس سے اس کا استعمال ترک کر دیا گیا اور اب کسی بھی فارماکوپیا میں اس کا اندراج نہیں ہے۔

جائے پیدائش۔ اس کا درخت ہندوستان بھر کے تمام گرم خطوں میں دور دراز تک ۵۰۰۰ فٹ کی بلندی تک پایا جاتا ہے۔ چنانچہ بنگال (پوربی) اور

سنگھ۔ بھومی) اڑلیسہ۔ بمبئی۔ اُتر پردیش (الموڑہ۔ کاٹھ گودام۔ گڑھوال۔ دیرہ دون وغیرہ ہریانہ (کالکا ضلع انبالہ) ہماچل پردیش (ضلع کانگڑہ۔ ضلع شملہ۔ سولن وغیرہ)

اور انڈمان کے جنگلوں میں خودرو بافراط پیدا ہوتا ہے۔ کماؤں اور نینیتال کی ترائی میں بھی بکثرت ملتا ہے۔ پاکستان میں جھول کوہ مری۔ ایبٹ آباد اور مان سہرہ وغیرہ کے گرد و نواح کے جنگل اس کے درختوں سے بھرے پڑے ہیں۔ برہما۔ سنگاپور، ہند چینی۔ لنکا۔ جزائر ملایا۔ ابے سینیا (حبش افریقہ) فلپائن۔ ممالک متحدہ اور آسٹریلیا میں بھی افراط سے پایا جاتا ہے۔

نباتی توضیح۔ کمیلہ کا سدا بہار درخت متوسط قد کا جھاڑی نما بیس تیس منٹ اونچا ہوتا ہے۔ لیکن کئی درخت پچاس فٹ تک اونچے بھی دیکھے جاتے ہیں۔ اس کی شاخیں گھنی اور کثیر التعداد ہوتی ہیں۔ نئی شاخیں زنگ کے رنگ کی ہوتی ہیں تنے کی گولائی تین چار فٹ ہوتی ہے۔ اس کی چھال چوتھائی انچ موٹی، اوپر سے خاکی رنگ کی پھٹی ہوئی اور اندر سے سرخ رنگ کی نظر آتی ہے۔ اس کی لکڑی سفید ہوتی ہے۔ اندر سے پختہ لکڑی ہلکے سرخ رنگ یا سیاہی مائل سرخ رنگ کی ہوتی ہے۔ لکڑی کا وزن ۳۷ پونڈ فی مکعب فٹ ہوتا ہے۔ اسے دیمک نہیں لگتی۔

پتے متبادل (آلٹرنیٹ) آتے ہیں یہ غیر یکساں شکل و قد کے ہوتے ہیں۔ لیکن عموماً بیضہ نما یا بیضوی برچھی نما ہوتے یہ گوگلہ کے پتوں کے مشابہ لیکن ان سے پتلے اور تین سے چھ انچ لمبے ہوتے ہیں ان کی بالائی سطح چکنی اور نچلی سطح زنگ کے رنگ کی خمل دار (کیل کی طرح کی روئیں دار) اور اس پر گلناری رنگ کے خفیف نقطے پائے جاتے ہیں۔ دیگر تین سرخ رنگ کی رگیں ہوتی ہیں۔ پتے کی ڈنڈی ایک سے دو انچ لمبی اور اس کے سرے کے پاس دو ابھار ہوتے ہیں۔

اسے ماہ اکتوبر سے دسمبر تک پھول پھل آتے ہیں اور جنوری فروری میں پھل پختہ ہو جاتے ہیں۔ پھول ننھے ننھے مکوہ کے پھول کے برابر سفید اور پیلے رنگ کے آتے ہیں۔ نر و مادہ پھول الگ الگ ہوتے ہیں۔ پھل مکوہ کے پھل یا جھڑبیری کے قد کے برابر گچھوں میں لگتے ہیں۔ اسپند کے پھل کی مانند پھل کی شکل کچھ گول اور کچھ مثلث سی یعنی سہ پہلو یا تکونی ہوتی ہے۔ پھل ابتدا میں ہرے رنگ کے ہوتے ہیں

مگر بعد کو ان کی سطح پر سرخی مائل چمکدار گہرا رُواں پیدا ہو جاتا ہے جو دیکھنے سے لال لال دھول سی جمی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ پھل پک کر تڑخ جاتا ہے۔ جس سے اس پر چمٹا ہوا کچھ سرخی مائل سفوف بھی اکھڑ کر نیچے گر جاتا ہے۔ اس لیے پختگی پر پھل کو توڑ لیتے اور ٹوکروں میں ڈال کر خشک کر لیتے ہیں۔ جب سفوف اتارنا ہو تو پھل کو ٹوکروں میں خوب مسلتے ہیں۔ اس رگڑ سے سفوف علیحدہ ہو کر ٹوکرے میں سے نکل کر نچلے کپڑے میں جمع ہو رہتا ہے۔ یہ سفوف کمیلا کہلاتا ہے۔ واضح رہے کہ پھل کو زمین کے اوپر یا پتھر پر کوٹنا نہیں چاہیے کیونکہ مٹی ملے ہوئے کمیلہ کی قیمت بہت گھٹ جاتی ہے۔ پھل پر دراصل نباتی غدود ہوتے ہیں جن میں یہ سفوف پیدا ہوتا ہے۔ غدود مذکور پر شعاع باریک رواں بھی ہوتا ہے۔ وہ بھی سفوف کے ساتھ اتر جاتا ہے۔ غرضیکہ اس لحاظ سے سفوف سرخ نباتی غدود اور ان کے بالوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

پھل کے تڑخنے یا توڑنے سے مالکنگنی جیسے تین تین بیج برآمد ہوتے ہیں جنھیں کئی وئید اور حکیم بائے بڑنگ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ مولف محیط اعظم صاحب نے کمیلہ کے درخت کے متعلق جو اپنا ایک چشم دید واقعہ قلمبند کیا ہے اس میں آپ نے اس رائے سے اتفاق کیا ہے۔ ان کا وہ مشاہدہ عینی بیان ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۲۴۶ھ ہجری میں لشکر نواب احمد علی خان بہادر مغفور والی ریاست رام پور بتقریب شکار زیر کوہ شمالی ہند صحرائے سونٹر میں مقیم تھا۔ مؤلف کو بھی اس لشکر میں دو تین ماہ قیام کا اتفاق ہوا۔ دیکھا کہ اس جنگل میں بعض درخت ہیں جنھیں وہاں کے لوگ "وتی" کہتے ہیں۔ اس کی قامت متوسط، سایہ دار۔ بعض شاخیں ٹیڑھی۔ بعض سیدھی یہاں تک کہ بعض لشکریوں نے اُن سے چوب دستی بنائی تھیں۔ چوب نرم، بے ریشہ پتے کیرے کے پتوں سے مشابہ لیکن اُن سے چھوٹے۔ آغاز فصل ربیع میں ان درختوں پر سفید پھول خوشے کی صورت میں برآمد ہوئے۔ جن کے بعد سبز دانے مکو کے دانوں کی طرح ظاہر ہوئے۔ ہر دانہ پر غبار کی مانند رُواں تھا۔ کچھ مدت کے بعد رُواں زرد ہو گیا اور دانوں کی پختگی پر اس کی رنگت سرخ ہو گئی اس وقت پہاڑی لوگوں نے وہ دانے توڑ لیے اور زمین میں گڑھا کر کے دانوں سے بھر دیا۔ پھر

موٹی سی موسلی سے اُسے جھڑنے لگے۔ جس سے دانوں کا بالائی غبار اور اس کے ساتھ باریک چھلکا علیحدہ ہو گیا اور سیاہ رنگ کے گول گول تخم علیحدہ ہو گئے۔ ان دونوں کو جدا جدا کر کے رکھ لیا۔ سرخ غبار قنبیل تھا جسے ہندی میں کمیلا کہتے ہیں اور سیاہ تخم برنگ کابلی تھے جسے بائے بڑنگ بھی بولتے ہیں۔

یہ بھی تحقیق ہوا ہے کہ قنبیل اور برنگ کابلی ہر دو ایک ہی درخت سے حاصل ہوتے ہیں ورنہ کسی شخص نے برنگ کابلی کے درخت کی ماہیت نہیں لکھی۔

صاحب محیط اعظم نے کمیلا کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے لیکن ان کا یہ خیال کہ برنگ کابلی کمیلہ کے دانوں کا تخم ہے۔ یہ صحیح نہ ہو کر مغالطہ آمیز ہے برنگ کابلی کمیلہ سے بالکل مختلف چیز ہے اور ایک دیگر ہی جھاڑی کا بیج ہے جس کی ماہیت کے متعلق علمائے نباتین بخوبی روشناس ہیں۔ البتہ اس کی کرم کش تاثیر کمیلہ سے ضرور مشابہ ہے۔ کمیلہ کے پھل کے تخم بائے بڑنگ کا بدل تو ہو سکتے ہیں۔ لیکن دونوں کو ایک چیز قرار نہیں دے سکتے۔

فصیلہ ۔ یہ جیالوتا کی مانند نیچرل آرڈر الیوفوربی الیسی (یعنی فصیلہ نر قوم میں داخل ہے۔

ملاوٹ ۔ بازار میں خالص کمیلہ کم دستیاب ہوتا ہے۔ اوّل تو دھول۔ مٹی۔ وریت آلودہ ہوا سے قدرتاً اس میں کچھ نہ کچھ دھول مل ہی جاتی ہے پھر اسے اکٹھا کرنے والے پہاڑی لوگ اس کے وزن کو بڑھانے کی خاطر اس میں کئی اقسام کی ملاوٹیں کر کے اپنا ارمان پورا کرتے ہیں۔ بعد ازاں بے ایمان سوداگر اور دوکاندار اس میں کئی اقسام کی ملاوٹیں کر کے رہی سہی کسر پوری کر دیتے ہیں۔ زیادہ تر لوہے کا زنگ یا زنگ آمیز ریگستان بالو یا پختہ اینٹ کی سرخی ملائی جاتی ہے۔ گیرو پیس کر بھی عام ملاتے ہیں۔ بعض دوکاندار اس میں کسنبہ کے پھول پیس کر ملا دیتے ہیں۔ کئی نشاستہ رنگ کے داخل کر دیتے ہیں۔

خالص کمیلہ کی شناخت ۔ ذیل کی تراکیب سے خالص کمیلہ کی پہچان کر کے بے ایمانوں کی ٹھگی کا بھانڈہ پھوڑا جا سکتا ہے۔

۱۔ گنج بادآورد میں کمیلے کے خالص اور ناخالص ہونے کی شناخت کا یہ طریقہ

لکھا ہے کہ خالص ہلکا ہوتا ہے۔ سُرخی میں اس کی زردی کی جھلک ہوتی ہے۔ مرکز کسی قسم کا نہیں ہوتا۔ مخشوش بھاری اور نہایت سرخ ہوتا ہے۔ اس میں ذرا بھی زردی نہیں ہوتی اور کسی قدر مزہ بھی رکھتا ہے۔

۲۔ خالص کمیلہ کو پانی کی سطح پر ڈال کر دیکھیں تو خالص کمیلہ تیرتا رہے گا۔ یہ پانی میں قطعاً حل نہیں ہوتا۔ دیگر پانی کا ذائقہ و رنگت عین بعین قائم رہتی ہے ان میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہونے پاتا۔ لیکن غیر خالص کمیلہ کی صورت میں غیر تحلیل پذیر ملاوٹیں تہہ نشین ہو جاتی ہیں اور قابل تحلیل ملاوٹیں پانی کے ذائقہ و رنگ کو اکثر تبدیل کر دیتی ہیں کہ جس سے تمام حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے۔

۳۔ خالص کمیلہ اسپرٹ میں کلیتاً حل ہو جاتا ہے جس سے سخت گہرے رنگ کا سرخ محلول تیار ہو جاتا ہے۔ ملاوٹی کمیلہ اسپرٹ میں قطعاً حل نہیں ہونے پاتا اور آمیزش تہ نشین ہو جاتی ہیں۔

۴۔ کمیلہ کو جلا کر اس کی راکھ کا تناسب بھی دیکھنا چاہیے۔ خالص کمیلہ کی راکھ کا تناسب ۵ فیصدی سے زیادہ نہیں ہوتا۔ لیکن غیر خالص کمیلہ کی راکھ کا تناسب بہت زیادہ ہوتا ہے۔ بازار میں کمیلہ کے بعض نمونے ایسے بھی ملتے ہیں کہ جن میں پچاس فیصدی تک راکھ پائی جاتی ہے۔

۵۔ خوردبین کے ذریعہ اس کی شناخت میں بہت مدد ملتی ہے۔ چنانچہ خالص کمیلہ کے سفوف میں اگر کاسٹک سوڈا یا کاسٹک پوٹاش کا محلول حاصل کریں تو کمیلے کی بہت رنگت نکل آتی ہے اس کے بعد جو ذرات حل ہو جانے سے رہ جائیں انہیں خشک کر کے خوردبین میں رکھیں تو معلوم ہوگا کہ سفوف میں کچھ تو چھوٹے چھوٹے نباتی غدود اور کچھ باریک روئیں ہیں۔ غدود چپٹے سے اور گول گول دکھائی دیں گے جن کے اندر گہرا سرخ رالدار مادہ بھرا ہوگا۔ غدود کے اندر موگری کی موشع کی چند خلیات نظر آئیں گی جو ایک ہی نقطہ سے کرنوں کی طرح اِدھر اُدھر پھوٹیں گی۔ انہیں خلیات سے رنگین رال بہتا اور باہر جم جاتا ہے رہا رُواں۔ سو وہ بھی اس شکل میں دکھائی دے گا کہ ایک مرکز سے بالوں کی متعدد شعائیں کرنوں کی طرح پھوٹ رہی ہیں ایسے روئیں چھوٹے چھوٹے جھنڈوں کی صورت میں دکھائی دیں گے۔

۶۔ پانی سے گیلی کی ہوئی انگلی سے کمیلہ کو اٹھاکر سفید کاغذ پر زور سے لکیر کھینچے یا رگڑنے سے اگر اس کی ملائم بتی بن جائے اور کاغذ کے اوپر چمکدار پیلے رنگ کا نشان دے جائے تو سمجھیں کہ کمیلہ خالص اور عمدہ ہے ورگرنہ ملاوٹی ہے۔

کیمیائی تجزیہ۔ کمیلہ ایک قسم کا دلکش ارغوانی لال یا اینٹ جیسا سُرخ رنگ کا سفوف ہے کہ جس کا نہ تو ذائقہ ہوتا ہے اور نہ بو۔ یہ ٹھنڈے پانی میں غیر تحلیل پذیر ہے اور اُبلتے پانی میں صرف قدرے قلیل حل ہوتا ہے لیکن یہ کھاری اشیاء الکحل اور ایتھر میں تحلیل پذیر ہے اور اس سے سخت گہرے سرخ رنگ کا محلول تیار ہوتا ہے اس دوا کی کیمیائی ترکیب کے متعلق بہت زیادہ کام کیا جا چکا ہے اور کئی ایک اجزاء علیحدہ کیے جا چکے ہیں۔ اس کا بہت اہم جزء ایک بادامی سُرخ رنگ کی رال (ریزن) ہے۔ جو راٹ لرین ( ) نامی ایک قلمدار چیز پر مشتمل ہے۔ راٹ لرین میں کاربن ۳۳ ہائیڈروجن ۳۰ اور آکسیجن ۸ حصے پائی جاتی ہے۔ یہ سرخی مائل زرد رنگ کے ورق دار پتروں کی شکل میں پائی جاتی ہے جو ایتھر میں بلا وقت تحلیل ہو جاتی ہے لیکن پانی میں غیر محلل ہے۔ جب گرم گرم کاوی کھاری اشیاء اس پر اثر انداز ہوتی ہیں تو راٹ لرین سے میتھل فلوروگلوسین ( ) حاصل ہوتی ہے۔ اگر اس میں سفوف جست اور سوڈا ملا دیں تو پھر ڈائی میتھل فلوروگلوسین ( ) حاصل ہوتی ہے۔ فیلی سک الیسڈ (یعنی ترش سرخس یا جوہر سرخس) اور کوسوٹاک سین (یعنی جزو موثرہ کسو) سے بھی یہی اجزا حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں آئسو راٹ لرین ( ) نامی ایک دیگر چیز بھی ہوتی ہے جو غالباً غیر خالص راٹ لرین ہی ہے۔ اس میں ایک زرد قلم دار مادہ اور ایک زرد و ایک سرخ رنگ کی رال اور موم بھی پائی جاتی ہے اس میں فراری روغن، نشاستہ، شکر ٹے نین (قابض مادہ) الجزیلک الیسڈ ( ) اور سٹرک الیسڈ ( ) نہایت خفیف تناسب میں پائے جاتے ہیں۔ (انڈین جنس ڈرگز آف انڈیا)

اس میں رال دار مادے ۸۰ فیصدی۔ ٹے نین، گوند، فراری روغن، راٹ ریزن سفیدی بیضہ (ایلبیومین) ۷ فیصدی۔ رنگین مادہ اور نباتی ریشے ۷ فیصدی۔ راکھ ۴ فیصدی۔ باقی ۲ فیصدی دوسری چیزیں پائی جاتی ہیں۔

(فارماکوپیا انڈیکا)

حصص مستعملہ۔ درخت کمیلہ کے تکونے پھلوں کا بالائی سفوف یعنی کمیلہ ہی دواءً مستعمل ہے۔ کئی اطباء اس کے پھلوں کو بھی غلط فہمی سے بائے بڑنگ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

افعال و خواص بروئے طب ویدک

کمیلہ دستاور۔ چرپرہ اور گرم ہے۔ زخم کو دور کرتا ہے۔ باؤ گولہ۔ امراض شکم۔ قبض۔ نفخ بلغم اور کرم ہائے شکم کو نیست و نابود کرتا ہے۔

(دھنونتری نگھنٹو)

کمیلہ دستاور۔ چرپرہ اور گرم ہے۔ زخم کو ٹھیک کرتا ہے۔ بلغم اور کھانسی کو دافع ہے۔ جنتو (کیڑے مکوڑے) اور کرمہائے شکم کو دور کرتا ہے۔ ہلکا یعنی زود ہضم ہے۔

(راج نگھنٹو)

کمیلہ فساد بلغم۔ صفرا و خون۔ کرمہائے شکم۔ باؤ گولہ۔ امراض شکم اور زخم کو دور کرتا ہے۔ دستاور ہے۔ چرپرہ اور گرم ہے۔ پرمیہہ۔ نفخ۔ زہر اور پتھری کو نافع ہے

(بھاو پرکاش نگھنٹو)

کمیلہ۔ قبض کشا۔ قوت ہاضمہ کو مشتعل کرنے والا اور چرپرہ ہے۔ زخموں کو بھرتا ہے۔ گرم ہے۔ ہلکا اور دستاور ہے۔ بلغم کو دور کرتا ہے۔ زخم۔ باؤ گولا۔ امراض شکم۔ نفخ۔ کھانسی۔ صفراوی پرمیہہ۔ زہر اور سنگ مثانہ کو دافع ہے۔ کرمہائے شکم اور فساد خون کو رفع دفع کرتا ہے۔ اس کے پتوں کا ساگ ٹھنڈا۔ تلخ۔ بادی پیدا کرنے والا قابض اور مشتہی ہے۔

(برہت نگھنٹو رتناکر)

⁂

خواص و فوائد بروئے طبّ یونانی

۳ ماشہ سے ۷ ماشہ تک کمیلا اور دیگر مناسبہ کے ساتھ معدے اور آنتوں سے ہر قسم کا مواد نکالتا ہے۔ چیپ دار رطوبت کو دستوں کی راہ خارج کرتا ہے۔ فاسد خلطوں کو بھی براہِ دست نکالتا ہے۔ عرق مدنی یعنی نارو کو مفید ہے۔ کمیلے کی معجون بالخاصیت نارو کی پیدائش کو بند کرتی ہے۔ ہلیلہ کابلی۔ بہیڑہ۔ لنسوت۔ سونٹھ۔ کمیلا یہ چیزیں برابر برابر لیں۔ ان کو کوٹ چھان کر سہ چند قند یا شکر میں معجون بنائیں۔ قدر خوراک ۷ ماشہ۔ اطبا نے کہا ہے کہ بیس دن میں اس بیماری کے مادے کو اکھیڑتی ہے۔

سرطان کے لیے یہ نسخہ مجرب ہے۔ آدھا سیر تل کا تیل گرم کریں اور آگ پر سے اتار کر سرد کر کے ایک چھٹانک کمیلہ ڈال کر خوب حل کر کے لگائیں۔ اس کے چھڑکنے سے زخم کی رطوبت خشک ہو جاتی ہے۔ روغن گل کے ہمراہ داد اور کھجلی اور خارشت اور پھنسیوں کو مفید ہے۔ دھوئے گھی کے ہمراہ اس کا لیپ سر کے گنج کو نافع ہے۔ کمیلے کا لیپ کرنے سے جلد بدن کے امراض دفع ہو جاتے ہیں۔ اس کو پلانے سے کوڑھ کو صحت ہوتی ہے۔ اس سے ضعف ہاضمہ۔ تپ۔ بادی کا مرض اور جگر اور پھیپھڑے کا درد دفع ہوتا ہے۔ اس کو آٹھ ماشہ سے ایک تولہ تک پیس کر شہد میں ملا کر چٹانے سے کدو دانے مر جاتے ہیں۔ اس کی آٹھ ماشہ خوراک سے دست آنے لگتے ہیں اور تیسرے چوتھے دست میں کیڑا مر کر باہر آ جاتا ہے۔ اس کو پانی یا تیل میں پیس کر لگانے سے جلد بدن پر خشک اور سرد ہوا کا اثر نہیں ہوتا ہے۔ آٹھ ماشہ کمیلا اور ایک ماشہ ہینگ کو دہی کے توڑ میں پیس کر چنے کے برابر گولیاں بنا کر ایک دو گولی گرم پانی کے ساتھ دینے سے ذات الجنب کو نفع ہوتا ہے اور پیٹ کے کیڑوں کا مرض دور ہوتا ہے۔ تل کے تیل میں پیس کر اس کو لگاتے سے خصیوں کی ٹانکیاں ملتی ہیں۔ اس کو ہم وزن کڑوے تیل میں کھرل کر کے اس میں پھو یا بھر کے باندھنے سے زخم بھر آتا ہے۔ چھ ماشہ کمیلے کو گڑ میں ملا کر گولی بنا کر دینے سے پیٹ کے کیڑے سب باہر نکل جاتے ہیں۔ اس کے سفوف کو شہد کے ساتھ چٹانے

سے صفرا اور بائے گولے ٹھٹے ہیں مگر اس کو استعمال کرانے کے پہلے تھوڑا گھی پلانا چاہیے اس کے بیجوں سے تیل نکالا جاتا ہے۔ اس کے درخت کے سبز پتے سرد قابض ہیں۔

(خزائن الادویہ)

طبیعت۔ دوسرے یا تیسرے درجے میں گرم وخشک ہے۔ رازی اور مسیح نے سرد وخشک بتایا ہے۔ (خزائن الادویہ)

منفعتِ خاص۔ یہ کدو دانوں کے قتل وا خراج کے لیے بے حد مفید ہے اس سے نہ صرف کدو دانے ہلاک ہی ہوتے ہیں بلکہ اس سے ہی دست بھی کھل کر آجاتے ہیں کہ جس سے ہلاک شدہ کرم خود بخود خارج بھی ہو جاتے ہیں۔ بعد ازاں کسی دیگر مسہل کے دینے کی ضرورت درپیش نہیں ہوتی اور نہ کوئی تکلیف مابعد ہوتی ہے۔

یہ سرخس (میل فرن) کے ہم تاثیر ہونے سے نہ صرف اس کا بہترین بدل ہی ہے بلکہ اس سے کم زہریلا بھی ہے کہ جس سے بچوں اور نازک آدمیوں کے لیے سرخس کے خلاصے (ایکسٹریکٹ میل فرن) سے بڑھ کر موزوں رہتا ہے۔

مقدار خوراک۔ اس کی عام مقدار خوراک بڑوں کے لیے ڈیڑھ سے تین ماشہ اور بچوں کے لیے پانچ رتی تک ہے۔ پوری مقدار خوراک بڑوں کے لیے چھ ماشہ سے آٹھ ماشہ اور بچوں کے لیے ایک ماشہ ہے۔

ترکیب استعمال۔ اسے دہی، دودھ، شہد یا کسی شربت وغیرہ میں ملا کر دیں۔

تاثیراتِ دوائیہ۔ ڈاکٹر سمبرا نے سنہ ۱۹۱۰ء میں مینڈکوں، مینڈک کے بچوں اور کرموں پر اس کی تاثیر کا تجربہ کیا اور معلوم کیا کہ یہ ان حیوانات پر سریع الزہریلا اثر رکھتا ہے۔ اس سے پیدا ہوئی علامات سرخس سے پیدا ہوئی علامات کے بالکل مشابہ تھیں۔ اگرچہ یہ مقابلتہً نرم خاصیت کی تھیں۔ اعصاب کو مفلوج بنانے کا اثر زیادہ نمایاں تھا۔ یہ معدہ و امعاء پر مخرش اثر کرتا ہے اور دوائی مقدار میں دینے پر بھی طبیعت میں معقول متلی پیدا کرتا ہے نیز امعاء کی حرکت دودیر کو بڑھا دیتا ہے۔ جس سے یہ ایک عمدہ تیز مسہل کا کام کرتا ہے۔ رکتوں

پر کیے گئے تجربات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ معدہ وا بعادمیں بہت تھوڑا جذب ہوتا ہے۔ (انڈیجینس ڈرگز آف انڈیا)

آیورویدک استعمالات

زخم۔ کمیلہ کے ساتھ پکایا ہوا تیل زخموں کو بھرنے کے لیے عمدہ ہے۔
(چرک سنگھتا)

بائوگولا کے مریض کو جلاب کے لیے کمیلہ کو شہد میں ملا کر چٹائیں۔
(چرک سنگھتا)

کرمہائے شکم۔ ایک تولہ کمیلہ کو گڑ کے ساتھ استعمال کرنے سے تمام کرمہائے شکم مر جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔
(بھاو پرکاش)

بائے بڑنگ۔ سیندھا نمک۔ جوکھار۔ کمیلہ اور پوست ہلیلہ زرد کو ہم وزن ملا کر سفوف بنالیں۔ اسے تکر (مٹھے) کے ہمراہ لینے سے تمام اقسام کے کرمہائے شکم سے خلاصی مل جاتی ہے۔ (چکر دت)

دیگر استعمالات دوائیہ

۱۔ ڈاکٹر آر۔ این۔ کھوری اور این۔ این کارتک صاحب میٹریا میڈیکا آف انڈیا اینڈ دیر تھیراپیوٹکس میں رقمطراز ہیں۔

کمیلہ مسہل اور دافع دیدان امعاء ہے۔ گڑ کے ساتھ استعمال کرنے سے یہ کدو دانوں (تھریڈ ورمز) حیات یعنی کیچوے (راونڈ ورمز) کے لیے قاتل و مخرج ہے۔ بطور مسہل استعمال کرنے سے یہ متلی پیدا کرتا ہے۔ لیکن قے نہیں لاتا۔ یہ قولنجی دردوں کو تسکین دیتا ہے۔ اور صفرا کو خارج کرتا ہے۔ داد چھیپ۔ چھائیں اور تر کھجلی کی یہ ایک مقامی دوا ہے۔

۲۔ ڈاکٹر کے۔ ایم۔ نادکرنی صاحب انڈین میٹریا میڈیکا میں تحریر

فرماتے ہیں :۔

افعال :۔ کمیلہ مسہل اور دافع دیدان امعاء ہے ۔علاوہ مزید مقوی باہ اور پتھری کو توڑنے والا ہے ۔ پوری خوراک میں یہ تیز جلاب آور ہے اور متلی و مروڑ پیدا کرتا ہے ۔

استعمالات ۔ کمیلہ کا سفوف بطور نارنگی مائل خاکی رنگ کے رنگنے کے کام آتا ہے ۔خصوصاً ریشم کے لیے دوا ءً کمیلہ کا سفوف کدو دانہ کی ایک مشہور دوا ہے ایک بالغ شخص کے لیے اس کی مقدار خوراک تقریباً آٹھ ماشہ ہے اور لعاب، شربت آش یا دلیہ یا تھوڑے سے خوشبودار پانی میں ڈال کر استعمال کرتے ہیں ۔ یہ جرعہ شب (نائٹ ڈرافٹ) یعنی وہ قلیل المقدار دوا جو ایک دو گھونٹ میں ہی رات کو سوتے وقت پی لی جائے) کے طور پر بھی استعمال کیا جا سکتا ہے کہ جو

کمیلہ کا سفوف	۱۵ گرین
میلوسلیج آف ٹریگاکنیتھ (لعاب کتیرا)	۴ ڈرام
سیرپ آف جنجر (شربت زنجبیل)	۱ ڈرام
کلوو تر واٹر (آب لونگ)	۱/۲ اونس

انھیں ملا کر بنتا ہے اور صبح کو کیسٹر آئل (روغن ارنڈ) کا تیز جلاب دے دیں کہا جاتا ہے کہ یہ تمام کرمہائے امعاء کے علاوہ بریں چرگلوں (موتی کیڑوں) کو بھی مار دیتا ہے ۔ اور باہر نکال دیتا ہے ۔ یہ رب سیال (لیکویڈ ایکسٹریکٹ) کی صورت میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ اگر پہلی خوراک کامیاب نہ ہو تو یہ ایک ہفتہ کے وقفہ کے بعد دوبارہ دیا جا سکتا ہے ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کمیلہ کو اندرونی طور پر لینے سے یہ کوڑھی کے دھبوں یا داغوں کو دور کر دیتا ہے اور خاص طور پر یہ جلدی امراض میں استعمال کیا گیا ہے ۔کمیلہ کے سفوف کو آٹھ گنا میٹھے تیل میں ملانے سے داد ۔چھیپ اور چھائیں پر لگانے کا ایک کارآمد لیپ تیار ہو جاتا ہے ۔

۳۔ شری ڈاکٹر وامن گنیش ڈیسائی اوشدھی سنگرہ میں تحریر فرماتے ہیں :۔

سب اقسام کے کرمہائے شکم کے لیے کمیلہ اعلیٰ دوا ہے اس سے کرم ہلاک ہو کر بذریعہ اسہال خارج ہو جاتے ہیں۔ کمیلہ کو تیل میں ملا کر زخم۔ جلنے کی وجہ سے ہوئے زخم اور کھجلی پر لگاتے ہیں۔

۴۔ کرنل آر۔ این۔ چوپڑا صاحب انڈیجینس ڈرگز آف انڈیا میں لکھتے ہیں:۔

(۸ ماشہ سے ۱ تولہ) کی خوراک میں اس سے متلی اور مروڑ ہونا ممکن ہے اور اس سے کھل کر دست آ جاتے ہیں۔ جس سے بعد کو پھر کسی جلاب آور دوا دینے کی ضرورت نہیں ہوتی اور بطور دستور اس کے استعمال کے بعد نہ کوئی برے اثرات ہوتے ہیں کیئس (   ) اور مہیسکر (   ) نے ۱۹۲۳ء میں "ہک ورمز" (ہک کی شکل کے کیڑے) "راونڈ ورمز" (حیات یا پیچوے) اور "وہپ ورمز" (کوڑا یا چابک کی شکل کے کیڑے) کے کثیر التعداد بیماروں پر اسے آزمایا اور معلوم کیا کہ ان کرموں پر اس کا استعمال بے فائدہ ہے۔ اگرچہ ان سے قبل کے محققوں نے ان کرموں کے لیے اس کے ایک عمدہ کرم کش ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ تاہم کہا جاتا ہے کہ عمدہ کمیلہ کا سفوف ٹیپ ورمز (کدو دانوں) پر عمدہ اثر کرتا ہے۔ غالباً اس کا اثر بڑھ جائے گا۔ اگر یہ ابتدائی تیاری مثلاً غذا اور جلاب کا انتظام کر لینے کے بعد دیا جائے جیسا کہ میل فرن (اسرخس تدکرہ) کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ یہ نرم دوا ہے۔ بچوں اور ضعیف و ناتوان لوگوں کو جنھیں ایکسٹریکٹ آف فیلکس ماس (   ) یعنی خلاصہ سرخس) کا استعمال قرین مصلحت نہیں رہتا انھیں یہ استعمال کرایا جاتا ہے۔

۵۔ نشری بی۔ مکرجی انڈین فارمیسیوٹیکل کوڈیکس میں رقمطراز ہیں:۔

کمیلہ پوری مقداروں میں مستعد بلکہ شدید جلاب آور ہے۔ گاہ بگاہ اس سے متلی ہو جاتی ہے لیکن شاذ و نادر قے ہوتی ہے۔ ٹیپ ورمز (کدو دانوں) کے لیے عرصہ دراز سے بطور دافع دیدان مستعمل ہے۔ اور اس مدعا کے لیے سالوتری (چوپایوں کا علاج کرنے والے) بھی اسے استعمال کرتے ہیں۔ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ کمیلا حرکتی اعصاب و عضلات پر مفلوج کر دینے کا اثر رکھتا ہے۔ چنانچہ اسی فعل کی بدولت اس میں کدو دانوں کو پیٹ سے نکالنے کی قوت پائی جاتی ہے۔ یہ مریض کو کسی

ابتدائی تیاری کے بغیر ہی دے دیا جاتا ہے اس کا سفوف دودھ، دہی یا شہد میں ملا کر یا کسی عرق میں حل کر کے استعمال کیا جاتا ہے۔ کیڑے عموماً تیسرے یا چوتھے پاخانہ میں خارج ہوتے ہیں۔ اگر پہلی خوراک آنتوں پر اپنا اثر کرنے میں ناکامیاب ہو تو چار گھنٹہ کے بعد دوبارہ دوا دی جاسکتی ہے۔ یا کیسٹر آئل کی ایک خوراک دے دیں خارجی دوا کے طور پر کمیلہ جلد کے طفیلی امراض میں خصوصاً کھجلی اور داد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

خانگی استعمالات

درخت کمیلہ کی لکڑی سے دیا سلائی کی ڈبیاں، بیلچوں کے دستے، پارسل کے بکس اور کیس وغیرہ بنتے ہیں۔ اس کی لکڑی جلانے اور چھال چمڑہ رنگنے کے کام آتی ہے۔ کمیلہ دوائی استعمال کے علاوہ بریں ریشم اور لسٹر کو نہایت خوبصورت چمکتا ہوا نارنگی رنگ دینے میں استعمال ہوتا ہے۔



کندوری

مختلف نام۔ سنسکرت میں بمبی۔ رکت پھلا۔ تنڈی۔ تنڈی کے رمی بمبیکا ادشٹھ ادیم پھلا۔ پیلو پرنڑی۔ بمب ادشٹھ وغیرہ۔ ہندی میں کندوری۔ کندورو بنگالی میں تے لاکچا۔ گجراتی میں ٹنڈوراں۔ گھولاں گھولی۔ مرہٹی میں تونڈلیں کہتے ہیں لاطینی میں سیفالینڈرا انڈیکا (   ) کوسینیا انڈیکا (   ) اور کوسینیا کورڈی فولیا (   ) ناموں سے موسوم ہے۔

تاریخ۔ یہ ہندی دوا ہے اور زمانہ قدیم سے ویدوں کے ہاں مستعمل ہے۔ چنانچہ چرک اور سشرت میں اس کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ یونانی اطباء کے ہاں مروج نہیں ہے۔ بنگال کے کئی ہومیوپیتھک ڈاکٹر صاحبان کے تجربات میں ذیابیطس میں نہایت مفید ثابت ہونے سے اب ان کے ہاں بکثرت مستعمل ہے ڈاکٹر ایس۔ سی۔ گھوش صاحب ایم۔ ڈی۔ ایم۔ آر۔ ایس (لندن) نے "ڈرگز آف ہندوستان" میں ہومیوپیتھک نقطۂ نگاہ سے اس کے متعلق نہایت مفصل واقفیت بہم پہنچائی ہے۔

جائے پیدائش۔ اکثر تمام بھارت میں اس کی بیل دستیاب ہوتی ہے۔ بنگال اس بیل کا گھر ہے وہاں نہایت کثرت سے پائی جاتی ہے۔ اُتر پردیش میں بھی بہت ہوتی ہے۔ دہلی کے علاقے میں بھی کافی ملتی ہے۔

نباتی توضیح۔ کئی سالوں تک بہار دینے والی یہ بیل ہے۔ یہ ہر سال موسم برسات میں سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ عموماً اپنے ارد گرد کے درختوں وغیرہ

پر اتنی ذی حس تاروں کی بدولت چڑھ جاتی ہے۔ اور خوب پھلتی پھولتی ہے۔ اگر اسے کسی درخت وغیرہ کا سہارا نہ ملے تو زمین پر ہی پھیلتی رہتی ہے۔ اس کے پتے متبادل دو سے چار انچ تک لمبے چوڑے گہرے ہرے رنگ کے چکنے پیندے کی طرف مقعر اور پانچ گوشوں والے ہوتے ہیں۔ ڈنٹھل پون انچ سے سوا انچ تک لمبا ہوتا ہے۔ اسے پانچ پنکھڑیوں والے سفید رنگ کے گل چاندنی کی طرح کے پھول اور پرول کے مانند پھل آتے ہیں۔ چنانچہ یہ پھل دو ڈھائی انچ لمبے اور ایک انچ گولائی میں بیضوی دار ہوتے ہیں۔ یہ گودے دار، چکنے اور خام حالت میں سبز رنگ کے ہوتے ہیں۔ اور ان پر طولانی رخ کی تھوڑی تھوڑی دوری پر تقریباً دس سفید دھاریاں مثل شولنگی کے پھل کے مشابہ ہوتی ہیں ان کے اندر کافی تعداد میں کاغذی لیموں کے بیجوں کے مانند کے تخم ہوتے ہیں۔ یہ گول نما زردی مائل بھورے رنگ کے اور قدرے چپٹے ہوتے ہیں۔ یہ پھل پکنے پر گلناری رنگ (گہرا سرخ رنگ مائل بہ نارنجی) کے ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے ہندی کوی (شاعر) ہونٹوں کو بمبی کے پھلوں سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اسی خیال کو مد نظر رکھ کر سنسکرت میں اس کے اوشٹھ اوپم پھلا (ہونٹ کے مانند والا پھل) اور بمب اوشٹھ (بمبی پھل جیسا ہونٹ) نام قرار دیے گئے ہیں۔

اس کی جڑیں کئی سالوں تک قائم رہتی ہیں۔ جو لمبی، موٹی اور گومڑی دار ہوتی ہیں۔ جڑ کاٹنے سے اس میں سے ککڑی جیسی بو والا ایک چیپ دار رس نکلتا ہے جو خشک ہونے پر مانند لال گوند معلوم پڑتا ہے۔

یہ بیل دو قسم کی پائی جاتی ہے۔ ایک جنگلی یا خودرو (تلخ) اور دوسری کاشت کردہ (شیریں) جنگلی بیل کے پانچوں اجزا یعنی پنچانگ تلخ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے پھل تلخ ہوتے ہیں لیکن کاشت کردہ بیل کے پھلوں میں تلخی نہیں پائی جاتی، وہ کم ذائقہ والے یعنی شیریں ہوتے ہیں۔ ان کی ترکاری بنائی جاتی ہے تلخ قسم کے پھل بھی جب پک کر گلناری رنگ کے ہو جاتے ہیں تو ان کا ذائقہ بھی تلخ نہ رہ کر شیریں ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ شیریں قسم کے پھل خامی اور پختگی ہر دو حالتوں میں شیریں ہی ہوتے ہیں لیکن تلخ پھل صرف خامی کی حالت میں ہی تلخ

ہوتے ہیں۔ یہ بھی پک جانے پر شیریں ہو جاتے ہیں۔ جنگلی بیل کی جڑ اور پتے دوا، استعمال ہوتے ہیں۔ کاشت کردہ بیل کی جڑ کسیلی ہوتی ہے لیکن خودرو بیل کی جڑ تلخ ہوتی ہے۔

موسم پیدائش۔ یہ بیل موسم برسات میں ماہ جولائی اور اگست میں پیدا ہوتی ہے ماہ ستمبر اور اکتوبر میں اس پر پھل آتے ہیں۔ عموماً ماہ دسمبر اور جنوری کے آخر تک یہ بیل خشک ہو کر ختم ہو جاتی ہے لیکن اس کی جڑ جو زمین میں دور تک پھیلی ہوتی ہے وہ قائم رہتی ہے اور موسم برسات میں پھر اسی جڑ سے بیل پھوٹ کر ہری بھری ہو جاتی ہے۔

نباتی فصیلہ۔ یہ فصیلہ قرعیہ یعنی نیچرل آرڈر ککر بیٹسی ( ) میں داخل ہے۔ یہ خیاری نوع کا پودا ہے۔

کیمیائی تجزیہ۔ جڑ میں رال ہوتی ہے جو کاسٹک سوڈا اور ایمائل الکوحل میں تحلیل پذیر ہے۔ علاوہ بریں ایک کھاری جوہر موثرہ۔ نشاستہ۔ شکر۔ گوند۔ شحمی مادے۔ نامیاتی ترشہ (آرگینک ایسڈ) اور ۱۶ء۳ فیصدی راکھ پائی جاتی ہے جس میں مینگانیز نہیں ہوتا۔ (انڈین میٹریا میڈیکا)

ملائم پھلوں میں نمی ۱ء۹۳۔ پروٹین (نائٹروجنی اجزاء) ۲ء۱۔ فیٹ (چربی) ۲ء۱۔ ریشہ ۶ء۱۔ کاربو ہائیڈریٹس (نشاستہ دار اور شیریں اجزا) ۵ء۳ کیلسیم ۴ء۰۔ فاسفورس ۰۳ء۰۔ معدنی مادہ کا میزان ۵ء۰ فیصدی۔ آئرن (لوہا) ۱۰۰ گرین میں ۴ء۱ ملی گرام۔ کیروٹین ( ) جس کی قدر بطور وٹامن اے (حیاتین ؤ) کی جاتی ہے۔ ۱۰۰ گرین میں ۲۶۰ یونٹ ہوتا ہے اور وٹامن سی (حیاتین ث) ۱۰۰ گرین میں ۲۸ ملی گرام ہوتا ہے۔

(ہیلتھ بلیٹین ۲۳ ۱۹۳۱ء)

کرنل آر۔ این۔ چوپڑا کی رائے کے بموجب اس میں ایک اینزائم ، ( ) ایک ہارمون ( ) اور ایک کھاری جوہر موثرہ (ایلکلائڈ) کے آثار پائے جاتے ہیں۔

(انڈی جنس ڈرگز آف انڈیا)

اجزائے مستعملہ۔ پنچانگ۔ جڑ۔ پتے اور پھل۔

افعال و خواص بروئے طبّ ویدک

تلخ کندوری کی بیل بلغم۔ صفرا۔ فساد خون۔ سوجن۔ کمئی خون۔ بخار۔ دمہ اور کھانسی کو دافع ہے۔ عورتوں کا دودھ بڑھاتی ہے۔ پھل وات اور بلغم کو دور کرتے ہیں۔

شیریں کندوری کے پھل شیریں۔ ٹھنڈے۔ ستمبھن (بول و براز۔ خون اور منی وغیرہ کو نکلنے سے روکنے والے لیکھن اور ثقیل ہیں۔ صفرا خون جلن اور سوجن کو دور کرتے ہیں۔ وات کو بڑھاتے ہیں۔ نفاخ ہیں۔ بول و براز کو روک دیتے ہیں۔

تلخ کندوری چرپری۔ تلخ۔ کف۔ قے اور زہر کو دور کرتی ہے۔ نفرت طعام فساد خون اور صفرا کو دافع ہے۔ ہمیشہ قابلِ طعام ہے۔ یعنی پر منفعت ہے۔ دست آور ہے۔

شیریں کندوری۔ شیریں اور ٹھنڈی ہے۔ صفرا۔ دمہ اور بلغم کو دور کرتی ہے۔ فساد خون۔ بخار اور کھانسی کو دافع ہے۔ (راج نگھنٹو)

خام تلخ کندوری پھل قے آور اور دافع بلغم ہیں۔ پختہ تلخ کندوری پھل دافع صفرا۔ ٹھنڈے اور رس اور وپاک میں شیریں ہیں۔

شیریں کندوری پھل۔ شیریں ٹھنڈے اور عورتوں کا دودھ بڑھانے والے ہیں۔ بلغم اور صفرا کو دور کرتے ہیں۔ جلن بخار۔ صفرا۔ فساد خون۔ کھانسی۔ دمہ اور دق کو دافع ہیں۔ (شوڈھل نگھنٹو)

کندوری پھل شیریں۔ ٹھنڈے۔ ثقیل۔ صفرا۔ فساد خون اور وات کو دافع ہیں۔ ستمبھن۔ لیکھن۔ غذا کی طرف رغبت پیدا کرنے والے۔ بول و براز کو روکنے والے اور نفاخ ہیں۔ (بھاو پرکاش)

خواص و فوائد بروئے طبّ یونانی

صفرا۔ خون کا فساد اور اعضاء کی سوزش کو دور کرتی ہے۔ اس کا اچار گرم چیزوں کے ساتھ قوتِ جاذبہ کو قوی کرتا ہے۔ ہاضمہ بڑھاتا ہے۔ گردے

کے امراض کو مفید ہے۔ ذخیرہ اکبر شاہی میں ہے کہ ثقیل ہے۔ صفرا۔ بلغم۔ خون فساد۔ دمہ تپ اور کھانسی کو دور کرتی ہے۔ کندوری بالخاصیت عقل کو کم کرتی ہے۔ اگر اس کا چھلکا دور کریں تو پیٹ کم پھلاتی ہے۔ بھوک بڑھاتی ہے۔ خون پیدا کرتی ہے دودھ زیادہ کرتی ہے۔ بواسیر اور اسہال معدے کو مفید ہے۔

بعض وید کہتے ہیں کہ کندوری کے پھل ہضم ہونے میں بھاری شیریں، سرد اور پھاڑنے والے یعنی مفجر اورام ہوتے ہیں۔ مل (پاخانہ) کو خشک کرتے ہیں۔ پیٹ میں ریاح اور عورتوں کا دودھ بڑھاتے ہیں۔ بے رغبتی طعام۔ صفرا۔ فساد خون۔ دمہ سوجن۔ گرمی اور کھانسی کو مٹاتے ہیں۔ اس کے پھول خارش۔ صفرا اور یرقان کو دفع کرتے ہیں۔ اس کے پتوں کا ساگ سرد۔ میٹھا۔ ہضم ہونے میں ہلکا۔ قابض۔ کسیلا کڑوا۔ و پاک میں چرپرا اور بادی بڑھانے والا ہے۔ بلغم اور صفرا کو مٹاتا ہے۔ اس کی جڑ سرد اور منی بڑھانے والی ہے۔ جریان۔ ہاتھوں کی گرمی و درد سر اور قے کو زائل کرتی ہے۔ کثرت بول کے علاج کی رسائن دواؤں کو اس کی جڑ کے خالص رس میں بھگوتے ہیں۔ پھر اس کے رس میں گولیاں بنا کر صبح کو ہمیشہ ایک گولی کھلا کے اوپر سے اس کی جڑ کا ایک تولہ رس پلا دیتے ہیں۔ جب اس کی جڑ کو کاٹتے ہیں تو اس میں سے کچھ چیپ دار رس نکلتا ہے۔ وہ سوکھنے پر کچھ لال گوند کی طرح جم جاتا ہے۔ یہ بہت قابض ہے مگر پھل کی طرح کڑوا نہیں ہوتا ہے۔ اس کی جڑ کی چھال کے دو ماشہ سفوف کی پھنکی دینے سے اچھی طرح دست لگتے ہیں۔ اس کے پتوں کو گھی کے ساتھ پیس کر زخموں پر لیپ کرتے ہیں۔ آبلوں پر اس کے پتوں کو باندھتے ہیں یا ان کا لیپ کرتے ہیں۔ اس کے پتوں کا خالص رس سوزاک والے کو پلاتے ہیں۔ زبان کے اوپر کے زخم مٹانے کے لیے اس کے ہرے پھل کو چوستے ہیں۔ ویدک کی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ پکا پھل باد اور صفرا مٹاتا ہے۔ قوت دیتا ہے۔ طبیعت کو خوش رکھتا ہے۔ انجرہ صفراوی کو دفع کرتا ہے۔ آنکھوں کی زردی کو دور کرتا ہے۔ تلخ پھل پتھائے سمی کو نافع ہے۔ بلغم اور صفرا اور کرم شکم کو دور کرتا ہے۔ قے لاتا ہے۔ زیادہ مٹاپے کو کم کرتا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے۔ اس کی جڑ دست آور ہے۔ اس کے پتے پھوڑے۔ پھنسی۔ یرقان اور بلغم کو مفید۔

روغن زرد میں جلاکر زخموں پر لگانے سے عمدہ گوشت جمتا ہے۔

(خزائن الادویہ)

طبیعت۔ پتے سرد وخشک اور پھل سرد وتر (خزائن الادویہ)

منفعت خاص۔ ذیابیطس کے لیے نہایت مفید ہے۔ بنگال میں اس کے استعمال کا عام دستور ہے۔ چنانچہ اس کی بیل کا رس لبتت کسماکر رس وغیرہ کے بدرقہ کے طور پر دیا جاتا ہے۔

مقدار خوراک۔ بیل کے پتوں کے رس کی مقدار خوراک سوا تولہ سے اڑھائی تولہ تک ہے۔ جڑ کے رس کی مقدار نصف سے ایک تولہ تک ہے۔ جڑ کے سفوف کی مقدار تین سے چھ ماشہ ہے۔

استعمالات

۱۔ ڈاکٹر ولیم ڈائی موک صاحب فارما کوگرافیا انڈیکا میں تحریر فرماتے ہیں:۔

جڑ اور پتوں کا رس دواءً استعمال کیا جاتا ہے۔ طب ویدک میں یہ ذیابیطس میں برتا جاتا ہے۔

۲۔ ڈاکٹر آر۔ این۔ کھوری صاحب میٹریا میڈیکا آف انڈیا و پراشیڈ تھیراپیٹکس میں رقمطراز ہیں۔

یہ معدل ہے۔ ذیابیطس۔ بڑھی ہوئی گلٹیوں اور بہق (چھیپ) وغیرہ امراض جلد میں مفید ہے۔

۳۔ ڈاکٹر اودے چندر دت صاحب میٹریا میڈیکا آف ہندو میں تحریر فرماتے ہیں:۔

کنڈوری کی جڑ اور پتوں کا رس مرض ذیابیطس میں معدنیات کی آمیزش سے تیار شدہ ادویہ کے بدرقہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اس کی مقدار خوراک ایک تولہ روزانہ صبح وشام ہے۔ اس کے استعمال سے کئی ذیابیطس کے مریض ٹھیک ہوچکے ہیں۔ اس کی جڑ کا نکالا ہوا تازہ رس بقدر ایک تولہ

بنگیشور رس[1] یا سوماناتھ رس کی ایک گولی کے ہمراہ روزانہ دیا جانا چاہیے۔

۴۔ ڈاکٹر نادکرنی صاحب انڈین میٹریا میڈیکا میں درج فرماتے ہیں:

انفعال:۔ یہ معدل ہے۔ خشک چھال ایک عمدہ مسہل ہے۔ پتے اور نار دافع تشنج اور مخرج بلغم بیان کیے جاتے ہیں۔

جڑ کا تازہ نکالا ہوا رس ذیابیطس، بڑھی ہوئی گلٹیوں اور امراض جلد مثلاً بہق (چھیپ) میں دیا جاتا ہے۔ پتے گھی کے ساتھ ملا کر مانند مرہم زخموں اور امراض جلد پر لگائے جاتے ہیں۔ پتے چیچک کی مانند جلد پر نکلنے والے دانوں (اریشنز) پر بھی لگائے جاتے ہیں اور سوزاک میں عموماً اس کے پودے کا ٹنکچر اندرونی طور پر استعمال ہوتا ہے۔ پتوں کا تازہ رس جانوروں کی کاٹی ہوئی جگہ پر لگایا جاتا ہے۔ بخاروں میں پسینہ لانے کے لیے بھی جسم پر اسے لگاتے ہیں۔ سبز پھل زبان پر ہونے والے زخموں کو شفا دینے کے لیے چبایا جاتا ہے۔ پتوں اور تنے کا جوشاندہ استھو اصدری (سینے پر نزلہ گرنا) اور سعال میں مفید بیان کیا جاتا ہے۔ پتوں کو تل کے تیل میں۔۔۔۔۔ اُبال کر داد، چنبل اور کھجلی پر لگاتے ہیں۔ یہ تیل زخموں پر لگانے کے لیے اور مزمن نواصیر (ناسوروں) میں پچکاری کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

۵۔ ڈاکٹر وامن گنیش دیسائی صاحب اوشدھی سنگرہ میں رقمطراز ہیں۔

کندوری کا اثر اعضائے بول پر ہوتا ہے۔ کندوری مزلق، حابس بول، مدر، قروح اور حابس دم ہے۔ جڑ کا رس ایک تولہ یا جڑ کا سفوف ۳ سے ۶ ماشہ تک۔ بنگیشور رس[2] یا سوم ناتھ رس کے ہمراہ دینے سے ذیابیطس میں بہت فائدہ ہوتا ہے۔ ذیابیطس میں اس کا ساگ فائدہ مند ہے۔ پیشاب میں سفید چکنا مادہ جاتا ہو تو جڑ کا جوشاندہ دیتے ہیں۔

---

[1] ہر دو کے مکمل نسخہ جات کے لیے آیورویدک فارماکوپیا ملاحظہ فرمائیں۔

[2] ہر دو کے نسخہ جات کے لیے آیورویدک فارماکوپیا ملاحظہ فرمائیں۔

۶۔ کرنل آر۔ این۔ چوپڑا صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔

ذیابیطس شکری کے مریضوں کے پیشاب میں خارج ہونے والی شکر کی مقدار کم کرنے میں نمایاں سودمند ہونے کے لیے بنگال میں کندوری کی بیل بہت مشہور ہے۔ کسی کسی نے تو اسے انسولین کا ہندوستانی قائم مقام یا بدل تک لکھ ڈالا ہے۔ کلکتہ کے معالجین میں بول شکری میں اس کے کارآمد ہونے کے متعلق پختہ یقین پایا جاتا ہے۔ کلکتہ کے میڈیکل کالج کے ہسپتال میں داخل ہوئے ہوئے ذیابیطس کے کئی قابلِ علاج مریضوں پر اس کی سبز بیل کے رس کی جانچ کی گئی اور ان میں یہ نمایاں نفع بخش ثابت ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سے شکر کی مقدار کم ہو گئی اور کسی کسی میں تو بالکل غائب ہو گئی۔ کہا جاتا ہے کہ اس سے بھی بہت سال پہلے کالج کے ڈیپارٹمنٹ آف فزیالوجی (ادویہ کی تاثیرات عضویاتی کی جانچ پڑتال کرنے والا ادارہ) میں مذکورہ صدر دوا کی جانچ کی گئی تھی اور کچھ مریضوں پر استعمال کر کے بھی دیکھی گئی تھی۔ مگر طبع شدہ لٹریچر (علم ادب) میں اب مذکورہ صدر نتائج حاصل نہیں ہوتے۔

مرض ذیابیطس میں اس دوا کے مفید ہونے کا یقین آیورویدک معالجین کو زمانہ قدیم سے ہی چلا آ رہا ہے۔ وہ اکثر اس کی جڑ اور پتوں کے تازہ رس کو مفرد طور پر یا کسی دھات یا رس (پارہ کی آمیزش سے تیار شدہ مرکب) کے ہمراہ ملا کر ذیابیطس کے دفعیہ کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

اس جڑ کا کیمیاوی تجزیہ کرنے پر اس میں اینزائم۔ ہارمون اور کچھ کھاری جواہر موثرہ (ایلکلائڈز) پائے جاتے ہیں۔ اس دوا سے حاصل کردہ اینزائم اور ایلکلائڈز کی خرگوشوں کے اوپر جانچ کی گئی لیکن ان میں شکر کو کم کرنے کا اثر نہیں پایا گیا۔ ہارمون کو بھی خرگوش کے اوپر آزمایا گیا اور برابر سات دن تک خون کا امتحان کیا گیا لیکن کوئی خاص فرق نہیں ہوا۔

ہسپتال میں پڑے ہوئے بیماروں پر بھی اس کا امتحان کیا گیا۔ اس کے پتوں اور اس کی جڑ کے رس کو دیا گیا۔ لیکن شکر کی مقدار میں کچھ بھی فرق نہ آیا۔ بعد میں انسولین استعمال کرنے پر پیشاب کے ساتھ شکر کا آنا بالکل بند ہو گیا۔

اس دوا کے استعمال کرنے کے بعد جو نمایاں فائدہ بخش نتائج برآمد ہوتے ہیں وہ غالباً اس وجہ سے ہوتے ہیں کہ اس دیش میں ذیابیطس کے کہلائے جانے والے بہت سے مریضوں کی تعداد حقیقتاً وقفہ دار بول شکری والوں کی ہوتی ہے اور یہ مریض بغیر کسی علاج معالجہ کے اکثر بہتر ہو جاتے ہیں۔ مناسب کھان پان اور جسمانی محنت میں کمی ہونے پر ایسے مریضوں کو خود ہی آرام آ جایا کرتا ہے۔ صرف ایک نظیر ایسی پائی جاتی ہے کہ جس میں اس نبات کے تازہ رس کے استعمال سے فائدہ ہوا۔ اس کی پانچ خوراکوں کے دینے سے ہی شکر کی مقدار نصف رہ گئی اس کے بعد دوا کا استعمال بند کر دیا گیا لیکن بیماری میں بہتری ہوتی گئی۔ اور گیارہ دن کے بعد مرض برائے نام رہ گیا اس امر کے متعلق خاص جانچ کرنے پر یہ پایا گیا کہ وہ بیمار بالکل ابتدائی حالت میں تھا۔ دوسرے بیمار کے اوپر اسے آزمایا گیا مگر نہ تو اس میں شکر کی مقدار کم ہوئی اور نہ اس کا وزن بڑھا۔ خوراک کی مقدار کم کرنے پر شکر کی مقدار میں بھی فرق ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نبات کا تازہ رس مرض ذیابیطس میں شکر کی مقدار کم کرنے میں فائدہ مند نہیں ہے۔ اس میں پائے جانے والے اجزاء میں کوئی بھی جزو شکر کی مقدار کم نہیں کر سکتا۔

(انڈیجنس ڈرگز آف انڈیا)

کچھ اور بھی

کندوری کے استعمالات کے متعلق مذکورہ بالا سطور میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے ان سے واضح ہے کہ جناب کرنل چوپڑا صاحب اور ان کے رفقاء اسے ذیابیطس میں بالکل غیر موثر قرار دیتے ہیں لیکن تاہم کئی دیگر نامور اور معتبر علماء اسے ذیابیطس کے لیے بطور موثر دوا تجویز کرتے ہیں۔

چنانچہ جب ڈاکٹر بی مکرجی ڈائرکٹر سینٹرل ڈرگ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لکھنؤ جرنل آف سائنٹفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ دہلی کے ماہ اکتوبر ۱۹۵۶ء کے پرچے میں رقمطراز ہیں:۔

جڑوں کی دافع ذیابیطس اوصاف کا مطالعہ کیا جا چکا ہے۔ پانی میں حل ہو

جانے والا جڑوں سے الکحل کے ذریعہ تیار شدہ خلاصہ خرگوشوں میں تجربہ کے لیے پیدا کی گئی۔ عارضی ذیابیطس میں ۵۸ سے ۷۱ دنوں تک استعمال کیا جا چکا ہے۔ جانوروں کی اکثریت میں خون میں شکر طبعی حالت پر یا طبعی حالت کے نزدیک آگئی۔ بول شکری (پیشاب میں عارضی طور پر شکر کا آنا) غائب ہو گئی اور عام ذیابیطسی حالت کی بہت بہتری مشاہدہ میں آئی جس میں بیمار جانوروں کے وزن کا بڑھ جانا بھی شامل ہے۔ بہتری ۲۱ سے ۴۲ دن تک قائم رہی جب کہ علاج بند کر دیا گیا تھا اور اس دوران میں وہ جانور اپنے معائنہ کے اندر رکھے گئے تھے یہ دیکھنے کے لیے کہ کیا انسانی ذیابیطس میں بھی یہ حوصلہ افزا نتائج برآمد ہو سکتے ہیں مطالعہ ابھی جاری ہے۔

مذکورہ صدر سطور سے صریحًا واضح ہے کہ ڈاکٹر بی۔ مکرجی کی رائے کرنل چوپڑا صاحب کی رائے سے بالکل متضاد ہے اور ڈاکٹر بی۔ مکرجی کے تجربات کے بموجب اس کے ذیابیطس کے لیے مفید و موثر ثابت ہونے کی قوی امید کی جھلک ہے۔ کلکتہ کے کئی ہومیوپیتھک ڈاکٹر صاحبان نے بھی اسے ذیابیطس کے لیے نہایت مفید تسلیم کیا ہے اور وہ اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ چنانچہ ذیل سطور سے تمام امر حقیقی بخوبی روشن ہو جائے گا۔

ہومیوپیتھک نقطہ نگاہ سے

جناب ڈاکٹر سرت چندر گھوش ایم۔ ڈی۔ ایم۔ آر۔ ایس۔ ایل (لندن) تحریر فرماتے ہیں:۔

میں ہیل (   ) جیسی تیز فہمی اور سولومون (   ) جیسی عقل مندی تو نہیں رکھتا لیکن میں انتہائی انکساری کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں نے اپنی تمام ادنٰے قابلیت سے اس نئی دوا کو ثابت کرنے کے لیے انتہائی کوشش کی ہے۔ ان جانچ پڑتالوں سے جو نتیجہ اخذ کیا ہے۔ اور کلینکی تصدیقات سے جو تجربہ میں نے حاصل کیا ہے اس سے قطعیت کے ساتھ ثابت ہو گیا ہے اور یہ دعوٰے کرنے کی میری ہمت بڑھائی ہے کہ کندوری ذیابیطس شکری کے واسطے ایک عظیم دوا ثابت ہو گی۔ میں نے اسے ذیابیطس کے کئی مریضوں پر جو کہ میرے

زیر علاج تھے آزمایا اور یہ کہتے ہوئے مجھے اس سے بہت خوشی ہوتی ہے کہ اس دوا کی بدولت وہ تمام مریض قطعاً شفایاب ہو گئے۔ اس میں شکر کو کم کرنے کی طاقت بغیر کسی حجت کے عظیم ہے۔ لیفٹی ننیٹ کرنل رام ناتھ چوپڑا آئی۔ ایم۔ ایس نے اپنی کتاب انڈی جینس ڈرگز آف انڈیا میں ذکر کیا ہے کہ اس دوا کے استعمال کرنے کے بعد جو نمایاں نتائج برآمد ہوتے ہیں وہ غالباً اس وجہ سے ہوتے ہیں کہ اس ملک میں ذیابیطس کے کہلائے جانے والے بہت سے مریضوں کی تعداد حقیقتاً دقیقہ دار بول شکری والوں کی ہوتی ہے اور یہ مریض بغیر کسی علاج کے اکثر بہتر ہو جاتے ہیں۔

پورے بھروسے کے ساتھ میں بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے جن مریضوں کا حوالہ دیا ہے وہ ڈاکٹر چوپڑا کی مقرر کردہ قسم میں شمار نہیں ہوتے اور وہ تمام ذیابیطس کے حقیقی خالص اور سادہ مریض تھے۔ یہ تمام مریض شفایاب ہو گئے تھے اور ان کے پیشاب میں چار یا پانچ سالوں کے بعد تک بھی شکر نمودار نہ ہوئی تھی۔ ان دستیاب ہونے سے کوئی آدمی بھی ذیابیطس کو شفا دینے کے لیے اس دوا کم شفابخش تاثیرات کے متعلق شبہ نہیں کر سکتا۔

(ڈرگز آف ہندوستان)



کنگھی

مختلف نام۔ سنسکرت میں اَتی بلا۔ رشیہ پروکتا کنکتیکا وغیرہ۔ ہندی میں کنگھی۔ کنگ ہی۔ کنگھی۔ اردو میں کنگھی۔ بنگالی میں پیٹاری۔ گجراتی میں کھپاٹ۔ ڈابلی کانسکی۔ مرہٹی میں مُدرا۔ سندھی میں پٹ تر۔ فارسی میں درخت شانہ۔ عربی میں مشط الغول۔ انگریزی میں انڈین میلو ( )اور لاطینی میں اے بیوٹی لون انڈیکم ( ) اور اے بیوٹی لون ایشیائی کم ( ) کہتے ہیں۔

تاریخ۔ یہ ان آیورویدک دواؤں میں سے ہے جن کا ویدوں کو نہایت قدیم زمانہ سے علم ہے۔ چنانچہ چرک اور سشرت جیسی نہایت قدیمی آیورویدک کتب میں اس کا بیان ملتا ہے۔ اور طب آیورویدک میں بکثرت مستعمل ہے۔ یونانی اطباء بھی اس کو استعمال کرتے ہیں لیکن بہت کم۔

جائے پیدائش۔ یہ پودا موسم برسات میں ہندوستان بھر میں تقریباً ہر جگہ خصوصاً گرم اور خشک علاقوں میں کھیتوں اور باغات میں خودرو اگا ہوا بکثرت ملتا ہے۔ اتر پردیش میں یہ نہایت کثرت سے عموماً ہر جگہ پیدا ہوتا ہے۔ مشرقی پنجاب اور مغربی پنجاب (پاکستان) میں بھی ملتا ہے لیکن کم۔ لنکا میں بھی اس کی پیداوار ہوتی ہے۔

نباتی توضیح۔ کنگھی کا پودا عموماً چار سے آٹھ فٹ تک بلند ہوتا ہے۔ اس کے تنے سے بہ شاخیں نکل کر ادھر ادھر پھیل جاتی ہیں اور یہ ایک

چھوٹی جھاڑی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس کے پتے گول۔ نوکیلے۔ دندانے دار اور روئیں دار ہوتے ہیں یہ کپاس کے پتوں کے مشابہ ہوتے ہیں مگر ان سے زیادہ چوڑے اور موٹے ہوتے ہیں۔ تمام پتے یکساں قامت کے نہ ہو کر چھوٹے بڑے ہوتے ہیں چند پتے بہت بڑے ہوتے ہیں باقی کم و بیش چھوٹے بڑے۔ پتے پھولا پن لیے ہوئے ہلکے ہرے رنگ کے ہوتے ہیں۔ ڈنڈی (ساق برگ) لمبی ہوتی ہے۔ ماہ اسوج کارتک میں اسے پھول اور پھل لگتے ہیں۔ اور سردیوں میں اس کا پھل پکتا ہے ہر ایک لمبی ڈنڈی پر ایک ایک پھول لگتا ہے۔ پھول زرد رنگ کے اور ۵-۵ پنکھڑیوں والے ہوتے ہیں۔ زر پھول کے وسط میں باریک تار ہوتے ہیں جن کے سروں پر ننھے دانے لگے ہوتے ہیں۔ پھولوں کے جھڑ جانے پر چکر نما مکٹ کی شکل کے پھل لگتے ہیں جن میں کھڑی ہوئی پھانکیں ہوتی ہیں۔ پھل ایک عجیب شکل کا ہوتا ہے۔ در حقیقت پھل ۱۸-۲۰ چھوٹی چھوٹی کنارے دار پھانکوں کا مجموعہ ہوتا ہے جس سے اس کی شکل کنگھی کے مانند دندانہ دار بن جاتی ہیں اور اسی وجہ سے اس کو کنگھی بوٹی کہتے ہیں۔ خام حالت میں پھل ملائم، سفید روئیں دار اور زردی مائل ہرے رنگ کے ہوتے ہیں۔ لیکن پک جانے پر سیاہی مائل اور چکنے ہو جاتے ہیں۔ پھل کے پک جانے پر ہر ایک پھانک سے کئی کئی سیاہی مائل بھورے رنگ کے بیج نکلتے ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے اور چپٹے ہوتے ہیں۔ ان کا سرا باریک ہوتا ہے۔ ان بیجوں میں سے بہت لعاب نکلتا ہے۔

جناب حکیم شریف خان نے تالیف شریفی میں لکھا ہے کہ کنگھی کا پھول گاؤزبان کے پھول کی طرح نیلا ہوتا ہے مگر اس سے چھوٹا مائل بہ سرخی ہوتا ہے۔ اس کا پھل فواده کے سر کی طرح قبہ نما ہوتا ہے، اس کی ستره (۱۸) اٹھارہ باریک اور آپس میں ملی ہوئی پھانکیں ہوتی ہیں جن کے درمیان نشیب و فراز پایا جاتا ہے۔ ان میں سیاہ رنگ کے بیج ہوتے ہیں۔

غور طلب امر یہ ہے کہ کنگھی کا پھول زرد ہوتا ہے نہ کہ نیلا۔ آج تک نیلے پھول والی کنگھی بالکل دیکھنے میں نہیں آئی اور نہ کسی دیگر کتاب میں پڑھنے میں آیا ہے۔

نوٹ:۔ کنگھی کی ایک چھوٹی قسم بھی ہوتی ہے جو زمین پر بچھی ہوتی ہے۔ اس کے تمام اجزا پہلی قسم کی طرح مگر اس سے چھوٹے ہوتے ہیں۔

نباتی فصیلہ۔ یہ فصیلہ کپاس یعنی نیچرل آرڈر مال وے سی (
) میں داخل ہے۔

کیمیائی تجزیہ۔ کنگھی کے پتوں میں ایک چپچپا مادہ (لعاب) ٹے نن (قابض جوہر) تامیاتی ترشہ اور خفیف سی مقدار میں ایس پے رے گن (
) پایا جاتا ہے۔ اس کی خاکستر میں القلی۔ سلفیٹس۔ کلورائڈز۔ میگنیشم۔ فاسفیٹ اور کیلسیم کاربونیٹ موجود ہوتے ہیں۔ اس کی جڑوں میں بھی ایس پے رے گن جزو پایا جاتا ہے۔ (انڈین میٹیریا میڈیکا)

اجزائے مستعملہ۔ جڑ۔ چھال۔ پتے اور بیج عموماً پنچانگ ہی کام میں لایا جاتا ہے۔ اگرچہ ویدصاحبان کے ہاں پوست بیخ کو دیگر تمام اجزا پر ترجیح دی جاتی ہے۔

افعال و خواص بروئے طب ویدک

تینوں[1] قسم کی بلا وات اور پت کو دافع ہے۔ قابض۔ مقوی اور مولد منی ہے۔
(دھنونتری نگھنٹو)

کنگھی تلخ اور چرپری ہے۔ سودا (وات) کرمہائے شکم۔ جلن۔ پیاس زہر اور قے کو دافع ہے۔ زیادتی پسینہ کو دور کرتی ہے۔
(راج نگھنٹو)

کنگھی سرد اور شیریں ہے۔ چاروں اقسام کی بلا سرد شیریں اور مقوی ہے چہرہ پر چمک دمک لاتی ہے۔ چکنی اور قابض ہے۔ وات پت۔ رکت پت۔ (جریان خون) فساد خون اور دق کو دافع ہے۔ (بھاو پرکاش نگھنٹو)

---

[1] آیورویدشاستر میں عموماً بلا کی تین اقسام ہیں۔ بلا (کھرینٹی)۔ اتی بلا (کنگھی) اور ناگ بلا۔

قوت عطا کرتی ہے۔ چہرہ پر چمک دمک پیدا کرتی ہے چکنی وقابض ہے۔ داست رکت (فساد خون) رکت پت (جریان خون) اور پھیپھڑوں کے زخموں کو دافع ہے۔

(مدن پال نگھنٹو)

کنگھی شیریں اور ترش ہے۔ سود مند ہے۔ تینوں دوشوں (خلطوں) کو دافع ہے۔ عقلمندی سے طریقہ کے ساتھ استعمال کرنے سے بنجاس اور جلن کو دور کرتی ہے۔

(گدنگرہ)

خواص و فوائد بروئے طب یونانی

کنگھی سینے کی بیماریوں۔ بواسیر، درموں کو اور تپ کو مفید ہے۔ پیشاب کھول کر لاتی ہے۔ مثانے اور پیشاب کی راہوں کے زخموں کو نافع ہے۔ اس کے بیج مقوی باہ ہیں۔ قبض پیدا کرتے ہیں۔ اس کے پتے کمر کے درد اور اکثر اعضاء کے درد کو مفید ہیں۔ اس کے جوشاندے سے کلی کرنے سے دانتوں کا درد دفع ہوتا ہے۔ اس کا بینا ریاح غلیظ کو تحلیل کرتا ہے۔ سدہ کھولتا ہے۔ امراض صفراوی کو نافع ہے۔ کچا پھل اس کا ریاح پیدا کرتا ہے۔ پکا پھل سرسام کو دور کرتا ہے سات تولہ کے قریب اس کے پتوں کا رس پینا باولے کتے کے کاٹنے کے واسطے مجرب ہے۔ اس کی گولیاں بواسیر کو بہت نافع ہیں۔ بادی کو دفع کرتی ہیں۔ ۲۱ عدد کنگھی کے پتے ایک کالی مرچ ان دونوں کو پیس کر سات گولیاں بنائیں۔ ایک گولی صبح پانی کے ساتھ نگلیں۔ اگر دو تولہ اس کی بڑی قسم کے پتے پانی میں پیس کر شیرہ نکال کر اکیس دن تک پئیں تو آتشک کو نفع ہو۔ یہ بیان کتب فارسی کے مطابق ہے۔

(خزائن الادویہ)

طبیعت۔ بڑی قسم گرم وخشک دوسرے درجے میں اور چھوٹی قسم سرد و تر ہے۔ بعض معتدل مائل بہ گرمی و تری کہتے ہیں۔ بعض دونوں قسم کی طبیعت سرد

حاشیہ برصفحہ ۵۶۳۔ بھاؤ پرکاش نگھنٹو میں بلا چار اقسام کی بیان کی گئی ہے۔ بلا آتی بلا۔ ناگ بلا اور مہا بلا۔

بتاتے ہیں۔ (مخزن الادویہ)

افعال ومنافع ۔ مولد منی ۔ مغلظ منی ۔ مزلق ۔ حابس خون اور مدر بول ہے۔

منفعت خاص ۔ اندرونی طور پر اس کا استعمال بطور مولد منی ومغلظ منی نہایت موثر ہے۔ ہر عضو سے خون بہنے کو روکتا ہے۔ عسر البول (پیشاب کا تکلیف سے آنا) کو نافع ہے۔ خارجی طور پر اس کے پتوں کی ٹکیٹس پھوڑے پھنسیوں کے درد و الم کو دور کرتی ہے اور ان کو پکا کر مواد کو باہر نکال دیتی ہے۔

مقدار خوراک ۔ برگ کنگھی چھ ماشہ سے ایک تولہ تک بیخ کنگھی ۳ سے ۶ ماشہ تک پوست بیخ کنگھی و تخم کنگھی دو سے تین ماشہ تک پنچانگ کنگھی ۴ سے ۸ ماشہ تک۔

آیورویدک استعمالات

۱۔ سشرت سنگھتا کے چکتسا استھان (باب العلاج) کے ادھیائے ۲۷ میں کنگھی کی جڑ کی چھال کو نیم گرم پانی کے ہمراہ استعمال کرنے سے رسائن کے فوائد ہونے کو بتلائے ہیں۔

۲۔ کنگھی کی جڑ کی چھال کا جوشاندہ پینے سے تمام اقسام کو موتر کرچھ (عسرالبول) دور ہو جاتا ہے۔ (چکردت)

۳۔ پوست بیخ کنگھی کے سفوف کو چینی اور شہد کے ہمراہ جریان الرحم میں دیں (بھاو پرکاش)

۴۔ کنگھی کو دودھ اور مصری کے ہمراہ استعمال کرنے سے پرمیہہ دور ہوتا ہے۔ (بھاو پرکاش)

دیگر استعمالات

(مختلف ڈاکٹروں کے قلم سے)

۱۔ جناب ڈاکٹر آر۔ این۔ کھوری صاحب میٹریا میڈیکا آف انڈیا میں تحریر

فرماتے ہیں :-

بیج مزلق ہیں۔ چھال مُدر بول اور مُبرد (ٹھنڈک پہنچانے والی) ہے۔ سوزاک اور تقطیر البول (پیشاب کا قطرہ قطرہ آنا) میں مستعمل ہے۔

۲- جناب ڈاکٹر کے۔ ایم نادکرنی صاحب انڈین میٹریا میڈیکا میں رقمطراز ہیں :-

کنگھی مُزلق۔ مُبہی۔ قبض کشا۔ مُدر بول اور مُسکّن ہے۔

کنگھی کے پتوں یا جڑوں کا خیسانده بخاروں میں مبرد یعنی ٹھنڈک پہنچانے والی دوا کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ پتوں کا جوشانده درد دنداں اور مسوڑھوں کے پلپلے پن کے مریضوں میں کُلیاں (منہ میں بار بار پانی بھر کر گلنا) کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے نیز سوزاک اور ورم مثانہ میں بھی مستعمل ہے۔ پھوڑے پھنسیوں اور قروح (زخموں) پر پھولوں اور پتوں کا مقامی ضماد کیا جاتا ہے۔ پتوں میں کچھ چپچپا (لعاب دار) مادہ ہوتا ہے جو انہیں گرم پانی میں ڈالنے سے نکل آتا ہے۔ یہ مادہ مسکن ہوتا ہے اس لیے ان پتوں کا جوشانده درد و الم کے مقاموں پر بطور رسینک استعمال کرنا مفید ہے۔

پتوں کا رس اور گھی ہر ایک ایک تولہ لے کر اسہال زبلی و صفراوی میں دیا جاتا ہے۔ بیجوں کا جوشانده بواسیر میں استعمال کیا جاتا ہے۔ نیز کھانسی کے علاج میں بھی مستعمل ہے۔ یہ سوزاک قرصہ (سوزاک کہنہ) اور مزمن التہاب مثانہ میں قطعًا مفید بیان کیا جاتا ہے۔ بیج کوئلے پر ڈال کر جلائے جاتے ہیں اور ان کی دھونی ایسے بچوں کی مقعد کو دی جاتی ہے جو چرنوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ چھال اور جڑ بطور مدر بول قابل قدر ہے۔ جڑ کا خیسانده تقطیر البول (قطرہ قطرہ پیشاب آنا) اور بول الدم (پیشاب میں خون آنا) کی تسکین کے لیے استعمال کیا جاتا ہے یہ جذام میں بھی مفید بیان کیا جاتا ہے۔

۳- شریمان ڈاکٹر وامن گنیش دیسائی اوشدھی سنگرہ (مرہٹی) میں رقمطراز ہیں :-

چھال مدر بول۔ پتے مزلق۔ تخم مزلق۔ مقوی اور قبض کشا ہیں۔ بیج مدر بول

اور دافع کھانسی ہے۔ سوزاک۔ عسرالبول۔ بول الدم اور التہاب مثانہ میں پتوں اور جڑ کا جوشاندہ دیتے ہیں۔ نامردی میں بیج دیتے ہیں۔

خاص استعمالات

۱۔ کنگھی کا استعمال خام کشتہ کی مضرتوں کو رفع کرنے کے لیے نفع مند ہے۔ چنانچہ حکیم عبدالقادر مرحوم سابق افسرالاطباء بھوپال نے اپنے ایک تجربہ کے دوران میں لکھا ہے کہ ایک شخص کو شکایت تھی جسے ڈاکٹر آتشک بتلاتے تھے۔ کسی معالج نے اسے حب رسکپور کھلائیں۔ جس سے اس کی حالت خراب ہو گئی اور اس کی شفایابی کی تمام امیدیں ختم ہو گئیں۔ حرارت، سوزش، زخم اور چہرے کی سرخی بہت بڑھ گئی۔ نیز بے خوابی کی شکایت ہو گئی۔ اسے کنگھی بوٹی نزد گل بمقدار ایک تولہ پیس کر استعمال کرائی گئی۔ اور آب سرد کا آبزن کرایا گیا۔ سات آٹھ روز میں اس کی تمام شکایت رفع ہو گئیں۔ اگرچہ ڈاکٹر مریض کو آتشک بتاتے تھے۔ لیکن دراصل یہ تمام علامات رسکپور کا نتیجہ تھیں۔

کنگھی بوٹی خام کشتوں کو بدن سے خارج کرنے کے لیے خاص مجربات میں سے ہے۔ چنانچہ صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے خام کشتہ استعمال کر لیا تھا جس سے اس کے خون میں جوش پیدا ہو گیا۔ اس کے کان اور چہرہ بے حد سرخ تھے۔ اسے کنگھی بوٹی کا شیرہ استعمال کرایا گیا۔ چنانچہ تین چار روز میں اسے کلی شفا ہو گئی۔ (الطبیب لاہور بابتہ ماہ نومبر ۱۹۴۹ء)

۲۔ شریمان وید یوگیشوریال دیکھشت مصنفہ بن اوشدھی گنتڑام ورش (مرہٹی) میں لکھتے ہیں:۔

کنگھی کی ملائم پتیوں کو باریک پیس کر ٹکیہ بنا کر پھوڑے پر رکھنا چاہیے اور اس پر کپڑے کی تہہ رکھ کر اس پر ٹھنڈا پانی ڈالتے رہنا چاہیے۔ اس کے استعمال سے گانٹھ میں ہونے والی جلن اور جھپکا بند ہو جاتا ہے اور گانٹھ جلد پک کر پھوٹ جاتی ہے۔

۳۔ بھگو لو بھیلو۔ سوکھا یا مسان: بچوں کا ایک نہایت منحوس مرض ہے کہ جس سے

بچے دن بہ دن سوکھتے جاتے ہیں اور آخر ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جاتے ہیں۔ ایسے بچوں کے لیے یہ عجیب و غریب دوا نہایت مفید ثابت ہوئی ہے۔

ایک پان کے بیڑے (کتھہ چونا وغیرہ لگا ہوا پان) کے ہمراہ کنگھی بوٹی کے تین چار پتوں کو منہ میں رکھ کر چبانا شروع کریں اور پیک بچے کی کمر پر ڈالتے جائیں۔ اور ہاتھ سے اچھی طرح ملتے جائیں۔ اس طرح دو چار مرتبہ پیک ڈال کر خوب ملنے کے بعد پاس رکھے ہوئے پانی سے جلد دھو کر دیکھیں گے تو باریک باریک سفید رنگ کے کرم جلد سے نمودار ہوتے ہوئے نظر آئیں گے۔ ان کو توڑ کر چن کر نکال لیں۔ اس طرح تین روز تک یہی عمل کریں۔ عموماً تین دن کے اندر یہ تمام کرم نکل جاتے ہیں۔ تاہم چوتھے دن بھی تسلی کے لیے یہ عمل کر کے دیکھ لینا چاہیے اگر کرم نہ نکلیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ بچے کو سوکھا یا مسان کی بیماری نہیں ہے۔ ان کرموں کے نکل جانے کے بعد بچہ دن بدن اچھی طرح تر و تازہ ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس دوا کے استعمال کے بعد بالٹی خوش آنتک وٹی اور بال ارک رس کا استعمال سونے پر سہاگہ کا کام دیتا ہے۔

کنگھی کے پتے چاہے تازہ ہوں اور چاہے خشک اس میں کوئی بندش نہیں ہے۔ پان کے بیڑے کے چباتے کا عمل ماں باپ یا کوئی بھی دوسرا بشر کر سکتا ہے۔

امرت دھارا فارمیسی دہرہ دون کی جانب سے یہی دوا پھولو پھیلو کے نام سے مشتہر کی جاتی ہے۔ ان کے ہاں سے کنگھی بوٹی کے خشک پتوں کا ایک تولہ سفوف کاغذ کی پڑیا میں لپیٹ کر بھیجا جاتا ہے۔ ایک تولہ سفوف کی چار خوراکیں بنا کر چار یوم میں استعمال کی جاتی ہیں۔ یعنی ایک دن کے بیڑے کے اندر تین ماشہ سفوف (پڑیا کا چوتھائی حصہ) ڈال کر چبایا جاتا ہے۔

(طبی جواہرات)

۴۔ بچوں کا مرض سوکھا۔ اتی بلا (کنگھی) کی تازہ پتیوں کو پتھر پر پیس کر

لے ہر دو کے نسخہ جات کے لیے طبی جواہرات ملاحظہ فرمائیں۔

روپیہ کی شکل کی ایک گول ٹکیہ بنالو۔ پھر اس کے برابر گڑ کی ایک ٹکلی بنالو۔ باندھنے کے لیے ایک صاف پاک کپڑے کی پٹی تیار کر لو۔

ترکیب استعمال۔ جس بچہ کو مرض سوکھا ہو اس کے تالو (وہ حصہ جو کھوپڑی میں پلپلا ہوتا ہے) پر اول گڑ کی ٹکیہ رکھو اور گڑ کی ٹکیہ پر آتی بلا کی ٹکیہ رکھو۔ اس پر صاف کاغذ یا روئی کا پھویا رکھ کر پٹی باندھ دو۔ تاکہ وہ ادھر ادھر سرکنے نہ پائے۔ یہ دوا رات کو باندھنی چاہیے۔ تاکہ بچہ اسے نکال نہ سکے۔

صبح آپ دیکھیں گے کہ گڑ غائب ہے اور آتی بلا کی ٹکیہ موجود ہے۔ جب تک گڑ غائب ہوتا رہے تب تک روزانہ باندھتے ہی جائیں۔ جب گڑ ایک دو دن رہنے لگے تب دوا کا استعمال بند کر دیں۔ بچہ تندرست ہو کر خوب توانا ہو جائے گا۔ اگر شروع میں ایک دو دن دوا باندھنے پر گڑ باقی رہے تو سمجھ لو کہ مرض سوکھا نہیں ہے۔ اس جیسا کوئی دوسرا مرض ہے۔

جب آپ مذکورہ صدر دوا استعمال کریں تب بچہ کو صبح کے وقت دھوپ میں لٹا کر اس کے تمام جسم پر کاڈلور آئل (مچھلی کا تیل) کی آہستہ آہستہ مالش کیا کریں تو بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ یہ نسخہ ۹۵ فیصدی کامیاب ہے۔

(دھنونتری گپت سدھ پریوگ انک)

۵۔ خونی بواسیر:۔ یہ ٹوٹکہ بواسیر کے خون کو بند کرنے کے لیے نہایت مفید و مجرب ہے۔ یہاں کی ایک مشہور فرم کے ہاں یہ دوا روزانہ تیار کر کے ضرورت مندوں کو بطور دان مفت دی جاتی ہے۔ کسی سادھو نے ان کو یہ نسخہ بتایا تھا۔ وہ لوگ روزانہ دوا تیار کر کے مفت بانٹنے کی زحمت تو بخوشی اٹھاتے ہیں۔ لیکن نسخہ بالکل کسی کو نہیں بتلاتے بہت جدوجہد کے بعد یہ نسخہ معلوم ہو پایا ہے۔ جو ہدیہ ناظرین ہے۔

کنگھی بوٹی کے سات آٹھ عدد سبز پتوں اور کالی مرچ سات آٹھ عدد

کو ایک پاؤ پانی کے ہمراہ سردائی کی طرح میں گھوٹ کر مصری ملا کر صبح پلائیں۔ اگر بہت زیادہ تکلیف ہو تو شام کو بھی اسی طرح پلا سکتے ہیں۔ دو تین روز تک کے استعمال سے ہی بواسیر کا خون آنا بالکل بند ہو جاتا ہے۔ نہایت لاچار مریض اس سے شفایاب ہوتے دیکھے گئے ہیں۔ دوا کم از کم ایک ہفتہ ضرور استعمال کرنی چاہیے۔



گڑمار

مختلف نام۔ سنسکرت[1] میں مدھوناشنی[2]۔ مدھوگھنی۔ مدھوہنتا۔ ہندی میں گڑمار۔ بنگالی میں چھوٹی دودھی لتا۔ گرمار۔ مرہٹی اور گجراتی میں کاولی۔ تامل میں شرفہ کرنج۔ تیلگو میں پوڈاپترت اور لاطینی میں جم نے ماسل ویسٹرا نام سے موسوم ہے۔

وجہ تسمیہ۔ اس بوٹی کے پتوں کو چبا لینے کے بعد چینی، مصری اور گڑ وغیرہ کوئی بھی شیریں چیز استعمال کی جائے تو اس کا میٹھا ذائقہ قطعاً محسوس نہیں ہوتا بلکہ وہ میٹھی چیز مٹی کی طرح معلوم پڑتی ہے یعنی یہ اس کے میٹھے ذائقے کو زائل

۱؎ لیفٹی نینٹ ڈاکٹر کیرتی کر اور میجر۔ بی۔ ڈی۔ بسو۔ ڈاکٹر آر۔ این۔ کھوری۔ ڈاکٹر کے۔ ایم۔ نادکرنی۔ ڈاکٹر وامن گنیش دیسائی۔ ڈاکٹر کے۔ ایم۔ جھیسکیا اور کرنل آر۔ این چوپڑا وغیرہ نے اپنی تصانیف میں جم نیما سلویسٹر کا سنسکرت نام میش شرنگی اور عموماً ہندی نام گڑمار لکھا ہے۔ حالانکہ درحقیقت میش شرنگی اور گڑمار بالکل دو الگ الگ بوٹیاں ہیں۔ میش شرنگی تو مینڈھا سنگی کا سنسکرت نام ہے اس لیے گڑمار کا سنسکرت نام میش شرنگی رکھنا ایک عظیم غلطی ہے کہ جس سے ہر دو بوٹیوں کے ایک ہوتے میں زبردست مغالطہ لگتا ہے۔

۲؎ چونکہ یہ بوٹی مدھو (مٹھاس) کو زائل کر دیتی ہے۔ اس لیے سنسکرت میں اس کے مدھوناشنی وغیرہ نام حال میں اختراع کیے گئے ہیں۔

کر دیتی ہے ۔ اس لیے یہ گڑمار نام سے موسوم کی گئی ہے ۔

ڈاکٹر کے۔ایم۔ ہیسکر صاحب انڈین میڈیکل ریسرچ میمائر نمبر ۱۶ میں رقمطراز ہیں:۔

تقریباً ایک سو سال پیشتر ایچ۔ ورتھ ( ) نے منکشف کیا کہ جم نیما سلویسٹر (گڑمار) کے چند پتوں کے چبانے پر شیریں اشیاء کے ذائقہ کے محسوس کرنے کی طاقت چوبیس گھنٹہ کے واسطے مکمل طور پر زائل ہو جاتی ہے۔ پسی ہوئی چینی کا ذائقہ ریت کی مانند ہوتا ہے۔ ڈائی ہوک ( ) اس بیان پر تنقید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اس کے تجربہ میں تازہ پودے کو چباتے کے بعد منہ میں چینی لینے سے اس کا ذائقہ نمکین تھا۔ اور تب بھی شناخت پذیر تھی۔ ہوپر ( ) ۱۸۸۷ء میں بیان کرتا ہے کہ ایک دو پتوں کے چبانے کے بعد یہ غیر مشکوک طور پر ثابت ہو گیا تھا کہ اس کے فوراً بعد چینی کا کوئی ذائقہ نہ تھا۔ دوسروں کے تجربہ میں جو نمکین ذائقہ آیا تھا وہ استعمال کیے گئے پتوں کے ناکافی ہونے کی وجہ سے تھا۔ اس نے مزید براں منکشف کیا کہ پتوں میں تلخ اشیاء کے ذائقہ کو مکمل طور پر دور کرنے کا بیش قیمت وصف بھی پایا جاتا ہے۔ پتوں کی معقول مقدار چبانے کے بعد سلفیٹ آف کونین کا ذائقہ چاک کی مانند معلوم ہوتا ہے۔ اس نے اور دیگر کئی دوستوں نے جنھوں نے تجربات کرنے کی کوشش کی معلوم کیا کہ یہ اثر چوبیس گھنٹے تک قائم نہیں رہتا۔ جیسا کہ ایچ ورتھ نے بیان کیا تھا بلکہ صرف ایک یا دو گھنٹوں کے لیے رہتا ہے۔ ہوپر نے یہ بھی معلوم کیا کہ گڑمار کا نہ تو چرپری یا نمکین اشیاء پر کوئی اثر ہے اور نہ کسیلی اور ترش اشیاء پر۔

تاریخ۔ ڈاکٹر کے۔ایم۔ ہیسکر وغیرہ نے اس کا سنسکرت نام میش شرنگی قرار دیا ہے۔ اور چونکہ میش شرنگی کا بیان سشرت وغیرہ آیورویدک گرنتھوں میں مندرج ہے۔ اس لیے انھوں نے تحریر فرمایا ہے کہ سشرت وغیرہ میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ در حقیقت کسی بھی آیورویدک گرنتھ میں گڑمار کا بالکل کوئی ذکر نہیں ملتا۔ طب یونانی کی کتب میں بھی اس کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ البتہ یہ بالکل

ہندی دوا ہے اور ذیابیطس کے دفعیہ کے لیے مدت مدیدہ سے اسے خاص ناموری حاصل ہے۔ چنانچہ ویدوں اور حکیموں کے ہاں اس غرض کے لیے بکثرت مستعمل ہے۔ اسی شہرت کی وجہ سے متاثر ہو کر طب مغربی کے معالجین نے بھی اس کے متعلق تحقیقات کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ چنانچہ ڈاکٹر کے۔ ایم مھیکر اور کرنل آر۔ این۔ چوپڑا وغیرہ نے اس کے متعلق کافی تحقیقات کی ہے جو ہدیہ ناظرین کر دی گئی ہے۔ ہومیوپیتھک ڈاکٹر صاحبان بھی اسے استعمال کرتے ہیں۔

جائے پیدائش ۔ یہ بوٹی گوالیار، بھوپال وغیرہ (مدھیہ پردیش) شاہ آباد گیا اور پلاموں وغیرہ صوبہ بہار۔ احاطہ بمبئی اور دکھنی بھارت میں بکثرت پیدا ہوتی ہے۔ کوکن سے ٹراونکور تک پائی جاتی ہے۔ بندھیل کھنڈ، میواڑ اور راجپوتانہ میں بھی پیدا ہوتی ہے۔ گوا۔ لنکا اور منطقہ افریقہ میں بھی پائی جاتی ہے۔

نباتی توضیح ۔ یہ ایک دائمی (کئی سالوں تک زندہ رہنے والی) ملائم، روئیں دار، وسیع طور پر پھیلنے والی بیچاں چوبی بیل ہے۔ اس کا تنا عموماً گول۔ موٹا۔ اور مضبوط ہوتا ہے۔ اس کی پتلی پتلی شاخیں کثرت سے ہوتی ہیں۔ گلو کی مانند اس کی بیل اونچے اونچے درختوں کی چوٹیوں تک پہنچ جاتی ہے اور بڑے بڑے درختوں کو اپنی شاخوں اور پتوں سے ڈھک لیتی ہے۔ چھوٹی ٹہنیاں اور نئے حصے گہرے زرد۔ مخمل دار (کمبل کی طرح کے روئیں دار) یا ملائم روئیں دار ہوتے ہیں۔ پتے مقابل آتے ہیں جو $1\frac{1}{2}$ سے ۲ ۔ انچ تک لمبے کبھی کبھی ۳ ۔ انچ تک لمبے اور $\frac{1}{2}$ سے ۱ انچ تک چوڑے بیضہ نما ہوتے ہیں۔ سر مختصراً نوک دار ہوتا ہے۔ پیندا گول ہوتا ہے۔ نیلے پتلے اور دونوں اطراف سے کم و بیش روئیں دار ہوتے ہیں۔ پتوں کی بالائی سطح گہرے ہرے رنگ کی اور چمکدار ہوتی ہے نچلی سطح پھیکے ہرے رنگ کی ہوتی ہے۔ رگیں خصوصاً نچلی سطح پر ہوتی ہیں۔ بغلی رگوں کے تین چار جوڑے ہوتے ہیں۔ کنارہ سالم ہوتا ہے۔ ڈنٹھل $\frac{1}{4}$ سے $\frac{1}{2}$ انچ تک لمبا اور گھنا روئیں دار ہوتا ہے۔

چھوٹے چھوٹے زرد رنگ کے ڈنڈی دار پھول شاخ گل پر چھتر کی صورت میں آتے ہیں۔ شاخ گل گھنی روئیں دار ہوتی ہے اور ڈنٹھلوں سے چھوٹی ہوتی ہے

ڈنڈیاں ½ سے ½ انچ تک لمبی نازک اور روئیں دار ہوتی ہیں۔ اسے دو دو پھلیاں ایک ساتھ لگتی ہیں جو ۲½ سے ۳۔ انچ موٹی ہوتی ہیں۔ یہ سخت سنائی بے مو اور بتدریج نوکیلی ہوتی جاتی ہیں۔ ان کو توڑنے سے سفید چیپ دار رطوبت نکلتی ہے اور ان کے اندر سے مدار کی پھلی کے مانند نہایت سفید چمک دار ملائم روئی کے گچھے برآمد ہوتے ہیں۔ ہر پھلی میں پیندے کی جانب ایک قطار کے اندر بیضہ نما تخم ہوتے ہیں۔ جن کا پیندا سری اور سرا نوک دار ہوتا ہے۔ یہ تقریباً ½ انچ لمبے پچپٹے۔ پتلے۔ ملائم اور خاکی رنگ کے ہوتے ہیں اور ان کے لمبائی کے رُخ کے دونوں کنارے اونچے اُٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔

گرمار کی جڑ چھوٹی انگلی کے برابر موٹی۔ کچھ کچھ سفید سارپوا کی جڑ سے ملتی جلتی ہوتی ہے۔ اس کا چوبی حصہ سخت ہوتا ہے۔ تازہ جڑوں کا چھلکا سرخی مائل بھورے رنگ کا اور ملائم ہوتا ہے اور اس پر طولانی سمت کی دراڑیں ہوتی ہیں۔ خشک ہونے پر چھال پتلی ہو کر پھٹ جاتی ہے اور چوبی حصہ سے بآسانی الگ کی جا سکتی ہے۔ یہ ذائقہ میں پتوں کی مانند قدرے نمکین اور چرپری ہوتی ہے۔

پھول عموماً ماہ اپریل میں آنے شروع ہوتے ہیں اور ماہ اگست تک آتے رہتے ہیں۔ جب پھول آنے بند ہوتے ہیں تو اس کے فوراً بعد پھلیاں نکل آتی ہیں جو ماہ اکتوبر سے نومبر تک مکمل قد کی ہو جاتی ہیں۔

نباتی فصیلہ۔ یہ فصیلہ مدار یعنی نیچرل آرڈر ایس کلے پیئے ڈیسی ( ) میں داخل ہے۔

کیمیائی تجزیہ۔ ہُوپر نے ۱۸۸۷ء میں اس کے پتوں کا اول یا نظام امتحان کیا اس نے دو رالیں علیحدہ کیں۔ رال جو الکوحل میں غیر تحلیل پذیر ہے۔ زیادہ تناسب میں پائی جاتی ہے اور رال جو الکوحل میں تحلیل پذیر ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس سے گلے میں جھنجھناہٹ پیدا کرنے والی حس رہ جاتی ہے۔ اس میں کوئی ٹے نین نہ تھا۔ اس نے ایک نامیاتی تُرشہ بھی الگ کیا تھا کہ جسے گلیو کو سائڈ تبلایا گیا ہے اور جو دافع سکرین وصف رکھتا ہے۔ یہ بطور جم نیمک ایسڈ ( ) موسوم کیا گیا تھا اور اسے $C_{32}H_{55}O_{12}$

کا فارمولا دیا گیا تھا۔ یہ ۶ فیصدی مقدار میں پایا گیا تھا۔ ایک نیا تلخ جزو، کچھ ٹارٹرک ایسڈ اور کیلسیم آکسے لیٹ بھی علیحدہ کیے گئے تھے۔

پاور ( ) اور ٹیوٹن ( ) نے ۱۹۰۴ء میں دوبارہ اس موضوع پر غور کیا اور پتوں کی مکمل طور پر تحقیق کی۔ انھوں نے ہنٹیریا کان ٹین ( ) کورسی ٹال ( ) اور جم نمک ایسڈ علیحدہ کیے۔ جم نیمک ایسڈ کو صاف کر کے اس کا تجزیہ کیا گیا۔ ظاہر ہوا کہ اس میں کوئی دافع سکرین اوصاف نہیں پائے جاتے اور گلیوکوسائڈ بھی نہ تھا۔

پھر پڑا۔ بوس اور رچیڑ نے ۱۹۲۸ء میں پتوں سے مختلف اجزاء الگ کیے۔ جم نیمک ایسڈ علیحدہ کیا اور تاثیرات و کلینکی آزمائشوں کے لیے ایسڈ کا سوڈیم سالٹ تیار کیا۔ انھوں نے کچھ کیمیائی خمیروں (اینزائمز) کو بھی علیحدہ کیا اور ان کے شکر کی مٹھاس کو زائل کرنے کے اوصاف کی آزمائش کی۔

۱۹۳۰ء میں مہیکر اور کیس نے گڑمار کے پتوں کی بالتفصیل کیمیائی جانچ کی۔ ہوا میں سکھائے ہوئے پتوں کو جلانے کے بعد ان میں ۵ء۱۱ فیصدی غیر نامیاتی مادہ پایا گیا جو القلی، فاسفورک ایسڈ، فے رک اکسائڈ اور میگانیز سے مرکب تھا۔ دو ہائیڈرو کاربن ہنٹریا کان ٹین، ہپنٹیٹریا کان ٹین، کلوروفائل اے اور بی، فائی ٹول، ریزنس (رالیں)، ٹارٹرک ایسڈ، انوسٹال، اینتھرا کنی نون مادے اور جم نیمک ایسڈ بھی پایا گیا۔ وہ پتوں میں کوئی پانی یا الکوحل میں تحلیل ہو سکنے والی شے معلوم نہیں کر سکے جو امتحانی نلی میں گلیوکوز کو حل کر سکنے کا وصف رکھتی ہو اور نہ ہی انسولین سے مشابہ کوئی کیمیائی مادہ پایا گیا ہے۔

(انڈی جینس ڈرگز آف انڈیا)

حصہ مستعملہ۔ دوا عموماً گڑمار کے پتے ہی مستعمل ہیں۔ جڑ بھی استعمال ہوتی ہے۔

خواص و فوائد

ذیابیطس[۱]۔ خارشت۔ داد۔ جذام اور کھانسی کو نافع ہے۔ اس کے رس کا سعوط بی لنس کو مفید ہے۔ یہ بات اس کے خواص میں سے ہے کہ جب اس کے پتے کو چابیں پھر شکر، مصری یا گڑ یا کوئی اور شیرینی منہ میں لیں تو ہرگز مٹھاس کا مزہ نہ معلوم ہو۔ کہتے ہیں کہ اس کے تھوڑے سے پتے اس برتن میں ڈال دیں جس میں گڑ پکاتے ہیں تو تمام گڑ کا مزہ پھیکا پڑ جائے۔ شیرینی ذرا باقی نہ رہے۔ اسی لیے گڑمار نام رکھا ہے۔ اگر کسی بدمزہ مسہل یا بدبودار چیز کے قبل اس کو چاب لیں اور پھر وہ بدمزہ چیز پیئیں تو ذرا بدمزگی اس کی معلوم نہ ہو۔ میرے پاس جناب ٹھاکر جگن ناتھ سنگھ جی صاحب حاکم کوہستان میواڑ نے گڑمار کی لکڑی اور پتے بھجوائے تھے۔ جب ان کو تھوڑی مقدار میں چاب کر میٹھی چیز منہ میں لیتے تھے تو اس کی شیرینی بالکل نہیں ملتی تھی اور زیادہ مقدار میں چاب کر لینے سے مٹ جاتی تھی۔ گڑمار کو کالی مرچوں کے ساتھ پیس کر ہیضے کے مریض کو پلانے سے نفع ہوتا ہے۔ اس کی لکڑی کو کوٹ کر سفوف کر کے ایک چوڑے منہ کی بوتل میں بھر کے اوپر کسی قسم کی شراب ڈال دیں۔ اور دو ہفتہ رہنے دیں۔ بعد اس کے بوتل کو الٹا کر کے نتھارا کردہ خیساندہ چھان کر حفاظت سے رکھ لیں۔ اس میں سے بقدر اس کے کہ چار ماشہ سفوف کا خیساندہ ایک خوراک میں آجائے مارگزیدہ سافیون خوردہ اور ہیضے کے مریض کو پلا دیں اور مناسب فاصلے کے بعد اسی طرح دیتے رہیں۔ مرض جاتا رہتا ہے۔ طاعون زدہ کو یہ بوٹی کھلانے سے سوزش زائل ہو جاتی ہے۔ یہ دونوں باتیں مولوی فرخی صاحب کے مکرر تجربے

---

[۱] مرض ذیابیطس کے واسطے یہ بوٹی اکسیر ہے اور ذیابیطس کے مریض کے بدن پر جو سخت قسم کے پھوڑے نکلتے ہیں ان کو بھی فائدہ دیتی ہے ایک مریض کے پیشاب کا وزن تمناسیہ ۱۰۲۰ تھا مگر پندرہ دن اس دوا کے استعمال سے ۱۰۱۳ رہ گیا پھر پندرہ روز دوا کا استعمال ترک کرنے پر ۱۰۱۷ ہو گیا۔ ایک ہفتہ پھر یہ دوا دی گئی تو ۱۰۱۵ ہو گیا اور اسی مقام پر قائم رہا۔ شکر بھی بہت کم ہو گئی۔

میں آچکی ہیں۔ گڑمار کو اگر افیم پر ڈال دو تو بالکل بے کار ہو جائے ۔ اور اس سے جانور کا زہر بھی جسے گیرا یا بکھپرہ کہتے ہیں۔ دفع ہو جاتا ہے۔

(خزائن الادویہ)

طبیعت۔ گرم و خشک دوسرے درجے میں۔ (خزائن الادویہ)

منفعت خاص۔ ذیابیطس شکری کے لیے خصوصاً مفید قرار دی جاتی ہے۔

مقدار خوراک۔ خشک برگ گڑمار کا سفوف بقدر چار چار ماشہ کی مقدار میں دن میں تین مرتبہ دیا جاتا ہے۔ یعنی دن بھر میں مجموعی طور پر ایک تولہ۔

تاثیرات عضو یاتی

گڑمار بوٹی سے علیحدہ کیے گئے این زائمز (کیمیائی خمیروں) کے اثر کی گنا کی شکر اور گلیوکوز (شکر انگوری) دونوں پر امتحانی نلی میں جانچ کی گئی تھی۔ شکر کے محلول ایک معین طاقت کے بنائے گئے تھے۔ اور پھر گڑمار کے سفوف، پتوں اور پتوں سے علیحدہ کیے ہوئے این زائمز کے ساتھ ملائے گئے تھے۔ محلول ایک انکوبیٹر( ) میں ۳۷ سینٹی گریڈ پر ۴۸ گھنٹوں کے واسطے رکھ دیے گئے تھے اور یہ دیکھنے کو کہ کیا کوئی تبدیلی لاحق ہوتی ہے۔ باقاعدہ وقفوں کے بعد رائیں قائم کی گئی تھیں۔ ذیل کے نتائج برآمد ہوئے تھے۔

ا۔ تخفیف ہو جانے والا مادہ جو پتوں میں موجود رہتا ہے۔ ۳۷ء۲ فیصدی پایا گیا تھا۔

ب۔ سفوف پتوں کے ساتھ ملے ہوئے گنے کی شکر کے محلول میں تحلیل مائی فعل دو گھنٹوں کے اندر اندر شروع ہو گیا تھا۔ یہی نتیجہ پتوں سے علیحدہ کیے ہوئے این زائمز کے ہمراہ ملائے ہوئے گنے کی شکر کے محلول میں برآمد ہوا۔

ج۔ معلوم ہوا کہ گڑمار کے سفوف پتوں میں ایک ایسی قسم کی چیز ہے جو گلیوکوز (شکر انگوری) کو جلانے کا اور اس کے اوصاف کو تبدیل کرنے کا وصف رکھتی ہے اس نے محلول گلیوکوز کی طاقت کو ۲۹ گھنٹوں میں ۳ء۲ سے ۶۶ء۱ فیصدی تک کم

کر دیا۔ پتوں سے علیحدہ کیے ہوئے اینزائمز میں ایسا کوئی فعل نہیں دیکھا گیا تھا۔

د۔ جم نیمک ایسڈ جب گنا کی شکر یا گلیوکوز کے محلول کے ساتھ ملایا گیا تو معلوم ہوا کہ اس میں نہ تو تحلیل مائی فعل پایا جاتا ہے اور نہ یہ اس کے وصف کو زائل کر سکتا ہے۔

دوا کے خون کی شکر (بلڈ شوگر) پر ہونے والے اثر کی آزمائش خرگوشوں پر کی گئی۔ جو حیوان استعمال کیے گئے تھے وہ بہ احتیاط منتخب کیے گئے تھے۔ وہ تمام وزن میں ۱۷ کلو گرام سے زیادہ تھے اور ہمالیہ کے بھورے اور بلجیم کے خاکی طرز کے خرگوش تھے۔ اوّل بلڈ شوگر کی مقدار کا اندازہ لگایا گیا۔ پھر تحت الجلد پچکاری کے ذریعہ دوا دی گئی۔ انجکشن (پچکاری) کرنے کے دو گھنٹے بعد بلڈ شوگر کا دوبارہ امتحان کیا گیا۔ خالص جم نیمک ایسڈ کے علاوہ بریں ذیل کے اجزا بھی آزمائے گئے اور حیوانوں میں بلڈ شوگر پر جو اثر ہوا وہ درج کر لیا گیا:۔

۱۔ مسفوف پتوں کا آبی خلاصہ

۲۔ الکحلی خلاصہ جس میں ۹۰ فیصدی کا الکحل استعمال کیا گیا۔

۳۔ الکحلی خلاصہ جس میں ۷۰ فیصدی کا الکحل استعمال کیا گیا۔

۴۔ جم نیمک ایسڈ کا سوڈیم سالٹ۔

جن حیوانوں کو یہ اجزا دیے گئے تھے ان میں سے ایک بھی حیوان کے خون میں موجودہ شکر کی مقدار میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ گڑمار کے مختلف مرکبات کے انجکشن کرنے کے بعد بھی ان خرگوشوں میں خون کی شکر کے کم نہ ہونے کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ ان خرگوشوں کے جگر میں گلائیکوجن (حیوانی نشاستہ) کی زیادتی ہو گی جو شکر میں تبدیل ہو کر خون کے شکر کے کم ہونے میں مانع ہوتی ہو گی خوب کھلائے ہوئے ایک حیوان میں یہ ممکن ہو سکتا ہے۔ لیکن اس مغالطہ کو دور کر دیں چونکہ آزمائش سے قبل تجرباتی حیوان بہ احتیاط ۲۴ سے ۲۶ گھنٹے تک بھوکے رکھے گئے تھے۔

مہیسکر اور کیئس (۱۹۳۰) کے مطابق پتے بذریعہ دہن یا انجکشن دینے سے تجرباتی حیوانوں میں ہائپوگلائیسیمیا (خون میں شکر کی کمی) کا موجب ہوئے جو کر جلد

برقرار ہو گیا۔ اس ہائپو گلائی سیمیا کی اس قیاس پر وضاحت کی گئی ہے کہ دوا البلبہ کی تراوش انسولین کی تحریک کے ذریعہ بالواسطہ طور پر کام کرتی ہے۔ چونکہ اس کا مادہ شکر یہ دلنشائیہ کے جزو بدن ہونے پر کوئی براہ راست اثر نہیں ہے۔ یہ محققین اس رائے کے بھی ہیں کہ پتے دل اور نظام دورانِ خون کو محرک کرتے ہیں۔ پیشاب کی تراوش بڑھاتے ہیں اور رحم کو مستعد بناتے ہیں۔

(انڈی جینس ڈرگز آف انڈیا)

گڑمار اور ذیابیطس

ذیابیطس کے دفعیہ کے لیے گڑمار کو خاص ناموری حاصل ہے اور حکماء و وئید صاحبان کے ہاں یہ بکثرت مستعمل ہے۔ وہ اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ چنانچہ اس کی شہرت سے متاثر ہو کر کئی ڈاکٹر صاحبان نے اسے ذیابیطس کے لیے آزمائش کی کسوٹی پر پرکھا ہے۔ ناظرین کی واقفیت کی خاطر ان کے تجربات ذیل میں پیش خدمت ہیں۔

ا۔ ڈاکٹر جھیسکر اور کٹیس صاحب انڈین میڈیکل ریسرچ میمائر نمبر ۱۶ سنہ ۱۹۳۰ء میں کلینیکی آزمائش کے تحت تحریر فرماتے ہیں:۔

...... علاج کے لیے آٹھ مریض آئے۔ ایک مریض میں تین ماہ کے عرصہ میں ہی بلڈ شوگر (خون کی شکر) طبعی حالت پر آ گئی اور یورین شوگر (پیشاب میں شکر) صفر پر نیچے آ گئی اور ایک ماہ اسی طرح رہی جب کہ مریض کو اسے اپنے گھر واپس جانے کی اجازت دے دی گئی۔ تقریباً تین سال گزر چکے ہیں اور ذیابیطس شکری دوبارہ نہیں ہوئی۔ دو دیگر مریضان میں گڑمار کے علاج سے طبعی حالات دو تین ماہ بعد قائم ہو گئے اور دو ہفتے تک برقرار رہے جب کہ مریضوں نے خارج ہونے کے لیے اصرار کیا جو بینائی کھو بیٹھے تھے۔ دو دیگر میں پیشاب میں شکر کی مقدار کم ہو گئی تھی۔ لیکن خوراک میں بے احتیاطی کرتے رہنے سے پھر بڑھ گئی۔ آخری تین مریضوں میں کوئی معمولی بہتری دکھائی دی۔ جن مریضوں میں بہتری دکھائی دی ہم نے مشاہدہ کیا کہ پیاس اور کثرتِ بول کم ہو گئی تھی۔ طبیعت کے بہتر

ہونے کا احساس بڑھ گیا تھا اور ان کا وزن بھی ترقی کر گیا تھا۔ روزانہ ۹۰ گرین یا زیادہ مقدار میں لینے سے بھوک کم ہو جاتی ہے۔ دستگا فہ تنگا تے آنے لگتی ہے۔ اور اسہال نمودار ہو جاتے ہیں۔

لعد ازاں "دوائیہ تاثیرات" کے تحت لکھتے ہیں :۔

وہ آدمی جو گڑمار کے پتوں کو استعمال کرتے رہے ہیں یا کر رہے ہیں اتفاق رائے سے دوا کی تعریف کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے استعمال سے غذا کے واسطے بے حد آرزو مند ہونا۔ پیاس۔ تھکان۔ بے خوابی۔ کثرت بول تمام علامات غائب ہو جاتی ہیں اور طبیعت کے بہتر ہونے کا شدید احساس ہوتا ہے۔ ان میں سے وہ جو طبی معائنہ کے تحت رہے ہیں تصدیق کرتے ہیں کہ دوا ذیابیطس کو روک دیتی ہے یا بند کر دیتی ہے اور طبعی نشائیہ غذاؤں کی پھر اجازت مل جاتی ہے پتے ترجیحاً ایک مرتبہ میں چھ پتے (تقریباً دس گرین یعنی ۵ رتی خشک پتے) پان کے ساتھ دن میں تین مرتبہ لعد از غذا چبائے جاتے ہیں۔

ہمارا کلینکی تجربہ جا ہے یہ محدود ہی ہے، یہ یقین کرنے کے لیے ہماری راہبری کرتا ہے کہ گڑمار بوٹی کے خشک پتے ایک دن میں ۳۰ سے ۶۰ گرین (دو سے چار ماشہ) کی مقدار میں تقسیم شدہ خوراکوں میں تین ماہ یا زیادہ عرصہ میں غذائی طریقہ علاج کی ذمہ داری کے بغیر ہی پیشاب میں شکر آنے کو کم کر دیتے ہیں۔

۲۔ کرنل آر۔ این۔ چوپڑا صاحب انڈی جنس ڈرگز آف انڈیا میں دوائیہ استعمالات کے تحت رقمطراز ہیں :۔

ذیابیطس شکری کے کئی مریضوں پر دوا کی آزمائش یہ دیکھنے کی خاطر کی گئی تھی کہ کیا خون یا پیشاب میں موجودہ شکر کی مقدار میں یہ کوئی کمی کرتی ہے۔ تمام مریض ذیابیطس کے غیر پیچیدہ حالت کے تھے اور ہسپتال میں سخت مشاہدہ کے تحت رکھے گئے تھے ان کو ایک مقررہ خوراک دی جاتی تھی جو سختی سے پابندی کے اندر تھی ۲۴ گھنٹوں میں پیشاب کو جو مجموعی مقدار آتی تھی احتیاط سے اکٹھی کر کے ناپی جاتی تھی اور اس کے ایک حصہ کی شکر کی مقدار کی موجودگی کے واسطے جانچ کی جاتی تھی

خون میں پائی جانے والی شکر کا اندازہ بھی وقتاً فوقتاً روزانہ لگایا جاتا تھا۔ دوا وقات غذا کے وقفہ کے دوران میں کم سے کم پائی جانے والی خون کی شکر کی مقدار بھی ہمیشہ درج کی جاتی تھی۔ مریضوں کا علاج کے دوران میں باقاعدہ وزن کیا جاتا تھا۔

زیر علاج ۶ مریضوں میں سے ۴ کو گڑمار کا عمدہ سفوف ایک ڈرام (چار ماشہ) کی مقدار میں دن میں تین مرتبہ دیا گیا تھا۔ اس طرح ایک دن بھر میں پتوں کا سفوف ۱۸۰ گرین (ایک تولہ) مجموعی طور پر دیا جاتا تھا۔ اس دوا نے خون کی شکر یا روزانہ مجموعی طور پر آنے والی پیشاب کی شکر کے کم کرنے کے لیے کوئی قابل قدر اثر نہیں کیا۔ علاج کے خاتمہ پر کچھ مریضوں میں شکر کے مجموعی اخراج میں خفیف سی کمی ہوئی لیکن ایسا فرق تو صرف پابندی خوراک کی وجہ سے بھی خیال کیا جا سکتا ہے خون کی شکر میں خفیف سا فرق بھی ویسے ہی خیال کیا جا سکتا ہے۔ انسولین کے استعمال سے ان تمام مریضوں کے شکر جانے سے خلاصی مل گئی۔ بہر حال یہ معلومات ۱۹۳۰ء میں کی ہوئی ہیپکر اور کیس کی معلومات کے موافقت میں نہیں ہیں جن کی رائے ہے کہ گڑمار بوٹی کے خشک پتے روزانہ ۳۰ سے ۶۰ گرین (دو سے چار ماشہ) کی مقدار دن میں عرصہ تین ماہ تک یا زیادہ عرصہ تک کھلانے سے پیشاب میں شکر آنی کم ہو سکتی ہے۔ مقررہ غذا کے طریقہ علاج کا اس میں کوئی اثر نہیں ہے۔ بہر حال اس کے متعلق کوئی قطعی رائے دینا بہت قبل از وقت ہے۔ دوا کے حقیقی دافع ذیابیطس وصف کے متعلق اندازہ لگانے کے لیے مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔

ہومیوپیتھک نقطہ خیال

اطباء اور وید تو اس امر کے قطعی قائل ہیں کہ گڑمار ذیابیطس کے لیے نہایت مفید و موثر ہے۔ علاوہ بریں ڈاکٹر ہیپکر اور کیس نے بھی اسے ذیابیطس کے لیے مفید قرار دیا ہے۔ البتہ ڈاکٹر چوپڑا صاحب ابھی تذبذب میں ہیں۔ ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کے تجربہ میں بھی یہ بوٹی ذیابیطس کے لیے اکسیر ثابت ہوئی ہے۔ چنانچہ اس کا اندازہ ذیل کے خطوط کتابت کے تراجم سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے جو کلکتہ

کے مشہور ہومیوپیتھک ڈاکٹر جناب سرت چندر گھوش۔ ایم۔ڈی۔ ایم۔ آر۔ ایس (لندن) نے اپنی تصنیف شدہ کتاب "ڈرگز آف ہندوستان" میں مندرج فرمائی ہے۔

ڈاکٹر گوبند رام شرما راولپنڈی کا خط ڈاکٹر سرت چندر گھوش کے نام۔

ڈیر ڈاکٹر گھوش!

میں آپ کو گڑمار کے متعلق آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ایک پودا ہے جو کاشمیر سے صدہا میل دور ہمالیہ کی بلند چوٹیوں پر پیدا ہوتا ہے۔ گڑمار حالت طبیعی سے لے کر پوٹینسیوں تک کی صورت میں ذیابیطس شکری کی تقریباً خاص دوا ہے۔ یہ اس ہیبت ناک مرض چاہے نیا ہو یا دیرینہ کی جملہ اقسام علامات پر حاوی ہے۔ آپ کو اس کی تصدیقی علامات کے متعلق پریشانی کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ آنکھیں بند کر کے اسے دے دیں اور تھوڑے عرصہ میں مریض میں ہونے والی نمایاں بہتری پر نگاہ رکھیں۔

اس سے بالکل تھوڑے عرصہ ہی میں پیشاب میں شکر آنی کم ہو جاتی ہے۔ مریض کے بدن پر گوشت چڑھ جاتا ہے۔ وزن بڑھ جاتا ہے۔ اس کی اشتہا تیز ہو جاتی ہے چہرہ صحت افزا دکھائی دینے لگتا ہے۔ اس سے اس کی شہوانی، ذہنی اور جسمانی طور پر ترقی ہوتی ہے۔ وہ سخت کام کرنے کے قابل ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو معمولی مشقت کرنے کے بعد تھکا ماندہ محسوس نہیں کرتا جیسا کہ وہ پیشتر کرتا تھا۔

اس سے ذیابیطس کے مریض کی زندگی بڑھ جاتی ہے۔ یہ اُن کے بہت موافق ہے۔ ذیابیطس کی تمام معلوم شدہ ادویہ میں سے کسی نے بھی پیشاب میں شکر کی مقدار کو کم کرنے میں مجھے اس قدر تسلی نہیں دی ہے جتنی کہ گڑمار سے ہوئی ہے۔

میرے پانچ سال کے تجربہ میں اس دوا سے میں نے ایک مرتبہ بھی ناکامی کا منہ نہیں دیکھا ہے اس دوا کے دو ہفتہ کے استعمال سے ہر شخص اس کے عجیب فعل اور مرض کے اوپر قابو پانے کا قائل ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر جی۔ بی۔ سٹیر نس ایم۔ ڈی نیو یارک کا خط ڈاکٹر شرما کے نام

۲-۱۰-۳۳

ڈیر ڈاکٹر شرما!

گڑمار پوٹینسیوں میں ذیابیطس کے واسطے ایک عجیب دوا ہے۔ ہمیں اسے تین مریضوں میں بہترین نتائج کے ہمراہ آزمانے کا موقع ملا ہے۔

ڈاکٹر جی۔ بی۔ سٹیرنس ایم۔ ڈی نیو یارک کا خط ڈاکٹر گھوش کے نام

۱۵-۶-۳۴

ڈیر ڈاکٹر گھوش!

ڈاکٹر گوند ارام شرما صاحب بازار راولپنڈی این۔ ڈبلیو۔ ایف۔ نے گڑمار نامی بوٹی کا ٹنکچر اور خشک پتے ارسال کیے تھے اور بتایا کہ اسے ذیابیطس کو دور کرنے کی شہرت حاصل ہے۔ ہم نے اس کی پوٹینسیاں بنائی ہیں اور معلوم ہوا ہے کہ اس کا ذیابیطس کے بعض مریضوں پر قابل قدر اثر ہے۔ یہ اونچی پوٹینسیوں میں شفا بخش معلوم ہوتی ہے۔ .... جب پتے چبائے جاتے ہیں تو اس کا ذائقہ کے احساس پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ کوئی بھی کھانڈ کے شیریں ذائقہ کو معلوم نہیں کر سکتا۔

ڈاکٹر شرما نے جو علامات مشاہدہ کی ہیں وہ حسب ذیل ہیں :-

مزاج۔ ناامید

عضلات۔ عضلات ڈھیلے لیکن مریض بستر مرگ پر ہونے کے باوجود بھی شفایابی کے متعلق پر امید ہوتا ہے۔

پیشاب۔ پیشاب شکر سے لدا ہوتا ہے۔ پیشاب کرنے کے بعد مریض بیان کرتا ہے کہ زیادہ مقدار میں پیشاب کرنے نے مجھے بہت کمزور کر دیا ہے۔ پیشاب کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ مقدار میں بکثرت ہوتا ہے دن رات میں کئی مرتبہ ہوتا ہے۔ وزن متناسبہ زیادہ ہوتا ہے

پیشاب میں زیادہ مقدار میں شکر پائی جاتی ہے۔

جلد۔ تمام بدن پر جلن محسوس ہوتی ہے۔ پھوڑے اور کاربنکل نکلتے ہیں۔ جسم پر ادھر اُدھر ذیابیطسی کاربنکل ظاہر ہو سکتے ہیں۔

پیاس۔ بکثرت مقدار میں اکثر پانی پیتا ہے۔

کمزوری۔ مریض اپنی بڑھتی ہوئی کمزوری کو محسوس کرتا ہے۔

زیادتی۔ مباشرت سے پیشاب اور شکر جانے میں زیادتی ہوتی ہے

قوت باہ۔ قریباً مفقود۔

(ڈرگز آف ہندوستان)

ڈاکٹر صاحب موصوف نے یہ بیان نہیں فرمایا کہ دوا کس طاقت میں استعمال کی گئی میری رائے میں ایک ایکس سے تین ایکس طاقت تک استعمال کرنی چاہیے۔ اس کے ٹنکچر بنانے کی ترکیب حسب ذیل ہے۔

دوا کی پتیاں (سبز یا خشک) جو کوب کر کے ایک بوتل میں ڈال دی جاتی ہیں۔ اور اس پر اس کے وزن کی پانچ گنا ریکٹی فائڈ سپرٹ ڈال دی جاتی ہے پھر بوتل کا کارک مضبوط کر کے ایک محفوظ جگہ رکھ دی جاتی ہے اور پندرہ روز تک محض دو مرتبہ روزانہ ہلا دی جاتی اور رکھ دی جاتی ہے۔ پندرہ یوم کے بعد اوپر سے سپرٹ نتھار کر فلٹر کر لی جاتی ہے۔ یہ ٹنکچر تیار ہے اس ٹنکچر کی ایک بوند نو قطرہ سپرٹ ریکٹی فائڈ میں ملا کر دس مرتبہ جھٹکے دے کر ایک ایکس کی طاقت بناتے ہیں۔ اسی طرح سے ایک ایکس کی دوا سے دو اور تین طاقت کی دوا تیار کی جاتی ہے۔

دیگر استعمالات

ڈاکٹر کے۔ ایم۔ ناد کرنی صاحب انڈین میٹریا میڈیکا میں رقمطراز ہیں:۔

جڑ عرصہ دراز سے سانپ کاٹے کی دوا کے طور پر شہرت رکھتی ہے۔ اس کا سفوف زخم کے اوپر دھوڑا جاتا ہے یا پانی کے ہمراہ اس کا لیپ کیا جاتا ہے

اور اندرونی طور پر اس کا جوشاندہ دیا جاتا ہے۔ جب پتے چبائے جاتے ہیں تو شیریں اشیاء کے ذائقہ کا احساس اور تلخ اشیاء مثل کونین کا تلخ پن زائل ہو جاتا ہے۔ یہ اثر تقریباً ۲۴ گھنٹے رہتا ہے۔ اس کا چرپری، نمکین، کسیلی اور ترش اشیاء پر کوئی اثر نہیں ہے۔ اس کا جوشاندہ (ایک دس میں) نصف اونس سے ایک اونس کی مقداروں میں بخار اور کھانسی میں دیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ اپیکاک کی مانند اوصاف رکھتی ہے۔ پتے پیس کر باریک کیے جاتے ہیں۔ اور کیسٹرائل اور عرق بیدانجیر) میں ملا کر سوجی ہوئی گلٹیوں اور اندرونی اعضاء مثل جگر و تلی کے بڑھے ہونے پر ان کا لیپ کیا جاتا ہے۔

گلدستہ مجرّبات

۱۔ سفوف ذیابیطس :۔

اجزاء و ترکیب۔ برگ گڑمار اور مغز تخم جامن ہر دو کا سفوف دس دس تولہ لیں اور پھر اس میں کشتہ فولاد دو ماشہ ملا کر یک جان کر دیں۔

مقدار و ترکیب استعمال۔ چھ چھ ماشہ کی مقدار میں صبح و شام پانی سے کھلائیں۔

فوائد۔ یہ ذیابیطس شکری کو دور کرنے اور پیشاب کی زیادتی کو روکنے کے لیے نہایت مفید دوا ہے۔

۲۔ مدصو میھ ناشک وٹی :۔

اجزاء و ترکیب۔ برگ گڑمار سفوف دو چھٹانک، مغز خستہ جامن اور سونٹھ ہر دو کا سفوف ایک ایک چھٹانک۔ تینوں کو ملا کر گھیگوار کے رس کے ہمراہ دو تین گھنٹے کھرل کر کے چار۔ چار رتی کی گولیاں بنا لیں۔

مقدار و ترکیب استعمال۔ تین تین گولیاں دن میں تین مرتبہ ہمراہ

پیشاب میں زیادہ مقدار میں شکر پائی جاتی ہے۔

جلد۔ تمام بدن پر جلن محسوس ہوتی ہے۔ پھوڑے اور کاربنکل نکلتے ہیں۔ جسم پر ادھر اُدھر ذیابیطسی کاربنکل ظاہر ہو سکتے ہیں۔

پیاس۔ بکثرت مقدار میں اکثر پانی پیتا ہے۔

کمزوری۔ مریض اپنی بڑھتی ہوئی کمزوری کو محسوس کرتا ہے۔

زیادتی۔ مباشرت سے پیشاب اور شکر جانے میں زیادتی ہوتی ہے

قوت باہ۔ قریباً مفقود۔

(ڈرگز آف ہندوستان)

ڈاکٹر صاحب موصوف نے یہ بیان نہیں فرمایا کہ دوا کس طاقت میں استعمال کی گئی میری رائے میں ایک ایکس سے تین ایکس طاقت تک استعمال کرنی چاہیے۔ اس کے ٹنکچر بنانے کی ترکیب حسب ذیل ہے۔

دوا کی پتیاں (سبز یا خشک) جو کوب کر کے ایک بوتل میں ڈال دی جاتی ہیں۔ اور اس پر اس کے وزن کی پانچ گنا ریکٹی فائڈ سپرٹ ڈال دی جاتی ہے پھر بوتل کا کارک مضبوط کر کے ایک محفوظ جگہ رکھ دی جاتی ہے اور پندرہ روز تک محض دو مرتبہ روزانہ ہلا دی جاتی اور رکھ دی جاتی ہے۔ پندرہ یوم کے بعد اوپر سے سپرٹ نتھار کر فلٹر کر لی جاتی ہے۔ یہ ٹنکچر تیار ہے اس ٹنکچر کی ایک بوند نو قطرہ سپرٹ ریکٹی فائڈ میں ملا کر دس مرتبہ جھٹکے دے کر ایک ایکس کی طاقت بناتے ہیں۔ اسی طرح سے ایک ایکس کی دوا سے دو اور تین طاقت کی دوا تیار کی جاتی ہے۔

دیگر استعمالات

ڈاکٹر کے۔ ایم۔ نادکرنی صاحب انڈین میٹریا میڈیکا میں رقمطراز ہیں :۔

جڑ عرصہ دراز سے سانپ کاٹے کی دوا کے طور پر شہرت رکھتی ہے۔ اس کا سفوف زخم کے اوپر دھوڑا جاتا ہے یا پانی کے ہمراہ اس کا لیپ کیا جاتا ہے

اور اندرونی طور پر اس کا جوشاندہ دیا جاتا ہے۔ جب پتے چبائے جاتے ہیں تو شیریں اشیاء کے ذائقہ کا احساس اور تلخ اشیاء مثل کونین کا تلخ پن زائل ہو جاتا ہے۔ یہ اثر تقریباً ۲۴ گھنٹے رہتا ہے۔ اس کا چرپری، نمکین، کسیلی اور ترش اشیاء پر کوئی اثر نہیں ہے۔ اس کا جوشاندہ (ایک دس میں) نصف اونس سے ایک اونس کی مقداروں میں بخار اور کھانسی میں دیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ اپیکاک کی مانند اوصاف رکھتی ہے۔ پتے پیس کر باریک کیے جاتے ہیں۔ اور کیسٹرائل (روغن بیدانجیر) میں ملا کر سوجی ہوئی گلٹیوں اور اندرونی اعضاء مثل جگر و تلی کے بڑھے ہونے پر ان کا لیپ کیا جاتا ہے۔

گلدستہ مجرّبات

۱۔ سفوف ذیابیطس:۔

اجزاء و ترکیب۔ برگ گڑمار اور مغز تخم جامن ہر دو کا سفوف دس دس تولہ لیں اور پھر اس میں کشتہ فولاد دو ماشہ ملا کر یک جان کر دیں۔

مقدار و ترکیب استعمال۔ چھ چھ ماشہ کی مقدار میں صبح و شام پانی سے کھلائیں۔

فوائد۔ یہ ذیابیطس شکری کو دور کرنے اور پیشاب کی زیادتی کو روکنے کے لیے نہایت مفید دوا ہے۔

۲۔ مدھو میہہ ناشک وٹی:۔

اجزاء و ترکیب۔ برگ گڑمار سفوف دو چھٹانک، مغز خستہ جامن اور سونٹھ ہر دو کا سفوف ایک ایک چھٹانک۔ تینوں کو ملا کر گھیگوار کے رس کے ہمراہ ۲/۳ تین گھنٹے کھرل کر کے چار، چار رتی کی گولیاں بنالیں۔

مقدار و ترکیب استعمال۔ تین تین گولیاں دن میں تین مرتبہ ہمراہ

پانی دیں۔

فوائد۔ ذیابیطس شکری کی یہ ایک نہایت آزمودہ دوا ہے۔ دو ماہ تک لگاتار استعمال کرنے سے کامل فائدہ ہوتا ہے۔ یہ ایک سینہ کا راز ہے کہ جو صرف ناظرین کرام کے افادہ کے لیے پیش نظر کر دیا ہے۔

یہ شری وید شاستری شامل داس جی گور مصنف جنگلی جڑی بوٹی (گجراتی زبان) کی کتاب کے مجربات خصوصی میں سے ہے ایک قابل قدر تحفہ ہے۔ ضرور آزمائش کریں۔

۳۔ دیگر مدھومیہہ ناشک وٹی۔

اجزاء وترکیب۔ برگ گڑمار۔ سونٹھ۔ ببول کی سایہ میں سکھائی ہوئی ملائم پتیاں مغز تخم جامن۔ ہر ایک اٹھارہ تولہ۔ شدھ شلاجیت چھ تولہ۔ کشتہ مرجان چار تولہ رس سندور۔ کشتہ فولاد۔ کشتہ ابرک سیاہ۔ ہر ایک تین تولہ۔ کشتہ سکہ ایک تولہ۔

اوّل کی صاف وعمدہ کھرل میں رس سندور کو باریک پیس کر ہمراہ آب گھیکوار اس قدر رگڑیں کہ اس کی چمک معدوم ہو جائے پھر شدہ شلاجیت کو ملا کر یک جان کریں۔ کہ وہ مانند ملائی ہو جائے۔ بعد ازاں دیگر کشتہ جات اور جملہ نباتی ادویہ کے سفوف ملا دیں۔ اب اس مرکب کو آب گھیکوار۔ آب گل ڈھاک۔ جوشاندہ گڑمار اور گولر کے دودھ کی ایک ایک بھاونا دیں۔ اس کے بعد اس میں چھ ماشہ ورق سونا ملا کر خوب رگڑائی کریں۔ اور پھر مذکورہ صدر چاروں اشیاء کی حسب طریق مزید دو دو بھاونا دے کر دو دو رتی کی گولیاں بنا لیں۔

مقدار وترکیب استعمال۔ ایک ایک گولی صبح وشام برگ گڑمار پوست گولر۔ پوست جامن اور ببول کی کونپلوں کو ملا کر تیار کیے ہوئے جوشاندہ کے ہمراہ دیں۔

فوائد۔ اس سے تھوڑے ہی دنوں میں مشکل العلاج ذیابیطس کو بھی آرام آجاتا ہے۔ مگر بطور خوراک صرف تین حصہ جو اور ایک حصہ چنا کو ملا کر اس کے آٹے

کی روٹی میٹھا کے ساتھ کھانی چاہیے۔ یا باجرہ کی روٹی شہد کے ساتھ کھانی چاہیے۔ مونگ استعمال کیا جا سکتا ہے مگر شکر۔ گڑ۔ کھٹائی اور چاول وغیرہ چیزوں کو بالکل چھوڑ دینا چاہیے۔

۴۔ شلاجتو آدی وٹی:۔

بمبئی کے رگھناتھ شری وید یادوجی ترکم جی آچاریہ کی یہ ذیابیطس کی بارہا کی مجرب و آزمودہ دوا ہے۔ ہم نے خود اسے کئی مرتبہ بنا کر استعمال کیا ہے۔ واقعی ایک زود اثر تحفہ ہے۔ اس کے استعمال سے اکثر مایوسی نہیں ہوتی۔

اجزائے نسخہ۔ کشتہ سرصاتا تین تولہ۔ سایہ میں خشک شدہ برگ نیم۔ برگ گڑمار۔ ہر دو کا سفوف نصف پاؤ۔ شدہ شلاجیت آفتابی تین چھٹانک

ترکیب تیاری۔ کسی صاف و عمدہ کھرل میں شلاجیت کو ہمراہ آب اس قدر کھرل کریں کہ مانند لئی ہو جائے۔ پھر اس میں کشتہ سرصاتا کو ملا کر رگڑیں۔ بعد ازاں بقیہ ادویہ کو ملا کر کامل ایک دن کھرل کر کے چار چار رتی کی گولیاں بنا لیں۔

نوٹ۔ اگر اس نسخہ کو خاص طور پر زود اثر بنانا ہو تو اس میں کشتہ سونا چھ ماشہ یا گولڈ کلورائڈ تین ماشہ ملا کر گولیاں بنائیں اگرچہ بغیر کشتہ سونا کے بھی یہ گولیاں نہایت مفید و مجرب رہتی ہیں۔ لیکن کشتہ سونا کی آمیزش ان کے اوصاف کو واقعی چار چاند لگا دیتی ہے۔

بہترین کشتہ سونا کی ترکیب تیاری کے لیے آیورویدک فارما کوپیا ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں کشتہ سونا کی بہترین آزمودہ تراکیب حوالہ قلم کی جا چکی ہیں۔

نوٹ ۲۔ اس میں کشتہ سرصاتا پوست کو کنار والا داخل کریں جس کی تیاری کی مفصل ترکیب رسالہ شلاجیت میں مندرج ہے۔

مقدار و ترکیب استعمال۔ چار چار گھنٹہ کے وقفہ کے بعد تین تین گولیاں دن میں چار مرتبہ دیں۔ یعنی کل بارہ گولیاں دیں۔

ہر خوراک میں خستہ جامن یا گوکرہ بیل کا سفوف چار چار رتی ملا کر چٹائیں اور اوپر سے آب برگ بیل آب برگ گلو تازہ بقدر ایک ایک تولہ پلائیں۔ اگر کسی وقت اس طریقہ سے یہ دوا نہ دی جا سکے تو آب تازہ سے بھی دے سکتے ہیں۔

فوائد۔ ذیابیطس اور کثرت پیشاب کی آزمودہ دوا ہے۔

۵۔ مدھو میہاری چورن:۔

مدھو میہاری یعنی ذیابیطس کی یہ نہایت آزمودہ دوا ہے۔ ہم اکثر اسے استعمال کرتے ہیں۔ قابل بھروسہ دوا ہونے کی وجہ سے اس کا نسخہ ناظرین کے پیش خدمت کیا جا رہا ہے۔ بوقت ضرورت اسے ضرور بنا کر استعمال کریں۔ اگرچہ معمولی اجزا ہیں لیکن اپنے اوصاف میں بالکل کابل و زود اثر ہے۔

اجزاء و ترکیب تیاری۔ برگ گڑمار، مغز خستہ جامن ہر دو آٹھ آٹھ تولہ، شدھ شلاجیت آفتابی چار تولہ، ست گلو خانہ ساز تین تولہ، کشتہ سکہ ایک تولہ کسی صاف کھرل میں جملہ ادویہ کے باریک سفوف بموجب وزن لے کر باہم ملا کر یک جان کر لیں۔

یادداشت۔ اس میں ہمیشہ منل کے ہمراہ تیار ہوا ہوا کشتہ سکہ ملانا چاہیے ایسے کشتہ سکہ کی آزمائش آیورویدک فارماکوپیا میں مندرج ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

مقدار و ترکیب استعمال۔ بقدر تین تین ماشہ صبح و شام شہد میں ملا کر چٹائیں اور اوپر سے آب برگ بیل سوا تولہ سے اڑھائی تولہ تک پلائیں اگر آب برگ بیل مہیا نہ ہو سکے تو اس کی بجائے آب برگ نیم پلائیں۔

نوٹ۔ اگر فی خوراک بسنت کسماکر رس ایک تا دو رتی ملا دیا جائے تو یقین جانیں کہ واقعی سونے پر سہاگہ کا کام ہوتا ہے۔ پھر یہ ذیابیطس

کے لیے کبھی نہ خطا کرنے والی دوا بن جاتی ہے۔ مطلع رہے کہ بسنت کسماکر رس ذیابیطس کے لیے طب آیورویدک کی ایک مشہور و معروف دوا ہے۔ نسخہ کے لیے آیورویدک فارما کوپیا ملاحظہ فرمائیں۔

فوائد۔ ذیابیطس کی نہایت مفید و موثر دوا ہے۔

۶۔ مدھو میہہ بھنجن وٹی :۔

یہ ایک نہایت آزمودہ نسخہ ہے جو بن مانگے ہدیہ ناظرین کر دیا گیا ہے۔ اب اس سے فیض اٹھانا آپ کا کام ہے۔ جو صاحب ایک دفعہ اس کا تجربہ کریں گے۔ نہال ہو جائیں گے۔

اجزا و ترکیب :۔ ایک سیر ملائم ریشہ برگد (بڑ کی ڈاڑھی) کو خوب کوٹ کر آٹھ گنا پانی میں نرم نرم آگ پر جوشائیں۔ جب چہارم حصہ پانی باقی رہ جائے تو اسے کسی صاف کپڑے میں سے زور سے مل کر چھان لیں اور پھر اسے مدھم مدھم آگ پر اس قدر پکائیں کہ مانند شہد ہو جائے بعد ازاں اس میں ذیل کے سفوف کو داخل کر کے اس قدر رگڑیں کہ گولیاں بنانے کے لائق ہو جائے پھر چار چار رتی کی گولیاں بنالیں اور سایہ میں خشک کر کے سنبھال کر رکھ لیں۔

نسخہ سفوف :۔

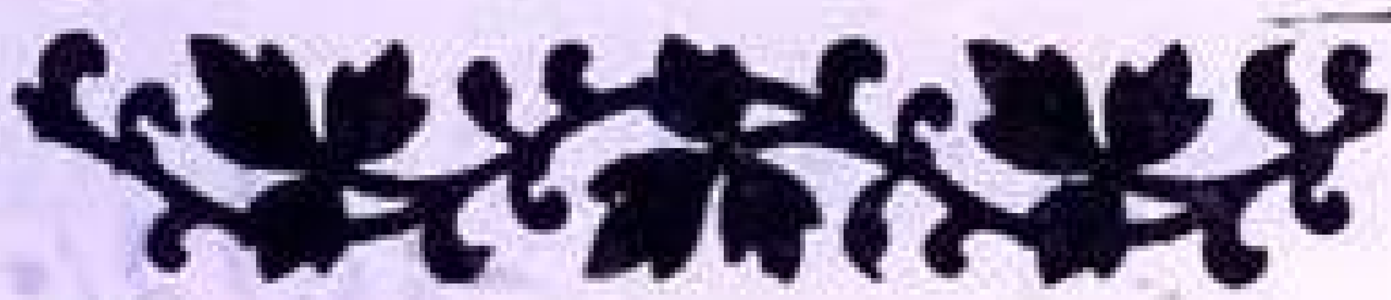
مغز خستہ جامن اور برگ گڑمار ہر دو کا سفوف ایک ایک چھٹانک۔ کشتہ فولاد ایک تولہ۔ افیون نصف تولہ۔ رسوت مصفیٰ دو تولہ۔ سب کو رگڑ کر یک جان کر لیں۔

مقدار و ترکیب استعمال۔ ایک تا دو گولی صبح و شام ذیل کے رگڑا سے دیں۔

ایک چھٹانک بیل کے پتوں کو پانی سے دھو کر آٹھ دس عدد کالی مرچوں

کے ہمراہ کونڈی ڈنڈے سے سردائی کی طرح پاؤ بھر پانی میں خوب گھوٹیں بعد ازاں کپڑے میں سے چھان لیں اور قدرے نمک ملا لیں۔ یہ ایک مرتبہ کے لیے ہے۔

فوائد۔ یہ ذیابیطس کی ایک سحر اثر دوا ہے۔ بڑے بڑے قیمتی نسخوں کو مات کرتی ہے۔



ہینگ

مختلف نام۔ سنسکرت میں سہسر ویدھی (جس میں ہزاروں بار شگاف دیے گئے ہوں)[1] جب تک (مانند رال) باہلیک (بلخ دیش میں پیدا ہوئی) ہنگو یا مٹھ (ارمٹھ دیش یعنی افغانستان میں پیدا ہوئی) اتیہ اگر (بہت تیز خوشبو والی) بھوت ناشن (بھوتوں یعنی جراثیم کو تباہ کرنے والی) جرنٹر (ہاضم) سوپ دھوپن (دال کو دھوپ دینے یعنی چھونکنے یا بگھارنے کے لائق) شول ہرت (دافع قولنج) شول ناشک (دافع قولنج) وغیرہ۔ ہندی اور اردو میں ہینگ۔ پنجابی میں ہینگ۔ بنگالی میں ہینگ۔ ہنگو۔ مرہٹی میں ہنگ۔ گجراتی میں بگھارنی۔ ہینگ۔ فارسی میں انگوزہ۔ انغوزہ۔ انگژد۔ عربی میں حلتیت۔ لاطینی اور انگریزی میں الیسافے ٹیڈا کہتے ہیں۔

تاریخ۔ یہ نہایت قدیمی دوا ہے۔ چنانچہ قدیم الایام سے وئیدوں کے ہاں یہ مستعمل ہے۔ کیونکہ چرک وسشرت وغیرہ قدیم ترین آیوروید ک مستند کتاب میں اس کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ قدیم یونانی و رومی اطبا مثل شاذ فرسطس و دلیسقوریدس و پلاگنی وغیرہ نے سیلفم کے نام سے اس کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے دو قسم کی ہینگ بیان کی ہے۔ ایک وہ جو سیریا میں پیدا ہوتی تھی اور دوسری وہ جو ایشیا میں پیدا ہوتی تھی۔ یہ ڈاکٹری میں بھی مستعمل ہے۔ چنانچہ یہ پہلے برٹش فارماکوپیا

---

[1] جس پودے سے ہینگ حاصل ہوتی ہے اس کی جڑوں میں ہزاروں مرتبہ شگاف دینے سے یہ برآمد ہوتی ہے۔

میں بھی داخل تھی۔ لیکن اب برٹش فارماکوپیا ۱۹۵۳ء میں سے خارج کر دی گئی ہے البتہ انڈین نیشنل فارماکوپیا میں داخل ہے۔ ہومیوپیتھی میں بھی مروج ہے۔ غرضیکہ تمام قسم ہائے طب میں یہ دیسی معالجین کے ہاں دوسروں کی نسبت زیادہ مستعمل ہے۔

جائے پیدائش۔ ہینگ کے پودے مشرقی ایران، مشرقی ترکستان اور افغانستان کے ریگستانی صحراؤں اور خشک پہاڑوں پر نہایت کثرت سے خودرو پیدا ہوتے ہیں۔ وادیٔ کشمیر کے گرد درہ یانہال میں بھی اس کے پودے پائے جاتے ہیں۔

ماخذ۔ ہینگ زیادہ تر دو قسم کے پودوں کی جڑوں میں شگاف دینے سے حاصل کی جاتی ہے۔ ان میں سے پہلی قسم کے پودے کا لاطینی نام فیرولا ایلیاسیا ( ) ہے جو کہ دو سے پانچ فٹ تک اونچا ہوتا ہے اور سات ہزار فٹ کی بلندی پر خشک پہاڑی علاقوں، مشرقی ایران (کرمان وغیرہ کے ارد گرد) میں پیدا ہوتا ہے۔ ہینگ کے اس پودے سے جو ہینگ حاصل ہوتی ہے اسے ہیرا ہینگ کہتے ہیں۔ اس کو ملتانی ہینگ اور ہندوستانی ہینگ بھی کہتے ہیں۔

دوسری قسم کے پودے کا لاطینی نام فیرولا فٹیڈا ( ) ہے۔ یہ بھی دو سے پانچ فٹ تک اونچا ہوتا ہے۔ مشرقی ترکستان ایران اور بالخصوص افغانستان میں پایا جاتا ہے۔ اس پودے سے حاصل ہونے والی ہینگ، کو ہینگڑا کہتے ہیں۔ بعض قندھاری ہینگ بھی کہتے ہیں۔ ہینگ کے پودے کا عربی نام انجدان ہے۔ یہ دو قسم کا بیان کیا گیا ہے۔ ایک انجدان سفید یا کلہ اور دوسرا انجدان سیاہ یا کماۃ چنانچہ متذکرہ بالا پہلی قسم کا پودا انجدان سفید ہے۔ اور دوسری قسم کا انجدان سیاہ ہے۔

انجدان کے متعلق خزائن الادویہ میں لکھا ہے۔

ایک لو دیدگی ہے جس کا گوند ہینگ ہے۔ یہ دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک

قسم کا پھول اور پھل سفید ہوتا ہے اور اس کی ہینگ اچھی ہوتی ہے اور کھائی جاتی ہے۔ یہ پودا مادہ سمجھا جاتا ہے۔ دوسری قسم کے پودے کا پھل سیاہ اور بدبودار ہوتا ہے۔ اور اس کی ہینگ نہایت بدبودار ہوتی ہے۔ یہ کھائی نہیں جاتی اور اس کو ہینگ کی بجائے ہینگڑا کہتے ہیں کیونکہ یہ قسم نر ہے اور پہلی قسم کے گوند کو ہینگ کہتے ہیں۔

یہ مادہ ہے۔۔۔۔۔ جب مطلق انجدان بولتے ہیں تو اس کے بیج مراد ہوتے ہیں۔ یہ بیج پتلے اور چپٹے غلافوں میں ہوتے ہیں جو کسی قدر طویل ہوتے ہیں اور ان میں بدبو آتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کے پھل گول اور چپٹے پیسے کی طرح ہوتے ہیں۔

جہاں یہ پیدا ہوتا ہے وہاں کے لوگ اس کے پودے کو ساگ کی طرح پکا کر روٹی سے کھاتے ہیں اور انہیں ضرر نہیں ہوتا۔ یہ پودا ربیع میں پیدا ہوتا ہے۔ اور جاڑے کے شروع تک رہتا ہے۔ فارس کے ملک میں اس کے پتے بکریوں کو چراتے ہیں۔ خوب فربہ ہو جاتی ہیں مگر گوشت میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے سفید قسم بدبودار نہیں ہوتا۔ سیاہ قسم بدبودار ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا دو اقسام کے ہینگ کے پودوں کے علاوہ ریں کشمیر میں بھی ایک پودا پایا جاتا ہے کہ جس کا لاطینی نام فیرولا نارتھیکس ( ) ہے۔ اس سے اس علاقہ یعنی کشتواڑ اور راستوار کے لوگ ہینگ برآمد کرتے ہیں۔ چنانچہ جناب کرنل آر۔این۔چوپڑا صاحب انڈیجنس ڈرگز آف انڈیا میں رقمطراز ہیں:۔

فیرولا نارتھیکس کشمیر کی وادیوں میں بکثرت پیدا ہوتا ہے اور اس رال دار گوند کو کافی مقدار میں دیتا ہے جو کہ باہر سے آنے والی چیز کا ایک عمدہ بدل ہو سکتا ہے ڈرگز مینوفیکچر کمیٹی نے اس کے بدل ہونے کے امر ممکن کو ہر وقت سراہا تھا۔ اور ۱۹۲۲ء میں رال دار گوند کی ایک مقدار کیمیائی تجزیہ کے لیے حقیقتاً لندن بھیجی گئی تھی۔ لیکن بار برداری کے دوران میں اس کے اجزائے ترکیبی میں تفریق ہو جانے (ڈی کمپوزیشن) کی وجہ سے فیصلہ کن نتائج حاصل نہیں کیے جا سکے تھے۔ اس کے بعد اس رال دار گوند کو جمع کرنے اور اس امر ممکن

کے وجود کے حوالہ کو مدنظر رکھ کر اس کے خواص کے مطالعہ کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا گیا۔ جن علاقہ جات نے فیرولا نارتھیکس پیدا ہوتا ہے۔ وہاں کے باشندے اسے ہینگ کے بدل میں عام استعمال کرتے ہیں۔ اس صنعت کو ترقی دینے کے لیے مزید تحقیقات کی ضرورت ہے۔

فصیلہ۔ ہینگ کا پودا اس نباتی نوع سے تعلق رکھتا ہے جس کے پھول اجود اجوائن اور دھنیا وغیرہ کی طرح چھتری نما ہوتے ہیں۔ غرضیکہ یہ فصیلہ خیمیہ یعنی نیچرل آرڈر امبیلی فیری (　　　) سے تعلق رکھتا ہے۔

طریق فراہمی۔ ہینگ کے پودے سے ہینگ بالکل ربڑ کی طرح کی جاتی ہے یہ فیرولا پودوں سے اس وقت فراہم کی جاتی ہے جب ان کی عمر چار اور پانچ سال کے درمیان ہوتی ہے۔ اس عمر میں اس کے پودے کی شکل ایک جھاڑی کی سی ہوتی ہے۔ جو ۴ ۔ ۵ فٹ بلند ہوتی ہے۔ اس کی جڑ کا قطر چھ انچ ہوتا ہے۔ پودا مارچ اپریل میں پھول دیتا ہے۔

پودے کے تنے کی چھال میں اور خصوصاً جڑ کے چھلکے میں ایسی چھوٹی چھوٹی نالیاں پائی جاتی ہیں جن میں دودھ کی طرح سفید بالدار گوند کا ایلشن (　　　) سا بھرا ہوتا ہے۔ انھیں چاقو سے کاٹ ڈالیں تو گاڑھا دودھ نکل کر جم جاتا ہے اور ڈلیاں بن جاتا ہے۔ یہی ہینگ ہوتی ہے۔

ہینگ دو طریق سے فراہم کی جاتی ہے۔

۱۔ موسم بسنت میں پھول آنے سے ذرا پہلے ہینگ کے پودے کی کسی جڑ کے بالائی حصہ کی چھال چاقو سے چھیل دی جاتی ہے جس میں سے دودھ نکل نکل کر اکٹھا ہوتا رہتا ہے۔ جس وقت یہ دودھ تازہ ہوتا ہے تو اسے ہاتھ نہیں لگایا جاتا کیونکہ اس سے جلد جل جاتی ہے۔ نکلے ہوئے دودھ کو دھوپ سے بچانے کے لیے تاکہ خشک نہ ہو جائے۔ چھیلی ہوئی جگہ پر دوسری شاخوں اور پتوں کی چھتری سی بنا دیتے ہیں۔ علاوہ بریں کبھی پتھروں کی چھوٹی سی دیوار بنا دیتے ہیں۔ ایک دو روز میں نکلا ہوا دودھ گوند کی مانند جم جاتا ہے تو اسے کھرچ کر ہٹا لیتے ہیں۔ کھرچتے وقت جڑ کی پرت کا کچھ حصہ بھی ضرور اتر جاتا ہے۔ اب وہاں

پھر نیا دودھ نکل کر اکٹھا ہو جاتا ہے۔ اس طرح کئی مرتبہ کرنے سے وہاں سے جب تمام دودھ نکل آتا ہے تو اسے چھوڑ دیا جاتا ہے اور پھر کسی دوسری جڑ کو چھیل کر دودھ جمع کیا جاتا ہے۔ ایک پودے سے دو تین پونڈ کے درمیان ہینگ نکلتی ہے۔ فراہمی کا یہ طریق ایران میں مروج ہے۔

۲۔ پھول آنے سے ذرا پہلے جڑ کا بالائی حصہ اور گرد کی زمین کھود کر کھول دیا جاتا ہے پھر تنے کے اس حصہ کو جہاں سے پھوٹاؤ شروع ہوتا ہے۔ شگاف دے کر جڑ کے کھلے ہوئے حصہ پر شاخوں اور مٹی کا بنا ہوا ایک پیالہ نما برتن باندھ دیا جاتا ہے۔ اس طرح شگاف دیے ہوئے حصہ سے دودھ خارج ہو کر اس برتن میں اکٹھا ہو کر بعد میں جم جاتا ہے۔ نکلے ہوئے دودھ کو دھوپ سے بچانے کی خاطر برتن کے اوپر دوسری شاخوں اور پتوں کی چھتری بنا دی جاتی ہے۔ جب اس شگاف سے دودھ کا اخراج بند ہو جاتا ہے تو پودا اور نیچے کاٹ دیا جاتا ہے اور باقی ماندہ تنہ دودھ بھی نکل آتا ہے۔ افغانستان اور کشمیر میں اس کے فراہم کرنے کے لیے یہی طریق اختیار کیا جاتا ہے۔

ہر دو طریق سے جمع کیے ہوئے دودھ کو کھرچ کر پھر اسے بکرے کی مشک میں بھر کر اس کا منہ خوب بند کر کے رکھ دیتے ہیں۔ تین چار سال کے بعد وہ دودھ پڑا رہ کر جب پوری طرح خشک ہو جاتا ہے تو ہینگ بالکل تیار ہوتی ہے اور بعد میں کام میں لائی جاتی ہے۔

ماہیت۔ ہینگ ایک تیز خوشبو دار سالدار گوند ہے۔ اس کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔ اول لیدی کی طرح نرم، دوم گوند کی طرح چھوٹی چھوٹی ڈلیاں۔ سوم بڑے بڑے ڈلے جو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کے آپس میں گڈ مڈ ہوتے سے بنتے ہیں۔ ان میں پہلی دو صورتیں خالص ہینگ کی سمجھی جاتی ہے۔ تیسری صورت میں ملاوٹ کی بہت گنجائش نکل آتی ہے۔

چھوٹی چھوٹی جداگانہ ڈلیاں عموماً گول یا چپٹی ہوتی ہیں۔ اور اکثر ۱۲ سے ۲۵ ملی میٹر قطر میں ہوتی ہیں۔ ان کی رنگت مٹیالی سی زرد یا بعض اوقات بھوری ہوتی ہے۔ بعض ڈلیاں دیر تک رکھنے سے سیاہی مائل ہو جاتی ہیں اور بالآخر

سرخی مائل بھوری دکھائی دیتی ہیں۔ مگر بعض ڈلیاں برسوں تک اپنی اصلی رنگت پر قائم رہتی ہیں۔

زردی مائل ہینگ فیرولا فیٹڈا سے اور سفیدی مائل فیرولا ایلیا سیا سے حاصل کی جاتی ہے۔ تازہ ہینگ معمولی حرارت پر سخت رہتی ہے۔ ٹھنڈی ہو کے سخت اور گرم ہو کے قدرے نرم ہو جاتی ہے جو ہینگ فیرولا فیٹڈا سے حاصل کی جاتی ہے اس کی ڈلی کو توڑیں تو تازہ شکستہ سطح زردی مائل اور نیم شفاف ہوتی ہے جو پھر بتدریج پہلے گلابی، پھر سرخی مائل اور بالآخر سرخی مائل بھوری ہو جاتی ہے یہ تبدیلی رفتہ رفتہ وقوع میں آتی ہے لیکن فیرولا ایلیا سیا کی ہینگ کی تازہ کٹی ہوئی سطح دودھیا سفید اور غیر شفاف ہوتی ہے اور ہمیشہ سفیدی مائل رہتی ہے ہینگ کی بو تیز دیرپا نفوذ کر جانے والی اور لہسن جیسی ہوتی ہے۔ مزہ تلخ اور چرپرا ہوتا ہے۔

جو ہینگ بڑے بڑے منجمد ٹکڑوں کی صورت میں ہوتی ہے اس میں کنکر۔ چھال اور جڑوں کے ٹکڑے۔ مٹی۔ کھڑیا مٹی اور چونے کے دیگر مرکبات وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ انہی ملاوٹوں کی وجہ سے اس قسم کی ہینگ جداگانہ چھوٹی ڈلیوں سے گھٹیا سمجھی جاتی ہے۔

تیزاب شورہ میں مساوی الحجم پانی ملالیں۔ اور اس سے ہینگ کی ڈلی کی تازہ شکستہ سطح پر خط کھینچیں تو وہ سبز ہو جائے گا۔ اسی طرح تازہ شکستہ سطح پر گندھک کا تیزاب لگا دیں تو وہ مقام شوخ سرخ یا سرخی مائل بھورا نظر آئے گا اور اسی تیزاب کو پانی سے دھو ڈالیں تو سطح بنفشی رنگ کی ہو جائے گی۔

اقسام۔ آیورویدک کتب میں واضح طور پر ہینگ کی کوئی اقسام بیان نہیں کی گئی ہیں۔ لیکن تاہم بغور مطالعہ کے بعد دو اقسام قرار دی جا سکتی ہیں۔

اول باہلیک۔ جس کے معنی بلخ[1] کی پیداوار کے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ

---

[1] بلخ ملک ایران کا قدیمی شہر ہے۔ چنانچہ پنجابی میں ایک کہاوت مشہور ہے۔
جیہڑا سکھ چھجو دے چوبارے۔ او نہ بلخ نہ بخارے۔

اس وقت ایران میں جو ہینگ جمع کی جاتی تھی اس کی تجارت کا بڑا مرکز بلخ تھا چنانچہ اسی وجہ سے اس ایرانی ہینگ کو باہلیک کا نام دیا گیا تھا۔ یہی وہ ہینگ ہے کہ جو ہینگ کے پودے فیرولا ایلیا سیا یعنی انجدان سفید سے حاصل کی جاتی ہے۔

دوم رامٹھ۔ یعنی ملک رمٹھ میں پیدا ہونے والی چنانچہ افغانستان میں جمع کی جانے والی ہینگ کا نام رامٹھ قرار دیا گیا تھا۔ یہ وہ ہینگ کہ جو ہینگ کے پودے فیرولا فٹیڈا یعنی انجدان سیاہ سے حاصل کی جاتی ہے۔

غرضیکہ جائے پیدائش کے لحاظ سے آیورویدہ میں ہینگ دو اقسام کی بیان کی گئی ہے۔ متقدمین اطباء یونان و عرب و ایران نے دو قسم کی حلتیت کا ذکر کیا ہے چنانچہ لکھا ہے۔

اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک انجدان سفید سے حاصل ہوتی ہے۔ اس میں خوشبو آتی ہے اور رنگ سفیدی یا سرخی مائل ہوتا ہے۔ اس کو ہیرا ہینگ کہتے ہیں۔ اور طب کی کتابوں میں حلتیت طیب[1] (یعنی خوشبو۔ خوش مزہ) لکھتے ہیں۔ یہ قسم مادہ ہے۔ اس کے درخت کا پھل سفید ہوتا ہے اور یہ درخت دو چار فٹ اونچا ہوتا ہے۔ اس کی جڑ کے ابتدائی حصہ کا قطر اکثر دو انچ کا ہوتا ہے۔ اس سے ہینگ بسنت میں جمع کی جاتی ہے۔

دوسری قسم نہایت بدبودار اور بہت تیز ہے۔ اسے طب کی کتابوں میں حلتیت منتن[2] (یعنی گندہ۔ بدبو) لکھتے ہیں۔ یہ قسم نر ہے۔ ہندوستان میں اسے ہینگڑا کہتے ہیں۔ اس کے درخت کا پھل سیاہ ہوتا ہے اس لیے انجدان سیاہ کہلاتا ہے۔ اسے کھانوں میں نہیں ملاتے) دوا کے کام میں لاتے ہیں۔ یہ نہایت قوی اور گرم ہے۔ یہ اکثر آبادی سے باہر ہوتی ہے۔ اس کا پودا چار پانچ فٹ اونچا ہوتا ہے اور یہ ہینگ کی قسم بہت سستی بکتی ہے۔ عوام اور غرباء اس کو کھانوں میں ڈالتے ہیں۔ مگر ذرا زیادہ ڈالا اور تلخی آگئی۔ عمدہ پہلی قسم ہے مگر دوسری قسم میں سے وہ بہتر ہے جو صاف شفاف مائل بہ سرخی اور تیز بو اور پانی میں حل

---

[1] انگوزہ خوشبو۔ [2] انگوزہ بدبو۔

کرنے سے دودھ کی طرح رنگت دے۔ جس میں تحلیل کرتے ہیں اس کا رنگ سبز اور بو لہسن، پیاز کی مانند ہوتی ہے اور مزہ کریہ۔

(خزائن الادویہ)

بعض مصنفین مثل این۔ بی۔ دت صاحب مصنف کمرشل ڈرگز آف انڈیا اور کرنل آر۔ این چوپڑا صاحب مصنف انڈی جنس ڈرگز آف انڈیا نے گندہ بیروزہ کو بھی ہینگ ہی کی قسم قرار دیا ہے۔ لیکن درحقیقت گندہ بیروزہ بالکل ایک الگ چیز ہے۔ ان کے اوصاف وغیرہ میں دن رات کا فرق ہے۔ البتہ ہینگ کا پودا اور گندہ بیروزہ کا درخت ایک ہی فصیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور دونوں رال دار گوندیں ہیں ورنہ دیگر ان میں کوئی مشابہت نہیں۔ اس لیے گندہ بیروزہ کو ہینگ کی قسم قرار نہیں دینا چاہیے۔

دیسی معالجین کے یہاں ہیرا ہینگ کو خاص سبقت و ناموری حاصل ہے اور وہ اس کے استعمال کو ترجیح دیتے ہیں لیکن طب ڈاکٹری میں ہینگڑا قسم کی ہی ہینگ مستعمل ہے۔ کیونکہ ہینگ کا دوا کے طور پر استعمال ٹنکچر کی شکل میں ہوتا ہے اس لیے ہینگ کی وہ قسم زیادہ موزوں ہوتی ہے۔ جو الکوحل میں سب سے زیادہ حل ہو سکے۔ ہینگڑا اس کام کے لیے سب سے اچھا رہتا ہے اس لیے طب ڈاکٹری میں اس کے استعمال کو فوقیت حاصل ہے۔ اگرچہ ہینگڑا میں الکوحل میں حل ہو جانے کی خاصیت سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے باوجود ہینگ کی قسموں میں اس کو ادنٰے درجہ دیا جاتا ہے۔

تجارت۔ ایران میں پیدا ہونے والی ہینگ بندر عباس اور دوسری بندرگاہوں سے جو خلیج فارس میں ہیں برآمد کی جاتی ہیں۔ کچھ ہینگ بمبئی کی راہ سے بھی وساور کو بھیجی جاتی ہے۔

افغانستان میں پیدا ہونے والی ہینگ کے کابل۔ ہرات اور قندھار تجارت کے بڑے مرکز ہیں۔ اس ہینگ کی پاکستان میں پشاور۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ ڈیرہ غازی خان اور ملتان منڈیاں ہیں۔ بھارت میں امرتسر اور دہلی اس کی منڈیاں ہیں اس ہینگ کی بھارت میں بہت زیادہ کھپت ہے۔ چنانچہ بھارت میں اس کی ایک کثیر مقدار ہر سال درآمد کی جاتی ہے۔

ٹھگی کا بھانڈہ پھوڑ۔ بیشتر ازیں واضح کیا جا چکا ہے کہ ہینگ ہمارے ملک کی پیداوار نہیں ہے۔ یہ کابل۔ قندھار اور ایران سے آتی ہے۔ عموماً بازار میں جو بھی ہینگ آتی ہے اکثر اس میں کچھ نہ کچھ ضرور ملاوٹ ہوتی ہے۔ چنانچہ عموماً اس میں ذیل اقسام کی ملاوٹیں کی جاتی ہیں۔

۱۔ اس میں ہینگ کے رنگ کا پتھر ملایا جاتا ہے۔ جب ہینگ کا دودھ اکٹھا کرتے ہیں۔ اس وقت اس دودھ میں ہی پتھر کا سفوف ملا دیتے ہیں جو دودھ کے جمنے کے ساتھ اس کے ہر حصہ میں جم کر ایک جان ہو جاتا ہے۔

۲۔ خشک بیرونہ اور وہاں میسر ہونے والی دیگر گوندیں پیس کر دودھ میں ملا دیتے ہیں۔ وہ بھی دودھ میں مل کر ہمرنگ ہو جاتی ہیں۔

۳۔ جوار۔ باقلا اور اڑد کے آٹے کو خوب باریک پیس کر میدہ بنا لیتے ہیں۔ اس آٹے کو ہینگ کے دودھ سے تر کر کے اسے جما دیتے ہیں اور ہینگ کے نام سے فروخت کرتے ہیں۔

اسی طرح کچھ ایسی ہی اور بھی چیزیں جو ان ممالک میں ہوتی ہیں ملاوٹ کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔

سرگباشی شری سوامی ہری شرنانند جی ویدامرتسر رقمطراز ہیں:۔

آیورویدک میں ہینگ کے استعمال کا کافی ذکر آیا ہے۔ ہینگ کو ہاضم اور دافع دات سمجھ کر دال بھاجی میں بھی ڈالتے ہیں۔ دال بھاجی میں اس کی خوشبو بہت آدمیوں کو پسند ہے۔ اس لیے اس کی لاگت کافی ہے۔ غرضیکہ پیداوار سے زیادہ کھپت ہے اس لیے اس میں ملاوٹ ہوتی ہے۔ ہینگ عموماً ۲۰ روپے من سے لے کر ۲۰ روپے سیر تک بازار میں آتی ہے۔ جو ہینگ ۲۰ روپے من سے لے کر ۵۰ روپے من تک ہوتی ہے اس میں تو مرکانا یا سنگ مرمر کی قسم کا پتھر صاف ملا ہوتا ہے۔ جو ہینگ ۸۰ یا ۱۰۰ روپے من سے لے کر پانچ سو روپے من کی ہوتی ہے ہمارا خیال تھا کہ یہ بالکل خالص ہوتی ہوگی کیونکہ یہ مال کھالوں میں بند کابل سے آتا ہے۔ آڑھتی اور مال فروخت کرنے والے پٹھان کہتے تھے کہ اس میں کسی بھی چیز کی ملاوٹ نہیں ہوتی۔ ہم یہی مال لاکر فروخت کرتے اور خود بھی استعمال میں

لاتے تھے۔ اس دفعہ جب ہم مال خریدنے گئے تو ہمیں کچھ شک ہوا کہ اس میں بھی ملاوٹ ہے۔ کھالوں کے اندر ہینگ میں کھیسڑے پتھر، ہڈیاں لوہا وغیرہ تو کئی بار نکل آتا تھا لیکن اس بات پر یقین تھا کہ ہینگ میں ملاوٹ نہ ہوگی، ہم اپنے گاہکوں اور فریدوں کو بھی یقین دلاتے تھے کہ ہینگ خالص ہے۔ اس دفعہ ہم جو ہینگ خرید کر لائے تھے لاہور کے سرکاری ایگزمینر (کیمیائی ممتحن) کے پاس سارے نمونے امتحان کے لیے بھیجے۔ جب اس کا نتیجہ حاصل ہوا تو میری حیرانگی کا ٹھکانہ نہ رہا کہ جہاں سے یہ آتی ہے وہاں ہی وہ لوگ اس میں کئی چیزیں ملا دیتے ہیں۔

ہینگ میں ملاوٹ۔ دو ہینگ کے نمونوں میں باریک پیسی ہوئی ۶۰ فیصدی کے قریب قریب ہڑتال گودنتی ملی ہوئی تھی۔ دو نمونوں میں بیروزہ تھا۔ ایک میں ۵۰ فیصدی اور دوسرے میں ۳۰ فیصدی۔ باقی ہینگ کے حصے رال۔ گوند فراری روغن تھے۔ فراری روغن کا حصہ ایک فیصدی سے لے کر دو سے ساڑھے تین فیصدی سے زیادہ نہ تھا۔ جس ہینگ میں کم از کم آٹھ دس فیصدی فراری روغن نہ ہو وہ ہینگ اچھی نہیں شمار کی جاتی۔ ہینگڑا سے ہینگ میں فراری روغن کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اس لیے یہ اس سے زیادہ مفید ہوتی ہے لیکن جس ہینگ میں اس کی اتنی کم مقدار ہو وہ کتنا فائدہ پہنچا سکتی ہے؟

ایسی دواؤں کے متعلق یہ ایک بڑا بھاری نقص ہے کہ ان کے لانے اور فروخت کرنے والوں پر کسی طرح کی کوئی پابندی نہیں۔ نہ دوائیں کسی امتحان کے بعد ہی خریدی جاتی ہیں۔ طبعی امتحان اکثر ٹھگوں کی ٹھگیوں کے آگے فیل ہو جاتا ہے اس لیے ایسی دواؤں کے لیے بھی ہم تمام ولائتی فرموں کی مانند کیمیائی امتحان کا سہارا لینا چاہیے۔ تب ہی ملک اور دیسی علاج کا بھلا ہو سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔

(ڈگیان الہ آباد)

پشاور میں ہینگ کے کارخانوں کو بھی انھوں نے دیکھا۔ ہینگ کابل کی طرف سے آتی ہے۔ لیکن اس کی سب سے بڑی منڈی پشاور ہے۔ ڈسٹرکٹ جماس کے ایک رشتہ دار ہینگ کے بیوپاری تھے۔ ڈسٹرکٹ جماس انھیں کارخانے میں لے گئے وہاں نقلی اور اصلی دونوں طرح کی ہینگ تیار ہوتی ہے۔ ہینگ کے پودے کا

نام رامٹھ ہے جس سے دودھ نکلتا ہے ۔ بکرے کی کھالوں میں بھر کر یہ دودھ آتا ہے پچاسوں کھالیں کارخانہ میں پڑی ہوئی تھیں بڑے بڑے کنڈ (حوض) بنے ہوئے تھے پہاڑ کے ایک سفید بھر بھرے پتھر کو کوٹ کر یا ریگ بجری سا بنا کے اس کی تہہ اس کنڈ میں بچھائی جا رہی تھی جس کے اوپر ہینگ کا دودھ چھڑک دیا جاتا ۔ بیچ بیچ میں اندر کا آٹا بھی دودھ پر بکھیر دیا جاتا ۔ اس طرح ایک کے اوپر ایک تہہ جمائی جاتی ۔ جب وہ کافی موٹی ہو جاتی تو کنڈ کو بند کر دیا ۔ ایک سال کے بعد تمام دودھ جم کر ہینگ بن جاتا ۔ یہ نقلی یا ملاوٹی ہینگ ہے ۔ اصلی ہینگ بھی بنتی دیکھی ۔ وہاں دودھ سے بھری سینکڑوں کھالیں پڑی ہوئی تھیں ۔ تین چار سال بعد اس طرح پڑے رہنے کے بعد ہینگ کا دودھ جم کر تھکا (ڈلا) ہو جاتا ہے پھر اسے فروخت کر دیتے ہیں ۔ یہ اصلی ہینگ ہے ہینگ افغانستان میں کسی ایک ہی علاقے میں نہیں ہوتی بلکہ الگ الگ جگہوں میں ہوتی ہے اور ان کے ذائقہ اور اوصاف میں بھی فرق ہوتا ہے ۔ جگہوں کے نام پر ہڈا ۔ تسلا نئی زمین ۔ چلاس اور شاہ بندی وغیرہ آٹھ نو قسم کی ہینگیں ہوتی ہیں ۔

(گھمکڑ سوامی)

خالص ہینگ کی پہچان

ہینگ اصلی ہے یا نقلی ۔ یہ معلوم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کسوٹیاں آزما لینی چاہئیں ۔

۱۔ اصلی ہینگ کے ٹکڑے کو رکھ کر اگر دیا سلائی سے آگ لگائی جائے تو وہ کافور کی طرح جلنے لگ جاتا ہے ۔ نقلی ہینگ اس طرح سے نہیں جلتی ۔ لیکن چونکہ یہ پہچان مشہور ہو گئی ہے اس لیے ٹھگوں نے اس کسوٹی کو پورا کرنے کی تدبیر بھی سوچ لی ہے ۔ وہ نقلی ہینگ میں گھی ۔ تیل وغیرہ چکنی اشیاء ملا دیتے ہیں کہ جو آگ سے جل پڑتی ہیں ۔ اور اس طرح سے اس پہچان سے انسان دھوکا کھا جاتا ہے ۔ اس لیے اس پہچان کو کرتے وقت محتاط رہنا چاہیے ۔

واضح رہے کہ ایسی بناوٹی ہینگ میں ہی چکناہٹ ہوتی ہے ۔ لیکن اصلی ہینگ

میں چکناہٹ نہیں ہوتی۔ اس لیے جب یہ پہچان کرتی ہو تو ہینگ کے ٹکڑے کو جلانے سے پیشتر نہایت احتیاط سے دیکھ لیں کہ اس میں کسی قسم کی چکناہٹ نہ ہو۔ دیگر اصلی ہینگ عموماً تمام کی تمام جل جاتی ہے۔ لیکن نقلی ہینگ میں ایسا نہیں ہوتا۔

۲۔ شیشہ کے گلاس میں پانی ڈال کر اس میں ہینگ کا ٹکڑا ڈال دیں۔ جو اصلی ہینگ ہوتی ہے وہ سفید دھار چھوڑتی ہوئی آہستہ آہستہ تمام کی تمام گل جاتی ہے۔ کوئی پتھر۔ مٹی۔ تنکا۔ آٹا وغیرہ کوئی چیز تہہ نشین نہیں ہوتی اور پانی کا رنگ بالکل خالص دودھ کی مانند سفید رنگ کا ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی چیز تہہ نشین ہو جاتی ہے تو وہ ہینگ اصلی نہیں بلکہ نقلی ہے۔ جس قدر حصہ تہہ نشین ہوگا وہ ملاوٹ ہوگی۔

۳۔ تجربہ کار لوگ اصلی ہینگ کی پہچان اس کی لہسن کی مانند تیز دائمی خوشبو اور چرپرے ذائقے سے کر لیتے ہیں لیکن یہ پہچان عام لوگوں کے بس کی نہیں ہے۔ اس کے لیے وسیع تجربہ درکار ہے۔

۴۔ اصلی ہینگ کو باریک پیس کر پانی کے ہمراہ کھرل کرنے سے زردی مائل سفید ایملشن (مستحلب) تیار ہوتا ہے۔ اس ایملشن میں کوئی بھی القلی (کھاری چیز) شامل کرنے سے اس کا رنگ زردی مائل سفید نہ رہ کر سبزی مائل زرد ہو جاتا ہے۔

۵۔ ہینگ کے چھوٹے سے ٹکڑے کو لے کر تیزاب گندھک کے ہمراہ گرم کرنے سے سرخی مائل بادامی محلول تیار ہوتا ہے۔ اس محلول میں زیادہ مقدار میں پانی شامل کرنے کے بعد اگر اسے فلٹر (مقطر) کیا جائے تو اس طرح حاصل شدہ محلول میں کوئی القلی شامل کرنے سے ارغوانی مائل نیلے رنگ کی ایک خاص قسم کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جسے گھاما چھائیں ( ) کہتے ہیں۔

۶۔ ہینگ کا الکحل میں تیار کیا ہوا خلاصہ لے کر اس میں فلورو گلیو سینول ( ) نامی امتحانی محلول اور تیزاب نمک کی چند بوندیں ملانے سے گلابی رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔

کیمیائی تجزیہ۔ ہینگ میں تقریباً ۴۰ سے ۶۴ فیصدی رال۔ تقریباً ۲۵ فیصدی گوند اور ۶ سے ۷ فیصدی فراری روغن (والے ٹائل آئل) پایا جاتا ہے۔ ہینگ کی بو اور غالباً اس کے دوائیہ استعمالات کی قدر و قیمت زیادہ تر اسی فراری روغن پر انحصار رکھتی ہے۔ جب تازہ کشید کیا جاتا ہے تو یہ ایک بے رنگ سیال ہوتا ہے لیکن پھر وقت گزرنے پر زرد رنگ کا ہو جاتا ہے۔ فراری روغن میں ٹرپینیز ڈی سلفائیڈز اور ایک نیلا سیال پایا جاتا ہے۔ ہینگ میں آزاد فیرولک ایسڈ (تیزاب حلتیت) بھی پایا جاتا ہے۔ خالص ہینگ میں الکحل (۹۰ فیصدی) میں حل ہو جانے والا مادہ ۶۰ سے ۷۵ فیصدی پایا جاتا ہے اور تقریباً ۳ سے ۵ فیصدی راکھ پائی جاتی ہے رال میں الیسار یسی نو ٹینول۔ ایسی ریسی نول فیرولک ایسڈ ایسٹر اور آزاد فیرولک ایسڈ ۱۳۳ فیصدی پایا جاتا ہے۔ رال کو کشید کرنے سے امبیلی فیرون حاصل ہوتا ہے

(انڈین فارمیسوٹیکل کوڈیکس)

افعال و خواص بروئے طب ویدک

۱۔ ہینگ نرود ہضم۔ گرم۔ ہاضم اور مشتہی ہے۔ بلغم اور وات کو دور کرتی ہے۔ چرپری چکنی دستاور اور تیز اثر ہے۔ قولنج۔ بدہضمی اور قبض کو دافع ہے۔

(سشرت سنگھتا)

۲۔ ہینگ گرم۔ ہاضم۔ کھانے کی طرف رغبت پیدا کرنے والی اور تیز اثر ہے۔ وات بلغم۔ قولنج۔ بادِ گولا۔ امراضِ شکم۔ اپھارہ اور کرم ہائے شکم کو دور کرتی ہے۔ صفرا کو بڑھاتی ہے۔

(بھاوپرکاش نگھنٹو)

۳۔ ہینگ گرم۔ رس اور وپاک میں کڑوی و چرپری ہے۔ مشتہی اور زود ہضم ہے وات۔ بلغم۔ اپھارہ۔ قولنج۔ بادِ گولا اور کمی حرارت ہاضمہ کو دافع ہے۔ ہاضم ہے۔ کرمہائے شکم۔ امراضِ دل۔ کھانسی۔ دمہ اور دردِ شکم کو دور کرتی ہے۔

(کیدیو نگھنٹو)

۴۔ ہینگ صفرا کو بڑھاتی ہے۔ گرم ہے۔ دل کو مفید ہے۔ کڑوی اور بہت

چرپری ہے۔ زود ہضم۔ تیز اثر۔ کھانے کی طرف رغبت پیدا کرنے والی۔ ہاضم اور حرارت ہاضمہ کو مشتعل کرتی ہے۔ چکنی ہے۔ پاخانہ کو روکتی ہے۔ دمہ۔ کھانسی۔ بلغم۔ وات۔ اپھارہ۔ باؤگولا۔ قولنج اور سا امراض دل کو دفع کرتی ہے۔ بادی۔ بدہضمی اور کرم ہائے شکم کو دور کرتی ہے سا امراض شکم کو نافع ہے۔

(نگھنٹو رتناکر)

۵۔ ہینگ گرم۔ چرپری۔ دل کو مفید اور دستاور ہے۔ وات۔ بلغم اور کرم ہائے شکم کو دور کرتی ہے۔ باؤگولا۔ امراض شکم۔ اپھارہ۔ قبض۔ قولنج اور سا امراض دل کو مفید ہے۔

(دھنونتری نگھنٹو)

۶۔ ہینگ دل کو مفید ہے۔ چرپری اور گرم ہے۔ کرم ہائے شکم۔ وات۔ بلغم۔ قبض۔ اپھارہ اور قولنج کو دور کرتی ہے۔ آنکھوں کو مفید ہے۔ باؤگولا کو دافع ہے۔

(راج نگھنٹو)

خواص و فوائد بروئے طب یونانی

اس کو کھانے سے دماغی اور اعصابی امراض جیسے مرگی، فالج۔ لقوہ۔ رعشہ۔ خدر۔ نزلہ اور ام الصبیان و کزاز کو نفع ہوتا ہے۔ آنکھ اور کان اور ناک اور منہ اور حلق اور حنجرہ اور سینہ اور پتہ اور معدہ اور کبد اور طحال کے امراض کے لیے نافع ہے۔ شہد کے ہمراہ اس کو آنکھ میں لگانے سے نگاہ کو قوت حاصل ہوتی ہے نزول الماء اور جالے اور ناخنے کے لیے نافع ہے۔ روغن زیتون میں پکا کر کان میں ٹپکانا درد اور کری اور دوی اور نہ کری اور ددی اور طنین کے لیے نافع ہے زنگار اور پھٹکڑی کے ساتھ ناکڑے (گوشت زائد جو ناک میں ہوتا ہے) کو دور کرتی ہے۔ دندان کرم خوردہ پر رکھنا مسکن درد ہے۔ دانتوں کو گرا دیتی ہے اور خارج سے طلا اس کا دانت کے درد کو تسکین دیتا ہے۔ انجیر زوفا کے ساتھ جوش کر کے اس جوشاندے سے کلی کرنا کرم خوردہ دانت کے درد کے لیے مفید ہے۔ غرغرہ اس کا شہد کے ساتھ کوؤں کے ورم کے لیے اور سرکے کے ساتھ جونک نکالنے کے لیے جو حلق میں رہ گئی ہو مجرب ہے۔ ایک ماشہ ہینگ

دو ماشہ نمک دونوں کو ایک سیر پانی میں جوش دیں۔ جب سات تولہ باقی رہ جائے تو چوتھیلے کے مریض کو پلائیں دو دن کے پینے سے سخت دورہ بند ہو جاتا ہے ہیضے میں جو ہچکیاں آئیں اس میں دو گرین ہینگ اور آدھا گرین مشک دینا مفید ہے اکثر پختہ عمارتوں میں جو بڑ اور پیپل اور پاکھڑ وغیرہ کے درخت جم جاتے ہیں اور دور نہیں ہوتے ان کو کاٹ کر جڑ میں ہینگ بھر دیں پھر نہیں اگیں گے اگر ایک بار کا بھرنا کافی نہ ہو تو مکرر بھر دیں۔ ارنڈ کی جڑ کے ساتھ خشک کھانسی اور پسلی کے درد کو نافع ہے۔ آواز کو صاف کرتی ہے۔ حلق کی خشونت کو دفع کرتی ہے فلفل کے ساتھ کھانے سے پیشاب اور حیض کا ادرار کرتی ہے۔ اس کے حمول اور تجویر سے مرا ہوا بچہ پیٹ سے نکل جاتا ہے۔ انجیر اور سرکے کے ساتھ داد پر لگانے سے دور کرتی ہے۔ ذکر کے سوراخ میں رکھنے سے نعوظ پیدا کرتی ہے۔ ہینگ کو روغن زیتون میں عرصے تک رکھیں پھر شہد میں ڈال کر دھوپ میں رکھیں اور حل کر کے اس میں سے تھوڑا سا عورت سے صحبت کے وقت ذکر پر مل لیں تو طرفین کو خوب لذت ملے۔ ورم اور ریاح کو تحلیل کرتی ہے۔ بھوک بڑھاتی ہے کھانا ہضم کرتی ہے۔ جگر اور معدہ و طحال کی مزمن بیماریوں کو نافع ہے گرمی پیدا کرتی ہے۔ روغن میں حل کر کے چوٹ اور پانی کے مقام پر ملنے سے نفع ہوتا ہے۔ اکثر زہروں کا تریاق ہے۔ سانپ کو گھر میں رکھنے سے وبائے صحرائی سے حفاظت رہتی ہے خلاصۃ العلاج میں لکھا ہے کہ اگر ابتدائے ظہور آبلہ عرق مدنی سے دو ہفتہ تک ۳ ماشہ روزانہ ہینگ کھائیں اور سفید لب کیپرو پیس کر ورم پر لیپ کریں تو بالکل مرض دفع ہو جائے اور عود نہ کرے۔ تکملہ ہندی میں ذکر کیا ہے کہ ہینگ پونے دو تولہ اور گڑ سات تولہ لے کر سات گولیاں بنا کر روزانہ ایک گولی تین تولہ گھی کے ساتھ کھائیں تو ناسور بغیر تکلیف کے نکل جائے گا۔

ایک کتاب میں اس نسخے کو یوں لکھا ہے:۔

ہینگ ۱۴ ماشہ۔ گڑ ۴ تولہ ۸ ماشہ۔ ہینگ مرگی کے مریض کو فائدہ بخشتی ہے باوجودیکہ اپنی قوت محللہ کی وجہ سے ریاح بکھیرتی ہے۔ مگر نفاخ بھی ہے اور نفخ کی وجہ یہ ہے کہ اس میں رطوبت فضلیہ ہے۔ اس لئے باہ کو قوت دیتی ہے جیساکہ

سونٹھ کا حال ہے۔ ایک چنے کے برابر یا اس سے کم لے کر روٹی کے گودے میں رکھ کر نگل جائیں اور چند روز تک متواتر ایسا کریں۔ اس سے وہ استسقاء جس کا سبب سردی ہو جاتا رہتا ہے۔ بواسیر کو بھی دفع کرتی ہے۔ پھوڑا پھوٹ کر پیپ نکل جائے تو اس کو وہاں رکھنے سے زخم کا منہ کھل جاتا ہے۔ کبھی سداب اور فطرودن اور شہد میں ملا لیتے ہیں۔ اس کو غذا میں ملا کر کھانے سے چہرے کا رنگ نکھرتا ہے اگر بولانا کتا یا بچھو یا رتیلا کاٹ کھائیں تو روغن زیتون میں گھول کر لگائیں۔ لہسن اور پکھان بید کے ساتھ بھی سگ گزیدہ کو نافع ہے جہاں یہ رکھی ہو کیڑے مکوڑے پاس نہیں آتے۔ اس سے زہر دار مکان کی مضرت دفع ہوتی ہے۔ اس کو کپڑے میں باندھ کر پانی کے بہنے کی جگہ رکھ دیں تو کیڑے نہ پیدا ہوں۔

(خزائن الادویہ)

طبیعت۔ ہیرا ہینگ گرم چوتھے درجے کے اول میں اور خشک دوسرے درجے کے آخر میں۔ بعض کہتے ہیں کہ گرم تیسرے درجے میں اور خشک دوسرے درجے میں بعض کہتے ہیں کہ تیسرے درجے میں گرم و خشک ہے اور ہینگڑا چوتھے درجے کے اوّل میں گرم ہے اور تیسرے درجے میں خشک ہے۔

(خزائن الادویہ)

تاثیرات واستعمالات بروئے طب ڈاکٹری

تاثیرات

اندرونی قنات غذائیہ۔ مثل دیگر فراری روغنوں اور رالوں کے ہینگ محرک، کاسر ریاح اور دافع نفخ ہے۔ ریح کو خارج کرتی ہے تشنج کو تسکین دیتی ہے لیکن اس کے نامرغوب اور متلی آور ذائقہ کی وجہ سے اس کا استعمال کم ہوتا ہے۔

پھیپھڑے۔ یہ اخراج کے دوران میں ہوا کی نالیوں کی تراوش کو بڑھاتی

ہے اور اسے وبائی اثر سے پاک کرتی ہے لہٰذا یہ ایک دافع تعفن مخرج بلغم دوا ہے۔

اخراج۔ ہوائی نالیوں کی رطوبت اور پیشاب کے ذریعے اس کا اخراج ہوتا ہے۔

استعمالات

بیرونی۔ ہینگ کو پانی کے ہمراہ پیس کر باریک کرنے سے ایک گاڑھا ایملشن (مستحلب) تیار ہوتا ہے۔ اسے اکثر بچوں کے نفخ شکم میں پیٹ پر لیپ کرنے سے فائدہ پہنچتا ہے۔

اندرونی۔ نفخ میں بطور کاسر ریاح استعمال کرنے کے سوائے یہ شاذ و نادر ہی استعمال کی جاتی ہے۔ آخر الذکر حالت میں ۳۰ گرین ہینگ کو چار اونس پانی میں رگڑ کر بطور اینما یعنی حقنہ استعمال کر سکتے ہیں۔

جو لوگ مکاری سے بیماری کا بہانہ کرتے ہیں انھیں ایک ایفروسینگ ڈرافٹ (جرعہ جوشدار) میں چند قطرات ٹنکچر ایسافٹیڈا اور ٹنکچر ویلیرین (بالچھڑ) کے ملا کر دن میں تین چار بار دینے سے بعض اوقات شفایاب کیے جا سکتے ہیں۔

(فارماکالوجی میٹریا میڈیکا اینڈ تھیراپیوٹکس)

افعال۔ کاسر ریاح۔ دافع تشنج۔ دافع تعفن، مخرج بلغم۔ مدر حیض۔

منفعت خاص۔ یہ نفخ شکم۔ درد شکم۔ ہسٹریا اور قلت حیض میں خصوصاً مستعمل ہے۔

مقدار خوراک۔ خزائن الادویہ میں اس کی مقدار خوراک ۱ ماشہ درج ہے علاوہ بریں لکھا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ ایک عدسہ سے ۲ ماشہ تک بلکہ حسب ضرورت ۳ ماشہ تک جائز ہے۔ انڈین نیشنل فارماکوپیا میں اس کی مقدار خوراک ۵ سے ۱۵ گرین (۲½ رتی سے ایک ماشہ) درج ہے۔ عموماً اندرونی استعمال کے واسطے اس کی مقدار خوراک ایک سے چار رتی کافی رہتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ ایک ماشہ تک دے سکتے ہیں۔ بڑی خوراکوں میں اس کا استعمال خطرہ سے

خالی نہیں۔ عموماً قے ہو جاتی ہے۔ کبھی مرتبہ دست بھی آجاتے ہیں۔

طریق استعمال۔ طب آیورویدیہ میں اندرونی استعمال کے لیے خام ہینگ اکثر استعمال نہیں کی جاتی بلکہ عموماً شدھ کر کے استعمال کی جاتی ہے۔ اسے شدھ کرنے سے اس کی خشکی اور بو کی تیزی دور ہو جاتی ہے اور پھر اس کے استعمال سے طبیعت پر کوئی برا اثر نہیں ہوتا کہ جس سے قے وغیرہ کے ہونے کا ڈر نہیں ملتا۔ شدھ ہینگ کو یونانی حکماء ہینگ بریان کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ طب یونانی میں بھی اکثر ہینگ بریان کے استعمال کا ہی دستور ہے۔ لیکن طب ڈاکٹری میں یہ بالکل خام حالت میں ہی مستعمل ہے۔ خارجی استعمال کے لیے خام ہینگ ہی استعمال کرنی چاہیے۔

ہینگ شدھ کرنے کی ترکیب

گھی کے ہمراہ ہینگ کو لوہے کے برتن میں ڈال کر انگاروں پر رکھ دیں اور ہلاتے رہیں۔ جب قدرے لال ہو جائے تب اتار کر کام میں لائیں۔

(آتم ریہ سنگھتا)

وضاحت۔ قلعی شدہ کسی پتیل وغیرہ کے پیالہ یا لوہے کے کڑچھ وغیرہ میں خالص گھی ڈال کر آگ پر رکھیں۔ جب گھی خوب گرم ہو جائے تو اس میں ہینگ ڈال دیں۔ واضح رہے کہ گھی و ہینگ ہر دو اندازاً اس قدر ہوں کہ ہینگ گھی میں بآسانی بھونی جا سکے۔ بھونتے وقت آگ ہلکی رکھیں اور کسی چمچ وغیرہ سے ہینگ کو ہلاتے رہیں۔ ورنہ ہینگ کے جل جانے کا احتمال ہے۔ جب ہینگ پھول جائے اور قدرے لال ہو جائے تو ہینگ کو گھی سے نکال لیں۔ بس یہی شدھ یا بریان ہینگ ہے۔

رس ترنگنی میں لکھا ہے کہ اصلی ہینگ کو برابر وزن خالص گھی کے ہمراہ بڑی چمچ میں سینک لینے سے ہینگ بالکل شدھ ہو جاتی ہے۔

واضح رہے کہ ہینگ کے برابر وزن گھی لینے کی ضرورت نہیں ہے صرف اتنا گھی لینا کافی ہے کہ جس میں وہ اچھی طرح بریان کی جا سکے۔

خانگی استعمالات

بطور گرم مصالحہ ہر روز ہندوستانی گھروں میں استعمال کی جاتی ہے۔ عموماً دال ساگ وغیرہ کی بھاجی کو اس کا تڑکا دینے کا رواج ہے اور خصوصاً ماش کی دال کو تو ضرور اس کا تڑکا دیا جاتا ہے۔ اس کا تڑکا دینے سے بھاجی کی بادی کی خاصیت جاتی رہتی ہے۔ کھانا خوب ہضم ہوتا ہے اور چیز دبدن بنتا ہے کہ جس سے جسمانی صحت ترقی کرتی ہے۔ اس کے گھریلو استعمال کا رواج نہایت پرانے زمانے سے چلا آتا ہے۔

دیہاتوں میں عموماً جب بچہ تولد ہوتا ہے تو اس وقت زچہ کے کمرے کے اندر چند دہکتے ہوئے کوئلوں پر ہینگ ڈال کر سلگائی جاتی ہے کہ جس سے تمام کمرے میں ہینگ کا دھواں پھیل جاتا ہے۔ علاوہ بریں یہ کسی کپڑے کے اندر لپیٹ کر زچہ کے بازو پر باندھی بھی جاتی ہے۔ یہ ترکیب ہینگ کے مانع عفونت فعل کو مدنظر رکھ کر کی جاتی ہے اور فائدہ مند رہتی ہے۔

آیورویدک استعمالات

۱۔ چرک سنگھتا کے سوتر استھان کے چوتھے ادھیائے میں دیپن (مشتہی) سنگیا ستھاپک (بے ہوشی دور کرنے والی) اور دافع دمہ چھ دس دس ادویہ بیان کی گئی ہیں۔ ان میں ہینگ کا بھی شمار ہے۔

۲۔ ہینگ اور رانست مول کے سفوف کو ہم وزن لے کر یک جان کر لیں۔ یہ سفوف ہر قسم کی تپ کو دور کرتا ہے۔ (برہت نگھنٹو رتناکر)

۳۔ ہینگ کا انجن لگانے سے کاملا (یرقان) جلد ہی دور ہو جاتا ہے۔
(راج مارتنڈ)

۴۔ پرانے گھی (ایک سال سے زیادہ عرصہ کا) میں ہینگ کو ملا کر نسیہ (نسوار) لینے سے چوتھیے کا بخار ایسے دور ہو جاتا ہے کہ جس طرح کامی (خواہش نفسانی والی) نوجوان اور حسین مستورات کے مکھ (چہرے) کو صاف دیکھنے سے ہی سادھو پرشوں یعنی

پارسا لوگوں کے نیک خیالات پلٹ جاتے ہیں۔ (وئید جیون)

۵۔ ہینگ کو ذرا گرم کر کے دانت کے سوراخ میں رکھنے سے دانت کے کیڑے دور ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ بوسیدہ دانت میں گرم ہینگ بھر دینے سے درد دانت کو آرام آ جاتا ہے۔ (رنگ سین)

دیگر استعمالات

(مختلف ڈاکٹروں کے قلم سے)

۱۔ ڈائموک صاحب فارما کو گرافیا انڈیکا میں تحریر فرماتے ہیں۔

ڈاکٹر پولنہ نیگری ( ) صاحب نے ہینگ کو ایک گرام (ایک ماشہ روزانہ) کی مقدار میں استعمال کرنے سے اسقاط حمل کی دو مریضوں کے کامیابی علاج کی اطلاع دی ہے۔ پہلی مریضہ کی حالت میں عورت کو دو مرتبہ اسقاط حمل ہو چکا تھا۔ اور دوسری کو چار مرتبہ۔ دونوں مرضیٔ آتشک کی آلودگی سے مبرا تھیں اور اسقاط حمل کی کوئی وجہ گرفت نہیں کی جا سکتی تھیں۔

۲۔ اودے چند دت صاحب میٹریا میڈیکا آف دی ہندوز میں رقمطراز ہیں:۔

یہ بد ہضمی۔ قولنج اور نظام عصبی کے امراض میں بہت زیادہ مستعمل ہے۔ یہ اندرونی استعمال سے پیشتر بریان کی جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ خام یا غیر بریان شدہ ہینگ تے لاتی ہے۔

۳۔ آر۔ این۔ کھوری صاحب میٹریا میڈیکا آف انڈیا اینڈ دیئر تھیرا پیوٹکس میں لکھتے ہیں:۔

اس ملک کے لوگ ہینگ کو بطور دوا استعمال کرنے سے پیشتر عموماً بریان کر لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کا یقین ہے کہ خام ہینگ قے آور ہے۔

یہ امراض عصبی مثل ہسٹریا اور مالیخولیا مراقی میں۔ مزمن نزکام، کھانسی اور دمہ میں بطور مخرج بلغم، بد ہضمی۔ قولنج اور معدہ کے دیگر امراض میں بطور کاسر ریاح

اور کرمہائے شکم کے اخراج کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ ملیریا زدہ علاقوں میں اگر خوراک کے ساتھ ہینگ استعمال کی جائے تو کہا جاتا ہے کہ یہ مانع تپ موسمی (ملیریا) ہے۔ یعنی ملیریا کا شکار نہیں ہونے دیتی۔ آنتیں ریح کی وجہ سے پھول گئی ہوں تو یہ آرام دیتی ہے۔ کرمہائے شکم کے لیے ہینگ کا اینیما یعنی حقنہ بہت ہی اچھا رہتا ہے اعتیادی اسقاط حمل کے لیے یہ ایک بہت معتبر دوا ہے۔

۴۔ کے۔ ایم۔ نادکرنی صاحب انڈین میٹریا میڈیکا میں لکھتے ہیں:۔

ہینگ ایک پودے سے حاصل کردہ منجمد رس ہے۔ کئی صدیوں سے ہندوستان میں اس کا استعمال مقبول عام ہے۔ خصوصاً مصالحوں میں ایک جز کے طور پر ہسٹریا نفخ شکم، قولنج نفخی اور استڑیوں کے ان تشنجی امراض میں جب کہ ان کا تعلق خصوصاً ہسٹریا کے ساتھ ہو۔ غشی، عصبی خفقان، مالیخولیا مراقی۔ ہسٹریا کی وجہ سے لاحق ہوئی دیگر امراض۔ بچوں کی تشنجی اور ہٹیلی کھانسی، پھیپھڑوں کے ورموں کے بعد رہ گئی ہو۔ کالی کھانسی کے بڑھاؤ کی حالت، نمونیا۔ بچوں کی کھانسی، پرانی کھانسی اور جوانوں کے دمہ کی یہ ایک معتبر دوا ہے۔ استعمال کرنے سے پیشتر بریان کی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ خام اور غیر بریان ہینگ قے لاتی ہے۔ یہ ایک سے دو گرین (½ سے ا رتی)، گولی کی صورت میں یا نصف سے ایک اونس کی مقدار میں گاڑھے اور دودھیا مستحلب (ایملشن) کے طور پر دی جا سکتی ہے جس کی تیاری کا طریق یہ ہے کہ ایک کھرل میں پانچ ڈرام (۲۰ ماشہ) ہینگ کو ایک پائنٹ (تقریباً دس چھٹانک) گرم پانی میں رگڑیں۔ جب ہینگ حل ہو جائے تو اسے چھان کر ٹھنڈا ہونے کے لیے ایک طرف رکھ دیا جاتا ہے۔ دمہ کے دوروں کو آرام دینے کے لیے ہینگ کے دھوئیں کا نسخہ جو ہنگو آدی دھوم کہلاتا ہے۔ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا طریق یہ ہے کہ ہینگ اور ارہر کی دال دونوں کو بغیر دھواں والی آگ پر ڈال دیتے ہیں اور دوا کے جلنے کا دھواں ایک نلکی کے ذریعہ سونگھا جاتا ہے۔

ہسٹیریا اور اس کی متعلقہ تکلیفات کے واسطے گولیاں جو ہینگ اور ایلوا ہر ایک ½ گرین اور قدرے شہد ملا کر بنائی جاتی ہیں۔ بہت سود مند رہتی ہیں۔ میعادی بخار میں جب بوجہ ریح پیٹ تنا ہوا ہو۔ ہیضہ، تشنج (امینٹھن) اور رگوں کے امراض

ریح اور ورم باریطون (پیری ٹونائی ٹس) میں یہ ایک اینما یعنی حقنہ مستعمل ہے۔ اس غرض کے لیے دو ڈرام ہینگ کو ایک پائنٹ پانی یا کثیف پیچھ میں سحق کیا جاتا ہے پچاس حصہ پانی یا کثیف پیچھ میں ایک حصہ ہینگ ملا کر بنائے ہوئے ٹنکچر میں سے چائے کی ایک چمچ کے برابر لے کر اس میں قدرے عرق اجوائن آمیز کر کے پلانا بچوں کے تو لنج نفخی کو تسکین دینے کے لیے اکثر موثر رہتا ہے۔

اپھارہ کے لیے ہینگ۔ دار چینی۔ سونٹھ اور سیندھا نمک۔ ہر ایک ایک گرین سے تیار کردہ سفوف بھی بہت کارآمد ہے۔ یہ نزرد کمزور بچوں کے تشنجات میں آزمایا جا سکتا ہے۔ ہینگ۔ اجوائن۔ ہلیلہ زرد اور سیندھا نمک ہم وزن لے کر ان کا سفوف تیار کیا جائے اور دس گرین مقدار میں استعمال کیا جائے تو قولنج کو تسکین دیتا ہے۔ کالی کھانسی میں مبتلا بچوں کی چھاتی پر ہینگ کا پلستر لگانا ایک عمدہ محرک ضماد ہے۔ ہینگ بطور دافع دیدان بچوں کے کدودانوں کے لیے مفید ہے ہینگ کا اینما یعنی حقنہ سوتی کیڑوں یعنی چرنوں کو مقعد اور زیریں آنت سے دور کرنے کا ایک حکمی ذریعہ ہے۔ درد شقیقہ اور دانتوں کے بوسیدہ ہونے یا کیڑا لگنے میں ہینگ بطور مخدر استعمال کی جاتی ہے۔

درد شقیقہ کو آرام دینے کے لیے ہینگ کا مستحلب یعنی ایملشن (ایک ڈرام پانی میں ۵ گرین ہینگ کو گھولنے سے بنایا جاتا ہے) ناک کے دونوں نتھنوں میں ڈالا جاتا ہے۔ دانتوں کے کیڑا لگنے میں افیون اور ہینگ کا مرکب بوسیدہ دانت میں درد کے آرام کے لیے رکھا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اسہال اور ہیضہ کے ابتدائی اوقات میں ہینگ۔ کافور۔ فلفل سیاہ۔ ہر ایک ایک گرین اور افیون ½ گرین کی ایک گولی بہت مفید ہے۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد نفاس کے اخراج کو بڑھانے کے لیے ہینگ دی جاتی ہے۔ یہ اس طرح سے تیار کر کے استعمال کی جاتی ہے کہ پہلے بریان کی جاتی ہے پھر اس کی تھوڑی سی مقدار لہسن اور تاڑ کے رس کے ہمراہ ملا کر ایک بڑی گولی بنا لی جاتی ہے اور ہر صبح مریض کو دی جاتی ہے اعتیادی حمل کے واسطے یہ ایک قابل قدر دوا ہے۔ ڈاکٹر ترنا) نے اٹلی کی کئی مستند کتابوں کے حوالہ جات دیے ہیں جو

۱۸۸۵ء تک اعتیادی اسقاط حمل کے مریضان کے علاج میں کامیاب ہوتے رہے ہیں وہ دینس (   ) کے ڈاکٹر پی۔ نیلگری (   ) کے نسخہ کی تقلید کرتا ہے۔

اگرام ہینگ کی ۶۰ گولیاں (ایک گولی تقریباً ۱ ۳/۴ گرین کی) بنائی جاتی ہیں۔ جونہی حمل ٹھہر جانے کا احتمال ہو جاتا ہے۔ ایسی ایک ایک گولی دن میں دو مرتبہ دی جاتی ہے پھر خوراک آہستہ آہستہ اور بتدریج ایک دن میں دس گولیاں تک بڑھائی جاتی ہے اور پھر تا زچگی بتدریج گھٹائی جاتی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جن عورتوں کو پہلے تین سے پانچ مرتبہ اسقاط حمل ہو چکا تھا نیز جو عورتیں التہاب صفاق رحم (رحم کی بالائی آبدار جھلی کی سوزش) اور نزلی التہاب باطن الرحم (سوزش اندرونی رحم) وغیرہ میں گرفتار تھیں۔ یا جنھیں چھٹے ماہ اسقاط حمل کا خوف رہتا تھا ان کا اس دوا سے کامیاب علاج کیا جا چکا ہے۔۔۔۔ کمزوری اعصاب کے لیے ۵ گرین ہینگ کی تھوڑے سے صابن کے ہمراہ گولی بنا کر دینے کی سفارش کی جاتی ہے۔۔۔۔۔ ۔۔۔ داد کے واسطے ہینگ بطور ضماد لگائی جاتی ہے۔ بچھو کاٹنے پر بھی اس کا لگانا اچھا ہے۔

۵۔ دیو پرشاد سنیال اور راس بہاری گھوش صاحبان ویجیٹیبل ڈرگز آف انڈیا میں رقمطراز ہیں:۔

ہینگ کاسر ریاح، محرک اور دافع تشنج ہے خصوصاً اختناق مریضوں کے نفخ شکم میں استعمال کی جاتی ہے۔ یہ پرانی کھانسی کے لیے بھی مفید ہے۔

یہ بطور کاسر ریاح۔ مقوی۔ ملین۔ مدر بول۔ مدر حیض اور مبہی مستعمل ہے۔ بڑی خوراکوں میں استعمال کی ہوئی خواہش جماع کو بڑھاتی ہے اور فعل جماع کے وقت کو طویل کرتی ہے۔

قولنج امعاء کے لیے جس میں انتڑیوں کے اندر سدہ کے رک جانے کی علامات بھی پائی جاتی ہیں۔ کسٹر آئل کے اندر ہینگ کو ملا کر اینما یعنی حقنہ کرنا بہت مفید ہے۔

۶۔ ڈاکٹر اے لکشمی پتی صاحب ون ہنڈرڈ ڈیونز ڈرگز میں لکھتے ہیں:۔

یہ ایک بہت اچھی کاسر ریاح ہے اور ہضم ہونے میں مدد دیتی ہے۔ یہ امراض وات میں بہت استعمال کی جاتی ہے۔ یہ اعتیادی کھانسی رمزمن زکام۔ کھانسی اور دمہ میں بطور مخرج بلغم اور بدہضمی میں بطور کاسر ریاح۔ قولنج اور دیگر امراض معدہ

تناؤ کو تسکین دیتی ہے۔ خون حیض کے بہاؤ کو بڑھانے میں خصوصی اثر رکھنے کی وجہ سے یہ درد حیض میں مبتلا عورتوں کو دی جاتی ہے۔ یہ ہسٹریا اور امراض عصبی میں بہت مفید ہے۔ وضع حمل کے بعد آنول کو نکالنے کے لیے ۴۔ ۵ گرین کی مقدار میں ہر پندرہ منٹ بعد دی جاتی ہے۔ زخموں کے لیے بیرونی لیپ کے طور پر تیل میں حل شدہ ہینگ مانع عفونت (اینٹی سیپ ٹک) ہے اور امراض گوش کے لیے اسے خاص شہرت حاصل ہے۔ کان کے درد کے لیے اس کا استعمال مقبول عام ہے۔

۸۔ ڈاکٹر وامن گنیش ویسائی صاحب اوشدھی سنگرہ میں

رقمطراز ہیں:۔

کیمیائی تجزیہ سے ہینگ میں روغن آمیز رال۔ لطیف روغن اور گندھک ملتی ہے۔ ہینگ مشتہی۔ ہاضم۔ معدہ۔ آنتوں اور رحم کو محرک کرنے والی۔ کاسر ریاح۔ قبض کشا۔ دافع دیدان امعاء۔ مخرج بلغم۔ دافع بلغم۔ بلغم کی بدبو کو دور کرنے والی قوی محرک اعصاب۔ دافع تشنج اور دافع ملیریا بخار ہے۔ ہینگ میں پایا جانے والا لطیف روغن ہوائی نالیوں، جلد اور گردوں کے ذریعہ جسم سے خارج ہوتا ہے۔ اس سے بلغم رقیق ہوتا ہے۔ بلغم کی بدبو زائل ہوتی ہے اور بلغم میں پائے جانے والے جراثیم نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ پھیپھڑوں کے امراض میں ہینگ بہت فائدہ مند ہے۔ جوان آدمی کی مزمن ورم شعب (ہوائی نالیوں کی سوجن) دمہ کالی کھانسی میں اور بچوں کے پھیپھڑوں کی سوجن۔ ہوائی نالیوں کی سوجن اور بچوں کے پھیپھڑوں کے مرض کے ٹھیک ہو جانے کے بعد جو خشک کھانسی آتی ہے اس میں ہینگ دیتے ہیں۔ پھیپھڑوں کے امراض میں ہینگ پانی میں ملا کر دیتے ہیں۔

اس سے بلغم رقیق ہوتا ہے اور زیادہ پیدا ہو تو کم پیدا ہوتا ہے۔ پیٹ کا اپھارہ درد تبض معدہ اور آنتوں کا ڈھیلا پن۔ بدہضمی اور دیدان امعاء میں ہینگ مفید ہے۔ رنگھن بادہ۔ لقوہ۔ جبڑے کا جکڑا جانا۔ فالج تشنج اور ہسٹریا میں ہینگ دیتے ہیں۔ جاڑا بخار میں ہینگ عمدہ مفید ہے۔ بخار میں سنپات کی علامات دیکھتے ہی ہنگو کر پور وٹکا دینی چاہیے اس سے نبض کی رفتار سدھرتی ہے۔ ہاتھ پاؤں کا کانپنا۔ کپڑے پھینکنا۔ اٹھنا۔ بھاگنا۔ بکواس وغیرہ سنپات کی علامات کم ہو جاتی ہیں۔ امراض دل میں ہینگ کا استعمال عمدہ رہتا ہے۔ دل کی دھڑکن دل میں یک دم درد ہونا۔ جی گھبرانا۔ ان میں ہنگو کر پور وٹکا دیتے ہیں۔ ہینگ سے رحم کا سکڑاؤ ہو کر ماہواری خون صاف ہوتا ہے اور درد پیٹ کم ہوتا ہے۔ زچہ کو ہینگ دینا اچھا ہے۔ ہینگ دینے سے تازہ رہتا ہے۔ امراض شکم میں ہینگ گھی میں بریان کر کے اور پھیپھڑوں کے امراض میں خام ہینگ دینا چاہیے۔

ہنگو کر پور وٹکا۔ ہینگ ۱حصہ۔ کافور ۱حصہ ملا کر دو رتی کی گولیاں بنائیں۔ اس میں ۱/۸ حصہ کستوری ملانے سے خالص فائدہ ہوتا ہے۔

۹۔ کرنل آر۔ این۔ چوپڑا صاحب انڈیجنس ڈرگز آف انڈیا میں تحریر فرماتے ہیں۔

ہینگ ہندوستان میں بکثرت استعمال کی جاتی ہے اور زمانہ گزشتہ سے ہی قدیم طریقہ علاج میں یہ بہت قدر و منزلت سے دیکھی جاتی ہے۔ یہ بطور کاسر ریاح اور دافع تشنج مشہور رہی ہے اور مستورات اور بچوں کے ہسٹریا اور امراض عصبی میں بکثرت استعمال کی جاتی ہے۔ یہ بطور خوشبودار چیز کے استعمال کی جاتی ہے۔ اور تمام ہندوستان میں استعمال ہونے والے کئی مصالحہ دار مرکبات کی یہ جزو خاص ہے زیادہ تر اس وجہ سے ہی اس خوشبودار گوند کی بڑی مقدار درآمد ہوتی ہے۔

۱۰۔ شری بی۔ مکرجی۔ دی انڈین فارمیوٹیکل کوڈیکس میں تحریر فرماتے ہیں۔

ہینگ زمانہ قدیم سے استعمال ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ یہ ادویہ میں بہت استعمال ہوتی ہے۔ علاوہ بریں مصالحہ کے طور پر بھی استعمال ہوتی ہے۔ یہ رالدار گوند (گم ریزن) قوی دافع تشنج۔ کاسر ریاح۔ مخرج بلغم اور محرک اعصاب ہے۔

یہ ہسٹریا (اختناق الرحم) اور سا اختناقی امراض اور تشنجی امراض مثلاً دمہ۔ کالی کھانسی وجع القلب (درد دل) تولنج نفخی (درد شکم جو نفخ کے سبب ہو) وغیرہ میں مفید ہے۔

یہ نمونیا کی بڑھی ہوئی حالتوں اور بچوں کی کھانسی میں نمایاں اثرات پیدا کرتی ہے۔

قنایت غذائیہ (غذائی نالی) کی لعاب دار جھلی کے لیے یہ مقامی طور پر محرک ہے تولنج نفخی کے علاج میں یہ بطور کاسر ریاح استعمال کی جاتی ہے۔ ہینگ کا لطیف روغن جذب ہو جانے کے بعد پھیپھڑوں کے ذریعہ خارج ہوتا ہے اس لیے یہ کھانسی کی مختلف اقسام۔ کالی کھانسی اور دمہ میں بطور مخرج بلغم بالتحریک استعمال ہوتی ہے۔

سلک مروارید

۱۔ ہنگو آدی چورن۔
۲۔ ہنگو واشٹک چورن۔
۳۔ ہنگو آدی تیل۔
۴۔ رجہ پرورتنی وٹی۔
۵۔ سنو پر بھا وٹی۔

یہ پانچوں اکسیر الاثر مرکبات پیشتر ازیں آیورویدک فارما کوپیا میں نہایت مفصل طور پر بیان کیے جا چکے ہیں۔ اس لیے ان کے متعلق مکمل واقفیت حاصل کرنے کی خاطر مذکورہ صدر کتاب ہی ملاحظہ فرمائیں۔

۶۔ ہنگو آدی ورتی:۔

اجزائے نسخہ۔ ہینگ[1] نصف تولہ۔ خالص شہد اور سیندھا نمک ہر دو ادویہ ایک ایک تولہ۔

---

[1] اگرچہ شاستروں میں ہر سہ ادویہ کو یکساں وزن میں ہی لینے کو لکھا ہے۔ لیکن کے وزن میں کمی کر دی گئی ہے۔

ترکیب تیاری۔ نہایت ہلکی آنچ پر توا رکھ کر اس پر شہد ڈالیں۔ جب گاڑھا ہو جائے تو اس میں ہینگ اور سیندھا نمک کا نہایت باریک سفوف ڈال کر ہلاتے رہیں۔ جب بتی بننے کے قابل ہو جائے تب نیچے اتار کر بنالیں۔

ترکیب استعمال۔ بتی کو گھی سے تر کر کے مقعد کے اندر داخل کر دیں۔

افعال و منافع۔ بھیشج رتناولی اور یوگ رتناکر وغیرہ میں لکھا ہے کہ اسے گھی لگا کر مقعد کے اندر رکھنے سے مرض اداورت[1] دور ہو جاتا ہے۔

منفعت خاص۔ اسے مقعد میں رکھنے کے چار یا پانچ منٹ کے اندر ہی پاخانہ آ جاتا ہے۔ شافہ گلیسرین (گلیسرین سپازی پڑی) سے بدرجہا بہتر ہے کیونکہ اس سے نہ صرف پاخانہ ہی ہوتا ہے بلکہ باد مخالف کا اخراج بھی زور سے ہوتا ہے نفخ شکم کی شکایت کافور ہو جاتی ہے۔ پیٹ درد جاتا رہتا ہے۔ اکثر پیشاب بھی کھل کر آ جاتا ہے۔ جب مریض کا پیٹ ہوا سے پھولا ہوا ہے۔ یا خانہ پیشاب بند ہو تو شافہ گلیسرین یا گلیسرین سرنج یعنی پچکاری کرنے سے اکثر فائدہ نہیں ہوتا۔ گلیسرین اندر ہی رک جاتی ہے۔ خارج ہوتے ہی نہیں پاتی۔ لیکن ایسی حالت میں بھی یہ آیورویدک بتی نہایت کارگر ثابت ہوتی ہوئی دیکھی گئی ہے۔ ہر طبیب کو اسے ضرور آزمانا چاہیے۔

گنج جواہر

۱۔ حب مفید النساء:۔

یہ نسخہ عالی جناب حضرت استاد الاطبا حکیم احمد الدین صاحب آنجہانی موجد

---

[1] جب باد مخالف بگڑ جاتی ہے تو دستور کے مطابق مقعد کے راستے خارج ہونے کی بجائے اوپر کی جانب جاتی ہے کہ جس سے بول و براز وغیرہ رک جاتے ہیں۔ پیٹ میں درد ہوتا ہے اور اپھارہ وغیرہ ہوتا ہے بس اس مرض کا نام اُداورت ہے۔

طب جدید شاہدرہ لاہور کا اختراع کردہ ہے۔ وہ اسے بکثرت استعمال کیا کرتے تھے۔ ہم نے خود اسے کئی مرتبہ تیار کر کے آزمایا ہے۔ واقعی مفید و مجرب ہے شاذ و نادر ہی خطا کرتا ہے۔ چنانچہ اسی لیے ہدیہ ناظرین کیا گیا ہے۔ نسخہ کے متعلق مکمل واقفیت حضرت موجد طب جدید کے اپنے الفاظ میں ہی ملاحظہ فرما کر سرفراز ہوں۔

ست صبر سقوطری، مرکی ہر ایک دو تولہ، زعفران، کشتہ فولاد، حلتیت ہر ایک ۶ ماشہ، باریک کر کے شہد میں نخود کی گولیاں بنالیں۔

خوراک ایک گولی سے دو گولی تک صبح و شام یا صرف ایک وقت۔

مواقع استعمال۔ یہ دوا صرف عورتوں کے لیے بنائی گئی ہے اگرچہ مناسب موقعہ پر مردوں کو بھی استعمال کرائی جا سکتی ہے مگر عورتوں کے امراض رحم میں سے مندرجہ ذیل امراض میں خصوصیت سے مفید ہے۔ کمئی حیض۔ بے قاعدگی حیض۔ عسر حیض یعنی تنگی اور تکلیف سے حیض آنا۔ اختناق الرحم۔ خصوصاً جب مندرجہ ذیل عوارض میں سے کوئی عارضہ بھی لاحق ہو تو اس دوا کا نہایت زریں موقع اور محل سمجھا جائے گا۔ ضعف جگر۔ اعضاء شکنی۔ درد سر کا عموماً رہنا۔ خصوصاً ایام ماہواری میں ہو جانا جسم میں خون کی کمی۔ ایام ماہواری سے پہلے کمر میں درد۔ معدہ میں نفخ اور تبض۔

اس دوا کا استعمال کوئی ایک دو دن یا ایک ہفتہ تک نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ ایک دو ماہ تک اس کو جاری رکھنا چاہیے۔ یاد رہے کہ اس کے استعمال سے پاخانہ قدرے پیچش کے ساتھ آیا کرتا ہے۔ اس سے ڈر کر دوا کو چھوڑ نہیں دینا چاہیے۔ کیونکہ یہی پیچش اور خراش امعاد رحم کی طرف طبیعت مدبرہ بدن کو متوجہ کر کے ان امراض کو دافع کرنے کا موجب ہوا کرتی ہے۔ لیکن اس کی طرف سے بالکل بے فکر بھی نہ ہو جائیں۔ کیونکہ بعض اوقات اس سے مرض پیچش مستقل طور پر پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ اور پھر مجبوراً اس دوا کو چھوڑنا ہی پڑتا ہے۔ اس لیے اس دوا کے دوران استعمال ہمیشہ حالات کو مدنظر رکھیں۔ یعنی اگر پاخانہ محض ایک یا دو دفعہ قدرے پیچش کے ساتھ آتا ہو تو کوئی ہرج نہیں۔ لیکن پاخانہ تین چار

بار آنے لگے اور پیچش بہت معلوم ہو تو اس دوا کو یا تو بالکل چھوڑ دینا چاہیے۔ یا ایک وقت ترک کر دینا چاہیے اور یا اس کے ہمراہ اسپغول یا بہیدانہ یا کتیرا وغیرہ لعاب دار چیزوں کا استعمال کرا دینا چاہیے تاکہ پیچش مرض کے رنگ میں پیدا نہ ہو سکے اور جب معلوم ہو تو دوسرے تیسرے دن پیچش کے کم ہو جانے سے پھر اس کا استعمال احتیاط کے ساتھ جاری کر دینا چاہیے۔ ہر حیض سے ایک ہفتہ پہلے اگر ان گولیوں کا استعمال مندرجہ ذیل شربت کے ساتھ کرایا جائے تو بہت ہی جلد فائدہ ہوتا ہے۔ اس شربت کا نام شربت ہفت روزہ ہے۔

نسخہ شربت۔ تخم حلبہ ۲ تولہ۔ تخم خیارین ۲ تولہ۔ بادیان - انیسون - اجوائن دیسی تخم شبت۔ مجیٹھ ہر ایک نو نو ماشہ تمام ادویہ کو نیم کوب کر کے آدھ سیر پانی میں نرم آگ پر جوش دیں۔ نصف پانی رہ جانے پر پانی کو صاف کر کے اس میں ۲۵ تولہ کھانڈ ملا کر قوام شربت پر لائیں۔ یہ شربت صرف سات دن کی خوراک ہے۔ بغیر گولیوں کے بھی اس کا استعمال جب حیض آنے سے پہلے کیا جائے تو عسر طمث جو درد کمر۔ درد پشت اور درد عانہ کے ساتھ ہوتا ہے رفع ہو کر حیض بآسانی بلا تکلیف کھل کر آجاتا ہے۔ لیکن گولیوں کے استعمال کے دوران میں طہر کے آخری ہفتہ میں اس کا استعمال بالکل اکسیر بن جاتا ہے۔ (طبی اربعین)

۲۔ درد گردہ کا بے نظیر نسخہ:۔

یہ عالی جناب شفاء الملک حکیم دلبر حسن خاں بھٹی صاحب مرحوم طبیب اعظم دہلی کے مطب کا خاص نسخہ ہے۔ آپ کا بے شمار دفعہ کا آزمودہ و مجرب ہے۔ اور اس کے متعلق آپ کا دعویٰ ہے کہ ۴۵ منٹ کے اندر اندر درد کافور ہو جاتا ہے۔ اس کی طبی رسالہ جات وغیرہ میں بارہا تصدیق نکل چکی ہے۔ شفاء الملک صاحب کے اپنے الفاظ میں ہی نسخہ ملاحظہ فرمائیں۔

پھٹکڑی، جوکھار، لوٹا سجی، سہاگہ خام، نوشادر خام، مرچ سیاہ۔ نمک سیندھا نمک سفید۔ ہیرا ہینگ۔ قلمی شورہ ہم وزن باریک کر کے سرکہ تند ولایتی سے لعوق بنا دیں۔ خوراک تین ماشہ ہر پندرہ منٹ کے بعد۔ اول تو پہلی خوراک میں ہی درد

کافور ہوگا، ورنہ تین خوراک میں یقینی ہے۔

اودیات عمدہ ہونی چاہئیں۔ آرام ہونے کے بعد ہر روز تہارہ دو رتی کشتہ جرالیہود استعمال کراتے رہیں۔ آئندہ کے لیے درد کا احتمال نہیں رہتا۔

(لب المجربات)

۳۔ ہنگو کرپور وٹکا:۔

شری سرگباشی ڈاکٹر وامن گنیش ویسائی کا نہایت مجرب و زود اثر نسخہ ہے جو کہ آپ کی مشہور و معروف تصنیف اوشدھی سنگرہ (بزبان مرہٹی) میں درج ہے۔ کیونکہ تجربہ میں نہایت اکسیر الاثر ثابت ہوا ہے اسی لیے یہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے ضرور یہ تیار کر کے خلق خدا کو فیض پہنچائیں۔

اجزا و ترکیب۔ ہینگ بریاں ایک تولہ۔ کافور ایک تولہ۔ خالص کستوری نیپالی ڈیڑھ ماشہ۔ سب کو یکجا گھوٹ کر ایک ایک رتی کی گولیاں بنالیں۔ کافور اور ہینگ کو یکجا گھوٹنے سے یہ مرکب اکثر گولی بننے کے قابل ہو جاتا ہے لیکن اگر نہ ہو تو قدرے شہد ملا کر گولی بنالیں۔

مقدار خوراک۔ ایک ایک گولی دن میں تین چار مرتبہ دیں۔

ترکیب استعمال۔ پانی سے گولی نگلوا دیں لیکن اگر مریض گولی نگلنے کے قابل نہ ہو تو گولی کو شہد یا آب ادرک میں ملا کر چٹا دیں۔

افعال و منافع۔ بخار میں سنیات کی علامات دیکھتے ہی اسے استعمال کرا دینا چاہیے۔ اس سے نبض کی رفتار سدھر جاتی ہے۔ ہاتھ پاؤں کا نینا، کپڑا پھینکنا۔ اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کرنا اور بکواس کرنا وغیرہ علامات دور ہو جاتی ہیں۔ نمونیا میں اس سے بلغم رقیق ہو کر نکلنے لگتا ہے۔ بلغم کی بدبو دور ہو جاتی ہے اور بلغم کے اندر کے جراثیم مر جاتے ہیں۔ دل دھڑکنے اور دمہ میں بھی فائدہ ہوتا ہے۔

۴۔ شول وٹی :۔

سونٹھ سُہاگہ سونچر کاندھی
سہجن کے رس گولی باندھی
چونسٹھ شول چوراسی بائی
کہے دھنونتری رہے نہ کائی

تشریح :۔

اجزاء ترکیب۔ سونٹھ۔ سہاگہ بریان۔ سونچل نمک۔ اور ہینگ بریان جملہ ادویہ کو ہم وزن ملا کر آب سہانجنہ سے کھرل کر کے دو۔ دو رتی کی گولیاں بنا لیں۔

مقدار و ترکیب استعمال۔ دو۔ دو گولیاں دن میں دو تین مرتبہ بعد از غذا ہمراہ آب نیم گرم دیں۔

افعال و منافع۔ دھنونتری مہاراج فرماتے ہیں کہ اس کے استعمال سے چونسٹھ اقسام کے شول (درد) اور چوراسی قسم کی بائی (امراض ریاح) دور ہو جاتی ہے۔

منفعت خاص۔ درد شکم۔ نفخ شکم۔ گڑگڑاہٹ اور کمی ہاضمہ کی نہایت بہترین دوا ہے۔

اکسیری چٹکلے :۔

ا۔ وجع الفواد کی لاجواب دوا۔

مقام کوڑی (چھاتی میں جہاں دونوں طرف کی پسلیاں آپس میں ملتی ہیں) کے درد کے قلع قمع کرنے کے لیے بلا شبہ ایک قابل قدر اور بے مثل دوا ہے اس کے استعمال سے اکثر ناکامی کا منہ دیکھنا نہیں پڑتا۔ پہلی خوراک سے ہی افاقہ ہو جاتا ہے۔ دو تین خوراکوں کے استعمال سے تو درد قطعًا کافور ہو جاتا ہے۔

اصلی ہینگ ۲ رتی کو مویز منقے میں لپیٹ کر ایک گھونٹ گرم پانی کے ہمراہ دے دیں۔ فوراً درد ساکن ہو جائے گا۔ اگر کسر باقی ہو تو ایک گھنٹہ کے بعد دوسری خوراک دے دیں۔ بفضلہٖ ضرور فائدہ ہوگا۔

۲۔ فقیرانہ ضماد :۔

جو لوگ غریب ہیں قیمتی طلاؤں وغیرہ کے لیے زیادہ رقم خرچ نہیں کر سکتے ان کے واسطے یہ ایک اکسیری تحفہ ہے۔ اگرچہ مفرد دوا ہے۔ لیکن قوی الاثر ہے۔ عضو کو سخت اور فربہ کرنے میں مجرب ہے۔ علاوہ بریں بے حد بالغ ذ ہے۔

رات کے سوتے وقت ہینگ کو پانی میں پیس کر عضو تناسل پر لیپ کریں اور صبح اٹھ کر گرم پانی سے دھو ڈالیں۔ پندرہ بیس یوم کے استعمال سے عظیم فائدہ ہوتا ہے۔ معمولی معمولی حقیر چیزوں میں قدرت نے کیسے کیسے بہترین اوصاف پنہاں کر رکھے ہیں۔ اس راز کو سمجھنے کے لیے اس ضماد کا استعمال ہی کافی ہے۔

۳۔ تریاق زہر افیون :۔

زہر افیون کو زائل کرنے کے لیے ہینگ ہی مفید ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے مسموم کو کوئی عمدہ قے آور دوا دیں۔ تاکہ معدہ صاف ہو جائے۔ بعد ازاں ہینگ کو شراب یا پانی میں حل کر کے دو تین مرتبہ پلا دیں۔ بفضلہٖ زہر دور ہو جائے گا۔

۴۔ آگ سے جلنے کی لاثانی دوا :۔

آگ سے جل جانے کے لیے ہینگ نہایت عجیب و غریب اور لاثانی دوا ہے چنانچہ اصلی ہینگ کو پانی میں گھول کر مرغی کے پر سے جلی ہوئی جگہ پر دن رات میں چار پانچ مرتبہ لگا دیں۔ ایشور کی نظر عنایت سے اس کی لگاتے ہی جلن کو فوراً تسکین ہو جاتی ہے اور آبلہ بھی بالکل نہیں پڑتا۔

طب ڈاکٹری کا آفیشل مرکب :-

انڈین نیشنل فارماکوپیا میں اس کا صرف ایک ہی مرکب یعنی ٹنکچر ایسافٹیڈی (TINCTURA ASAFOETIDAE) درج ہے۔

مقدار خوراک :- ۳۰ سے ۶۰ بوند۔



تمام شد





حکیم ایم ارشد شاہین